تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیۂ ہند

جلد ہشتم

بادشاہنامہ عالمگیری

اس مین

ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی کا حال از اول

تا آخر لکھا ہے

مصنفہ

خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونی ورسٹی

سابق پروفیسر ورنیکیولر اینڈ لٹریچر

میور سنٹرل کالج الہ آباد

۱۸۹۸ء

مطبع شمس المطابع دہلی مین باہتمام منشی محمد عطاء اللہ مطبوع ہوئی

اشتہار

تاریخ ہندوستان

مصنفہ خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی

سابق پروفیسر ورنیکیولر سائنس اینڈ لٹریچر

اس تاریخ کے اٹھارہ حصے تیرہ جلدوں مین مجلد ہین اور انکے سات ہزار ایک سو اٹھتر صفحے ہین تفصیل ذیل ہین

	صفحے	قیمت	محصول
ہندوؤن کے عہد سلطنت کی تاریخ			
مسلمانون کے عہد سلطنت کی تاریخ جسکے پانچہزار ایک سو ایک صفحہ ہین			
جلد اول اسمین مضامین یہ ہین (۱) تمہید — (۲) مقدمہ تاریخ کے باب مین (۳) اہل عرب کے زمانہ جاہلیت کا بیان (۴) ایک سو اٹھارہ سلاطین اسلامیہ کے خاندان جنہون نے دنیا مین اپنی سلطنت پہیلائی انکی ترقی و تنزل کا بیان نہایت مختصر (۵) ملک سندہ کی تاریخ اہل عرب کی حملہ آوری اور فتحیابی سے خلفاء عباسیہ کے عہد تک (۶) خاندان غزنی کی تاریخ (۷) خاندان غوری کی تاریخ —	۵۱۰	عہ	۳-۰
جلد دوم مین (۱) خاندان خلجیہ کی تاریخ (۲) خاندان تغلق کی تاریخ — (۳) سلاطین سادات اور لودھی کی تاریخ —	۴۰۶	عہ	۰-۱
جلد سوم (۱) بابرنامہ (۲) ہمایون نامہ (۳) رزم نامہ شیرشاہی —	۵۲۰	عہ	۰-۲

جلد چہارم - اسکے دو حصے ہین حصہ اول مین

فہرست مضامین بادشاہنامۂ عالمگیری

ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی کا بیان ولادت سے بادشاہ ہونے تک صفحہ ۳ سے ۲۵ تک

ولادت ۔ شاہجہان کی علالت اور دارا شکوہ کا اختیار سلطنت ۔ دارا شکوہ کی
تدبیر سلطنت حاصل کرنے کی ۔ بادشاہ کا شاہجہان آباد سے اکبرآباد مین آنا اور شجاع
سے لڑنے کے لئے لشکر بھیجنا اور شجاع کا بھاگنا ۔ دارا شکوہ کا لشکر مالوہ بھیجنا ۔
اورنگ زیب کو دارا شکوہ سے نفرت کا سبب ۔ اورنگ زیب کا اورنگ آباد سے
برہان پور مین آنا ۔ مراد بخش پاس اورنگ زیب کا پیام ۔ راجہ جسونت سنگہ کا
احوال ۔ اورنگ زیب اور راجہ جسونت سنگہ کی لڑائی اور اورنگ زیب کی فتح
شاہجہان کا حال ۔ دارا شکوہ کا محمد امین خان کا قید کرنا ۔ دریاے چنبل پر
اورنگ زیب کے لشکر کے روکنے کے لئے دارا شکوہ کا فوج بھیجنا ۔ اکبرآباد کے قریب
دارا شکوہ اور اورنگ زیب کی لڑائی اور دارا کا شکست پاکر دہلی بھاگنا اور دہلی سے لاہور جانا
دارا شکوہ کا حال ۔ اکبرآباد سے اورنگ زیب کا شاہجہان آباد جانا ۔ مراد بخش کا
قید کرنا ۔ مراد کا قید ہونا اور اوسکے ملازمون کو اورنگ زیب کا اپنا ساتھہ گانٹھہ لینا
اور مراد کو سلیم گڈہ کے قلعہ مین بھیجنا ۔ دارا شکوہ و سلیمان و مراد بخش کے امرا کا
اورنگ زیب پاس آنا ۔ دارا شکوہ کا حال دہلی سے لاہور تک جانے مین
اور اورنگ زیب کی عزیمت پنجاب ۔ اورنگ زیب کا تخت سلطنت پر بیٹھنا اور
دارا شکوہ و سلیمان شکوہ کے لئے لشکر بھیجنا اور خود پنجاب کی طرف جانا اور ستلج سے پار ہونا ۔

سلیمان شکوہ کا حال خلیل اللہ خان و بہادر خان کے لشکرون کا حال عالمگیر کے کا حال ــ دارا شکوہ کا حال لاہور سے فرار ہونے کے بعد ــ شیخ میر کا دارا شکوہ کے تعاقب مین بہیجنا ــ بادشاہ ملتان سے شاہجہان آباد آنا اور شاہزادہ شجاع کے معاملات ــ اورنگ زیب و شجاع کی محبت و اتحاد کی باتین ــ شجاع کا الہ آباد آنا جشن وزن شمسی سال چہل و دوم ــ بادشاہ کا شجاع سے لڑنے کے لیے روانہ ہونا شجاع اور عالمگیر کے لشکرون کی معرکہ آرائی اور راجہ جسونت سنگہ کی دغا بازی ــ شیخ میر و صفشکن خان کے لشکرون کا بیان جو دارا شکوہ کے تعاقب مین گئے تہے اور دارا شکوہ کی سرگشتگی ــ بادشاہ کا کہجوہ سے اکبرآباد مین آنا اور قلعہ الہ آباد کا فتح ہونا ــ مراد بخش کا قلعہ گوالیار مین مقید ہونا ــ ڈاکٹر برنیر کا بیان راجہ جسونت سنگہ کا ــ دارا شکوہ کا حال ــ دارا شکوہ اور راجہ جسونت سنگہ کے معاملات ــ دارا شکوہ اور لشکر بادشاہی کی لڑائی ــ بادشاہ کا حال بادشاہ کا جلوس ثانی اور سکہ و خطبہ و لقب کا مقرر ہونا ــ ماہ و سال کا حساب بدلنا اور روز وزن کے جشن کا موقوف ہونا ــ دارا شکوہ کا باقی احوال ــ کل ممالک محروسہ مین غلہ اور اجناس کے باج کا بخشنا اور حاصل راہداری کا موقوف کرنا ــ تعین محتسب منع منہیات و مسکرات ــ اکبرآباد کے قلعہ کے گرد حصار کا بننا ــ قلعہ شاہجہان آباد مین آرامگاہ کے پاس ایک مسجد (موتی مسجد) کا بنانا ــ شجاع کا حال سولہ مہینہ کا بنارس سے بہاگنے سے رنجنگ تک بہاگتے ہین ــ شاہزادہ محمد سلطان کا مرزا شجاع پاس جانا اور اوس کی بیٹی سے نکاح کرنا ــ اکبرنگر پر شجاع کا قبضہ ــ بادشاہ کا حال ــ بادشاہزادہ محمد سلطان کا شجاع کے پاس سے مراجعت کرنا ــ راجہ کرن بہورسہ کی تنبیہ کے لیے امیر خان کا بہیجنا دکن اور مشرق کے ملک کا بیان ــ

سیواجی کی ولادت اور تعلیم صفحہ ۱۲۵ سے ۱۸۳ تک

سیواجی کی ولادت اور تعلیم ــ سیواجی کا لٹیرا بن ــ سیواجی کے یار اور مددگار
پہاڑی قلعوں پر سیواجی کا قبضہ ــ باپ کی جاگیر پر قبضہ ــ سیواجی کی پہلی
بغاوت والی بیجاپور سے ــ شاہ جی کا قید ہونا اور چھوٹنا ــ سیواجی کے نئے
حملے اور اورنگ زیب سے معاملات ــ افضل خان کا سیواجی سے لڑنے کے لئے
بھیجا جانا ــ علی عادل شاہ کی ایک دفعہ اور فوج کشی ــ دوسری دفعہ علی عادل شاہ کا
فوج بھیجنا ــ سیواجی کی صلح والی بیجاپور سے ــ قلعہ چاکنہ کی فتح ــ جشن وزن
شمسی سال ۱۰۷۰ھ مطابق سنہ جلوس و قلعہ پرینڈہ کی فتح ــ سری نگر سے سلیمان شکوہ کو حضور میں
لانا ــ ایلچیون کا آنا ــ گرانی غلہ ــ

واقعات سال چہارم ۱۰۷۱ھ صفحہ ۱۴۸ سے ۲۱۲ تک

بداق بیگ سفیر ایران ــ قلعہ تھالکہری کی فتح ــ جنیت بندیلہ ــ شاہزادہ محمد معظم
کی شادی ــ تسخیر ولایت پلاؤن (پالامؤ) واقع صوبہ بہار ــ بادشاہ کا حال ــ
خانخانان عرف معظم خان کی تمہیدات ملک آسام کی فتح کی ــ کوچ بہار کا حال ــ
فتح آسام کے قصد سے لشکر کا کوچ ــ ملک آشام مین لشکر کا آنا ــ قلعہ سملہ گڈہ کا محاصرہ
قلعہ سملہ گڈہ کی فتح ــ نوارہ کا حال اور لکھوگر مین لشکر شاہی کا آنا ــ لشکر کا
لکھوگر سے کوچ کرنا اور گھرگانو کا فتح ہونا ــ آشامیون کی قید سے ہندو و مسلمانون کا چھوٹنا
آشام کی غنیمت ــ ملک آشام کے طول و عرض کا اور اہل آشام کی اوضاع کا بیان
لشکر کا گھرگانو سے متھراپور جانا اور چھاؤنی کا مقرر ہونا ــ برسات کا آنا اور
فساد و زکا اٹھنا ــ کوچ بہار پر راجہ نرائن کا بہ تصرف مین آنا ــ لکھوگر کی
جانب فرہاد خان کا جانا اور دھنیا پار عجیب کا نمودار ہونا اور اسکا واپس آنا ــ
راہون کا مسدود ہونا اور تھانون کا اٹھنا اور ادر قصبے ــ گھرگانو مین
جو لشکر کو قصبے پیش آئے ــ لکھوگر اور نوارہ کا حال اور ادر قصبا یا کہ اس
محال مین پیدا ہوئے ــ گھرگانو و متھراپور مین امراض وبا کا پھیلنا اور غلہ کا

محفظ پڑنا اور نواب کی مراجعت کرنی ۔ راہون کا کھلنا اور روباوحفظ کا کم ہونا راجہ کا تعاقب اور موضع پیام مین پہنچنا اور اور واقعات ۔ مصالحہ کا ہونا اور اہل اسلام کا طلسم آشام سے نجات پانا ۔ نواب کا انتقال کرنا +

واقعات سال پنجم ۱۰۷۲؁ صفحہ ۲۱۳ سے ۲۱۸ تک

جشن جلوس عید ۔ بادشاہ کی علالت وصحت ۔ جشن قمری وصحت قطب الدین خان خویشگی فوجدار جوناگڈہ کا ملک جام کا فتح کرنا اور زمیندار رائے سنگہ کا کشتہ ہونا ۔ شاہزادہ مرادبخش کا قتل ہونا ۔

واقعات سال ششم ۱۰۷۳؁ صفحہ ۲۱۸ سے ۲۲۵ تک

بادشاہ کا کشمیر جانا ۔ قوم سنبل کا استیصال ۔ متفرقات وخیرات ۔ سیواجی کے حملے بادشاہی ملک پر ۔ سیواجی کا امیرالامرا کو دغا سے زخمی کرنا ۔ سیواجی کے اور امیرالامرا کے معاملہ جس طرح مرہٹے بیان کرتے ہین ۔

واقعات سال ہفتم ۱۰۷۴؁ ۱۶۶۴ صفحہ ۲۲۵ سے ۲۳۸ تک

سیواجی کا سورت کا لوٹنا ۔ شاہ جی کا مرنا ۔ سیواجی کی گوشمالی کے لئے لشکر شاہی کا مقرر ہونا ۔

واقعات سال ہشتم ۱۰۷۵؁ ۱۶۶۵ صفحہ ۲۳۸ سے صفحہ ۲۴۴ تک

راجہ جے سنگہ کا لشکر کے ساتھ مہم سیوا سے الفراغ کے بعد ملک بیجاپور کی تخریب ور عادل شاہ کی تنبیہ کے لئے جانا ۔ تبت مین بادشاہ کا خطبہ پڑہا جانا اور مسجد کا بننا ۔ تبت کا بیان ۔ ولایت رخنگ کے قلعہ چاٹگام کی فتح

سوانح سال نہم جلوس ۱۰۷۶؁ صفحہ ۲۴۴

ولایت بیجاپور کی تاخت وتاراج اور دکنیون سے لڑائیان صفحہ ۲۴۷

سیواجی کا دہلی جانا اور بہاگنا ۔ اعتماد خان کا کشتہ ہونا ۔ نیتاجی کا مسلمان ہونا

زمیندار جانده و دیوگڈھ پر دلیر خان کی لشکر کشی اور پیشکش کا وصول کرنا۔

سوانح سال دہم جلوس ۱۰۷۷؁ صفحہ ۲۶۸ سے

شاہزادہ محمد معظم کا دکن پہنچنا۔ قوم یوسف زئی کی سواحل دریا و نیلاب پر شورش انگیزی اور اونکی تنبیہ و تادیب۔ جشن وزن شمسی۔ عبد اللہ خان والی کاشغر کا بیت اللہ جانا۔ عالمگیر کی تاریخ۔ بادشاہ کا حال۔

واقعات سال یازدہم ۱۰۷۸؁ لغایت سال بست و یکم صفحہ ۲۷۱ سے ۳۱۸ تک

بادشاہ کا حال۔ سیواجی کا حال اسکے فرار ہونے کے بعد۔ راجہ جے سنگھ سیواجی کا سورت کا لوٹنا اور قلعہ راہیری دراے گڈھ کا بنانا۔ سیواجی اور بادشاہ کی صلح۔ صلح کا ٹوٹنا اور سیواجی کا قلعوں اور ملک کا فتح کرنا۔ سیواجی کی حبشیوں سے لڑائی۔ سنبھا کو سیواجی کا بلانا۔ سیواجی کا سورت کو لوٹنا۔ بادشاہی فوج کے شکست کے اسباب۔ مہابت خان کی مہمات دکن میں۔ جزیہ و زکوٰۃ۔ سیواجی اور آغر خان کی لڑائیاں۔ فساد قوم یوسف زئی۔ اسلام خان رومی حاکم بصرہ کا آنا۔ جعفر خان کی وفات۔ اہل بیجاپور سے لڑائی۔ فساد افاغنہ۔ قاضی عبد الوہاب کی وفات۔ قلعہ سالیر۔ وکیل شرعی کا مقرر ہونا۔ قوم ست نامی کا فساد۔ راجہ جسونت سنگھ کا مرنا اور اوسکی اولاد۔ راجپوتوں سے آخر بادشاہ کا بگاڑ۔ شاہزادہ اکبر کا راجپوتوں سے ملنا۔ اکبر کا ایران جانا۔ راجپوتوں سے امتداد جنگ۔

معاملات دکن صفحہ ۳۱۸ سے ۳۲۵ تک

مہابت خان جہان بہادر۔ سلطان علی عادل کا مرنا اور سیواجی کا راجہ بننا۔ مغلوں کے ملک پر سیواجی کے حملے۔ سیواجی کا اپنے باپ کے ملک پر قبضہ کرنا۔ سنبھاجی کا بادشاہ سے ملنا اور پھر باپ پاس آنا۔ بیجاپور کا محاصرہ۔ سیواجی کی موت اور اوسکے خصائل۔ سنبھاجی کا راجہ ہونا اور اوس کا ظلم کرنا اور سلطنت کا انتظام بگڑنا

واقعات سال بست و پنجم ۱۰۹۲ھ صفحہ ۳۳۵ سے ۳۳۶ تک

جہان آرا بیگم کی وفات ـ راجپوتوں سے لڑائی بارود خانہ کا اڑنا ـ بادشاہ کا برہان پور سے اورنگ آباد جانا

سوانح سال بست و ششم ۱۰۹۳ھ ۱۶۸۲ء صفحہ ۳۳۶ سے ۳۳۹ تک

قلعہ رام سیج پر دھاوا ـ متفرقات

سوانح سال بست و ہفتم جلوس ۱۰۹۴ھ ۱۶۸۳ء ـ ۳۳۹ سے ۳۴۵ تک

ابو الحسن قطب الملک اور لشکر شاہی کی لڑائی

سوانح بست و ہشتم جلوس ۱۰۹۵ھ صفحہ ۳۴۵ سے ۳۵۹ تک

ابو الحسن کا حال ـ ابو الحسن کی صلح کی درخواست کا بادشاہ پاس پیش ہونا اور خانجہان بہادر و بادشاہ کی بے لطفی ـ بیجاپور پر لشکرکشی ـ حالات متفرقات

سوانح سال بست و نہم و سی ام ۱۰۹۷ھ صفحہ ۳۵۹ سے ۳۶۷ تک

بیجاپور کا فتح ہونا ـ بادشاہ کی حیدر آباد کی فتح کی تیاری ـ شاہزادہ محمد معظم کا مقید ہونا

قلعہ گلکنڈہ کا محاصرہ

سوانح سال بست و یکم ۱۰۹۸ھ صفحہ ۳۶۷ سے ۳۸۸ تک

قلعہ گلکنڈہ کی فتح ـ ولایت سکر (سکر) کی فتح ـ بادشاہ کا دارالجہاد حیدر آباد سے دارالظفر بیجاپور کو جانا ـ نعمت خان عالی کا وقائع و خافی خان ـ ان فتوحات کا اثر اور دکن کی بے انتظامی ـ فتوحات دکن سے جو فائدے بادشاہ کو ہوئے ـ سنبھاجی کی نالائقی اور شاہزادہ اکبر کا کابل جانا اور سنبھاجی کا گرفتار ہونا ـ راے گڈھ کا فتح ہونا ـ راجہ رام کا بھاگنا اور

اور معاملات — جنجی کے محاصرہ کا بیان — مرہٹون اور مغلون کی فوجون کا طرز و انداز — جنجی کا محاصرہ اور مرزا کام بخش — مرہٹون کی آپس کی نااتفاقی راجہ رام کا حال — قلعون کی فتوحات کے لئے بادشاہ کا جانا

سوانح سال سی و دوم ۱۰۹۹ و ۱۱۰۰ھ صفحہ ۳۸۸ سے ۳۹۴ تک

بلگاؤن کی فتح — قلعہ ادونی کی فتح — وبا کا آنا اور بادشاہ کا سنبھا ملک کی تسخیر کے لئے جانا — سنبھاجی کا اسیر و قتل ہونا — سنبھاجی کی بد جبلتی — راجہ رام کا راہیری سے بھاگنا —

سوانح سال سی و سوم ۱۱۰۰ھ صفحہ ۳۹۴ سے ۳۹۸ تک

قلعہ راہیری کی فتح سنبھاجی کے بیٹے کی مدارات — فتح رایچور — ایک آدمی بادشاہ پاس مرید ہونے کے لئے آیا — عالمگیر کے دیانت مند اعلیٰ ملازم — گڈھی سنی —

سوانح سال سی و چہارم ۱۱۰۱ھ صفحہ ۳۹۸

سوانح سال سی و پنجم ۱۱۰۲ھ صفحہ ۳۹۸ سے ۴۰۱ تک

شاہزادہ محمد معظم کی رہائی — ابو الخیر خان و قلعہ راج گڈھ — احکام شاہی

سوانح سال سی و ششم ۱۱۰۳ھ صفحہ ۴۰۱ سے ۴۰۷ تک

ھ — اور الف کا املا — راجہ رام — پرانگبرون کا حال — جنجی کی سرکشی — خربوزہ پر محصول — ابو الحسن کی چار لڑکیان — روح اللہ خان کی وفات — سید سعد اللہ کی سفارش — نئے نوکرون کا رکھنا —

سوانح سال سی و ہفتم ۱۱۰۴ھ صفحہ ۴۰۷ سے ۴۱۱ تک

مرہٹون کی بادشاہی لشکر پر فتوح — قلعہ جنجی کی مہم اور شہزادہ کام بخش کا بلا مین مبتلا ہونا — شاہزادہ محمد عظیم

سوانح سال سی و ہشت ۱۱۰۵ھ صفحہ ۱۱ سے ۱۳ تک
شائستہ خان کا مرنا - حکم شاہی - جہاز گنج سوائی -
سوانح سال سی و نہم ۱۱۰۶ھ صفحہ ۱۳ سے ۱۷ تک
سنتاجی سے لڑائیاں - ہمت خان کا شکست پاکر مارا جانا - شاہ عالم و محمد اعظم
سوانح سال چہلم ۱۱۰۷ھ - صفحہ ۱۷
سوانح سال چہل و یکم ۱۱۰۸ھ صفحہ ۱۷ سے ۱۹ تک
آب بھنبرہ (بھیمبر) بہا کی طغیانی - خان جہان بہادر ظفر جنگ کا مرنا - سیدی یاقوت خان کے قتل کا ارادہ -
سوانح سال چہل و دوم ۱۱۰۹ھ صفحہ ۱۹ سے ۲۲ تک
خواجہ یاقوت مخاطب محرم خان کے تبر لگنا - سنتا کا سر بادشاہ پاس آنا
سوانح سال چہل و سوم ۱۱۱۰ھ صفحہ ۲۲ سے ۳۰ تک
بادشاہ کا خود قلعوں کی فتح کے لئے جانا - قلعہ ستارہ کی فتح - شاہزادہ محمد اکبر
شاہزادہ معزالدین و بلوچ و قوم لئی - قلعہ پرلے کی فتح بادشاہ کی حسن تدبیر سے
سوانح سال چہل و چہارم ۱۱۱۱ھ صفحہ ۳۰ سے ۳۳ تک
قلعہ پرلے کی فتح بادشاہ کی حسن تدبیر سے - بادشاہ کا سفر بہوسان گدہ کی طرف - حکم شاہی - کا شغر
سوانح سال چہل و پنجم ۱۱۱۲ھ صفحہ ۳۳ سے ۳۷ تک
قلعہ پرنالہ کی فتح کے لئے بادشاہ کا جانا - فتح قلعہ صاق گدہ و نام گیر و مفتاح و مفتوح - فتح قلعہ کھیلنا
سوانح سال چہل و شش ۱۱۱۳ھ صفحہ ۳۷ سے
بادشاہ کا سفر کھیلنا سے بہادر گدہ کی طرف -

سوانح چہل و ہفتم ۱۱۱۴ھ صفحہ ۴۲ سے ۵۰ تک

بادشاہ کے مراتب قلعہ ذاتی و یگانہ نژاد تورانی ـ قلعہ کندانی کی فتح ـ بادشاہ کا مقام و کوچ ـ سفر کے مصائب ـ قلعہ راج گڈہ کی فتح ـ غلہ کی کمی اور سبدی یا قوت خان سے اوسکی طلب ـ

سوانح سال چہل و ہشت ۱۱۱۵ھ صفحہ ۵۰ سے ۵۳ تک

قلعہ تورنا کی فتح ـ قلعہ واکنکیرا کی فتح ـ

سوانح سال چہل و نہ ۱۱۱۶ھ صفحہ ۵۳ سے ۶۱ تک

قلعہ بخشندہ بخش ـ بادشاہ کی علالت ـ

سوانح سال پنجاہم ۱۱۱۷ھ صفحہ ۶۱ سے ۶۳ تک

شاہو سنبہا ـ بادشاہ کا سفر ـ شاہزادہ محمد عظیم و کام بخش ـ

سوانح سال پنجاہ و یک ۱۱۱۸ھ صفحہ ۶۳ سے ۹۲ تک

بادشاہ کا انتقال کرنا ـ صفات و خصائل بادشاہ اورنگزیب ـ احتساب ـ ہندوؤں کا مسلمان ہونا اور اونکو ناراض کرنا ـ عطایاء عام و خیرات و جود و احسان ـ ترویج علم ـ فتاوے عالمگیری ـ علم ـ اولاد کی تعلیم ـ عدالت و انصاف و رحم ـ حزم و احتیاط ـ بادشاہ کی جزئیات پر نظر ـ ہمت و استقلال ـ تقسیم اوقات ـ تصنیفات اورنگزیب اور اوس کے عہد کی تصنیفات ـ تاریخ عہد سلطنت عالمگیری ـ وسعت مملکت ـ محاصل ملکی

شہنشاہ عالمگیر صفحہ ۹۲ سے ۵۰۰ تک

اولاد کی تعلیم کے باب میں عالمگیر کے خیالات ـ بادشاہی فرائض کی نسبت عالمگیر کے خیالات بلند

عالمگیر کی سلطنت کا خلاصہ اور اسکا مآل صفحہ ۵۰۴

عالمگیر کی اولاد صفحہ ۵۰۴ ، ۵۰۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پادشاہنامہ عالمگیری

مینے اس پادشاہنامہ عالمگیری کو کتب مفصلہ ذیل کی اعانت سے تالیف کیا ہے۔

(۱) عالمگیرنامہ تصنیف منشی محمد کاظم بن محمد امین۔

محمد کاظم کو مرزا کاظم بھی اور اسکے باپ محمد امین کو مرزا امینای کاشی بھی کہتے ہین جس نے شاہجہان نامہ لکھا ہے اورنگ زیب کے سال اوّل جلوس مین محمد کاظم پادشاہ کا ملازم ہوا۔ پادشاہ کو اسکی انشا پردازی پسند آئی اسکو پادشاہ نے اشارہ کیا کہ ہماری سلطنت کا حال سچا سچا لکھے اور حکم دیا کہ جب تک مولف سوانح نگاری اور وقائع نگاری کرے نسخہ واقعات اور فہرست واردات کو وقائع نگار احوال ماہ بماہ و سال بسال معہ صوبجات اور ولایات کے سوانح کے اسکو حوالہ کرتے رہین اور یہ مقرر کیا کہ جو سوانح و اخبار تحریر مین آئین وہ ترتیب پانے کے بعد اوقات مناسب مین خلوت مین پادشاہ کو داستان داستان سنائی جائین تاکہ اسکی تصحیح و تنقیح پادشاہ کرتا رہے۔ یہ بھی حکم دیا کہ پادشاہنامہ مین ہماری شاہزادگی حال تو مفصل لکھا جا چکا ہے اب ایام سلطنت کا احوال آغاز سلطنت جمادی الاولی ۱۰۶۸ سے اٹھارہ سال تک لکھا جائے اور اسکی ایک مجلد بنائی جائے پادشاہ کے فرمانے کے موافق مؤلف نے جمادی الاولی ۱۰۶۸ سے رجب ۱۰۷۸ ہجری تک ایام سلطنت کا دس سال کا احوال تالیف کیا اور سنہ ۳۲ جلوس مین پادشاہ کے روبرو پیش کیا۔ پادشاہ نے اس سبب سے کہ اسکے نزدیک ناشر

باطن کی تابش کے سامنے آثار ظاہر کی البقا کی وقعت کچھ نہ تھی مؤلف کو منع کر دیا کہ اب دس سال سے آگے وہ ہماری سلطنت کی تاریخ نہ لکھے مؤلف نے اسن سن برس کی تاریخ پر بس کی۔

(۲) مآثر عالمگیری۔ اسکا مصنف محمد ساقی مستعد خان ہے وہ بہادر شاہ کے وزیر عنایت اللہ خان کا منشی تھا۔ اسنے عالمگیر نامہ محمد کاظم سے اول دس سال کا احوال سلطنت خلاصہ کر کے لکھا۔ باقی چالیس سال کا حال زیادہ تر اپنی آنکھوں کا دیکھا تحریر کیا وہ ان چالیس سال مین بادشاہ کے دربار کے حاضرین مین سے تھا۔

(۳) فتوحات عالمگیری۔ اس کتاب کو واقعات عالمگیری بھی کہتے ہین اس کا مصنف محمد معصوم ہے وہ اورنگ زیب کے بھائی شاہ شجاع کا ملازم تھا یہ تینوں عالمگیر نامے عہد نویس مورخون نے لکھے ہین اس کتاب کا نام ظفر نامہ عالمگیر بھی ہے

(۴) منتخب اللباب۔ اسکو اکثر تاریخ خافی خان کہتے ہین اسکا مصنف اورنگ زیب کی خدمت مین رہا تھا وہ اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ اگرچہ اورنگ زیب کی پچاس سال کی سلطنت کا خلاصہ لکھا دریا کے پانی کو کلیا سے ناپنا ہے خصوص آخر چالیس سال کا حال جسمین بادشاہ نے مورخون کو تاریخ کے لکھنے سے منع کر دیا تھا وہ ایک بحر بے پایان ہے لیکن راقم نے بقدر مقدور دست و پازنی کر کے تفتیش تمام اور تفحص تام کر کے مقدمات اور واقعات کو قابل تحریر کیا جسمین سے بعض کو ثقہ اور بوڑھون کی زبانی اور بعض کو اہل دفتر اور واقعہ نگارون سے تحقیق کیا ہے اور بعض کو اس مدت مین اپنی آنکھون سے مشاہدہ کیا ہے۔

(۵) وقائع نعمت خان عالی۔ یہ مشہور کتاب ہے جسمین اورنگ زیب کی سلطنت کے بعض وقائع بطور استہزا کے لکھے ہین وہ تاریخ نہین ہے۔

(۶) جنگنامہ نعمت خان عالی۔ یہ کتاب نعمت خان عالی نے جسکا لقب دانشمند خان تھا لکھی ہے اسمین حالات اس زمانہ سے کہ اورنگ زیب راناسے لڑا ہی بہادر شاہ کی

جانشینی تک لکھے ہین۔

(۷) آداب عالمگیری۔ اس کتاب مین وہ ساری عرضداشتین و رقعات و تحریرات جمع ہین جو عالمگیر نے باپ کو اور امیرون و وزیرون و مشایخ و بزرگون و شہزادون کو لکھے ہین یا اپنے منشی ابو الفتح سے لکھائے ہین جسکا خطاب قابل خان تھا۔

(۸) رقعات عالمگیری۔ جسکا مصنف خود عالمگیر ہے اسکے تین مجموعے ہین جنکے نام یہ ہین (۱) کلمات طیبات (۲) رقائم کرائم (۳) دستور العمل آگاہی اس مین کچھ تاریخی حالات بھی لکھے ہین اکثر یہ کتاب تالیف کے وقت زیر مطالعہ رہی ہے۔

(۹) تاریخ فتح آسام۔ اس مین شہاب الدین طالش خان نے آسام کی فتح کا حال لکھا جس جنگ مین وہ خود شریک تھا۔

ان کتابون کے سوا اور چھوٹی موٹی کتابین تالیف کے وقت زیر مطالعہ رہین اور انگریزی تاریخون کی ورق گردانی اس بادشاہ کے حال کے لئے بہت کی گئی۔

اس بادشاہ کے حالات کی تاریخین پندرہ لکھی گئین مگر افسوس ہے کہ کوئی کامل تاریخ اسکی ایسی نہین جیسی اسکے آباو اجداد کی تاریخین ہین اسلئے اسکے حالات مین اختلافات تاریخون مین ایسے ہین کہ کسی اور بادشاہ کے حال مین نہین۔

ابو المظفر محی الدین محمد اورنگزیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی کا بیان ولادت سے بادشاہ ہونے تک۔

خافی خان نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ اورنگزیب ۱۰۲۷ھ مین پیدا ہوا اسکی تاریخ ولادت آفتاب عالمتاب لکھی ہے بادشاہنامہ مین تاریخ ولادت ۱۵ ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ ہے اور ظفرنامہ مین شب یکشنبہ ۱۵ ذیقعدہ ۱۰۲۸ھ لکھی ہے وہ دوہود جو اصل مین دو حد ہے جسکی وجہ تسمیہ ہمنے پہلے لکھی ہے وہ احمدآباد سے سو میل مشرق مین اور بڑودہ سے شمال مشرق مین ۷۷ میل پر ہے مین پیدا ہوا۔ جو صوبہ احمدآباد اور مالوہ کی سرحدون پر ہے۔ ایام شاہزادگی مین بلخ و بدخشان کی تسخیر مین۔۔

ولادت

اور قندھار و دکن کی مہمات مین اور مست جنگی ہاتھی سے لڑنے مین جو کام اُس سے ظہور مین آئے وہ ہم نے ظفر نامہ صاحب قرانی مین مفصل بیان کر دیئے ہین اسکے اعادہ کی ضرورت نہین مگر بعض وقعات ایسے ہین کہ ہمنے ظفر نامہ مین انکو بیان کر دیا ہے مگر یہان انکو ہم مکرر لکھتے ہین جنسے معلوم ہو کہ عالمگیر کیونکر تخت نشین ہوا۔

شاہجہان کی علالت اور داراشکوہ کا اختیار سلطنت لینا

۷ ذی الحجہ ۶۷ھ کو دار الخلافہ شاہجہان آباد مین بیمار ہوا۔ مرض کی شدت سے روز بروز ضعف بڑھتا گیا جسکے سبب سے وہ امور مملکت کے نظم و نسق مین مصروف نہ ہوا اور دستور کے موافق وہ غسلخانہ مین کبھی نہ آیا اور نہ خاص و عام کو اپنا چہرہ دکھایا۔ خلق کو اُس کی زیارت کی ہر روز عادت تھی جب وہ اس سے محروم ہوئے تو انکو اور خیالات پیدا ہوئے۔ داراشکوہ اپنے تئین ولیعہد جانتا تھا۔ پادشاہ کے پاس سے کبھی جدا نہ ہوتا تھا۔ جب باپ عارضہ جسمانی کے سبب سے ملک کا کام نہ کر سکا تو سلطنت کا سارا اختیار خود اپنے ہاتھ مین لے لیا۔ خرد اوسکی رہنما نہ تھی اسلئے اُسنے تمام اطراف و حدود مین خبرون کا بھیجنا مسدود کر دیا آدمیون کے خطوط اور نوشتون کو پکڑ لیتا اور دربار کے وکلاء کو منع کر دیا کہ اطراف و اکناف مین اخبار اور حقائق حال کو نہ لکھین انکو مخض تہمت و مظنہ پر محبوس و مقید کرتا اسکا نتیجہ یہ تھا کہ اس مملکت کے کل صوبون و بلاد مین شاہزادون و امیرون کو بلکہ اکثر اہل دار الخلافہ کو یقین نہ رہا تھا کہ پادشاہ زندہ سلامت ہے اسلئے احوال ملک مین خلل پڑا۔ ہر گوشہ و کنارہ سے سرکشون نے اور ہر سرکار و صوبہ مین متمردون نے فتنہ و فساد کے لئے سر اُٹھایا اور جہان رعایا واقعہ طلب تھی اُسنے مالگذاری کو ترک کیا۔ رفتہ رفتہ نوبت یہان تک آئی کہ مراد بخش نے گجرات مین خود سری کا علم بلند کیا اور تخت پر بیٹھا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ جاری کیا اور شجاع نے بھی مسلک اختیار کیا۔ پٹنہ پر لشکر کشی کی اور وہان سے بڑھ کر بنارس مین آیا جب داراشکوہ کے استقلال کو کمال ہوا اسباب جاہ کی کثرت سے اسکو پندار پیدا ہوا وہ سپاہ موفور کے ساتھ حضور مین رہتا تھا۔ اس علالت مین جو پیشتر

اسکا بڑا ملاحظہ کرتا تھا۔ قوائے جسمانی کے سبب سے پادشاہ کے دماغ میں بھی خلل آگیا تھا
وہ داراشکوہ کی خودسری کو روکتا نہ تھا۔ بلکہ اسکی استرضاء و خاطرداری سے انجاح
مطالب و ملتمسات میں کوشش کرتا تھا۔ داراشکوہ کے دل میں عالمگیر کا بڑا رعب بیٹھا
ہوا تھا اور اُسسے بہت ڈرتا تھا۔ اسلئے پادشاہ کو سمجھا بجھا کر ان لشکروں کو طلب کرایا
جو ولایت بیجاپور کی تسخیر کے لئے کمکی بھیجے گئے تھے۔ یہ طلب اس وقت ہوئی کہ بیجاپور پر یورش
ہورہی تھی اور وہ فتح ہونے کے قریب تھا اس سبب سے اس مہم میں تاخیر ہوئی اور امرائے
عظام میں سے سوائے معظم خان و شاہنواز خان و نجابت خان کے کوئی اورنگ زیب
کا کومکی نہیں رہا۔ اب داراشکوہ نے اپنے صلاح کار اس میں دیکھی کہ شجاع و مراد بخش کے
مقدمہ سرکشی کو انکے دفع اور استیصال کیلئے شاہی لشکروں کے بھیجنے کا بہانہ بنائے
اور پادشاہ کی عین حیات میں اسکی استظہار سے ان دونو کا کام تمام کرے اور پھر خاطر
جمعی سے اپنے سارے لشکر اور کل پادشاہی لشکروں کو لیکر دکن کی طرف مصروف
ہو اور عالمگیر کی تدبیر کار کے درپے ہو۔ اس مدعا کے حاصل کرنے کے لئے وہ اکبرآباد کو
اس سبب سے بہتر جانتا تھا کہ مملکت کے وسط میں وہ واقع تھا اور سارے خزانے
اور ذخیرے وہاں تھے۔ یہ باتیں سوچ کر اسنے پادشاہ کو اکبرآباد جانے کے لئے
ترغیبیں دیں اور عین شدت مرض میں جسمیں سکون اور آرام کرنا چاہیے تھا سفر
کرایا۔ پادشاہ ۲۰ محرم سنہ ۶۸ کو شاہجہان آباد سے چلا اور ۱۹ صفر کو اکبرآباد
میں پہنچا۔ یہاں داراشکوہ کھیل کھیلا۔ راجہ جے سنگھ کچھواہہ کو امرائے نامدار اور شاہی
لشکر بے شمار کے ساتھ روانہ کیا۔ توپ خانہ اور کل اسباب محاربہ تیار کیا اور اپنے
بڑے بیٹے کو اس سپاہ کا سپہ سالار مقرر کرکے شجاع سے لڑنے کے لئے اکبرآباد سے
روانہ کیا۔ یہ لشکر بنارس سے گذر کر موضع بہادرپور میں آیا جو شہر سے ڈھائی کروہ
پر گنگا کے کنارہ پر تھا اور شجاع وہاں مقیم تھا اور نوارہ بنگالہ اس پاس تھا۔ ڈیڑھ کروہ
کے فاصلہ پر اسنے لشکر شاہی اُترا اور دست بدست کی گھات میں بیٹھا۔ راجہ نے

اور جمادی الاولی کو تبدیل منزل و تغیر مکان کا بہانہ بنا کے کوچ کا آوازہ بلند کیا اور
سحرگاہ جنگ و پیکار کے لئے سوار ہوا۔ اُس وقت شجاع بے پروا خواب آلود غفلت مین
پڑا تھا اُس نے صفوف رزم کو آراستہ کیا اور نہ اور مقدمات حرب قتال کی تمہید کی
کہ صبح کے وقت مرزا سلطان کے لشکر پر ناگہان خدعہ و غدر کے طور پر لشکر شاہی حملہ آور
ہوا۔ شجاع تھوڑی دیر لڑا جب دیکھا کہ ہاتھ سے کام گیا اور ہاتھ کام سے گیا۔ تو وہ خود بھاگ کر نوارہ
مین گیا اور کشتی مین سوار ہو کر بھاگ گیا اسکا کل لشکر و خزانہ و توپ خانہ و دواب کارخانے
تباہ و غارت ہوئے۔ وہ پٹنہ سے گذر کر مونگیر مین گیا۔ جب یہان بھی لشکر شاہی نے
اسکا تعاقب کیا تو یہان چند روز ٹھہر کر بنگالہ کی راہ لی مونگیر سے پٹنہ تک ملک دارا شکوہ
کی اقطاع مین داخل ہوا شجاع کے آدمی جو گرفتار ہوئے تھے وہ دارا شکوہ نے اکبرآباد
مین بلائے اور انکی اہانت و تشہیر کر کے انکے ہاتھ کاٹے جسکے سبب بعض آدمی مر گئے۔

جب دارا شکوہ نے شجاع کے مقابلہ کے لئے سلیمان شکوہ کو بھیجا تھا تو اسنے یہہ سوچا
کہ ایک لشکر عظیم مالوہ مین بھی بھیجے۔ جو دکن کی راہ مین ہے اور راجہ اجین مین جو
اس ولایت کا حاکم نشین ہے مقیم ہو کر اسکے قلعون اور حدود کی حفاظت کرے اور
دریاے نربدہ کے اور اسکی گذرون کی ایسی نگہبانی کرے کہ دکن کی راہ مسدود
ہو جاے۔ غرض اس سے یہ تھی کہ عالمگیر اس طرف نہ آنے پائے۔ اتنے خوف کے مارے دارا شکوہ
کی جان نکلتی تھی۔ یہ تدبیر سوچ کر اس نے شاہجہان سے سخنان غرض آلود مصلحت نما
اور مقدمات غوایت آمیز فساد افزا ایسے گھڑ کر کہے کہ بادشاہ نے اسکی اس تجویز کو مان
لیا اور راجہ جسونت سنگہ راٹھور کو جو ہندوستان کے منتخب راجاؤن مین تھا مالوہ
روانہ کیا۔ امراے ذی شوکت اور بڑا لشکر اور خزانہ وافر اور بڑا توپ خانہ اسکے ساتھ
گیا۔ دارا شکوہ یہ بھی چاہتا تھا کہ مراد بخش کا حال شجاع کا سا کرے تو اُس نے بادشاہ کی
طبیعت کو ایسا اُس سے برگشتہ کر دیا کہ وہ اسکے استیصال کے درپے ہوا۔ بادشاہ نے قاسم خان
کے ساتھ ایک جدا لشکر ہمراہ کیا اور یہ تجویز کیا کہ وہ راجہ جسونت سنگہ کے ساتھ اوجین

جائے اور وہان پہنچکر اگر مصلحت ہو تو گجرات سے مراد بخش کے خارج کرنے کے لئے
قاسم خان متوجہ ہو۔ اور نہین تو راجہ جسونت سنگہ کے لشکر کا ضمیمہ بنے۔ دونو متفق ہوکر
جو مہم پیش آئے اسپر قیام کرین۔ ۲۲ ربیع الاول ۱۰۶۸ کو بادشاہ کے پاس سے یہ لشکر
روانہ ہوا۔ داراشکوہ نے باپ سے کہہ سنکر مملکت وسیع مالوہ کو بھی اپنے اقطاع مین لیا
اور خواجہ محمد صادق اپنے بخشی دوم کو شائستہ فوج کے ساتھ مالوہ مین بھیجا کہ اس
ولایت کا بند و بست کرے اور اس مرز و بوم کے زمینداروں کی استمالت قلوب
ایسی کرے کہ کار و پیکار کے وقت وہ راجہ جسونت سنگہ کے کمکی بن جائین۔ اب راجہ
جسونت سنگہ اور قاسم خان دونو اجین مین پہنچے اور وہان مقیم ہوکر صوبہ مالوہ کا
انتظام قلعون اور حدود کی حفاظت کرنے لگے۔ داراشکوہ اس انتظار مین تھا کہ اگر
سلیمان شکوہ اور اسکا اتالیق جو شجاع سے لڑنے گیا تھا آجائے تو اسکو بھی اُسی
ہیئت مجموعی سے اجین مین بھیجون کہ دونو لشکر جمع ہوکر اسکی خاطر خواہ کام کرین۔
شجاع و مراد بخش کی سرکشی کے سبب سے اطراف کے آدمیون نے بھی نافرمانی شروع
کی مگر اورنگ زیب مین حلم و وقار اور عالی حوصلگی ایسی تھی کہ اپنے باپ کی رضا جوئی
و متابعت کی راہ سے باہر قدم نہین رکھا اور سرکشی اور نافرمانی کا خیال بھی نہین
کیا۔ اورنگ زیب کی طرف سے مقدمات نا ملائم غرض آمیز و امور غیر واقع وحشت انگیز
داراشکوہ بادشاہ کے خاطر مین ایسے کرتا تھا کہ رفتہ رفتہ بادشاہ کا مزاج اس سے
ایسا منحرف ہوگیا تھا کہ اورنگ زیب کے وکیل عیسی بیگ کو جو بادشاہ کے دربار مین
رہتا تھا بغیر کسی جرم کے صادر ہونے کے محبوس کیا اور اسکے مال و متاع کے ضبط کرنے
کا حکم دیا مگر کچھ دنون بعد اس ادا کو اپنی حق مین برا سمجھ کے ... اُسے قید سے رہا کیا
اور خلعت دیکر اورنگ زیب پاس بھیجدیا۔ اورنگ زیب کو داراشکوہ سے بڑی
نفرت اس سبب سے تھی کہ جسکو داراشکوہ تصوف جانتا تھا اسکو اورنگ زیب الحاد سمجھتا
تھا۔ داراشکوہ ہندوؤن کے دین اور آئین کی طرف مائل تھا۔ برہمنون اور جوگیون اور

سنناسیون کے ساتھ صحبت رکھتا تھا اور انکو مرشد کامل اور عارف بحق و اصل سمجھتا تھا۔ اور انکے وید کی کتاب کو آسمانی و خطاب ربانی جانتا تھا اور اسکو مصحف قدیم و کتاب کریم خیال کرکے پڑھتا تھا اور کمال اعتقاد کے سبب سے اُسنے اطراف سے سنیاسی اور برہمن بڑی سعی سے جمع کیے تھے اور وید کا ترجمہ کرتا تھا اور ہمیشہ اسی کام مین اپنی اوقات صرف کرتا تھا اور بجاے اسماء حسناے الٰہی کے پربھو جسکو ہندو اسم اعظم جانتے ہین۔ ہندی خط مین الماس یا قوت و زمرد وغیرہ کے نگینون پر نقش کراکے پہنتا اور انکو متبرک جانتا وہ اسکا اعتقاد تھا کہ ناقصون کے واسطے تکلیف عبادت ہے اور عارف کامل کو عبادت درکار نہین اور اسکی دلیل آیہ کریمہ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ اسکی دلیل بتلاتا تھا۔ اسلئے اُسنے نماز و روزہ اور کل تکالیف شرعیہ کو خیر باد کیا۔ اسکے برعکس اورنگ زیب پاک اعتقاد تھا اور ہمیشہ دین مبین کی حمایت اور شرع حضرت سید المرسلین کی رعایت کو پیش نظر رکھتا تھا۔ سلطنت و دولت کا مقصود ترویج شرع و ملت اور شاہی و سروری کے غرض دین پروری وہ سمجھتا تھا اور ہمیشہ لڑکپن و جوانی مین اپنی اوقات کو فرائض اور سنت و نوافل کی ادا مین صرف کرتا تھا اور حتی المقدور مراسم امر معروف و نہی منکر مین کوشش کرتا تھا وہ دارا شکوہ کے عقائد کو ردی اور اطوار کو باطل جانتا تھا اور اس سبب سے اُس کی حمیت دین و مسلمانی کی رگ حرکت مین آتی تھی اور یہ بات سب پر روشن تھی کہ اگر دارا شکوہ فرمان فرمائی اور حکم روائی مین مطلق العنان ہوگیا تو اس سے ارکان شریعت مین خلل پڑیگا اور حمیت اسلام و ایمان کفر کے طنطنہ سے مبدل ہو جائے گا جب اورنگ زیب بیجاپور کے محاصرہ مین مصروف تھا تو بادشاہ نے دارا شکوہ کے کہنے سے اس لشکر کو جو بیجاپور کی تسخیر کے لئے مامور تھا بلا لیا تو ناچار اورنگ زیب نے سکندر عادل شاہ بیجاپور سے دار و مدار کرکے ایک کروڑ روپیہ کی پیش کش نقد و جنس کی بوعدۂ اقساط قبول کرلی اور اورنگ آباد مین وہ آگیا۔ جب اورنگ

اور دارا شکوہ کے عقائد اور اطوار کی باطل ہونے کا بیان

اورنگ زیب کے عقائد اور سیرت

معلوم ہوا کہ بادشاہ بیماری کی کوفت سے بے اختیار ہے اور دارا شکوہ کی تیرہ رائی
سے ملک مین فتنہ انگیزی ہو رہی ہے تو اُس نے یقینی جان لیا کہ بادشاہ پر ضعف کا
ایسا غلبہ ہے کہ وہ مملکت کے کامون کو نہین کر سکتا اور حزم و احتیاط کے سبب سے دارا شکوہ
کے عنان اختیار کو ڈھیلا کر رکھا ہے اور اس سے مواسات کرتا ہے جس سے خوف یہ ہے
کہ اگر چند روز اسی طرح گذرے تو ارکان سلطنت اور اساس خلافت مین خلل عظیم ایسا پڑیگا
کہ اسکا تدارک کسی وجہ سے نہین ہو سکیگا - دین و دولت کا حفظ و ناموس اور امور مملکت و
ملت کے اختلال کا جبر بادشاہانہ غیرت و حمیت کے مذہب مین واجب ہے اور یہ
امر بھی متحقق ہے کہ اگر دارا شکوہ کو مراد کے استیصال سے فرصت مل گئی اور وہ اس
مہم سے فارغ ہو گیا اور سلیمان شکوہ اور اسکا لشکر دارا شکوہ سے مل گئے تو اسکو قوت
و شوکت عظیم ایسی حاصل ہو گی کہ وہ مہم دکن کی تدبیر مین لگے گا اور چونکہ اسکی طبیعت و جبلت
مین کینہ جوئی و فساد انگیزی داخل ہے اسکے ساتھ حلم و مدارا کچھ فائدہ نہین رکھتا اسلئے
اس جاہل بے خرد کے اعمال و افعال ناپسندیدہ پر صبر اور ملک و دولت کی شورش پر اس سے
زیادہ تحمل نہین کرنا چاہئے اسلئے اورنگ آباد سے اکبر آباد بادشاہ کی خدمت مین چلنا
چاہئے - باپ کی خدمت مین رہ کر امور ملک کا نظم و نسق ایسا کرنا چاہئے کہ سلطنت کے
ارکان و قواعد مین فتور راہ نہ پائے اور امور دولت سے دارا شکوہ کا ہاتھ کوتاہ
کرنا چاہیے وہی اس تمام فتنہ و فساد کا مصدر ہے اور سلطنت و حکمروائی کے
گھوڑے خالی میدان مین دوڑا رہا ہے بادشاہ کو اسکے تسلط کی قید سے چھوڑانا
اورنگ زیب نے یہ بھی تجویز کیا کہ مراد بخش نے جو اپنی خامی و بیحوصلگی سے ادا ہای جاہلانہ
کی ہین اسکو اپنے ساتھ لے جا کر باپ سے اسکی تقصیرات کو معاف کرائے - عالمگیر نامہ
مین تو فقط یہ لکھا ہے اسکو ہم نے ظفر نامہ مین بیان کیا اس عزیمت کی تصمیم کے بعد
اورنگ زیب نے سوچا کہ میرا لشکر مالوہ کی راہ سے گذریگا راجہ جسونت سنگھ اور قاسم خان
بڑے لشکرون کے ساتھ اجین مین موجود ہین اور احتمال یہ ہے کہ دارا شکوہ باپ پر

میرے جانے سے راضی نہ ہوگا وہ انکو اشارہ کریگا کہ راہ میں میرے لشکر کو روکیں
اور محاربہ و پیکار سے پیش آئیں اور بادشاہ کے تخت کے قریب بھی دارا شکوہ غصہ و کینہ
سے میرے لشکر سے مقابلہ کریگا۔ اسلئے مختصر سپاہ کے ساتھ اس سفر کا کرنا احتیاط کے
قانون کے خلاف ہے اسلئے حزم شاہانہ اسکا مقتضی ہوا کہ توفیر لشکر و سامان توپ خانہ
و کل اسباب فوج آرائی اور لوازم نبرد آزمائی میں کوشش کی جاوے اور ایک لشکر جو اس
مہم کے لائق ہو سامان کیا جائے۔ اورنگ زیب نے اس بات پر توجہ کرکے تھوڑے
دنوں میں ایک لشکر نمایان و توپ خانہ شایان تیار کرلیا اور سپاہ کے سرداروں کو
مناصب عالیہ و خطابہاے شائستہ عنایت کئے اور تنخواہیں بڑھا دیں غرہ جمادی الاولی
سنہ ۶۸ کو شاہزادہ محمد سلطان کو عنایت خان کی ہمراہ برسم منقلا مقدمہ لشکر بناکے پہلے
برہان پور روانہ کیا۔ پانچویں ماہ مذکور کو اپنا پیش خانہ خاندیس کی طرف روانہ کیا اور
بادشاہزادہ محمد معظم کو دکن کی صوبہ داری پر متعین کیا اور شاہزادہ محمد اکبر کو جو ابھی پیدا
ہوا تھا دولت آباد کے قلعہ میں اہل حرم کے ساتھ بھیجا اور مراد بخش کے نام فرمان
بھیجا کہ گجرات سے مالوہ کی طرف متوجہ ہو اور جب ہمارا لشکر نربدہ سے پار ہو تو وہ
اس سے ملجائے اور شاہزادہ محمد اعظم کو اپنے ہمراہ لے۔ ۱۲ ماہ مذکور روز جمعہ کو اورنگ آباد
سے برہان پور کی طرف کوچ کیا۔ ایک منزل چل کر شاہزادہ محمد اعظم کو اورنگ آباد رخصت
کیا ۲۵ ماہ مذکور کو برہان پور میں اورنگ زیب آیا۔ شاہزادہ محمد سلطان جو پہلے یہاں
آگیا تھا وہ باپ کی خدمت میں آیا اورنگ زیب نے یہاں ایک مہینے توقف کیا
اس اثنا میں عیسی بیگ وکیل دربار جسکو دارا شکوہ نے قید کرکے چھوڑ دیا تھا اورنگ زیب کی
خدمت میں آگیا اورنگ زیب نے باپ کی خدمت میں ایک عرضداشت مزاج پرسی
کے لئے بھیجی تھی اسکے جواب کے انتظار میں ایک مہینے تک برہان پور میں توقف کیا اسکو یہ
امید تھی کہ شائد باپ کا عارضہ بالکل زائل ہو جائیگا اور صحت کامل ہو جائیگی اور وہ
مہمات سلطنت کا نظم و نسق کرنے لگیگا اسکے ضعف و آزار کے سبب سے فرمان روائی

اور کشورستانی کے دستورالعمل میں نہایت خلل آگیا تھا۔ بادشاہ اپنے نفس نفیس سے از سر نو انتظام کریگا اور دارا شکوہ کے دست تصرف و استقلال کو کوتاہ کریگا اتنی مدت تک وہ خبر مسرت اثر کے انتظار میں رہا کہ دربار سے حصول صحت و عافیت دائمی کا مژدہ سُنے مگر جو اخبار متواتر آئے وہ اسکی ضد تھے روز بروز مملکت میں فساد اور اختلال پھیلتا جاتا تھا اور اسی حال میں عیسی بیگ جسکا اوپر ذکر ہوا اکبر آباد سے آگیا اسنے دربار کے اخبار و دقائق کو اور دارا شکوہ کی تبہ رای اور حکمرانی و جہانداری کو اور بادشاہ کی بے اختیاری کو جسطرح دیکھا تھا عرض کیا اسکے سوا اور راجہ جسونت سنگھ اجین میں خاندیس کے ہمسایہ میں لشکر لئے موجود تھا۔ ۵ جمادی الآخر کو برہان پور سے اکبر آباد کی طرف اورنگ زیب چلا۔ غرہ رجب کو وہ موضع مانڈو میں آیا۔ ان دنوں میں شاہنواز خان صفوی کی نیت میں فساد آیا وہ لشکر کے ساتھ نہ آیا۔ برہان پور میں رہ گیا وہاں سے آنے میں بہانہ بناکے دفع الوقت کرنے لگا۔ اورنگ زیب کے نزدیک اسکا لشکر کے ساتھ نہ چلنا صلاح کار و مصلحت وقت کے خلاف تھا اسنے شہزادہ محمد سلطان کو شیخ میر کے ساتھ برہان پور بھیجا کہ اسکو دستگیر کرکے قلعہ برہان پور میں مقید کردیں ان دونے جاکر اسکو اپنے گھر سے سوار کرکے قلعہ میں مقید کردیا اور خود اُلٹے اورنگ زیب پاس آگئے اورنگ زیب متواتر سات کوچ کرکے دریاے نربدہ کے کنارہ پر آیا۔ دسوین کو گذر اکبر پور سے دریا سے عبور کیا راہ میں ہر روز بہت امیرون کو منصب و خطاب عطا کئے اسکے پاس سیاروں طرف کے رئیس آکے ملتے گئے۔ ۲۰ رکو وہ دیپال پور کے باہر آیا۔ ۲۱ رکو دیپال پور سے کوچ کیا کہ راہ میں مراد بخش اُس پاس آکر مل گیا۔ یہ دونو بھائی موضع دھرمات میں آگئے جو اوجین سے سات کروہ پر واقع ہے راجہ جسونت سنگھ و قاسم خان مع تمام لشکر شاہی کے مقابلہ کے عزم سے اورنگ زیب کے لشکر سے ایک کروہ پر برابر آئے اورنگ زیب نے نالہ چوہ عرتیہ کے کنارہ پر خیمہ لگایا۔

راجہ جسونت سنگھ کا حال یہ ہے کہ وہ اوجین میں آیا تھا۔ بادشاہ نے اسکو مراد بخش کا

راجہ جسونت سنگھ کا احوال

تنبیہ و تاکید کے لئے امور کیا تھا۔ جب اسنے سنا کہ گجرات سے مالوہ کی طرف مراد بخش آتا ہی
تو وہ قاسم خان اور سارے لشکر کو لے کر بانس برلہ کی راہ سے لڑنے کے قصد سے مراد
کی سرراہ پر گیا اور کاچرودہ سے تین کوس پر آن کر ٹھیرا جسے مراد بخش اٹھارہ کروہ پر تھا
اور جاسوسون کو بھیجا کہ مراد بخش کی عزیمت کی خبر محقق پر اطلاع دین اورنگ زیب نے
دریا نربدہ کے گذرون اور رستون کا بندوبست ایسا کر رکھا تھا کہ صوبہ دکن اور
خاندیس کی کوئی خبر راجہ پاس نہین پہنچ سکتی تھی اسکو یہ خبر ہی نہین ہوئی کہ اورنگ زیب
برہان پور سے مالوہ کی طرف چلا ہے وہ صرف مراد بخش سے لڑنے کے لئے آمادہ تیار
تھا جب مراد بخش کو راجہ کی اور اسکے ساتھ لشکر شاہی کے آنے کی خبر ہوئی اور اسنے
دیکھا کہ مجھ مین اس لشکر کے مقابلہ کی تاب و توان نہین ہے تو وہ اورنگ زیب کی ہدایت
وارشاد سے جو اسنے اپنے مراسلات مین کی تھی کاچرودہ سے اٹھارہ کروہ کے فاصلہ
پر ہے اس راہ کی سمت بدلی جس پر آتا تھا اور دیپال پور کے نواحی مین اورنگ زیب
سے آن ملا راجہ جسونت سنگہ نے کاچرودہ مین چار مقامون کے بعد سنا کہ مراد بخش
جس راہ پر آتا تھا اُسے بدل کر دوسری راہ پر چلا گیا اب وہ اس راہ کی تفتیش مین
ہوا اور اب تک اسکو خبر نہ ہوئی کہ اورنگ زیب کا لشکر دریاء نربدہ سے پار آگیا ہے
اس عرصہ مین راجہ شیورام گوڑ نے جو مانڈو مین تھا راجہ پاس نوشتہ بھیجا جسمین اورنگ زیب
کے نربدہ سے پار ہونے کا حال مجمل لکھا تھا اور یہ بھی ہوا کہ قلعہ دھار مین جو داراشکوہ کے
نوکر تھے وہ اورنگ زیب کے لشکر کے قریب آنے سے ڈر کر قلعہ کو چھوڑ کر بھاگے اور راجہ سے
جا کر ملے راجہ نے یہ خبر سُن کر کاچرودہ مین جس راہ سے آیا تھا اسی راہ سے بازگشت کی
اور جنگ کے ارادہ سے دھرمات پور سے ایک کروہ پر آیا کہ اورنگ زیب کے لشکر کا
سدراہ ہو اورنگ زیب یہ نہین چاہتا تھا کہ لڑائی ہو اور مسلمانون کا خون ہو دھرمات
پور مین آنے سے پانچ چھ روز پہلے کب رائے کو کہ ایک برہمن فہمیدہ تھا راجہ جسونت سنگہ
پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہمارا ارادہ جنگ کا نہین ہے صرف باپ کی ملازمت کی

اورنگ زیب اور راجہ جسونت سنگھ کی لڑائی اور اورنگ زیب کی فتح

نیت سے ہے۔ ہمارے ساتھ تم بادشاہ کی خدمت مین چلو یا ہمارے سر راہ سے
ہٹ کر جودھ پور اپنے وطن چلے جاؤ۔ نہین تو لڑائی مین تمہارا بڑا نقصان ہوگا راجہ نے
اس پیغام کو کچھ نہ سنا اور جنگ و پیکار کے لئے آمادہ ہوا کب راے کو الٹا بھیجدیا جب
اورنگ زیب کو یقین ہوگیا کہ لڑنا ضرور پڑیگا تو وہ تدبیر جنگ اور توزک سپاہ مین مصروف ہوا
روز جمعہ ۲۲ رجب ۱۰۶۸ھ کو اورنگ زیب نے لشکر و توپ خانہ و ہاتھیون کو آراستہ
کیا اور خود ہاتھی پر سوار ہوکر میدان جنگ مین آیا۔ شاہزادہ محمد سلطان اور نجابت خان کو
ہراول کا سردار بنایا اور توپ خانہ مرشد قلی خان کو حوالہ ہوا۔ مراد بخش کو برانغار کا سردار
محمد اعظم کو جرانغار کا سردار بنایا لشکر کی قراولی خواجہ عبداللہ و قزلباش خان کے سپرد ہوئی
اور قلب لشکر کی سرداری خود اورنگ زیب نے کی ان فوجون کے سردارون کے ساتھ
اور بہت سے نامی سردار تھے جنکے نام لکھنے تطویل سے خالی نہین سپاہ کے مین و یسار کو
اورنگ زیب نے آراستہ کیا۔ عالمگیر نامہ مین لکھا ہے کہ راجہ جسونت سنگھ اورنگ زیب
کے لشکر کی ہیبت سے ایسا خوف زدہ ہوا کہ اس نے اپنا وکیل اورنگ زیب کے پاس بھیجا
اور اپنی بندگی و عجز و ندامت و سرافگندگی کا اظہار کیا اور یہ پیغام دیا کہ مین حضور کے لشکر
سے لڑنے کا دعویٰ نہین کرتا بلکہ میرا ارادہ حضور کی ملازمت کا ہے۔ بندگی اور اخلاص کے
سوا مین کسی اور طریقہ پر چلنا نہین چاہتا اگر مجھ پر حضور فضل و کرم کرکے نبرد سے باز آئین تو
حضور کی آستان بوسی کرون۔ اورنگ زیب نے اس بات کا اعتنا نہین کیا اسکو جواب
دیا کہ ہم جنگ مین توقف نہین کرتے اگر تو سچا ہے تو لشکر سے جدا ہوکر تنہا نجابت خان پاس جا
وہ تجھ کو شاہزادہ محمد سلطان پاس لیجائیگا اور وہ میرے پاس تجھکو لائیگا تو مین تیرے
جرائم معاف کردونگا مگر راجہ یہ کب سنتا تھا وہ جنگ پر مستعد ہوا۔ قاسم خان کو ہراول کا
سردار بنایا اور اسکے ساتھ بڑے بڑے راجپوت راجہ اور مسلمان امرا ہمراہ کئے
بہادر بیگ بخشی داروغہ توپ خانہ تھا اسکے ہمراہ توپ خانہ شاہی لشکر سے آگے بھیجا اور ان
کے نامی سپاہیون مخلص خان و محمد بیگ و یادگار بیگ کو قراول مقرر کیا ہے نہیں اس گروہ

وگوردہن راٹھور کو التمش مقرر کیا اور اپنے تئین قول مین رکھا اور افتخار خان کو میسرہ مین اور
مالوجی و پرسوجی اور راجہ دیبی سنگہ بندیلہ کو لشکر کی محافظت کے لیے مقرر کیا پانچ چھہ
گھڑی دن چڑھا تھا کہ لشکرون مین لڑائی شروع ہوئی اول مقدمہ جنگ مین طرفین سے
گولی گولیان بان چلنے شروع ہوئے پھر ہنگامۂ جنگ گرم ہوا لشکر آہستہ آہستہ تیر و بندوق
و بان سے لڑتے ہوئے آگے بڑھے راجپوت جیسے کہ مکندرائو ہاڈہ و رتن راٹھور و
دیالداس جھالا اور ارجن گور تھے توپخانہ پر گرے اور مرشد قلیخان کی جان لی اور
ذوالفقار خان کو زخمی کیا اور توپخانہ سے گذر کر وہ ہراول پر حملہ آور ہوئے۔
شاہزادہ و نجابت خان خوب اُن سے لڑے۔ مسلمانون کے تیر و تلوارین ہندوؤن کے
پیشانیون کے صندل اور گردن کے زنار کی بنتے تھے ہندوؤن کے تیغ و سنان مسلمانون
کی زرہ و مغفر کو چیرتے تھے۔ غرض جب اورنگ زیب نے ان راجپوتان کا غلبہ اپنے لشکر
پر دیکھا تو وہ خود جنگ پر متوجہ ہوا اُسنے دشمن کو ہٹایا اور مراد بخش جو برانغار مین
صف آرا تھا وہ دائین طرف سے اعدا کی بنگاہ پر جو لشکر مخالف کے عقب مین تھا حملہ آور
ہوا۔ اور تاخت و تاراج شروع کی۔ مالوجی و پرسوجی جو محافظ لشکر تھے تاب مقاومت
نہ لائے اور بھاگنے کا ارادہ کیا۔ دیبی سنگہ نے مراد بخش کے ہاتھی کے پاس آکر پناہ مانگی
مراد نے اسکو اپنی ہمراہ لے لیا غرض راجہ جسونت کو شکست ہوئی اور وہ کچھ زخمی راجپوتون
کو ہمراہ لے کر اپنے وطن کو چلا گیا اور قاسم خان اور سارا لشکر بادشاہی فرار ہوا۔
اورنگ زیب نے اس لشکر کا تعاقب اس خیال سے نہین کیا کہ وہ عاجز کشی تھی اُسنے
کمال دین پروری اور مسلمانی کے سبب سے حکم دیا کہ معرکہ و غنایم جو مسلمان ہاتھ آئے اسکو
جان کی امان دین اور اسکا خون نہ کرین اور مسلمین کے عرض و ناموس کے متعرض نہ ہون
اورنگ زیب نے اس فتح کا شکریۂ الٰہی ادا کیا اور مراد بخش کو پندرہ ہزار اشرفی اور
چار ہاتھی عنایت کیے اور شاہزادہ محمد سلطان کا پنج ہزاری پنجہزار سوار کا اضافہ منصب
کر کے پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار بنایا اور جن امراء نے اس جنگ مین جانفشانی..

کی تھی انکو بڑے بڑے جاہ و منصب و خلعت انعام دیئے اور انکے اضافے کئے۔ اورنگ زیب نے
بلدۂ اوجین سے باہر تین مقام کئے ۲ رجب کو وہ یہاں سے چلا۔ ۲۸ کوچ اور تین مقام کرکے ۲۱
شعبان کو حدود گوالیار میں آیا اور بلدۂ مذکور کے سامنے خیمہ زن ہوا۔ جب اورنگ زیب گوالیار
میں آیا تو دارا شکوہ دھول پور میں آیا اور اُس نے ایسی تدبیریں کیں کہ اورنگ زیب کا لشکر
چنبل ندی سے عبور نہ کرسکے۔ اکثر مشہور گذروں پر اُسنے توپ خانے اور آلات جنگ
لگا دیئے تھے۔ اورنگ زیب نے یہاں کے زمینداروں سے دریافت کرلیا کہ گوالیار سے داہنی
طرف بیس کروہ پر بہدوریہ ایسا گذر ہے کہ جہاں سے لشکر پایاب عبور کرسکتا ہے چونکہ اورنگ زیب
کا لشکر کنار دریا سے دور تھا اور گذر مذکور غیر مشہور تھا دارا شکوہ نے اسکی محافظت نہیں کی تھی
اورنگ زیب نے خانخانان بہادر سپہ سالار اور صف شکن خان کو اس گذر پر بھیجا کہ اُس پر قبضہ
کریں وہ سلخ شعبان کو چنبل کے کنارہ پر پہنچے اور بے توقف جلدی آب پایاب گذر سے اُنہوں نے
عبور کیا اور اس طرف پر دریا کے قبضہ کیا۔ اور غرہ رمضان کو اورنگ زیب نے مع لشکر کے دریا
سے عبور کیا۔ بادشاہ کا حال جو اکبر آباد میں ہوا وہ بیان کیا جاتا ہے —

شاہجہان کا حال

اکبر آباد میں شاہجہان کے مرض میں کچھ افاقہ ہوگیا تھا لیکن عارضہ بالکل دفع نہیں ہوا تھا
آزار باقی تھا اور ضعف بہت قوی ہوگیا تھا گرمی کا موسم قریب آگیا تھا اور اکبر آباد کی ہوا
بہ نسبت شاہجہان آباد کی ہوا کے بہت زیادہ گرم تھی اور یہاں کے دولتخانہ کی عمارات بہ نسبت
شاہجہان کے دولتخانہ کی عمارات کے وسعت و فضا و نزہت و صفا میں کمتر تھیں اسلئے اطبا
نے تجویز کیا کہ اکبر آباد میں رہنے سے بادشاہ کے عود مرض کا اندیشہ ہے شاہجہان آباد
جانا مناسب ہوگا۔ بادشاہ نے بھی اس دار الخلافہ کی عزیمت کی کہ تابستان میں وہاں
باغ و بستان اور مسلسل نہر کی طراوت سے راحت ہوگی۔ دارا شکوہ بادشاہ کے سفر پر راضی
نہیں ہوتا تھا اسکو اپنے مطالب کے منافی جانتا تھا مگر اسیطرف بادشاہ کی طبع مبارک بہت
مائل تھی اور دارا شکوہ جانتا تھا کہ راجہ جسونت سنگھ اورنگ زیب کو اوجین سے آگے نہ
بڑھنے دیگا اس لئے وہ بھی بادشاہ کے اس سفر پر راضی ہوگیا شاہجہان آباد کو روانہ ہوا

اور موضع بلوچ پور مین آیا راجہ جسونت سنگھ کے پاس رستم بیگ گرز بردار اور لیسا ول بیگ گئے ہوئے تھے اُنھون نے آن کر بادشاہ کو راجہ کی شکست کی خبر سنائی اس خبر کے سننے سے داراشکوہ کے ہوش اُڑ گئے وہ خود اکبرآباد کو اُلٹا پھرا - ۱۹ ماہ مذکور کو بلوچ پور سے بادشاہ کو بھی منت و سماجت کر کے لے آیا اور سپاہ و لشکر اور اسباب نبرد و پیکار کے جمع کرنے مین کوشش کرنے لگا اور جن صوبجات اور محال سے منصبدارون و جاگیردارون کا آنا ممکن تھا انکو بلا لیا اور اُنکے قلوب کی تسخیر مین اور خواطر کی تسلی مین کوشش کی - سب کو اپنا ہمداستان بنایا اور بادشاہ کے سارے عمدہ ملازمون اور امراء کو چرب و نرمی و ملائمت و نوید احسان و رعایت سے استمال کیا اور جنگ کے لئے آمادہ کیا اور تھوڑے دنون مین بادشاہ کے نوکرون اور قدیم و جدید سپاہیون کا ایک انبوہ جمع کر لیا جسمین ساٹھ ہزار سوار تھے انکو توشخانہ شاہی سے ہتھیار جتنے جی چاہا دیدئے - کل توپخانہ و جنگی ہاتھی اس لشکر کے ساتھ کئے - خزانہ کے مُنہ کھول دیئے جتنا زر سپاہ مین پریشان کیا اتنا ہی اپنی پریشانی کے لئے سامان کیا سب سے زیادہ اسکا ناصواب کام یہ تھا کہ معظم خان کے بیٹے محمد امین خان کو اُس نے قید کیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ اورنگ زیب نے معظم خان کو بیجاپور کی حدود مین اسلئے چھوڑا تھا کہ وہ ایک کروڑ روپیہ کی پیشکش لے آئے جو اسکے مراجعت کے شکرانہ مین عادلخان نے دینی قبول کی تھی داراشکوہ نے عادلخان اور ارکان دولت بیجاپور کو ایسا کچھ لکھ بھیجا کہ اورنگ زیب کا یہ مطلب دلخواہ نہ ہونے دیا اور اسکے کام کو تاخیر مین ڈال دیا - اور اس نے بادشاہ سے ایسا کچھ کہا سنا کہ بادشاہ نے معظم خان کو اپنے پاس بلایا - وہ بادشاہ کے حکم سے باقی لشکر کو جو ان حدود مین تھا ہمراہ لے کر اورنگ آباد مین آیا کہ یہان سے بادشاہ کے دربار مین جائے مگر اسکی جانے کو اورنگ زیب نے منافی مصلحت اس سبب سے جانا کہ دکنی زیادہ خیرہ سر ہو جائینگے معظم خان نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل مین جب تقاعد کرنا نہ چاہا تو اورنگ زیب نے معظم خان کو دستگیر کر کے دکن مین نگاہ رکھا - داراشکوہ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو اُس نے بدانديشی اور بدگمانی سے

داراشکوہ کا محمد امین خان کو قید کرنا

پادشاہ سے اس مقدمہ کو اس پیرایہ مین گوش گذار کیا کہ اورنگ زیب و معظم خان نے اتفاق کرکے سازش کی ہے اسلئے اسکے بیٹے محمد امین خان کو جو میر بخشیگری سلطنت تھا داراشکوہ نے اپنے گھر مین بلاکر امور غیر واقع سے متہم کرکے مقید کیا۔ شاہجہان پر تین چار روز کے بعد خان مذکور کی بے گناہی اور حقیقت حال پر اطلاع ہوئی اسلئے داراشکوہ سے خود ہی اسکے حکم کو منسوخ کرکے اسکو رہا کرایا۔ شاہجہان یقینی جانتا تھا کہ اورنگ زیب سے داراشکوہ لڑکر خراب ہوگا اور اپنے تخت و دولت کے پاؤن مین آپ کلہاڑی مارے گا وہ صلح و صلاح کا مشورہ دیتا اور سمجھاتا کہ بیٹا بھائی سے نہ لڑے مگر داراشکوہ اپنی لشکر کشی اور سپہ آرائی سے باز نہ آتا تھا۔ اندنون پادشاہ کے ہاتھ سے سررشتہ اختیار و اقتدار جا چکا تھا وہ منع و زجر پر قادر نہ تھا ناچار دارا سے مدارا کرتا تھا۔

دریاے چنبل پر اورنگ زیب کے لشکر کے روکنے کیلئے داراشکوہ کا فوج بھیجنا

۲۷ شعبان کو داراشکوہ نے خلیل اللہ خان کو برسم منقلا پہلے روانہ کیا اور بعض امرا و سپاہ کو اسکے ہمراہ کیا کہ وہ دھول پور مین جاکر اسکے آنے تک اقامت کرے اور دریاے چنبل کے گھاٹون پر توپ خانے لگاکے اور سپاہ مقرر کرکے محافظت کرے۔ ۲۵ شعبان کو اکبرآباد سے خود سارے لشکر اور اپنے چھوٹے بیٹے سپہر شکوہ کو ہمراہ لیکر برآمد ہوا اور پانچ منزلین طے کرکے دہولپور مین آیا اور اس مرزوبوم کے زمینداروں کی دلالت سے دریا کے گذرون کا انتظام کیا اور جہان مخالف کے پایاب ہوکر عبور کرنے کا گمان بھی تھا وہان بھی بندوبست کیا اسکو یہ انتظار تھا کہ اسکا بڑا بیٹا سلیمان شکوہ اور اسکا لشکر اس سے آن ملے انکو اسنے طلب کیا تھا وہ جلد چلے آتے تھے اسلئے اسکی راے مین یہ آیا تھا کہ انکے آنے تک اس طرح کارزار و صف آرائی مین چند روز دفع الوقت کرے مگر اورنگ زیب عبور ہونے کا جو دریا کیسے مانع ہوسکتا تھا اسنے عبور کیا جسکا بیان اوپر ہوا تو داراشکوہ اس لشکر سے لڑنے کے لئے دھول پور سے روانہ ہوا اور راجپور آیا اکبرآباد سے دس کروہ پر ہے اور دریاے جمن پر ایک زمین جنگ کے واسطے تجویز کی۔ یہان خیمے ڈالے اور

خروج کی ترتیب مین مصروف ہوا۔ اسوقت بھی بادشاہ نے اسکو نصیحت کی کہ جنگ و ستیز سے باز آ مگر اُسنے نہ سُنا۔ گو اس وقت بادشاہ پر ضعف کا استیلا اور قویٰ کا ضعف تھا گرمی کی تیزی اور ہوا کی حرارت کی شدت تھی۔ مگر اسنے ارادہ کیا کہ دریا کی راہ سے اس لشکرگاہ مین خیمہ لگا کے بھائیون کی جنگ کی آگ کو بجھائیے منازعت کو مٹا کے مصالحت کرائے اس عزم سے پیش خانہ بھیجا اور حکم دیا کہ دونون لشکرون کے درمیان خیمہ گاہ کھڑا کرین اور پیچھے خود بھی سوار ہونے کا ارادہ تھا۔ داراشکوہ جانتا تھا کہ بادشاہ کے جانے سے مصالحت ہو جائیگی جسکو وہ پسند نہین کرتا تھا اسلئے وہ بادشاہ کے جانے پر راضی نہین ہوا۔ اُس نے حیلے حوالہ کر کے اس کام کو جھمیل مین ڈال دیا اور جنگ و پیکار مین جلدی کی جسکا سرانجام اسکے حق مین جو ہوا وہ بیان کیا جاتا ہے۔

اکبر آباد کے قریب داراشکوہ و اورنگ زیب کی لڑائی اور دارا کا شکست پا کر دہلی بھاگنا اور دہلی سے لاہور جانا ؛

اورنگ زیب نے دریائے چنبل سے عبور کر کے دو روز مقام کیا کہ سپاہ و لشکر نے جو مسافت بعیدہ طے کی تھی آرام پاسے جب اُسنے سنا کہ دھول پور سے داراشکوہ لڑنے کے قصد سے آتا ہے تو ۲ رمضان کو وہ چنبل کے کنارہ سے چلا۔ ۶ کو داراشکوہ کے لشکر سے ڈیڑھ کوس پر آنکر مقیم ہوا کہ مخالف کے لشکر کی حقیقت اور اسکے فساد کی عزیمت معلوم ہو۔ اسی وقت اورنگ زیب کا لشکر قریب آیا داراشکوہ صف آرائی کر کے جنگ کے عزم سے سوار ہو کر اپنے لشکرگاہ سے آگے بڑھا۔ لوئین آگ برسا رہی تھین زمین شعلے اٹھا رہی تھی گرمی کے غلبہ سے اور پیاس کی شدت سے اور کمیابی آب سے آدمی سراب عدم مین چلے جاتے تھے اسکے لشکر کو نہایت تکلیف ہوئی اور شام کو بغیر لڑے وہ اُلٹا چلا گیا اُس دن اورنگ زیب کا لشکر بھی پانچ کوس گرمی کی شدت اور جلتی دھوپ و پانی کی قلت مین آیا تھا اس نے اس سبب سے آج لڑنے کو مصلحت نہ جانا اور لشکرگاہ مین مقیم ہوا اور حکم دیا کہ رات کی خبرداری کے لئے مورچل قائم ہون اور چوکی پہرے سارے لشکر مین تقسیم ہون۔ اور محافظت کی شرائط ادا ہون اورنگ زیب کے اس حکم سے لشکر کے سردار اور سپہدار احتیاط و بیداری کے لوازم کو بجا لائے اور صبح کے منتظر رہے۔ جب صبح ہوئی

تو اورنگ زیب نے لشکر کو آراستہ کیا اور توپ خانہ کو اور جنگی ہاتھیوں کو آگے روانہ کیا اور
شاہزادہ محمد سلطان کو خانخانان بہادر کے ساتھ ہراول کا سپہ سالار بنایا اور شہزادہ
محمد اعظم کو برانغار کی سرداری سپرد ہوئی۔ جرانغار مراد بخش کے حوالہ ہوا۔ التمش کی سرداری
شیخ میر کو مفوض ہوئی۔ دست راست کی طرح بہادر خان کو حوالہ ہوئی
اور دست چپ کی طرح خاندوران خان کو اور خواجہ
عبداللہ بیگ کو قراولی۔ اورنگ زیب ہاتھی پر سوار ہوا اور بیٹے محمد اعظم کو اپنے ساتھ
بٹھایا اور قول میں رونق افروز ہوا۔ اورنگ زیب کو یہ تجربہ سے معلوم ہو گیا تھا کہ تائید
آفریدگار اور ثبات قدم و استقلال سردار پر فتح و ظفر موقوف ہے اسلئے وہ غنیم کے
کثرت لشکر سے خائف نہیں ہوتا تھا۔ ۷ رمضان کو یہ لشکر اسی میدان جنگ میں گیا جو
پہلے تجویز ہوا تھا۔ داراشکوہ کی ترتیب فواج اسطرح تھی کہ دست راست کی طرف
تو اسکا اپنا توپ خانہ برق انداز خان میر آتش کے اہتمام میں اور دست چپ میں توپخانہ
بادشاہی حسین بیگ خان کی سرداری میں لشکر کی صفوں کے آگے کھڑے کیے تھے۔
راؤ ستر سال کو ہراول کا سردار بنایا اور داؤد خان خویشگی کو چار ہزار سواروں کے ساتھ
اسکا ضمیمہ کیا۔ خلیل اللہ خان کو ہراول سپرد کی اور اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو رستم خان کے ساتھ
جرانغار کا سپہ سالار بنایا اور خود قول میں رہا۔ قول کے یمین و یسار میں خود میمنہ کا سردار
ظفر خان کو اور فوج میسرہ کا سردار فاخر خان نجم ثانی کو مقرر کیا۔ پہر دن چڑھے لڑائی
شروع ہوئی۔ دونو طرف سے اول بان و توپ و تفنگ چلے آتش حرب جب زیادہ
تیز ہوئی اور دونو لشکر قریب آئے تو تلوار سے لڑائی شروع ہوئی۔ جرانغار کے سردار سپہر شکوہ
اور رستم خان اورنگ زیب کے توپ خانہ کے روبرو آئے توپوں کی مار سے وہ پیچھے
ہٹے۔ رستم خان کی فوج کے ایک ہاتھی کے گولہ لگا جس سے وہ گر پڑا جب سپاہ نے
دیکھا کہ توپخانہ کے استحکام کے سبب سے کام نہیں چل سکتا تو وہ یہاں سے پھر کر
مخالف کے برانغار پر جھکے اور بہادر خان سے لڑائی شروع ہوئی اور وہ

زخمی ہوا اسکے ہمراہیون مین سے سید دلاور خان اور ہادی داؤد خان کشتہ ہوئے۔ غنیم کی فوج عظیم تھی برانغار کی سعی سے دفع نہ ہوسکی قریب تھا کہ برانغار مین لغزش آئے کہ شیخ میر فوج التمش کے ساتھ اسکی کمک کو آیا اسنے دشمن کو پرے ہٹایا اس جنگ مین رستم خان جنگ ستمانہ کرکے تیر قضا کا ہدف ہوا سپہر شکوہ بھاگ گیا۔ اورنگ زیب کے برانغار مین سے حسن بخش و سیف خان و غریب بیگ و محمد صادق و عمر نیز مہمنا زخمی ہو کر کشتہ ہوئے اسکے بعد قول اور التمش کی فوج دارا شکوہ لیکر اورنگ زیب کے توپخانہ و ہراول کے روبرو آیا مگر مقابلہ مین ٹھیر نہ سکا دست راست کی طرف گیا مراد بخش سے جو برانغار مین تھا جا بھڑا۔ خلیل اللہ خان پھر برانغار کی فوج پر حملہ آور ہوا اور اسکے لشکر اوزبکیہ نے دلیری و مردانگی کی داد دی اور راجپوتون نے بھی بڑی جلادت دکھائی کہ راؤ ستر سال ہاڈہ و رام سنگہ راٹھور و بھیم پسر جے سنگہ بھی کور و راجہ سیوا رام برادر زادہ راجہ مذکور اور دلیر و نامور راجپوتون کی جماعت اورنگ زیب کے بہت قریب آگئے اور راجہ روپ سنگہ اورنگ زیب کی سواری کے ہاتھی کے قریب گھوڑے سے اُتر کر جلادت و بہادری کے کام کرنے لگا اورنگ زیب نے اسکی یہ بہادری دیکھ کر اپنے نوکرون کو اسکے قتل کرنے سے منع کیا اور زندہ پکڑنے کا حکم دیا مگر نوکر اسکی اس گستاخی کے متحمل نہ ہوئے انہون نے اُسے مار ڈالا۔ یہ واقعہ اورنگ زیب کے رحم و مروت پر شہادت دیتا ہے کہ جو شخص اسکے قتل کرنے کے قصد سے آئے اسپر وہ عنایت فرمائے۔ اورنگ زیب بھی عجب مروت کیش رحم گستر و فتوت آئین عفو پرور تھا کہ اسکا قہر مہر کے ساتھ رہتا اور اسکا غضب لطف سے دمساز تھا اپنی حسن نکوئی اور لطف خوشی کے سبب سے بوقت کینہ جو مخالفون کو رجوع پر آمادہ اور عین جنگ مین بخشایش و رافت سے پرخاش جو دشمنون کے لئے در صلح کو کشادہ رکھتا تھا جب دارا شکوہ نے دیکھا کہ رستم خان و راؤ ستر سال اور عمدہ راجپوت جو اس جنگ مین اسکے قوت بازو تھے ہلاک ہوئے تو اُسنے کچھ تھوڑی دیر اور کوشش کی

کہ اسکا دیوان محمد صالح جسکو وزیرخان کا خطاب دیا گیا تھا مارا گیا اور عمدہ آدمیون کی ایک جماعت قتل ہوئی اور اسکی سواری کے ہاتھی کے قریب چند بان متواتر مخالفون کے لشکر سے آن کر پڑے تو پھر میدان جنگ مین نہ ٹھیر سکا باوجودیکہ اسکے پاس ایک جماعت موجود تھی اور لڑائی ختم نہ ہوئی تھی کہ وہ بھاگ گیا اور بہت ہراس و بیدلی سے ہاتھی سے اُتر کر بے یراق و سلاح ننگے پاؤن گھوڑے پر سوار ہوا۔ اس حرکت و اضطراب بیہنگام سے اسکا لشکر پراگندہ و پریشان ہوا اس حال مین ایک خدمتگار اسکی کمر مین ترکش باندھتا تھا کہ وہ تیر لگنے سے مر گیا تو وہ اور خوف زدہ ہوا وہ بھاگا اور اس فرار مین اسکا بیٹا سپہر شکوہ بھی آن ملا۔ دارا شکوہ کو شکست اور اورنگ زیب کو فتح ہوئی۔ اگرچہ اورنگ زیب نے اپنے لشکر کو تعاقب کا حکم نہین دیا تھا پھر بھی اکبرآباد تک جو دس کروہ تھا ہر قدم پر زخمی مُردہ پڑے تھے اس جنگ مین بہت آدمی مارے گئے اور بڑے بڑے امیر جو ریاست و حکومت رکھتے تھے اُنھون نے خاک ہلاک پر عدم کی راہ لی۔ دارا شکوہ اپنے چھوٹے بیٹے سپہر شکوہ کے ساتھ بھاگ کر اکبرآباد گیا اور اپنے گھر مین جاکر اُترا خجالت و شرمساری کی سبب سے کسی آشنا و بیگانہ سے نہ ملا۔ خوف کے مارے باپ کے سامنے نہ گیا باپ کو کیا مُنہ دکھاتا وہ پہلے ہی اس ناز پروردہ کی حقیقت کو جانتا تھا اور اورنگ زیب کو خوب پہچانتا تھا اس لیئے مقابلہ کو منع کرتا تھا۔ اگر دارا باپ کے کہنے پر چلتا تو کیون یہہ ذلت و خواری اُٹھاتا تین پہر رات تک یہان ٹھیرا آخر شب مین اپنے گھر سے فرار کیا۔ اور بیوی اور لڑکی اور بعض اور اہل حرم کو ساتھ لیا اور کچھ جواہر و مرصع آلات اور سونا اور اشرفیان جو اس اضطراب سراسیمگی مین ہاتھ لگے ساتھ لے گیا۔ اندھیری رات مین سپہر شکوہ و ربارہ سوار اکبرآباد سے اسکے ہمراہ تھے وہ اسکے ساتھ دہلی گئے۔ مگر اس کے بعد اسکی سپاہ شکستہ جسمین کچھ زخمی کچھ گرمی کے مارے تھے آہستے جاکر ملے اس طرح پانچ ہزار سوار اس پاس جمع ہو گئے بعض اسکے کارخانے بھی اس پاس پہنچگئے مگر اکثر نوکر اس کے جدا ہو کر اورنگ زیب پاس چلے آئے جنکو اسنے مناسب مناصب دیئے اور ان پر نوازش کی

اور اکبر آباد میں دارا کا اکثر خزانہ و جواہر و مرصع آلات و کارخانجات و گھوڑے ہاتھی اور تمام اسباب حشمت و تجمل رہ گیا اس پاس نہ پہنچ سکا۔

اس لڑائی میں یہ امر قابل غور ہے کہ اکبر کی اس تدبیر سے کہ راجپوتوں کے ساتھ رشتہ ہو اور اس قوم پر از حد نوازش اور انکی تربیت کی جائے۔ راجپوتوں کو مسلمانوں کے ساتھ اور مسلمانوں کو راجپوتوں کے ساتھ ایسی محبت ہو گئی تھی کہ مسلمان اپنی سلطنت کے فیصلہ کرنے میں انکو اپنا شریک بناتے اور وہ شریک ہو کر اسکا فیصلہ کراتے

جب اورنگ زیب نے اعدا کو ہزیمت دی تو اسنے خدا کی درگاہ میں شکر ادا کیا۔ اور افواج کو ہمراہ لے کر مخالفوں کے لشکرگاہ میں گیا۔ دشمنوں کی منزلگاہ میں غارت و تاراج کی جاروب نے صفائی کر دی تھی مگر داراشکوہ کا خیمہ اپنی جگہ پر کھڑا تھا اورنگ زیب اس خیمہ میں جب تک ٹھہرا کہ اسکا اپنا خیمہ دولت خانہ آیا امراء رفیع القدر اور اخلاص شعار تسلیم مبارکباد اور آداب تہنیت فتح بجا لائے۔ مراد بخش کا چہرہ زخموں کے لگنے سے گلرنگ ہو رہا تھا۔ اورنگ زیب نے اول زخموں پر چرب و نرمی کے ساتھ اپنی لطف و نوازش کا مرہم رکھا۔ پھر ماہر جراح و تجربہ کار اطبا علاج کے لئے بھجوائے۔ جب بادشاہ کا خیمہ آ گیا تو وہ کھڑا ہوا اور کام بخشی و عطا گستری کی مراسم ادا ہوئیں اور جن امراء و نوکروں نے اس جنگ میں کوشش و جانفشانی کی تھی اور جوہر مردی و شجاعت و گوہر اخلاص و ارادت دکھایا تھا انپر شاہانہ مہربانیاں ہوئیں اور ہر شخص کو اسکے رتبہ و قدر کے موافق عطیات عنایت ہوئے۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کرائی کشتوں کو خاک سے اٹھایا۔ دوسرے روز شکارگاہ سموگڈھ میں اورنگ زیب آیا جمنا کی کنارہ پر مکانات میں اترا اور اسی روز باپ پاس معذرت نامہ بھیجا جسمیں صورت حال و صف آرائی کا اعتذار اور بحکم شرع و فتوائے عقل داراشکوہ سے جنگ کا سبب نہایت ادب کے ساتھ لکھ کر بھیجا اسی دن محمد امین خان پسر معظم خان اسکی خدمت میں آیا پھر اور بہت بڑے بڑے امرا اسکی خدمت میں آگئے اور انہوں نے بڑے بڑے انعام و خلعت

وخطاب پایے ۱۰ رمضان کو اورنگ زیب سموگڑھ سے باغ دلکشا نور منزل مین آیا۔
یہان اورنگ زیب کے معذرت نامہ کا جواب شاہجہان نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر
فاضلخان میر سامان کے ہاتھ بھیجا اور سید ہدایت اللہ صدر کو بھی اسکی رفاقت مین روانہ
کیا۔ انھون نے باغ نور منزل مین پادشاہ کا یہ صحیفہ پیش کیا اور مقدمات جنکے لئے وہ
مامور تھے گذارش کئے اورنگ زیب نے انکو خلعت دیکر رخصت کیا دوسرے روز
پادشاہ کے حکم سے یہ دونو آدمی اورنگ زیب پاس آئے اور ایک شمشیر موسوم عالمگیر
انکے ہاتھ پادشاہ نے عالمگیر کے لئے بھجوائی اور پادشاہی امراء اورنگ زیب پاس آتے
جاتے تھے۔ شہر کے باہر اسکے بھیڑنے سے اہل شہر پریشان خاطر تھے اورنگ زیب نے
سنا کہ مرادبخش کے نوکرون کا نظم ونسق نہ ہوا اور بے پروائی کے سبب سے خودسر
ہوئے ایمین سے بعض حکم کے برخلاف شہر مین جہان جاتے دست تعدی دراز کرتے
اس سبب سے قریب تھا کہ شہر مین اراذل واوباش ایک آشوب برپا کرتے اور فساد کا
ہنگامہ گرم ہوتا اور خلائق کی آسایش وآرامش مین فتور آتا اورنگ زیب نے اپنے
بیٹے محمد سلطان کو کچھ سپاہ ہمراہ کرکے حکم دیا کہ وہ شہر مین جاکر انتظام کرے حسب الحکم
۱۷ رمضان کو محمد سلطان اور خانخانان بہادر سپہ سالار شہر مین داخل ہوئے
اور اہل شہر کو امن وامان کا مژدہ سنایا ولطف واحسان کی نوید دی اور خوب
انتظام کردیا اب بڑے بڑے امیر اورنگ زیب کی خدمت مین آتے جاتے تھے
اور منصبون اور جاگیرون پر سرافراز ہوتے تھے۔ داراشکوہ کی چکلہ داری مین
متھرا تھا داراشکوہ کی پراگندگی کے سبب سے آہین واقہ طلب مفسدونے فساد
مچا رکھا تھا اورنگ زیب نے جعفرخان ولد اللہ وردی خان کو اس چکلہ کی فوجداری و
نظم مہمات سپرد کی ۱۷ کو اورنگ زیب نے محمد سلطان کو حکم دیا کہ وہ دادا کی
خدمت مین جائے وہ حسب الحکم قلعہ مین دادا کی خدمت مین گیا اور باپ کی طرح آداب
وکورنش بجالایا ۱۹ کو شاہجہان کے کہنے سے بیگم صاحب باغ نور محل مین اورنگ زیب

پاس آئین اب روز بروز اورنگ زیب کے دربار کو رونق زیادہ ہوتی جاتی تھی رائے رایان
جو سر دفتر اہل دیوان تھا مع کل دیوانی کے متصدیون اور کل زمرۂ اہل قلم و ارباب مجلسیات
کے حاضر ہوا اور مراتب ملک و مال جنمین اس مدت مین شور و اختلال آیا تھا انہون نے
اورنگ زیب کی خدمت مین عرض کیا انکے باب مین اُسنے احکام دیے - غرۂ رمضان
سے اس تاریخ تک ایک جمع کثیر اسکی مراحم و عنایات شاہنشاہی سے کامیاب و بہرہ ور
ہوئی منجملہ انکے شاہزادہ محمد سلطان کو جیغہ و خنجر مرصع علاقہ مروارید کے ساتھ اور دو زنجیر
فیل مرحمت ہوئے اور مراد بخش کو خزانہ سے چھبیس لاکھ روپیہ عطا کیا۔

داراشکوہ کا دہلی آنا

۲ رمضان کو داراشکوہ اپنے پانچ ہزار سوارون کے ساتھ دہلی مین آگیا - کوئی لکھتا ہے
کہ یہ سوار شاہجہان نے اس پاس بھیجے تھے اور پرانی دلی کے قلعہ مین ایسا اترا جیسے
ویرانہ مین اُلو - اورنگ زیب نے اسکے تعاقب کے واسطے کوئی لشکر نہین متعین کیا تھا
وہ خود اکبرآباد مین مقیم تھا کہ داراشکوہ دہلی مین توقف کرکے پھر لشکر و سپاہ کا سامان
تیار کرنے لگا - وہ کارخانجات پادشاہی کی اشیاء اور اموال و گھوڑون اور ہاتھیون پر
امراء کے نقد و جنس و امتعہ و ذخائر پر دست درازی کرنے لگا - جسکا مال جو ہاتھ آیا
اسکو ہضم کیا - اُسنے سلیمان شکوہ کے لشکر کو طلب کیا تھا وہ پٹنہ سے چلا آتا تھا اُسنے
ان امراء کو جو اس لشکر کے ساتھ تھے لکھا تھا کہ وہ جمنا کے اس طرف سے دہلی کی سمت
مین بہت جلد آن کر مجھ سے مل جائین وہ بیٹے کے لشکر کا انتظار کرتا تھا اور یہ سمجھتا تھا
کہ اُسکے لشکر کے آنے کے بعد دونون لشکر یکجا ہو جائینگے تو دوبارہ صف آرائی کی سکت اُس
مین ہو جائیگی - وہ مدت سے جانتا تھا کہ امراء و لشکر و سپاہ کا دل اورنگ زیب کی
طرف مائل ہے لیکن اس پر بھی اپنی مکر بازی سے باز نہ آتا تھا خفیۃً خطوط و استمالت نامے
فریب آمیز امراء کو اور ارکان دولت اور صوبجات کے امراء اور ولایات کے حکام کو
بھیجکر اغوا کرتا کہ وہ اورنگ زیب کی نافرمانی و مخالفت کرین اور اطاعت نہ کرین انکو
اپنی طرف دعوت کرتا تھا جو امراء اورنگ زیب کے ساتھ خالص عہود دیتے نہین رکھتے تھے

انکی اوضاع سے اورنگ زیب کو معلوم ہوتا تھا کہ داراشکوہ کا لکھنا اپنا اثر رکھتا ہے داراشکوہ
پوشیدہ نوشتے باپ پاس بھی بھیجکر اُسکے دل مین وسوسے ڈالنے مین کوشش کرتا تھا۔ چونکہ آدمی کی نہاد
مین یہ امر داخل ہے کہ وہ نقوش وساوس کو اور آثار تخیلات کو قبول کرتا ہے خصوصًا جو نیکخواہی اور
خیر اندیشی کے لباس مین غلط نما ہو کر خرد آشوب و دانش فریب ہون۔ شاہجہان کے بعض اطوار سے
یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ داراشکوہ کی محبت والفت وطرفداری کو دور نہین کرسکتا۔ جب حضرت
شاہجہان نے فضل خان کے ہاتھ یہ فرمان اورنگ زیب کو بھیجا تھا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اے میرے
فرزند مین تیری صورت دیکھنے کو ترستا ہون مدت کے بعد اب تو یہان آیا ہے امتداد فراق سے
اشتیاق زیادہ ہو گیا ہے خدا کی عنایت سے مینے دوبارہ زندگی پائی ہے تو میرے پاس آنکر
سعادت قدمبوسی حاصل کر۔ اورنگ زیب نے اسکا جواب یہ لکھا کہ میری بڑی خوش نصیبی اور بڑی
اقبال ہے کہ حضور نے مجھے یاد فرمایا اب مین حضور سے اس امر کا امیدوار ہون کہ میری ملاقات
کے واسطے کوئی ساعت مسعود قرار دی جاے۔ بادشاہ اس عرضداشت کو سنکر بڑا خوش
ہوا اور ملنے کا اشتیاق اور زیادہ بڑھ گیا مگر اورنگ زیب دل سے چاہتا تھا کہ مین
باپ کے پاس جاؤن اور مراسم اخلاص عقیدت کو بجا لاؤن اور خاطر اشرف کے استرضاء
مین کوشش کرون۔ اگر بادشاہ کے دل مین اسکی طرف سے کچھ غبار ہو تو اسکو بالمشافہ بے توسط
اغیار آستین اعتذار سے پونچھون کہ بالکل حجاب رفع ہو جاے اور صفائی ہو جاے لیکن شاہجہان کو
داراشکوہ کے اصلاح حال کی رعایت چلی جاتی اور اسکی طرف توجہ باطنی تھی جو کچھ وقوع
مین آیا تھا وہ اُسکے مطلوب کے منافی تھا اسلیے اورنگ زیب نے باپ سے ملنے کا ارادہ کیا تھا اُسکو
ترک کردیا اسکو جب معلوم ہوا کہ دہلی مین داراشکوہ لڑنے کا سامان تیار کر رہا ہے تو اُس نے
اُسکے شر کے دفع کرنے کو سب کامون پر مقدم جانا۔

جب اورنگ زیب کا ارادہ شاہجہان آباد کے جانے کا ہو گیا تو اُسنے شاہزادہ محمد سلطان
کو ایک لشکر کے ساتھ دارالخلافہ اکبرآباد مین متعین کیا اور اسلام خان کو اسکا اتالیق بنایا۔
فاضلخان کو شاہجہان کی خدمت کے لئے اور مہمات بیوتات کی پرداخت کے واسطے اور

اور کارخانجات خاصہ کے بندوبست کے لئے مقرر کیا۔ ذوالفقار خان کو قلعہ کی حراست سپرد کی اور مقرب خان کو جسنے شاہجہان کے معالجہ میں بڑی کوشش کی تھی اور اسکے مزاج سے آشنا ہو گیا تھا حکم ہوا کہ وہ بادشاہ کی بقیہ کوفت کا علاج اور صحت مزاج کی تدبیر کرے اسکو تین ہزار اشرفیاں انعام دیں اور خلعت دیا۔

۲۲ رمضان کو اورنگ زیب شاہجہان آباد کو روانہ ہوا۔ اس تاریخ شاہزادہ محمد اعظم باپ کے حکم سے دادا کی خدمت میں گیا اور پانچسو مہر اور چار ہزار روپئے بطریق نذر گذرانے۔ دادا پوتے کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اسکو گلے لگایا بہت عنایت کرکے اسکو رخصت کیا دارا شکوہ جانتا تھا کہ اورنگ زیب دہلی آئیگا اور اسکے بیٹے سلیمان شکوہ جسکا انتظار وہ دہلی میں کر رہا تھا راہ میں روکے گا اور مجھ سے ملنے نہیں دیگا اسلئے اُسنے جب سنا کہ اورنگ زیب دہلی آتا ہی تو وہ ۱۲ رمضان کو لاہور کو روانہ ہوا اور اپنا حال سلیمان شکوہ و اسکے اتالیق باقی بیگ کو جسکا بہادر خان خطاب تھا لکھ بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ اگر ہو سکے تو جمنا کی اس طرف سے بوریہ سہارنپور کی راہ سے بہت جلد سہرند میں یا لاہور میں آجاؤ۔ الہ آباد میں دارا شکوہ کی طرف سے سید قاسم خان بارہ صوبہ تھا وہ اورنگ زیب کی اطاعت نہیں کرتا تھا بر سر فساد تھا اسلئے اورنگ زیب نے خاندوران خان کو لشکر کے ساتھ الہ آباد روانہ کیا کہ اگر قاسم خان اطاعت کرے تو اسکو ہمارے پاس بھیجدو اور اگر سرکشی پر آمادہ ہو اور قلعہ حوالہ کرے تو قلعہ کو مفتوح کرو۔ مراد آباد کی محال قاسم خان کو عطا کی اور اسکو وہاں روانہ کیا۔ ارادت خان کو اودھ کا صوبہ مقرر کیا عبد النبی خان کو اٹاوہ کا فوجدار مقرر کیا اور اسیطرح اور قلعہ دار و فوجدار اور صوبہ دار مقرر کئے۔ امراء کو ہزاروں روپئے انعام دئے خانجہان کو جسکو بادشاہ نے دارا شکوہ کی شکست کے بعد جاگیر و منصب سے معزول کیا تھا اسکو منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا عنایت کیا۔ امیر الامراء کا خطاب دیا دو کروڑ دام کی جاگیر دی۔ خاندوران خان کو دو لاکھ روپیہ انعام دیا اور دو کروڑ دام جمع کی جاگیر دی دلیر خان و عبد اللہ خان ولد سعید خان بہادر مرحوم نے سلیمان شکوہ کی رفاقت کو ترک کیا اور اورنگ زیب

پاس آئے اُنھون نے اپنی مرحمت خسروانہ سے انکو سرافراز کیا۔ ۲ شوال کو اورنگ زیب متھرا مین آیا۔

بلے آنکس کہ ظل ذوالجلال است	شریکش چون شریک حق محال است
شہنشاہ فرد می باید در اقلیم	دو یکتا بود در خور دیہیم

مراد بخش کا قید ہونا

مراد بخش کے قید ہونے کے واقعہ کو مورّخ مختلف طرح سے بیان کرتے ہین جسکو مین بیان کرتا ہون عالمگیر نامہ محمد کاظم مین لکھا ہے کہ مراد بخش کو تمناء سلطنت کا سودا تھا وہ یہ سمجھتا تھا کہ شاہجہان کے بعد ملک و سلطنت کی وراثت کا دعوی مجھی کو پہنچتا ہے اور ہندوستان کی فرمانروائی اور سرآرائی اسکو پہنچیگی۔ جب شاہجہان بیمار ہوا اور اطراف مین اوسکی خبر موحش پھیلی تو بے تحقیق حال و اندیشۂ مآل تخت سلطنت پر ہو بیٹھا مروج الدین اپنا لقب رکھا اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا۔

بندر سورت بیگم صاحب سے تعلق رکھتا تھا اس مین فوج بھیجی اسکے قلعہ کو قہر سے لے لیا اور سرکار بادشاہی اور بیگم صاحب مین جو اموال و اشیا تھین اُن پر متصرف ہوا اور آدمیون کے اموال اور امتعہ پر دست تعدی دراز کیا اور ناشائستہ کام کرنے لگا چنانچہ محمد شریف پسر اسلام خان مرحوم کو جو بندر سورت کی مہمات کا متصدی تھا اسکو مع اور متصدیون کے قید کیا اور انکی اہانت کی انکو آزار پہنچایا اور علی نقی جو اسکی سرکار کی مہمات کی کفالت رکھتا تھا اور بادشاہ کی طرف سے دیوانی کرتا تھا اور اسکا دیوان تھا بے گناہ ناحق اسکے نفاق کے توہم سے اور عدم یکجہتی کے مظنہ سے اپنے ہاتھ سے قتل کیا غرض علانیہ سرکشی و خود رائی اختیار کی۔ مگر اورنگ زیب نے اپنا تغیر وضع نہین کیا اور اورنگ سلطنت پر جلوس نہین فرمایا۔ جب اخبار موحشہ کا جھوٹ ظاہر ہوگیا اور تحقیق ہوگیا کہ اگرچہ بادشاہ بیمار ہوا تھا اور اسکے قوی مین فتور عظیم آیا تھا مگر ابھی اسکی شمع حیات انجمن ہستی مین روشن ہے تو مراد بخش کچھ ہوش مین آیا۔ اورنگ زیب کی عاطفت کا دامن پکڑا کہ وہ باپ پاس لیجاکر عفو تقصیرات معاف کرادے مگر اب بھی نادانی او بے خردی سے اپنے اوضاع سابق کو نہ چھوڑا۔ تخت و چتر و سائر لوازم سلطنت کو اپنے ساتھ رکھا اس بات کو اورنگ زیب اُس کی خرد سالی و جاہلی پر محمول کرتا تھا اور اپنی بزرگی اور دانائی کے سبب اُسسے درگذر کرتا تھا

اور حسن اخلاق اسکے ساتھ برتتا تھا کہ شاید رفتہ رفتہ وہ اپنی ان حرکات سے باز آئے مگر وہ اپنی
نادانی اور غفلت سے باز نہ آتا تھا جب داراشکوہ کو شکست ہوئی اور اُس نے دیکھا کہ...
اورنگ زیب کو سلطنت ہاتھ آئی تو اسکے دل مین نفاق و مخالفت کا خیال پختہ ہوا اور ہمسری کے لئے
سر کھجانے لگا فتنہ و فساد و سرکشی کا قصد ہوا باوجودیکہ خزانہ پاس نہ تھا مگر لشکر کو بڑھایا۔
اور بادشاہی بندوان اور امراء کی ساتھ طرح طرح سے استمالت اور ملائمت کی اور اپنی طرف
دعوت کی۔ یون کچھ امیر اسکے طرفدار ہوے انکو نامناسب مناصب اور بے موجب روپئے وعدے دیئے
آدمیون کو بیجا خطاب دیئے اور اسباب شورش و سرکشی کو سرانجام دیا اور اسراف شروع کیا۔
روز بروز بے اعتدالی کو بڑھایا جب اورنگ زیب نے اکبرآباد سے سفر کیا تو ساتھ چلنے کے لئے
بہانے بنائے۔ آخر کو ہمراہی اختیار کی کچھ دنون اورنگ زیب لشکر کے پیچھے کوچ کرکے اور چند
گروہ پیچھے بیکنے کی کمین مین رہتا اسلئے اورنگ زیب اسکی شورش انگیزی اور مخالفت کو یہ
سمجھکر کہ خلقت کی آسایش و امن مین اس سے شورش پیدا ہوگی تو اسنے بلطائف دانش و تدبیر
دستگیر کیا جسمین اسکی تنبیہ و تادیب ہوجاے اور فتنہ و آشوب نہ برپا ہو۔ ۴ ماہ شوال کو متھرا
مین جب مرادبخش کورنش کے لئے آیا تو اسکو تدبیر سے دستگیر کیا اور آدھی رات کو شیخ میر سپرد
کرکے شاہجہان آباد بھجوادیا۔

خافی خان یہ لکھتا ہے کہ

شاہزادہ مرادبخش سادہ لوح تھا اکثر صفات پسندیدہ سے موصوف تھا مغلون کی رعایت اور
خطابخشی مین بہت کوشش کرتا تھا اور اپنی صفائی باطن و حسن عقیدت سے بزرگون کے اس قول پر خیال
نہین کرتا تھا کہ دو بادشاہ در اقلیمی نہ گنجند۔ وہ اورنگ زیب کے دلفریب عدون سے اور نقد و جنس کی
تواضعات سے کہ بطریق عاریت و امانت قبل از جنگ بعد از فتح وہ کرتا تھا اپنا دل خوش رکھتا تھا اور اپنی
سادہ لوحی سے تمناء سلطنت کو لوح دل پہ نقش کرتا تھا اور سلاطین کے طریقہ کو نہین چھوڑتا تھا۔
اور بھائی کے عہد و پیمان کے عدم ایفاء کا توہم بھی اُسکو نہ ہوتا تھا۔ باوجودیکہ اسکے ہواخواہ
کم گوش گذار کرتے کہ زمانہ کا رویہ بدعہدی ہے۔ خاص کر اس بادہ سلوک مین کہ ملوک کے وارث

مراد بخش کا قید ہونا

ملک کے ساتھ زمانہ سلف مین کیا گیا مگر وہ نہین سنتا ہے محابا چند آدمیون کے ساتھ بھائی کی خلوت مین
جاتا - ایک دن ایک سید ریش سفید معمر قدیم الخدمت نیک خصلت نے اس وقت کہ مراد بھائی پاس
جاتا تھا عرض کیا کہ میرے خواب کی تعبیر کبھی غلط نہین ہوتی مینے عالم رویا مین مکرر دیکھا ہے جو
عہد پیمان آپکے اور بھائی کے درمیان ہوئے ہین وہ اعتماد کے لائق نہین ہین مراد اس بات کو
خوشامد سمجھا اور اسکی طرف سے منہ پھیر لیا اور خواجہ شہباز کی طرف مخاطب ہوا (جو اسکو اکثر اس قسم
کی نصیحتین کیا کرتا تھا) کہ ایسی لایعنی باتون سے محبت و قرار عہد مین اختلال پڑتا ہے القصہ ۲ شوال کو
متھرا مین منزل ہوئی اوّل روز مین مراد بخش کو حسن تدبیر سے جسکی تفصیل نہین کرتا اسکو دستگیر کرکے پابہ زنجیر کیا
اس رات کو چار حوضی پردہ دار ہاتھیون پر رکھکر چار و ان طرف روانہ کیے اور ہر ایک کی ہمراہ ایک فوج
اور دو سردار نامی مقرر کیے اس حوضہ کو جس مین مجبور محبوس بیٹھا تھا شیخ میر و دلیر خان کے ساتھ سلیم گڈھ کے قلعہ مین
بھیجدیا یہ احتیاط اسلیے کی گئی تھی کہ جس حوضہ مین اس محبوس کو بٹھایا گیا تھا اسپر متعلق و اُسکے ہوا خواہ غلبہ
نہ کرین اور اسکے تمام خزانے اور کارخانے قبضہ مین آجائین اور ایک دام و درم ضائع نہ ہوا - ہم ہر نفیر اور
تاریخ ہندوستان مؤرخ صاحب اس واقعہ کی نقل کرتے ہین جسکے پڑھنے سے ہمکو وہی مزہ آتا ہے جو لے سرو پا اخبار
ہند مین آجکل واقعات کے بیانات کے مطالعہ مین لطف آتا ہی کہ ایک چھوٹی بات اس تاقت سے نمایرچ اور گل بھی
کھا کے بیان کرتے ہین جسکو ہم سچ نہین لوگ ذرا بھی تامل نہ کرین جو صل حقیقت حال سے ناواقف ہون انگریز لکھتا ہے
کہ جب آگرہ سے عالمگیر کے سفر کا دن آیا تو مراد بخش کے خاص دوستون نے خاص کر زیادہ تر
شہباز خواجہ سرا نے ہر طرح کی دلائل سے سمجھایا کہ حضور کو دہلی اور آگرہ کے ہمسایہ مین اپنے لشکر کے
ساتھ رہنا چاہیے چرب نرم وعدو پیمانہ چاپلوسی کی افراط مین ہمیشہ فریب دھوکہ ہوتا ہے انہون
نے بیان کیا کہ حضور خاص و عام کے نزدیک بادشاہ ہین اور آپ کی بادشاہی کو اورنگزیب بھی
تسلیم کرتا ہے تو یہ امر عاقلانہ تدبیر سے دور ہے کہ آپ آگرہ یا دہلی سے آگے چلے جائین اپنے
بھائی کو تنہا دارا شکوہ کے تعاقب مین جانے دیجیے اگر اس دانشمندانہ صلاح کو مراد مان لیتا تو
اورنگزیب بڑی مشکلون اور حیرانیون مین پڑ جاتا مگر اس فہمائش کا اثر ذرا بھی اسکے دل پر
نہ ہوا اُسنے اپنے بھائی کے ان وعدون اور قسمون پر پورا اعتماد کیا جو انکے درمیان

قرآن پر قسم کھاکر ہوئی تھے دونو بھائیون نے ساتھ آگرہ سے دہلی کی طرف کوچ کیا۔ آگرہ سے جائے
چھوٹی منزلون کو طے کرکے متھرا مین انھون نے قیام کیا۔ مراد کے سوا خواہون نے بہت کچھ ایسا دیکھا
اور سنا کہ جس سے اُنکے دل مین شبہے پیدا ہوئے۔ ایک دفعہ انھون نے کوشش کی کہ مراد کو یہہ سنکر ڈرائے
انھون نے اُس سے کہا کہ ہمنے تحقیق کرلیا ہے کہ اورنگ زیب کی نیت مین آپ کی طرف سے فساد
ہے اور یقینی ایک خوفناک سازش آپ کی خرابی کے لئے ترقی پذیر ہے مختلف جگہون سے جسکی اطلاع ہمکو
آئی ہے اسواسطے بھائی کی ملاقات کو آپ ہرگز نہ جائین اور خاص کر آجکے دن تو اُدھر رخ بھی
نہ کیجئے اور مصلحت یہ ہے کہ آپ اس بلا کو یون ٹالئے کہ بیماری کا بہانہ بنایے جس سے اورنگ زیب
حسب معمول آپ کی عیادت کو خود تھوڑے آدمیون کے ساتھ ضرور آئیگا اور نگ زیب کی تزویر
وچاپلوسی وریاکاری کے افسون سازی نے اُس نامراد شہزادہ پر ایسا اثر کیا تھا کہ بہوا خواہون کی
دلائل اور منت وسماجت کب اسکی سمجھ مین آتے تھے اورنگ زیب کو بھائی کے آنے کی توقع تھی
اُسنے میر خان اور تین چار اور امیرون کے ساتھ اپنے منصوبے کا مشورہ کیا جب مراد آیا تو بھائی
اپنی اس مقررہ قربانی کے ساتھ پہلے سے بہت زیادہ تپاک سے پیش آیا اور ایسی خوشی ظاہر کی
کہ جسکے سبب سے آنکھون سے آنسو نکل پڑے اورنگ زیب نے اپنے ہاتھ مین رومال لیکر اُسکے چہرہ کا
پسینا پوچھا اور گرد دور کی دونو بھائیون نے ساتھ بیٹھ کر ہنسی خوشی کھانا کھایا اور ظاہر مین
محبت والفت کی باتین نہایت تپاک کے ساتھ ہوئین اور کہین بیچ مین اُنکا تار نہین ٹوٹا جب
کھانے سے فارغ ہوئے تو کابل وشیراز کی مزہ دار شرابین بہت سی آئین تو اورنگ زیب اٹھا
اور مسکراکر اُس نے کہا کہ صاحب عالم تم خوب جانتے ہو کہ مین مسلمان ہون مجھی مشکل ہی کہ
مین تمہارے ساتھ اس مے نوشی مین مزے اڑاؤن اسلئے مجھ پر لازم ہی کہ مین یہان سے
غیر حاضر ہون مگر آپ کی مصاحبت مین عمدہ آدمی ہین میر خان اور اور احباب آپ کی خد
مہمانداری کرینگے۔ مرا د بخش کی تو عادت مین بہت شراب کا پینا داخل تھا جب بہت شرابین
اسکے آگے آئین تو اس قدر اتنا پیا کہ بہت مست ہو کر بے خبر سو گیا اورنگ زیب کی مراد بر آئی
کہ مراد بے ہوش پڑا سوتا تھا مراد بخش کے نوکرون کو حکم ہوا کہ وہ باہر چلے جائین

مراد کا گرفتار ہونا

اپنے آقا کے خواب راحت مین خلل نہ ڈالین میرخان نے دونو اسکی تلوار اور جمدھر لے لیا (جمدھر
اصل مین یا ما دھار یعنی موت کا لانے والا ہے – یہ ایک چوڑا خنجر ہوتا ہے اور اسکا قبضہ
پھل کے اوپر قائم الزاویہ ہوتا ہے بعض مین سے دو پھل ہوتا اور بعض مین پھل ہوتے ہین –
منوچی سے پادری کیٹ رو نقل کرتے ہین کہ یہ تلوار اور جمدھر اورنگ زیب کے پوتے اعظم کے بیٹے
شاہزادہ محمد نے اٹھائے تھے وہ چھ برس کا لڑکا تھا – اورنگ زیب نے اپنے سوتے بھائی کے
ساتھ یہ ایک دل لگی کی کہ بھتیجے سے کہا کہ اگر اسکی تلوار اور جمدھر اس طرح اٹھا لاؤ کہ مراد جاگے
نہین تو ہم تم کو ایک جواہر انعام دینگے – اس لڑکے نے بڑی پھرتی سے اس کام کو کیا اور دونو
ہتھیارون کو متصل کے خیمے مین لیگیا) تھوڑی دیر بعد اورنگ زیب اپنے بھائی کے جگانے کے
لیئے خیمہ مین آیا اور آتے ہی وحشیانہ اول اس شہزادہ کو دو تین لاتین مارین جب اُس نے
آنکھین کھولین تو اُسنے ملامت کے لئے یہ چند فقرے کہے کہ بڑی شرم اور بدنامی کی بات ہے
کہ تو بادشاہ ہوکر اتنی کم ہوشیاری رکھے بھلا دنیا کے لوگ میرے اور تیرے حق مین کیا
کہینگے – اس کم بخت شرابی کے ہاتھ اور پانوں باندھو اور اندر لے جاؤ کہ اس بے شرمی کا
سونا وہان سوئے – حکم دینے مین دیر تھی تعمیل مین دیر نہ تھی – پانچ چھ سپاہی دوڑ پڑے
اور وہ مراد کے پاؤن مین بیڑیان اور ہاتھون مین ہتکڑیان ڈال کر لے گئے وہ چیخین مارتا
مارتا اور دُھائی دیتا رہا اور زور کرتا رہا – بھلا یہ تشدد مراد بخش کے آدمیون کے ظلم سے کسی
طرح چھپائے چھپ نہین سکتا تھا اسکے آدمیون نے غل شور مچایا – مگر مراد بخش کے میر آتش علی قلی نے
اُسکو دبا دیا اورنگ زیب نے اسکو پہلے ہی زر دیکر اپنے ساتھ گانٹھ لیا تھا اسکے لشکر کی
فوجون مین شور و غوغا ہوا اور اندیشہ تھا کہ وہ یکایک نہ چڑھ آئین مگر رات کو جاسوس ایسے
بھیجدیئے گئے تھے – جنھون نے اورنگ زیب کے واقعات کو نہایت خفیف کرکے بیان کیا کہ وہ
کوئی بڑی بات نہین ہے ہم وہین تھے کہ مراد بخش نے شراب اتنی کثرت سے پی تھی کہ اپنے
اختیار مین نہین رہا تھا بدکلامی کرنے لگا اسکی گالیون سے کوئی شخص نہین بچا یہانتک
کہ اورنگ زیب کو اُسنے مغلظ دشنام سنائین اور وہ دنگا اور دھم مچایا کہ کسی طرح

سنبھالے نہ سنبھلا۔ ناچار اسکو جدا بند کرنا پڑا۔ صبح کو جب رات کا نشہ اُتر جائیگا تو وہ پھر آزاد ہو جائیگا۔

اس اثنا میں بڑی بڑی رشوتین اسکے تمام امراء عظام کو چٹائی گئین اور بڑے بڑے وعدے اُن سے کئے گئے اور فوراً کل سپاہ کی تنخواہ بڑھا دی گئی۔ بہت ہی تھوڑے آدمی ایسے تھے جو پہلے نہین جانتے تھے کہ مراد کا زوال آنے والا ہے اس لئے جب دن ہوا تو اُس شورش کا نشان بھی مشکل سے ملتا تھا۔

جب اورنگ زیب کو اطمینان ہوا تو اُسنے اپنے بھائی کو ایک زنانی عماری مین بند کر کے دہلی بھیج دیا کہ وہ قدیمی قلعہ سلیم گڈھ مین جو جمنا کے بیچ مین بنا ہوا ہے مقید رہے اب ڈو صاحب کی تاریخ ہندوستان کی داستان سنیئے جو غالباً اُنھون نے کسی داستان گو سے سنکر لکھی ہوگی اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب متھرا مین لشکر اترا تو مراد بخش نے اورنگ زیب کو دعوت مین بلایا جب وہ آیا اور دونو بھائی کھانے بیٹھے تو شہباز خان خواجہ سرا نے جو مراد بخش کا رازدار تھا مراد سے سرگوشی کی کہ عمدہ موقع ہے شاک مین جاک کرنے کا وقت یعنی اورنگ زیب اب سمجھ لینا چاہیئے تو اورنگ زیب جو عنوان ظاہر سے باطن کا حال جان لیتا تھا بات کو سمجھ گیا مگر اسکو پی کر چپکا ہو گیا تو مراد بخش نے شہباز کو کہا کہ اب جاؤ اور اس اشارہ کے منتظر رہو تو اورنگ زیب نے یہ سمجھ کر کہ میرے قتل کا منصوبہ ہے تو وہ پیٹ کے درد کا بہانہ بنا کے بہت جلد اپنے گھر چلا گیا۔ تیسرے روز یہ درد مصنوعی جاتا رہا۔ مراد بخش نے اسکی بڑی خوشی منائی۔ بھائی نے اسکی دعوت کی۔ خوب تاج رنگ کیا ایک حسین عورت کو دیکھ کر مراد بخش لٹو ہو گیا اور اورنگ زیب نے اس وقت پابندی اسلام کو بھی سلام کیا بھائی کو شراب پلا کے بالکل بیہوش کیا اور اسکے امراء بھی شراب پی پی کر بیہوش ہوئے اورنگ زیب نے مراد بخش کے ہتھیار اٹھوا لئے اور اسکے ہاتھ آہستہ آہستہ باندھنے شروع کئے مراد جو نکا کچھ آدمیون کو لاتین ماری تو آدمی دوڑے مگر اورنگ زیب کی اس ڈانٹ کے بتانے سے کہ اگر مراد ذرا ہاتھ یا

پاؤن ہلائے تو اسکو ابھی قتل کر ڈالو تو یہ سنکر مراد کچھ بکا مگر پھر چپکا ہو گیا اور پاؤن بھی بند ھوائے۔ شہباز خان جو دلی خیر خواہ تھا یون قید ہوا کہ وہ ایک خیمے کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اسکی رسیان کاٹ دین وہ اسکے نیچے دبا اور اسکے الجھیڑے سے نکل نکا گرفتار ہوا اور باقی امرا کو مسلح آدمیون نے پکڑ لیا انہون نے اورنگ زیب کی اطاعت قبول کی۔ مراد اور اسکا رفیق بحفاظت کامل آگرہ کو روانہ کئے گئے۔

ظفرنامہ مین لکھا ہے کہ ۲۲ رمضان ۱۰۶۸ھ کو اورنگ زیب نے آگرہ سے کوچ کیا بہادر گڈھ مین شوال کو ۲۴ کوس کی گھاٹ پہنچکر دو روز مقام کیا جب اسکو معلوم ہوا کہ مراد بخش نے آگرہ سے ابتک کوچ نہین کیا ہے اور ملازمان شاہی کی ایک جماعت مثل ابراہیم ولد علی مردان خان امیر الامرا وغیرہ نے مراد کی ملازمت اختیار کی او مواجب مناصب و بیست ودہ پانزدہ مقرر کرتا ہے تو بہت آدمیون نے اسکی طرف رجوع کی ہے بیس ہزار سوار اس پاس جمع ہو گئے ہین اور ظاہر یہ ہے کہ صورت مین منصب کی طمع مین اکثر لشکر عالمگیری سے جدا ہو گئے ہین اور اس سے جا ملے ہین اور آناً فاناً مین اسکی جماعت بہت زیادہ ہو گئی ہے تو عالمگیر مراد کی اس ترک رفاقت کو اپنی مصلحت و دولت کے خلاف سمجھا اور اپنے مدعا دلی مین خلل انداز جانا اپنے معتمد کو بھیجکر مراد بخش سے رفاقت کے ترک کرنے کی وجہ پوچھی تو مراد نے جواب مین اپنی ناداری کی وجہ سے فوج کی پریشان حالی بیان کی تو۔۔۔ اورنگ زیب نے بیس لاکھ روپیہ بھیجدیا اور کہلا بھجوایا کہ بالفعل اسکو اپنی فوج مین خرچ کیجیے اور حسب وعدہ خزانہ اور غنیمت کی تہائی بہت جلد بھیجی جائے گی۔ اور مہم داراشکوہ کے اتمام کے بعد انشاء اللہ تعالی پنجاب کابل اور کشمیر اور ملتان آپکو تفویض دیا جائیگا۔ اس معاملہ مین آپ مطمئن رہین اور جلد تشریف لائین تاکہ باتفاق یہ بڑی مہم جو درپیش ہے حسب دلخواہ سرانجام پائے۔

سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ اس فساد کی ابتدا یہ ہوئی کہ فتح کے بعد مراد نے

عالمگیر کو پیغام دیا کہ وعدہ یہ تھا کہ ملک و دولت بالمناصفہ تقسیم ہوگا اب اسکا ایفا کیجیے
عالمگیر اس تقریر کو سنکر اسکے مقید کرنے کی تدبیر مین ہوا اور یہ جواب بھیجا کہ ابھی جنگ باقی
اور بادشاہ زندہ ہے جسکی توجہ دارا شکوہ کی طرف بہت ہے اس گفتگو کا محل نہین ہے
سلطان مراد بخش نے بالجملہ تسلی و تسکین پائی اور آگرہ سے چلا مگر اب بھی بھائی کے لشکر سے
اپنا لشکر ایک کوس پیچھے رکھتا اس طرح دونو بھائی آگے پیچھے چلتے ہوئے متھرا مین آئے تو
پہلے سے بھی زیادہ فاصلہ پر مراد نے اپنا قیام کیا۔ اولیاء دولت نے مراد کی ان
اوضاع واطوار و حرکات و سکنات کو یکدلی و یکجہتی کے خلاف جانا اور خلوت مین
عالمگیر کو اسپر مطلع کیا کہ ایسے وقت مین کہ بڑے بڑے کام کرنے در پیش ہین اور حسب دلخواہ
معاملہ صورت نہین پکڑی ہے اور مخالفان دولت سے جمعیت خاطر نہین ہوئی۔ مراد کی
ان اداؤن سے عالمگیر کو تردد ہوا اور مصلحت دولت کا یہ تقاضا ہوا کہ اپنے ہوا خواہونکی
خاطر کو جمع کرنے کے لئے مراد مقید کیا جاے۔ جب راے اس طرف ہوئی تو اول آسنے
مراد کے امراے عظام کو بڑی بڑی رشوتین دیکر اور بڑے بڑے وعدے کرکے اپنی طرف
کرلیا اور پھر صلاح و مشورہ کے بہانہ سے مراد بخش کو اپنے گھر بلایا مگر وہ اس وقت بعض
خیر اندیشون و ہوا خواہون کے منع کرنے سے کچھ بہانہ بناکے نہ آیا۔ اورنگزیب کے دل
مین یہ کانٹا کھٹکتا تھا اسکو جلد نکالنا چاہتا تھا۔ آسنے متھرا مین قیام کیا اسکو یون
پھسلانا شروع کیا کہ کبھی ملاقات کا شوق ظاہر کیا کبھی معاملات ملکی مین صلاح و مشورہ
کو حیلہ بنایا۔ مراد بخش اپنی سادہ دلی سے جانے کو تیار ہوا تو اسکے نیک خواہون نے
جو اس فریب سے آگاہی رکھتے تھے اسکو روکا اور کہا کہ ہمکو اورنگزیب کی طرف سے
اطمینان نہین کہ وہ آپسے وفا کریگا اور پھر آپ کا پچھتانا کچھ کام نہ آئیگا مگر اس نامراد
نے انکی بات کو اس کان سنا اور اس کان سے اڑا دیا اور یہ جواب دیا کہ این محض وہمہ
است کہ بر طبیعت شما غالب گشتہ با وجود عہد و پیمان مؤکد باغلاظ ایمان ازان
حضرت این ہمہ تردد و مسطئہ وواہمہ را مرا بخاطر راہ دادن از طریقہ مسلمانی نباشد

یہ دن بھی یون گفتگو مین گیا اورنگ زیب نے اس معاملہ کو ادھورا چھوڑ کر آگے مہم کے لئے سفر کرنا عقل کے خلاف جانا اور متھرا مین توقف کیا اور ہر روز کئی کئی دفعہ آدمی بھیجتا اور پیغام دیتا کہ بڑے بڑے معاملات ایسے پیش ہین کہ انہین بغیر آپ کی صلاح و مشورہ لینے کے مین آگے کوچ نہین کر سکتا آپ کی تشریف آوری کا انتظار حد سے زیادہ ہے اگر آپ تشریف لائین تو ایک پنتھ دو کاج ہون ایک ملاقات کی مسرت دوم امور مرجوعہ کی اصلاح کی تدابیر مراد بخش سادہ لوحی سے اورنگ زیب کے فقرون مین آگیا اور اسکو سچا جان کر ملاقات کرنے پر رضامند ہو گیا سوم روز صبح کو سیر و شکار کے لئے صحرا مین گیا۔ اسکا خاص ملازم نورالدین اورنگ زیب کے ساتھ گٹھ گیا تھا گھوڑا دوڑا کر وہ سامنے سے آیا اور عرض کیا کہ اورنگ زیب کے پیٹ مین دفعۃً شدید درد اٹھا ہے اور بستر پر لوٹ رہا ہے اور محبت کے مارے آپ کو بار بار یاد کرتا ہے ایسی صورت مین اسکی عیادت کے لئے جانا نہایت مناسب ہے مراد بخش سیدھا سادا آدمی مکر و فریب سے محض نا آشنا تھا۔ وہ نورالدین کو سچا جانکر جریدہ چند خدمتگارون اور خواصون کے ساتھ گھوڑا دوڑا دار دولت مین بیاے دار آیا۔ اورنگ زیب کے ہوشمند ملازم اس حال کے منتظر تھے استقبال کو دوڑے دولت خانہ کے خاص خیمہ مین لے گئے اور اسکے ملازمون کو یہ کہہ کر باہر چھوڑ دیا کہ اندر جگہہ تنگ ہے۔ . . . . اورنگ زیب نہایت تعظیم و احترام سے پیش آیا اور بہت ایسی بشاشت و مسرت دلی ظاہر کی اور خلوت کدہ مین لے گیا اور کہا کہ آپ کی حاضری کا وقت آگیا ہے وہ تناول کیجئے اور قیلولہ فرمائیے۔ استراحت کے بعد معاملات سلطنت مین فراغ خاطر سے گفتگو و مشورہ کیا جائیگا۔ مراد بخش کچھ کھانا کھا کے پلنگ پر لیٹ گیا اور اپنی سادہ لوحی سے بے تکلف بے سوچے سمجھے ہتھیار کھول کر ایک کونے مین رکھ دیئے اور سو گیا۔ اورنگ زیب یہ دیکھ کر کہ سارا کام ٹھیک ہو گیا استراحت کے بہانہ سے حرم سرا مین چلا گیا۔ ایک لونڈی اندر سے آکر اسکے تلوار اور ہتھیار اٹھا کر لے گئی اور شیخ میر اور بعض اور لوگ جو اسی کام کے منتظر تھے اور اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہ تھی۔

خوابگاہ میں آن گھسے انکے پاؤن کی آہٹ سے اورنگ زیب کی صدمے سے اُس کی
آنکھیں کھلیں تو ایک نیا عالم دیکھا متحیر ہو کر کھڑا ہوا اور جب اپنے ہتھیارون کا پتا نہ پایا تو اب
سمجھا کہ معاملہ کیا ہے ٹھنڈی سانس بے یاس ہو کر کھینچنے لگا اور بولا کہ مجھ جیسے راست اخلاص
اور صاف باطن کے ساتھ ایسا کیا اور درست عہد و پیمان جنکا ضامن طرفین مین قرآن شریف
تھا اسکا حق یہ بجالائے۔ یہ سنکر حضرت اورنگ زیب نے پردہ کے پیچھے سے ارشاد فرمایا
کہ برادر عزیز چونکہ تم سے ان دنون مین کچھ ایسی باتین سرزد ہوئین جنسے فتنہ و فساد اور خلقت
ملک کی بربادی کا گمان ہوتا تھا اور چند احمق اور شریر لوگون کے بہکانے سے جو کہ تمہارے
گرد و پیش جمع تھے تمہارے دماغ مین کچھ ایسا غرور اور نخوت سما گئی تھی کہ عقلمند اور سمجھدار
لوگون کو ملک کے امن و امان مین خلل پڑنے اور سلطنت کے انتظام مین فتور آجانے کا یقین
ہو گیا اسلیے تمہارے مزاج کی اصلاح اور ملک و سلطنت کی مصلحت کے لیے کچھ دنون تمکو
گوشۂ عافیت مین بٹھانا اور زمانہ کی کشمکش سے اور کن مکن کے دردسر سے چھوڑانا لازم
ہوا اور خدا نہ کرے کوئی ایسا امر کہ جو آپ کی پیاری جان کے اندیشہ کا باعث ہو۔
میرے دل مین نہین ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اس عہد و پیمان مین جو آپ کے ساتھ کیا
گیا ہے کسی طرح کا خلل و فتور نہین آیا اور تمہاری جان عزیز خدا کی ضبط و حمایت مین ہے
پس مقتضائے عقل یہی ہے کہ اسکو اپنے لیے موجب بہتری سمجھ کر حزن و ملال کو طبیعت
مین جگہ نہ دیجیے ع درطریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست + بمقتضائے
(عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم) جس شے کو تم مکروہ جانتے ہو
عنقریب وہ تمہارے لیے خیر ہے۔

اُس واقعہ کی تفصیل مین مورخون کا اختلاف ہے مگر نفس معاملہ مین اتفاق ہے۔
اورنگ زیب نے جو دلائل اس بھائی کی گرفتاری کی خود بیان مین لکھی ہین انسے اسکی
نہایت عاقلانہ تدابیر معلوم ہوتی ہین۔ یون اسکی باتین بڑی مکر و فریب کی معلوم
ہوتی ہین لیکن یہ بھی تو گل اخلاق مین وہ حسن اخلاق مین داخل ہے۔ ہر بادشاہ اپنا فرض

سمجھتا ہے کہ مدعی سلطنت کو اسطرح ٹھکانے لگائے ملک کو اسکے فتنہ سے بچائے۔
اورنگ زیب نے بھی یہی کیا مگر تدبیر و تزویر سے جو خونریزی سے ہزار درجہ بہتر ہے
سلیمان شکوہ کے پاس سے علیحدہ ہوکر یہ امرا آئے راجہ جے سنگہ اور رای سنگہ اُس کا برادر زادہ راجہ سجان سنگہ
و سید فیروز خان بارہ اور بڑے بڑے امیر راجہ کے ساتھ آئے۔ راجہ جے سنگہ مثل اور راجپوت
راجاؤن کے دارا شکوہ کا اسلئے طرفدار تھا کہ اسکے خیالات مذہبی وسیع تھے اور ہندؤن کے
حق مین اچھے تھے سوا ازین استحقاق سلطنت بھی اسکے نزدیک اسکا تھا وہ مرزا شجاع سے لڑنے کو
بے تامل چلا گیا مگر اورنگ زیب سے لڑتے ہوئے اس سبب سے اسکو شرم آتی تھی کہ وہ بلخ مین میں تو ان کے
ساتھ لڑائیون مین شریک رہا تھا وہ اسکی لیاقتون اور حکمتون سے ماہر تھا سوا اسکے اب سلطنت
کا تخت اسکے قدمون کے تلے تھا اب اسسے لڑنے کے لئے راجہ کا قدم کیسے اُٹھتا غرض اپنی
بہی صلاح و فلاح اسی مین دیکھی کہ نوجوان پچیس برس کی عمر کے شہزادہ سلیمان شکوہ کو چھوڑ کر
اورنگ زیب پاس گیا۔ مراد بخش کے رفقا مین سے اورنگ زیب پاس یہ امرا آئے۔
ابراہیم علی خان پسر علی مردان خان۔ کنور لعل سنگہ اسی برادرانا۔ قطب الدین خویشگی و راجہ دبی سنگہ
بندیلہ۔ سید حسن و لد سید دلیر خان و سید منصور بارہ و رحمت خان و دلدار بیگ اور اسکا بھائی و محمد
بیگ لوہی و محمد عابد نیلا وری و منوہر داس پسر غریب داس سیسودیہ اور بعض ویسکے سردار
علی قلی بیگ و سید فتاح اور میر مہدی میر سامان اور تمام عمدہ نوکر۔
بخشیون کو اورنگ زیب نے حکم دیا کہ مرزا مراد کی سپاہ اگلی پچھلی چوبیس ہزار کے قریب ہے
اسکو ملاحظہ کرا مین ان سب کو اُسنے اپنی سپاہ کا ضمیمہ بنالیا اور اُنکے افسرون کو بڑے
بڑے منصب دیدئے۔
دارا شکوہ کو اپنی بادشاہی کی دھن چلی جاتی تھی جب وہ دہلی سے لاہور بھاگا تو راہ مین
سہرند مین چند روز قیام کیا۔ یہان کی جہات کا نظم و نسق راجہ ٹوڈرمل کو سپرد ہوا جب اُس نے
یہان دارا شکوہ کے آنے کی خبر سنی تو وہ دوراندیشی و پیش بینی کرکے کہیں جنگل مین بھاگ گیا
دارا اسکے ذخیرون کی تلاش کے لئے آدمی مقرر کئے اسکا مال بیس لاکھ روپیہ کا بعض جگہون

دارا شکوہ و سلیمان شکوہ کا ... اورنگ زیب پاس آنا - ... [illegible]

مدفون تھا وہ آدمیون کی نشان دہی سے نکال لیا اور اسپر متصرف ہوا۔ یہان سے لاہور کو روانہ ہوا جو اُسکی جاگیر مین تھا۔ جب ستلج کے کنارہ پر آیا تو گذرون کی کشتیون کو جمع کیا۔ انمین سے بعض کو ڈبویا بعض کو توڑا۔ اُسنے سوچا کہ برسات کا موسم ہے اور کیچڑ پانی کی کثرت سے راہون مین اورنگ زیب کا لشکر چل نسکیگا اور ستلج کہین اپنی طغیانی کے سبب سے پایاب نہین اور کشتیان ناپید ہین۔ گذرگاہون پر اپنے عمدہ نوکر داؤد خان کو لشکر کے ساتھ مقرر کیا کہ کچھ دنون اورنگ زیب کے لشکر کے صدمون سے بچے۔ جبتک برسات ختم نہوگی اورنگ زیب پنجاب مین نہ آسکیگا۔ اس عرصہ مین لاہور مین خزاین بادشاہی اور اپنی اموال پر جو ایک کروڑ روپیہ کے قریب ہے اور قورخانہ و توپ خانہ پر اور کارخانون پر اور اسباب تجمل پر اور ادوات نبرد و پیکار پر متصرف ہو کر اپنی اصلاح حال فارغ البال ہو کر کریگا۔ لشکر و سپاہ جمع ہو جائیگی دوبارہ اورنگ زیب سے محاربہ خوب ہوگا۔ مگر وہ اس سے غافل تھا کہ یہ اسکی حکمت اورنگ زیب کے آگے نہ چلیگی وہ اسکو پنجاب مین اسباب جنگ کو نہین جمع کرنے دیگا اور پنجاب سے باہر نکال دیگا پہلے تو اُسنے امیرون کو بھیجا تھا۔ اب آپ خود پنجاب جانے کا ارادہ اُس نے کیا اگرچہ برسات کا موسم تھا لشکر کا رستہ چلنا دشوار تھا پھر دریاے ستلج سے پار جانا اور بھی مشکل تھا اور اس سال مین اسنے اور اسکے لشکر نے بھی معرکہ آرائیون مین مشقت شاقہ اٹھائی تھی اور بڑی بڑی مسافتین طے کی تھین مگر اُس نے اس یورش کا عزم کیا اور کچھ اسکا خیال نہین کیا کہ سپاہ کچھ دنون آرام کرے اور مین خود آسایش کرون اور (فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ) پر خیال کر کے پنجاب کا قصد کیا۔

اورنگ زیب کی اورنگ نشینی کی تاریخ پچیسوین روز جمعہ غرہ ذیقعدہ مقرر کی تھی— اب اتنی فرصت نہ تھی کہ وہ شاہجہان آباد مین داخل ہوتا اور اپنے خاندان کی رسم اور آئین کے موافق تخت نشین ہوتا اسلیے باغ اعز آباد مین ساعت مقررہ مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور سکہ و خطبہ کو جلوس ثانی پر موقوف رکھا اُسنے دارا شکوہ کی استیصال کے استعجال

کے سبب سے ان مراسم کے ادا کرنے کا خیال نہین کیا۔
عالمگیر نے داراشکوہ کے تعاقب مین بہادر خان کو لشکر کے ساتھ بھیجا تھا اب اور لشکر کو خلیل اللہ
کو سپہ سالار بنا کے ۲۲ ذیقعدہ کو بھیجا کہ وہ بہادر خان کے لشکر سے ملے اور دونون لشکر یکجا جمع
ہو کر آب ستلج کے کنارہ پر پہنچے اور وہان اسکے آنے تک ٹھیرے اور دریا سے عبور کرنے کی تدابیر
مین مشغول ہون اور گذرون کو تحقیق کرین اور اُس طرف کے حالات کو معروض کرین۔
عالمگیر نے جب یہ سُنا کہ سلیمان شکوہ آب گنگ سے اتر کر ہردوار کی طرف آیا ہے اور اُسکے
اپنے اور اسکے باپ کے نوکر ساتھ مین جو باقی رہے تھے اور اسکا ارادہ ہے کہ اگر ہو سکے تو
پوریہ اور سہارنپور کی راہ سے جا کر باپ سے ملجائیے تو اُسنے امیرالامرا کو ایک لشکر کے ساتھ
ہردوار روانہ کیا کہ وہ سلیمان شکوہ کا آب گنگ سے عبور کرنے کا سد راہ ہو اور ایک اور لشکر بھی
بسر کردگی شیخ میر روانہ کیا کہ اگر سلیمان شکوہ پار گنگ سے عبور کر آئے تو اسکو دریائے جمنا پر روکے
جب سلیمان شکوہ کے سدراہ ہونے کے لئے لشکر روانہ ہو چکے تو عالمگیر پنجاب کو روانہ ہوا۔
گو ابھی گرد سفر اُسکے چہرہ سے نہ اُتری تھی۔

نمد زین لشکر کشان ہنوز تر	عرق ناک اسپان لاغر ہنوز
نیاسوده از بار جُبّہ تنے	نرستہ ہم از رنج رہ توسنے

۷ ذیقعدہ کو بادشاہ باغ اعزآباد سے روانہ ہوا۔ ۱۹ کو بادشاہ کرنال مین آیا یہان
آگے برسات کے سبب سے پنجاب جانے کی راہ نہایت خراب تھی اسلئے بادشاہ پرگنہ روپڑ
مین کہ ستلج کے کنارہ پر ہے گیا بہادر خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ لشکر شاہی ستلج
سے پار اُتر گیا جسکی مجمل کیفیت یہ ہے کہ خلیل اللہ خان سے پہلے بہادر خان داراشکوہ کے تعاقب
مین روانہ ہوا تھا جب اُسنے سُنا کہ گذر تلون پر داراشکوہ نے داؤد خان کو مقرر کیا تھا مگر
اسکو بعض مطالب کے لئے لاہور بلا لیا ہے تو اس نے اس دریا سے عبور کرنے کا ارادہ کیا گذر تلون
پر تو مخالفون کی جمعیت بہت تھی وہان سے لشکر کا عبور ہونا مشکل تھا وہ زمیندارون کی رہنمونی
و مشورہ سے گذر روپڑ سے اُتر گیا جو تلون سے دائین طرف اوپر کی جانب ہے اس لئے

اُس نے بادشاہ کے حکم سے دار الخلافہ شاہجہان آباد سے کشتیون کو پھکڑون مین لا دلیا تھا۔
یہ کشتیان تھین کچھ اور زمینداروں نے جمع کردین کل بیس کشتیان تیار ہوئین ۱۶ ذیقعدہ کو
پار جانے کا ارادہ کیا اور خلیل اللہ خان کے لشکر کا انتظار نہ کھینچا۔ پہر رات باقی ہوگی کہ دریائے
جنگ کے ارادہ سے اُسنے اپنے آٹھ سو آدمیون کو کشتیون مین بٹھا کر پار اُتارا۔ سپاہی
کشتیون سے اُترے اور توپخانہ کو پیش رو کرکے مخالفون کی طرف چلے جو لوگ خبر پڑے تھے
اور اُن پر حملہ کیا وہ رعب مین آ گئے نہ لڑسکے فرار ہوگئے لشکر شاہی نے دریا کے پار اپنے مورچے
جمائے اور مخالفون کی جگہ پر بیٹھے گھوڑے بھاگ تلون مین اپنے لشکر سے جا ملے یہان کا
لشکر بھی ڈر کر سلطان پور کو بھاگا اور اس طرح گھاٹون پر جا اور جو جہان بیٹھی تھین بھاگ گئین
اور سب سلطان پور مین جمع ہوئین اور داراشکوہ کو یہ سارا حال لکھا بہادر خان کے عبور ہونے
کی خبر بادشاہ سُنکر بہت جلد روہر مین آیا اور لشکر کو پار اُتارا ——

سلیمان شکوہ کا حال

داراشکوہ کو ۶ رمضان کو شکست ہوئی تھی۔ ۱۵ رمضان کو سلیمان شکوہ کو الہ آباد
سے تین منزل پر نواحی کڑہ مین باپ کی اس شکست کی خبر پہنچی اول شاہجہان کا اور پھر داراشکوہ
کا فرمان آیا اس مین اس شکست کا اور عالمگیر کی فتح کا حال مفصل لکھا ہوا تھا لشکر مین اس
خبر کے منتشر ہونے نے اسکی جمعیت مین تفرقہ ڈالا۔ شاہجہان کو ابتک داراشکوہ کے احوال پر
توجہ چلی جاتی تھی اور اسے جو دارا کہتا تھا وہ کرتا تھا اسکے کہنے سے شاہجہان نے سلیمان
کو لکھا کہ اپنے باپ کے نوکرون کو اور اپنے لشکر کے ساتھ دہلی چلے جاؤ۔ اور باپ سے ملجاؤ اسی
مضمون کا رقیمہ داراشکوہ نے اسکو لکھا اور امرا اور اعیان لشکر کے نام استمالت نامے آئے
کہ وہ سلیمان شکوہ کی ہمراہی اور رفاقت کرین سلیمان شکوہ نے گھبرا کر راجہ جیسنگہ کو بلا کر مشورہ
لیا بمقتضاء اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ ۔ راجہ نے کہا کہ صلاح اسی مین ہے کہ سپاہ جو ساتھ ہے اسکو لیکے
بلا توقف دہلی جاؤ اور باپ پاس پہنچ جاؤ اور اگر یہ نہین ہوسکتا تو الہ آباد کو مراجعت کرو
اور جب تک کہ باپ کا حال معلوم ہو وہان ٹھیرے رہو جب سلیمان شکوہ نے راجہ کو رفاقت
اور ہمراہی کے لئے کہا تو اُسنے صاف جواب دیا کہ مین ہمراہ نہین جاؤنگا اور نگ زیب

پاس جاؤنگا راجہ اپنی منزل مین رہا اور پھر اُسکے پاس نہ گیا. دوسرے روز دلیرخان سے سلیمان شکوہ
نے مشورہ لیا دلیرخان نے یہ راے دی کہ الہ آباد کو مراجعت کیجئے اور دریاے گنگ سے عبور کر کے
شاہجہان پور جائیے۔ وہ آپکے اتالیق بہادرخان کا آباد کیا ہوا ہے وہ افغانون کا وطن
ہے وہان افغانون کی اقوام کی اور اورون کی سپاہ جمع کیجیے پھر جو صلاح وقت و مقتضاے حال
ہو عمل مین لائیے میری یہ بھی عرض ہے کہ اگر میری صوابدید پر عمل کیجئے گا تو مین آپ کی رفاقت
و ہمراہی کرونگا اور نہین اپنا رستہ لونگا سلیمان شکوہ نے اس تدبیر کو منظور کیا دوسرے
روز الہ آباد جانے کا قصد کیا جب راجہ جیسنگہ کو اسکی خبر ہوئی جو دلیرخان کا بڑا دوست تھا
اُس نے دوستانہ نصیحت . . . . کی کہ کیون احمق بنا ہے اور اپنے خان و مان کو برباد کرتا
ہے میرے ساتھ بادشاہ پاس چل۔ کس جاہل کے ساتھ بے حاصل ہمراہ ہوتا ہے۔ دوسرے روز
جب سلیمان شکوہ نے دلیرخان کی راے کے موافق الہ آباد کی طرف کوچ کیا تو دلیرخان نے معذرت
کی۔ راجہ جیسنگہ کے ساتھ رہا اسی طرح اور بندہاے شاہی نے اسکی ہمراہی کو ترک کیا اور اس کے
ساتھ کوچ نہ کیا اسکے پانچ نئے نوکر جنکے وطن اسی جانب مین تھے اس خبر کو سنکر متفرق ہوکر
اپنے وطنون کو چلے گئے۔ سلیمان شکوہ پاس جتنے آدمی رہ گئے تھے اُنکے ساتھ دہلی جانے کا ارادہ
کیا مگر بہادرخان اُسکے اتالیق نے اس تجویز کو نہین پسند کیا اسکو الہ آباد جانے کی صلاح دی
ناچار وہ باقی بیگ اور سید صلابت خان بارہہ کے ساتھ الہ آباد کو چلا۔ اب اسکے ساتھ اپنے اور
باپ کے نوکر چھہ ہزار سوار تھے انکے ساتھ الہ آباد مین آیا اور سات روز یہان ٹھیرا۔ ہر روز صلاح
و مشورہ ہوتا اسکے ہمراہیون مین سے ہر فرقہ جدا ایک تدبیر بتاتا۔ ایک جماعت کی راے
یہ تھی کہ الہ آباد مین قیام کیجیے اور اسکی حدود اور پٹنہ کو اپنے تحت مین لائیے اور خود سری کیجیے
ایک گروہ یہ صلاح دیتا تھا کہ پٹنہ مین چلئے اور شجاع سے صلح و الفت کا ڈول ڈالئے اور
اُسکے اتفاق و اعتضاد سے کام بنائیے۔ سادات بارہہ کی ایک جماعت جنکا وطن میان
دوآب تھا کہتے تھے کہ ہمکو چاہیئے کہ چاندپور اور ندینہ (نگینہ) کی طرف چل کر دریا پار
جائین اور نواحی لودیا اور سہارنپور سے جمنا پار ہون اور لاہور پنجاب مین جائین —

بہ اسکے بعد گفتگو و بحث کے سلیمان شکوہ کو پسند آئی اموال زوائد و کارخانجات اور کچھ اہل حرم
کو قلعہ الہ آباد مین چھوڑا سید قاسم بارہ کو قلعہ کی حراست سپرد کی گنگ سی عبور کیا او منزلین
طے کرنی شروع کین ہر منزل مین اوسکے اوربابی نوکر اس سے جدا ہوتے جاتے تھے اور روز بروز
اسکی شوکت و جمعیت کی سلک منتشر ہوتی تھی لکھنؤ سے گذر کر پرگنہ ندینہ مین آیا جو بیگم صاحب کی
اقطاع مین تھی اسنے سُنا کہ یہان تحصیل کا روپیہ موجود ہی کروری سے اُسکو وصول کرنا
چاہا وہ بھاگ کر اپنے گھر مین چھپا سپاہ نے جاکر اسکا گھر گھیرا اور اسکو پکڑا دو لاکھ روپیہ وصول
کیا جو بیگم صاحب کا تھا کروری کو مقید کیا سید صلابت خان بارہ جو اُسکے ہمراہیون مین
تھا وہ بھی جدا ہوکر عالمگیر پاس چلا گیا سلیمان شکوہ جس گذر سے عبور کرنے کا قصد کرتا تھا
اُسکے آنے سے پہلے اس طرف سے کشتیان اسطرف لے جاتے تھے کہین وہ دریا پار نہ جاسکا تو
ناچار مرادآباد کے پاس سی گذر کر چاندی مین آیا جو ہردوار کے محاذی ہی اور ولایت سری نگر
کی سرحد کے قریب ہے بھوانی داس دیوان ہویات کو داراشکوہ نے پہلے زمیندار سری نگر پاس بھیجا
تھا اور وہ سلسلۂ ارتباط کا محرک ہوا تھا اور کوہستان کی راہون سے واقف تھا اُس کو..
سلیمان شکوہ نے مرزبان مذکور پاس بھیجا اور کشتیون کے سرانجام کرنے کے لئے اور دریا سے
عبور کرنے کے واسطے استعانت و امداد کا خواستگار ہوا۔ اور چند روز جواب کے انتظار مین یہان
ٹھیرا اس اثنا مین امیرالامرا فدائی خان اور سارا لشکر جو شاہجہان آباد سے اُس کے
روکنے کے لئے روانہ ہوا تھا وہ گنگا کے پار چاندی کے قریب آیا جہان سلیمان شکوہ ٹھیرا ہوا
تھا دریا کے پار لشکر شاہی کا سامان سلیمان شکوہ نے دیکھا تو جانا کہ مجھ مین اتنے لڑنے کی کہان
تاب و توان ہی ناچار پہاڑون مین ٹکراتا ہوا کانہ تال مین جاکر ٹھیرا جو ولایت سری نگر کی
سرحد ہے زمیندار سری نگر کے پاس جب بھوانیداس گیا تو اُسنے اپنے آدمیون کو بھیجا تھا وہ
سلیمان شکوہ سے ملے اور اسکو پہاڑون مین لے گئے جب وہ سری نگر سے چار منزل پر پہنچا تو
سری نگر کا مرزبان سلیمان شکوہ سی ملا اور اُس نے کہا کہ میری پاس تھوڑی سے جگہ ہے
آپکے ساتھ جو لشکر ہے اسکی گنجایش اس مین کہان ہی سوا ہزار زین گھوڑے۔ ہاتھی اور اونٹ

راہ عبور بند ہی اگر یہان رہنے کا ارادہ حضور کا ہو تو سپاہ کو رخصت کیجیے اور اہل و عیال اور چند نوکرون کے ساتھ سری نگر چلیئے اس وقت باقی بیگ مخاطب بہ بہادر خان بھی سلیمان شکوہ سے جدا ہو کر دنیا سے رخصت ہو گیا سلیمان شکوہ ایک حرکت بیجا یہ کر بیٹھا کہ گردہی پرگنہ ندینہ کو جو ایک سید مظلوم بیگناہ قیدی پا بزنجیر ساتھ تھا اسکا خون اپنی گردن پر لیا۔ غرض سات آٹھ روز وہ یہان ٹھیرا رہا جسطرح سے زمیندار سری نگر نے اسکو جانے کے لئے کہا تھا اس مین وہ متردد و متفکر تھا اور روز صلاح و مشورہ کرتا تھا سلیمان شکوہ اور داراشکوہ کے نوکر اپنی خیریت اسمین جانتے تھے کہ کسی طرح اس سے جدا ہو جائین وہ اسی گھات مین لگے رہتے تھے انہون نے دیکھا کہ یہان کا زمیندار اور اسکے آدمی موجود ہین جنکے ہاتھ مین یہان کی ساری راہین اور درے ہین وہ سری نگر مین پہاڑون کے چکرون مین جا کر کیون پھنسین سب نے متفق ہو کر یہ مصلحت دیکھی کہ سلیمان شکوہ کو سری نگر جانے سے باز رکھین اور حسن تدبیر و لطائف الحیل سے ان پہاڑون سے اسے نکال کر ہندوستان کی زمین وسیع مین لیجائین جہان ہمارے جدا ہونے کا کوئی مزاحم و مانع نہ ہو۔ سردارون نے اتفاق کرکے سلیمان شکوہ کو سمجھایا کہ یہان کا زمیندار جس طرح جانے کے لئے کہتا ہے وہ حزم و احتیاط سے خلاف ہے بہتر یہ ہے کہ جس راہ سے آئے ہین اسی راہ سے الہ آباد چلین مزید ترغیب کے لئے سید قاسم قلعہ دار الہ آباد کا خط بنا کر دکھلا دیا جسکا مضمون یہ تھا کہ شجاع ایک لشکر عظیم کے ساتھ بنگالہ سے اس جانب روانہ ہوا ہے عنقریب یہان آتا ہے بہتر یہ ہے کہ تم پھر کر الہ آباد مین آجاؤ اور اسکے ساتھ اتفاق کرکے جو صلاح حال و مرکوز خاطر ہو اسپر عمل کرو اس سمجھانے سے سلیمان شکوہ نے سری نگر جانے کا قصد چھوڑا اور کوہستان کے زمیندار سے عذر کیا اور کچھ جواہر اور مرصع آلات اور ایک ہاتھی اسکو دیا جس راہ سے آیا تھا اسی پر الہ آباد کی طرف چلا۔ جب ندینہ مین آیا تو اسکے آدمی جنہون نے اپنی صلاح کار دیکھ کر یہ توطیہ بنایا تھا۔ وہ جدا ہونے شروع ہوئے سلیمان شکوہ کے ساتھ صرف سات سو سوار رہ گئے اور وہ بھی بھاگنے کی فکر مین تھے۔ اب سلیمان شکوہ نے دیکھا کہ اس قلیل سپاہ کے ساتھ الہ آباد

پہنچنا دشوار کیا بلکہ ناممکن ہی تو وہ سری نگر کے چلے آنے سے پشیمان ہوا۔ اور پھر اسی طرف
چلا۔ اب باقی ماندہ آدمیون مین سے بھی اسکے ساتھ اسد کاشی و تاج نیازی و بہادر
لوحانی و سید احمد برادر سید قاسم بارہ و محمد شاہ کوکہ اور چند آدمی اور دو سو سوار رہ گئی
مراد آباد مین قاسم خان تیول دار ہو کر بادشاہ کی طرف آیا تھا جب اس نے سنا کہ شاہزادہ
سری نگر کی طرف جاتا ہے تو وہ پیچھے جھاڑ کر اسکے گرفتار کرنے کے درپے ہوا۔ اور اسکے پکڑنے
کے لئے چارون طرف سے لشکر شاہی آن پہنچا اب اسکا اور بھی ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ محمد شاہ
کوکہ اور سترہ آدمی باقی رہے۔ پہاڑی آدمی اسکو غیر متعارف راہون سے رہبری کر کے
سری نگر لے گئے زمیندار نے اسکو پہاڑ کے اوپر اپنی ولایت مین رکھا۔ شاہزادہ پاس
کچھ جواہر و مرصع آلات و اشرفیان تھین خافی خان نے لکھا ہے کہ اس مال کی طمع مین
زمیندار سری نگر نے شاہزادہ کو بطور قیدیون کے نظر بند رکھا۔

اب شاہزادہ کا باقی حال آگے لکھا جائیگا

دارا شکوہ ۱۲ شوال سنہ ۶۸ کو لاہور کے باغ فیض بخش مین ۱۴ کو شہر مین اور ۱۸ کو قلعہ
مین آیا۔ غیرت خان اس صوبہ کا حاکم تھا جب دارا شکوہ اکبرآباد سے بھاگا ہے تو اس نے
اسکو لکھ بھیجا تھا کہ لشکر کے سرانجام اور توپ خانہ کا سامان کرنے مین جسقدر کوشش ہو سکے
وہ کرے اور خود بھی اس وسیع صوبہ لشکر خیز کے اطراف مین اور اسکے حدود و نواحی مین
استمالت نامے ملاطفت آمیز رعایت و احسان کے وعدون کے پیرایہ مین لکھ بھیجے کہ ہر مرز بوم کی ہر قوم
و قبیلہ کے سپاہیون کو میری نوکری کی ترغیب دین اور اسکی اقطاع مین جو پنجاب و
ملتان و بھکر تھے انکے زمیندارون و فوجدارون اور کوہلیون کو اور پشاور و کابل کے
حاکم مہابت خان کو خلعت بھیجکر نزدیک و دور کے آدمیون کی دعوت اپنی طرف کی
خافی خان نے تو اس کام مین شاہجہان کو بھی شریک کر لیا اور ایک نامہ شاہجہان کی طرف
سے مہابت خان کو لکھا ہوا نقل کیا ہے جسکے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ نمک حرامون
کے ہاتھ سے جو صدمہ میری سلطنت کو پہنچا وہ تم نے سنا ہی ہوگا۔ میرا مظلوم بیٹا

دارا شکوہ شکست پاکر لاہور مین گیا ہے تم مہابت خان کے خلف الصدق ہو یعنی مہابت خان
ثانی ہو تم میرے بڑے مخلص درست اعتقاد ہو اسلئے مین اپنا درد دل بیان کر کے امید
رکھتا ہون کہ تم اسکا تدارک کروگے - تم اُس بڑے باپ کے بیٹے ہو جسنے جہانگیر کو خراسانیون
کے ہاتھ سے رہائی دلائی اور مجھے بادشاہ بنایا اب اس سے بھی زیادہ مشکل ایک معاملہ پیش آیا ہے
کوئی شخص اسکا متکفل سوا تمہارے نہین ہو سکتا میرا دارا شکوہ لاہور مین ہے وہان خزانہ
مین کمی نہین ہے اور کابل مین آدمی اور گھوڑے بہت ہین تعجب ہے کہ تو گوشہ نشین ہے اور
لشکر کے ساتھ عزیمت نہ کرے اور لاہور مین پہنچکر دارا شکوہ بابا کی مدد و رفاقت نہ
کرے اور صاحب قران ثانی زندانی کو قید سے نہ نکالے سه این کار از تو آید و مردان
چنین کنند + بیٹے اپنے فرزند ارجمند کو لکھا ہے کہ اپنی تئین بالکل تجھے حوالہ کرے اور
تجھ سپہ سالار کی اطاعت مین اپنا حال و مآل جانے - مکرر لکھا جاتا ہے کہ مہابت خان کو
یہ بات کب پسند ہو گی کہ صاحب قران ثانی زندانی اقسام بلا مین گرفتار ہو اور ایک
شخص دام تزویر مین ایک عالم کو رام کر کے تخت خلافت پر کامرانی کرے اگر اس حال
سے عمدۃ الملک اغماض کرے فردای قیامت دست من و دامن او - دارا شکوہ نے
لاہور مین داخل ہو کر سرکار خاصہ شاہی کے خزانے پر اور قورخانے و توپ خانے اور اور
کارخانون پر قبضہ کیا - سپاہ و لشکر پر دولت کا دروازہ کھولا - ایسا روپیہ بیدریغ
دیا کہ اسکے پاس تھوڑی مدت مین بیس ہزار سوار جمع ہو گئے اور کچھ بندہای بادشاہی
بھی اُسکے ساتھ ہو گئے جیسے کہ راجہ راجروپ زمیندار کوہستان جمون سنجر خان فوجدار
بھیرہ و خوشاب غرض یہ دولت روز بروز دارا شکوہ کی جمعیت کو بڑھاتی تھی - وہ
خفیہ استمالت نامے امرائے صوبجات و راجپوتون و رئیسون کو انکے وطن مین بھیجتا تھا کہ
وہ عالمگیر سے سرکشی کرین - داؤد خان کو پانچ ہزار سوار اور توپخانہ اور بہت سے ان
دیکر ستلج کے کنارہ پر بھیجا تھا کہ گذر تلون کو استحکام دے جب بادشاہ کے آنے کی خبر ہوئی
تو حوت خان و مصاحب بیگ کی ہمراہ ایک اور تازہ سپاہ گذر روپر کی طرف بھیجی اور

دریا کے کنارہ پر جا بجا لشکر تعین کیئے۔ اب سب سے بڑی یہ حکمت کی کہ اُس نے مرزا شجاع کو جسسے لڑائی تھی اپنی طرف کرنے کے لئے خطوط ملاطفت آمیز لکھے اور یہ تجویز ٹھیرائی کہ مین پنجاب مین لڑائی پر آمادہ ہوتا ہون وہ بنگالہ سے الہ آباد پر عزیمت کرے اور اس بات پر قول و قسم ہوئی کہ جب ملک فتح ہو جائے تو آپس مین آدھا آدھا مساوات کے ساتھ تقسیم ہو جاے۔ داراشکوہ کا یہ منتر شجاع پر چل گیا وہ اس بات پر راضی ہو گیا جسکا بیان آگے ہوگا۔

یہ ایک عجیب بات تھی کہ داراشکوہ اسباب جنگ و ستیز و سامان مقدمات نبرد و پیکار مین کوشش کرتا تھا مگر اورنگ زیب سے شکست کھا کر ایسا خوف زدہ ہو گیا تھا کہ اُس سے لڑنے سے ڈرتا تھا اُس کا ارادہ یہ تھا کہ ملتان کی راہ سے قندھار کو بھاگ جاے اسیلیے وہ کشتی و بار برداری کا سامان کرتا تھا جب آدمیون نے اپنی فراست سے یہ عزیمت اسکی دریافت کی تو لوگ اُس سے جدا ہونے شروع ہوئے۔ چنانچہ راجہ راجروپ نے جب یہ دیکھا کہ داراشکوہ بھاگنے کو ہے تو وہ یہ بہانہ بنا کے جُدا ہو گیا کہ مین اپنے وطن مین سپاہ و لشکر کا سرانجام کرونگا اور وہان کے زمینداروں کی استمالت قلوب ہمنے پہلے لکھا ہے کہ خلیل اللہ خان و بہادر خان مع لشکر کے ستلج سے پار چلے گئے تھے جب داراشکوہ کو اسکی خبر ہوی تو اُس نے اپنے سردارون کو جو اوراور گذرون سے بھاگ گئے تھے لکھا کہ سلطان پور مین توقف کرین اور داؤد خان کو گذر تلون سے اپنے پاس داراشکوہ نے بلا لیا تھا اسکو مع لشکر کے لاہور سے آب بیاہ (دریاء بیاس) کے کنارہ بھیجا اور یہ تجویز کی یہان جا کر اگر عالمگیر کے لشکر سے لڑنا دریا سے پار جا کر مصلحت ہو تو پار جاے اور وہان کے لشکر کو اپنے ساتھ لے کر دشمن کی مدافعت کرے اور نہین تو دریا کے اس طرف توقف کرکے پار کے لشکر کو اپنے پاس بلاے اور پھر جنگ پر آمادہ ہو اور حقیقت حال سے مجھکو اطلاع دے۔ داؤد خان بہت جلد گذر گوبند وال پر آیا اور عالمگیر کے لشکر کا حال خوب دریافت کیا تو اسکی دانست مین داراشکوہ کی طاقت سے

باہر تھا کہ وہ عالمگیر کے لشکر سے مقابلہ کرتا اُس نے پار کا لشکر اپنے پاس بُلا لیا حقیقت حال بہ
دارا شکوہ کو مطلع کیا اس نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو لشکر اور توپ خانہ کی ساتھ گذرہ گوبندوال مین
داؤد خان کے پاس بھیجا کہ بمقتضاے مصلحت دریا کے وار پار ہنگامہ کارزار گرم کرے۔ عالمگیر ۲۵
ذی قعدہ گذرہ وہر (روپر) آب ستلج پر آگیا تھا۔ مہاراجہ جسونت اجین سے بھاگ کر اپنے وطن
جودھپور کو چلا گیا تھا اُسنے اپنے رشتہ دار راجہ جیسنگہ کی معرفت عالمگیر سے اپنی تقصیرات معاف
کرائین خلیل اللہ خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ افواج غنیم دریای بیاس کے اس طرف پیکار
اور مدافعہ کے لئے جمع ہوئی ہے داؤد خان اور سپہر شکوہ آگئے ہین اور دارا شکوہ لاہور سے آنیوالا
ہے اسلئے عالمگیر نے راجہ جیسنگہ اور دلیر خان کے ساتھ لشکر اپنے لشکر کی مدد کے لئے بھیجا اور دوسرے
روز صف شکن خان میر آتش کو بھی توپخانہ کے ساتھ روانہ کیا اور خلیل خان و بہادر خان کو حکم بھیجا
کہ جبتک یہ لشکر تم سے آنکر ملین جہان ہو وہین ٹھیرنا۔
یہ دونو خان والا شان ۲۲ ذیقعدہ کو دریاے ستلج سے پار اُترے تھے ۲۵ کو نوشہرہ مین آئے
آگے کی منزل مین بہت نشیب فراز اور دشوار گذار آب کندے تھے کہ لشکر آسانی سے نہین جا سکتا تھا
اسلئے بیلدارون کو راہ ہموار کرنے کے لئے بھیجا۔ جب راہ صاف ہو گئی تو ۲۷ کو گڈھ سانہ تک مین
منزل کی۔ کمک کے آنے کا انتظار کیا اس لشکر سے ۲۹ کو راجہ جیسنگہ اور دلیر خان آن ملے دو
روز تک دارا شکوہ کے حال کی تحقیق مین صرف کئے تو معلوم ہوا کہ اب اُس نے اپنا ارادہ پیکار کا
فرار سے بدل دیا سپہر شکوہ کو جو گوبندوال بھیجا تھا اسکو بلا لیا اور ۲۹ ذیقعدہ کو لاہور سے ملتان
کو روانہ ہوا اور داؤد خان کو چند سپاہ کے ساتھ مقرر کیا کہ وہ بیاس کے کنارہ پر قیام کرے اور
کشتیون کو جلا دے یا غرق کر دے پھر اسکے لشکر سے جا ملے پادشاہی آدمی اس خبر کو سنکر
خوش ہوئے اسکی بادشاہ کو اطلاع دی اور جلدی سے گوبندوال کو ایک جماعت بھیجی کہ لشکر
کے پہنچنے تک وہ اطراف و نواحی اور مواضع بالاے آب مین کشتیان جو دشمنون کے تلف کرنے سے
بچی ہین جمع کرین یا رڈوبی ہوئی کشتیون کو نکالین اور پل بنانے مین کوشش کرین اور ناہر خان کو
لاہور بھیجا کہ وہ ۶ ذالحجہ کو لاہور مین آیا شہر کی خبرداری اور انتظام مین مشغول ہوا۔ لشکر شاہی

صف شکن خان و بہادر خان کے لشکرون کا حال

پانچ روز مین بڑے بڑے کوچ کرکے دریاے بیاس سے آدھ کوس پر آیا۔ راجہ راج روپ بھی وطن سے راجہ جیسنگہ پاس آیا جسکی معرفت اسکا قصور معاف ہوا۔ لشکر دریا سے عبور کرکے دار السلطنۃ لاہور سے باہر آیا خلیل اللہ خان پاس متصدیان دار السلطنت آئے۔ انکی تقریر سے معلوم ہوا کہ داراشکوہ نے اول عالمگیر سے لڑنے کا قصد کیا تھا مگر اسکے رعب کے مارے وہ لاہور سے ملتان کو فرار ہوا۔ اور کل خزائن و ذخائر لاہور اشرفی روپیہ وطلا ونقرہ غیر مسکوک جو ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ کا تھا نفیس اشیا اور کارخانجات شاہی کی اجناس کو ساتھ لے گیا اور اکثر توپ اور تمام ادوات توپ خانہ کو زیادہ تر کشتیون مین اور کچھ دواب پر لاد کر یار لے گیا اور قندھار کے جانے کے ارادہ سے ملتان کو کوچ کیا اگرچہ داراشکوہ کو آدمی چھوڑتے چلے جاتے تھے مگر وہ آدمیون کو اس قدر روپیہ دیتا تھا کہ چودہ ہزار سوار اس پاس اب تک موجود تھے۔

عالمگیر کا فرمان آیا کہ خلیل اللہ خان مع بہادر خان و دلیر خان و صف شکن خان و طاہر خان اور سارا لشکر لاہور مین توقف نہ کرے اور داراشکوہ کا تعاقب کرے اور اسکو کہین ٹھہرنے کی مہلت نہ دے خلیل اللہ خان شہر مین نہین داخل ہوا اور ۱۷ ذی الحجہ کو اُسنے کوچ کیا۔

داراشکوہ کا بخشی خواجہ صادق اور اور امرا جو اس سے جدا ہوئے تھے وہ خان کی خدمت مین آئے۔ عالمگیر آٹھ روز تک دریاے ستلج کے کنارہ پر مقیم رہا کہ کشتیون کو بہم پہنچاکر عبور کرے اور داراشکوہ کا حال دریافت کرے۔ ان دنون مین مہاراجہ جسونت سنگہ کو شاہجہان آباد کو رخصت کیا کہ اس مہم کے انجام ہونے تک وہان ٹھیرے۔ ایک کروڑ دام کی جمع کی جاگیر اسکو عنایت کی۔ راجہ راجروپ کا قصور معاف ہوا اسکو اپنے پاس بلایا۔ شاہزادہ محمد معظم کو برہان پور حکم بھیجا گیا کہ معظم خان کو قلعۂ ارک سے باہر حصار مین رہنے کی اجازت دے اور پچاس ہزار روپیہ اسکو انعام دے پھر اسکو ہمارے پاس بھیجدے اور اسکا مال ومتاع ضبط شدہ جو برہانپور مین موجود ہے اسکو واپس دیدے اور کشتیان تو اسنے بہم پہنچی نہین۔ بادشاہ نے ۵ ذی الحجہ کو سات روز مین کشتیون مین لشکر کو بٹھاکر ستلج سے پار اتارا۔ ۱۰ کو عید الضحی کا جشن بڑی دھوم دھام سے ہوا۔ بڑے منصب و خلعت و خطاب امرا کو مرحمت ہوے۔ ۱۵ کو فدائی خان کو حکم ہوا

بقیہ حالات

کہ وہ خلیل اللہ خان سے ملکر دارا شکوہ کا تعاقب کرے۔ ۲۲ ذی الحجہ کو بادشاہ دریای بیاہ
کے کنارہ پر آیا اور پل پر جو اُسکے حکم سے بنا تھا عبور کیا۔ راجہ راجروپ موضع چاندی
کا تھانہ دار مقرر ہوا کہ وہ سلیمان شکوہ کو نکلنے نہ دے اور آدمیون کو اس پاس
جانے نہ دے ــــ

خلیل اللہ خان کی عرائض سے معلوم ہوا کہ دارا شکوہ لاہور سے برآمد ہوا اور اسکے
ساتھ خزانہ و توپخانہ اور سامان شائستہ اور لشکر آراستہ چودہ ہزار سوارون کا
موجود ہے اور اسکا ارادہ ہے کہ جہان تک ہو ملازمان عالمگیر کے لشکر سے لڑے
عالمگیر نے یہ گمان کرکے کہ کہین اُس کے لشکر کو شکست نہ ہو جائے۔ وہ خود ایلغار کرکے
دارا شکوہ کے تعاقب مین گیا کہ کہین اُسکا پاؤن نہ جمنے دے اور اسکے دل مین جدال کا خیال
نہ پیدا ہونے دے کہ ملک دولت کا ساحت اُسکے غبار وجود سے پاک ہو جائے تاکہ
بادشاہ کی خاطر کو بالکل اسکی طرف سے جمعیت ہوا ور پھر امور سلطنت پر بفراغ توجہ کی جائے
جسمین بہت سے خلل اور فتور پیدا ہو گئے ہین اسلیئے اُس نے شہزادہ اعظم کو لاہور بھیجدیا
اور اسکے ساتھ زوائد لشکر اور کارخانون کو روانہ کیا کہ جب تک اسکو اس مہم سے فراغت
ملے وہان وہ رہے اور خود چلکر ۲۹ کو نواحی موضع موہن پور مین آیا۔ بادشاہ نے
سنا کہ دارا شکوہ ملتان مین اس سبب سے ہین ٹھیرا کہ اُس نے بادشاہ کے آنے کی خبر سُنی بہت
سے اسکے سردار اور نوکر کہ ملتان تک ہمراہ گئے تھے اس سے جدا ہو گئے ہین اور روز بروز
اُسکا لشکر پریشان و پراگندہ ہوتا گیا اسلیئے بادشاہ نے ایلغار کو ترک کیا صف شکن
میر آتش کو اسکے تعاقب مین روانہ کیا کہ اسکو ملک محروسہ سے نکالدے اور چھ ہزار سوار اور
بڑے بڑے سردار اسکے ساتھ کئے ــ

عالمگیر کے لشکر سے یہ خطا ہوئی کہ اُس نے دارا شکوہ کے تعاقب مین کوتاہی اور تاخیر کی
اس لئے اسکو فرصت مرحلہ پیمائی اور رہ سپاری کی ملی اور کچھ دنون گرفتاری سے بچا
۲۵ ذی الحجہ کو وہ ملتان مین آیا اور یہان آ کے بادشاہ کے بیم و خوف سے آٹھ روز رہنے

زیادہ قیام نہ کر سکا ان دنون مین یہان خزانہ شاہی پر قابض ہوا جسمین بائیس لاکھ روپیہ
تھا اسکو اپنے خزانہ مین شامل کیا اور لاہور سے خزانہ و توپخانہ و احمال و اثقال جو کشتیون
مین ہمراہ لایا تھا اسی طرح بڑی کشتیون مین لدا رہنے دیا اور فیروز میواتی اور بسنت خواجہ
کو انکا محافظ بنا کے اور سپاہ مقرر کرکے حکم دیا کہ وہ انکو بھکر مین لیجاوین اور وہ خود خشکی کی
راہ سے روانہ ہوا ستلج و بیاہ پر اسکے حکم سے پل بنائے گئے تھے اس سے وہ اُتر گیا اور بھکر
اسلئے گیا کہ وہان سے قندھار جائے۔ جب وہ ملتان سے چلا تو ایک روز بعد یہ خبر خلیل اللہ خان
اور بہادر خان اور پادشاہی سردارون کو ہوئی تو اسکے تعاقب مین وہ جلد روانہ ہوئے
اور ملتان مین آئے ابھی انکو یہ تحقیق نہ تھا کہ وہ اجمیر کو جائیگا یا بھکر کو بلکہ انکو اجمیر کی طرف
اسکا جانا اغلب معلوم ہوتا تھا اس لئے وہ اجمیر کی راہ پر گئے جہان اسکا پتا نہ پایا نہ وہ
بھکر کو گیا تھا معلوم ہوا کہ حاجی خان بلوچ نے جو ملتان کے عمدہ زمیندارون مین سے ہے
دولت خواہی اور خدمت گذاری کی وجہ سے ایک جماعت کے ساتھ خزانہ اور اسباب
کی کشتیون کو جنکے محافظ فیروز اور بسنت تھے روکنا چاہا اور انکے لوٹ لے جانے کا ارادہ
کیا لیکن انکے ساتھ توپخانہ و سپاہی ہمراہ تھے وہ اسکی مدافعت کے لئے مستعد ہوئے فیمابین
جنگ ہوئی کچھ آدمی مرے اور کشتیون کو مخالف نہ روک سکے۔

جب پادشاہ کو ملتان سے دارا کے فرار ہونے کی خبر ہوئی تو اُسنے ایلغار کرنا موقوف
کیا اور آہستہ آہستہ چلکر ۲ محرم سنہ ۶۹ کو دریائے راوی کے کنارہ پر ملتان سے
تین کوس پر آیا۔ داراشکوہ کے سردار جو اسکو چھوڑکر پادشاہ پاس آتے تھے وہ خلعت
کی عنایت سے سرافراز ہوتے تھے۔ ۹ محرم کو صف شکن خان ملتان سے داراشکوہ کے تعاقب
مین روانہ ہو چکا تھا مگر پادشاہ نے یہ سمجھ کر کہ داراشکوہ پاس ابھی بڑا لشکر ہے معلوم نہین کہ
صف شکن خان اسکے مقابلہ کر سکے یا نہ کر سکے اسلئے ۱۰ محرم کو شیخ میر کو نو ہزار سوارون کے
ساتھ بھیجا اور معظم خان کو جنکی رہائی کا حال ہم پہلے لکھ چکے گجرات کا صوبہ دار میرزا مراد
کی جگہ مقرر کیا اور پادشاہ نے شیخ بہاء الدین کے مزار کی زیارت کی سجادہ نشین اور

دارا شکوہ کا ملتان سے بھکر کو جانا

پادشاہ کا داراشکوہ کے تعاقب مین ملتان پہنچنا

بادشاہ کا ملتان سے شاہجہان آباد آنا اور مرزا شجاع کے معاملات (?)

اور خادمون کا دامن دولت سے پُر کیا۔

جب بادشاہ ملتان مین آیا تو ممالک مشرقی کے وقائع نگارون کی برابر عرائض آئین کہ مرزا شجاع بنگالہ سے لڑنے کے قصد سے روانہ ہوا ہے جب خبر تواتر کی حد کو پہنچی تو بادشاہ نے سلطنت و فرمانروائی کے مصالح کے سبب اسکی شورش فزائی کو دفع کرنا چاہا ابھی ہندوستان کا انتظام جیسا کہ چاہیئے نہین ہوا تھا ابھی بادشاہ کی خاطر کو امور ملک و ملت کی پرداخت سے اور قواعد دولت کے اختلال کے دفع سے تعلق چلا جاتا تھا کہ یہ ایک نیا جھگڑا مرزا شجاع کا کھڑا ہوا۔ دارا شکوہ جب ملتان سے بھکر کو بھاگا تو بادشاہ نے اسکے تعاقب مین افواج تعینی ارجوکی (?) اکبرآباد جانے کا ارادہ کیا (برنیر لکھتا ہے) کہ جب اورنگ زیب کو معلوم ہو گیا کہ دارا شکوہ کا ارادہ کابل جانے کا نہین ہے تو اسکو اطمینان ہوا کہ دارا کا کام چندان مشکل نہین رہا۔ اُسنے بڑے شد و مد سے بیان کیا ہے کہ دارا شکوہ کا لاہور سے ملتان جانا اور کابل نہ جانا بڑی غلطی تھی۔ کابل جاتا تو وہان کا حاکم مہابت خان اورنگ زیب کا مخالف اسکی مدد کرتا روپیہ بہت تھا۔ بہت سپاہ آسانی سے جمع ہو جاتی۔ مگر ڈاکٹر نے اس بات پر خیال نہین کیا کہ دارا شکوہ نے قندھار جانے کا قصد اسی طرح کیا تھا جیسا کہ ہمایون نے کیا تھا جس سے شاہ ایران کی مدد سے ہمایون کی طرح ہندوستان کی سلطنت کی ملنے کے دوبارہ توقع تھی۔ خود شاہجہان بھی ایک دفعہ ٹھٹھہ مین اسی نیت سے آیا تھا

بادشاہ پانچ روز ملتان مین رہ کر ۱۲ محرم سنہ ۶۹ کو یہان سے روانہ ہوا۔ ۱۲ کو اُنجھرہ (?) مین کہ لاہور سے باہر براہ ملتان کی سمت مین واقع ہے بادشاہ اُترا۔ وہ چاہتا تھا کہ دارالسلطنتہ لاہور مین چند روز ٹھیر کر مہمات پنجاب مین مشغول ہو اور ان حدود کے بند و بست سے خاطر جمع کرے۔ دارا شکوہ کے سبب سے اس ملک مین بہت خلل آگیا تھا۔ مگر شجاع کا ایسا فکر اسکو لگا ہوا تھا کہ وہ یہان نہ ٹھیر سکا اور شہر سے باہر باغ فیض بخش مین رہا۔ شاہزادہ معظم اور اسکے ساتھ کے امراء بادشاہ کی خدمت مین آکر

پادشاہ ہاتھی پر سوار ہوکر شہر مین گیا اور قلعہ کو دیکھا اور وزیر خان کی مسجد مین ظہر
کی نماز پڑھی اور پھر باغ فیض بخش مین وہ آگیا جو کچھ انتظام کی بابت بتلانا تھا وہ
شاہزادہ اور قلعہ دار کو بتلا دیا - پنجاب کی صوبہ داری خلیل اللہ خان کو مرحمت ہوئی
اور ایک کروڑ دام کی جمع کی جاگیر عنایت ہوئی - سلخ محرم کو لاہور سے شاہجہان آباد کی
طرف روانہ ہوا - ۲۳ صفر کو باغ اعز آباد مین آیا یہان راجہ جسونت سنگہ جو پادشاہ کے
حکم سے شاہجہان مین مقیم تھا پادشاہ کی خدمت مین آیا - پادشاہ شاہجہان آباد مین
۱۸ ربیع الاول کو پہنچا -

مرزا شجاع کے ساتھ مخالصت و مصادقت و یک جہتی و موافقت کا دم اورنگ زیب
بھرتا تھا اور ہمیشہ اپنی تحریر و تقریر مین اسکا اظہار کرتا تھا اور قدیم الایام سے بمقتضائے
مہر اندیشی و محبت برادری اسے رابطہ الفت و التیام رکھتا تھا اور ہمیشہ اس کے
کام و حال کی رونق مین اور اسکی دولت کے استقلال مین اعانت کرتا تھا چنانچہ
جب نواحی بنارس مین شجاع کو دارا شکوہ کے لشکر سے شکست ہوئی اور اسکے ملک و مال مین
فتور آیا تو اورنگ زیب کو اسکا ملال تھا اور وہ چاہتا تھا کہ دوبارہ اسکے کار کو رونق
ہو اور اسکے ملک و دولت کو استحکام ہو جب دارا شکوہ کو اکبر آباد کی نواحی مین شکست
ہوئی اور وہ بھاگا اور اسباب سلطنت کا انتظام عالمگیر کے ہاتھ مین آیا تو اول
کام اسنے یہ کیا کہ شاہجہان سے کہہ کر شجاع کی اقطاع وسیع بنگالہ پر صوبہ بہار
و پٹنہ کو بڑھوایا جس کی تمنا شجاع ایک عرصہ سے رکھتا تھا اور شاہجہان کا فرمان ان
ملکون کے تفویض ہونے کا حاصل کرکے محمد مبرک گرز بردار کے ہاتھ بھجوایا اور اپنا خط
بھی بھیجا جس مین دربار کے حقائق و سوانح لکھے تھے اور یہ بھی تحریر تھا کہ جس صوبہ کی خواہش تمکو
ہمیشہ رہتی تھی اب اسکو ولایت بنگالہ کے ساتھ ملاکر متصرف ہو جب مجھے دارا شکوہ کے
مہم سے فراغت ہوگی تو تمہارے اور مدعاؤن و مطالب کے حاصل کرانے مین کوشش کرونگا
جیسا کہ آئین اخوت ہے اور مقتضاء فتوت ہے ویسا ہی ملک و مال مین تمہاری ساتھ

میں مضائقہ نہ کرونگا جب بنگالہ میں محمد میر آیا اور عالمگیر کا نامہ شجاع کو دیا تو وہ
خوشی کے مارے پھولا نہ سمایا اور بھائی کا نہایت منت پذیر ہوا اور داراشکوہ کے فرار
اور ادبار سے کمال مسرور ہوا اور ایک تہنیت نامہ بھائی کو لکھا میں اسکے احسان
کی نہایت شکر گذاری کی اور اکبر نگر سے کہ حاکم نشین بنگالہ تھا پٹنہ میں چلا آیا یہان
آنکر اُسنے جانا کہ داراشکوہ کے تعاقب میں اورنگ زیب پنجاب میں بہت دور چلا گیا
ہے اور اس مہم کا جلد سر انجام پانا خیال میں نہیں آتا اب میدان خالی ہے اول لشکر
جمع کرکے الہ آباد چلیئے اور پھر اگر ہوسکے اکبر آباد دوڑیئے۔ شاید اس تیزدستی میں کام
بنجائے اور سلطنت ہاتھ لگ جائے۔ یہ سوچ سمجھ کر اُسنے تھوڑے توقف میں پٹنہ
میں ان حدود کے لشکروں اور توپخانہ اور نوارہ عظیم بنگالہ کو جمع کرلیا سنہ ۶۸
میں پٹنہ سے الہ آباد کو روانہ ہوا۔ اس زمانہ میں اورنگ زیب پنجاب میں داراشکوہ کی
مہم میں مصروف تھا۔ جب شجاع قلعہ بنارس کے نواحی میں آیا۔ یہان کے قلعہ دار
رام سنگہ نے اس سے ملاقات کی اور اسکو قلعہ حوالہ کیا وہ داراشکوہ کا ملازم تھا
اور اُسی کی طرف سے حراست کرتا تھا داراشکوہ نے اکبر آباد سے بھاگنے کے بعد
اسکو اور الہ آباد کی سمت کے قلعداروں کو لکھ بھیجا تھا کہ وہ شجاع کو قلعے حوالہ کردیں
اور ایسے ہی سید عبد الجلیل بارھہ نے جو داراشکوہ کی طرف سے قلعہ چنارہ کا حارس
تھا شجاع کو قلعہ حوالہ کردیا۔ الہ آباد کا قلعہ دار سید قاسم شجاع کو لکھا کرتا تھا کہ
اگر حضور اس طرف تشریف لائیں تو مجھے حکم ہی کہ قلعہ آپکے سپرد کروں۔ ان
مقدمات کے واقع ہونے نے شجاع کی جرأت کو بڑھایا جب اورنگ زیب کو
ان وقائع کا حال سنایا گیا تو اُسنے بھائی کو کئی دفعہ موعظت نامے دلاویز صلاح
انگیز لکھے کہ وہ سیدھی راہ پر آئے اور اپنے افعال سے باز آئے اور نادم ہوکر
عذر کرے ایسا نہ ہو کہ فتنہ و خونریزی ہو مگر عالمگیر نے بمقتضاء حفظ سلطنت
وجہانداری و خردمندی و ہوشیاری یہ سمجھ کر کہ اگر شجاع نے میری لینے کو

شجاع کا الہ آباد کو روانہ ہونا

نہ مانا اور مخالفت پر اصرار کیا تو خاندوران خان جسکا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ وہ الہ آباد کی تسخیر کے لئے گیا تھا وہ دشمن کی تاب مقاومت نہیں رکھتا اس لئے یہ تجویز کی کہ شاہزادہ محمد سلطان کو اسطرف تعین کرے کہ وہ شجاع کا سد راہ ہو اور حقیقت حال اور اسکی عزیمت و ارادہ کی کیفیت پر مطلع کرے اُسنے فرمان لکھا کہ شاہزادہ محمد سلطان اکبر آباد کا انتظام امیر الامراء کو سپرد کرکے ۷ ربیع الاول کو الہ آباد روانہ ہوا ہمراہ جانے کے لئے لشکر بھی متعین کر دیا اور حکم دیا کہ اگر الہ آباد کے قریب شجاع آجائے تو خاندوران الہ آباد کا محاصرہ چھوڑکے شاہزادہ کے لشکر سے مل جائے۔

تلادان تیموریہ سلاطین کا یہ دستور چلا آتا تھا کہ ہر سال سالگرہ شمسی و قمری سالوں کے حساب سے ہوتی تھی اور تاریخ ولادت کو بادشاہ ایک دفعہ سونے سے دوسری دفعہ چاندی سے پھر اور فلزات سے تلتا تھا اور یہ سب چیزیں محتاجوں اور مستحقوں کو خیرات ہوتی تھیں چونکہ تاریخ شمسی و قمری میں اختلاف ہوتا تھا اسلئے ایک سال میں یہ تلادان دو دفعہ ہوتا تھا اس جشن میں عیش و نشاط کا سامان ہوتا اور محتاجوں کو خیرات بھی ملتی اور نگ زیب کا جشن وزن شمسی سال چہل و دوم شاہجہانی میں ۷ ربیع الاول کو ہوا اور اسدن بہت سے امرا جو داراشکوہ اور سلیمان شکوہ سے برگشتہ ہو کر عالمگیر کی حمایت میں آئے اُنکو بڑے بڑے منصب و خلعت و جاگیریں عنایت ہوئیں جیسے کہ راجہ جسونت سنگھ و راجہ جے سنگھ و داؤد خان وغیرہ ہیں اورنگ زیب کے اس جشن میں جمنا کے کنارہ پر روشنی ہوئی اور آتشبازی چھوٹی۔ معظم خان کو حکم ہوا کہ صوبہ خاندیس کا انتظام جسکو چاہے سپرد کر دے۔ اور بہت جلد ہمارے پاس چلا آئے۔

شاہجہان آباد میں بادشاہ نے حضرت ہمایون اور حضرت نظام الدین اولیاء کی زیارت کی ہزار روپیہ ہر مزار پر چڑھایا اور پھر قطب الدین بختیار کاکی کے مزار کی

جشن وزن شمسی سال چہل و دوم

مزار

بادشاہ کا شجاع سے لڑنے کے لئے روانہ ہونا۔

زیارت کو گیا۔ مزار پر دو ہزار روپیہ نذر کئے ذوالفقار خان کے نام حکم صادر ہوا
کہ جب عداانداز خان جو اکبر آباد کا قلعہ دار مقرر ہوا ہے وہاں پہنچے تو اسکو قلعہ سپرد کردے
اور ایک کروڑ روپیہ اور کچھ اشرفیاں خزانہ عامرہ سے لیکر شاہزادہ محمد سلطان پاس
چلا جاوے۔

عالمگیر نے دیکھا کہ باوجودیکہ شجاع کو اطلاع ہے کہ میں پنجاب سے شاہجہان آباد میں آگیا
ہوں مگر وہ مخالفت اور عناد سے باز نہیں آیا اور بنارس کے نزدیک پہنچکر الہ آباد
قصد جنگجوئی کے عزم سے کرتا ہے اسلیئے بادشاہ نے اسمیں مصلحت دیکھی کہ دار الخلافہ سے
سوروں کی نواحی میں شکار کھیلنے جاوے اور شجاع کے حال کو تحقیق کرے اور اسکے احوال
سُنے اور اسکو نصیحتیں کرے اگر وہ انکو سنکر معاودت کرے اور بنارس سے آگے نہ بڑھے
تو شاہزادہ محمد سلطان لشکر کے ساتھ واپس چلا آئے اور خود سوروں میں شکار کھیلکے
دار السلطنت میں واپس آئے اگر شجاع الہ آباد میں آکر جنگ و پیکار کرے تو اسکی گوشمالی پر وہ
خود توجہ کرے۔ ۱۶ ربیع الاول ۱۰۶۹ھ کو بادشاہ سوروں کی طرف چلا۔
۲۰ کو قصبہ سوروں میں آیا دوسرے دن شکار کھیلا۔ بادشاہ کی نیت میں یہ تھا کہ
جہانتک ممکن ہو یہ مہم مدارا اور مصالحت سے انجام پاوے۔ ستیز و آویز کی نوبت نہ آئے
اسلیئے بادشاہ نے بھائی پاس اپنے آدمی کے ہاتھ خط بھیجا کہ جس سے اسکی عزیمت کی کیفیت
اور اسکے مافی الضمیر کی حقیقت معلوم ہو اور اتمام حجت بھی ہو جاوے۔ اس عرصہ
میں مخلص خان جو برسم ہراولی لشکر سلطان محمد میں مقرر ہوا تھا۔ بادشاہ پاس عرضداشت
شاہزادہ کی لایا اسمیں مخالف کے لشکر کی کیفیت لکھی تھی۔ بادشاہ پاس شجاع کی
فتنہ جوئی و شورش انگیزی کی خبریں روز آتی تھیں اب اسکو یقین ہوگیا کہ شجاع
کو سلطنت کا سودا پورا ہے وہ اب نصائح کو نہیں سُنیگا اور کسی طرح مدارا و مواسا
نہ کریگا۔ ۵ ربیع الثانی ۱۰۶۹ھ کو وہ سوروں سے شجاع کی مدافعت کے لئے
چلا جس روز بادشاہ نے کوچ کیا ہے ذوالفقار خان بھی اسکے لشکر سے آن ملا

پادشاہ دو تین منزل چلا تھا کہ اُس پاس خبر آئی کہ شجاع الہ آباد مین آگیا اور سید قاسم
قلعہ دار الہ آباد نے بموجب قرارداد کے قلعہ دیدیا شجاع پٹنہ سے بنارس مین آیا تھا وہان
کے تجار و متمولون سے تین لاکھ روپیہ زبردستی وصول کیا۔ شجاع نے ایک فوج بسرکردگی
سید عالم و حسن خویشگی و خواجہ خسرو کے جونپور بھیجی تھی اسنے وہان جاکر جونپور کا محاصرہ
کیا۔ یہان مکرم خان صفوی حاکم تھا اُسنے اپنے مین ثبات و پایداری کی قوت نہ دیکھی
کچھ تو مین چلا کے اور تھوڑی لڑائی کرکے قلعہ سے باہر آیا۔ اور الہ آباد سے دو منزل پر
مخالفون سے جا ملا۔ ۷ ربیع الثانی کو الہ آباد مین شجاع آیا تھا تو سید قاسم بارھہ بھی
قلعہ سے باہر آنکر اُس سے ملاقی ہوا اور قلعہ اسکو سپرد کیا سید تاج الدین کو اپنا
نائب یہان مقرر کیا اور خود لشکر کے ساتھ شجاع کے لشکر سے جا ملا۔ آٹھ نو روز
الہ آباد مین شجاع رہا پھر دریا سے اُتر کر آگے بڑھا۔

۱۲ ربیع الثانی کو میر ابو المعالی صوبہ بہار کے جاگیردارون مین تھا اور شجاع کی
ہمراہ ہو گیا تھا وہ پادشاہ کی خدمت مین آگیا اُسکو مرزا خانی کا خطاب اور تین ہزار
روپیہ انعام ملا۔ ۱۹ کو پادشاہ کن پور کی نواحی مین آیا سید بدیع الدین شاہ مدار
کے مزار کی زیارت کو گیا۔ یہان کے مجاورون کو ہزار روپیہ انعام دیا۔ ۲۷ کو قصبہ
کوڑہ سے باہر جہان شاہزادہ سلطان محمد کا لشکر تھا پادشاہ آگیا یہان سے چار کروہ
پر شجاع کا لشکر موجود تھا اور اسنے اپنے برابر توپ خانہ لگا رکھا تھا اور صف آرائی
پر مستعد ہو رہا تھا پادشاہ سے شاہزادہ اور امرا آنکر ملے اور معظم خان بھی کہ خاندیس سے
پادشاہ کے حکم سے چلا تھا وہ بھی آگیا۔

دانشمند جانتے ہین کہ کوئی صفت لجاجت و ہرخاش جوئی و شورانگیزی و فتنہ جوئی
سے زیادہ نکوہیدہ نہین ہے۔ انہین خصلتون سے دولتہا عظیم خلل پذیر ہوتی ہین سلاطین
والا مقام کا کاخ رفعت و حشمت منہدم ہوتا ہے عناد و جدال کی آتش سے
والا نژاد نامدارون کا خرمن اقبال و کامرانی برباد ہوتا ہے خاص کر جس وقت یہ

رذائل فساد انجام کے ساتھ سوء تدبیر و اختلال رائے سے قرین ہوں جو حقیقت میں بڑے
دشمن خانگی ہیں اور کفران نعمت و ناسپاسی و نسیان عہود و حق ناشناسی اسکے علاوہ ہوا در
نیت خیر اور اندیشہ حق اسکے ساتھ نہ ہوں اسکی مثال شجاع کا حال ہے کہ اُسنے اورنگزیب
کی نصیحتوں کو نہ سنا اور جنگ ہی پکار پر اصرار کیا کوڑہ میں ہی وزیرہ کر پادشاہ ۱۹ ربیع الثانی
کو شجاع سے لڑنے کے لئے چلا اور اُس نے اپنا توپ خانہ افواج غنیم کی برابر لگایا۔
اور لشکر کو آراستہ کیا ہراول کو شاہزادہ محمد سلطان نے زینت دی برانغار راجہ جسونت کے
سپرد ہوا اور جرانغار کی سرداری شاہزادہ محمد اعظم کو ملی اور التمش کی سرکردگی بہادر خان کو
تفویض ہوئی۔ قلب کے لشکر میں خود پادشاہ رہا۔ اسلام خان کو طرح فوج قرار دیا۔
چنداولی خواص کو دی۔ پادشاہ خود ہاتھی پر سوار ہوا اور شاہزادہ محمد اعظم کو اپنے ساتھ
حوضہ میں بٹھایا اور معظم خان اور اُسکے بیٹے محمد امین خان کو اپنے ہاتھی کے پاس قول میں مقرر کیا
غرض یہ لشکر ایسا آراستہ کیا کہ جہاں تک نظر جاتی ہاتھیوں کے نشان اور سنان بجلی کی طرح
چمکتے ہوئے نظر آتے تھے۔ نوے ہزار سپاہ تھی مرزا شجاع نے بھی اپنی فوج کو اس طرح ترتیب دیا
کہ اپنے بیٹے بلند اختر کو ہراول بنایا اور اپنے بڑے بیٹے زین العابدین کو برانغار میں جگہ
دی اور مکرم خان صفوی کو جرانغار مقرر کیا۔ شیخ ظریف کو طرح بنایا اسفندیار معموری کو التمش
قرار دیا توپ خانہ کا اہتمام ابو المعالی میر آتش کو سپرد ہوا۔ میر علاء الملک اپنے دیوان کو چنداولی
اور محمد قلی اُزبک کو قراولی حوالہ کی اور خود قول میں کھڑا ہوا۔
۱۷ ربیع الثانی ۱۰۶۹ھ کو پادشاہ چار گھڑی دن چڑھے ہاتھی پر سوار ہوا ایک شاعر کو
اُس وقت خوب سوجھی کہ نیک فالی کی تاریخ (شود فتح مبارک باد ام) پادشاہ کو سنا کر
پانچہزار روپیہ انعام لے لیا۔ پادشاہ آہستہ آہستہ اپنے لشکر کی صفوں کی ترتیب و
تسویۂ افواج کو ملاحظہ کرتا ہوا سہ پہر کو غنیم کے لشکرگاہ سے آدھہ کوس پر اس سرزمین میں
پہنچا کہ جہاں پادشاہ کا توپ خانہ نصب تھا اور وہیں میدان جنگ مقرر ہوا تھا شجاع لڑنے
کے لئے میدان جنگ میں نہیں آیا۔ مگر اپنا توپخانہ پہلے بھیجدیا تھا آج فقط اتنا ہوا کہ

طرفین سے رات تک توپ اندازی اور گولہ اندازی ہوتی رہی۔ جب رات ہوئی تو شجاع نے اپنا توپ خانہ واپس بلا لیا اور اپنی فوج کو یکجا کر لیا جس سرزمین پر شجاع کا توپ خانہ تھا ایک مکان مرتفع تھا اور بادشاہ کے لشکر پر مشرف تھا۔ شاہی لشکر اسکی زد میں تھا معظم خان نے اپنے توپخانہ کی چالیس توپیں وہان لگا دیں اور انکا منہ دشمن کی طرف کر دیا عالمگیر نے حکم دیدیا کہ لشکر جس ترتیب و آئین سے صف بستہ کھڑا ہوا تھا وہ گھوڑوں سے اترے اور ہتھیار لگائے ہوئے رات کو حفاظت کرے اور سردار اپنے فوج کے آگے مورچال بنا کے اعدا کے غدر و کید سے غافل نہ رہیں معظم خان بھر رات رہے تا مورچالون کا اہتمام اور خبرداری کی تاکید کرتا رہا۔ بادشاہ کے حکم کے موافق لشکر نے نہ ہتھیار کھولے نہ گھوڑون سے زین اتارے۔ بادشاہ کے حکم سے لشکر گاہ میں ایک مختصر دولتخانہ لگا تھا اس میں بادشاہ ہاتھی سے اتر کر گیا اور مغرب و عشا کی نماز پڑھی اور فتح کی دعا مانگی اور بستر پر آرام کیا اس رات کو پچھلے پہر سے لشکر میں یکایک ایک غلغلۂ عظیم شور و شر کا اٹھا اور ایک عجیب آشوب برپا ہوا اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ راجہ جسونت منافقانہ بادشاہ کے ساتھ ہو اٹھا ہمیشہ سے فرار کی بدنامی کا جامہ اسکے لئے سیا گیا تھا اس نے اول شب میں شجاع کے محرم راز کی زبانی پیغام اسکے پاس بھیجا تھا کہ میں آخر شب میں لشکر شاہی پر شبخون مار کے لوٹتا مارتا فرار اختیار کرونگا بادشاہ اسسے مطلع ہو کر میرا تعاقب کریگا اس وقت شجاع کے بہادر لشکر شاہی پر تاخت کریں رات چار پانچ گھڑی باقی تھی کہ راجہ اپنی صاحب فوج راجپوتون سمیت جیسے کہ رام سنگھ راٹھور اور رجبداس (مہیشداس) تھے اور اپنے لشکر بے قیاس کے ساتھ اپنی جگہ سے حرکت میں آیا غارت کرتا ہوا آگے گیا اور بادشاہ امرا و شاہزادون کے بہیر و کارخانون کو جو اسکی راہ میں آئے خوب لوٹا اسکو جو منع کرتا وہ راجپوتون کے ہاتھ سے قتل ہوتا خاص کر محمد سلطان کے کارخانون اور بہیر پر اسکے ہاتھ سے بڑی آفت آئی کوئی خیمہ چھوٹا بڑا راجپوتون کی لوٹ سے سالم نہیں رہا شاہزادہ کی سرکار کے تمام خزانے اور توشک خانے راجپوتون نے لوٹ لئے اور سپاہ کا بہت مال

اور ناموس برباد کیا بلکہ بادشاہی خزانہ و کارخانون و دواب پر راجپوتون اور اوباشون اور واقعہ طلب غارت گرون کا ہاتھ پڑ گیا۔ دولت خانہ تک کوئی خیمہ نہین تھا کہ مفسدون کی دست سے محفوظ رہا ہو۔ دیر تک اس ہنگامۂ فساد کا سبب نہین معلوم ہوا۔ ہر ایک عقل سے بعید اپنا قیاس غلط کرتا تھا۔ سارے لشکر مین تفرقہ پڑ گیا۔ اس وقت بادشاہی لشکر کا حال نہ پوچھو کہ کیا تھا کوئی تو راجپوتون کے ساتھ ہو جاتا اور سمجھتا کہ مین اس بلائے ناگہانی سے بچ گیا کوئی دشمن سے جا کر ملتا اور وہان لٹ جاتا۔ با نام و نشان امیر کہ بادشاہ کے ہمرکاب تھے اسکو چھوڑ کر اضطراب مین آکر اپنے خیمہ و مال و عیال کی خبرگیری کو جاتے کوئی بے تحاشا صحرا کو بھاگا جاتا اخلاص کیش فدویون کی ثبات قدم مین خلل عظیم آگیا اور منافقون اور حوصلہ باختون کا ذکر تو کیا ایک راجپوت ٹٹو پہ سوار نیزہ ہاتھ مین لئے آتا تو اسکو ایک جماعت دیکھ کر نقش و پیکر دیوار بن کر بے حس و حرکت ہو جاتی ایک راجپوت پہ یارا اونٹون کی قطار کو ساربان کے ہاتھون سے چھین کر اپنے آگے رکھ لیتا تو کسی کا یارا نہ تھا کہ اسکا مزاحم ہوتا گو لشکر کے حال مین بالکل اختلال آیا مگر بادشاہ کے استقلال مین اصلا فرق نہ آیا جب اس نے سنا کہ جسونت سنگھ بھاگ گیا سراپردہ سے نکلکر عمداً ہاتھی پر سوار نہ ہوا تخت روان پہ سوار ہوا سزاولون کو بھیجکر بہت تاکید کی کہ فیل اور اسپ سوارون کو اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنے دین اور جو کوئی اپنی جا سے بیجا ہو تو اسکو عنان کشان خفت کے ساتھ میری روبرو لائین۔ باوجود اس آشوب اور لشکر کے درہم و برہم ہونے کے بادشاہ نے سررشتۂ تدبیر رزم اور کارفرمائی کو ہاتھ سے نہین دیا اس بادشاہ کے وقار کے دل اور حوصلہ مین کچھ تغیر نہین ہوا۔ بلکہ اسکی شگفتگی اور بشاشت مین مطلقاً بیدماغی و تندگوئی جو کم ظرفون کی دل باختگی کا نشان ہے دخل نہین دیا خوش ہو ہو کر فرماتا تھا کہ الحمد للہ اس وسیلہ سے منافق و موافق مین تفرق بروے کار اور محک عیار مین آئی اس بات کو مین عطیۂ الٰہی اور اثر فتح و فیروزی جانتا ہون جو کوتہ اندیش منافق اپنی مآل کار کی بداندیشی کرکے اس بات کو غلبہ و

غنیم کی دلیل عظیم تصور کر کے لشکر خصم مین چلے گئے ہین وہ اپنے اعمال و خیال خام کی سزا کو پہنچینگے
نصف لشکر سے زیادہ تاراج و فرار ہوا اور دشمن کے لشکر سے جا ملا جب صبح ہوئی تو معلوم
ہوا کہ جسونت سنگھ اکبرآباد کو گیا پادشاہی آدمی اور وہین پادشاہ پاس جمع ہوئے۔ پادشاہ
بدستور ہاتھی پر سوار ہوا اور دستور مقرری کے موافق کارزار کے عزم مین جنگ و پیکار کے
آہنگ مین کارفرما ہوا اس ہلچل مین اسکی پیشانی مین بل نہ آیا جسونت سنگھ کی جگہ
اسلام خان کو برانغار کی فوج کا سردار مقرر کیا اور از سر نو فوج کی ترتیب مین مشغول
ہوا اعظم خان کو مختار کیا کہ جو تغیر و تبدل مین ضرور ہو اسکو کر دے شجاع نے بھی
فوج کی ترتیب مین تغیر کیا لشکر کے ملجانے سے مستظہر ہوا مجموعۂ لشکر کو یک صف قرار
دیا۔ ہراول کا قائم مقام توپخانہ کو کیا بلند اختر کو اپنے ساتھ قول مین لیا اور جرأت سے
آگے بڑھا۔ چار پانچ گھڑی دن چڑھا تھا کہ فوجین مقابل ہوئین اول بان اور توپون نے
غرش شروع کی کوس و کرنا کا شور مچا۔ ہر توپ کے آواز بہادرون کے دلون کو بڑھاتی
تھی ہر ساعت برق افروزی اور دشمن سوزی کے بازار کا ہنگامہ زیادہ گرم ہوتا
جاتا تھا اس حالت مین سلطان زین العابدین کی سواری کے ہاتھی پر گولہ پہنچا۔ اگرچہ
راکب و مرکوب کو ضرر نہین پہنچا لیکن فیلبان کا اور خواص کا جو پیچھے بیٹھا تھا ایک ایک پانون
اڑ گیا اتنے دشمن کی فوج مین بہت آدمیون کے ہوش اڑے جب توپون کی گرمی سے
کار گذر گیا تو تیر کی آمد و شد اور ناوک اندازون کی صنعت پردازی شروع ہوئی
طرفین سے کئی ہزار تیر کمان سے چھوٹتے تھے اور بہادرون کے موے تن سے خون کی
ندیان بہاتے تھے جوشن پوش پردلون کے تن و بدن سے تیرون کا نیستان ظاہر
ہوتا تھا اس داروگیر مین سید عالم بارھہ نے تین جنگی مست ہاتھی پادشاہی لشکر کے
جرانغار مین چھوڑے ادھر ان ہاتھیون کے صدمے اور ادھر حملہ سادات سے دست
چپ کی فوج کے ثبات قدم مین لغزش آئی اور اس فوج کے دل کے بودے بھاگے لشکر
مین ایک فتور عظیم نمودار ہوا۔ اس فوج میسرہ کے تفرقہ سے اور فوج خصم کے غلبہ سے

بادشاہ کے قول مین تفرقہ پڑا اور یہان تک نوبت آئی کہ بادشاہ کے پاس برکات دو ہزار
سوار سے زیادہ نہ رہے لشکر مخالف یہ حال دیکھ کر فتح کی مبارکباد دین آپس مین دینے لگے
اور جرأت کرکے قلب لشکر شاہی پر کمال گستاخی اور بے باکی سے دوڑ پڑے بادشاہ
شیر کی طرح ہاتھی پر بیٹھا ہوا سپاہ دل باختہ کی تسلی و تشنیع مین مشغول تھا اور اپنے ہاتھ
سے دشمنون پر تیر مارتا تھا اس ضمن مین مرتضی قلی خان میسرہ سے اور بہادر خان التمش سے
اور حسن قلیخان دست چپ سے آگئے اور انہون نے اپنے تھوڑے آدمیون سے دشمنون کو
روکا اور بادشاہ نے انکی بہادری کو دیکھ کر اپنے ہاتھی کا رخ دشمنون کی طرف پھیرا اور
ان بہادرون سے اتفاق کرکے دشمن کشی اور جنگ کی اس داروگیر مین اکثر دل باختہ
ہزیمت خوردہ کو غیرت دامن گیر ہوئی کہ وہ عنان کشان بادشاہ کی سواری کے
ہاتھی کے پاس آگئے لشکر شاہی نے باوجود کم ہونے کے ثبات قدم دکھایا انکی جرأت جلادت
سے مرزا شجاع کے لشکر مین تزلزل آیا بہت سے کشتہ و زخمی ہوئے اگرچہ سادات
بارھہ کی پیشقدمی بحال نہین ہی مگر انہون نے مست فیل جنگی بلائے سیاہ چھوڑے اپنی سونڈون
مین دو دو تین تین من کی زنجیرین لئے جس دفعہ و جس طرف حملہ کرتے تھے راکب و مرکوب کو
ہلاک کرتے تھے ایک ہاتھی بادشاہ کی سواری خاصہ کے فیل کے سامنے آیا بادشاہ نے
اپنے فیل کے پاؤن مین زنجیر ڈلوائے ایک قراول کو حکم دیا کہ فیلبان کے گولی مار کر کام تمام
کرے۔ جلال خان قراول نے اس فیلبان کو جسکے انگشت اشارہ پر ہاتھی حملہ آوری کرتا
تھا گولی مار کے نیچے گرایا اور ایک بادشاہی فیلبان اسی ہاتھی پر جا بیٹھا اور اس کو اپنے
انگشت کے بس مین کرلیا۔ یہ حال دیکھ کر باقی دو ہاتھی بادشاہی قول سے نکل کے لشکر شاہی
کے جانب راست پر حملہ آور ہوئے۔ اس حال مین بلند اختر نے چند سردار نامدار مثل شیخ
ولی و شیخ ظریف و حسن خویشگی کو ساتھ لے کر برانغار شاہی کو ہلا مارا اسلام خان کی
سواری کا ہاتھی بان کے صدمہ سے بھاگا بہت سے آدمی انکی سپاہ کے بھاگ گئے
سیف خان و اکرام خان جو برانغار کے ہراول تھے ثابت قدم ہو کر اعدا کے مقابل ہوئے

اور مردانہ کوشش کی اس ضمن مین اگرچہ بعض ناآزمودہ کار ہمرکابون نے صلاح دی
کہ بادشاہ برانغار کی کمک کو جائے لیکن بادشاہ کی برابر فوج سنگین گیرودار مین گرم
تھی اور غلبۂ خصم سے اکثر دل باختہ فرار کے فکر مین تھے۔ بادشاہ نے یہ خیال کیا کہ مخالفون کی
بات کے قصد سے فیل سواری کے رُخ بدلنے مین یہ احتمال ہی کہ دشمن کے توپ خانے کے
سپاہی دے جو حساب سے زیادہ ہین فرار کی شہرت دیکر زیادہ شوخی کرینگے اس صورت مین بساط
برانغار بھی درہم برہم ہوگا پھر معلوم نہین منصوبۂ فلک کیا اپنا نقش دکھائے اسلیئے بادشاہ
نے دشمن کے روبرو استقامت اختیار کی اسلام خان ورسردارون کو پیغام دیا کہ ثابت
قدم رہ کر لڑو مین ابھی کمک کو آتا ہون اس حال مین خبر آئی کہ بختان (بختیار) بیگ
روزبہانی کہ توپ خانہ کا کارفرما تھا اور سیف خان و اکرام خان کا بیٹا شیر تھا یا پانے زخم
کھا کر دنیا سے وداع ہوا اور اسکے بیٹے خان بیگ کے زخم کاری لگا اور وہ گھوڑے
سے گرا بادشاہ نے یہ خبر سنی اور فوج مخالف کا غلبہ اسکے مقابلہ مین کچھ خفیف ہوگیا تھا
برانغار کی مدد کو گیا جسسے برانغار کے سردارون کو تقویت ہوئی بادشاہی لشکر نے ہرطرف
دشمنون کا خون کیا اس زدوخورد مین شیخ ولی فرملی کہ شجاع کی فوج مین بڑا نامور
شجاع تھا وہ اور دو تین سردار مارے گئے اور حسن بیگ خان خویشگی خانۂ زین سے
سرنگون ہوا اور غیر مشہور آدمی بہت مارے گئے بلند اختر بادشاہی لشکر کی درہمی
کو دیکھ کر باپ پاس چلا گیا۔ بادشاہی لشکر نے شجاع کے قول پر حملہ کیا۔ اس حال مین
مکرم خان صفوی کو فوجدار جونپور جسنے کہ بتقاضائے مصلحت شجاع کی رفاقت اختیار کی
تھی وہ زنہاریون کی صورت مین بادشاہ کے ہاتھی کے پاس آیا اسکو امن دی گئی۔ اور
حکم ہوا کہ جو ہاتھی ہمرکاب ہین ان مین سے کسی ایک کے اوپر ہو بیٹھے۔ پھر عبدالرحمن خان
پسر نذر محمد خان جو شاہجہان کے عہد مین بنگالہ مین کمکی تھا و سنجر بیگ ولد الہ وردی خان
شجاع کے لشکر سے دل باختہ ہوکر بادشاہ کے لشکر مین آگئے اس اثنا مین شجاع بھاگ
گیا اور عالمگیر فتحیاب ہوا افواج شاہی نے شجاع کے بنگاہ پر جاکر خزانون ہاتھیون

اور گھوڑون اور تمام اسباب تجمل و کارخانجات کو غارت کیا اور جو کچھ ہاتھ لگا وہ لے لیا
ایک سو چودہ توپین اور ایک سو پندرہ ہاتھی ہاتھ آئے۔ کچھ خزانہ اور جواہر اسکے سوا جو لوٹ
گیا سرکار مین ضبط ہوا۔ عالمگیر نے ہاتھی سے اُتر کر دوگانہ شکر ادا کیا اور اپنے ہمرکاب امراؤ کو
تحسین کی اس خیال سے کہ شجاع کو کہین قرار نہ ہو۔ شاہزادہ محمد سلطان کو اسکے تعاقب
مین روانہ کیا اور سب سامان شاہانہ اُسکا درست کر دیا پادشاہ نے ایک ہفتہ یہان
قیام کیا اور امراؤ کو اضافہ منصب و انعام سے سرفراز کیا معظم خان کا منصب ہفت
ہزاری سوار پر اضافہ کرکے دوازدہ ہزار سوار برآوردی بنایا اور دس لاکھ روپیہ
انعام دیا اور سب کل امراء مین ممتاز کیا۔ ۲۷ کو منزل کھجوہ سے کوچ فرمایا راجہ جے سنگھ
جو وطن کو رخصت لیکر گیا تھا وہ ملازمت مین آیا۔ پادشاہی حکم سے صف شکن خان ۲
محرم کو ملتان سے دارا شکوہ کے تعاقب مین گیا وہ دس روز پہلے یہان سے بھاگ گیا تھا
اُسنے اوچہ مین دو تین روز قیام کیا جب اُسنے لشکر شاہی کے یہان آنے کی خبر سُنی ۹
محرم کو بیاہ کے کنارہ پر بھاگ گیا اور ۱۲ کو صف شکن خان اوچہ مین آیا یہان آس
پاس خزانہ شاہی سے دس ہزار اشرفیان صالح بہادر گرز بردار لایا اور بہت سے بندوقچی
اور پیادے و بیلدار بھی پادشاہ نے اس پاس بھیجدیئے اور کمکی جو پیچھے رہ گئے تھے آگئے۔
۱۸ محرم کو شیخ میر لشکر لے کر چلا تھا وہ اس لشکر سے تیس کوس کے فاصلہ پر تھا جب ۲۰ کو قصبہ
جھنجھی و آہین محل مین لشکر شاہی آیا تو معلوم ہوا کہ دارا شکوہ نے یہان سے ۱۲ کو کوچ کیا ہے اور
اسی کوس آگے نکل گیا ہے شیخ میر کا لشکر بھی یہان صف شکن خان کے لشکر سے مل گیا۔ یہان
قراولون نے خبر دی کہ ۱۵ محرم کو دارا شکوہ گھکر مین دریا سے عبور کرکے سکھر مین اترا ہے اس
منزل سے دریا کی اس طرف بھکر تک ساٹھ کوس کا فاصلہ تھا اور دریا کی اس طرف سے سکھر تک
سو کوس کا۔ شیخ میر سکھر کو اور صف شکن خان بھکر کو روانہ ہوئے کہ دریا کے دونو طرف سے
تعاقب کرکے دارا شکوہ کو تنگ کرین شیخ میر نے تین منزلون مین اسی کوس کے قریب طی کیے
۵ صفر کو سکھر سے تین کوس پر پہنچ گیا راہ مین جنگل تھا خاردار درخت جھاڑ جھنکار بہت تھے

۲۰ شیخ میر و صف شکن خان کے لشکرون کا بیان جو دارا شکوہ کے تعاقب مین گئے تھے اور دارا شکوہ کی

اسلئے رستہ سخت و تنگ و دشوار گذار تھا اور طول مسافت اور سرعت سیر اسکے سوا تھی اُس سبب سے دواب بہت تلف ہوئے لشکر نے بہت تکلیف اٹھائی تیسری منزل مین خیمہ بار بردار سے جدا ہو گئے اور آذوقہ کم ملا - ۲۶ کو سکھر مین مقام ہوا صف شکن خان تین روز پہلے بھکر مین پہنچا تو معلوم ہوا کہ داراشکوہ حمال و اثقال اور بعض مستورات اور کچھ خزانہ و بھاری طلا آلات و نقرہ آلات کو قلعہ سکھر مین لایا بسنت نام خواجہ سرا کو جسپر اسکو اعتماد تھا اور سید عبد الرزاق کو قلعہ کی حراست کے لئے مقرر کیا اور بڑی بڑی توپین جو ساتھ تھین اور لوازم توپ خانہ اور برق اندازون اور تیر اندازون اور بندوقچی پیادون جمع اس استوار حصار مین تعین کیا سلخ محرم کو خود سکھر سے آگے بڑھا اسکے باقی خزانے اور احمال کشتیون مین تھی وہ خود بیشون جنگلون و درختون کو کاٹتا ہوا اور رستہ بناتا ہوا چلا جا رہا ہے اور اُسکے عمدہ نوکرون مین سے داؤد خان و شیخ نظام و میر عزیز و میر رستم و سید تاتار خان بارھہ و سید جواد بخاری اور اور سردار قریب چار ہزار کے نواحی گکھار مین اُس سے جدا ہو گئے ہین داؤد خان اپنے وطن حصار فیروزہ کو چلا گیا میر رستم بادشاہ پاس گیا اور میر عزیز و شیخ نظام و سید تاتار و سید جواد صف شکن خان سے ملگئے جنکو اُس نے بادشاہ پاس بھیجدیا کچھ اسکے رفیق جدا ہو کر بھکر مین رہ گئے ان مین سے شیخ عبد الرحیم خیر آبادی جو اسکا مقرب مصاحب تھا شیخ میر سے ملاقی ہوا اُس نے کہا کہ داراشکوہ پاس تین ہزار سوار رہ گئے ہین شیخ میر سکھر سے تعاقب مین آگے بڑھا تو زمینداروں کی زبانی معلوم ہوا کہ سکھر سے پچیس کوس پر قندھار کو جاتی ہے داراشکوہ یہانتک اس راہ پر قندھار جانا چاہتا تھا مگر اسکے ہمراہی نوکر اور اہل حرم وہان جانے پر راضی نہین ہوئے ناچار وہ ٹھٹھہ مین آیا صف شکنخان کہ ۲۹ محرم کو نواحی قصبہ کن سے شیخ میر سے بھکر جانے کے لئے جدا ہوا اُس نے ۳۴ کوس دو منزل مین طے کئے تھے کہ داراشکوہ کا ایک فریق جسکا اوپر ذکر ہوا صف شکن خان سے ملاقی ہوا جنکو اُس نے بادشاہ پاس بھیجدیا بادشاہی لشکر مین داراشکوہ کے قراول اور کوتوال و بعض و نوکر اسکے اردو بازار کے علم لائے اور یہان

سپاہ مخالف کے پچاس آدمی مارے گئے۔ سوم صفر کو صف شکن خان بھکر مین پہنچا قصبہ لوہری مین نزول کیا۔ بھکر کا نظم ونسق کیا آغر خان کو ساڑھے تین سو سوار حوالہ کرکے یہان کا فوجدار بنایا محمد علی بیگ جمعدار توپ خانہ کو دو سو برقنداز سوار اور تین سو بندوقچی حوالہ کرکے قصبہ لوہری کی کوتوالی دی اور قوجیعلی بیگ کو پانچ سو سوار برق انداز اور تین سو بندوقچی پیادے اور توپ خانہ کی پانچ توپین ہمراہ کین اور سکھر مین مقرر کیا کہ وہ مداخل ومخارج قلعہ سے باخبر رہے اور لشکر کی معاودت تک توپ تفنگ سے جنگ کرکے متحصنان قلعہ کو تنگ کرے صف شکن خان پانچوین کو کوچ کرکے ۱۲ ارکو قلعہ سیوستان سے تیرہ کوس پر پہنچا۔ یہان کے قلعدار و فوجدار محمد صالح ترخان کا نوشتہ آیا کہ قلعہ سے پانچ کوس پر داراشکوہ آگیا ہے تمکو چاہیئے کہ جلدی پہنچکر اسکے خزانہ و اموال و اشیاء کے کشتیون کے سدراہ ہو۔ جو دریا کے کنارہ پر پیچھے سے آرہے ہین خان مذکور نے محمد معصوم اپنے خویش کو ہزار برق انداز سوارون اور چودہ شترنال اور کچھ بان و رسلدارون اور سقون کی جماعت کے ساتھ آگے بھیجا کہ داراشکوہ کی کشتیون سے گذر کر قلعہ سیوستان کے نزدیک جہان دریا کا عرض کم ہو وہان دریا کے کنارہ پر مورچل بنائین اور توپون کو نصب کرین اور برق اندازون اور کماندارون کو بٹھائین اور خود راتون رات کوچ کرکے داراشکوہ کے لشکر کے محاذی سے تین کوس پر گذر کر اوائل روز مین دریا کے کنارہ پر ایک کوس پر اس سرزمین پر اترا کہ قلعہ سیوستان کے محاذی تھی۔ محمد معصوم پہلے سے آگیا تھا۔ آدھ کوس تک دریا کے کنارہ پر مورچل قائم اور غنیم کی کشتیون کے آنے کی امید مین بیٹھے مخالفون نے کشتیون کو اپنی جگہ سے لیجا کر لشکر شاہی سے ڈیڑھ کوس پر اُس طرف دریا کے قیام کیا۔ یہان ایک ہزار سوار اور دس فیل اور چند علم کشتیون کے قریب نمایان تھے صف شکن خان چاہتا تھا کہ لشکر کو دریا سے پار لے جاکر دشمنون کو دفع ومنع کرے مگر دشمنون کی کشتیان پہلے آگئی تھین وہ اسکی کشتیون کے پہنچنے کے مانع تھین اسنے محمد صالح قلعدار کو پیغام دیا کہ وہ اس طرف سے کشتیون کو بھیجے

اور خود بھی سپاہ اور تابینون کے ساتھ قلعہ سے نکلنا اور گھاٹی جو سخت دشوار گذار سیوستان
کے قریب واقع ہوئی ہے جسپر داراشکوہ کو عبور کرنا ضرور ہوگا اُس پر قبضہ کرکے لشکر کے آنے
تک حتی المقدور دشمنونکی ممانعت مین کوشش کرے اور اہل قلعہ کو تاکید کرے کہ جس وقت
مخالف اپنی جگہہ سے کشتیون کو حرکت دیکر قلعہ کے نیچے سے گذرنا چاہین تو قلعہ کے اوپر
سے توپ و تفنگ چلاکر شرائط ممانعت کی تقدیم کرے مگر محمد صالح مین اس خدمت کی
لیاقت نہ تھی اُس نے جواب دیا کہ اگر کشتیان بھیجی جائینگی تو داراشکوہ کے آدمی جو دریا مین
ہین اُنکو پکڑ لینگے اور مجھہ مین لشکر شاہی کے امداد بغیر گھاٹی پر قبضہ کرنے کی قدرت اور
دشمن کی مقاومت و مصادمت کی تاب نہین ہے۔ اس طرف دریا کے کنارہ پر عمق اس قدر
کم ہے کہ کشتی کا گذر ناممکن نہین ضرور دریا کے دوسری طرف سے کشتیون کا گذر ہوگا۔
وہین اُنکی ممانعت کرنی چاہیئے اس سبب سے صف شکن خان نے دریا سے عبور نہین کیا
اس نے محمد صالح کی گفتار کو سچ جانا دریا کے اس طرف داراشکوہ کی کشتیون کا منتظر رہا۔
مگر ایک ساعت کے بعد معلوم ہوا۔ کہ داراشکوہ نے کشتیون کو دوسری طرف روانہ کیا
اور بادشاہی مورچالون کی طرف نہین آیا دریا کے اس طرف جو توپخانہ شاہی
تھا اُس نے گولے مارے مگر زیادہ بُعد کے سبب سے کچھہ اثر نہین ہوا ایک کشتی توپ کے
صدمہ سے ٹوٹ گئی اور دوسری گل مین پھنس گئی باقی کشتیان قلعہ کے نیچے سے
نکل گئین۔ محمد صالح کی نالائقی سے یہ فتح کا منصوبہ خالی گیا ۱۲ کو داراشکوہ کتل سے
بھی گذر گیا۔ ۲۸ کو شیخ میر اور صف شکن خان کے لشکر دریا کی ایک طرف مین ملگئے اور
دونو لشکروان نے مقصد کی طرف کوچ کیا بادشاہی لشکر کے قراول چند پیادون کو
کہ ٹھٹہ مین داراشکوہ کے لشکر سے جدا ہوگئے تھے لشکر شاہی مین لائے تو انکی تقریر سے
معلوم ہوا کہ ٹھٹہ مین داراشکوہ ۲۶ صفر کو آیا تھا اور گجرات کے قصد سے اپنے لشکر
کو دریا سے پار اُتارتا تھا۔ ترکتاز خان افواج شاہی کا قراول تھا اسکا نوشتہ
پہونچا شیخ میر نے پایا کہ داراشکوہ نے ۲۹ صفر کو دریا سے عبور کیا کچھہ آدمی اسکے دریا سے

اُترنے کو تھے کہ اُس سے ہماری آویزش ہوئی کہ کچھ انکین آدمی مارے اور کچھ زخمی ہوئے کچھ قید ہوئے - بادشاہی آدمیون مین ایک کٹ نہ ہوا کچھ آدمی زخمی ہوئے - خان مذکور یہ خبر سنکر ٹھٹھہ سے ایک گروہ پیرہ پہنچا اور محمد معصوم کو شہر مین بھیجا کہ داراشکوہ کا مال جو اس شہر مین رہ گیا ہو اُسے ضبط کرے پھر خبر آئی کہ دریا کی طرف دارانے گجرات کی طرف کوچ کیا صف شکن خان نے تعاقب کی تیاری کی کہ اس اثناء مین شیخ میر کے نام حکم شاہی آیا کہ بہت جلد تعاقب کو چھوڑکر ہمارے پاس آؤ ایک بہت کار ضروری در پیش ہے اس سبب صف شکن خان و شیخ میر اور دو لتخواہ جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے کہ ٹھٹھہ سے آگے جائین یا بادشاہ کے پاس مراجعت کرین چونکہ اس یورش مین لشکر نے بڑی اور کڑی منزلین طے کی تھین بہت سے رنج و تعب اُٹھائے تھے اور اکثر سپاہ و شاہیون کی سواریان اور بار بردار تلف ہو گئے تھے ایلغار کی طاقت نہ رہی تھی اسکے سوا خزانہ مین ایک ماہ کی تنخواہ کی جمع کے سوا روپیہ نہین رہا تھا اور وہ اس مہم کو کفایت نہین کرتا تھا اور سوا اسکے داراشکوہ نے جو وادی فرار اختیار کیا تھا اکثر اس مین چول و بیابان بے آب و ویران تھے اسلئے ٹھٹھہ سے آگے بڑھنے کی کسی کی صلاح نہ ہوئی اور سب نے مراجعت کی ٹھیرائی اور لشکر بھکر مین آیا یہان معلوم ہوا کہ داراشکوہ کچھ مین پہنچ گیا اور تین منزل طے کرکے کنارہ چول پر آگیا اس سال مین کمی باران سے راہ مین تالاب نہ آب تھے اور جہان کنوئین تھے وہ لشکر کو کفایت نہین کرتے تھے اسلئے اسکے لشکر کے اکثر آدمی مر گئے اور بہت دواب تلف ہو گئے - گیارہوین کو وہ چول مین داخل ہوا چول کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک دشت شورستان ہے اور دریا شور سے چالیس کوس دور ہے اور اس فاصلہ مین میٹھا پانی مطلقاً نایاب ہے اور سب جگہ بجای آب کے امواج سراب کا جلوہ دکھائی دیتا ہے - قربت دریا کے سبب سے اس سرزمین مین بعض مواضع پر ایک قسم کی گل ہے جسکی تہ مین پانی ہوتا ہے اور دواب اُسمین ڈوب جاتے ہین -
ہندی مین اسکو دلدل کہتے ہین --

میں بیابان کا طول موضع لونہ پر منتہی ہوتا ہے جو کچھ کی ولایت میں داخل ہے وہان ایک راہ
گجرات کو جاتی ہے اور دوسری راہ جونا گڈھ کو ۶ ربیع الثانی شیخ میر وصف شکن خان
بھکر میں آئے اور ایک دن یہان تسخیر قلعہ کی تدبیر کے لئے اقامت کی گیارہ توپین اور جو
آلات وادوات توپ خانہ ہمراہ تھے باقر خان فوجدار کے پاس چھوڑے اور
ولی بیگ علی مردان حاجی کو توپ خانہ کا داروغہ بنایا آغر خان کو زمرہ آغرون کے
ساتھ سکھر میں اور حاجی اللہ وردی خان کو لوھری میں چھوڑا۔ ۸ رماہ مذکور کو بادشاہ
کی خدمت میں معہ روانہ ہوئے۔

بادشاہ کا کھجوہ سے اکبرآباد پہنچنا اور قلعہ الہ آباد کا فتح ہونا۔

شجاع شکست دیکر بادشاہ کھجوہ میں چھ روز رہا پھر دریائے گنگا کے کنارہ پر سفر
کیا اور شجاع کے تعاقب میں لشکر کو روانہ کیا اب اس سبب سے کہ دارا شکوہ کے
گجرات بھاگنے کی اور شور و فساد مچانے کی خبر سنی تھی اسلئے الہ آباد کی حدود میں
توقف جائز نہ جانا اور اکبرآباد کی طرف روانہ ہوا کہ دارا شکوہ کے دفع استیصال
کی تدبیر کرے اور راجہ جسونت سنگھ کی تادیب و تنبیہ کرے۔

یہ دو مہم بڑی در پیش تھیں انکی طرف بادشاہ کی توجہ تھی۔ غرہ جمادی الاول کو بادشاہ
قصبہ کوڑہ میں آیا یہان شاہزادہ محمد سلطان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ
قلعہ الہ آباد فتح ہو گیا تفصیل اسکی یہ ہے کہ مرزا شجاع نے سید قاسم نوکر دارا شکوہ کی
قلعداری الہ آباد میں بدستور سابق بحال رکھی تھی سید قاسم نے سید عبد الجلیل کو
اپنی قوم میں سے قلعہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور خود کچھ سپاہ کے ساتھ شجاع کے ہمراہ
بادشاہی لشکر سے لڑنے گیا شجاع کی شکست کے بعد وہ اپنی پختگی اور منصوبہ شناسی
کے سبب سے شجاع سے پہلے اپنے تابعیون کے ساتھ قلعہ میں چلا آیا۔ جب شجاع
الہ آباد میں آیا ہر چند اسنے سعی کی کہ قلعہ کو تصرف میں لائے مگر سید قاسم صواب
اندیشی اور مآل بینی کے سبب سے اس بات پر راضی نہ ہوا زمانہ سازی کرکے شجاع
سے ملنے گیا مگر قلعہ میں اسکو قدم نہ رکھنے دیا۔ جب محمد سلطان معظم خان کے ساتھ

لشکر الہ آباد مین آیا تو سید قاسم نے اپنا چارہ کار او مصلحت پادشاہ کی بندگی اور دولت خواہی مین دیکھی اور استعفاء جرائم کر کے قلعہ خاندوران خان کو حوالہ کیا وہ یہان قلعہ دار مقرر ہوا - اور سید قاسم پادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا - شجاع کا باقی حال آگے لکھا جائیگا -

راجہ جسونت سنگہ کی تنبیہ و گوشمال کے لئے پادشاہ نے محمد امین خان کو دس ہزار سوار کا سردار بنا کے عبد اللہ خان کے ساتھ بھیجا راجہ جسونت سنگہ کا برادر زادہ رائے سنگہ راٹھور تھا اور چچا کے ساتھ نزاع ارثی رکھتا تھا اسکو راجہ کا خطاب دیا اور منصب مین ہزاری کا اضافہ کیا اور ایک لاکھ روپیہ و خلعت و اسپ وغیرہ عطا کیا اور راجہ کے استیصال کی مہم مین شریک کیا اور اسکے وطن جودھپور کے دینے کا وعدہ کیا۔ امیر خان حارس دار الخلافہ شاہجہان آباد کو حکم کیا کہ داراشکوہ کے تعاقب سے جب شیخ میر آوے تو مراد بخش کو قلعہ سلیم گڈھ سے نکال کر اسکے ہمراہ قلعہ گوالیار کو بھیجدے - ۱۸ جمادی الاول ۱۰۶۹ سنہ کو پادشاہ اکبر آباد کے نزدیک باغ نور کے متصل مقیم ہوا - فاضل خان خانساماں نے داراشکوہ کا نقد و جنس و اموال لاکھ روپیہ کا پادشاہ کے سامنے پیش کیا امیر الامراء اور تمام امراء متعینہ اکبر آباد پادشاہ کی خدمت مین رہے -

بعض خلاص کیشون کی زبانی معلوم ہوا کہ راجہ جسونت سنگہ جب یلغار کر کے اکبر آباد کے قریب آیا تو منافق کیشون کی جماعت کو یہ گمان تھا کہ راجہ قلعہ کا محاصرہ کریگا اور شاہجہان کو قید سے آزاد کر کے تخت پر بٹھائیگا اس سبب سے عقل و صلابت انکے دلون مین وسوسے پیدا ہوگئے تھے -

عالمگیر و شاہجہان کی تاریخ کے تحریر کے وقت کونسٹیبل کے اور نبیل مس سلیمی برنیر کا سیاحت نامہ میری زیر نظر رہتا ہے - ہندوستان مین جو ارباب دانش اپنے ملک کے حال سے خوب واقف ہین وہ جانتے ہین کہ یہ امراء اس ملک کی عادت مین

راجہ جسونت سنگہ

مراد بخش کا قلعہ گوالیار کو روانہ ہونا

داخل ہے کہ بعض ذہین اور طباع واقعات کو اُنکے وقوع کے وقت اپنے خیالات کے
موافق نہایت فصاحت و بلاغت سے جھوٹ و سچ کو شیر و شکر کی طرح ملا کے
بیان کیا کرتے ہین کہ سُننے والون کو اُنمین بڑا مزہ آتا ہی۔ انکا انداز بیان و ادا و طرز
ایسا ہوتا ہے کہ بہتیرا ہی اُنکے بیان غیر واقعی کو واقعی جان کر پھر واقعی امر پر یقین
نہین کرتے ڈاکٹر برنیر کو کوئی ظریف ایسا ملگیا ہے یہ بیچارہ اجنبی اسکی باتون کو سچ
جانتا ہے اور اپنے سفرنامہ مین لکھتا ہے اور اپنے اہل وطن کا لال بجکڑ بنتا ہے۔ جو
یہان کے حال سے بالکل لاعلم ہین اسلئے ہر واقعہ مین ایک دو باتین ایسی گھڑتا ہے کہ
جنکی کچھ اصل نہین ہوتی اور پھر انپر رائے زنی کرتا ہے جو جہالت و لاعلمی پر مبنی
ہوتی ہے مشکل ہے کہ معاملات ملکی پر کسی اجنبی کو ایسا علم ہو کہ وہ اسمین رائے دینے
کے لئے کافی ہو۔ اب مین مثال کے طور پر اورنگ زیب و راجہ جسونت کا حال اس
سیاحت نامہ سے لکھتا ہون کہ جب راجہ جسونت نے دیکھا کہ شجاع کا پلڑا اُلٹ
گیا تو اُس نے سوچا کہ جو لوٹ ہاتھ آئی ہے اسکے مزے اُڑائے وہ فی الفور
آگرہ کو اس نیت سے چلا کہ اپنے وطن کو مراجعت کرے دارالخلافہ آگرہ مین
یہ افواہ اُڑ رہی تھی کہ اورنگ زیب نے شجاع سے شکست پائی وہ اور امیر جملہ (
معظم خان) دونو قید ہو گئے ہین اور سلطان شجاع اپنے فتحمندی کے ساتھ
آگرہ چلا آتا ہے شائستہ خان حاکم آگرہ اور اورنگ زیب کے ماموں کو ادھر
اس شہرت کا یقین ہوا ادھر جسونت سنگھ جسکی دغا بازی سے وہ خوف زدہ
ہو رہا تھا آگرہ کے دروازہ پر آن پہنچا کہ اس نے مایوس ہو کر زہر کا پیالہ پینے
کے لئے ہاتھ مین لیا اور پی ہی گیا ہوتا اگر عورتون نے اسکو جا کر گھیر نہ لیا ہوتا اور نہ
پیالہ کو ہاتھ سے زمین پہ گرا نہ دیا ہوتا۔ آگرہ کے رہنے والون کو دو روز
تک ٹھیک اصل حال نہین معلوم ہوا اسمین شبہ نہین کہ ان دو دن مین انکو اگر جسونت سنگھ
بہادرانہ دھمکیان اور فیاضانہ وعدے کرتا تو شاہجہان کو قید سے آزاد کر لیتا

اور تخت پر بٹھا دیتا مگر راجہ اصل حقیقت سے واقف تھا وہ دار الخلافہ تین یا دو
دنون ٹھیرنے کی جرأت کرسکتا تھا اور نہ کوئی مہم بہادرانہ اختیار کرسکتا تھا اس لئے وہ
صرف شہر آگرہ کے اندر کوچ کرتا ہوا اپنے وطن کو چلا گیا۔ ظفر نامہ مین عاقل خان لکھتا ہے کہ
جسونت سنگہ کے چلے جانے کی خبر موحش اکبر آباد مین و شاہجہان آباد مین پھیلی بلکہ لاہور
تک اور اطراف و اکناف مین پہنچی طرہ اسپر یہ ہوا کہ جو بھاگ کر آتا وہ اس خبر
نا ملائم کو آب و تاب سے بیان کرتا اور ظاہر کرتا کہ اس واقعہ ناگوار کو خود اسنے دیکھا ہے
یہان تک یہ ہوائی خبر اڑائی کہ عالمگیر کو شجاع گرفتار کئے آگرہ کو لئے آتا ہے۔ جب جسونت سنگہ
آگرہ کے قریب آیا تو شائستہ خان حاکم آگرہ کے ہاتھ پاؤن پھولے اور اس خبر کو سچ جانا
اور دکن جانے کا ارادہ کیا کہ شاہجہان کے غضب سے بچے آدھی رات کو فاضل خان
پاس پیغام بھیجا کہ میری شاہجہان سے تقصیر معاف کرا دو فاضل خان نے اسے سمجھایا کہ
خیر ہے پہلے اس خبر کو تو تحقیق ہونے دو کہ سچ ہے یا جھوٹ ہے۔ پانچوین جمادی الاول
سنہ ۶۹ کو بادشاہ عماد پور مین آیا جو سموگڈھ کے قریب ہے۔ یہان بادشاہ کو داراشکوہ
پر فتح نصیب ہوئی تھی اسلئے سموگڈھ کا نام فتح شکار رکھا بادشاہ کے پیش نہاد
ہمت یہ دو امر تھے داراشکوہ کی تنبیہ اور راجہ جسونت سنگہ کی تادیب اس لئے
بادشاہ نے اجمیر جانے کا ارادہ کیا اور ۲۵ جمادی الاول سنہ ۶۹ کو اجمیر کی طرف
کوچ کیا۔

داراشکوہ کا [illegible]

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ سپاہ جو ٹھٹھہ مین داراشکوہ کا تعاقب کر رہی تھی اسکو
بادشاہ نے واپس بلا لیا تھا۔ تو داراشکوہ نے اسکو غنیمت جانا اور دوبارہ اسکو
خود سری کا سودا ہوا ولایت گجرات مین نہ کوئی لشکر تھا نہ کوئی سردار کہ اس کی
مدافعت و ممانعت کرتا۔ میدان خالی تھا اسنے چول و بیابان مین قدم رکھا۔
بعض میدارون کی رہ نمائی سے دریای شور کے کنارہ پر اسی راہ سے کچھ مین آیا۔
کہ جسپر کوئی مسافر چلتا نہ تھا اور سخت دشوار گذار تھی کچھ کا مرزبان اس کے

استقبال کو گیا اور آنسے ملاقی ہوا۔ داراشکوہ نے اسکو نقد جواہر دیکر بہرہ جاپایا اور اسکی بیٹی سے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو نامزد کیا۔ زمیندار نے ضیافت کی اور بدرقہ ساتھ کرکے اپنی حد سے باہر کر کے احمدآباد کو روانہ کیا جب داراشکوہ احمدآباد کے قریب آیا شہسوار خان صوبہ دار احمدآباد کی ایک بیٹی بادشاہ سے بیاہی تھی اور دوسری بیٹی مرادبخش سے تو وہ دیوان رحمت خان اور اور کومکیون کو ساتھ لیکر داراشکوہ کے استقبال کو آیا ملاقات کے بعد سرانجام ضروری داراشکوہ کے لئے تیار کیا۔ اور محمد مرادبخش کا جو روپیہ وجنس طلا ونقرہ آلات اور دس لاکھہ روپئے جو اسکے گھر بہ تھے وہ داراشکوہ کو پیشکش مین دیئے اب داراشکوہ زر وسپاہ کے جمع کرنے کی فکر مین ہوا آدمیون کو خلعت واضافہ وعطائے جواہر دیکر خورسند کیا اور لوگون کا دل اپنی طرف کیا اور بندر سورت وکنبھایت وبھروچ وپرگنات سیر حاصل مین اپنی طرف سے حکام وعمال مقرر کئے اور انمین اپنا قبضہ کیا ایک مہینہ سات روز یہان رہ کر بیس بائیس ہزار سوار جمع کر لئے اور حکام بیجاپور اور حیدرآباد سے بھی خطوط وپیغام بھیجکر نقد وجمعیت سپاہ کو طلب کیا دکن جانے اور راجہ جسونت سنگہ سے ملنے کے لئے مختلف فکر کرنے لگا۔ اس گرما گرمی مین اس پاس خبر آئی کہ لشکر شاہی کی رفاقت سے راجہ جسونت سنگہ نے فرار کیا اور دشمن کے غلبہ کی شہرت غیر وقوعی اور خبر کاذبہ داراشکوہ تے یہین سنی اور انکو تسبیح جانا۔ راجہ جسونت سنگہ کا نوشتہ آیا اس مین اسنے اپنا حال لکھا اور داراشکوہ کو اشارہ کیا کہ وہ اجمیر کی طرف آئے داراشکوہ غرہ جمادی الاخری سنہ ۶۹ کو آراستہ سپاہ اور توپ خانہ کے ساتھ چلا۔ یہ توپخانہ اس پاس اس طرح مرتب ہوا تھا کہ اسنے بندر سورت سے چالیس توپین منگالی تھین جب داراشکوہ چلا ہے تو ہر منزل مین راجہ جسونت کا نوشتہ ابلہ فریب پہنچتا تھا اور اس پر اپنے آنے کا افسون پھونکتا تھا اور اسکو افسانہ سُناتا تا کہ مین قوم راٹھور کی جمعیت اور ان اقوام راجپوت کے ساتھ آتا ہون

جنکے وطن اجمیر کی نواحی مین ہین اور اس بات سے داراشکوہ کے عزم مین تقویت ہوتی تھی وہ
جودھپور مین منزل پر میرٹھا مین آگیا تربیت خان فوجدار اجمیر داراشکوہ کے قریب
آنے سے حواس باختہ بادشاہ پاس بھاگ گیا۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ داراشکوہ
رزم و پیکار کو آمادہ ہوا ہے تو بادشاہ نے طاہر خان کو اس خدمت پر مقرر کیا کہ وہ
جا کر دارا کی خبر لائے۔ بادشاہ بھی چلکر قصبۂ تودہ کے قریب آیا۔ چونکہ غنیم نزدیک
اور جنگ قریب تھی حکم ہوا کہ قصبۂ [illegible] کو رین جو قلعہ ہے اُس مین خزانہ اور زواید
کارخانجات غیر ضروری اور احمال و اثقال رکھی جائین راجہ رائسنگھ کو قلعہ کی محافظت
سپرد ہوئی یہ قصبہ اسی کے علاقہ مین تھا پھر بادشاہ تالاب رامسر جہہ کروہ پر آیا۔
یہان طاہر خان جو قراولی کے طور پر آگے گیا تھا غنیم کے حال کی کیفیت دریافت کر کے
بادشاہ سے عرض کی اور پھر رخصت ہوا ابیر متعلقہ راجہ جیسنگھ مین بادشاہ نے پہنچکر
فوج بندی کا حکم دیا راجہ جیسنگھ کو دلیر خان و حسن قلی خان اور ایک اور جماعت کے
ساتھ ہراول مقرر کیا صف شکن خان کو توپخانہ کے آگے لے جانے کے لئے مامور فرمایا شیخ میر
اسکے بھائی امیر خان کو التمش کا سرفوج بنایا امیر الامرا کو اُسکے بیٹون اور گنجعلیخان
اور بعض سردارون کے ساتھ برانغار کی طرف مقرر کیا اور جرانغار کی سرداری
بادشاہزادہ محمد اعظم اور ایران کے بہادرون کے سپرد کی اور اسی طرح محمد امین خان
و ہوشدار خان و عبد الرحمن خان بن نذر محمد خان اور ایرانی و تورانی اور سردارن کو
اور افغانون اور راجپوتون کو جا بجا میمنہ و میسرہ و قول و چنداول مین مقرر کیا اور حکم
دیا کہ جبتک دشمن سے مقابلہ ہو لشکر کی یہی ترتیب ہے اس مین فرق نہ آئے۔
جب داراشکوہ میرٹھا مین آیا تو راجہ جسونت سنگھ کے ساتھ جو معاملات پیش آئے وہ بیان کیے
جاتے ہین اول راجہ جسونت کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بادشاہ کے ساتھ سے
شجاع کی لڑائی مین بھاگا تھا وہ جانتا تھا کہ بادشاہ افواج میری تنبیہ تاکید کے لئے
مقرر کریگا تو ناچار اُسنے اپنا چارہ کار اس مین دیکھا کہ داراشکوہ کو ترغیب و تحریص

کر کے اپنی طرف کھینچے اور راٹھور اور اقوام راجپوت سے ایک بڑا لشکر جمع کرے اور
اسکے استظہار سے خلاف جوئی کرے - جب وہ جودھپور مین گیا تو اُسنے داراشکوہ کو بلایا اور خود
راجپوتون کا لشکر جمع کیا اور سامان لشکر تیار کیا اور داراشکوہ کے انتظار مین بیٹھا راجہ جیسنگھ کے
حال پر بادشاہ از حد مہربان تھا وہ راجہ جسونت سنگھ کے ساتھ جنسیت اور رشتہ مندی
رکھتا تھا اُس نے بادشاہ سے اُسکے معافی قصور کے لئے عرض کیا اور کہا کہ اگر حضور عاطفت
شاہانہ سے اُسکی خطاؤن کو معاف فرمائینگے اور اُسکو جان کی امان دینگے تو یہ میری فرازی
کا باعث ہوگا اور وہ وحشی بھی رام ہوگا اور پھر صدق و اخلاص سے بندگی کریگا -
بادشاہ نے اُسکی درخواست کو منظور کیا اور حکم دیا کہ وہ اپنی جانب سے ایک مکتوب لکھے
اور اپنے کسی معتمد کے ہاتھ بھیجے اور دلتخواہی پر مضمون ہوا اور عفو جرائم کی نوید سناوے اور
داراشکوہ کے ساتھ ملنے سے باز رکھے اور بادشاہ نے بھی ایک منشور اُس کی عفو تقصیر کا لکھ دیا
(عالمگیر نامہ مین فقط یہ لکھا ہے کہ بادشاہ نے راجہ جیسنگھ کو خط لکھنے کی اجازت دی لیکن
اس خط کا مضمون نہین لکھا مگر ڈاکٹر برنیر کو اس خط کا مضمون اس طرح معلوم ہوگیا جیسے امیر
افغانستان و وزرا روس کی خط و کتابت کے مضمون ہندوستانیون کو گھر بیٹھے معلوم
ہوجاتے ہین وہ لکھتا ہے کہ راجہ جیسنگھ نے یہ خیال کرکے کہ لڑائی کے سارے احتمالات
اورنگ زیب کی فتح پر دلالت کرتے ہین راجہ اپنی مصلحت و بہبود بادشاہ کے
خوش کرنے مین جانتا تھا اسلئے راجہ جسونت سنگھ کو داراشکوہ کی امداد و اعانت سے باز
رکھنے مین اپنی رعب داب کو یہ کام مین لایا اسنے جسونت سنگھ کو لکھا کہ مجھے بتاؤ کہ تم
جو بداقبال داراشکوہ کی امداد کرنے مین کوشش کرتے ہو اس سے کیا فائدہ تمکو حاصل ہونگے
اس کام مین تمہارے استقلال سے داراشکوہ سے کام مین بہبودی ہونے کی نہین - مگر
اسمین شک نہین کہ تمہارے اور تمہارے خاندان کی بربادی ہو جائیگی اور اورنگ زیب
سے تم ہرگز اپنی قصورون کی معافی نہین کراسکوگے - مین بھی راجہ ہون - مین منت و
سماجت سے تم سے عرض کرتا ہون کہ بیچارے راجپوتون کا خون اپنی گردن پر لو

تم اسبات پر نہ بھولو کہ مین اور راجاؤن کو اپنی ساتھ کرلونگا۔ میری پاس ایسی وسائل ہین کہ
تمہاری اس کوشش کے خلاف مین سعی کرونگا اور کسی راجہ کو تمہارے ساتھ نہین ہونے دونگا
یہ کام ایسا ہے کہ ساری ہندؤن سے تعلق رکھتا ہے تمکو کیسے اسکی اجازت دی جاسکتی
ہے کہ تم وہ آگ بھڑکاؤ جو سارے ملک مین ایسی پھیل جائے کہ پھر کسی کوشش سے بجھ نہ سکے
اب اگر تم دوسری طرف جاؤ اور داراشکوہ کو اپنی حالت مین چھوڑ دو تو اورنگ زیب
تمہاری ساری خطاؤن کو بھول جائیگا تمکو کھجوہ مین جو لوٹ ہاتھ آئی اسکا مطالبہ وہ نہین
کریگا بلکہ فوراً تمکو گجرات کا حاکم بنا دیگا ایسے ملک کی حکومت کے فوائد کی تم خوب قدر
جانتے ہو جو تمہارے ملک کے ہمسایہ مین ہے یہان تم امن امان سے بیخوف و خطر رہو
مین ان عہدون کے ایفا کی ذمہ داری بالکل اپنے ذمہ لیتا ہون ۔

جب اورنگ زیب کا منشور نجات اور راجہ جیسنگہ اور اور بدخواہون کے نوشتجات
خفیہ راجہ جسونت سنگہ پاس پہنچے تو انکے اخفا مین اُس نے کوشش کی اور جودھپور سے
جو داراشکوہ کے استقبال کے لئے بیس کوس آیا تھا اب اُسنے اُسسے ملنے کا ارادہ چھوڑا اور اپنے
وطن کیطرف مڑا۔ داراشکوہ کو راجہ کے وطن کیطرف مراجعت کرنے کی خبر پہنچی تو وہ
متردد ہوا رسل رسائل شروع کئے بار بار خوشامد کرکے پیغام بھیجا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔
اس سے داراشکوہ کے دل مین وہ خلشین پیدا ہوئین وہ خود جودھپور سے بیس کوس پر گیا
اور یہان چند مقام کئے اور راجہ پاس دوبین چند (دوہی چند) اپنے معتمد کو بھیجا جو راجہ
سے اتحاد رکھتا تھا اُسنے جاکر بڑی لجاجت سے کہا کہ راجہ صاحب اپنے وعدہ کو ایفا
کیجئے اُسنے جواب مین یہ عذر کیا کہ مین اپنے قول پر راسخ ہون فی الحال میرا آنا مصلحت
نہین ہے داراشکوہ اجمیر مین جاکر قیام کرے اور راجپوتون کو پیغام بھیجکر اپنے پاس بلائے
جب دو تین نامی راجپوت اُس کے پاس آجائینگے تو مین بھی اس پاس آجاؤنگا۔ دوہی چند
یہ جواب پاس عذر آمیز لیکر راجہ کے پاس سے آیا تو داراشکوہ اجمیر مین آیا اور دوبارہ
دوہی چند کو راجہ پاس بھیجا اُسنے یہان آنکر ہزارون توطیہ کلام بناکر پیام کا

ذکر کیا اور راجہ پر بہت سے افسانے وافسون پڑھے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تحقیق ہو گیا
کہ راجہ کے سامنے جواب ٹالم ٹول کرنے کے ہین یہ بات لوگون مین بھی مشہور ہو گئی تھی کہ عالمگیر
پھرا یا تدبیر راجہ کے جرائم کو عفو کر دیا ہے۔ صاحب غرض مجنون ہوتا ہے اور احتیاج
شیر مزاجون کو روباہ بناتی ہے پھر دارا شکوہ نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو راجہ پاس بھیجا
ہر چند اس شہزادہ نے لابہ گری والحاح و دلبری کی اور وعدے وعید کئے مگر راجہ نے
اسکو بھی دوہی چند کی طرح مایوس واپس کیا اس انقلاب سے سپہر شکوہ بادیدہ پر آب
و جگر کباب باپ پاس آیا تو دارا شکوہ نے راجہ جسونت کی امداد سے بالکل قطع امید
کی اب حیران تھا کہ اپنا چارہ کار کیا کرون کہ اس حالت مین عالمگیر کے آنے کی خبر
مشہور ہوئی چارہ ناچار کارزار کو قرار دیا اور بتقاضائے وقت جنگ صف مین صرفہ
مناسب جانا اور نواحی اجمیر کے کوہستان مین مورچال بنانے کے واسطے چلا گیا اور
اپنی جگہ سے چلکر درہ کوہ مین آیا بعض راہون کی دیوار خام بنا کر اور سنگچین کر کے
توپون کے لگانے کے لئے اور تفنگچیون کے بٹھانے کے واسطے استوار کیا اسنے جانب
یمین مصطفے خان عرف سید ابراہیم کو سپرد کی اور تین میل اور ہزار برقنداز اسکے ہمراہ
مقرر کئے اور یسار کے مورچال کا اہتمام شہسوار خان اور اسکے بیٹون کو سپرد کیا۔
اور ایک جماعت برقندازون کی انکے ساتھ کی اور ایک طرف مورچال فیروز میواتی کو حوالہ
کیا توپخانہ کا مصالح دیا اور سپاہیون کی جماعت ساتھ کی اور اپنے روبرو
سپہر شکوہ کو بہت سے آلات آتشبازی اور باقی توپون کے ساتھ قائم کیا۔ خود
بیچ مین ہر سب جگہ توپین چن دین اور ایک جماعت کو مقرر کیا کہ مورچال مین مصالح
مطلوبہ پہنچا کر سزاولی کرتے رہین اور ایسا نہ کرین کہ کوئی سردار ہمراہی بیکار و معطل رہے
اب بادشاہ نے موضع ریوارٹی مین آنکر خیمہ لگایا یہ مقام اجمیر سے تین کوس تھا۔
اور دشمن کے مورچال سے آدھ کوس جہان سے گولہ دشمن تک جا سکتا تھا مکان
مقرر کر کے مورچال لگانے کا حکم دیا اور لشکر کو اس طرح تقسیم کیا کہ صف شکن خان

دارا شکوہ اور بادشاہ کی لڑائی

میر آتش با مور ہوا کہ توپخانہ کو آگے لیجا کر جا بجا خصم کے مورچالون کے مقابل لگائے
اور توپخانے کے پیچھے شیخ میر و دلیر خان کو مورچال لگانے کا حکم دیا سب سردارون نے
مقامات مورچال بنانے کے تجویز کر لئے اور توپ کے گولون کے مارنے مین دست
و بازو کھولے انمین سے ہر ایک دوسرے پر کارفرمائی کے تردد مین سبقت لیجانا چاہتا تھا
اور دوسرے کو پیش قدمی نہین کرنے دیتا تھا خصوص شیخ میر اور دلیر خان و سید نصیر الدین خان
دکھنی نے جانفشانی کرنے مین تین روز تک تردد بہادرانہ کیا اور خواب و خور کو اپنے
اوپر حرام جانا امیر الامرا بھی بہت سعی کر کے مورچالون کے بڑھانے کے لئے
دشمنون پر ایسے حملہ کرتا تھا کہ اُن کے دل ہل جاتے تھے لیکن مخالف کے مورچال جو فراز
کوہ مین قلب مقام مین کمال استحکام رکھتے تھے اسلئے بادشاہی آدمیون کی کچھ پیش
چلتی نہ تھی بلکہ دارا شکوہ کے آدمی مورچال سے نکل کر اور منہ کے آگے سپر لگا کے بادشاہی
مورچال پر حملہ کرتے تھے تو آدمیون اور چارپایون کو ضائع و زخمی کرتے تھے اور پھر
پہاڑون کی پناہ مین چلے جاتے تھے انکی توپ کا گولہ جو آتا تھا خالی نہ جاتا تھا کسی نہ کسی کو
ہلاک کر کے خاک پر گراتا اور بادشاہ کے مورچال کے گولے سوا اسکے کہ پتھر اور دیوار سے
ٹکرا جائین کوئی کام فائدہ کا نہ کرتے تھے چوتھی رات کو بادشاہ نے اپنی اخلاص کیشون
کو بلا کر تاکید و تہدید کی اور وعدہ وعید کئے اور یورش کی ترغیب دی۔ دوسرے روز
راجہ راجروپ میندا جمون نے جو کوہ نوردی اور شیر نبردی مین ضرب المثل تھا اپنے
پیادون کو پہاڑی کے عقب سے اس جگہ سے روانہ کیا جہان کوہ نشینون کو
یورش کا گمان نہ تھا ان کوہ نوردون نے دامن ہمت کو کمر پر کس افتان و خیزان ان
مورچال آتشبازون کے مقابل یورش کی جو کوئی مرجاتا اسکو اپنے پاؤن کا زینہ بناتے
اور چڑھتے کوہ پر راجہ راجروپ کا نشان نصب کرتے خود راجہ راجروپ جو ان
جان بازون کے عقب مین تھا مستعد ہو کر اس کا منتظر تھا کہ اسکے آدمی اوپر چڑھ کے
آواز دین باوجودیکہ مخالف کے ہزار جنگی آدمی نیچے مقابلہ کے لئے آگئے تھے مگر راجہ نے

بہادرانہ قدم بڑھائے اور گولہ و تفنگ و سنگ کے بارش مین سینہ سپر بنائے گھوڑے سے اُترکر
حملہ آور ہوا دلیر خان نے بھی جو افغانون مین بہادری مین مشہور تھا۔ راجپوتون کی
یہ بہادری دیکھکر اوپر جانے کا قصد کیا اور توپ و تفنگ کی باڑ مین ہوکر بائین طرف سے
اوپر چڑھ گیا اور بائین طرف سے شیخ میر نے پیش قدمی کی جو جنگ کے روز شجاعت و تدبیر
مین بے نظیر تھا دوسری طرف سے راجہ جسنگھ نے بہادر راجپوتون کے ساتھ بہادرانہ تردد
کیا اور امیر الامرا نے توپخانہ کے آدمیون کو ساتھ لیکر جانب چپ سے اور اسد خان و ہوشدار خان
نے جرانغار کی طرف سے اپنے لشکر کے ساتھ سوار ہوکر ہر طرف صف بصف معرکہ آرا ہوئے گو
اس یورش مین سب بہادرون نے مردانگی دکھائی مگر ابتدا مین راجہ راجپوت کے آدمیون نے
پیش قدمی کی اور آخر کار مین شیخ میر و دلیر خان افغانون نے اپنی شجاعت و جلادت
دکھائی انکے مقابل مین شہسوار خان و فیروز میواتی کے مورچال نے بلافاصلہ بلا کے گولے
مارے جو اجل کے اولے بنتے تھے۔ دو تو امیرون کے آدمیون مین سے ایک جمع کثیر کام مین
آئی ادھر توپ غراتی تھی اُدھر پہاڑون کی گونج ہوتی تھی یہ صدا اور توپ و تفنگ اور بان
کچھو ٹنے کا دھوان اس کوہ و صحرا مین ایسی وحشت افزا پھیلی تھی کہ خویش و بیگانہ مین فرق کرنا
دشوار ہوتا ہر طرف سے اتنے گھوڑون کی ٹاپون مین سر و تن پامال ہوئے کہ صورت و سر کا
نشان باقی نہ رہتا تھا دلیر خان کے داہنے ہاتھ مین ایسا تیر لگا کہ وہ تردد سے باز رہا
دارا شکوہ بلندی کوہ پر کھڑا ہوکر اپنے آدمیون کو باوجودیکہ آثار ہزیمت دیکھتا تھا
جنگ کی ترغیب نام و ننگ کی سرزنش سے دیتا تھا ہر چند کوہ نشینون نے مورچالون کی
پناہ مین اور احاطہ دیوار کے عقب سے باہر آکر دلیری بہادرانہ کی مگر فائدہ نہ ہوا۔
شہسوار خان نے غیرت ذاتی سے اس جنگ جانستان سے نجات محال جانی اور اپنے
دونو ولی نعمتون کی خدمت مین خصوصاً بادشاہ کی جناب مین خجالت دائمی سے نکلنا
اپنی جان کے جانے مین دیکھا اتنی مردانہ وار کوشش کی کہ سرخروئی کے ساتھ اس دنیا سے
جہان رخصت ہوئی شیخ میر بھی جدال و قتال کرتا ہوا اجل کے استقبال کے لئے گیا۔

اسکے سینہ مین گولہ لگا کہ اس حال مین سید ہاشم سے کہا جو اس سے نسبت قریبہ رکھتا تھا اور اسکے حوضہ مین پیچھے بیٹھا تھا کہ مین اب چلا میری کمر بند مین ہاتھ ڈال کر اتنی دیر نگاہ رکھ کہ مین شادیانہ فتح کی آواز سن لون جو ابھی ہونے والی ہے ظفر کے آثار ظاہر ہین ایسا نہو کہ میرے رفیق و ہمراہی میرے حال سے مطلع ہو کر کارزار سے دست کشی کرین اور دشمنون کے آدمی اطلاع پاکر دلیرانہ پیش قدمی کرین۔ انسان کو بھی کس مرتبہ پر دنیا اور اولاد سے دلبستگی ہے کہ ایسے حال مین کہ کلمہ پڑھتا اور خدا کا خیال کرنا چاہیے تھا شیخ کو اپنی اولاد کی ترقی کا اور نمک کے پاس کا خیال تھا شیخ میر کی اس عقیدت و ارادت کے سبب بادشاہ مردم خواف پر نہایت مہربان ہوا اور انکی ترقی ایسی کی کہ پہلے کسی بادشاہ کے عہد مین نہین ہوئی تھی۔ فی الحقیقت خراسان کے اور آدمیون کے نسبت مردم خواف ظاہر مین اکھڑ اور بے رو اور درشت ہین لیکن اکثر کامون مین راست باز اور آقا کے حق نمک کے پاس مین سب سے زیادہ ثابت قدم ہوتے ہین دارا شکوہ نے دیکھا کہ برگشتگی طالع سے شہسوار جان کی جان گئی اور اسکی جان کا جانا میر لشکر کے علم کے سرنگون ہونے کا سبب ہوا اور بادشاہی لشکر سر پر چڑھ آیا تو وہ اپنے بیٹے سپہر شکوہ و فیروز میواتی اور بعض اور خدمۂ حرم کو لیکر اندھیری رات کے پہلے پہرہ مین اس ناامیدی اور غم و الم کے ساتھ کہ خدا کسی شاہ و گدا کو نہ دکھائے فرار ہوا۔ عمدہ مردم مین سے سوا دو نامبردہ کے کسی کو توفیق اُس کی ہمراہی کی نہ ہوئی کچھ جواہر و اشرفی و محل خاص بیٹی و چند خواص ساتھ لیکر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا خزانہ اور اسباب انتخابی مالیت دار اور بہت سی خدمۂ محل کو بارہ ہاتھیون اور خچرون و اونٹون پر بار کرایا مگر ساتھ نہ لے جا سکا اپنے قدیم و جدید آدمیون کے اعتبار پر انکو سپرد کیا۔ چند خواجہ سرا معتمد انکے ساتھ گئے اور ایک ہزار برقنداز پیادے جو سب کے سب نمک حرام تھے انکی ہمراہ کیے اور تاکید کی کہ پیچھے سے جلدی آئین یہ سب لٹ لٹا گئے اسکا حال آگے بیان ہوگا۔ القصہ لشکر ہزیمت خوردہ مین اکثر آدمیون کے مال و عیال بھیر مین تھے وہ وہان دوڑے گئے۔ ایک جماعت اپنے مال و عیال کے تاراج

ہونیکے غم مین اور عزت و ناموس کے برباد جانے کے الم مین بیٹھے بعض زخم کاری کے پہنچنے سے اور
اسباب و سامان کے لٹ جانے سے اور اپنے آدمیون کے بھاگ جانے سے کوہ و درہ مین
حیران و سرگردان آہ و نالہ کے ہمدم ہوئے - دارا شکوہ کا کل اردو اور اُسکے تمام کارخانجات
مع ہمراہیون کے لٹ گئے اس اندھیری رات مین اور باروت کے دھوئیں سے بھرے ہوئے
درہ مین کہ دو تین گھنٹہ تک یہ خبر بتحقیق نہین ہوئی کہ دارا شکوہ بھاگ گیا - دونو طرف بعض
مورچال مین جنگ قائم رہی - اسد خان و ہوشدار خان مع بعض امراء کے اپنی جگہ پر
دار و گیر مین گرم رہ کر برقندازی کرتے رہے جب تک کہ انکو دشمن کے فرار اور مورچال کے
خالی ہونے کی واقعی اطلاع ہوئی دارا شکوہ کے ہمراہی عسکر خان و سید ابراہیم وغیرہ
ایک اور جماعت دارا شکوہ کے چلے جانے سے واقف نہ ہوئے پہر رات گئے تک حرکت
مذبوحی کرتے رہے محمد شریف مخاطب قلیچ خان کہ دارا شکوہ کا میر بخشی تھا اُس کے
پیٹ مین تیر لگا جس سے وہ دوسرے روز مر گیا - سعادت خان پسر شہنواز خان کے
گولیون کے تین چار زخم لگے تھے عسکر خان و سید ابراہیم اور دارا شکوہ کے ہمراہیون
کی ایک جماعت جنکا بدن زخمی اور دل پرخون تھا اور سواے رخت بدن کے سارا اسباب
مایحتاج تاراج ہو گیا تھا صف شکن خان کے وسیلہ سے شرف اندوز ملازمت ہوئے
اور مورد عنایات -

کارزار دیدہ و تجربہ کار منصف پیشون پر ظاہر ہے کہ نہنگان دریای غیرت اور
شیران بیشۂ شجاعت سے جنہین ہر بار وزرزم مین رستم سے دوچار جنگ کرنا اور ایسے
حادثات کے انقلاب سے کہ زبان خامہ پر جاری ہون اپنی جگہ سے نہ ہلنا اور ثبات
قدم کو ہاتھ سے نہ دینا اور غنیم و خصم غالب آمدہ کو روبرو سے ہٹا دینا تائید و
فضل الہی و مدد طالع عالمگیر کے سوا کسی اور بات پر حمل نہین کر سکتے - عالمگیر نے فتح
کی خبر سنکر خدا کا شکر کیا اور شہنواز خان و شیخ میر کے مرنے پر زیادہ افسوس کیا
اور فرمایا کہ دونو کو حضرت خواجہ معین الدین کے روضہ مین مدفون کرین - خود

اس مزار کی زیارت کرکے اور خدام کو روپیہ دیکر کوچ کیا اور تالاب ناساگر کے
کنارہ پر آیا تین چار روز مقام کا حکم دیا راجہ جیسنگہ کو ایک لاکھ روپیہ اور بہادر خان کو
تیس ہزار روپیہ عنایت کیا اور انکے ساتھ ایک جماعت کارزار دیدہ سپاہیون کی دارا شکوہ
کے دوبارہ تعاقب کرنے کے لئے مقرر کی اور خلعت دیکر رخصت کیا راجہ جسونت سنگہ اپنی
تقصیرون کے خجالت کے مارے پادشاہ کے روبرو نہین آتا تھا۔ راجہ جیسنگہ کی سعی سے پادشاہ نے سرنو
فرمان عطوفت نشان تسلی و خطابخشی و صوبہ داری احمد آباد کا اور منصب ہفت ہزاری
ہفت ہزار سوار کی بحالی کا مع خلعت کے عطا کیا۔ شہنواز خان کی اہلیہ تورس بیگم پر اور اسکے
فرزندون پر اسکی خدمات سابق پر نظر کرکے بہت سی عنایتین کین۔ امیر خان برادر شیخ میر
کا خلعت ماتمی اتروایا اور اضافہ نمایان کیا۔ دارا شکوہ کے اموال مین سے سوخیل اور کارخانجات
ضبط سرکار ہوکے امرا اجمیر مین جس جماعت کو دارا شکوہ نے پادشاہ کی ہواخواہی کے گمان مین
قید کیا تھا انکو رہائی ہوئی اور مورد عنایات ہوئے۔ تربیت خان جو دارا شکوہ کے خوف
کے مارے اجمیر سے بھاگ کر پادشاہ کے پاس چلا آیا باوجود اس تقصیر کے اسکو جمبر کی صوبہ داری
پر پھر مقرر کیا۔ ۱۴ رجب کو پادشاہ پیادہ پا خواجہ معین الدین کی درگاہ مین زیارت کو گیا اور
پھر اپنے دار الخلافہ کی طرف چلا۔ ان دنون مین پادشاہ سے عرض کیا گیا کہ شاہزادہ
محمد سلطان جب مرزا شجاع کے قریب گیا تو وہ خوف کے مارے مونگیر سے بھاگ کر
جہانگیر نگر کو چلا گیا اور معظم خان نے مونگیر مین داخل ہوکر اس مژدہ کے شادیانے بجوانے
کا حکم دیا۔ سلخ ماہ رجب سنہ ۱۰۶۹ کو پادشاہ دار الخلافہ مین داخل ہوا۔

پادشاہ نے اپنے جلوس کا اصل جشن اس دن پر موقوف رکھا تھا کہ مخالفون و ممالک کے
بدبختون کی بیخ کنی ہو جائے ان ایام مین ۲۴ رمضان سنہ ۱۰۶۹ کو وہ دن آیا۔ جو
جشن اول کی تاریخ جلوس کا سال دوم تھا پادشاہ نے حکم دیا کہ ہواخواہان دولت
پر ابواب عیش و عشرت وا ہون اور دولت خانہ کے اطراف کے حجرے و در و دیوار
دیوان عام سے باہر و غسلخانہ کے اندر اقسام فرش و اقمشہ طلاباف و کلابتون دوزی سے

آرایش پائین اس قدر ولایت و احمد آباد کا زربفت صرف ہوا کہ بہت ملکون کے تاجرون کو اسمین
نفع ہوا اور رامشگران طناز ہزارون عشوہ و ناز کے ساتھ محفل آرا ہوئے اور اُنھون نے
اصول گوناگون سے رقص و سرود کا ایک ہنگامہ پرجوش و خروش گرم کیا۔ پادشاہ تخت مرصع پر بیٹھا
منبر پر اسم و لقب ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر غازی کا ذکر ہوا عہد سابق
مین روپیہ اشرفی پر ایک طرف کلمہ طیبہ اور خلفاء راشدین کے اسم سے مزین ہوتی تھی۔
ہر کس و ناکس کے ہاتھون مین اور پاؤن تلے یہ سکے آتے تھے اور ناپاک مقامون مین جاتے تھے
پادشاہ کے نزدیک یہ بے ادبی نامناسب تھی اسلئے پادشاہ نے اسکو بدل کر اشرفی کے
لئے یہ سکہ تجویز کیا۔

سکہ زد در جہان چو بدر منیر + شاہ اورنگ زیب عالمگیر۔

اور روپیہ کے لئے یہ سکہ مقرر کیا۔

از سکہ اقبال شہ مہر نظیر + سیم و درم ستارہ شد نقش پذیر
از سکہ او غلغلہ در چرخ اوفتاد + گردید زر از سکہ او عالمگیر

چونکہ دونو دفعہ تاریخ فتح روز یکشنبہ کو ہوئی تھی اسلئے ہر ہفتہ مین جشن کا روز یہی دن مقرر ہوا
اس جشن مین جو کل انعام دیا گیا اسکی تفصیل طول عمل ہے اسلئے چند خاص اسامیون کا انعام
لکھا جاتا ہے سوا اس روپیہ کے جو ارباب استحقاق کو دیا گیا پانچ لاکھ روپیہ پادشاہ بیگم
کو اور چار لاکھ روپیہ زیب النساء بیگم کو اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ بدر النساء بیگم کو اور
ڈیڑھ لاکھ روپیہ زبدۃ النساء بیگم کو عطا فرمایا اور دو لاکھ روپیہ شاہزادہ محمد اعظم کو جو
حاضر تھا دیا اور منصب دہ ہزاری پنجہزار سوار اور اسکے لوازم اور پادشاہزادہ محمد سلطان کو
جو شجاع کے تعاقب مین گیا تھا تین لاکھ روپیہ مع جواہر اور فیل اور دو لاکھ روپیہ پادشاہزادہ
محمد معظم کو اور ایک لاکھ روپیہ شاہزادہ اکبر کو دیا جو دکن مین تھا امیر الامراء فاضل خان
خانسامان کو اور سعد اللہ خان کے بیٹون اور دونون راجہ رگناتھ کو خلعت مع خطاب
منصب اور جواہر عنایت ہوئے تیس ہزار آدمیون اور عمدہ روشناسون کو خلعت دیا او

اضافہ کیا ڈھائی مہینہ تک جشن رہا۔ ہر شب کو روشنی رہتی آتشبازی چھوٹتی اُن مین
لوگ اپنی صنعتین دکھاتے طرح طرح کے فانوس و چراغ بناتے اقسام کے گل تری و چمن و
طاق بندی نمایان کرتے اور قلعہ کے نیچے دریا کے اوپر کشتیان اقسام آرایش و روشنی سے
بھری ہوئی اور انپر نقارہ بجتا ہوا تماشائیون کو تماشا دکھاتین۔ ملا شاہ نے جو کشمیر کے
شاہ گوشہ نشینون مین تھا اور داراشکوہ اسکا مرید تھا اُسنے یہ تاریخ جلوس نظم مین کہی
جسمین تصوف کا انداز ہے اور مرید کامل کی ابطال ارادت کی طرف اشارہ ہے۔

ابیات

صحن دل من چون گل خورشید شگفت	کامد حق و غبار باطل را رفت
تاریخ جلوس شاہ حق آگہ را	ظل الحق گفت الحق این را حق گفت

جلال الدین محمد اکبر شاہ کے عہد سے دفتر و جلوس کے سال و ماہ کے حساب کی
بنا غرہ فروردی پر رکھی گئی تھی اس تاریخ مین آفتاب برج حمل مین داخل ہوتا ہے۔
بہار کا موسم ہوتا ہے۔ اس بادشاہ کے جلوس کی تاریخ بھی اس تاریخ کے قریب تھی
تو اُسنے سارا حساب فروردی سے لیکر اسفندار کے مہینون تک مقرر کیا تھا اور مہینون کا
نام ماہ الہی رکھا تھا چونکہ یہ طریقہ آتش پرست بادشاہون و مجوسیون کے دستور کے
مشابہ تھا اسلئے بادشاہ نے شریعت کا پاس کرکے جلوس و جشن و دفتر کے حسابون کی
لئے سال و ماہ قمری عربی کا حساب مقرر کیا اور حکم دیا کہ سال شمسی پر عربی سال و ماہ مقدم
ہون اور جشن نوروز بالکل موقوف ہو۔

اٰئین سال کا حساب بدلنا اور نوروز کے جشن کا موقوف ہونا۔

سب جانتے ہین کہ قمری سال و ماہ کے حساب لکھنے سے پہلے حسابون مین کیا کیا وقتین
پیش آتی ہین فصول اربعہ گرما و زمستان و برشگال ہندوستان و فصل خریف و ربیع
اور غلہ و میوہ کا پختہ ہونا تنخواہ جاگیر نقدی منصبداران پر سال و ماہ شمسی سے دریافت
ہوسکتی ہین و رماہ عربی سے انکا دریافت ہونا محال ہے۔ ہمیشہ موسمون مین قمری ماہ
بدلتے رہتی ہین لیکن اس دیندار بادشاہ نے کچھ حساب کی آسانی پر خیال نہین کیا

فقط آتش پرستون و مجوسیون کی مشابہت کے سبب سے نوروز کے جشن کو موقوف کیا
اور جلوس ثانی کی تاریخ غرہ رمضان مقرر کرکے اسنے جلوس کا نیا سال مقرر
کیا اور جشن نوروز کی جگہ جشن عیدالفطر مقرر کیا اس طرح جلوس کے سال مقرر کرنے سے
اسکی سلطنت کے سال اسبال و قائع کی تاریخ مین ایک دقت پیدا ہوئی اسکی سلطنت
کا سال اول غرہ جمادی الاولی سنہ ۱۰۶۸ سے غرہ رمضان سنہ ۱۰۶۹ تک شمار ہوتا
وہ اول تاریخ مین دولت آباد سے چلا تھا اور رمضان مین اسکا جلوس دوم ہوا تھا
ایک سال چار ماہ و چوبیس روز کو سال اول مین شمار کرلو اور باقی جلوس کے سالون کا حساب
غرہ رمضان سے شروع کرو اگرچہ اسپر اہلکارون نے حساب کے دقت کا اعتراض کیا
اور کہا کہ فروری مین بہار کا موسم ہوتا ہے اور رمضان مین موسم ہمیشہ بدلتا رہتا
ہے جشن کی بہار موسم بہار مین اچھی معلوم ہوتی ہی مگر بادشاہ نے انکے کہنے پر
کان نہ لگایا۔

دارا شکوہ کا احوال

دارا شکوہ کا احوال پُر ملال یہ ہی کہ درہ کوہ اجمیر مین شکست پانے کے بعد (اسکا
حال پہلے لکھا گیا ہے) دارا شکوہ نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ بیوی و بیٹی اور کچھ جواہر
و اشرفی و چند اشیاء خدمۂ محل کو اپنے ساتھ لیا اور احمد آباد کی راہ لی اور
بارہ ہاتھیون پر باقی خزانہ و اسباب و سرانجام ضروری لادا اور کچھ خادم
عورتون کو سوار کیا اور انکو کچھ پرانے کچھ نئے نوکرون کو سپرد کیا چند معتمد خواجہ
سرا انکے ناظر و رفیق مقرر کیے کہ وہ جلد پیچھے اس اسباب کو لائین وہ چار پانچ کوس راہ
چلے ہونگے کہ سب نوکرون نے اس مال پر ہاتھ ڈالا اور غارت کا ہاتھ دراز کیا۔
آپس مین خوب دست و گریبان ہوئے اور جسکے ہاتھ جو چیز پڑی وہ لے اڑا ہاتھیون
کے اوپر سے مال کے بار اتار لیے عورتون کو اونٹون کے کجاوے سے اتارا اور
انکا سارا زیور چھینا اور انکو ہاتھیون پر بٹھایا اور صحرا مین آوارہ کیا اور ہاتھیون
سے اتارا ہوا مال ان اونٹون پر لادا پھر اشتر بار را اور راستہ سبک رفتار

نقد و جنس بھرے ہوئے اپنے ساتھ لے گئے۔ زیادہ یہ مال راجپوتون کے ہاتھ لگا وہ
اجمیر کی نواحی کے رہنے والے تھے خواجہ سرا لیڈرون کو منع نہین کر سکے پادشاہ کے
لشکر کے خوف کے مارے عورتون کی ہاتھیون کی سواریون کو داراشکوہ کے پاس لے جانے
کو اپنی آبرو کا اور آقا کی ناموس کا سرمایہ سمجھے اس اندھیری رات مین بڑی ہراس
کے ساتھ داراشکوہ کے پیچھے دشت پیما ہوئے متصل راہ چل کر ایک رات دن کے بعد
داراشکوہ سے جا ملے اور داراشکوہ وادی سرگردانی مین سرگشتہ ہو کر کمال حیران و پریشان
و بے سروسامان دشت و صحرا مین آوارہ آٹھ روز کے بعد نواحی احمدآباد مین آیا
احمدآباد کے متصدیون کو عالمگیر کی فتح اور داراشکوہ کی شکست و فرار کی خبر
ہوگئی تھی احمدآباد مین سید احمد بخاری کو داراشکوہ نے اپنا نائب مقرر کیا تھا اس نے
اور متصدیون کے ساتھ رفاقت نہین کی تو و متصدیون نے عاقبت بینی سے
متفق ہو کر یہ شہرت دی کہ سید احمد کے گھر مشورت کرنے جاتے ہین اس بہانہ سے
انہون نے اسکے گھر پر جا کر اسکو مقید کر لیا اور ایسا اتفاق بے نفاق کیا کہ شہر کا
سارا بند و بست کر لیا اور عالمگیر کی سلطنت کا نقارہ بلند آوازہ کیا اور داراشکوہ
کو شہر مین نہ داخل ہونے دیا اسکی ممانعت و مدافعت کے لئے در پے ہوئے جب
داراشکوہ نے دیکھا کہ برگشتگی ایام سب جگہ میرے استقبال کے لئے پیش قدمی
کرتی ہے تو اس نے شہر کی طمع نہین کی وہ احمدآباد سے دو کروہ پر پرگنہ کری مین
گیا اور کانجی کولی سے ملا جو اس ضلع مین سرکشون اور رہزنون مین بڑا مشہور
تھا اور اس سے اعانت کی استدعا کی ؎

آنکہ شیران را کند روبہ مزاج   احتیاج است احتیاج است احتیاج

کانجی داراشکوہ کا رفیق بنا اور گجرات کی سرحد سے اسکو نکال کر ملک کچھ مین پہنچا دیا
اس ضمن مین گل محمد جو داراشکوہ کا نوکر تھا اور اسکی طرف سے سورت او بھروچ
مین حاکم تھا پچاس سوار اور دو سو پیادے لیکر اس پاس آیا داراشکوہ پہلی دفعہ

جو احمد آباد مین آیا تھا اُسکی بڑی ضیافت اور خدمت گاری کی تھی اور اپنی بہبود کا رکے لئے اپنی بیٹی کو سپہر شکوہ سے بیاہنے کے لئے پیش کیا تھا دارا شکوہ اس پاس پھر مدد اور رفاقت کی امید مین آیا تھا اس مصیبت کے سفر مین اصلا اُسکے احوال پر ملائم وہ متوجہ نہ ہوا بلکہ محض ناآشنا بن کر کمال بے روئی سے پیش آیا ملاقات تک نہ کی

ابیات

بوقتے کہ دولت ورا یار بود	زرہ پیش تیرش نمد مے نمود
بوقتے کہ بخشش نہ شد دستگیر	نہ کردہ خدنگش گذر از حریر

دو تین روز تک دارا شکوہ نے اس زمیندار کے مستمال کرنے مین بیہودہ کوشش کی مگر آخر کار جل بھن کر بھکر کی راہ لی جب سندھ کے کنارہ پر پہنچا فیروز میواتی دارا شکوہ کی بد اقبالی کے دنون مین بھی آجکے دن تک رفیق تھا اسکو برگشتہ بخت دیکھ کر فرار اختیار کیا اور دار الخلافہ کو چلا گیا جب دارا شکوہ جاندیون (جام خان کا خاندان) کی ولایت مین آیا تو اس دیار کے صحرا نشین اسکے بد خواہ ہوئے اور اسکے دستگیر کرنے پر تیار ہوئے سپاہ کچھ ساتھ تھی جنگ و کوشش سے اُنکے ہاتھ سے نجات پائی نگمشون کی ولایت مین گیا مرزا نگمشی نے جو اس قوم کا سرگروہ تھا استقبال کیا اور اُسکو اعزاز کے ساتھ اپنے گھر لے گیا اور ضیافت کی۔ ایران جانے کی رہنمونی کر کے درخواست کی کہ مین آپکے ساتھ بقدر راہ تیار کردونگا آپ یہان سے قندھار کہ بارہ منزل ہے تشریف لے جائیں اس باب مین اُسنے بہت مبالغہ کیا اور ترغیب دی لیکن دارا شکوہ کو تو یہ ہوگی ہوئی تھی کہ جلدی سے تخت و تاج کو حاصل کر کے ملک و مال پر متصرف ہون اسلئے مرزا نگمشی کی بات کو نہ مانا اب اُسنے ملک جیون زمیندار دھاندر کے تعلقہ مین جانے کا ارادہ کیا وہ دارا شکوہ کا مرہون احسان تھا اور بندگی و اخلاص خاص کا دعا کرتا تھا اور نامہ پیام بھیجا رہتا تھا مصرعہ صید را چون اجل آید سوی صیاد رود ۔ اسی مین اپنے وطن کی حد مین پہنچا تو ملک جیون نکل کر اجل کی طرح استقبال کو گیا اس میزبان مہمان کش حق ناشناس نے اسکو اپنے گھر مین اتارا اور جانداری مین کمر بستہ ہوا۔ یہ اتفاقات سے ہے کہ ان ہی دو تین

روز مین دارا شکوہ کی زوجہ نادرہ بیگم دختر پرویز مر گئی جو مرض اسہال مین مبتلا تھی۔ ان
میان بیوی مین کمال محبت تھی۔ خاوند کی مصیبت کے غم و رنج مین گھل گھل کر وہ مری تھی خاوند
کو غم پر غم اور الم پر الم ہوا بیوی نے وصیت کی تھی کہ میری نعش ہندوستان کو بھیجنا اس لئے
دارا شکوہ نے اسکو لاہور مین اپنے مرشد میان میر کے مقبرہ مین دفن ہونے کے لئے
بھیجا غلطی یہ کی کہ گل محمد کو جو اس بیکسی مین رفیق شفیق ایک سپاہی کار آمد با اخلاص تھا اور
جدا ہونے پر راضی نہین ہوتا تھا ستر آدمیون کے ہمراہ تابوت کے ساتھ بھیجا اور خواجہ
معقول کو بھی جسکی رفاقت اس حال مین غنیمت تھی لاہور روانہ کیا۔ خود چند خدمتگارون
اور ناکارہ خواجہ سرایون کے ساتھ رہ گیا ماتم کے بعد یہ مصلحت جانا کہ صبح کو ملک جیون کو
بدرقہ راہ بنا کے اور اپنی نقد و جنس کو ساتھ لے کر ایران کے ارادہ سے قندھار کو مرحلہ پیما ہو
ملک جیون بحفاظت ہمراہ ایران تک رفاقت کرنے کے لئے مستعد ہوا تھا لیکن اُس نے اپنی
ترقی احوال کے لئے حق نمک و احسان کا کچھ خیال نہین کیا اس کی دستگیری کی فکر و تدبیر مین
ہوا۔ مہمان کی رفاقت مین چند کوس چلا پھر اپنے بھائی کو طرار راہزن جماعت کے ساتھ
دارا شکوہ کی خدمت مین چھوڑا اور خود یہ عذر بنا کے چلتا بنا کہ ایران کے سفر ضروری کا
سرانجام کر کے دو تین منزل مین آملونگا اسکے بھائی نے اپنی ہمراہ کی فوج لی اور بیخبر دارا شکوہ
کے سر پر جا چڑھا اور اسکو ہاتھ پاؤن ہلانے کی فرصت نہ دی کہ دستگیر کر لیا اسکو
اور سپہر شکوہ اور اسکے ہمراہیون کو اس بھلے مانس میزبان نے ہان لاکے ایک معقول
مکان مین انکو محفوظ رکھا۔ اجمیر مین مرزا راجہ جیسنگہ و بہادر خان کو کہ دارا شکوہ کے تعاقب
کے لئے مامور ہوئے تھے انکو ملک جیون نے اپنی اس نیکو خدمتی کی اطلاع دی اور باقر خان
فوجدار بھکر کو بھی ایک اپنے حسن عمل کا خط لکھا اور ایک قاصد باد پا کے ہاتھ اس پاس
بھیجا باقر خان نے اسی وقت حضور مین اپنی عرضداشت کے ساتھ ملک جیون کا خط
شتر سوار کے ہاتھ بھیجا جب بادشاہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اپنے محرمون کو
اطلاع دی اور خبر ثانی پہنچنے تک اسکے اخفا مین کوشش کی عالمگیر ایسا گنبھیر تھا کہ اس

خبر سنکے چہرہ پر نہ زبان پر کسی خوشی کا اظہار کیا اور نہ شادیانہ بجوایا پھر بہادر خان
کی عرضداشت آئی کہ جسمین اُسنے ملک جیون کی سعی سے داراشکوہ کے دستگیر ہونے کی
مبارکباد دی اور لکھا کہ داراشکوہ کو ساتھ لے کر آتا ہون جب یہ عرضداشت بادشاہ
کی نظر سے گذری تو اُس نے اواخر ماہ شوال مین شادیانہ بجانے کے لئے اشارہ کیا۔
سبکو اس نوید کی اطلاع ہوئی اور اپنے جشن جلوس کے ایام عید الضحی تک بڑھائے جب یہ
خبر منتشر ہوئی تو ملک جیون کو ایک عالم نے گالیان دینی شروع کین ملک جیون کے لئے
بادشاہی خلعت اور فرمان منصب ہزاری دو صد سوار کا بہادر خان پاس بھیجا۔
بہادر خان وسط ماہ ذی الحجہ مین داراشکوہ اور سپہر شکوہ کو حضور مین لایا حکم ہوا کہ پدر پسر
کو اسی طرح سلسل کھلی حوضہ فیل پر بٹھا دار الخلافہ کے لاہوری دروازہ سے داخل کرین اور
ساری خلق کے روبرو چاندنی چوک اور بازار سعد اللہ خان اور ارک مین تشہیر کر کے
پرانی دلی مین خضرآباد مین لے جائین اور عمارت خواص پورہ مین مقید کرین بہادر خان نے
یہان انکو پہنچایا اور حضور کی ملازمت مین آیا اور مورد عنایت بے پایان ہوا ملک جیون
کو بختیار خان کا خطاب ملا تھا دوسرے روز جب شہر مین وہ داخل ہوا اور بازارون
مین گذرا تو اوباش آدمی اور داراشکوہ کے ہواخواہ ہر کوچہ و بازار کے اہل فرقہ و پیشہ
اور ہر قوم کے تماشائی ایک دوسرے کی تقلید کر کے جمع ہوگئے۔ بختیار خان اور اوسکے
ہمراہیون کو گالیان دیتے تھے اینٹ پتھر اور کوڑا کرکٹ نجاست آلود ایسا اس پر
پھینکے کہ کئی آدمی مجروح ہو کر ہلاک ہوگئے اور بہت زخمی ہوئے۔ بختیار خان سر پر سپر
لگا کے اس بلا سے بچکر بادشاہ کی خدمت مین آیا کہتے ہین کہ اُسدن اگر کوتوال شہر
اپنے آدمیون کے ساتھ شہر کے آشوب کے رفع کرنے مین کوشش نہ کرتا تو شہر مین بڑا بلوہ
ہوتا اور ملک جیون کے ہمراہیون مین ایک جان سلامت نہ لے جاتا افغانون کے
سر پر کوٹھون سے عورتون نے اس قدر خاک دھول اور بول و نجاست سے بھرے
ہوئے گھڑے پھینکے کہ تماشائیون کو اذیت ہوئی دوسرے روز کوتوال نے

مے تحقیق کیا کہ اس فساد کا بانی ہیبت نام احدی تھا اسلئے اس جرأت مین تقدمی کی تھی وہ
سارے شہر کا مادہ فساد اور آشوب تھا علماء زمان کے فتوی سے اول ہیبت کو قتل کیا۔
دوسرے روز کہ آخر ذی الحجہ تھا حکم دیا کہ داراشکوہ نے دائرہ شرع سے قدم باہر رکھا تھا
متصوف کو بدنام کیا تھا الحاد و کفر پر نوبت پہنچائی تھی اسلئے اسکو ذبح کر کے اسکی نعش کو حوضہ فیل پر
ڈال کر دوبارہ چوکون کے بازارون کے راستون مین لئے پھرین سارے تماشائی اسکے حال و
مآل کار پر گریان تھے پھر اسکو مقبرہ ہمایون مین مدفون کیا اور سپہر شکوہ کے لئے بادشاہ نے
حکم دیا کہ قلعہ گوالیار بھیجا جائے اور وہان مقید رہے۔ اصل حال تو یہ ہے جو لکھا گیا۔ اب آگے
یہ چھوٹی کہانیان بنائی گئی ہین کہ اب داراشکوہ نے اس عالم مین بادشاہ بھائی کو خط لکھا
جسکا ترجمہ یہ ہے کہ برادر من بادشاہ من سلامت سلطنت تمہین اور تمہاری اولاد کو
مبارک ہو مجھے اسکی ہوس نہین رہی فقط ایک گوشۂ عافیت اور ایک لونڈی خدمتگاری کی
لئے چاہتا ہون کہ کچھ کھا پی لیا کرون اور تمہارے لئے دعا کیا کرون۔ اس عجز نامہ کا کیا جواب لکھا
جواب بھائی نے دیا ہے کہ علماء کو بلایا آنکے روبرو اسکی چند کتابین پیش کین جو مقامات صوفیہ
اور تحقیقات کلمات محققین ہنود کے باب مین تصنیف و تالیف کی تھین اور پوچھا کہ جس مسلمان کا
یہ اعتقاد ہو اسکے لئے شرع کیا حکم دیتی ہے علماء نے کہا کہ ان کتابون کے مضامین شرع کے
خلاف ہین جس مسلمان کا یہ اعتقاد ہو وہ ملحد ہے اور اسکا قتل واجب ہے یہ حجت شرعی قائم
کرکے مصرعہ اگر خون بفتوی بریزی رواست + بظاہر نہایت افسردگی سے قتل کا
فتوی جاری کیا معلوم ہوا کہ اس مظلوم کا قتل کرنا کوئی قبول نہین کریگا اسلئے ایک سنگدل کو
جو داراشکوہ سے ذاتی دشمنی رکھتا تھا انتخاب کیا اور اسکے ساتھ چند ظالمون کو قید خانہ مین بھیجا
دونو باپ بیٹے اس قید خانے مین مسور کی دال پکا رہے تھے وہ اکثر اسی دال کو زہر کے اندیشے
سے کھایا کرتے تھے جسوقت یہ قاتل سامنے آئے داراشکوہ نے جان لیا کہ اجل کے فرشتے آن پہنچے
اسوقت بھی خون تیموری نے اپنا رنگ دکھایا کہ ایک چھوٹی سی چھری لیکر وہ دشمنون کے مقابل
مین آیا جب تک بہت سے ظالم اسپر آخر نہ ٹوٹ پڑے وہ نہ گرا آخر زخمون سے چور ہو کر

مارا گیا۔ پھر اس مردہ کی زندہ کی طرح کوچہ و بازار مین تشہیر ہوئی اسکا سر خون سے پاک صاف ہوکر طشت مین پادشاہ کے روبرو رکھا گیا۔ جب چھوٹے بھائی نے پہچان لیا کہ بڑے بھائی کا سر ہے تو زار زار رونے لگا اور بہت رنج اور کلمے کہہ کر فرمایا کہ ہمایون کے مقبرہ مین اسی دفن کرین۔ اس چھوٹی کہانی کا بڑا حصہ ڈاکٹر برنیر صاحب کے سیاحت نامہ سے انگریزی کتابون مین لکھا جاتا ہے وہی ہتھیار لگاکے دو چار خدمتگارون کے ساتھ چاندنی چوک مین دارشکوہ نکلا تماشائی بنا تھا دوسرے سال ہر طرف خصوصاً شمال و مشرق مین لشکرکشی ہو رہی تھی اور بعض جا بارش کی کمی ہوئی تھی اسلئے غلہ مہنگا ہوگیا تھا اور ملک کے احوال مین اختلال آگیا تھا پادشاہ نے خلق اللہ کی رفاہیت حال پر نظر کی اور شکستہ احوال رعایا پر رحم فرماکر راہداری کی معافی کا حکم جاری کیا یہ راہداری ہر سہ گذر و سرحد و معبر پر لی جاتی تھی اور اس آمدنی کا بہت روپیہ حاصل کا خزانہ مین داخل ہوتا تھا۔ پاندری (جسکو تہ بازاری کہتے ہین) جو ہر ایک سال و ماہ مین تمام ممالک محروسہ مین ان مینون اور مکانون کے کرایہ مین لی جاتی تھی جنمین صنعت گر اور کاسب قصاب و کلال و سبزی فروش سے لیکر بزاز و جوہری و صراف تک بیٹھتے تھے۔ سر رستہ اور بازار کی ہر گلی زمین پر دکان بنا کر خرید و فروخت کرتے تھے اور سرکار مین بدستور معمول کچھ دیتے تھے اور یہ آمدنی لاکھون روپیئے زیادہ خزانہ شاہی مین داخل ہوتی تھی اور اور ابواب مشروع و نامشروع مثل سر شماری و برشماری و برگدی و چرائی بنجارہ اور حاصل ایام بازار عرس و جاترہ ہنود کہ ہنود اپنے معبد خانون مین دور و نزدیک کے پرگنون سے ہر سال ایک بار کتنے ایک لاکھ فراہم ہوکر اجناس کی خرید و فروخت کرتے تھے و مسکرات و قمار خانہ و خرابات خانہ و جرمانہ و شکرانہ اور چوتھائی حصہ جو دار قرض کا جو حکام کی اعانت سے قرض خواہون کو وصول ہوتا وغیرہ وغیرہ قریب اسی ابواب کے جنکی آمدنی کا کروڑون روپیہ خزانہ سرکار مین داخل ہوتا تھا ان سب کو قلمرو ہندوستان سے معاف کیا اور سوا اسکے عشور جنس غلہ کہ پچیس لاکھ روپیہ از روے دفتر دیوانی کے محصول شرعی ہوتا تھا گرانی غلہ کے سبب سے معاف کیا۔

اور اس حکم کے اجرائے کے واسطے جابجا صوبجات مین احکام گرز برداروں اور احدیوں کے ہاتھ روانہ فرمائے مگر نفس الامر یہ ہے کہ اگرچہ پادشاہ رعیت پرور نے ابواب مذکور معافی کا حکم جاری کردیا اور یہ احکام بہ تہدید صادر کئے لیکن انکی تعمیل سب جگہ پوری ہوئی راہداری کا محصول زیادہ تر مشہور پایۂ تخت و حاکم نشین شہروں اکبرآباد - دہلی - لاہور - برہانپور) مین لیا جاتا تھا وہان تو اس حکم کی پوری تعمیل ہوئی - باقی ابواب کی ہرچند ممانعت پادشاہ نے کی لیکن دست فوجداران ورجاگیرداروں نے دو سبب سے اس مال ستانی سے اپنا ہاتھ نہین روکا - اول عالمگیر کے عہد مین تمام ممالک محروسہ مین جاگیرداروں اور فوجداروں اور زمینداران جاگیر کے دل مین سیاست کا ترس و رواہمہ نہین رہا تھا دوم ابواب مذکورہ جو ممنوع ہوئے تھے وہ چاہئیے تھا کہ سررشتہ دیوانی سے ارباب طلب کی تنخواہ کے وقت عمل حشو و منہائی پروانہ جاگیر تنخواہ مین ہوتا وہ کیا تو پادشاہ کی مرضی کے خلاف کیا تغافل یا عدم غور کے سبب سے یا اہل دیوان کی کفایت اندیشی کی وجہ سے عمل مین نہین آیا - جاگیرداران عمدہ اس حجت کے سبب سے کہ ان ابواب کے دام پروانہ تنخواہ مین درج ہوئے ہین زیادہ طلبی کی طمع کرتے اور ظلم کا اور اضافہ کرتے - راہداری اور ابواب مذکورہ مین بہت سے بدستور سابق بلکہ مزید بر ان ظلم و تعدی سے وہ لیتے تھے - اگر از روے سوانح و وقائع بعضی پرگنات کا حال پادشاہ سے معروض ہوتا حکام کے منصب مین کمی ہوتی اور گرز برداروں کے تعین سے انپر عتاب ہوتا اور گرز بردار مبلغ لے کر چندروز اسکے اخذ کو ممنوع کرکے آتے مگر بعد انقضاء ایام معدودہ مربی کے وسیلہ سے یا وکلاء کے باتین بنانے سے منصب بحال ہو جاتے اسلئے زیادہ تر ابواب معافی کا بندوبست عمل مین نہین آیا خصوص نرخ راہداری مین یہ محصول جسکی آمدنی بڑی ہوتی ہے - حق آگاہ خداترسوں کے نزدیک سب سے زیادہ ممنوع ہے اور مسافر آزاری کا بڑا مادۂ فساد ہے ہندوستان کے اکثر ممالک محروسہ مین بیوپاریوں سے اور بے بضاعت مسافروں اور محتاج رہ نوردوں سے فوجدار اور جاگیردار سابق سے زیادہ محصول راہداری ظلم و سختی سے لیتے تھے اور اب بھی لیتے ہین - زمینداروں نے علاوہ

باز پرس کے مشاہدہ کے سبب سے اپنے تعلقون مین حکام پادشاہی کے تعلقون کی راہون سے
زیادہ محصول راہداری لینا شروع کیا رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہنچی کہ جو جنس و مال ارنگ
و بنادر سے خریدا جاتا مکان مقصود تک پہنچنے تک اتنا روپیہ خرچ راہداری کے خرچ مین صرف
ہو جاتا کہ مال کی قیمت دوچند ہو جاتی۔ یہ حال خافی خان نے لکھا ہے کہ وہ دکن مین تھا
مرہٹون کی لوٹ مار سے دکن مین یہی حال دیکھتا ہوگا جو اُس نے لکھا ہے مگر عالمگیر نامہ
مین لکھا ہے کہ اس راہداری کے محصول کے موقوف ہونے سے نمک ارزان ہو گیا۔ اور
قحط سالی مین بہت آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ غلہ جا کر سستا بکنے لگا کال کا اندیشہ
بہت کم ہو گیا۔

تقرر محتسب برای منع منہیات و منکرات۔

شہنشاہ اسلام پرور تھا اُس نے اپنی راے سے ایک عالم ملا عوض وجیہ کو محتسب مقرر کیا۔
وہ تدین و مسلمانون کی مسئلہ دانی مین مشہور تھا اسکو حکم تھا کہ وہ خلق کو منہیات و محرمات سے
خصوصاً شرب خمر اور بنگ و بوزہ اور تمام مسکرات سے اور فواحش و زنانیات کی مباشرت سے منع
کرے حتی المقدور برے کامون سے خلق کو روکے۔ ملا عوض پندرہ ہزار روپیہ سالیانہ
پاتا تھا اب اسکو منصب ہزاری صد سوار مرحمت ہوا منصبدارون اور احدیون کی ایک
جماعت اسکی دستیاری اور معاونت کے لئے مقرر ہوئی کہ اگر بعض بے باک خود سر ملا کے کہنے کو
نہ مانین تو وہ اسکی رفاقت کر کے انکی تنبیہ و تاکید کرین۔

اکبرآباد کے قلعہ کی فصیل و حصار کا بنانا۔

ہمنے بہت جگہ لفظ شیرحاجی لکھا ہے مگر اسکے معنے نہین بیان کئے۔ کسی زمانہ مین اہل عرف
قلعہ کی فصیل کو شیرحاجی کہتے تھے۔ اکبرآباد کا قلعہ جو شہنشاہ اکبر نے بنایا تھا اسکے گرد
عالمگیر نے حصار شیرحاجی بنوایا یعنی قلعہ کی چار دیواری کے گرد ایک فصیل بنوائی ایک پہلی
فصیل سنگ سرخ کی تھی اب اسکے گرد دوسری فصیل پہلی طرح سنگ سرخ فتحپوری کی بنوائی
سال دوم جلوس مین ۵ ذی قعدہ کو اسکی بنیاد رکھی گئی۔ دریا کی جانب پستی بہت تھی
اسلئے دیوار کا ارتفاع بارہ ذراع اور دیوار قلعہ سے اسکا فصل ساٹھ ذراع رکھا گیا اور
عرض دیوار پانچ ذراع۔ اور اور جوانب مین زمین مرتفع تھی۔ ارتفاع دیوار سات ذراع

اور دیوار قلعہ سے فصیل سات ذراع اور عرض دیوار چار ذراع رکھا گیا اور خندق شیرحاجی
سے باہر مقرر ہوئی اور اسکے پانچ دروازے رکھے گئے تین دروازے تو قلعہ کے دروازون
ہتھیا پول و خضری و اکبری کے روبرو اور ایک دروازہ دائین دروازہ کے سامنے جو شاہ برج
کی جانب ہے اور ایک اور دروازہ دروازہ خردی کے محاذی جھروکہ کے نیچے۔ کنگرہ و سنگ اندازی
بدستور قلعہ ہے یہ فصیل تین سال مین تیار ہوئی۔

عالمگیر اپنی دینداری کے سبب سے چاہتا تھا کہ پانچون وقت مسجد مین فرض و سنت و
نفل ادا کرے اسلئے اُسنے آرامگاہ کے قریب ایک مسجد بنوائی جسکے سبب سے بغیر سواری اور
طول مسافت کے مسجد مین پانچون وقت پروردگار کی عبادت کیا کرے۔ اس مسجد کے لئے
غسلخانہ کی سمت شمالی اور باغ حیات بخش کے درمیان زمین تجویز ہوئی اور اسمین سنگ مرمر
کی مسجد بنائی گئی اسکے دو ایوان تھے جو طول مین متصل تھے اور سقف ہر ایک کی بشکل بنگلہ اور
دائین بائین طرف دو گنبد اس طرح پر کہ ایوان عقب مین کہ محراب کی جگہہ ہے گنبد باہر سے نمودار
نہ ہوا اور آگے کے ایوان مین تین گنبد عالی نمایان ہون ایک بنگلہ کے اوپر اور دونو بازوؤن کے
اوپر۔ عمارت کا طول ۱۵ ذراع اور عرض نو ذراع سوای اساس کے اور اسکے طول کا صحن پندرہ
ذراع اور عرض بارہ ذراع اٹھارہ تسو اور کرسی کی زمین کا ارتفاع صحن سے ڈیرہ ذراع
اور سمت شمالی مین ایک مختصر ایوان جسکا طول پانچ ذراع اور عرض ساڑھے تین ذراع۔ ایک در
اسکا ایوان مسجد کی جانب اور نو منظر اسکے باغ حیات بخش کی جانب مین شرقی و تین غربی و
تین شمالی۔ وسط ایوان مین ایک چھوٹا حوض جس مین پانی جوش کرے اور صحن مسجد مین تین
دروازے باغ کی جانب کھلتے ہوئے۔ اسکے گنبدون کی پوشش تانبے سے کی گئی اور اسپر
سونے کا ملمع کیا گیا۔ یہ مسجد پانچ سال مین ایک لاکھ سات ہزار روپئے مین تیار ہوئی۔

ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ سنہ جلوس ماہ ربیع الثانی مین شاہزادہ محمد سلطان اور معظم خان
الہ آباد سے مرزا شجاع کے تعاقب مین روانہ ہوئے تھے اب ہم اس مہینہ سے آگے سولہ مہینے
کا حال جو اس شہزادہ سے متعلق ہے لکھتے ہین۔ شجاع الہ آباد سے بھاگ کر بنارس مین آیا

اس نے یہ ارادہ کیا کہ بہادر پور مین جو بنارس سے ڈھائی کوس پر گنگا کے کنارہ پر تھا
ایک حصار بنا کے اور مورچال لگا کے یہان چند روز قیام کرے اور جہان تک ہو سکے دشمن
کی مدافعت کرے اور جب کچھ بری بنے تو نوارہ مین بیٹھ کر بھاگ جاے۔ بہادر پور وہ زمین ہے
جہان اس نے شاہجہان کی بیماری کے دنون مین سلیمان شکوہ سے شکست پائی تھی اور
بھاگا تھا اور پادشاہ سے قصور معاف کرایا تھا یہ سارا حال ہم پہلے لکھ چکے ہین اب یہان
اسنے ایک دیوار کھینچی اور مورچال لگائی اور الہ آباد سے آنے کے وقت اسنے قلعہ چنارگڈھ
پر تصرف کیا تھا وہان سے سات بڑی توپین منگائین اور مورچال مین نصب کین اور بہت
آدمیون کو بھیجا کہ وہان سے اور توپین لے آئین جب اسکو یہ خبر معلوم ہوئی کہ شاہزادہ محمد سلطان
اور معظم خان دو منزل پر آن پہنچے ہین تو اسکی عزیمت مین تزلزل ہوا اور بہادر پور مین توقف کرنا
مصلحت نہ جانا پٹنے مین بھاگ کر گیا اور ۲۷ جمادی الاول کو اس شہر سے باہر آیا۔
ذوالفقار قرا قا قلو گوشہ نشین تھا اسکی بیٹی سے زبردستی کرکے اپنے بیٹے زین الدین کا نکاح
کیا اور اسکے بعد آگے گیا۔ ۶ جمادی الآخرہ کو مونگیر مین داخل ہوا اس شہر کے ایک طرف
پہاڑی اور دوسری طرف دریاے گنگ ہے اور افغانون نے اپنے زمان حکومت مین اس شہر کے
استحکام کے واسطے ایک فصیل بنائی جو ایک طرف پہاڑ سے اور دوسری طرف گنگا سے ملتی ہے
یہ فصیل طول مین سوا گروہ جریبی تھی اسکے گرد خندق کہدی ہوئی تھی۔ شجاع نے احتیاطاً
سال گذشتہ سے اس وقت تک اس دیوار کی مرمت کی ہر بیس گز پہ ایک برج بنایا اور اس کی
خندق کو ایسا گھیرا کیا کہ پانی نکل آیا غرض اس فصیل کے آسرے پر یہان ٹھیرنے کا اور دشمن کی
مدافعت کا ارادہ کیا اس ہوس خام مین اسنے اپنے آدمیون کو مورچال تقسیم کئے۔ اور
انکو آلات توپخانہ ..... سے جو اسکے نوارہ مین تھے مستحکم کیا بہروز زمیندار کھڑک پور
اپنی کسی مصلحت کے سبب سے شجاع سے بظاہر متفق تھا۔ شجاع نے دامن کوہ کی حفاظت اسکو
سپرد کر رکھی تھی جس مین سے ایک راہ دشوار گذار اکبر نگر کو جاتی تھی۔ راجہ کی ہواخواہی
و موافقت سے مرزا کی بڑی خاطر جمع تھی جب شاہزادہ محمد سلطان و معظم خان شجاع

تعاقب کرتے ہوئے اواسط جمادی الآخرہ مین مھنگیر کی حدود کے قریب ہوئے اور
مصلحت سنجی اور حسن تدبیر سے مونگیر کی تسخیر کا ارادہ کیا اور محاصرہ کیا اور محاصرہ کا طول
ہوا تو کوہستان کی راہ سے جانیکا ارادہ کیا اور راجہ بہروز کو بتلایا کہ تمہارے حال پر
اگر عبودیت و دولتخواہی کروگے تو الطاف و مراحم خسروانہ اور مخالفت کروگے تو قہر شاہانہ
ہوگا یہ پیغام دیکر اوسکو شہزادہ کی خدمت مین بلایا راجہ بندگی اور خدمت گذاری پر تیار
ہوگیا۔ کوہستان کی راہ کا افواج شاہی کا رہبر بنا اسکی رہنمونی سے لشکر شاہی نے مونگیر پہاڑ
کی جانب چپ کو چھوڑ دیا دامن کوہ کھڑک پور کی راہ سے روانہ ہوئے جہان جنگل و بیشہ ہے
کہ شجاع کے عقب مین آنکر اسپر کام کو تنگ کرین شجاع کو جب اس تدبیر پر اطلاع ہوئی تو
وہ سمجھا کہ اگر مین مونگیر مین توقف کرونگا تو لشکر شاہی پیچھے سے آنکر راہ فرار کو مسدود کردیگا
پھر بنگالہ پہنچنا مشکل ہوگا جو اسکے اہل عیال کا مقر اور حکومت و ایالت کا مستقر ہے اوسلئے
اوہر راہ مذکور کو مونگیر سے وہ آگے چلا گیا لشکر شاہی اس خبر کو سنکر بیالہ پور سے جو مونگیر سے
بیس کروہ پر اکبر پور کی سمت مین ہی سیدہی راہ چلا اور مونگیر مین معظم خان آگیا کہ اوس کا
بندوبست کرے شاہزادہ محمد سلطان نے نمان مذکور کے آنے تک یہین قیام کیا شجاع
موضع رانگا ماٹی مین آیا۔ وہ مونگیر سے ۳۳ کروہ اور اکبر نگر سے پندرہ کوس تھی۔
اسکی ساری وضع مونگیر کی سی تھی کہ ایکطرف پہاڑ تھا اور دوسری طرف گنگا شجاع نے
یہ سنا کہ بادشاہی لشکر راہ راست سے آئیگا اسلئے یہ گمان تھا کہ کوہستان کی راہ
شعد دور ہے اسکو چھوڑ کر راہ متعارف سے میرا تعاقب ہوگا تو اوسنے یہان بھی مونگیر کی طرح
قیام کرنیکا ارادہ کیا اور استحکام کے لئے ایک دیوار دریا سے کوہ تک بنوائی پندرہ
روز یہان قیام کیا اور دیوار کے استحکام مین اور مورچال کے بنانے مین مشغول رہا خواجہ
کمال افغان بیر بھوم و جھارکھنڈ نگر کا زمیندار تھا اپنے زمیندارانہ مطالب مدعاؤن کے
لئے بظاہر شجاع کے ساتھ موافقت کا دم بھرتا تھا شجاع کی یہ حماقت تھی کہ اوس نے
خواجہ کمال کو راجہ بہروز پر قیاس نہین کیا۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے

اسکی ہوا خواہی کے اعتبار پر مستوثق تھا اسنے اپنی نوکر اسفندار معموری کو اسکے ہمراہ موضع
بیر بھوم مین بھیجا کہ اسکے حدود دین سے جنگل و بیشہ کی راہ سے لشکر شاہی کو نہ گذرنے دین
اور اسکو روکین معظم خان مونگیر مین پہنچکر شہر و قلعہ کے نظم و نسق مین مشغول ہوا بادشاہ نے
محمد حسین سلدوز کو مونگیر کا قلعہ دار مقرر کیا تو وہ ضبط و بند و بست سے فارغ ہوکر شاہزادہ
محمد سلطان سے جا ملا اور سیالہ پور سے بدستور سابق بیشہ و کوہ کی راہ سے مقصد پر متوجہ
ہوا خواجہ کمال اپنے سود و زیان کو خوب جانتا تھا اُس نے بیر بھوم مین راجہ بہروز کی
طرح عمل کرکے اولیاء دولت سے مخالفت نہین کی اور خود پادشاہزادہ پاس چلا آیا۔
اور لشکر شاہی کو بیر بھوم مین راہ بتائی لشکر شاہی نے دامن کوہ مین راہ لی اسفندار نے جب
دیکھا کہ خواجہ کمال لشکر شاہی سے متفق ہو گیا تو اُسنے مایوس ہوکر معاودت کی۔ لشکر
پادشاہی کا واقعہ عجیب یہ ہے کہ راجپوتون نے لشکر سے جدا ہوکر شورش مچائی۔
راجپوتون کے پاس جنگ اجمیر کی جھوٹی جھوٹی خبرین آنی شروع ہوئین۔ جب لشکر شاہی
سیالہ پور سے روانہ ہوا تو کنور رام سنگھ ولد راجہ جیسنگھ و راؤ بہادر سنگھ ہاڈہ نے
بہت سے راجپوت سردارون کو اپنی ساتھ لے کر بیدانشی و کوتہ اندیشی سے نہ حال
کی تحقیق کی نہ مآل سوچا فوج کی ہمراہی چھوڑنے کا ارادہ کیا چند روز پہلے پادشاہزادہ
کی سواری اور اُترنے کے وقت کورنش کرنی چھوڑی اور اُسکے پاس جانا موقوف کیا اور
جنگ اجمیر کی متوحش خبرین اُڑا کر عقیدتمندون کا دل دکھایا۔ جب لشکر شاہی بیر بھوم
سے دو منزل تھا تو ۱۲ رجب کو اُنھون نے اپنے سلوک مین تغیر پیدا کیا جو مقام
ہر ایک کے واسطے مقرر تھا وہان وہ نہ اُترا اور سب جمع ہوکر لشکر سے دور فرود کش ہوتے
اور کوچ کے وقت لشکر سے پیچھے چلتے۔ ۱۶ رجب کو کہ لشکر شاہی بیر بھوم سے تین
منزل گذر اتھا کہ ان سب راجپوتون نے مخالفت کرکے معاودت کی معظم خان بمقتضا
مصلحت انکے احوال کا متعرض نہین ہوا جب شجاع کو بیر بھوم سے لشکر شاہی کے آگے آگے
بڑھنے کی خبر ہوئی تو وہ رانگا ماٹی سے اکبر نگر کو چلا گیا اور اوائل رجب مین وہان

پہنچا وہ سمجھتا تھا کہ لشکر شاہی سے مقابلہ کرنے کی تاب مجھ مین نہین ہے تو وہ اور اسباب مین گنگا سے پار جانے کے قصد سے اکبر نگر سے باہر آیا اللہ وردی خان اور اسکے بیٹے سیف اللہ خان کو مار ڈالا۔ اس مقدمہ کا حال یہ ہے کہ شجاع چاہتا تھا کہ اکبر پور سے بارہ کروہ جو گنگ دوگاچی ہے اُسسے اُتر کر مخصوص آباد کو جائے وہ شہر سے نکلا تھا اور گذر گاہ کو دو تین کروہ پر تھا سراج الدین جابری اور نور الحسن کو شہر مین چھوڑا تھا کہ اسکے کارخانون اور آدمیون کا انتظام کرین خود اسنے دریا کے کنارہ پر جا کر کشتیون کو تقسیم کیا اور مقرر کیا کہ اواخر شب مین دریا سے گذر سے لیکن اس رات کو آندھی آئی اور دریا کا تلاطم کشتیون کے چلنے کا مانع ہوا وہ دریا کے کنارہ سے اپنے دائرہ مین آیا کہ صبح کو دریا سے عبور کرونگا جسوقت لشکر شاہی بلکھتہ مین مقیم تھا جو اوسکی قیام گاہ سے پندرہ کروہ تھا۔

اللہ وردی خان یہ چاہتا تھا کہ مین لشکر شاہی سے ملجاؤن جس شب کو شجاع کنارہ دریا سے اپنے خیمہ گاہ مین گیا تو اللہ وردی خان شہر مین آیا شجاع کے بہت سے آدمی جو اُسسے جدا ہونا چاہتے تھے وہ اللہ وردی خان پاس آ گئے کچھ سپاہ اسکی بھی تھی اس سبب سے اگر شجاع اُسکے جانے کا مانع ہوتا تو وہ لڑنے کو بھی تیار تھا۔ جب شجاع شہر مین اسکے چلے جانے کی خبر شجاع کو معلوم ہوئی تو اُس نے ایک تدبیر اُسکے ہلاک کرنے کی سوچی اور وہ خود شہر مین چلا آیا اور اپنے آدمیون کو اللہ وردی خان کی حویلی کے گرد بھیجدیا اور جھوٹی جھوٹی خبرین اُڑانی شروع کین جسکے سبب وہ آدمی جو شجاع سے برگشتہ ہو کر اللہ وردی خان کے ساتھ متفق ہوئے تھے جدا ہو گئے۔ سراج الدین جابری دیوان شجاع نے اللہ وردی خان اور اُسکے بیٹے سیف اللہ خان کو دم دلاسے دیکر شجاع پاس لے جانے کے لئے گھر سے باہر نکالا۔ اسی وقت شجاع کے آدمیون نے اُسے گھیر لیا۔ گنہگارون کی طرح اسکے ہاتھ پیٹھ پر باندھ کر شہر سے باہر باغ مین شجاع پاس لائے جسنے اللہ وردی خان اور اسکے چھوٹے بیٹے سیف اللہ خان کو اپنے رذلے فتنہ پرور کے فتوی سے اور مفسدان کوتہ نظر کی تحریک سے مار ڈالا

اور اسکا سارا مال اسباب لوٹ لیا۔
۱۲ رجب کو دوبارہ اکبرنگر سے نکل کر دوکاپی (دکاپچی) کے گھاٹ سے دریا پار ہوا اور اس گھاٹ
کے محاذی زمین باقرپور میں اقامت کی۔ بنگالہ میں جنگ کا سارا مدار نوارہ پر ہے اسنے
سارے بنگالہ کے نوارہ کو اپنے قبضہ و تصرف میں کیا باقرپور سے لیکر سوتی تک جابجا مورچال
بنائے۔ اور انکو نوارہ و توپخانے و سرداروں اور کام کے آدمیوں سے استحکام دیا۔
سلخ رجب کو اکبرپور میں شاہزادہ محمد سلطان اور معظم خان آئے۔ موضع مذکور اور باقرپور کے
درمیان ایک مرتفع زمین تھی اسمین شجاع رات کے وقت کہ دشمن دیکھے میں اپنے آدمیوں کے ایک
گروہ کو اور چند توپوں کو کشتی میں لایا اور اسی زمین پر قبضہ کیا اور اپنے مورچال
بنائے اور دمدمہ تیار کیا کہ اہل نوارہ نے آسانی سے توپ و تفنگ چلانے شروع کئے۔ جب
معظم خان نے صبح کو اس سرزمین کے چھیننے کا ارادہ کیا اور بہت کوشش سے چند کشتیاں بہم پہنچائیں
اور تمام لشکر کو ساتھ لیکر دریا کے کنارہ پر گیا اول شب میں ہوا تیز چلتی تھی اور کشتی دریا میں
نہیں چل سکتی تھی مگر آدھی رات کو جب آندھی تھمی اور دریا کا تلاطم کم ہوا تو سپاہ کو کشتیوں میں
بٹھا کے اس سرزمین کی طرف روانہ ہوا اور وہاں اپنے آدمیوں کو اتار کر کشتیوں کو واپس
بھیجا کہ وہ اور سپاہ کی کھیپ لائیں اس طرح آخر شب تک دو ہزار آدمی اور سردار مثل ذوالفقار
و فتح جنگ خان و رشید خان و لودی خان انصاری و راجہ سجان سنگھ بندیلہ و تاج نیازی
مع اپنے تابینوں کے اور دو سو بیلدار اور توپخانہ کا ایک حصہ یہ سب دریا سے پار اتر
گیا جب صبح کو مخالفوں کو اس لشکر کے عبور کی خبر ہوئی تو انکے اثبات قدم میں لغزش
آئی اور کشتیوں میں توپوں کو ڈال کر بھاگ گئے۔ لشکر شاہی نے اس زمین پر قبضہ کیا
اور اسمیں دشمنوں کے مورچالوں کی جگہ اپنے مورچال قائم کئے دوسرے روز دشمن
پھر جمعیت اور کل نوارہ کو ساتھ لیکر اس سرزمین پر آیا کشتیوں پر سے توپ و تفنگ
کی جنگ شروع ہوئی۔ پانی پر آتش کارزار روشن ہوئی۔ بادشاہی لشکر نے اپنے مورچالوں
میں قائم ہوکر دشمنوں کی مدافعت میں کوشش کی توپوں کی مار سے چھ کشتیاں انکی ٹوٹ گئیں

دشمنوں کے ایک گروہ نے کشتیوں سے اتر کر نوارہ کے استظہار پر دریا کے کنارہ پر مورچال بنانے چاہے کہ تاج نیازی کے افغانوں اور معظم خان کے تابینیوں نے حملہ کرکے اُن کو یہاں ٹھہرنے نہین دیا طرفین سے جنگ نمایان ہوئی طرفین کے سردار اور آدمی مارے گئے ایک دن بعد پھر نوارہ کے استظہار پر دشمنوں نے جنگ قائم کی لیکن لشکر شاہی سے مغلوب ہوئے۔ کچھ مارے گئے کچھ زخمی ہوئے آخر کو دشمنوں نے تھک کر اس سرزمین کے لئے جنگ سے ہاتھ کھینچا اور اپنے مورچالوں کے مستحکم کرنے مین مصروف ہوئے ہمیشہ انکا نوارہ دریا پر گشت کرتا کبھی اکبرنگر کی سمت جاتا وہان محمد مراد بیگ سپاہ کے ساتھ متعین تھا اُس سے رات دن توپ و تفنگ سے ہنگامہ جنگ کو گرم کرتا۔ دوکاچی اکبرنگر کی سمت مین دریا بڑا چوڑا تھا اور شجاع نے بادشاہی لشکر کے توپ خانہ کے مقابل مین اپنے توپ خانہ اور سپاہ کو جما رکھا تھا اس قدر نوارہ کہ لشکر بادشاہی عبور کر سکے میسر نہین ہوتا تھا تو معظم خان نے یہ چاہا کہ چھ سات ہزار سوار ساتھ لے اور شاہزادہ محمد سلطان سے جدا ہو سوتی کی طرف جائے جو اکبرنگر سے چودہ کوس جہانگیرنگر کی سمت مین ہے اور وہان سے دریا پار جانے کا ارادہ کرے اور لشکر شاہی دوکاچی سے سوتی تک جابجا دریا کے کنارہ پر مورچال بنائے اور گھاٹ مین بیٹھے خان کچھ سپاہ کے ساتھ سوتی مین جا کر مقیم ہوا دریا پار جانے کی اور اعدا کے مارنے کی تدبیر مین لگا اور علی قلی خان کو ایک جماعت کے ساتھ دوناپور کے محاذی مقرر کیا یہ موضع چھ کوس کے قریب جہانگیرنگر سے ہے شاہزادہ محمد سلطان کو ذوالفقار خان اور اسلام خان و فدائی خان اور لشکر کے ساتھ دوکاچی مین تعین کیا کہ وہ شجاع کے مقابلہ مین بیٹھے شجاع نے اپنے سردار نورالحسن کو فوج اور توپ خانہ کے ساتھ بھیجا کہ سوتی کے مقابل مین بیٹھ کر دشمنوں کی مدافعت کرے اور اسفندیار معموری کو ایک جماعت کے ساتھ دوناپور بھیجا کہ لشکر شاہی کو نہ اترنے دے اور اپنے بڑے بیٹے زین الدین کے ساتھ تمام مستورات و زائد اموال و اشیاء کو ٹانڈہ مین بھیجدیا

معظم خان نے سوتی مین نواره کا اہتمام کیا سو کشتیون کے قریب جمع کین اور انکا سامان تیار کیا اور رات دن دشمن کی کمین گاه مین لگا رہا مخالفون نے دمدمہ بنا کے آٹھ بڑی توپین اسپر نصب کین اور ہمیشہ لشکر شاہی پر انسے گولہ اندازی کی جس سے بادشاہی سپاہیون اور اہل اردو و دواب پر آسیب پہنچا معظم خان نے چاہا کہ دشمنون پر دست بردی کرے اسنے کشتیون کو آلات توپ خانہ سے پر کیا۔ اور تفنگچیون اور کام کے آدمیون کو اس مین سوار کیا کہ دریا کے اس طرف جاکر دست بردی کرین جب یہ کشتیان دریا کے قریب پہنچین تو غنیم کے نواره کے دیدبانون اور قراولون کو خبر ہوئی تو انکا نواره لڑنے کو آیا بادشاه کے فریق نے کچھ کام کیا اور الٹا چلا آیا دوسرے روز معظم خان نے دوباره بیس بندہائے بادشاہی اور اپنے غلامون کی جماعت کو کشتیون مین بٹھایا اور دن کو جسوقت ہوا مین بڑی حرارت تھی اور دشمن غافل تھے بھیجا کہ شاید اس فرصت مین دستبردی ہوسکے یہ کار طلب چالاک ہوا کی طرح سیر کرکے آب سے گذرے اور غنیم کے توپ خانہ پر جو دریا کے کنارے مورچالون مین تھا پہنچ گئے اور دلیری و تیزدستی سے چھ توپین چھین کر اپنی کشتیون مین لے آئے اور دو بڑی توپون کو آتشگاه مین میخین ٹھوک کر بیکار کر دیا وه کشتی مین نہین آسکتی تھین اور معاودت کی جب شجاع کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اسنے سید عالم کو جو اسکے لشکر کا رکن اعظم تھا ایک تازه فوج کے ساتھ بجائے نور الحسن کے تعین کیا اب بادشاہی لشکر پر ایک صدمۂ عظیم پہنچا جسکی تفصیل یہ ہے کہ پہلی فتح یابی کے بھروسہ پر معظم خان نے دوباره نوار شیان لشکر اور نامی سردارون کو کشتیون مین سوار کیا آواخر شب تا ہشتم کے کے تہتر کشتیان مردان کار اور آلات پیکار سے پر کین صبح کے قریب دشمن کی طرف روانہ ہوا غنیم پہلی طرح سے غافل نہ تھا بلکہ وه اس عزیمت سے آگاه تھا اور اسکی مدافعت کے لئے تیار تھا رات دن حزم و یاسداری کے لوازم اور

اور بیداری اور ہوشیاری کے مراسم کو ادا کرتا تھا وہ خان کی اس عزیمت سے پہلے سے آگاہ تھا اور اسکی مدافعت کے لیئے تیار تھا مورچال سے دو ڈیڑھ میل کے عقب سے دشمن کی کشتیون کے نزدیک دریا کے کنارہ پر سید عالم شائستہ لشکر اور چند جنگی مست ہاتھی لیکر پہنچا سب سے پہلے پادشاہی تین کشتیان پہنچیں انمین سے اہتمام خان اور لشکر نے اُترکر دشمنون کے مورچالون پر حملہ آوری کی مورچالون مین آدمی بھاگ گئے لشکر شاہی نے ان مورچلون پر اپنے علم قائم کیئے۔ عالم خان یہ دیکھ کمین سے نکلا پادشاہی کشتیون مین سے تھوڑے آدمی اُترے تھے اور انپر سید عالم نے حملہ کیا۔ انہون نے مقابلہ کرکے اپنے مورچال مین مخالفون کو گھسنے نہ دیا لیکن کشتیون مین جو آدمی تھے اُنکو امداد دراعانت کی توفیق نہ ہوئی اور تمام نوارہ مین سے صرف چند کشتیان کنارہ پر آئیں جنمین کچھ آدمی اُترکر مورچالون مین داخل ہو گئے تھے اور باقی اُترے رہے تھے مخالفون نے یہ حال دیکھا تو وہ دلیر ہوئے اور اس ہیئت اجتماعی سے کہ اول مورچالون پر حملہ آور ہوئے تھے دو مست ہاتھی لیکر مورچال کے متعرض نہ ہوئے بلکہ ان کشتیون پر ہجوم کیا اور خوب لڑے معظم خان نے ہرچند کوشش کی کہ کمک کے لئے کشتیون کو لے جائے۔ مگر کوئی صورت اسکی نہ ہوئی اس اثناء مین کہ لشکر شاہی دشمن سے لڑ رہا تھا مخالف کے چند کوسہ (جہاز) جنگی ان کشتیون کے اطراف سے آئے اور پانی پر لڑائی کی آگ بھڑکائی فتح جنگ خان مع اپنے رفیقون کے دشمن سے خوب لڑا اسکو تفنگ کا ایک زخم اور تیر کے دو زخم لگے اور سرداران شاہی زخمی و کشتہ ہوئے کچھ آدمی کشتی سے اُترکر دشمن سے لڑے کچھ کشتیون سے اُترکر دشمنون سے لڑنا چاہتے تھے کہ دشمن کی فوج کی کمک دو سو سوارون کی جنگلے آگئے ہاتھی تھا آن پہنچی اُسنے حملہ کرکے لشکر شاہی مین سے بعض کو مارا بعض کو بھگایا بعض کو زخمی کیا بعض کو اسیر کیا یون سپاہ کا قصہ تمام کیا پھر مورچالون پر حملہ کرکے اہتمام خان کو مارا۔ پادشاہی لشکر کو کمک نہیں پہنچی دشمنون کے آدمیون اور ہاتھیون نے لشکر شاہی کو

پریشان و پراگندہ کردیا اس لڑائی کے چند روز بعد برسات آگئی مینھہ برسنا شروع ہوا اس کے قطرون نے بیکار کے غبار کو بٹھا دیا بارش کی کثرت نے جنگ کی آتش کو بجھایا طرفین نے بساط نبرد کو طے کیا۔ برسات کے بسر کرنے کے سرانجام مین مصروف ہوئے۔

بادشاہ نے معظم خان کو لشکر کا بالکل اختیار کمال استقلال کے ساتھ دیا تھا اب تک جو لڑائیان ہوئین انمین فوجون کا بھیجنا اور امیرون کا مقرر کرنا معظم خان کے اختیار مین تھا شاہزادہ محمد سلطان کو اپنے اتالیق کا یہ اختیار ناگوار تھا جب شجاع کو اس امر پر اطلاع ہوئی تو وہ اس فکر مین ہوا کہ بادشاہزادہ کو اپنی طرف مائل کیجئے۔ زمانہ سازی کرکے اکثر اوقات نامے لکھتا اور تحفے تحائف بھیجا رہتا۔ جو جوانان ناتجربہ کار کے دل کے تسخیر کرنے کی تدبیر ہے۔ رفتہ رفتہ اسنے تزویر آمیز تدبیر کا رشتہ ایسا مستحکم کیا کہ شاہزادے نے اسکی لڑکی سے جو پہلے اس سے نامزد ہو چکی تھی ازدواج کے لئے جانا قبول کیا اور اسنے پیغام ایسے فریب بھیجے کہ بیٹے کے دل مین باپ کی عقیدت کچھہ نہ رہی جوانون کو آزمودہ کار بڈھون کی نصیحت و صحبت و رفاقت سے نفرت ہوتی ہے اور بے کمال بدناؤن کی صحبت سے زیادہ رغبت ہوتی ہے جس سے کہ عقل و آبرو و دولت خاک مین ملتی ہے ان نون مین ایک غماز بجماعت واقعہ طلب صاحب غرض نے بادشاہزادہ و معظم خان کے درمیان غبار خاطر روز بروز یہان تک بڑھایا کہ بادشاہزادے نے شجاع سے ملجانے کا ارادہ کیا اواخر رمضان آغاز سنہ جلوس مین اپنے مصاحبون و مقربون کے ہاتھ شجاع کو یہ پیغام بھجوایا کہ آخر شب مین آپ پاس کشتی مین بیٹھ کر آتا ہون میری توپ خانہ کا داروغہ امیر قلی اور قاسم علی میر توزک اور چند خواجہ سرا اور خدمۂ محل میری ہمراہ ہونگے جواہر اور خزانہ جتنا لا سکون کا لاؤنگا شجاع اس خبر کو فضل الٰہی سمجھا اپنے چھوٹے بیٹے بلند اختر کو شہزادہ کے استقبال کے لئے بھیجا وہ چند کشتیون اور بہت سے کہارون کو اسکے خزانہ و اسباب کے لانے کے لئے دریا کے کنارہ پر بھیجا ۲۷ رمضان کو جب بادشاہزادہ دریا کے پار اتر گیا اور شجاع کے آدمی خزانہ اور اسباب لیئے گئے تو اس راز سربستہ کا

انتشا ہوا اس سانحہ سے لشکر مین فتور و اختلال پیدا ہوا اور بندہا ے پادشاہی بیدل
اور سست ہمت ہوئے شجاع نے کچھ لشکر نوارہ سے دوگاچی مین بھیجا کہ شہزادہ کا لشکر
اور کارخانجات و اموال و اشیا جو لا سکین لے آئین معظم خان کو جب ہی رات کو اس واقعہ کی اطلاع
ہوئی گو اُسکے دل مین شاید خوف پیدا ہوا ہو مگر ظاہر مین اُسنے اپنی حسن ہمت و نیروی
تدبیر سے ثبات و سکون کی عنان کو ہاتھ سے نہین دیا اصلا ہراس و تزلزل کا متعلق ہوا
اور اپنے اخلاص و دولتخواہی کی راہ مستقیم سے قدم باہر نہین رکھا اور جریدہ سوتی سے دوگاچی
مین گیا اور لشکر کو جو اس واقعہ سے ڈگمگا رہا تھا استمالت و دلدہی سے مستقل کیا
اور مخالفون کی جماعت جو شہزادہ کے لشکر اور کارخانجات و اموال و اسباب لینے
آئی تھی اسکو یہان سے دفع کیا اور اس قضیۂ نا ملائم کے تدارک مین مشغول ہوا۔
یہ موسم پانی کی طغیانی کا تھا طرفین نے مورچے اوٹھالئے معظم خان برسات بسر کرنے
کے لئے موضع معصومہ بازار مین چلا گیا جہان کی زمین اونچی تھی اور اکبر نگر سے تین کوس کا
فاصلہ رکھتی تھی اور اسکی تجویز سے ذوالفقار خان و اسلام خان و فدائی خان و
سید مظفر خان و اخلاص خان خویشگی و راجہ اندرمن بندیلہ و قزلباش خان اور چند اور
امرا اکبر نگر مین رہے۔ پادشاہ کی یہ رای تھی کہ معظم خان لشکر مخصوص آبادی اکبر نگر
کی طرف سے دشمن کے استیصال مین کوشش کرے اور ایک فوج دریاے گنگ کی
اس طرف سے ٹانڈہ جاے اور جہان شجاع کا بنگاہ ہے وہان اس کا قافیہ تنگ کرینے
اسلئے پادشاہ نے داؤد خان صوبہ دار بہار کے نام حکم بھیجا کہ وہ اس خدمت
پر مستعد ہوا ور ٹانڈہ جاے جس کمکی اور تابین کو چاہے ساتھ لے جائے جب یہ
فرمان داؤد خان پاس آیا تو اُسنے شیخ محمد حیات اپنے بھتیجے کو پندرہ سو سپاہ کے
ساتھ پٹنے مین چھوڑا اور عزہ رمضان کو رشید خان و مرزا خان و ہادی داؤد خان
و خواجہ عنایت اللہ و تمام صوبہ بہار کے کومکیون کو لیکر گنگا سے اترا برسات کا موسم
تھا ندی نالے چڑھے ہوئے تھے اور دریاے ترجوک و گندک اور دریاے گنگ کے

اکثر معبر راہ مین پڑتے تھے اس فصل مین بغیر کشتی و پل اترنا مشکل ہے دشمن اپنے نوارہ کے استظہار پر دریا پر پھر رہا تھا اور کنارہ پر جا بجا مورچال بنا رکھے تھے اور مدافعت کیلئے سپاہ مقرر کر رکھی تھی جو تری خشکی مین نہ تری مین راہ چلنے دیتی تھی اسلئے منگیر و بھاگلپور جانے مین داؤد خان کو دیر لگی اور اس عرصہ مین اکثر اوقات لشکر شاہی اور مرزا شجاع کے لشکرون مین لڑائیان ہوئین جنمین ہر دفعہ لشکر شاہی کو غلبہ ہا جب موضع قاضی کریہ مین کہ بھاگلپور سے قریب ہے داؤد خان پہنچا تو نالے ندی اور آب کوسی و کالہ پانی وجہاندی برسات کے سببسے طغیانی مین آرہی تھی انسے گذرنا ضرور تھا اسلئے باقی برسات بسر کرنے کے واسطے وہ اس موضع مین مقیم ہوا۔ برسات کے سبب سے لشکر شاہی نہ ہل سکا بادشاہ نے دلیر خان کو کومک کے لئے اپنے پاس سے بھی روانہ کیا۔

اکبرنگر کے ایکطرف کوہستان ہی۔ برسات مین اسکے تین طرف جھیل کا پانی اس قدر کھڑا ہوجاتا ہے کہ آدمی گھوڑا جا نہین سکتا. عین شہر مین کشتی کام کرتی ہے۔ اس ملک کے کام کا مدار نوارہ پر ہے اور نوارہ پر غنیم متصرف تھا دریا کی راہ سے سپاہ شاہی کو آذوقہ نہین پہنچتا تھا اور اس سببسے کہ راجہ ہر چند زمیندار مجھو مرزا شجاع کے ساتھ متفق تھا وہ کوہستان کی طرف سے بنجارونکو نہین آنے دیتا تھا انکو لوٹ لیتا تھا کسی راہ سے بادشاہی لشکر مین غلہ نہین پہنچتا تھا اس سببسے اکبرنگر مین سپاہ کا خستہ حال تھا اکثر آدمی اور دواب کھانا نہ ملنے سے بھوکے مر گئے بادشاہ کے لشکر کی ایک جماعت زمین مرتفع پر برسات کے ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھی جب اس حال پر شجاع کو اطلاع ہوئی تو اُس نے اکبرنگر کی تسخیر کا ارادہ کیا شیخ عیاض میر بحر کو چار سو سوارون اور کچھ نوارہ کے ساتھ موضع بتوارہ مین بھیجا جو اکبرنگر سے دریا کے ساحل پر آٹھ کوس پر ہے اور اسکی زمین مرتفع ہے اکبرنگر بادشاہی لشکر کے قبضہ مین تھا وہان سے اکثر نوکرون کے عیال اور اموال تھے معظم خان و ذوالفقار خان کی معدلت و نصفت کے سببسے کسی شخص کا مقدور نہ تھا کہ

شجاع کے متعلقون اور منسوبون کے مال کا تعرض کرتا مگر یون انکا مال غارت ہوتا۔ اور انکی ناموس اوباشون کے ہاتھہ مین پڑتی کہ شیخ عباس مذکور ہمیشہ نوارہ کی ایک جماعت کو اکبرنگر کی تاخت و تاراج کے لئے بھیجتا اب شجاع نے دلیر ہوکر دریا کے اس طرف آنے کا قصد کیا سراج الدین جابری ٹانڈہ مین اپنی بنگاہ کی محافظت کے لئے بھیجا۔

۹ ذی الحجہ کو وہ خود اس کنارہ پر ہتوارہ مین آیا اُسنے شاہزادہ محمد سلطان کو ٹانڈہ روانہ کیا کہ اسکی بیٹی سے نکاح کرکے مراجعت کرے ۱۳ ماہ مذکور کو ہتوارہ سے اکبرنگر مین آیا اور راجہ اندرمن سے لڑائی ہوئی مگر اُسنے ہزیمت پائی۔ اسلام خان و فدائی خان اور تمام لشکر شاہی عمدہ سردار اپنی اغراض باطلہ نفاقی کے سبب سے ایک دوسرے کی خلاف تھے وہ شجاع سے نہ لڑے لشکر شاہی کوہ منجوہ وجھاسہ سے معصومہ بازار کی طرف بھاگ گیا اور اکبرنگر پر شجاع کا قبضہ ہوگیا اور بعض شاہی ملازم شجاع سے جا ملے۔ اور محمد سلطان کے اکثر نوکرون نے شاہزادہ کے کارخانون وہاتھیون اور گھوڑون پر تصرف کیا جسے شجاع کو تازہ جرات و قوت و شوکت حاصل ہوئی اور اسکا لشکر اکبرنگر مین بے مزاحم و مانع قائم ہوا۔ اور برسات کا موسم اُنھون نے یہین بسر کیا جب برسات ختم ہوئی اور شاہزادہ سلطان محمد شادی کے بعد اکبرنگر مین آیا تو اُسنے معظم خان سے معصومہ بازار مین جہان سارا لشکر شاہی جمع تھا لڑنے کا قصد کیا اور سلطان محمد اور بلند اختر ہزار سوار لیکر جنگ کے آہنگ سے سوار ہوئے معظم خان بھی غنیم کی یہ خبر سنکر کہ وہ اکبرنگر سے روانہ ہوا ہے معصومہ بازار سے مقابلہ و مدافعہ کے لئے روانہ ہوا جب وہ موضع بلکھسہ کے نزدیک آیا تو وہ ایک عمیق نالہ کے عقب مین مقیم ہوا جو بھاگیرتی دریا پر منتہی ہوتا ہے اور اُسنے دو پل آدھ کوس کے فاصلہ پر باندھی ایک لشکر کے آگے اور دوسرا بلکھسہ کی جانب راست مین تاکہ جس وقت لشکر چاہے ان دو پلون پر سے نالہ سے گذر جاے۔ پلون کی اس طرف مورچال بناے اور توپ خانون کے آلات سے انکو استحکام دیا۔ اپنی روبرو کی سمت مین مورچال مین توپ اندازی کا اہتمام محمد مراد بیگ کو

کو دیا اور دائین طرف کے پل کی محافظت یکہ تاز خان کو سپرد کی اور سید محمد اعزاز خان کو
آغون کے فرقہ کے ساتھ قراولی پر مقرر کیا اب دشمنون کے آنے کے انتظار مین بیٹھے دو مہینے
بعد غرہ شہر ربیع الثانی سال دوم جلوس کو حدود بلکھتہ مین لشکر شاہی کے مقابل مین
شجاع آیا تا نالہ درمیان مین حائل تھا اسلئے توپ و تفنگ کی لڑائی ہوئی لشکر شاہی کی
قراولی جو نالہ سے پار چلی گئی تھی وہ شجاع کو نالہ کے پاس نہین آنے دیتی تھی شجاع کو خبر لگی
کہ جسر بالا مین لشکر شاہی کم ہے تو نوین روز لشکر شاہی کے روبرو سے ہٹ کر شجاع
اور اسکا بیٹا بلند اختر اور شاہزادہ محمد سلطان نے جاکر یکہ تاز خان کو شکست دی
اسکو اور اسکے دو بھائیون کو مار ڈالا اور لشکر بادشاہی کے امیرون اور بہت سے
آدمیون کو بستہ و زخمی کیا جو آدمی بچے وہ ذوالفقار خان پاس چلے گئے۔
ذوالفقار خان نے توپ و تفنگ سے جنگ کو گرم کیا اور دشمنون کی کثرت کو دیکھکر
کشتیون کو جلا دیا کہ اگر غنیم کا غلبہ ہو تو وہ آب سے نہ گذر سکین معظم خان نے لشکر
کی حفاظت ذوالفقار کو سپرد کی اور خود نالہ سے پار دشمنون سے لڑنے گیا۔ اور
لشکر کو شائستہ آئین سے مرتب کیا اور دشمن سے ایک جنگ عظیم ہوئی اور بڑی بڑی
امیر زخمی ہوئے شجاع نے جب سنا کہ معظم خان نالہ سے اتر کر لڑنے آیا ہے
تو اسنے ذوالفقار خان سے جسر کے سرے پر لڑنے کے لئے ایک لشکر مقرر کیا اور خود معظم خان
سے لڑنے آیا معظم خان نے چاہا کہ جسطرح اسنے لشکر کو مرتب کیا تھا اسی ترتیب سی
دشمن پر حملہ کرے مگر امیرون نے انانیت اور خودسری کے سبب اسکی بات کو نہ سنا
اور فرمان بری نہ کی نفاق کرکے خودداری اور کوتاہی کی لشکر شاہی بے ترتیب ہوا
اور اس نے ہزیمت پائی۔ جب معظم خان نے یہ حال دیکھا تو وہ اپنے خیمہ گاہ مین
آیا اور داؤد خان اور دلیر خان کی کمک آنے تک جنگ کو موقوف کیا۔ اور
مخصوص آباد کو چلا گیا تو شجاع نے معظم خان کی جرأت و استقلال مین اختلال کا
گمان کیا اور وہ مخصوص آباد کی طرف آیا کہ بھاگیرتی کو عبور کرکے لشکر شاہی سی

سے لڑے نصیر پور کی گذر پر جہاں لشکر شاہی پہنچا تھا شجاع نے پہنچکر لڑائی شروع کی توپ و تفنگ سے ہنگامۂ جنگ گرم ہوا دس بارہ روز تک لڑائی رہی۔

۱۲ ربیع الثانی کو شجاع پاس خبر آئی کہ داؤد خان نے دریاء گومتی سے عبور کیا سید تاج الدین کو اُسنے اس دریا پر لشکر شاہی کے روکنے کے لئے مقرر کیا تھا وہ روک سکا اور عنقریب ٹانڈہ میں جہاں اسکا بنگاہ تھا داؤد خان آنے والا ہے تو شجاع ٹانڈہ کی طرف چلا معظم خان اسکے تعاقب میں روانہ ہوا ایک جگہ لڑائی ہوئی لشکر شاہی میں بارہ لاکھ روپیہ اور سات سو بان اور آلات توپخانہ آگئے جو بادشاہ نے بھیجے تھے شجاع و شہزادہ محمد سلطان کا لشکر جیلپارے کے اس طرف گیا لشکر شاہی نے سیر حملہ کیا طرفین کے آدمی زخمی و کشتہ ہوئے ایک گھنٹہ رات گئی تھی کہ دونوں لشکر نے جنگ سے ہاتھ کھینچا۔ رات بھر پہرہ چوکی لگا کے گیرو دار اور کارزار کے لئے آمادہ رہے اواسط شب میں نور الحسن جو شجاع کے عمدہ سرداروں میں تھا معظم خان سے آن ملا شجاع کے اوضاع سے یہ خیال کرتا تھا کہ وہ فرار ہوگا چار پانچ روز تک توپ و تفنگ کی جنگ رہی ۲۷ کو شجاع دونا پور میں چلا گیا معظم خان نے اسکا تعاقب کیا اور دشمن کی ایک کشتی کو پکڑ لیا جسمیں دس توپیں اور دو سو بان تھے۔

جب یہ سُنا کہ شجاع کی کمال سراسیمگی کے سبب سے اسکی افواج کی ترتیب برہم و درہم ہوگئی ہے اور پراگندگی کے ساتھ دو کاچی کو وہ فرار ہوا ہے تو فتح جنگ خان نے تیز عنانی کی اور ہراول کی ساری فوج لے کر بے تحقیق بے تامل بہت جلد روانہ ہوا اور اسلام خان افواج برانغار کو لے کر اس ہراول سے جا ملا معظم خان نے آدمی بھیجکر انکو منع کیا تو وہ نہ ٹھہری اور دو کاچی کے نالہ پر جا پہنچے نالے کے اس طرف مخالف کی سپاہ صف کشیدہ کھڑی تھی اور توپخانہ کو آگے چن رکھا تھا وہ مقاومت و مدافعت کے لئے مہیا و آمادہ ہوئی اس نے فتح جنگ خان و اسلام خان کو نرغہ میں کر لیا نہ آگے جانے دیا نہ پیچھے ہٹنے معظم خان آیا۔

اُسنے نالہ سے پار جا کر شجاع کے دستگیر کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر سرداروں نے
کوتاہی و خودداری کی اور معظم خان کی بات نہین سُنی۔ ناچار معظم خان سپاہ توپخانہ
لیکر نالہ کے اس طرف کھڑا ہوا دشمن کا لشکر اسطرف تھا برق افگنی و آتش فروزی
سے ہنگامۂ دشمن کشی و عدو سوزی کو گرم کیا اواخر روز سے اواسط شب تک گرمی
رہی اور آدھی رات کے قریب دشمن نے جنگ موقوف کی۔ دوسرے روز معظم خان اکبر نگر
گیا تو شجاع لشکر شاہی کی برابر آیا دریاے گنگ سے عبور کرنے کا ارادہ کیا اُسکو
یہ اندیشہ تھا کہ اگر مین پہلے عبور کرون گا تو لشکر جسکو کوئی امید اسّے نہ تھی
اُسکو چھوڑکر عبور نہ کریگا اور اگر پہلے لشکر کو اُتارتا ہون اور خود قلیل آدمیون کے
ساتھ رہتا ہون تو گرفتار ہونے کا خوف ہے اسلئے اُسنے لشکرگاہ کے گرد
ایک عریض عمیق خندق کھُدوائی اور آلات توپخانہ سے اسکو استحکام دیا تاکہ
لشکر شاہی سے امین ہوکر دریا سے عبور کرے اس وقت محمد سلطان جس کے
رفاقت و اتفاق سے شجاع کی خاطر جمع نہ تھی اسکو دریا کے پار ٹانڈہ بھیجا ۔
معظم خان نے فتح جنگ خان کو روانہ کیا کہ اکبر نگر پر قبضہ کرے اور دوگاچی سے
سوتی تک جابجا تھانے بٹھائے مخلص خان کے ہاتھ بادشاہ نے ساڑھے اٹھارہ لاکھ
روپیہ بھیجا تھا وہ قلعہ مونگیر مین تھا نصیرالدین خان کو مونگیر سے خزانہ لانے کے لئے
مقرر کیا دوسرے روز داؤد خان کا نوارہ جس مین ایک سو ساٹھ کشتیان تھین
گذرہ دودھ پر آگئین ان دنون مین دریاے گنگ کے تین شعبے ہو گئے تھے ۱۲ ارماہ مذکور
کو پل باندھ کہ شعبۂ اول سے لشکر نے عبور کیا اور پھر شعبۂ دویم سے کشتیون مین بیٹھکر
عبور کیا اور اس جزیرہ مین لشکر آیا جو شعبۂ دوم و شعبۂ سوم کے درمیان تھا ۔
ان دنون مین اکثر اوقات ہوا تیز چلتی تھی اور دریا مین بہت تموج و تلاطم رہتا
تھا اس سبب سے تین روز مین لشکر نے عبور کیا خبر آئی کہ غنیم کے چند قراول موضع سمدہ
مین آئے ہین کہ ملاحون کے اہل و عیال کولے جائین یہ موضع شعبۂ بزرگ و شعبۂ سوم

گنگ کے درمیان اکبرنگر کے محاذی واقعہ ہے اور بنگالہ کے اکثر ملاح اس جگہہ رہتے ہین
تو معظم خان نے دو سو سوار اپنے تابینیون کے پادشاہی قراولون کی ایک جماعت
کے ساتھ بھیجے کہ وہ دشمنون کو بھگا کے ملاحون کے اہل وعیال کو غنیم کی طرف جانے
دیوین انھون نے سمارہ مین جاکر چند سوارون کو دستگیر کیا اور لے آئے سمارہ مین
ہزار سوار کا تھانہ شاہی بیٹھ گیا کہ ملاحون کے اہل وعیال کی حفاظت کرین اور اُن کو
دشمن سے نہ ملنے دین۔ یہان دو سوار اور گرفتار ہوے تو انکی زبانی معلوم ہوا کہ شجاع
نے نالہ مہانندی پر پل باندھ کر یہ تجویز کی ہے کہ پادشاہزادہ محمد سلطان کو توپخانہ
اور لشکر کے ساتھ دریا سے عبور کرا کے دلیر خان اور داؤد خان سے لڑنے کو بھیجے
جب اُسنے یہ سُنا کہ لشکر شاہی شعبہ بزرگ گنگ سے عبور کر آیا ہے تو اسکو ایسا
خوف ہوا کہ اُسنے پل کھلوا ڈلوا یا۔ دلیر خان و داؤد خان کہ دریا کے اس طرف تھے
اواخر روز مین جزیدہ دریا کے اسطرف آئے اور معظم خان سے ملاقات کی اور صلاح کار
مین مشورہ کیا ایک پہر رات گئے وہ اپنے لشکر مین واپس گئے۔ غرض پندرہ بیس روز تک
لشکر شاہی اور شجاع کے لشکر مین محاربات عظیم ہوئے اور ہربار لشکر شاہی کو فتح ہوتی
اور شجاع کو ہزیمت مگر اسپر وہ پھر اپنی نوارہ جنگی کی قوت سے دریا کے اوپر شبخون مارنے
سے سخت لڑائیان کرتا اور مقابلہ مین مشغول ہوتا اس مابین مین یکہ تاز خان اور بہت سے
نامی آدمی پادشاہی مارے گئے اور اسلام خان و فتح جنگ خان اور دلیر خان اور
داؤد خان نے ترددات نمایان کئے خاصکر اسکے بعد کہ بلند اختر کے ساتھ کے لشکر کی
محمد سلطان ملا۔ طرفین سے ترددات صف ربا ہوتے تھے اور ہربار ہر طرف غالب و مغلوب
ہوتی تھی۔ اور پھر مقابلہ و مقاتلہ مین مصروف۔ اور بہت سی جنگی کشتیان ضرب توپ سے
غرق اور دستگیر ہوئین۔ تمام جنگون مین ہم ایک جنگ کا بیان کرتے ہین جو خالی غرائب
سے نہین ہے۔ آب گنگ کے اسطرف شجاع کی فوج تھی اور اسکا سردار بلند اختر
تھا اور اسکے ساتھ اور سردار اور توپ خانہ تھا دریا کے کنارہ پر معبر کے سمہ نے پر

بعض جا پایا تھا تو پون کو لگا یا تھا اور جنگ کے لئے مستعد بیٹھے تھے اور بادشاہی فوج
سکا انتظار کر رہے تھے معظم خان کی فوج جسکی ہراولی بطریق قراولی آغر خان سے تعلق رکھتی
تھی دریا کے کنارہ پر آئی بعض جگہہ پانی سینہ تک تھا۔ پایابی کی نشانی کے واسطے دونوطرف
چوبین نصب کین سارا لشکر پانی کی طغیانی اور توپ وتفنگ کی آتشبازی سے روبرو ہونیکی
کی جرأت نہین کرتا تھا۔ آغر خان نے اپنا گھوڑا دریا مین ڈالا پیچھے دلیر خان نے اپنی
سواری کا ہاتھی پانی مین چلایا بعد ازان پسر دلیر خان گھوڑے پر سوار دلاوروں کیساتھ
بطریق یورش جانبازی کو کارفرما کے توپخانہ آتش بار کے مقابل دریا مین آیا اور بخیشمی کی غیرت
سے اپنے سارے لشکر کو لیکر آتش کا مقابلہ کرتا ہوا چوب بندی کے درمیان
جو پانی کے نشان کے لئے کی گئی تھی روان ہوا روبرو سے گولہ توپ گولہ تفنگ ایسا
متصل برستا تھا کہ آنکھ کھولنی کی فرصت نہ دیتا تھا اور جسکے لگتا تھا اسکا سر پانی سے
نہ نکلتا تھا اور اسکا نشان ملتا تھا سپاہ کے اس ہنگامہ عبور مین ہاتھی گھوڑون کی ریل
پیل سے چوب بندی کا نشان بحال وبجا نہین رہا۔ سپاہ اور چارپایون کے تردد سے
پاؤن کے نیچے ریگ خالی ہوئی اور پایابی بالکل برطرف ہوگئی اسلئے بہتسے سوار اور
پیادے بحر فنا مین غرق ہوئے ایسی حالت مین پسر دلیر خان متوجہ دریا سے مع اسپ کے
دریا مین ایسا ڈوبا کہ پھر اسکے زندہ ومردہ کا نشان نہ ملا۔ غرض بان ورگولے کے
اولون کے برسنے سے اور بارود کے دھوئین کے گھر جانے سے یہ حال ہوگیا کہ بیٹے
کو باپ نہین پہچانتا تھا اور بھائی کے حال کی بھائی کی خبر نہ لیتا تھا سارا دریا گلگون ہوگیا
تھا۔ جو گھوڑے تیر کر ایک جماعت کو بچا لائے وبعض جنکو تیرنا آتا تھا وہ گولہ وبان
کے صدمہ سے محفوظ ہوکر دریا سے پار جاکر جانبر ہوئے۔ دلیر خان کے فیل کے
آگے آغر خان غنیم کے پیادہ وسوار کے ہجوم کو شمشیر مارتا ہوا پھاڑتا چلا جاتا تھا کہ
ناگہان فیلبان کے اشارہ سے آغر خان کے سامنے ایک مست ہاتھی آیا اسکے بچانیکو دراز
فیل کی خرطوم پر تلوار ماری فیل نے آغر خان کو مع گھوڑے کے سونڈ مین لیکر اوپر

اٹھایا اور آبشار مین پٹکا کہ راکب و مرکب جدا جدا دس گز کے فاصلہ پر ایک دوسری
دور جا پڑے دونو کے چوٹ لگی گھوڑے کا رودہ پھٹ گیا لیکن آغرخان پھر گھوڑے
پر سوار ہو کر چستی و چالاکی سے اس ہاتھی سے لڑنے پر تیار ہوا مگر گھوڑے مین بوتا
نہ تھا اسلئے یہ سمجھ کر کہ پھر اس بلائے سیاہ کے روبرو جانا جان کا رائگان کرنا
ہے ہاتھی کے پیچھے سے جا کر فیلبان کی گردن تلوار سے اڑا کر اسکو نیچے گرایا اور
گھوڑے کی پیٹھ پر سے فیل کی گردن پر جا کر سوار ہوا مگر ہاتھی کا کجاک انکس
ہاتھ نہ آیا اور ہاتھی بس مین نہ رہا اب حیران تھا کہ کیا کرون کہ اسکے ایک نوکر نے کہا
کہ خنجر کو کمر سے غلاف مین سے نکالکر ہاتھی کی بنا گوش پر سہلائیے۔ اس حالت مین
دلیر خان جسکا ہاتھی دس بیس قدم کے فاصلہ پر آغرخان کے پیچھے آتا تھا اس بہادر کا
رستمانہ کام دیکھ کر آیا اپنے ہاتھی کو اسکے ہاتھی کے برابر لایا اور تحسین و آفرین کہتا ہوا
ہاتھی کے ارد گرد تصدق ہونے لگا۔ آغرخان نے کہا کہ مین نے یہ ہاتھی بادشاہ
کی سرکار کے لئے گرفتار کیا ہے مین امیدوار ہون کہ آپ فیلبان سرکار کو حکم دین کہ
فیلخانہ مین اس ہاتھی کو داخل کرے اور میری سواری کے لئے اسپہار کوتل مرحمت ہون
دلیر خان نے تحسین کرکے کہا کہ یہ ہاتھی بھی آپ کو مبارک ہو دو گھوڑے ترکی و عراقی
اسکو تواضع کئے اور اپنے ایک فیلبان کو حکم دیا کہ ہاتھی پر سوار ہو۔ آغرخان
گھوڑے پر سوار ہوا اور بہت سے افغانون کو دشمن کے مقابلہ مین لے گیا اور
تیر مارنے شروع کئے اور پیاپے حملہ اور چپقلشین کین شجاع کے دو تین سردار اور
بہت سے غیر مشہور آدمی مارے گئے اور بادشاہ کی فوج کی بھی ایک جماعت
زخمون سے سرخرو ہوئی۔ دشمن کا ہراول فرار ہوا اور شجاع کا بیٹا بھی بھاگ کر باپ
پاس چلا گیا۔ القصہ اس وتیرہ پر سخت لڑائیان ہوتی رہین۔ نالہائے قلسہ پر
اور دریاء گنگ پر اور سواد ٹانڈہ کے اطراف مین۔
جب عالمگیر نے سنا کہ شجاع سے محمد سلطان جا ملا اور معظم خان نے فدویانہ تردد

گئے ہین تو بادشاہ نے ازراہ احتیاط و مصلحت پانچوین ربیع الاول ۱۰۶۹ھ کو سمت
شرقی کا سفر شروع کیا۔ اور اس زمانہ مین راجہ جسونت سنگھ کو ازسر نو مہاراجہ کا
خطاب دیا۔ سیر و شکار کرتا ہوا بادشاہ چلا۔ ۲۲ ماہ مذکور کو بادشاہزادہ محمد معظم اور
وزیر خان دکن سے بادشاہ پاس آئے۔ بادشاہ نے حوضہ طلائی بصورت بنگلہ
ہاتھی کے لئے ایجاد کیا تھا خان سامان اسکو تیار کرکے بادشاہ کے روبرو لایا
اسکو بادشاہ نے انعام دیا گنگا کے کنارہ ایک منزل مین سات روز قیام کرکے
مرزا سنجر نجم ثانی خراسانی کی بیٹی سے بادشاہزادہ محمد معظم کا نکاح کیا۔

بادشاہزادہ محمد سلطان کا چچا کے پاس سے مراجعت کرنا۔

بادشاہ پاس خبر آئی کہ بادشاہزادہ محمد سلطان شجاع کے پاس سے بھاگ کر
معظم خان سے آن ملا اس مجمل کی تفصیل یہ ہے۔
کہ برسات کے بعد جتنی لڑائیان شجاع اور بادشاہی لشکر کے درمیان ہوئین
اُنمین بادشاہزادہ چچا کے ساتھ تھا معلوم نہین کہ وہ اپنی کئے سے پشیمان ہوا یا وہ
جیسا معظم کے ساتھ رہنے سے ناخوش تھا ایسا ہی وہ مرزا شجاع کی بیعت سے آزردہ خاطر
ہوا کیا اس نے یہ دیکھا کہ چچا جان کی شجاعت کچھ کام نہین کرتی اسکے ساتھ رہنے
سے سوا جان کھونے کے کچھ اور نہین حاصل ہوگا یا وہ خود ہی تلون مزاج تھا
غرض کچھ ہی سبب ہوا اپنی خطا سے نادم ہوکر مراجعت کرنے کی فکر مین وہ
ہوا۔ خود اکبر نگر مین شجاع کے پاس تھا اور اسکی بیوی ٹانڈہ مین شجاع سے ایک
دو منزل پر تھی اسکی بیماری کی خبر آئی۔ اُسنے شجاع سے بیوی کی عیادت کے لئے
رخصت لی اور ٹانڈہ مین آیا۔ اسلام خان دریا کی اس طرف لشکر شاہی کے ساتھ
موجود تھا اس پاس خفیہ پیغام بھیجا اور اپنے ارادہ سے اطلاع دی اور فوج
خطیر کی مدد مع اور لوازم کے طلب کی کہ وقت معین مین اشارہ پر وہ بھیجدی
۶ جمادی الاول ۱۰۶۹ھ کو خدمۂ محل و چند خواجہ سرا لے کر مچھلی کی شکار کا بہانہ بنا
سوار ہوا اشرفیان و جواہر جسقدر اسکا ساتھ تھا لیا اور دریا کے کنارہ پر آیا۔

چار کشتیون مین سوار ہوکر معبر دوکاجی پر اسلام خان بموجب اشارہ کے انتظار کھینچ رہا تھا۔
شجاع کے آدمیون کو جب شاہزادہ کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو کشتیون مین سوار ہوئے اور
اُنھون نے تعاقب کیا اسلام خان مع توپ خانہ و فوج کے ایستادہ تھا اُسنے جب شجاع کے
آدمیون کو دیکھا تو اُنکے دفع کرنے کے لئے اور شاہزادہ کے استقبال کے لئے نوارہ مین
روانہ ہوا دونو طرف سے توپین چلنی شروع ہوئین اگرچہ بادشاہزادہ مع محل خاص کے
اور آدمیون کے آفت سے بچکر سلامت کنارہ پر پہنچا لیکن اس کی ایک کشتی جسپر بعض کارخانے
اور کچھ خدمتہ محل تھین اور وہ گران بار تھی اور پیچھے رہ گئی تھی دو تین گولون کے لگنے سے
ڈوب گئی کچھ عورت مرد ڈوب کر مرگئے بہت سے ملاحون کی مدد سے اور اسلام خان
کی کشتی کے جا پہنچنے سے بچ گئے۔ جب یہ خبر معظم خان کو پہنچی تو وہ بہت خوش ہوا اس وقت
ایک مختصر خیمہ اور حاضری اور میوہ بادشاہزادہ کے واسطے روانہ کیا۔ تین روز بعد شاہزادہ
سے ملنے آیا اور بادشاہ کو حقیقت حال اور اسکے ساتھ شاہزادہ کی عرضداشت ارسال
کی بادشاہ کے حکم سے شاہزادہ بادشاہ پاس بھیجا گیا اُسنے اسکو گوالیار کے قلعہ مین مقید
کیا۔ مرزا شجاع نے جب یہ دیکھا تو اُسنے اپنے بیٹے بلند اختر کو حکم دیا کہ جہان جہان دریا پایاب
ہوگئے ہون وہان مورچے باندھ کر لشکر شاہی کو نہ اترنے دے۔ اور وہ خود فوج لیکر
داؤد خان کے لشکر کی برابر آیا۔ اب ٹانڈہ مین مرزا شجاع کے لشکر کا ہجوم تھا وہان
معظم خان نے لشکر بھیجا۔ بنکلہ گھاٹ کے قریب سخت لڑائی ہوئی مرزا نے ہزیمت پائی۔ اب
شجاع نے اپنی مملکت بنگالہ اور دولت دیرینہ سالہ سے دل اٹھایا۔ ٹانڈہ گیا جہان اُس کا
بنگاہ تھا وہان سے جہانگیر نگر مین جانے کا ارادہ کیا معظم خان بھی ٹانڈہ گیا اور وہان سے
تردی پور جاکر شجاع کے نوارہ کی چار سو کشتیان گرفتار کرلین جنمین سے بعض اموال اور
کارخانجات سے بھری ہوئی تھین شجاع کے انتظار مین۔ یہان یہ کشتیان بھری
ہوئی تھین۔ ٹانڈہ مین شجاع نے دو غرابون مین نفائس و غرائب اموال مثل اشرفی و
طلا و جواہر و مرصع آلات رکھے۔ اور دو اور غرابون مین منتخب اشیا اور کارخانے

لا دے ان چارون کو روانہ کیا اور ٹانڈہ سے خود ایک درخت زار مین آیا جب اُس نے
سُنا کہ لشکر شاہی قریب آگیا تو پانچ چھہ گھڑی دن رہے دریا کے کنارہ پر گیا اور اپنے بیٹون
بلند اختر و زین الدین کو اور جان بیگ و سید عالم و سید قلی اوزبک و رمزا بیگ و خدیو سپاہی
و خدمہ و خواجہ سرایون کو ساتھ لیا۔ یہ کل تین سو آدمی تھے و ساٹھ کوسے۔ وہ کشتی مین بیٹھا
پنجم شعبان سنہ ۲ جلوس مین جہانگیر نگر کی طرف گیا۔ باقی اسکے اور عمدہ نوکرون اور سردارون
نے صلاح اندیشی سے مفارقت اختیار کی اور لشکر کے خود سرون نے اسکے مال کو لوٹنا شروع
کیا صندل خواجہ سرا اسکا چھہ ہاتھیون اور بارہ اونٹون پر اسباب لادکر کشتیون مین داخل
کرنے کے لئے جاتا تھا اسکو اوباشون نے لوٹ لیا۔ ششم ماہ مذکور کو معظم خان ٹانڈہ مین
آگیا اس غارتگری کا انتظام کیا لشکر کے اوباش جو مال کو لوٹ کر لے گئے تھے اُن سے وہ مال
واپس لیا اور شجاع کی جو عورات و پردگیان وہان رہتی تھین انکی حراست کے واسطے
چوکی پہرہ مقرر کیا اور قدیمی ناظردان اور خواجہ سرایون کو سخت تاکید کی کہ وہ بدستور قدیم
اپنی خدمت بجا لائین اور ہوشیاری اور بیداری پیشتر سے بیشتر رکھین آخر کو ان سب
مستورات کو بادشاہ پاس بھیجدیا۔ شجاع نے جو دو غراب جواہر وغیرہ سے پر کرکے
بھیجے تھے بادشاہی لشکر نے کشتیون مین سوار ہو کر انکو گرفتار کر لیا اور سارے جواہر و مال
بادشاہی قبضے مین آئے اور بیس اور کشتیان شجاع کے مال اسباب کی پکڑی گئین اور ان
مین سید عالم کا برادرزادہ اور شجاع کا بھتیجا اور بعض اور انکے بڑے امیر اسیر ہوئے۔
شجاع کا مال غارت ہوتا معظم خان کی حسن سعی سے اسکا استرداد ہوتا۔ آٹھوین ماہ مذکور کو
شجاع کے عمدہ نوکر مثل سراج الدین جابری اسفندیار معموری و میر مرتضی نامی وغیرہ معظم خان سے
آن ملے خان نے انکو جان و مال کی امان دی اور ترحم شاہی کی نوید سنائی اور ہر ایک کو
مناسب مناصب دلا دیئے۔ جب بادشاہی لشکر خشکی سے جہانگیر نگر پہنچا تو وہان بھی وہ نہ
رہ سکا۔ جہانگیر نگر مین جبتک اسکا بڑا بیٹا زین الدین رہا شجاع کے اشارہ سے وہ راجہ
رخنگ و ارکان سے رسل و رسائل رکھتا اور مکرر اُس پاس آدمی ارمغان کے ساتھ بھیجتا

منور خان جہانگیرنگر کا زمیندار تھا اُسنے اُس حدود کے زمینداران کو اپنے ساتھ
متفق کرکے شجاع کا فرمان بر نہ ہونے دیا۔ منور خان کے دفع کرنے کے لئے راجہ سے
کمک طلب کی تو راجہ نے اس وقت ایک جماعت کثیر رخنگیون کی بہت سے جلیہ و غراب کے ساتھ
بھیجدی۔ زین الدین اس سپاہ کو لیکر منور خان سے لڑنے گیا اور اسکو شکست دی
اور اس مہم کے جلدو مین رخنگیون کو نقد و جنس دیکر واپس بھیجدیا اور نامہ و پیام بھیجکر
راجہ سے یہ بات ٹھیرائی کہ جسوقت شجاع جہانگیرنگر سے رخنگ مین آنا چاہے تو
وہ ایک جماعت کو سرحد پر بھیجدے کہ وہ اسکو رخنگ مین لیجائے۔ چاٹگام
رخنگ کی سرحد پر ہے وہان کے حاکم کو راجہ نے تاکید کردی کہ اس باب
مین شجاع کوئی اشارہ کرے تو بے توقف اسکے پاس ایک گروہ کو بھیجدے۔
جب شجاع ٹانڈہ سے جہانگیرنگر مین آیا اور اسکو یہ یقین ہوا کہ لشکر شاہی اُس کے
پاؤن یہان جمنے نہین دیگا اور چارہ کار سوائے اسکے کوئی اور نہین ہوگا کہ رخنگ
کی طرف بھاگون تو اُسنے راجہ رخنگ پاس اپنے آدمیون کے ہاتھ نوشتے
بھیجکر درخواست کی کہ اپنے آدمیون کی ایک جماعت کو میری رہبری و ہمراہی
کے لئے بھیجدو کہ وہ تمہاری ولایت مین مجھے لے جائین ایک مہینہ تک جواب کا انتظار
کیا معظم خان کا لشکر اسکے پیچھے پڑا تھا اسکے پاس آنے کی خبر سنکر وہ ڈرا اور اسکا انتظار
نہ کیا کہ رخنگ سے اسکے آدمی آجائین وہ ۶ رمضان آغاز سنہ ۳ جلوس کو زین العابدین و
بلند اختر و زین العابدین اپنے بیٹون کو اور چند رفیقون مثل جان بیگ و سید عالم
و سید قلی ازبک و مرزا بیگ اور سپاہیون کی ایک جماعت اور چند خدمہ و خواجہ
کو لیکر جہانگیرنگر سے برآمد ہوا۔ راستہ مین کہین کشتیان نہ ملین بہت سے رفیق جو اب تک ساتھ تھے اُس سے
جدا ہوئے۔ تین مہینے ہوئے تھے کہ زین الدین نے ایک شخص کو راجہ رخنگ پاس اور
جہانگیرنگر مین شجاع کے آنے سے تین چار روز پہلے حاکم چاٹگام پاس دو آدمی
بھیجے تھے وہ تینون آدمی اور ایک سو جلیہ رخنگی و فرنگی مردان کار اور دو

ضربِ پیکار سے پر جو حاکم چاٹگام نے راجہ رخنگ کے اشارہ سے تیار کئے تھے وہ کمک کے طور پر شجاع سے ملے اور انہون نے راجہ اور حاکم چاٹگام کا نوشتہ اسکو دیا اور رخنگ کے سردارون نے کہا کہ اگرچہ راجہ نے ہمکو آپ کی کمک اور امداد کو بھیجا ہے اور قرار دیا ہے کہ خود چاٹگام مین آن کر بیٹھے اور متعاقب نوارہ عظیم بھیجے اور خشکی کی راہ سے بھی ایک جماعت کو تعین کرے لیکن یہ سارے مراتب اس صورت مین ہین کہ آپ یا تا نیر بگڑ مین ثبات قدم رکھین آپ اضطراب کرکے وہان سے جو چلے آئے ہین اب ہمکو حکم نہین ہے کہ آپ کو رخنگ لے جائین شجاع نے اُن سے کہا کہ مین جہانگیر نگر سے اسی عزیمت سے باہر آیا ہون کہ موضع بہلوہ مین کہ سرحد ملک پادشاہی سے ہے اقامت کرون اور آگے قلعے اور تھانون کو استحکام دون اور تمہاری اعانت و اتفاق سے جو چاہتا ہون وہ قوہ سے فعل مین لاؤن تو یہ گروہ اسکی مرافقت و موافقت پر راضی ہوا اور اسکی ہمراہ ہوا اس روز پرگنہ لکھی دیہ مین منزل کی دوسرے روز صبح کو یہان سے نوارہ رخنگ کے ساتھ روانہ ہوا اور پرگنہ بہلوہ مین قلعہ بہلوہ سے چار کوس پر مقیم ہوا۔

یہان حسین بیگ قلعہ دار بہلوہ کے اشارہ سے امام قلی اسکا خویش شجاع سے ملنے آیا شجاع نے اسکی استمالت کی اور اسکو بھیجا کہ وہ حسین بیگ کو سمجھا بجھا کر لائے حسین بیگ اپنی کم عقلی سے سو سوارون کے ساتھ لیکر قلعہ بہلوہ سے شجاع کی ملاقات کو گیا شجاع نے اسکو اور امام قلی کو حوالات مین کرکے اسکو قلعہ حوالہ کرنے کی تکلیف دی اور حکم دیا کہ حسین بیگ اپنے آدمیون کو جو قلعہ مین موجود ہین لکھے کہ قلعہ کو مع تمام اموال کے شجاع کے آدمیون کو سپرد کرے دوسرے روز مرزا بیگ کو بارہ آدمیون کے ساتھ کشتیون مین بٹھا کے بھیجا اور حسین بیگ کا نوشتہ دیا کہ جا کر قلعہ کو مع اموال و اشیا اپنے تصرف مین لائین مرزا بیگ نے قلعہ سے دو کروہ پر کشتی کو ٹھیرایا اور ایک آدمی کے ہاتھ حسین بیگ کا نوشتہ اسکے گماشتون کے پاس بھیجا جو قلعے مین تھے اور انکو پیغام دیا کہ وہ چند مرکوب بھیجین کہ کشتی سے اُتر کر ہمراہیون سمیت قلعہ مین آئین۔ جب

نوشتہ اہل قلعہ پاس پہنچا تو انہون نے صواب اندیشی و کارشناسی سے قلعہ کے دینے سے
بظاہر انکار کیا اور جواب بھیجا کہ سواری کے لئے ہم گھوڑے بھیجتے ہین اور ایک چند
ساعت کے بعد مظفر نام غلام حسین بیگ اور ایک ہندو جو اسکا دیوان تھا اسّی سوار اور
چارسو پیادے و بندوقچی اور تیرانداز اور دو فیل دریا کے کنارہ پر آنکر لڑنے لگے۔ اور
ہاتھیون کو پانی مین لیجاکر کشتیون پر پہنچے مرزا بیگ کو دس آدمیون کے ساتھ گرفتار
کرلیا اور باقی دو آدمی اسکے ہمراہی بھاگ کر شجاع پاس گئے اور اس واقعہ کی خبر سنائی
شجاع نے یہ تجویز کی کہ رخنگیون اور انکے نوارہ کو لیجاکر قلعہ بہلوہ کو تصرف مین لائے
صبح کو ایک ور سردار تین کشتیان چاٹگام سے لیکر آگیا جب رخنگیون نے دیکھا کہ اسکا کام
صلاح و اصلاح سے باہر ہے تو انہون نے شجاع کی درخواست کو کہ قلعہ پر چلکر
لڑین نامنظور کیا اور یہ معذرت کی کہ ہمارا ادب آئین یہ نہین ہے کہ ہم کشتی سے اتر کر جنگ
کرین ہم توپ و تفنگ سے روئے آب پر آتش کارزار کو روشن کرتے ہین اور حسین بیگ
اباکش کو جو شجاع کی قید مین تھا اور وہی قلعہ بہلوہ کی ہوس کا سرمایہ تھا اسکو طلب
کیا اور کہا کہ ہم تجھسے معاملہ رکھتے ہین جب شجاع نے اسکے بھیجنے مین حیلے حوالے کئے تو انہون
نے ناخوشی و تلخی سے حسین بیگ و امام قلی کو قید سے آزاد کیا اور اپنے پاس لے گئے اس مقدمہ
کے بعد انہون نے کہا کہ اگر بہلوہ تصرف مین آتا تو آپکے کسی بیٹے کو یہان مقرر کرتے اور آپکو
رخنگ لے جاتے لیکن اب بہلوہ تو ہاتھ آیا نہین صلاح اس مین ہے کہ بے توقف و درنگ
رخنگ کو روانہ ہون شجاع نے اس بات کو قبول کرلیا اور وہ اس ناحیہ مین چلا گیا شجاع کے
آدمیون کو جب اس کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو اکثر سپاہی اور خدمہ و ملاح متفرق ہوگئے
اور ہر ایک کسی کسی طرف چلا گیا غرض شجاع نے بنگالہ سے قطع امید کی اور جزیرہ رخنگ
مین چلا گیا یہ جزیرہ عالم کے معمورون مین ارذل اور کافرون کا مسکن ہے مملکت وسیع بنگالہ
اور اپنی دولت و حشمت چندین سالہ کو شجاع برباد کرکے اس قوم کے سرگروہ سے ملاقات
کرنے گیا جو آدمیت و انسانیت سے کوسون دور ہے دین و دانش و مروت و مردمی سے

مجبوراس بُری وقت اور حال مین سادات بارہ مین سے سید عالم اور سید قلی اور بارہ اور معزز آدمیون نے اسکی رفاقت نہین چھوڑی کل چالیس آدمی اسکے ساتھ تھے۔ رنخنگ کا نام اصل مین راکنیاک ہے جسکو مسلمانون نے رنخنگ اور انگریزون نے اراکان اور برہماوالون نے باکنیاک بنالیا ہے۔

شاہجہان کی بیماری کی حالت مین داراشکوہ کے بہکانے سے بے حکم راجہ کرن دکن سے چلا آیا تھا پھر عالمگیر کے پاس اس ندامت کے دور کرنیکے لئے نہین آیا تھا اور کوتہ اندیشی سے احکام کے جواب مین غدر عذر آمیز سے دفع الوقت کرتا تھا پادشاہ نے اس کی تنبیہ کے لئے نوہزار سپاہ امیرخان کو سپرد کی۔ راجہ کا بیٹا کیسری سنگہ باپ سے جدا ہوکر پادشاہ کے ہمراہ رہتا تھا۔ باپ کے استقبال کے لئے خود درخواست کرکے امیرخان کے ساتھ گیا جب امیرخان اس لشکر کو لیکر بہکانیر مین آیا تو راؤ کرن خواب غفلت سے بیدار ہوا اُس نے سوچا کہ اگر لڑتا ہون تو سارا گھر بار مال متاع ناموس برباد جائیگی اسلئے امیرخان کو اپنے جرائم کا شفیع بنایا اور اپنے دو بیٹون انوپ سنگہ و پدم سنگہ کو ساتھ لاکر پادشاہ کا زمین بوس ہوا۔ پادشاہ نے اسکا قصور معاف کردیا۔

مرہٹون کے ملک اور قوم کا حال

عالمگیر کے عہد سلطنت کا واقعہ عظیم مرہٹون کی ترقی ہے اس لئے ہم انکے ملک اور قوم کا مختصر بیان لکھ دیتے ہین ہندؤن کے جغرافیہ کے موافق دکن عبارت اس ملک سے ہے جو نربدہ اور مہاندی دریاؤن کے جنوب مین واقع ہے اگرچہ دکن کے حصے بہت سے ہین مگر ان مین پانچ بڑے حصے ہین (۱) دراوید (۲) کرناٹک (۳) اندرا یا تلنگانہ (۴) گونڈوانہ (۵) مہاراشٹر۔ جب غیر ملکون کے باشندون کے ساتھ مقابلہ کرتے ہین تو ہم مہاراشٹر کے رہنے والون کو مرہٹہ کہتے ہین لیکن بجائے خود مہاراشٹر کے باشندون کے نام جدا جدا ہین۔ مہاراشٹر مین جن خاندانون مین سپہ گری کا پیشہ ہوتا ہے ان کو مرہٹہ کہتے ہین مہاراشٹر کا ہر باشندہ اپنے ملک مین مرہٹہ نہین کہلاتا۔ مہاراشٹر کی

کی حدود ہر زمانہ میں بدلتی رہی ہے مرہٹون کی قوم اس سرزمین میں بستی ہے جو کوہستان
کے سلسلہ اور ایک خط کے درمیان واقع ہے۔ یہ کوہستانون کا سلسلہ وہ ہے جو نربدا کے جنوب
کی النگ مین سلسلہ بندھیاچل کے متوازی پھیلتا ہے اور خط وہ ہے جو گوا سے ساحل بحر
پر سیدرا اور چاندہ کے درمیان وارد ہو کر گذرتا کھینچا جاے یہ دریا اسکی مشرقی حد اور سمندر
اسکی مغربی حد ہے۔ دکن کے چہرہ مین سلسلہ کوہ سہیادری خوشنما خط و خال ہے جسکو گھاٹ
کہتے ہین جو اسکے مغرب مین اپنے پاؤن پھیلاتا ہے اور سر اونچا کرتا ہے وہ سمندر سے تیس
چالیس میل کے فاصلہ پر ہے گو وہ بہت اونچا نہین ہے صرف تین ہزار فیٹ سے پانچ ہزار فیٹ
تک اونچا ہے مگر اس مین بعض خصوصیات اور زمینون کو مختلف حصون مین تقسیم کرنا ایسا
ہے کہ وہ شہرت دکن مین ایسی رکھتا ہے جیسی کہ اور ترمین ہمالیہ۔ مغرب کی طرف وہ سطح سمندر سے
ایسا بلند ہے کہ دشمن کے آنے کے لئے ایسی سد ہے کہ اسکو اندر گھسنے نہین دیتی اسکے مشرق مین ایک
مرتفع سرزمین سطح سمندر سے ڈیڑھ دو ہزار فیٹ اونچی ہے اور مرہٹون کے ملک سے بتدریج
اسمین ڈھلان خلیج بنگالہ تک ہوتا چلا جاتا ہے اس پہاڑ اور سمندر کے درمیان ایک خطہ زمین
ہے جسکو ولایت کوکن یا کونکن یا کون کان کہتے ہین اسمین زرخیز بندر جیسے جیول ایل مین واقع
ہین اسکے ایک حصہ مین کوہستان و درہ و سنگلاخ اور بعضے بیشے و جنگل ہین۔ ہماری جغرافیہ
مین اسکا مفصل حال پڑھو ہم مرہٹون کا حال جو مسلمانون کے عہد سلطنت سے متعلق ہے یہان لکھتے ہین باقیماندہ حال
تاریخ عہد انگلشیہ مین دیکھو۔

جیسے ہندوستان کے ہر ایک ملک کی تاریخ تاریکی مین ہے ایسی ہی مہاراشتر کی مسلمانون
کے حملہ سے پہلے فقط دو چار انقلابون کا بیان لکھا ہے۔ مہاراشتر کے اصلی باشندے گرسی
ہین جو اس ملک مین گنواری گاتا جانتے ہین تاریخ سے تحقیق ہوتا ہے کہ یہان ایک راج
تھا جسکی راجدھانی تاگارا تھی یہان کے راجاؤن کی قوت کو شال باہن نے خاک مین
ملا دیا۔ شال باہن ایک رذیل قوم کا آدمی تھا اس نے اس راجہ کا ملک فتح کر لیا جو قوم
کا راجپوت سسودیہ کے نسل سے تھا۔ سال باہن نے اس راجہ کے سارے خاندان کو قتل کیا

مگر ایک عورت اپنے بچے کو ساتھ جان سلامت لیکر نکل گئی اور ست پوری کے پہاڑون مین اسکے لڑکے نے پرورش پائی
اور یہی لڑکا چتوڑ کے رانا کے بنس کا بانی ہوا۔ چیتوڑ کے رانا سے اودے پور کے رانا پیدا ہوئے۔۔۔۔۔۔
اس خاندان مین سے مرہٹون کی قوم کا بانی پیدا ہوا بعد اسکے مہاراشٹر مین جو اور
انقلابات ہوئے انکا حال تحقیق نہین ہوا اور یہی تھا ان سے دار السلطنت دیوگڈھ مین
(جسکو حال مین دولت آباد کہتے ہین) بدل گیا۔ یہان شالباہن سے متواتر راجہ
جادو رائد یو تک ہوتے آئے تیرھوین صدی کے آخر مین جب مسلمان یہان آئے ہین تو
یہی راجہ تہا جسکا ذکر تمنے اس زمانہ کی تاریخ مین پڑھا ہوگا معتبر نوشتون سے معلوم ہوتا ہے
کہ مرہٹون کا ملک چھوٹی چھوٹی ریاستون مین تقسیم ہوگیا۔ تاریخ فرشتہ مین ان
راجاؤن کا جو بیان آیا ہے وہ ہمنے پہلے لکھ دیا ہے۔

مرہٹے رانا کی نسل مین ہونے کا دعوی کرتے ہین چھتریون کا یہ دعوی ہے کہ ہم ماں کے
پیٹ سے سپاہی پیدا ہوتے ہین اور خدانے سپہ گری کا کام ہماری نسل سے مخصوص کیا ہے
اسلئے مرہٹون نے بھی جو سپاہیون کا فرقہ ہے چھتری ہونے کا دعوی کیا اس دعوی کا
جھوٹا سچا ثابت کرنا نہایت مشکل ہے مگر ان راجپوتون اور مرہٹون مین یہ فرق ہے
کہ راجپوتون کی قوم کی یہ عادت ہے کہ جب انکی عزت پر بری آن بنتی ہے تو وہ
ہاتھ پاؤن ہلاتے ہین نہین کاہل رہتے ہین برخلاف اسکے مرہٹون کے کہ وہ اپنی غرض
و مطلب حاصل کرنے کے لئے جان جوکھون مین پڑجاتے ہین فقط عزت ہی کے لئے نہین
لڑتے بلکہ اپنے مطلب اور اغراض کے لئے بھی کوشش و کشش کرتے ہین ادنے رجپوت کے
چہرہ مین وجاہت شرافت پائی جائیگی اور اعلی مرہٹے کے چہرہ مین اکھڑپن اور گنوارپن
ظاہر ہوگا اگر یہ دو کسی ایک شخص کے دشمن ہوجائین تو راجپوت دانا دشمن اور مرہٹہ
ہیبت ناک و رنا خدا ترس دشمن ہوگا۔

تاریخ مین مرہٹون کا ذکر اس طرح نہین آتا کہ وہ ایک قوم تھی جب اول اول مسلمانون
نے دکن پر حملہ کیا ہے تو کہین مرہٹون کا نام نہین آیا اور ایسی ان پر کم توجہی تھی

کہ سترہوین صدی مین جبکہ وہ اپنے کوہستانی و میدانی وطن سے نکلے ہین تو اور قومین انکو ایک اجنبی اور نئی قوم سمجھتی تھی ہمارا مطلب فقط یہ ہے کہ ہم یہ بتلائین کہ مسلمانون کے عہد سلطنت مین مرہٹون کا کیا حال تھا اسلئے فقط اسی کو لکھتے ہین۔ جب مسلمانون نے دکن کو فتح کیا اور دیوگڈھ کا نام بدل کر دولت آباد رکھا اور بعد ازان سلطنت بہمنیہ کا اقبال چمکا اور اسکو استقلال ہوا تو مرہٹون نے چند مرتبہ مسلمان حاکمون سے سرکشی کی اور ایک مرتبہ راجہ نے مسلمانون کے لشکر کو دغا سے مار ڈالا جب خاندان بہمنیہ ختم ہوگیا تو پانچ اور سلطنتین اسکی جگہہ قائم ہوئین۔

ان سلاطین پنجگانہ کی ابتداء سلطنت مین مرہٹون کا حال وہی رہا جو سلاطین بہمنیہ کی سلطنت مین تھا اکثر کوہستانی قلعون مین مرہٹے متعین کئے جاتے کبھی وہ سرکار شاہی سے تنخواہ پاتے اور کبھی جاگیرین انکو ملتین کبھی وہ دیس مکھ (چودہری یا زمیندار کے تھے مین) ہوتے پھر مرہٹے منصبدار ہونے لگے۔ مرہٹے گھوڑون کو تھوڑے دنون مین جمع کر لیتے اور انکے تعداد کے موافق وہ منصب دار ہو جاتے انکا نوکر رکھنا اور برطرف کرنا سلاطین دکن کی مرضی پر تھا۔ اس طرح کی سپاہ رکھنے مین اسرف اور بے انتظام سلطنت کو بڑی آسانی تھی ان بادشاہون نے ان مرہٹون کو انکے قدیمی خطاب راجہ نایک۔ راؤ کے دیئے اور ان خطابون کے ساتھ انکا ساز و سامان بھی انکو دیا جس سے وہ ایک شان سے رہنے لگے۔ تاریخ فرشتہ مین بھی کبھی کبھی برگی کا ذکر آتا ہے مسلمان اکثر کرناٹک کے ناٹکون پر اسکا اطلاق کرتے ہین اہل کرناٹک جو مسلمانون کی زبان نہین بول سکتے تھے وہ برگی کی جگہہ اپنے تئین مرہٹہ کہتے تھے۔ تمام مرہٹہ منصب دارون کی سپاہ برگی کہلاتی تھی یہ سپاہ دشمنون کی راہون کے روکنے کے لئے اور انکے پاس آذوقہ رسد نہ پہنچنے کے واسطے اور پھاگتے ہوئے دشمن کے تعاقب مین لوٹ مار کے کام کے لئے اور ملکون کی تاخت و تاراج کے واسطے مقرر کی جاتی تھی تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ کرناٹک مین بعض برگی سرداروں نے سرکشی کی جنکو عادل شاہ نے دغا سے مار ڈالا برہمن و اسو جی اس

وغا مین مارا گیا وہ بڑا کارکن تھا۔ پھر ابراہیم عادل شاہ کے حلم کے نیچے برگی نظام شاہ سے لڑے۔ بیجاپور اور احمد نگر کے سلاطین کی سپاہ مین برگی بہت تھی کیونکہ اس قلمرو مین مہاراشٹر داخل تھا۔ گولکنڈہ کے بادشاہ کی سپاہ مین کچھ برگی تھی۔

بیجاپور کی ریاست مین بڑے بڑے مرہٹے سردار بہ تفصیل ذیل تھے۔ (۱) چندر راؤ موری (۲) راؤ نائک نمبل کر جسکو پھول تن راؤ بھی کہتے ہین (۳) جوج ہر راؤ گھاٹ گے۔ (۴) راؤ مانے (۵) گھورپورے (۶) ڈف لے (۷) ساونت بہادر دیس مکھ واری کا
احمد نگر کی ریاست مین مرہٹہ سردار بہ تفصیل ذیل تھے (۱) راؤ جادو (۲) راجہ بھوسلہ اور باقی اور چھوٹے چھوٹے سردار۔

ان سب سرداروں کے نام تاریخ دکن مین مذکور ہین اکثر انمین سے دیس مکھ تھے۔
احمد نگر کی سلطنت مین جادو والے دیس مکھ سنکھیر کا بیان ہوا ہے۔۔ وہ غالبا راجہ دیوگڈھ کی اولاد مین سے تھا۔ سولہوین صدی کے آخر مین موکھ جی جادو راؤ کے خاندان سے زیادہ مطلق فتوہ سکوئی اور خاندان نہ تھا۔ نظام شاہ کی طرف سے اسکی جاگیر دس ہزار سوارون کی تھی اسی طرح ایک اور خاندان تھا جسکا لقب بھوسلہ تھا ہم کو زیادہ تر اس خاندان کے بیان کرنے سے کام پڑیگا۔ بھوسلہ پاس کئی پٹیل تھے وہ ایک گاؤن ویرول مین دولت آباد کے نزدیک رہتا تھا۔ باپ جی بھوسلہ کے دو بیٹے تھے۔ بڑے کا نام مالوجی اور چھوٹے کا نام وٹھوجی تھا۔ مالوجی کی پہلی شادی دیپا بائی سے ہوئی جو ڈنگوجی یعنی جگ پال راؤ نائک نمبل کر دیس مکھ پھول تن کی بہن تھی۔ مالوجی کی اولاد نہین پیدا ہوئی تھی احمد نگر مین ایک فقیر شاہ شریف کی دعا سے اسکے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام فقیر کے سبب شاہ رکھا گیا اور مرہٹون کا تعظیم کا لفظ جی اسکے آگے بڑھایا گیا۔ شاہ جی نام ہوا جسکو شاہ جی یا ساہو جی بھی کہتے ہین۔ یہ شاہ جی ۱۵۹۴ء مین پیدا ہوا
مالوجی بھوسلہ بڑا چالاک سمجھدار تھا اسنے اپنی حسن خدمت گذاری سے بڑا درجہ حاصل کیا تھا اسکا بیٹا شاہ جی بھی بہت خوبصورت تھا ۱۵۹۹ء مین ہولی کی تہوار مین

یہ لڑکا اپنے باپ کے ساتھ جادو رلے کے گھر مین آیا۔ ہندوؤن کا دستور ہے کہ اس
تہوار مین وہ بڑے آدمیون سے ملنے جایا کرتے ہین۔ اس تہوار کے پانچوین دن
ایک جلسہ مین شاہ جی باپ کے ساتھ جادو رلے کے گھر مین آیا۔ جادو راے نے
شاہ جی کو پیار سے اپنے پاس بلایا اسکی برابر اسکی بیٹی جی جی تین برس کی بیٹھی
تھی لڑکی سے کہا کہ تو اس لڑکے (شاہ جی) کو اپنا دولہ بنائے گی۔ پھر اس نے
مجلس کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کیا اچھی دولھا دولھن ہین۔ یہ دونو بچے ہولی کی
رسم کے موافق گلال ایک دوسرے پر پھینک رہے تھے اہل مجلس اس تماشے کو دیکھ کر
ہنس رہی تھے۔ مالوجی بھوسلہ اٹھا اسنے کہا کہ ساری سبھا گواہ ہے کہ میرے بیٹے
کی سگائی جادو راے کی بیٹی سے ہو چکی اہل مجلس نے اسکو مان لیا اور جادو راے
متحیر ہو کر خاموش ہو گیا۔ جادو رلے نے یہ بتلانے کے لئے کہ جو مین نے کہا تھا وہ
فقط ہنسی کی بات تھی۔ مالوجی کو دعوت مین بلایا مگر مالوجی نے کہا کہ جبتک تم شاہ جی کو
اپنا جنوائی نہ مانوگے مین دعوت مین نہین آنے کا۔ جادو راو نے اس سے سخت انکار
کیا اسکی بیوی جو بڑی مغرور آن تان کی تھی وہ میان پر بڑی خفا ہوئی کہ تو نے
ایسے بات کو ہنسی سے کیون منہ سے نکالا۔ کہ اسکی بیٹی شاہ جی سے بیاہی
جاسے مالوجی بڑا مستقل مزاج تھا اور اپنا مطلب نکالتا جب جاتا تھا خواہ
کسی طرح ہو۔ وہ اپنے گاؤن کو چلا گیا وہان جا کر کہا کہ بھوانی دیبی نے اس پاس
آ کر اسکو بڑا خزانہ بتلا دیا ہے یہ دولت اسنے نظام شاہ کے عہد مین جو سترہ
برس کا تھا ملک کی لوٹ مار سے جمع کی ہو گی۔ یہ روپیہ چار گونڈی کے ایک ساہو
شیونائک پونڈے کو ...... حوالہ کیا کہ لوگون کو اس کی دولت کا یقین ہو
اس دولت سے گھوڑے خریدے۔ تال و کنوئین کھدوائے۔ مندرون مین روپیہ چڑھایا
اور اسی دھن مین لگا رہا کہ جادو رلے سے رشتہ مذکور ہو اس مین اسکو منصب
پنجہزاری ملگیا اور سیو سیری اور چاکنہ اسکی جاگیر مین ملگئے غرض اس جاہ و منصب

دولتمندی نے خاندان کے عیب پر پردہ ڈالدیا اور جادو راے بیٹی بیاہنے پر راضی ہوگیا
شاہ جی اور جی جی بی کا بیاہ بڑی دھوم دھام سے ہوگیا اور سلطان اس مین شریک
ہوا۔ اس بیوی سے شاہ جی کے دو بیٹے سنبھاجی و سیواجی پیدا ہوئے۔ بڑا بیٹا سنبھاجی باپ کو
عزیز تھا ہمیشہ اسکو اپنی ساتھ رکھتا تھا سیواجی مان کو بہت عزیز تھا جب وہ خاوند سے
اس سبب سے ناراض ہوئی کہ اُسنے دوسری شادی کرلی تو سیواجی اپنی مان کے ساتھ
باپ سے جدا ہو کر پونہ چلا گیا۔

مغلون نے جو گولکنڈہ و احمد نگر و بیجاپور کو فتح کرکے اپنی سلطنت مین داخل کرنے کا ارادہ کیا
اس سبب سے مرہٹون کا بڑا عروج ہوا اُس سے دکن مین مسلمان سلاطین کی قوت لوٹ گئی
مرہٹون کی طاقت بڑھ گئی۔ ملک عنبر نے مرہٹون کو بڑا سردار بنایا یہ حال سب تاریخ
دکن مین پڑھ لو۔

خافی خان لکھتا ہے کہ دکن ور یہان کے مرہٹون کے ثقہ آدمیون کی زبانی سیواجی کے
اصل اور نسب کا حال یہ سُنا گیا ہے کہ اصل مین اسکے اجداد کا رشتہ راناے چتوڑ کے سلسلہ
ملتا ہے راجپوتون اور تمام قوم ہنود مین یہ مقرر ہے کہ اگر اپنے اور غیر ذات کے باکرہ کے
بطن سے فرزند پیدا ہو تو اسکو بد قوم و شوم جانتے ہین اس صورت مین کہ عالم جوانی و شہوت
رانی مین کوئی فرزند غیر کفو سے پیدا ہو تو اسکو خانہ زاد و کنیز و غلام اعتبار کرتے ہین اور
اس اولاد کو ترکہ میت نہین پہنچتا۔ مادر مولود پدر کی نسبت نجیبہ ہو مگر فقط اتنی بات
کہ وہ اپنی قوم سے نہ ہو تو اس سے نسبت و کدخدائی نہین کرتے اگر بطریق عاشقی مداخلہ
کرتے ہین تو اسکی اولاد بکمال بے اعتباری ہے ولد الزنا کی طرح پرورش پاتی ہے اور
اسکی کدخدائی اسی کی ہمجنس سے ہوتی ہے مثلاً اگر زن قوم بقال سے کسی کمتر قوم کی
یا دختر بلکہ برہمن کھتری کایتھ کے تصرف مین آگئے تو جو فرزند پیدا ہوگا وہ کنیز و غلام تصور
ہوگا کہتے ہین کہ سیواجی کے اجداد مین سے جو بھوسلہ سے ملقب تھا وہ ملک رانا کے
اطراف مین مسکن رکھتا تھا اس نے ایک بد اصل غیر قوم عورت سے تعلق پیدا کیا اور

دستور کے موافق عقد کیا اور اسکو اپنا مدخولہ بنایا اسے بیٹا پیدا ہوا خویش و تبار کے طعن کے
اندیشہ سے اس مولود کو ایک دودھ پلانے والی مقرر کرکے پہاڑ کے گوشہ و کنار مین پوشیدہ
پرورش کرتا تھا وہ اس عورت سے ایسی وابستگی رکھتا تھا کہ ہرچند ماباپون نے چاہا کہ اسکا
بیاہ اپنی قوم مین کرین مگر اُسنے قبول نہین کیا جب اس فرط محبت سے بھانڈا پھوٹا اور خویش و
بیگانہ مین فرزند کی پرورش کا ذکر مشتہر ہوا تو اپنے بیٹے کو جہان وہ پوشیدہ مکان مین
تھا لیکر دکن کو روانہ ہوا - باوجودیکہ یہ جھوٹ مشہور ہوگیا تھا کہ اسکا بیٹا ہمقوم عورت سے
پیدا ہوا ہے بحکم النسب راجپوتون مین سے کوئی اس لڑکے سے شادی نہین کرتا تھا قوم مرہٹہ
جو راجپوت ہونے کا دعوی کرتی ہے انمین ناچار اپنے بیٹے کی شادی کی اس نسل سے ساتوین
آٹھوین پیڑھی مین ساہو بھوسلہ پیدا ہوا -

سیواجی کی ولادت اور تعلیم

سیواجی کی ولادت اور تعلیم

سیواجی مئی ۱۶۲۷ء مین پہاڑی قلعہ سیونیری مین پیدا ہوا سیواجی اسکا نام رکھا گیا اسکا
حال بھی عجیب و غریب ہے اس سنہ مین پیدا ہوا کہ دکن کے تین مسلمان لائق دانشمند فرمانروا
اس دنیا سے ناپید ہوگئے تھے اور اسکی جنم بھوم کے گرد چارون طرف سلطنتون کے تخت ڈگمگا
رہے تھے باپ اسکا وہ شخص تھا جو تین سلطنتون کے معاملات صلح و جنگ مین شریک تھا اور ان سے
مغلوب ہوچکا تھا اور چوتھی سلطنت کے ساتھ اسی قسم کے معاملات مین مصروف تھا - ماں اسکی
وہ عورت تھی کہ اپنے تئین اُن راجپوت راجاؤن کی نسل سے بتاتی تھی جو مہاراشٹر مین راج
کرچکے تھے اور پہلے مسلمانون کے ہاتھ سے نیست و نابود ہوچکے تھے - جس وقت وہ گھٹنیون کے بل
چلتا تو اس وقت وہ اپنی ماں کی گود مین تھا جو ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ مین مغلون کے ہاتھ
سے بھاگتی پھرتی تھی اور آخر کو جب وہ گرفتار ہوگئی تو اسنے اپنے بچے کو تعلیم و تربیت کیلئے
ایک دانشمند بھگت برہمن داداجی کنڈیو کو سپرد کردیا یہ نامی گرامی گرو پونہ کی جاگیر کا ناظم
شاہ جی کی طرف سے تھا اس اُستاد سے اسنے شہسواری شمشیر زنی نیزہ بازی تیر اندازی پہاڑون کی
نشیب و فراز پر چڑھنا اور شیر نالون ندیون پر پھلانگنا سیکھا - اپنے پہاڑی دلاور دہقانون کے ساتھ

وہ نیستان مین جاتا اور شیرون کو وہان سے نکالتا اور شکار کرتا غرض تمام وہ سپاہیانہ
ہنر جو اس ہونہار اولوالعزم کے شان کے شایان تھے سیکھے پڑھنے لکھنے کی طرف اسنے
کچھ خیال نہ کیا اسکو اپنا نام تک لکھنا نہین آتا تھا۔ مگر استاد نے کرم دھرم گیان کی
باتون اور پوجا پاٹ کا نہایت پابند کیا اور اس سبب سے وہ ایک متعصب ہندو
ہوگیا اور مسلمانون سے اسکو دلی نفرت ہوگئی۔ اُسنے دیوتاؤن کی لڑائیان اور
سورماؤن کی کہانیان سنوائین کہ جسسے اسکی طبیعت مین شجاعت اور مردانگی کے کامون کا
عشق پیدا ہوگیا۔

چونکہ پونا ایک ایسی جگہ واقع ہے کہ جہان پہاڑی اور میدانی ملک آپس مین ملتے ہین
اسلئے دونون قسم کے آدمیون سے سیواجی کا اتفاق صحبت ہوا۔ اول سیر و شکار سے
پہاڑی لوگون سے جنمین سے اکثر اسکے باپ کے سوارون مین بھرتی ہوتے تھے یا گھاٹون
کے آس پڑوس کے ڈاکوؤن اور لٹیرون سے۔ غرض یہ اسکے ہمراہی بڑے جفاکش
اور مضبوط تھے۔ انکی صحبت سے اسکی طبیعت مین بڑے بڑے کامون کا عشق پیدا ہوگیا
ادھر اس صحبت کا اثر ادھر دیوتاؤن اور سورماؤن کی نظم داستانون کی
خوش کلامی کی تاثیر یہان دونون نے ملکر اسکے دل مین بڑے بڑے کامون کا جوش و
خروش پیدا کر دیا۔ یہ آغاز روزگار جب سولہ برس کا ہوا تو داداجی نے اسکو جاگیر کے
نظم و نسق مین شریک کرلیا۔ مگر اب وہ اسکے حد اختیار سے باہر ہوگیا۔ ان لٹیرون
کے ساتھ شریک ہوا تو لوگون کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ وہ بھی ملک کا نکلے لٹیرون مین سے
ہے۔ غرض اس لوٹ مار اور سیر و شکار کے سبب گھاٹون مین جھنا اور کوہستان کی ساری
گھاٹیون سے وہ واقف ہوگیا اور وہ یہ خوب سمجھ گیا کہ ایسے کون سے مقامات ہین جہان
حملہ کرنا چاہیئے اور کون سی ایسی جگہ ہین جہان بیٹھ کر اپنی حفاظت کرنی چاہیئے۔
وہان کے جنگل کے باشندون سے پہلے ہی آشنا تھا پونہ کے شمال مین جو
گھاٹون کے حصے ہین اُن مین بھیل اور کولی بستے تھے اور جنوب مین جو حصے ہین اُنمین

قوم راموسی آباد تھے مگر پونہ کے عین مغرب مین ہرہٹے بستے تھے وہ مدت سے اس اجاڑ ملک کی سختیان اٹھاتے تھے جس وادی کوہ مین وہ آباد تھے انکا نام ماول تھا اس لئے انکے باشندون کو ماولی کہتے تھے۔

سیواجی نے ماولیون کو اپنا یار بنایا۔ اُنہین کی یاری انکی یاوری کا سبب ہوئی سیواجی بہ تیز فہمی و ہوشیاری اور دور اندیشی ختم تھی اسنے ان لوگون کے منتخب کرنے مین اپنی عقل کو خرچ کیا اور اب چھوٹے چھوٹے منصوبون سے بڑے بڑے کامون کو سوچنے لگا اور ایسی راہ نکالی کہ اُسکے یہ سب دوست اُسکے ان کامون مین بڑی کام آئے۔

بیجاپور کی سلطنت مین جو پہاڑی قلعے تھے۔ انکی خبرگیری اچھی طرح نہ کی جاتی تھی اکثر ان مین سے دارالسلطنت سے دور تھے اور بیماری کے گھر سمجھے جاتے تھے خصوصًا برسات مین۔ کبھی انہین ایک مسلمان افسر ہوتا۔ اس پاس کچھ ٹوٹی پھوٹی کم تنخواہ کی فوج ہوتی کبھی یہ بھی نہوتا۔ بلکہ جو آس پاس مال کے اہلکار ہوتے انکی سپرد کردئے جاتے قطع نظر اس سے اس وقت بادشاہ بیجاپور ملک کرناٹک کی فتح مین سرتاپا مصروف تھا اسلئے ان قلعون مین فوج شاہی بہ نسبت سابق کے بہت کم تھی اب ان قلعون پر قبضہ پانے کے لئے سیواجی نے اپنی تدابیر کا آغاز اس طرح کیا کہ پونہ سے جنوب مین بیس میل پر ایک پہاڑی قلعہ نہایت مضبوط تورنا تھا ۱۶۴۶ع مین اسنے اپنے دوستون کی معرفت حاکم قلعہ سے گفتگو کی کہ وہ قلعہ اسکے حوالہ کردے جب قلعہ دار اس بات پر راضی نہ ہوا تو پھر اسنے اپنا وکیل دربار شاہی مین بھیجکر یہ درخواست کی کہ یہ قلعہ اسکو عنایت ہو۔ وہ پہلے حاکم سے دس گنا زیادہ محصول ادا کریگا۔ اور بادشاہ کی جان نثاری اور خدمت گذاری مین دل و جان سے مصروف ہوگا غرض یہ اپنی درخواست بادشاہ کے ہان اہلکارون کو خوب رشوتین دیکر منظور کرالی۔ اب قلعہ تورنا کو اُس نے مستحکم کیا وہان اسکو ایک خزانہ ہاتھ لگ گیا۔ اس خزانہ خداداد کے ملنے سے اسنے اپنی عقلمندی سے اپنی یکتائی کا یقین لوگون کو کرادیا۔

سیواجی کے یار ماولی و ہرہٹے ۔ پہاڑی قلعون پر سیواجی کا قبضہ۔

اور بتلایا کہ یہ بھوانی نے دیا کرکے خزانہ بھیجدیا ہے۔ اس خزانہ کو اسنے سپاہ مین تقسیم کردیا اور ٹورنا سے جنوب مشرق مین تین میل پر کوہ مہور بدھ پر ایک ونیۓ قلعہ کے برج وخندق کے مستحکم کرنے مین لگایا اور اسکا نام راجگڈھ رکھا یہ اسکی بڑی دانائی تھی کہ وہ اپنی محبت مہمات مین مذہب کی حمایت اور قوم کی رعایت کو ظاہر کرتا تھا۔ ٹھاکر دوارون اور مندرون کے جو مواقف ومصارف مسلمانون نے ضبط کرلئے تھے انکو بحال کرتا اور اپنے سارے کامون مین بھگتائی اور جھی ستی ہونے کو ظاہر کرتا۔ اپنے حال پر دیوتاؤن کی خاص عنایت بتاتا اپنے سپنون کو مکاشفات بتاتا۔ جب شاہ بیجاپور کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ آیندہ چپ نہ بیٹھ سکا اور اسکے باپ شاہ جی سے جواب طلب کیا اور حکم دیا کہ اپنے بیٹے کو ایسی حرکات سے باز رکھے۔ شاہ جی نے اپنے عذرات پیش کئے اور دادا جی اور سیوا جی کو لکھا کہ آیندہ وہ ملک بیجاپور پر ایسی دست انداز یان نہ کرین۔ دادا جی گرونے اول تو اپنے چیلے کو سمجھایا کہ باوا جی کے کہنے پر عمل کرے۔ مگر بعد اسکے وہ خود چیلے کے ارادون کا چیلہ بن گیا اور ایسی تدبیرین بتانے لگا کہ اوسکے سارے کامون سے اُس کے ہم مذہبون اور ہم وطنون اور ہم قومون کی ترقی ہو۔ جب وقت مرگ اسکا آیا تو اُسنے سیوا جی کو پاس بٹھایا اور اس ہونہار نوجوان کو یہ سمجھایا کہ اپنے دہرم اور کرم پر قائم رہنا۔ گاے اور برہمن اور کاشتکارون کی رکھشا کرنا۔ ٹھاکر دوارون اور مندرون مین کوئی کھنڈت نہ ہونے دینا اور جو کچھ برا بھلا آگے آئے اس پر صابر اور شاکر رہنا دادا جی نے تو یہ کہہ کر پران چھوڑدئے اس نوجوان کے دل پر گرو کے ان آخر حکمون کا وہ اثر ہوا۔ کیا ٹھگون کا افسر اور بڑا غارت گر تھا یا اپنی قوم کا آزاد کرنے والا۔ اپنے مذہب کی حمایت کرنے والا ہو گیا اب اپنی آپ وہ اچھی قدر ومنزلت عزت تعظیم کرنے لگا۔

آ اپنے دادا جی کے مرنے کے بعد اُس نے اپنے باپ کی جاگیر پر قبضہ کیا اور بے روک ٹوک کام کرنے لگا جو کچھ محصول اور خراج جاگیر سے وصول ہوا باپ پاس نہ بھیجا اور اس کے خرچ کی معقول وجوہات بتلاوین کہ ملک ایسا مفلس ہے کہ کچھ آمدنی کی بچت نہین ہوتی اب اپنا

گذارہ کرتا تھا تک کی آمدنی سے کیجئے۔ پونہ کی شمال مین چاکنہ ایک بہت عمدہ قلعہ تھا
اُس پر چپ چاپ قبضہ کرلیا اور وہان کے حاکم کو باپ کے نام سے نوکر رکھ لیا۔ اور اس
ضلع کی رعایا کے ساتھ نہایت رعایت سے پیش آیا اور اس سے زیادہ اہم ایک اور
قلعہ گندنہ کا لینا تھا۔ اُسکے حاکم کو رشوت دیکر لے لیا اور سنگ گڈھ اُسکا نام رکھا۔
پرگنہ سوپہ مین اسکا میاسُسر باجی ہیتے اسکے باپ کی طرف سے حاکم تھا اُسکو سیواجی کے
بگھنڈ نہین بھاتے تھے اُس پر ایک رات کو چھاپہ مارا۔ اور اسکو اور اسکے ساتھیون کو قید
کرلیا۔ ان قیدیون مین سے بعض نے سیواجی کی سیوا اختیار کی اور باقی قیدیون اور
ہیتے کو کرناٹک مین شاہ جی پاس بھیجدیا۔ جن دنون مین داداجی کن دیو کا انتقال
ہوا تھا اُنہی دنون مین پورندہر کا قلعہ دار بھی مرا اسکے تین بیٹے باپ کی جاگیر پر جھگڑ
کر رہے تھے سیواجی انکے ثالث بنے اور اپنے ہمراہیون کو وہان لے گئے۔ اور تینون
بھائیون کو قید کرلیا۔ پھر اپنی شیرین کلامی سے اُنکو اپنا دوست بنا لیا اور وہ
اُسکے بڑے بڑے کامون مین کام آئے اور ایما نداری سے خدمات اُس کی
بجالائے۔ سیواجی نے ان مہمات کو اپنی تدبیر و تیزویر سے انجام دیا اور کسی کی
نکسیر بھی نہ پھوٹی ایسی انتظامات کو مرہٹے ستم اور جور پر ترجیح دیتے ہین۔
سیواجی نے اپنے باپ کی جاگیر کا خوب انتظام کیا محصول خوب وصول کیا اور چاکنہ
سے نیرا تک ملک پر وہ قابض ہوگیا۔ اسمین جنگی قلعے آراستہ تھے اور وہ استوار اور محکم
مقام دشمنون سے لڑنے کے لئے تھے اور غنیمت کے مال کے لئے نہایت محفوظ جگہیں تھیں
پہاڑون مین یہ انتظام کرکے اُسنے اب میدان جنگ مین گھوڑے دوڑانے شروع
کیئے اور بیجاپور کی سلطنت سے بغاوت اختیار کرنے مین کوئی پردہ نہ رکھا۔
اُسنے ملک کا شکار اس طرح کیا جس طرح شیر چھپ کر پہاڑون کی کھوہ مین شکار کی
تاک جھانک مین بیٹھتا ہے اور جون ہی وہ نظر پڑتا ہے اُسپر چھپٹا مارتا ہے
اور پھر اپنی کھوہ مین جا بیٹھتا ہے۔

سیواجی کی اپنی بغاوت والی بیجاپور سے

اب اُس نے ماولیون کو پیادون مین بھرتی کیا۔ سوپہ کی مہم مین تین سو گھوڑے
اُسکے ہاتھ لگے تھی انپر پیادون کو سوار کرکے سوار بنائے اور ان سوارون کے ساتھ
پہلے ہی یہ شکار مارا کہ والی بیجاپور کو تین لاکھ اشرفیون کا خزانہ مولانا احمد حاکم کلیان نے
بھیجا تھا۔ اُسے ۱۶۴۸ء مین لوٹ کر راج گڈھ مین لے گیا روپیہ پیادہ سوارون کو دیدیا
قلعون کا ان گوری ٹونا۔ نکونہ۔ بھورپ۔ کوری۔ توگھر۔ راج ماچی۔ ٹالا
گوس سالا۔ اور کوہستانی مضبوط قلعہ رائے ری کو فتح کرکے اصل مالکون کو دیے دیئے
اب کانکن پر اُسنے حملہ کیا اور جن مقامات میں دولت تھی اونکو لوٹا۔ کانکن کے
شمالی جانب ایک مسلمان حاکم تھا اور کلیان اسکی دارالریاست تھی اسپر سیواجی
کے ایک برہمن اباجی سونتی دیو۔ افسر نے حملہ کیا اور کلیان فتح کرلیا اور جو اُس
متعلق قلعے تھے انپر بھی قبضہ کرلیا اور حاکم کو قید کرلیا۔ سیواجی اس فتح کو سنکر بہت
خوش ہوا اور خود کلیان مین گیا اور اباجی سونتی دیو کی بڑی تعریف کی اوسکو اس ملک
کا صوبہ دار مقرر کیا اور ملک کا انتظام کیا پرانے قوانین مالگذاری کے جاری کئے
مندرون پر چڑھاوے بھیجے برہمنون کو زمینین دیگئین۔ سیدی ایک خوفناک
ہمسایہ تھا اسکی جاگیر جو قبضہ مین آئی تھی اسپر قبضہ رکھنے کے لئے دو قلعون کی تعمیر
کا حکم دیا ایک گوس سالا کے پاس بیردارا اور دوسرا رائے ری کے پاس بیگانہ
سونانا۔ احمد جسکو اباجی سونتی دیو نے قید کیا تھا سیواجی نے اسکی بڑی خاطرداری کی
اور اسکو عزت وحرمت کے ساتھ بیجاپور کے دربار کو رخصت کیا مگر دربار مین اُسکے
قید ہونے اور قلعون کے حوالہ کرنے کی خبر پہلے آچکی تھی شاہ بیجاپور نے اُسے موقوف کردیا

شاہجی کا قید ہونا اور چھوٹنا

جب محمد عادل شاہ بادشاہ بیجاپور نے سیواجی کے یہ بہت گھمنڈ دیکھے اور اسکی
تدبیر اور تیزی اور زور شمشیر سے آگاہ ہوا تو آگ بگولہ ہوگیا۔ سیواجی کا باپ شاہجی
کرناٹک مین بادشاہ کی طرف سے صوبہ تھا اسکو دغا سے اُسیکے ایک ہم قوم
باجے گھورپڑے نے دعوت مین بلایا اور گرفتار کرکے بیجاپور مین بادشاہ

پاس بھیجدیا۔ پادشاہ نے سنہ ۱۶۴۹ مین اسنے شکین قیدخانہ مین قید کردیا جسکا بہت چھوٹا دروازہ تھا اور کہا کہ اگر تمہارا بیٹا اپنے افعال ناشائستہ سے باز نہ آئیگا۔ اور تابعداری نہین اختیار کریگا تو قیدخانہ کا دروازہ تیغہ کردیا جائیگا یہ خبر سنکر سیواجی باپکے چھٹانے کی تدبیرین لگا۔ اول اُسکے دل مین آئی کہ باپکے چھٹانے کے لئے عادل شاہ کی فرمانبرداری کیجے مگر اسکی بیوی سہائی بائی نے اسے روکا کہ اس نافرمانی سے جو شاہ جی کی رہائی کا احتمال ہے وہ اس پادشاہ کی فرمانبرداری مین نہین ہے جو بیوفائی مین مشہور ہے اور سوچا کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین کہ پادشاہ دہلی کا توسل ڈھونڈھنا چاہیئے۔ سیواجی ایسا سرشیلا تھا کہ ابتک شاہ دہلی کی خدمت مین کوئی گستاخی نہین کی تھی چنانچہ یہ منصوبہ اسکا ٹھیک پڑا۔ اور شاہجہان کے ہان سے اُسے پنجہزاری کا خطاب ملا۔ اور غالب ہے کہ اس پادشاہ کی سفارش سے شاہ جی کو رہائی ہوگئی۔ شاہ جی چار برس تک قیدخانہ کی سیوا کرتا رہا اور چپ چاپ بیٹھا رہا۔ ملک مین بھی امن رہا سیواجی ملک مین دست درازی کرتے ہوئے کیون ڈرتا تھا کہ کہین قیدخانہ مین باپ کا کام تمام نہ ہوجائے اور شاہ بیجاپور اس اندلیشہ سے چپ چاپ تھا کہ کہین سیواجی مغلون کو نہ چڑھا لائے مگر اس وقت ملک کرناٹک مین بے انتظامی کی آفت برپا ہوئی اُس وقت دربار بیجاپور اپنی صلاح و فلاح اسی مین سمجھا کہ شاہ جی کو قید سے چھوڑکر کرناٹک بھیجے۔ وہان مفسدون نے اسکی جاگیر پر قبضہ کرلیا تھا اور اسکا بڑا بیٹا مارا گیا تھا اور سب طرف ہتیار بندی ہوگئی تھی اور تمام بیجاپور کے افسرون کو نکلنے کے لئے مفسد دھمکیان دی رہی تھی شاہ جی سے قول و قسم اس بات پر ہوگیا تھا کہ وہ اسکے قید کرنیوالون کے ساتھ ہمیشہ صلح کے ساتھ رہے۔ اگرچہ اُسنے خود اپنا عوض نہ لیا مگر سیواجی کو لکھ بھیجا کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو باجے گھورپوری جاگیردار مودھول کو سزا دینا۔ غرض انتقام کا قرض والی بیجاپور کی گردن پر رہا جسکو سیواجی نے مع سود وصول کیا۔ سیواجی کے قید کرنے کے لئے دشمنون نے کوشش کی مگر وہ چارون طرف کان لگائے رکھتا تھا۔

اسکو خبر ہوگئی اور اُسنے اُلٹی جوتی دشمنون ہی کے مُنہ پر لگائی۔ اب باپ کے چھوٹنے پر
شاہ جی کا زور دوبالا ہوگیا اور پھر اپنے جاہ و جلال کے بڑھانے مین اعلیٰ درجہ کی
تدابیر کرنے لگا۔ راجہ جولی جو دریا وارنا اور کرشنا کے دوآبہ کے بڑے حصے پر فرمانروائی
کرتا تھا وہ بھی سیواجی کا ہمقوم تھا اور اس سے ہمیشہ صلح رکھنی چاہتا تھا مگر نہ اس کا یہ
ارادہ تھا کہ اس سرکش کا مطیع ہو اور نہ یہ نیت تھی کہ والی بیجاپور کے مقابل مین کھڑا ہو
وہ نہایت زبردست راجہ تھا اسکا خاندان بڑا اسا ہی مشہور تھا۔ اور ایک عمدہ سپاہ
رکھتا تھا۔ سیواجی کو اُسسے یہ رنج پیدا ہوا کہ جو لوگ اُسکے تعاقب مین آتے تھے انکو اس
راجہ نے رستہ دیدیا تھا اب اس رنج کا عوض پردہ ہی پردہ مین لینا چاہا۔ اور دو
وکیل راجہ جولے کے دربار مین ایک برہمن اور دوسرے مرہٹہ چندر راؤ بھیجے اور اُس کے
بیٹے سے شادی کی درخواست کی۔ جب یہ سگائی ٹھیر گئی تو ان دونو ایلچیون نے
راجہ کے مارنے کا قصد کیا۔ سیواجی چپکے چپکے چوٹون کی طرح فوج کو ایسے مقام پر
لے کر آپہنچا کہ جس وقت راجہ مارا جائے تو وہ جھٹ پٹ ملک پر قابض ہوجائے غرض ان
ظالمون نے راجہ اور اُسکے بھائی کو مارا۔ خود بھاگ گئے۔ ایک سخت مقابلہ کے بعد ان کی
دارالحکومت سیواجی کے ہاتھ آگئی اور تمام اسکے متعلقات پر قبضہ ہوگیا مگر یہ کام ناحق
اور مکاری کا ہندوؤن کو پسند نہ آیا۔ نیرا اور کرشنا کے درمیان ایک بڑا مستحکم مقام ستارا
تھا اسکو رات کو سیڑھیون پر چڑھ کے لیا اور قلعدار کو مار ڈالا سیواجی ملک گیری کی
نردبان کی اول سیڑھے پر پہلے چڑھ چکا۔ اب یہ دوسری سیڑھی پر قدم رکھا اور
اس فتح نمایان کے یادگار مین اُسنے قلعہ پرتاب گڈھ تعمیر کرایا اور اپنا پیشوا شاہجی
پنتھ پہلے پہل مقرر کیا۔

اب تک سیواجی مغلون کی سلطنت کا بڑا ادب کرتا تھا۔ اُنکی سرحد پر قدم
نہ رکھتا تھا بلکہ وہ بادشاہ کی ملازمت کو اپنی عزت سمجھتا تھا اس وقت اورنگ زیب
ملک دکن مین ملک گیری کر رہا تھا اسکی تمنا تھی کہ سیواجی کو اپنا دوست بنا کر بیجاپور

سیواجی کا ۱۶۵۳ع مین اورنگزیب سے معاملات

اور گول کنڈہ کے فتح کرنے مین اپنا معاون بنائے سیواجی نے اول اس شاہزادہ
کی باتون پر خیال کیا اور اسکی ملازمت حاصل کی اور اپنی ملک مقبوضہ کے لئے اسکے اول
سے بادشاہی سند حاصل کی مگر جب اسنے دیکھا کہ شاہزادہ اپنی ساری فوج بیجاپور والون
سے لڑ رہا ہے تو اسنے یہ خیال کیا کہ بادشاہی ملک پر قبضہ کرنے مین بہت کچھ فائدہ ہی اسلئے
اسنے اول قلعہ جنیر پر جو مغلون کی عملداری مین تھا رات کو حملہ کیا اور خوب اسکو لوٹا۔
تین لاکھ ہن کو ملا۔ اور دو سو گھوڑے ہاتھ آئے۔ اب اس سے بڑھکر احمد نگر پر ۱۶۵۷ء مین
ہاتھ مارا۔ وہان سے سات سو گھوڑے اور چار سو ہاتھی اڑا لایا۔ ان فتوحات سے
لڑائی کا سامان اس پاس نئی طرح کا ہوگیا اگرچہ مادلی اور مرہٹے اسکی سپاہ کے پیادے
تھے اور وہ بڑے چالاک و چست تھے اور بدستور اپنی کامون مین مشہور تھے مگر اب
اسنے سوارون کا دستہ تیار کیا اور تھوڑے دنون بعد نہایت غور و تامل کرکے
پٹھانون کو پیادون مین بھرتی کیا اگرچہ ان مسلمانون کو سپاہ مین داخل کرنا ابتدائی
حالت مین مناسب تھا مگر بالفعل جو حال اسکا ہوگیا اور آیندہ ہونیوالا تھا اسکے
لئے یہ امر ضرور تھا۔ غرض اب اس پاس ایسا سامان ہوگیا تھا کہ وہ میدان جنگ مین
باقواعد فوج کے سامنے لڑ سکتا تھا اور ٹھیر سکتا تھا سیواجی نے اورنگزیب کے معاملہ
مین بڑی غلطی کھائی اور اسکے زور و قوت اور سپاہ و عقل کا ٹھیک ٹھیک تخمینہ نہ کیا اسنے
بیجاپور کا بہت جلد محاصرہ کرلیا۔ اور قریب تھا کہ اسکو بالکل فتح کرلے اس سبب سے سیواجی کی امیدین
دل کی دل ہی مین رہین اور بہت جلد اسکو خوف و ہراس اس شاہزادہ کی طرف سے
پیدا ہوا اسلئے یہ اس کی خوش نصیبی تھی کہ اپنے بیجا حملون کا عذر پیش کیا اور بہت منت و
سماجت سے پیش آیا جس سے اسکی طبیعت کا کمینہ پن ظاہر ہوا۔ یہ اسکی اقبالمندی تھی کہ
چند روز بعد شاہجہان کی بیماری کے سبب شاہزادہ کو ہندوستان کی طرف جانا پڑا
اور ایک لمحہ مین کچھ سے کچھ ہوگیا اور معاملات ملکی مین ایک انقلاب عظیم واقع ہوا اس عرصہ
مین کہ اورنگزیب بھائیون سے لڑ جھگڑ اور باپ کو معزول کرکے بادشاہ ہوا

سیواجی اسکا مطیع اور فرمان بردار رہا اور اسکی خدمات بجا لانے کا بہانہ کرکے فوج
کو بڑھاتا رہا اور زبانی جان نثاری اور خدمت گزاری کا اظہار کرتا رہا اور اسکے عوض مین
اُسنے یہ درخواست کی کہ بادشاہی ملک مین جو جو استحقاق اُسکے ثابت ہین اُن پر توجہ
فرمائی جائے۔ اور اس طرف بھی اشارہ کیا کہ ملک کانکن مین وہ حکومت بہ نسبت اُن اہلکارون
کے جو اب مقرر ہین اچھی طرح کرسکتا ہے یہ وقت خود اورنگ زیب کے لیئے نازک تھا۔ اسلیئے
شاہزادہ نے وہ فرمان ۱۶۵۸ع مین جاری کیا کہ قصور معاف۔ ملک برقرار۔ ملک کانکن مین
لڑائی کی اجازت اور سارے دعوی اسکے منظور۔ مگر پانچسو سوار اپنے بادشاہ کی خدمت مین بھیجدے
سیواجی بھی ایسے معاملات مین اورنگ زیب کا بھائی تھا اُسنے سوار نہ بھیجے۔ مگر زبانی اقرار
ہمیشہ کرتا رہا۔ دغا کی شطرنج دونو کو برابر کھیلنی آتی تھی۔ بازی قائم رہی۔ سیواجی نے پیشوا
شامجی کو بہت سی سپاہ دیکر کانکن مین بھیجا وہان اُس نے بعد ایک سخت لڑائی کے سیدی جوہر
سے ہزیمت اٹھائی۔ اسلیئے سیواجی نے پیشوا کو بُلایا اور اپنے عہدہ سے معزول کردیا۔ اب
یہ وقت بڑا نازک آگیا تھا۔

افضل خان کا سیواجی سے لڑنا اور مارا جانا

اُس وقت مین عادل شاہ کے بیمار ہونے سے مملکت بیجاپور مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہوا جب
وہ مرگیا تو علی عادل شاہ ایک نوجوان اُسکی جگہہ تخت نشین ہوا۔ اُسکی حکومت کو استقلال نہوا
تھا ابھی اُسنے اورنگ زیب سے ہزیمت اٹھائی تھی۔ ارکین سلطنت مین باہم جھگڑا تھا۔ بادشاہ
کم عمر تھا۔ باوجود ان سب باتون کے بیجاپور کے دربار نے سب سے اول یہ کام مقدم جانا کہ
سیواجی کی سرکشی کو دبائین اور اسکو اتنی فرصت نہ دین کہ وہ مغلون کے ساتھ سازش کرسے
اس کام کے واسطے چیدہ چیدہ بارہ ہزار سپاہ جمع ہوی۔ اور افضل خان جو بڑا نامی گرامی
امیر تھا اسکا سپہ سالار مقرر ہوا۔ وہ اپنی شیخی مین آکر کہنے لگا کہ سیواجی کی کیا حقیقت ہے ابھی
اُسکو زنجیرون مین جکڑکر بادشاہ کے تخت کے روبرو لاکر کھڑا کرتا ہون۔ اس نوجوان کو جب یہ
خبر ہوئی تو وہ اپنی کمزور حالت کو سمجھا کہ ایسے جوانمرد سے پہلے میدان مین مقابلہ نہین
ہوسکیگا۔ اپنی قدیمی تزویر و تدابیر و حکمت مین مصروف ہونا بہتر جانا۔ اُس نے اپنے تئین

خوف زدہ ظاہر کیا قلعہ پرتاب گڈھ مین پہنچا یا اور اور عذر و معذرت کے خطوط خانصاحب کو بھیجنے شروع کر دیئے۔ اور لکھا کہ آپ بزرگ ہین آپ کو میرے حال پر مرحمت کرنی چاہئیے اگر آپ کی بدولت میرا قصور بادشاہ کے ہان سے معاف ہو جاے تو مین اپنا سارا ملک چھوڑتا ہون اور جان نثاری اور اطاعت مین پھر کچھہ عذر نہین کرتا ہون۔ خان صاحب کچھہ تو پہلے ہی ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے۔ اب و ر پھولے۔ اُنہون نے ایک برہمن پنتوجی گوپی ناتھہ کو سیواجی پاس بھیجا یا کہ جا کر عہد و پیمان کرائے سیواجی نے اُس پنڈت سے رسم و رواج کے موافق دربار مین ملاقات کی پھر آدھی رات کو اکیلا پنتوجی برہمن کی خدمت مین گیا اور وہان یہ ظاہر کیا کہ بھوانی نے مجھے دنیا مین بھیجا ہے ور ایسی باتین بنائین کہ وہ اُتسے بالکل مل گیا۔ اور اُسنے یہان سے جا کر خان صاحب کو بالکل منقوش خاطر کر دیا کہ اس لڑکے مین اصلا تاب مقابلہ کی نہین۔ ایک قلعہ مین ہراسان اور لرزان بیٹھا ہوا ہے اور سخت حیران ہے کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے افضل خان یہ سُنکر اور شیر ہو گئے اور بن اور جنگلون کو کاٹتے ہوئے قلعے کے تلے جا پہونچے۔ سیواجی کا بڑا منصوبہ اس کام مین یہ تھا کہ کسی طرح افضل خان کو مار لیجیے تو بیڑا پار ہے۔ اب پنتوجی کی اعانت سے یہ بات ٹھیری کہ ان دونون مین آپس مین تنہا ملاقات ہو۔ غرض خان صاحب اپنی خانی کے گھمنڈ مین آ گئے ایک خادمت گار کو ساتھہ لے گلے مین باریک ململ کا جامہ پہنے۔ ہاتھہ مین ایک سیدھی سیف لی سیواجی کی طرف چلے۔ اس اثنا مین سیواجی نے کیا کام کیا کہ اول نہایا۔ اور پھر دل سے پوجا پاٹ کی اور ماں کے پیرون مین سر رکھا اور اُتسے عرض کی کہ میرے لئے اس وقت ایشور سے پرارتھنا کرو کہ میرا کاج ہو جائے اور ایک زرد دگلا روئی کا پہنا اور اُسکے نیچے فولادی زرہ اور آستین مین بگھنکھہ (یہ ایک حربہ ہے جو شیر کے پنجہ کی صورت ہوتا ہے) چھپایا اور بغل مین خنجر دبایا۔ اب وہ خانصاحب کے روبرو سہما سہما ایسا آیا۔ جیسا کہ گیدڑ شیر کے سامنے آتا ہے اور بہت سہج سہج جا کر خانصاحب سے معانقہ کیا۔ اور اول بگھنکھہ اُس کے

جسم مین چھو یا۔ اور پھر خنجر کا وار کیا خان صاحب نے بھی اپنی نازک سیف اوسپر چلائی۔ مگر فولادی زرہ نے اوسکو جسم تک نہین پہنچنے دیا۔ اب سکا سر کاٹ کر پرتاب گڈھ مین لے آیا۔ سیواجی نے پہلے سے یہ حکمت کر رکھی تھی کہ جنگل مین چارون طرف مرہٹے لگا رکھے تھے۔ جب افضل خان کے مرنے سے فوج مین ہل چل مچی تو یہ مرہٹے اُنپر بے خبر جا پڑے۔ ساری فوج کو تتر بتر کر دیا۔ یہ واقعہ ۹ اکتوبر ۱۶۵۹ء مین ہوا۔ افضل خان کا بیٹا اور اوسکا خاندان ایک مرہٹے کو رشوت دیکر بچ گیا۔ مگر سیواجی نے اس مرہٹے کا سر اوڑا دیا۔ اگرچہ اور قیدیون کے ساتھ اوس نے نیک سلوک کیا اور سب مرہٹون کو نوکر رکھ لیا مگر جب ایک مرہٹہ نے اپنے ولی نعمت والی بیجاپور کی نمک حرامی سے انکار کیا تو اوسکو انعام دے کر رخصت کیا۔ اس مہم مین سیواجی نے خفیہ خزانون کے بتلانے کے واسطے لوگون کو تکلیف دی مگر کوئی کام بیفائدہ نہین کیا۔ اور بے سبب کسی کو اذیت نہین پہنچائی۔ اس دغابازی اور فریب کی مرہٹون مین بڑی تعریف ہوئی اور اسکی بدولت اسکو چار ہزار گھوڑے اور ہاتھی اور اونٹ اور خزانہ اور توپین اور اور اسباب ہاتھ لگا۔ اور قلعہ پنالہ اور لون گڈھ بھی قلعہ دارون نے اُسے حوالہ کر دیا اور اُس نے بسنت گڈھ کو بھی لے لیا اور بہت سے قلعے اوسکے ہاتھ لگ گئے۔

بعد اس قضیہ کے علی عادلخان نے ایک اور فوج رستم خان کے ماتحت روانہ کی مگر اسکو بھی پنالہ کے قریب شکست ہوئی۔ ان فتوحات سے سیواجی کا دل بڑھا اور ایسا بیباک ہوگیا کہ وہ ملک کو تاخت و تاراج کرتا ہوا بیجاپور کے دروازہ تک پہنچا۔ اور اوسکے پاس سے ہوکر گھاٹون مین چلا گیا۔ لوگون کو یہ یقین تھا کہ وہ زمین مرتفع پر جب جا بیٹھا رہیگا مگر اوسنے وابل اور اور مقامات پر قبضہ کر لیا۔ راج پور سے بڑا بھاری خزانہ لیا اور راج گڈھ کو اپنے ساری لوٹ کے اسباب اور دولت سے زینت دی اور اوسکو دار الریاست بنایا۔

جب ان باقاعدہ لڑائیون مین شکست پر شکست ہوئی تو پھر عادلشاہ

علی عادل خان نے ... [illegible]

سیواجی سے خوف کھانے لگا اور دل ہی دل مین جلنے لگا اور سوچ بچار مین
پڑ گیا پھر مئی سنہ ۱۶۶۰ مین اُسنے نئی فوج جتنی افضل خان کے ساتھ بھیجی گئی تھی
جمع کی اور نامور افسر صلابت خان کے سپرد کی گئی اور سیدی جوہر اور واڑی کے ساونت
اُسکے مددگار مقرر ہوئے غرض یہ سب ملکر ملک کانکن پر حملہ کرنیکے لئے روانہ ہوئے۔
سیواجی نے ہر مقام پر اس لشکر سے مقابلہ کرنے کی تیاریان کین اور قلعہ پنالہ کی
حفاظت مین وہ خود مصروف ہوا مگر اسکو یہ بات دیر کر معلوم ہوئی کہ اس قلعہ کی
حفاظت مین ناحق تضیع اوقات اُسنے کی۔ وہ یہان جا پہنچتا گھرا رہا۔ اور اس
سبب سے اپنی فوج سے کچھ کام نہ لے سکا اب قلعہ کا تھامنا اور خود نکل جانا بھی ناممکن معلوم
ہوتا تھا اسلئے یہ چال چلا کہ صلابت خان سے پیغام بھیجا کہ مین خود حاضر ہو کر
اس قلعہ کو سپرد کرتا ہون۔ کل دروازے کھولدونگا۔ یہ مژدہ سُنکر محاصرین بڑے
خوش ہوئے اور سمجھے خدا نے ہماری محنت کا اجر دیا اور رات کو بیخبر سو رہے۔ صبح
کیا دیکھتے ہین کہ سیواجی اپنے منتخب سپاہیون کے ساتھ انکے درمیان ہو کر قلعہ
سے نکل گیا اور رنگنا مین پہنچا۔ بادشاہی فوج نے بڑی سرگرمی سے اسکا تعاقب
کیا اور تیس منزل پر سیواجی نے اُترنا چاہا تھا اُسے چھ میل وری جا لیا۔ مگر وہ ایک
درہ تنگ با کی حفاظت باجے پربھو کو سپرد کرکے آگے بڑھ گیا۔ یہ باجے پہلے سیواجی
کا جانی دشمن تھا مگر اب اُس کے لئے جان دینے کو حاضر تھا۔ اس درہ پر تھوڑے سے
آدمیون سے ایسا لڑا کہ تین دفعہ دشمنون کا مُنہ پھیر دیا اور اُلٹا ہٹا دیا۔ چوتھی مرتبہ
افضل خان کے بیٹے فاضل خان نے جو سیواجی کے خون کا پیاسا تھا بڑے زور
شور سے اس درہ پر حملہ کیا۔ ایک سخت لڑائی کے بعد اس جگہ کو لے لیا۔ درہ مین جو
سپاہی چھپے چھپائے باقی تھے مارے گئے اور سیواجی کے بہادر نائب بھی نیچے گرے
جسوقت اس بہادر کی آنکھون پر موت کی تاریکی چھا رہی تھی اس وقت پنالہ سے
ایک توپ چھوٹی جسنے سیواجی کے زندہ سلامت پہنچنے کی بشارت اس مردہ کو سُنائی

اس آواز سے جو زندہ باقی رہے تھے وہ اس بہادر کی لاش کو دشمنون کے حلق مین سے نکال کر لیگئے۔ اب ۱۶۶۱ء مین علی عادل شاہ خود فوج لے کر سیواجی سے لڑنے آیا۔ اور بنالہ اور لون گڈھ اور بہت سا ملک جو سیواجی نے حال مین فتح کیا تھا اُسسے چھین لیا۔ غرض سیواجی اُس سے مقابل نہو سکا۔ مگر راج پور پر حملہ کیا اور اسکو لوٹا اور سنگار پور جو ایک مرہٹے راجہ کی راجدھانی تھی اُسے تباہ کیا۔ یہ راجہ بھی اس جھگڑے مین مارا گیا۔ اس ناشائستہ حرکت سے ہندو سیواجی سے ناراض ہوئے غرض اس سال کے اندر کوئی کام اُس نے معقول نہین کیا اب وہ پوجا پاٹ اور دھرم کرم مین زیادہ مصروف رہنے لگا۔ اور اپنے تئین جتی ستی جتانے لگا اور پرتاب گڈھ مین بھوانی کا مندر تعمیر کرایا۔ تاکہ ساری باتون کا کفارہ ہوجائے اور اس اثناء مین سیدی جوہر سے بھی کئی معرکون مین میدان جیتا۔ تم کو یاد ہوگا کہ گھور پورے نے شاہ جی کو گرفتار کر کے اپنی بیجاپور کے حوالہ کیا تھا اور اس وقت وہ سیواجی سے لڑنے کے لئے سامان کئے ہوئے آتا تھا سیواجی کو اُسسے باپ کا عوض لینا تھا اسلئے وہ بے خبر اُس کے گھر مین چلا گیا اور اُسکو مارڈالا۔ اُسکے گھروالون نے مکان مین آگ لگادی اور خود بغیر مقابلہ و مقاتلہ کے بھاگ گئے۔

اب کرناٹک مین فساد برپا ہوا۔ اسلئے بادشاہ بیجاپور کو ضرورت ہوئی کہ سیواجی سے جو فوج لڑنے گئی تھی اُسسے بلاکر کرناٹک کی مہم مین مصروف کرے اسلئے سیواجی کو فرصت ملی کہ اُسنے واری کے ساونتون کو مغلوب کرلیا اور گھاٹون پر جو اُسکے نقصان ہوگئے تھے انکو پورا کیا۔

اب بہت سے بندرگاہون پر اسکا قبضہ تھا اُسنے جہازون کا بیڑا بنایا اور گوالیہ سے توپخانہ منگایا۔ آخرکار ساہوجی نے بیٹے کی صلح والی بیجاپور سے ۱۶۶۲ء مین کرادی۔ ساہوجی اپنے اس نونہال کے پھولنے پھلنے سے پھولا نہ سماتا تھا بیٹے کی اس حرکت پر کہ اس نے گھور پوری کو مارا فریفتہ اور عاشق تھا

اور بیٹے سے ملاقات کرنے آیا۔ بیٹا بھی اُسسے تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ مرہٹون کے مورخ کہتے ہین کہ سیواجی

اب اپنی دار الحکومت منتقل کرکے رہری مین لے گیا اور اُسکا نام رائے گڈھ رکھا اور اسکو سامان اور اسباب سے خوب مستحکم اور درست کیا۔ ایک اُسکے سردار نے شمال مین دور دور بہت سے قلعے تسخیر کیے۔ دوسرے افسر نے اورنگ آباد کے قریب تک تاخت و تاراج کی اور تمام ملک مین تھلکہ ڈالدیا۔ اس صلح کے بعد سیواجی پاس کل ولایت کانکان کلیان سے گوا تک تھی جسکا چار درجہ عرض ساحل شامل تھا اور کونکان گھاٹ جہتا بیا سے وارنا تک تھا جنمین ۱۶۰ میل کا فاصلہ تھا۔ اسکے ملک کا بڑے سے بڑا عرض سوپہ و جنیر کے درمیان سو میل سے زیادہ نہ تھا۔ اسکے پاس اتنا ملک نہ تھا جتنی سپاہ تھی پچاس ہزار پیادے اور سات ہزار سوار۔ اسکی قوت بڑی خوفناک تھی۔ بیجاپور والون سے صلح کرکے اسکو فرصت ہوئی کہ وہ مغلون سے لڑے بھڑے۔

الفنسٹن صاحب اور کرنیل ڈف صاحب نے اپنی تاریخون مین مرہٹون کی کتابون سے بہت سے حالات سیواجی کے لکھے ہین جنمین سے کچھ ہمنے اوپر نقل کیے ہین اب ہم عالمگیر نامہ اور منتخب اللباب خافی سے سیواجی کے حالات نقل کرتے ہین دونو کا مقابلہ کرکے فیصلہ کرلو کہ واقعات اصل کیا ہین۔ جب نظام الملک کا سارا ملک شاہجہان کے قبضہ مین گیا اور عادل خان سے وداد اور اتحاد کا رابطہ قائم ہوگیا تو عادل خان نے یہ التماس کی کہ بیجاپور کی چند محال جو بادشاہ کے تصرف مین آئی ہین بعض تعلقہ کوکن نظام الملکی زمین ہین جو عبارت بندر چیول و دابل و دندہ راجپوری و چاکنہ سے ہے اور عادل خان کے تسلط کے بعد وہ حدود ملک بیجاپور مین داخل تھے اور عادل شاہیہ سرحد کوکن کے

متصل جوتل کوکن مشہور ہے واقع ہے۔ ان سب پر اور پرگنات بیجاپور کے متصل
اورنگ آباد پر بندہائے شاہی منصوبے کن قبضہ کرلین اور اسکی عوض مین وہ بندر چول
سے پرگنہ چاکنہ تک تعلقہ بیجاپور کو عنایت فرمائین اسمین بالکل جنگل و کوہ اور اشجار کنار
دریائے شور ہے۔ بادشاہ نے یہ درخواست منظور کرلی۔ بعد عوض معاوضہ کے دونو
کوکن عادلخان بیجاپور سے متعلق ہوگئے۔ ملا احمد جیسے بزرگ عرب تا ان کے شرفای
نوآئط مین سے تھے اور حجاج بنی اُمیہ کے ظلم سے اطراف کوکن مین وارد ہوے تھے اور قوم
نوآئیہ کے نام سے زبان زد ہوئے تھے انکی اولاد مین سے ملا احمد مذکور شاہ بیجاپور
کے مقربون مین تھا اور اس ضلع مین تین پرگنون کا جاگیردار تھا۔ ان ہی دنون دو
پرگنے جنکے نام سوپہ و پونہ تھے۔ شاہ جی بھوسلہ کو جاگیر مین ملے تھے۔ باپ کی طرف
سے جاگیر کے بند و بست مین سیواجی صاحب اختیار تھا اور اپنی قوم مین شجاعت و
رشادت مین ممتاز تھا اور حیلہ و تزویر مین ابلیس پر تلبیس کا فرزند رشید گنا جاتا تھا
ان حدود مین قلعے کوہستان بڑے اونچے اونچے تھے جنگل الحاصل اشجار خاردار سے
پر تھے اب یہان اسنے زمینداروں کے طریقہ پر توطن اختیار کیا عمارات بنائین
اسلئے نئے قلعجات کوہی و حصار گلی بنانے مین مشغول ہوا۔ دکن مین ایسے قلعہ کو گڈھ
کہتے ہین ان ہی دنون مین عادل خان بیجاپوری عارضہ بدنی مین گرفتار ہوا۔ مرض
کے امتداد سے مملکت بیجاپور مین کہ بہ نسبت اور ہندوستان کے صوبجات کی
وسعت مسافت و مداخل زیادہ رکھتا تھا آشوب انقلاب پیدا ہوا اور ملا احمد
ان ہی دنون مین والی بیجاپور پاس گیا اس سبب سے کہ اسکی فوج اطراف کوکن
سے چلی گئی تھی سیواجی نے دیکھا کہ ملک فرمان روا کے انتظام سے خالی ہے تو اسنے
اور جاگیرداروں کے تعلقہ مین جرأت و بیباکی شروع کی
کل دکن مین اسکی اور اسکی اولاد کے فساد کی بنیاد روز بروز جمتی گئی
جسکا حال آگے بیان ہوگا جس جگہ وہ قصبہ معمور و آباد و سیر حاصل مالدار رعایا

سنتا وہان دوڑ کر جاتا اور لوٹ لیتا پہلے اس سے کہ جاگیردارون کی فریاد ان
ایام پرفساد مین بیجاپور مین پہنچے سیواجی اپنا ایک عریضہ مع بہت سے ہدایا اور تحائف
بھیجتا اور عذر لکھتا کہ فلان محال مین افزونی محصول کی گنجایش تھی اور جاگیردارون
اور اُسکے منصوبون نے ایسی ایسی تقصیرین کی ہین مینے انکی تنبیہ کی اور اس قدر روپیہ
اضافہ پر مجھے جاگیر یا خالصہ کے طور پر اُسکا لینا منظور ہے۔ بیجاپور کے کارپردازون مین
رشوت ستانی کا بازار گرم تھا اس آشوب مین ایک دوسرے کی نہین سنتا تھا۔ جاگیردارون کی
نوشتجات جو آتے اُنپر بھلا یہ رشوتی کب توجہ کرتے تھے۔ ملک دکن کبھی فتنہ و خلل و فساد
سے خالی نہین رہتا وہان کی سرزمین کی تاثیر یہی ہے کہ حکام و رعایا مرض حسد و
حمق و خفت عقل مین گرفتار رہتے ہین اور اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤن مین کلہاڑی
مارتے ہین اور عرض و مال و ملک کو فنا کرتے ہین اور اس ولایت مین کارپردازون
کی طمع پر فرمانروا کی انحراف و اختلال مزاج کا اور طرہ چڑھا تو سیواجی کی بنی آئی۔ کہ
اسکے نام احکام اس ملک کے اختیار کے پہنچے تھے۔ رفتہ رفتہ یہان تک نوبت آئی
کہ وہ سرکشون مین شمار ہونے لگا اور مرہٹہ کے انتخابی قزاق پیشہ جماعت کثیر اُس کے
پاس جمع ہوگئی اور اُسنے نامی قلعون کی تسخیر مین کمر ہمت چست باندھی۔ اول چند
قلعون پر متصرف ہوا اور پھر اور قلعون پر دست درازی کی جو ذخیرہ و تجربہ کار
قلعہ دارون اور کارآزمودہ حارسون سے خالی تھے اس زمانہ مین بیجاپور کی ریاست
مین انقلاب ہو رہا تھا۔ سکندر علی عادل شاہ ثانی جسکی اصل و نسل کے اثبات مین بھی گفتگو
تھی۔ چھوٹی عمر مین باپ کا جانشین ہوا۔ شاہجہان کے حکم سے شاہزادہ اورنگ زیب
کی مہم نے اور شورش و فساد کو زیادہ کیا اس سے روز بروز سیواجی کی قوت بڑھتی
گئی اور تمام قلعون پر اسکا تصرف ہوگیا اور تھوڑے دنون مین صاحب مکنت وہ
ہوگیا اور جمعیت مال و ثروت کے فراہم ہونے سے بادشاہ ہند و بیجاپور کی مخالفت
پر کمر باندھی۔ قلعے کوہون کی اور جنگل پر از اشجار کی پناہ مین ملک دور و نزدیک کی

بحر و بر کی راہون مین تاخت و تاراج شروع کی اور قلعہ راج گڈھ کو جا کنہ کو اپنا ملجا و ماوا مقرر کیا اور دریا کے بعض جزیرون پر کشتیون کو جمع کر کے قبضہ مین کر لیا اور بہان بھی نئے قلعے بنا کئے صاحب چہل قلعہ ہو گیا۔ اور سب قلعون مین ذخیرہ و سامان جنگ مہیا کیا۔ اور علانیہ بیباکانہ مخالفت کا نقارہ بجایا اور دکن کے مشہور باغیون مین ہو گیا جب سکندر علی عادل شاہ حد شعور کو پہنچا اور ملک کی پرداخت مین مشغول ہوا۔ پہلے سیواجی پاس رسل و رسائل بھیجے۔ جب انکا اثر کچھ نہ ہوا تو افضل خان کو ایک لشکر گران کے ساتھ اسکی تنبیہ کے لئے تعین کیا۔ افضل خان عمدہ امرا اور شجاعون مین سے تھا اُسنے جا کر سیواجی کو تنگ کیا سیواجی نے دیکھا کہ صف جنگ مین اور محصور ہونے مین اس سے عہدہ برآ نہین ہونے کا۔ تو حیلہ و تزویر و راہ بازی کا جال پھیلایا معتمد آدمیون کو درمیان مین ڈال کر ندامت کا اظہار کیا اور عفو تقصیرات کے قبول کی التماس کی اور مکارانہ ہمنون کی آمد و رفت کے بعد یہ قرار پایا کہ مکان مقرری مین سیواجی کے قلعہ کے نیچے سیواجی تین چار بے اسلحہ خدمتگارون کے ساتھ کمر کشادہ افضل خان کی ملازمت کے لئے آئے اور افضل خان پالکی مین بیٹھ کر پانچ چار بے ہتیار خدمتگارون کے ساتھ قلعہ کے نیچے آئے اور سیواجی جب ملاقات کر چکے تو بعض عہد و پیمان بالمشافہ کئے جائین اور خلعت دے کر استمالت رخصت کیا جائے۔ افضل خان کو وجہ پیش کش مع تحائف دیگر بعد تقدیم ضیافت رخصت کرے یا یہ کہ خود سیواجی تسلی پانے کے بعد افضل خان کی خدمت و رفاقت مین بیجاپور کا عازم ہو سیواجی نے مکاری یہ کی کہ افضل خان پاس طرح طرح کے ہدیے اور اس ملک کے قسم قسم کے میوے بہیجکر اور عجز و انکسار ظاہر کر کے اسکو اپنا رام کر لیا اور دام تزویر مین لے آیا افضل خان نے اسکے اظہار ابلہ فریب سچا جانا اور وہ احتیاط جو بزرگ بتلا گئے ہین نہ کی وہ بے ہتیار لگائے پالکی مین بیٹھ زیر قلعہ مکان موعود مین چلا آیا اور اپنے سب ہمراہیون کو ایک تیر کے فاصلہ پر اپنی فوج مین سے الگ کر دیا سیواجی قلعہ سے پیادہ پا آیا۔ دور سے عجز و

کا اظہار تضرع کے ساتھ شروع کیا جب دامن کوہ مین آیا تو تین چار قدم اٹھا کے
اپنے جرم کا اقرار کرتا اور عفو کی درخواست کرتا۔ اور لابہ و سالوسی سے سراپا
تن و بدن کو لرزہ مین لاتا اور عرض کرتا کہ اسلحہ دار آدمی و خدمتگار جو پالکی کے
ہمراہ ہین دور ہون اور حربہ جسکو دھتی بچھوا کہتے ہین ہاتھ کی انگلیون مین آستین کے
نیچے اس طرح پوشیدہ کیا تھا کہ ہرگز نہین معلوم ہوتا تھا اور اپنے آدمیون کو مسلح و مکمل
ہر غار کے بن و کنار پر اور کوہ کے ہر نشیب و فراز پر متفرق بٹھایا تھا اور نفیر نواز کو مقرر
کیا تھا اور اسکو سمجھا دیا تھا کہ بملاقات کے وقت اس حربہ جان ستان سے اپنے
دشمنون کو امان نہ دونگا۔ جب دور سے حربہ لگانے کا اثر ظاہر ہو تو میرے تک آنے
کے فکر مین نہ پڑنا نفیر بجا کر اپنے لشکر کو خبردار کرنا اور لشکر کو تاکید کر دی تھی کہ نفیر کی
آواز سنتے ہی اطراف سے نکل کر افضل خان کے آدمیون پر دوڑ جائے وہ ہر طرح
سے موافقت کو عمل مین لاتا۔ افضل خان کو اجل ناگہان اس مکان تک کہ بیابان
کستان لائی تھی۔ اپنی جلادت کے غرور مین سیوا کو اس طرح دیکھ کر کہ بے اسلحہ ہراسان
و ترسان آتا ہے اسکے عدم وجود کو مساوی جانا اور پالکی کے گرد جو چند نفر
تھے انکو بھی دور بھیج دیا۔ جب سیوا اچھی قریب آیا تو روتا ہوا افضل خان کے پیرون
مین گرا افضل خان نے اسکے سر کو اٹھا کر چاہا کہ دست شفقت اسکی پیٹھ پر پھیرے
اور بغلگیر ہو کہ اس نے چالاکی دستی سے حربہ زیر آستین کو افضل خان کے شکم مین ایسا
مارا کہ آہ نہ کھینچ دی اور کام اسکا تمام کیا۔ نفیر نواز نے موافق ارشاد کے صدائے
فتح سپاہ کے کان مین پہنچائی۔ دامن کوہ کے ہر طرف و گوشہ و کنار سے سوار و پیادے
بے شمار نکل آئے افضل خان کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور قتل و غارت و تاراج
پیر ہاتھ کھولا۔ اب دو شکرہ لشکر مین آیا اور اسکو جان کی امان دی۔ گھوڑے
ہاتھی و خزانہ و اسباب تمام کارخانے اپنے تصرف مین لایا اور سپاہ کو نوکری
کا پیغام دیکر اپنا نوکر بنا لیا اور پہلے سے زیادہ اسباب تجمل و جمعیت بہم پہنچایا

جب یہ خبر عادل خان بیجاپور کو پہنچی تو دوسرا لشکر رستم خان سلیمہ لار کے ماتحت
روانہ کیا قلعہ پرنالہ پر دونوں کی لڑائی ہوئی رستم خان مغلوب ہوا غرض
اس طرح سیواجی روز بروز صاحب لشکر مستقل ہوتا گیا۔ نئے نئے قلعے بناتا گیا
اپنے ملک غصبی کی آبادی اور بادشاہی بیجاپور کی ویرانی میں کوشش کرتا
دور دست کے قافلوں پر تاخت کرتا آدمیوں کے مال ناموس پر متصرف
ہوتا اور اس نے انتظام کیا تھا کہ جہاں لشکر تاخت کرے مسجد و کلام اللہ و کسی
کے ناموس میں دست اندازی نہ کرے جو شخص قرآن شریف لاتا اسکو حرمت و ادب
کرتا اور کسی مسلمان نوکر کو دیدیتا اور جب ہندو مسلمان کے ناموس گرفتار ہوتے
تو کسی کا یارا نہ تھا کہ نظر بد سے اسے دیکھتا اس کی نگہبانی و محافظت میں کوشش
کرتا۔ کہ انکے وارث آنکر بقدر حالت عوض میں روپے کر انکو چھڑا کر لے جائیں مگر
جو عورت ایسی ہوتی کہ اسکے نام و نشان کنیزی ہونیکا ظاہر ہوتا تو اسکو اپنی
زرخرید ملک جانتا اور متصرف ہوتا اور یہ انتظام کیا تھا کہ جہاں لوٹ ہوتی
اس میں سے رخت مستعمل غریبانہ و پیسے و تانبے پیتل کے برتن جو لوٹتا اسکے ہوتی
باقی جنس و نقد و طلائی مسکوک و غیر مسکوک و زیور و اقمشہ و جواہر جس کے
تصرف میں آتے اسکی یہ قدرت نہ تھی کہ اسمیں دام و درم کا تفاوت کرتا
بالکل ان کو سردار اور عہدہ دار جدا کرکے سیواجی کی سرکار میں داخل کرتے جب
اس عملیہ کا حال عالمگیر سے عرض ہوا امیر الامراء صوبہ دار دکن کو حکم ہوا کہ سیواجی کی
تنبیہ و استیصال میں کوشش کرے

حسب الحکم امیر الامراء ۲۵ جمادی الاولی سنہ جلوس کو اورنگ آباد سے چلا اور
ممتاز خان کو یہاں اپنا نائب مقرر کیا اور سیواجی کی گوشمالی کے لئے پونہ اور
چاکنہ کی طرف مرحلہ پیما ہوا۔ ان دنوں میں سیواجی یہیں رہا کرتا تھا غرض
رجب کی ششم کو سیو گاؤں میں جو سیواجی کی محال سے تعلق رکھتا تھا امیر الامراء

آیا سیواجی قصبہ سوپہ کی طرف پھر آیا تھا۔ امیرالامراء کے آنے کی خبر سنکر اس جا کو خالی کیا۔
اور دوسری سمت کو چلا گیا۔ امیرالامراء نے قصبہ سوپہ پر بے جدال و قتال قبضہ کیا۔
جادو رائے کو یہان منتظم مقرر کیا اور اس جگہ کی خبرداری اور غلہ کی رسد رسانی کے لئے لشکر
شاہی کو تاکید کی سیواجی نے اپنے لشکر کو اس کام کے لئے مامور کیا کہ جسطرف امیرالامراء کی
کبھی فوج جائے اُسپر تاخت و تاراج مین مشغول ہو اور شوخی کرے امیرالامرا اس امر پر مطلع ہوا
تو اُسنے کبھی کے لئے چار ہزار سوار مقرر کئے اور انکے سردار باری باری سے تجویز کئے ہر منزل
مین ہر روز کبھی پر دکینون کی فوج اطراف سے نمودار ہوتی۔ قزاقون کے طور پر ناگہان کبھی
کے سر پر چڑھ آتے لشکر کے خبردار ہونے تک گھوڑا اونٹ آدمی جو کچھ ہاتھ آتا لوٹ کر لیجاتے
فوج شاہی کے بہادر اپنے مقدور کے موافق انکا تعاقب کرتے اور انکو ہلاک کرتے وہ جنگ
بگریز کر کے ہر طرف متفرق ہو جاتے اسی طرح سیوا پور تک جو اسکا آباد کیا ہوا تھا لشکر شاہی
پہنچا۔ یہ دونو مقام سیواجی سے امیرالامراء نے لے لئے۔ پونہ مین داخل ہو کر وہان اپنی
اقامت کی جگہ مقرر کی اور وہان سے سوار ہو کر حصار چاکنہ کے نیچے آیا اس قلعہ کے برج بارہ
کا غور کی نظر سے ملاخطہ کیا۔ مورچال مقرر او تقسیم کئے اپنے لشکر کے گرد دمدمہ اور خندق کھودنے
اور نقب لگانے کا حکم دیا اور اس حصار کو بالکل گھیر لیا اور اسکی تسخیر کے لئے سعی و جد و جہد
پر کمر باندھی۔ بارش کی کثرت تھی۔ اس سرزمین مین پانچ مہینے شب و روز متواتر بارش رہتی ہے
اور گھرون سے سر نکالنے کی فرصت نہین دیتی اور ایسا غبار تیرہ اُٹھتا ہے کہ دن کی رات
ہو جاتی ہے اور اکثر چراغ جلانے کی احتیاج ہوتی ہے ایک مجلس مین آدمی کو آدمی نہین
پہچان سکتا۔ بندوق و باروت کام نہین دیتے کمانون کے چلّے ڈھیلے ہو جاتے مین باوجود
ان سب باتون کے ایسی سعی کی کہ توپون کی پے درپے مار سے قلعہ کی دیوارین چھلنی ہوگئین
مفسدون کو سراسیمہ و مضطرب کیا۔ اندھیری راتون مین محصورین قلعہ سے باہر آتے۔ اور
بادشاہی مورچلون پر حملہ کر کے عجیب تبردین کرتے اور کبھی کبھی دن کو بھی اندر اور باہر سے
شوخی ایسی کرتے کہ مورچالون کو تزلزل مین ڈالدیتے۔ اسی طرح چھپن روز محاصرہ پر گذرے

امیر الامراء کی طرف سے ایک نقب برج تک لگائی تھی اسکو باروت سے پر کر کے آگ لگائی جس سے برج اڑا اور سنگ و خشت و آدم باہم اس طرح ہوا مین اڑتے تھے جیسے گرہ باز کبوتر۔ بہادرون نے حملہ کیا مگر اہل قلعہ نے قلعہ کے اندر خاک کا پشتہ و نشیب و فراز کے اطراف کو مورچال و پناہ بنایا تھا وہ مدافعت مین کھڑی ہوئی اسی تردد مین سارا دن آخر ہوا اور بادشاہی آدمیون کی ایک جماعت کثیر کشتہ ہوئی۔ غازیون نے فرار کی عار کو قرار نہ دیا بجز و خواب تمام شب رنج و تاب کے ساتھ خاک و خون مین بسر کر کے صبح کی۔ ادھر آفتاب نکلا۔ کہ بہادرون نے پے در پے حملہ کرنے شروع کئے۔ تیغ و تیر و سنان سے بہت دشمنون کی جان لی۔ بہت کشش و کوشش سے حصار قلعہ کو لے لیا۔ دشمن بھاگ کر قلعہ ارک مین گئے۔ اس یورش مین بیلدار اور عملہ فعلہ قلعہ گیری کے سوا تین سو آدمی کشتہ اور چھہ سو سوار اور پیادے زخمی ہوئے حصار ارک مین بھی محصورون کو ایسا تنگ کیا کہ انہون نے راؤ بھاؤ سنگہ کو اپنا شفیع بنایا بندہائے شاہی کو قلعہ سپرد کیا۔ اور امیر الامراء سے آکر ملے دوسرے روز کہ امیر الامراء قلعہ مین داخل ہوا ازبک خان کو یہان منتظم مقرر کیا اور خود یہان سے کوچ کیا کہ سیواجی کی تنبیہ کرے۔ چاکنہ کا نام اسلام آباد رکھا جعفر خان کہ مالوہ مین تھا امیر الامراء کی مدد کے لئے مامور ہوا۔

۱۵ ربیع الاول سنہ کو جشن وزن شمسی ہوا عمر کا اکتالیسوان سال شمسی ختم ہوا اور بیالیسوان شروع ہوا۔ اس جشن کی بڑی تیاری ہوئی۔ دیوان خاص و عام مین جل بادل کا خیمہ لگا اور بادشاہ تخت طاؤس پر جلوہ گر ہوا اور آئین بندی مین بیس ہزار شمع و فانوس سوا اور قسم کے چراغون کی روشنی ہوئی۔ تین روز تک یہ جشن رہا حسب معمول شاہزادون اور امراء کو منصب و خلعت و خطاب عطا ہوئے۔

علی عادل شاہ کی طرف سے قلعہ پرنیدہ کا غالب حاکم تھا اس نے امیر الامراء سے خط و کتابت کر کے قلعہ پرنیدہ کے حوالہ کرنے کے لئے عرض کیا۔ ۲۷ ربیع الاول سنہ جلوس مین لشکر شاہی قلعہ کے نیچے گیا۔ غالب نے قلعہ حوالہ کیا اور خود سلخ ربیع الثانی کو امیر الامراء سے ملا اس نے پچیس ہزار روپیہ اسکو انعام دیا اور اسکے دو بیٹون اور داماد کو خلعت دیا۔

(حاشیہ:) جشن وزن شمسی سال ۴۲ فتح قلعہ پرنیدہ

قلعہ پرنیدہ قدیم الایام سے نظام الملک کے تصرف مین تھا۔ جب سلطنت بگڑی تو محمد عادل شاہ
بیجاپور نے تین لاکھ ھن قلعہ دار کو دے کر قلعہ کو اپنے تصرف مین کرلیا اب ریاست بیجاپور
سے متعلق تھا شاہجہان کے حکم سے ایک دفعہ مہابت خان خانخانان نے اس قلعہ کا محاصرہ
کیا تھا مگر وہ ناکام رہا۔ اب یہ بتردد و قتال و جدال عالمگیر کے ہاتھ آیا۔ امیر خان بھی
راجہ کرن کو مع دو بیٹون انوپ سنگھ و بھیم سنگھ کے حضور مین لایا جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے
ان ہی ایام مین بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ پرتھی سنگھ زمیندار سری نگر جسکے پہاڑون
کی پناہ مین سلیمان شکوہ مدتون سے رہتا تھا اور اسکے ملک کو افواج شاہی بسرکردگی
تربیت خان پامال کرتی تھی اسنے راجہ جیسنگھ کی معرفت عرضداشت بھیجی جسمین تقصیرات
سابق ولاحق کے عفو کی اور سلیمان شکوہ کے حوالہ کرنے کے لئے التماس کیا۔ بادشاہ نے کنور
رام سنگھ پسر راجہ جیسنگھ کو سلیمان شکوہ کے لانے کے لئے رخصت کیا۔ اسکے پہنچنے کے بعد سلیمان
کو میزبان کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو اسنے اپنی جان بچانے کے لئے حرکت مذبوحی کی
محمد شاہ کوکہ جو اسکے ساتھ اب تک رہا تھا اور چند اسکے رفیق قتل ہوئے اور سلیمان شکوہ
دستگیر ہوا۔ اور کنور رام سنگھ اور تربیت خان کے ہمراہ ۱۱ جمادی الاولی سنہ کو
حضور مین آیا اسکو ملازمت کا حکم ہوا اور بادشاہ نے لطف فرما کر اسکی خطا بخشی کی اور
جان کی امان دی اور اس دل باختہ کی تسلی کی۔ فرمایا کہ سلیم گڈھ مین جائے اور وہان
سے محمد سلطان کی ہمراہ گوالیار بھیجا جائے۔ معتمد خان کو گوالیار کا قلعدار بنا کے اس کی ہمراہ
بھیجا۔ میدنی سنگھ پسر پرتھی سنگھ زمیندار سری نگر کو جو سلیمان شکوہ کی ہمراہ آیا تھا دو ہزاری
سوار کا منصب اور پانچہزار روپیہ نقد اور ایک ہاتھی اور دس گائین عنایت ہوئین
اسکے باپ کے لئے بھی خلعت عنایت ہوا۔ راجہ کرن بھی حضور مین آیا۔ اسکی تقصیرات معاف
ہوئین۔ سہ ہزاری دو ہزار سوار کا منصب اور راؤ کرن کا خطاب عنایت ہوا اور دکن مین
تعینات ہوا۔ ایک ہفتہ مین تین ایلچیون کے آنے کی خبر آئی۔ ایک قاسم آقا کی جسکو حسین پاشا
حاکم بصرہ نے بھیجا تھا اسکے تھا سلطنت کا تہنیت نامہ اور ایران عراقی تھے دوسرا

ابراہیم بیگ تھا جسکو سبحان قلی خان نے نامہ و تحائف توران کے ساتھ بھیجا تھا۔ تیسرا ایلچی آنیوالا تھا جو ایران کے بادشاہ کی طرف سے نامہ و گھوڑے لیکر ملتان مین آیا تھا۔ ابراہیم بیگ ایلچی توران کو بعد ملازمت کے گیارہ ہزار روپیہ و کمر و بٹکہ مرصع مع خلعت مرحمت ہوا وہ مریض تھا جلد مر گیا۔

چونکہ شاہجہان کے زمانہ علالت سے برابر ملک مین صحارہ بابت کے فساد رہتے تھے اور لشکر ادھر اودھر سے آتے جاتے تھے۔ کئی سال سے بارش کا حال بھی یہ تھا کہ کبھی ابتدا مین کبھی انتہا مین کمی ہوئی تو غلہ کی گرانی ہوئی۔ خلق اللہ کے ہوش اُڑے روز بروز غلہ کی قلت اور بے بضاعتون کی عسرت ہوئی۔ اکثر پرگنے ویران ہو گئے اور شاہجہان آباد مین گرد و نواح کے کنگال بھر گئے شہر مین پہلے ہی سے فقیر بہت تھے اور انپر ان کنگالون کا اور اضافہ ہوا۔ ایسے ہر کوچہ و بازار مین فقیرون اور بے نواؤن کے ہجوم سے آدمیون کو رستہ چلنا مشکل ہو گیا اور خلقت کو جینا دشوار ہو گیا۔ بادشاہ نے یہ حال سُنکر حکم دیا کہ شاہجہان آباد مین سوا مقرری بلغور خانہ پختہ و خام کے دس اور لنگر خانے جاری ہون اور دار الخلافہ کے گرد کے قصبون اور ہزارون پاس بارہ لنگر خانے جاری کئے جائین اور خدا ترس و متدین دارو غے انپر متعین کئے جائین ہزاری تا سب عمدہ امیرون کو حکم ہوا کہ ہر ایک اپنے فراخور حال اور موافق اپنے مرتبے کے لنگر خانے جاری کرے اور غلہ کی گرد آوری کے لئے راہداری کے معافی کے لئے جا بجا احکام مجدد صادر ہوئے اور ہزار و ل منصوب ہوئے۔ دار الخلافہ مین سپاہ بہت تھی اسمین سے آدھی اپنے تیول کو روانہ کی گئی جسکی تخفیف سے غلے کا نرخ ارزان ہوا جو شاہجہان آباد مین گرانی غلہ کا انتظام ہوا تھا۔ وہی لاہور اور اکبر آباد کے دار الخلافون مین ہوا۔ اسی فی الجملہ خلقت کے حال مین تفاوت ہوا۔

واقعات سال چہارم ۱۰۷۱ھ

۲۹ شعبان ۱۰۷۱ھ کو ہلال رمضان منودار ہوا ہر سال کے دستور کے موافق

جشن کی آرایش ہوئی۔ پادشاہ کی تاریخ جلوس ۲۴ رمضان ہی اور پہلے سالون مین انہین
تاریخون مین جشن ہوا مگر روزہ رکھنے کے سبب سے لوگون کو خرمی اور انبساط کی طرف رغبت کم ہوتی
ہی میل کلی نہین ہوتا۔ اور پادشاہ دین پناہ بھی ان دنون عبادت و طاعت مین مصروف
رہتا۔ بزم سور و طرب و سرور کے لئے فرصت نہین رکھتا۔ اس سبب سے پادشاہ نے یہ مقرر کیا کہ
اس سال سے آگے ہر سال اس جشن کا آغاز عید فطر کے دن سے ہوا اور وہ دس دن تک جاری
رہی۔ اس جشن مین جو پیشکشین پیش ہوئین اور تمام امراء و اہل طرب کو انعام ہوئے۔ انکی
تحریر کو تحصیل حاصل جانکر قلم کو اُن کے ذکر سے آشنا نہین کرتا کچھ اور مدعا تحریر کرتا ہون
پادشاہ سے عرض ہوا کہ بداق بیگ ملتان مین داخل ہوا اور تربیت خان نے ضیافت
کی اور پانچہزار روپیہ اور تحائف اسکو دیئے۔ لاہور مین خلیل اللہ خان نے موافق ہندوستان
کی رسم و راہ کے رنگین ضیافت پر تکلف کی۔ چار سو قابین چاندی کی اور ساٹھ خوان حلوون
اور نقلون کے سوا عطریات اور لوازمات کے دسترخوان پر چنے۔ طعام و آتش مع
ظروف و نقرہ و آلات و بیش قیمت عوریون کے ایلچی کے ہمراہ کر دیئے اور بیس ہزار روپیہ
نقد اور سات تقوز پارچہ بیش بہا اور انواع مرصع آلات تواضع کئے۔ ایلچی نے دو دفعہ
پادشاہ اور اپنی طرف سے خربوزہ کاریز اور اقسام میوہ تر و خشک بھیجے۔ وہ پادشاہ کی
نظر سے گذرے جب ایلچی پادشاہ کی خدمت مین آیا تو اُسنے پانچ لاکھ روپیے قیمتی
تحف و تحائف پیش کئے۔ پادشاہ نے روز رخصت تک پانچ لاکھ روپیے نقد و جنس
ایلچی کو اور پچاس ہزار روپیے اس کے ہمراہیون کو دیئے اور نامہ کے جواب کے لئے فرمایا
کہ بعد ازان بھیجا جائیگا۔ پادشاہ نے سُنا تھا کہ چک سین بھیل جو اس سرزمین کے مفسدون
کا سرگروہ ہے اور پہلے اس سے فرمانبرداری و خدمت گذاری شاہی کے سبب سے
اس ولایت کی زمینداری کی دولت پر پہنچا تھا وہ قلعہ کھاتا کھری پر تصرف رکھتا تھا
وہ اس قلعہ کی حصانت پر ایسا مغرور ہوا کہ اُسنے اطاعت شاہی سے انحراف کیا
اور صوبہ دار مالوہ پاس آنے سے اور پیشکش مقرری کے دینے سے انکار کیا۔ تمرد و بغاوت کا

بداق بیگ ایلچی فرمانروای ایران۔

طریقہ اختیار کیا۔ پادشاہ نے راؤ بھگونت سنگہ ہاڈہ کو جو کہ محال زمینداری اور وطن اسکی ولایت سے قریب تھا اُسکے دفع کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اُسنے جا کر قلعہ کھانا لھری کو اپنی حسن تدابیر و کوشش سے مفتوح کیا اور چکرسین کا قصہ تمام کیا۔

شاہجہان کے عہد سے مالوہ مین چنپت بندیلہ راہزنی کرتا تھا باوجودیکہ سپاہ اسکے مارنے کے لئے مقرر ہوئی مگر اسکی حیات کا شجر نہ قطع ہوا تھا۔ جب عالمگیر دکن سے دار الخلافہ کی طرف آتا تھا تو اُسنے اپنی بدافعالی کو چھوڑ کر اپنی ندامت ظاہر کی اور ملازمت مین آیا اور ہمرکاب رہا۔ سفر پنجاب مین داراشکوہ کے تعاقب مین حاضر تھا لیکن اپنی ذاتی بدسرشتی سے بحکم گریز پا گنہگار غلامون کی طرح بھاگ گیا اور اپنے قدیم مکان پر پہنچ گیا اور بدستور سابق قطاع الطریقی اختیار کی اور شجاع و داراشکوہ کی شورش کے دنون مین اور زیادہ شوخی کی اور اطراف مالوہ کو تاخت و تاراج کیا۔ اول سبھہ کرن بندیلہ اس کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوا۔ مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا تو دیبی سنگہ اُسکے استیصال کے لئے مقرر ہوا۔ چنپت اسکا مقاومت و مقابلہ نہ کرسکا اور زمینداروں کی پناہ مین گیا۔ لومڑی کی طرح کوہ و غار مین چھپا پھرا مگر گرفتار ہوا اسکا سر کٹ کر پادشاہ کے روبرو آیا اور اسکی تشہیر ہوئی۔

شاہزادہ محمد معظم سے راجہ روپ سنگہ کی بیٹی سے عقد نکاح ہوا۔ پادشاہ نے دو لاکھ روپیہ کے موتی و مرصع آلات شاہزادہ کو دیئے۔ اور سہرہ کی تسلیمات کے وقت ایک لاکھ روپیہ نقد مع فیل و اسپان باساز طلا و مرصع عطا کئے۔ آتشبازی نے زمین کو گلفشان اور آسمان کو ستارون سے دُرفشان کیا۔ ایک لاکھ روپیہ کا زیور دلہن کو دیا گیا۔ اور کلاونتو انکو نو ہزار روپیہ انعام ملا۔ مہاراجہ جسونت سنگہ کو حکم ہوا کہ احمد آباد سے دکن مین امیر الامراء پاس سیواجی کے استیصال کے لئے جائے۔ اور قطب الدین خان فوجدار جونا گڈھہ کو فرمان صادر ہوا کہ صوبہ دار کے پہنچنے تک وہ احمد آباد سے خبردار رہے۔

ولایت پلاؤن کی مرزبانی موروثی چلی آتی تھی۔ اس سرزمین مین قلعے استوار تھے۔ مرزبان یاں بہت بیباک و سواستھے۔ راہین دشوار گذار جنگل و گریوہ و کوہ سے گھری ہوئی

چنپت بندیلہ

شاہزادہ محمد معظم کی شادی

ولایت پلاؤن

غرض ان اسباب پر یہان کا مرزبان مغرور ہوا اور سرکشی و بغاوت کی بعض اوقات
صوبہ دارون کی بیجا چیرہ دستی اور سست ہمتی کو یہان کا مرزبان دیکھتا تو وہ ملک بادشاہی کی محالات
جو اسکے حدود زمینداری کے قریب الجوار ہوتے دست درازی کرتا اور خودسری کرکے
صوبہ دار کی فرمان بری نہ کرتا پیش کش اور مرزبانون کی طرح برسم معہود نہ بھیجتا۔ بادشاہ نے
داؤد خان صوبہ دار بہار کو حکم بھیجا کہ اس ولایت کو تسخیر کرے۔ خان مذکور ۲۲ شعبان کو اس صوبہ
کے کومکیون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا پٹنہ سے جنوب و یہ چالیس کوس کے فاصلہ پر پلاؤن ہے اور
بلدہ مذکور سے اس ولایت کی سرحد ۲ کوس ہے اور وہان سے مرزبان کا مسکن ۱۵ کوس ہے۔
دو قلعے مستحکم ایک پہاڑ پر دوسرا سرزمین پر ہے ان دونو قلعے کے نیچے ندی بہتی ہے اور اسکے اطراف
و نواحی مین اونچے اونچے پہاڑ اور گھنے گھنے جنگل ہین اور اس ولایت کے متعلقات مین تین قلعے
ہین۔ ایک کوٹھی کہ پلاؤن سے ۲۰ کوس ہے۔ دوم قلعہ کندہ جو کوٹھی سے سات کوس ہے
سیوم قلعہ دیوگن کہ کوٹھی سے دس کوس پر ہے ان قلعون کی حمایت کے سبب سے یہان کے
زمیندار صوبہ دار سے سرکشی کرتے رہتے تھے۔ شاہجہان کے عہد مین عبداللہ خان فیروز جنگ
صوبہ دار پٹنہ کی پرتاب شالابھدر نے کبھی اطاعت نہ کی۔ بادشاہ کے حکم سے شائستہ خان
صوبہ دار پٹنہ اسپر چڑھکر گیا صرف اسی ہزار روپیہ پیشکش کا لیا اور کوئی قلعہ و ملک فتح
نہ کرسکا اور الٹا چلا آیا۔ یہ حال پہلے لکھا گیا ہے۔ داؤد خان اول کوٹھی کے فتح کرنے کے
لئے گیا تو سرکشون نے خوف کے مارے قلعہ خالی کردیا۔ داؤد خان نے اس پر قبضہ کرکے تھانہ
بندوبست کیا اور اسکے قلعہ کندہ کی فتح پر متوجہ ہوا۔ یہ پہاڑ پر بڑا مضبوط قلعہ ہے اگرچہ وہ
کوٹھی سے آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے لیکن راہ سراسر گھنے جنگلون سے پر ہے اور راہ مین ایک
اونچا پہاڑ اور گریوہ دشوار گذار ہے۔ خان نے اول جنگل کے درختون کو کٹوایا اور راہ کو ہموار
کرایا۔ جب ایک کوس قلعہ سے راہ بنانی رہی تھی کہ سرکشون نے اس قلعہ سے بھی فرار کیا۔
داؤد خان مع فوج کے اسمین داخل ہوا اور اسکو ڈھاکر خاک کی برابر کیا۔ برسات
کا موسم آگیا۔ کوٹھی اور کندہ کے درمیان دو گلی قلعے بنوا کر اسمین سپاہ کو رکھا زمیندار نے

آذوقہ ورسد کے سامان بہم پہنچانے کا انتظام کرایا۔ جب برسات ختم ہوئی تو پلاون کی
تسخیر کا ارادہ کیا۔ مرزبان نے اپنے وکیلون کو بھیجکر عرض کیا کہ مین اطاعت کے لئے حاضر ہون
اور جو پیشکش مقرر کی جائے مین اُسکو دا کرونگا لشکر پٹنہ کو الٹا چلا جاے۔ مگر خان نے کچھ نمانا
ہفتم ربیع الاول اس شائستہ آیئن سے مقصد کی طرف روانہ ہوا۔ کہ مرزا خان تین سو
سوار اور دو سو پیادے بندوقچی لیکر ہراول بنا بہادر خان ساٹھ سوارون اور تین سو
پیادون کو لیکر برانغار اور شیخ تاتار خان برادرزادہ داؤد خان پانچ سو سوار ور راجہ بہروز
چار سو سوار اور پندرہ سو پیادے لیکر جرانغار بنا۔ داؤد خان خود دو ہزار سوار لے کر قلب بنا
اور اپنے پانچ سو سوار تابین چندا ولی مین مقرر کیئے اور ایک گروہ انبوہ تبرداروں کا بھیجا
کہ وہ قلعے تک جنگلوں کو صاف کرکے راہ مصفا و مسطح بنائین اور مناسب مقامون مین تھانے
مقرر کیئے اس لشکر نے نوروز مین دس کوس طے کیئے اور موضع نرسی مین آیا جہان سے قلعہ
پلاؤن کی مسافت سات کروہ تھی۔ زمیندار آنکر داؤد خان سے مصالحہ کی تمہیدین
کرتے تھے اور پیشکش ٹھیراتے تھے مگر خان مذکور کچھ نہین سنتا تھا۔ جب لشکر نرسی مین آیا تو مرزبان
پلاون نے اپنا وکیل سورت سنگہ جو اسکا مدار علیہ تھا دوبارہ داؤد خان پاس بھیجا
عجز و زاری کا اظہار کیا۔ فرمان بری و خدمت گذاری کے قبول کرنے کو عرض کیا۔ اس
کام کے لئے راجہ بہروز کو واسطہ بنایا ایک لاکھ روپیہ پیشکش دینا بادشاہ کو اور پچاس
ہزار روپیہ دینا داؤد خان کو قبول کیا۔ داؤد خان نے اس مقدمہ کو بادشاہ پاس
بھیجا اور جواب کے انتظار مین چند روز توقف کیا کہ خبر آئی کہ معسکر سے سات کروہ پر
دشمن نے رسد کے غلہ پر ہاتھ مارا۔ اگرچہ اس واقعہ کے بعد زمیندار نے پیشکش کے روپیہ مین سے
پچاس ہزار روپیہ بھیجدیا۔ لیکن غارتگری کی ایسی ناہنجار حرکت کی کہ داؤد خان آگے
بڑھا۔ اہل قلعہ نے ڈھائی کوس قلعہ سے آگے آنکر مورچال باندھے۔ بادشاہ کا حکم داؤد خان
کی عرضداشت کے جواب مین آیا کہ اگر مرزبان پلادن اسلام اختیار کرے تو پیشکش
لے کر اسکا ملک اُسی کو دیدو اور اگر وہ اس سے انکار کرے تو بدستور اپنا کام کرو۔

یہ پیغام اسلام قبول کرنے کا مرزبان پاس بھیجا گیا ابھی جواب نہ آیا تھا کہ جنگ کے شور قبیلون نے مخالفون کے مورچالون کے قریب پہنچکر لڑائی شروع کی۔ داؤد خان نے جاکر توپ تفنگ سے ہنگامہ جنگ گرم کیا۔ ایک پہر دن رہے سے شام تک جنگ رہی۔ ۱۶ آدمی مرے اور پچاس سوار اور پیادے زخمی ہوئے۔ رات ہو گئی۔ تو مخالفون نے دو برنجی توپ لاکر مورچالون مین نصب کین اور انکے صدمے سے چند پیادے اور سوارون کو مارا۔ اس رات کو زمیندار مذکور نے داؤد خان کے پیغام کا جواب بھیجا کہ مین اسلام نہین قبول کرونگا۔ داؤد خان نے ایک کوہچہ پر کہ وہ دشمنون کا سرکوب تھا قبضہ کرلیا۔ اور اس پر مورچال بنا کے توپین جمائین تو دشمنون نے اپنے مورچے چھوڑکر حصار کے نیچے ندی پر مورچے بنائے۔ داؤد خان نے دو تین روز مین جنگل کٹوا کر راہ بنوائی۔ غرہ جمادی الاول کو تین جانب سے دشمنون پر یورش کی دو پہر تک خوب لڑائی رہی۔ دشمن بہت مارے گئے زخمی ہوے۔ بھاگ کر پہاڑ اور جنگل مین جا چھپے۔ لشکر شاہی نے انکا تعاقب کیا حصار شہر بند کو جا کر لے لیا اور دشمنون کو یہان سے بھی بھگا دیا۔ انہون نے قلعہ پائین اور حصار کوہ مین پناہ لی۔ زمیندار نے اپنے اہل و عیال اشیا و اموال کو قلعون سے نکالکر جنگل مین بھیجا اور خود دونو قلعون مین تحصن اختیار کیا اور مراسم مدافعت و مقاومت مین قیام کیا۔ لشکر شاہی حصار شہر بند مین آکر قلعہ کے دروازہ پاس پہنچا اور ایک پہر رات گئے تک توپ تفنگ سے ہنگامہ جنگ گرم رہا۔ زمیندار رات کو قلعہ سے جنگل مین بھاگ گیا۔ دونو قلعے بادشاہی فوج مین آگئے۔ ہندوؤن کے صنم خانے اور معابد ذکر و تہلیل سے تبدیل ہوے۔ اس یورش و آویزش مین ۶۱ آدمی کشتہ اور ۱۷۷ آدمی زخمی ہوے۔ مخالفون کے بہت آدمی کشتہ و زخمی و اسیر ہوئے۔ خبر آئی کہ مخالف قلعہ دولون مین جمع ہو گئے۔ داؤد خان نے شیخ صفی کو فوج کے ساتھ روانہ کیا اُسنے جاکر محاصرہ کیا۔ اور دشمنون کو ایسا تنگ کیا کہ انہون نے یہان سے بھی فرار کیا۔ قلعہ بادشاہی سپاہ کو ہاتھ آیا۔ داؤد خان نے یہان انتظام مغل خان کو سپرد کیا اور

خود پٹنہ مین آیا۔

شاہجہان کے پاس سے فاضلخان سوا لاکھ روپیہ کے جواہر لایا۔ دوم رجب کو خلیل اللہ خان کا انتقال ہوا۔ بادشاہ نے سوم کے روز جا کر اسکے سوگوارون کی تسلی و دلجوئی سے نوازش فرمائی۔ اسکے بیٹون مہرخان روح اللہ خان و عزیز اللہ خان اور اسکے برادرزادون سیف الدین افتخار خان و ملتفت خان و بہاء الدین و راسکے داماد سیف الدین کو خلعت فاخرہ دیئے اور اسکی بیٹی و بیوی کا پچاس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا۔ اور بیٹون اور داماد کا اضافہ منصب کیا۔ ۶ رجب کو شاہزادہ محمد اکبر کا ختنہ ہوا۔ اس سنت کو بادشاہ نے ادا کیا۔ بوداق بیگ کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ شاہ ایران کو پان کھانے کی طرف رغبت ہے اسلئے اس پاس پان بھیجے خواجہ احمد ایلچی کو ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ کے قریب دیکر رخصت کیا۔ غرہ شعبان کو بنگالہ سے شجاع کے اسی ہاتھی بھیجے ہوئے۔ اور پلاؤن کی غنائم مین سے دو ہاتھی نظر اشرف سے گذرے۔ بادشاہ نے ڈیڑھ سو کلنگ شکار کیئے۔ خضرآباد (ہمایون کے مقبرہ کے پاس شاہی مکانات بنے ہوئے تھے) مین باورکا دام لگا کے شکار کھیلا۔ تین سو پچیس ہرن مارے۔ اس شکار مین بادشاہ کو اپنی رحم کے سبب سے خیال آیا کہ ان بے زبان حیوانون کو شکار کرکے ظلم کرنا نہین چاہیئے اسلئے اُسنے شکار کو اور جانورون کے قید کرنے کو منع کردیا جتنے جانور جال مین پکڑے گئے تھے سب کو چھوڑ دیا۔ جب شاہجہان کی علالت کے سبب سے ملک مین چارون طرف شورش ہوئی اور سرکشون نے سر اٹھایا اور شجاع نے بنگالہ مین اپنا سکہ جمایا تو بھیم نراین زمیندار کوچ بہار نے سرکشی کی جو اس سانحہ سے پہلے بادشاہ کا مطیع فرمان پذیر تھا اور ہمیشہ پیشکش بھیجا رہتا تھا اور گھوڑا گھاٹ پر حملہ کیا اور رعایا کی صغیر و کبیر کی ایک جمع کثیر کو اسیر کیا جسمین اکثر مسلمان تھے اور انکو اپنی ولایت مین لے گیا اور اس ناحیہ مین بڑی خرابی مچائی۔ ولایت کامروپ جو عبارت ہاجو اور گواہٹی اور اسکے توابع سے ہے اور قدیم زمانہ سے ممالک محروسہ مین داخل تھی اسکو

۱۰۷۱ ہجری

مالیات

کوچ بہار اور آسام کی مہم پر معظم خان کا مقرر ہونا اور فتوحات

اپنے وزیر بھولا ناتھ کو بھیجکر تصرف مین لانا چاہا۔ اُس وقت آسام مین جی دھجنگا
راجہ تھا جو وسعت ولایت و فزونی دستگاہ قدرت و کثرت جمعیت لشکر اور انبوہی
خیل و حشم و بسیاری نوارہ و توپخانہ و فیلان جنگی مین راجہ کوچ بہار پر فوقیت
رکھتا تھا اُسنے جب شجاع کی شورانگیزی کا حال سُنا اور بھیم نراین کے ارادہ پر مطلع
ہوا کہ کامروپ کی تسخیر کا ہے تو اُسنے آشامیون کا لشکر عظیم نوارہ اور توپخانہ
کو دریا و خشکی کی راہ سے ولایت کامروپ مین متعین کیا۔ لطف اللہ شیرازی یہان کا
فوجدار تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ دونو طرف سے سیلاب آشوب آیا اور مجھہ مین مقاومت
کی تاب نہین اور کمک اور مدد کی امید منقطع ہے تو صلاح اندیشی یہان سے نوارہ کی مدد
سے جہانگیر نگر چلا گیا۔ بھولا ناتھ وزیر بھیم نراین آشامیون کے قصد سے مطلع ہوا۔
اسکو یقین تھا کہ مین آشامیون پر غالب نہین ہوسکتا وہ بھی چلا گیا اور آشامیون کا کوئی
مانع و متنازع نہین رہا۔ ولایت پادشاہی پر وہ قابض ہوگئے اور اس دیار کی رعایا کو
اسیر کیا۔ شجاع اپنے حال مین خود گرفتار تھا وہ اسکا علاج کچھہ نہ کرسکا آشامیون نے
دلیری کرکے اور آگے قدم بڑھایا اور بغیر کسی مانع کے حوالی پرگنہ کری باری پر کہ جہانگیر نگر
سے پانچ منزل ہی متصرف ہوئے اور موضع مست سارہ (ہت سلہ) مین کہ کری باری کے
قریب ہے اپنا تھانہ جمایا اور ایک جمع کثیر کو اسکی محافظت کے لئے مقرر کیا جہانگیر کے عہد
مین بھی ایسی جرأت آشامی کرچکے تھے کہ ولایات پادشاہی پر تاخت کی تھی اور
ستیا بابکر کو حوالی جمدھرہ سے سات آٹھہ ہزار سوارون کے ساتھہ اسیر کرکے لے گئے تھے۔
اور شاہجہان کے اوائل جلوس مین چیرہ دستی کرکے شیخ عبدالسلام فوجدار ہاجو گوہاٹی
بیکلہ کھمکے چار سو آدمیون کو دستگیر کرکے لے گئے تھے۔ اس مدت مین حکام بنگالہ مین کسی کو
آشامیون کی تادیب کی توفیق نہین ہوئی مگر میر عبدالسلام مخاطب بہ اسلام خان
کوکہ اسخ اپنی صوبہ داری کے زمانہ مین شاہجہان کے عہد مین آشام کی تسخیر اور
آشامیون کی تنبیہ کا ارادہ کیا۔ اور اپنے بھائی سیادت خان کو لشکر کے

ساتھ اس طرف کھینچا تھا کہ وہ خود بنگالہ کی صوبہ داری سے بدل کر وزیر مقرر ہوا۔ اور
اسکی جگہ شاہزادہ شجاع مقرر ہوا۔ جسکو اتمام مہم کی توفیق نہ ہوئی اور لشکر شاہی موضع
کجلی سے جو آسام کا دھنہ ہے آگے نہین بڑھا۔ جب سال سوم جلوس ماہ رمضان مین بنگالہ
سے شجاع رخنگ مین گیا۔ اور اسکے تعاقب مین خانخانان جہانگیرنگر مین آیا۔ تو راجہ
آشام نے اسکے خوف کے مارے اپنے وکیل کے ہاتھ معذرت نامہ خانخانان پاس بھیجا
اور اس مین لکھا کہ کوچ بہار کا زمیندار بھیم نراین مجھ سے خصومت رکھتا تھا اُسنے ایام
شورش و انقلاب مین ولایت پادشاہی پر دست تعرض دراز کیا اور ولایت کامروپ
پر جو قدیم الایام سے آشام سے تعلق رکھتی تھی متصرف ہونا چاہتا تھا۔ مین نے اسکو تصرف
سے باز رکھا اور ان حدود کو اپنے ماتحت کر لیا۔ اب جس شخص کو آپ اسطرف متعین کرینگے
اسکو یہ ولایت سپرد کردون۔ خانخانان نے باقتضاء صلاح اندیشی اسوقت
بظاہر اسکی معذرت کو قبول کر لیا اور وکیل کو خلعت دیکر واپس کیا۔ رشید خان و
سید نصیرالدین خان و سید سالار خان و آغر خان کو متعین کیا وہ جا کر ولایات
پادشاہی کو آشامیون کی قرار داد کے موافق اپنے تصرف مین لائین اس اثنا مین بھیم نراین
نے لشکر شاہی سے خوف کھا کر عفو تقصیر کی درخواست کی اور اپنا وکیل بھیجا مگر اسکی
تادیب و گوشمالی واجب تھی۔ خانخانان نے درخواست کو بغیر پڑھے فرمایا کہ وکیل دارالضیافت
مین جا کر سو کوڑے کھانے کی تکلیف اُٹھائے یا نوشتہ زہر مار کر کے نوشجان کرے۔ وکیل نے
نوشتہ کو چرب لقمہ جان کر نوشجان کیا اور استراحت خانۂ زنجیر مین [illegible]
راجہ سجان سنگھ بندیلہ کو بندہاے پادشاہی کے فوج کے ساتھ اور مرزا بیگ
اپنے آدمی کو ایک ہزار سوار تابینیون کے ہمراہ بھیجا کہ بھیم نراین کی تنبیہ کرین اور ولایت
کوچ بہار کو تسخیر۔ جب آشامیون نے سُنا کہ رشید خان افواج کے ساتھ کامروپ
کی طرف روانہ ہوا ہے تو انہون نے اول پرگنہ کری باری اور چند اور پرگنون کو
خالی کیا اور آخر کو آب بتاس تک ولایات پادشاہی کو چھوڑ دیا۔ رشید خان نے

اشامیون کی اس حرکت کو حیلہ وری اور تزویر جان کر نہایت احتیاط کی کہ جہانگیر نگر سے آگے چار منزل جا کر ٹھیر گیا۔ خانخانان نے اسکو آگے جانے کے لئے تاکید کی تو بھی اسپر کچھ اثر نہ ہوا تو رشید خان کے کو مکیون یوسف خان و آغر خان نے جا کر کری باری و اور پرگنات پر تصرف کیا جو آشامیون نے خالی کئے تھے۔ تو رشید خان موضع رنگا ماٹی کی طرف چلا جو کامروپ کے توابع مین ہے۔ اشامی رشید خان کے آگے بڑھنے مین تعلل کرنے سے خیرہ ہوی۔ اور اُنہون نے دوبارہ کامروپ کے تصرف مین لانے کا ارادہ کیا تو جانہ و نوارہ اور آلات نبرد بہت سے سامان کے ساتھ بھیجے۔ رشید خان پاس انکے دفع کرنے کا سامان موجود نہ تھا وہ رنگا ماٹی مین مقیم ہوا اور خانخانان کو حقیقت حال پر مطلع کیا۔ سبحان سنگھ بھیم نراین کی تنبیہ کے لئے معین ہوا تھا جب اس نے دیکھا کہ کامروائی کچھ نہین ہوتی تو وہ بھی ولایت کوچ بہار کی ایک بتار کی دیوار مین ہو بیٹھا اور خانخانان کو اصل حال سے اطلاع دی۔ خانخانان نے ان دونون کا یہ حال دیکھا تو وہ خود نوارہ اور توپخانہ اور بنگال کی افواج لے کر ان دونو مہمون کے سرانجام دینے کا عازم ہوا اور بادشاہ پاس اپنی درخواستین بھیجین بادشاہ نے انکے موافق تمام لشکر کو جو شجاع کی مہم مین گیا تھا حکم صادر کیا کہ وہ سب مہمات مذکور مین شرائط موافقت و مرافقت کو بجا لا کر خانخانان کی صلاح و صوابدید سے باہر قدم نہ رکھین۔ جب برسات ختم ہوئی اور پانی کی طغیانی دور ہوئی تو ۱۸ ربیع الاول ۷۲ھ کو خانخانان خضرپور سے سرکشون کے استیصال کے لئے روانہ ہوا۔ نوارہ دو تہائی ساتھ لیا۔ اور باقی جہانگیر نگر مین چھوڑا اور بادشاہ کے حکم کے موافق اکبر نگر کی حراست مخلص خان کو اور جہانگیر نگر کی حفاظت احتشام خان کو تفویض کی۔ اور سید اختصاص خان اور راجہ امر سنگھ نروری کو اور عمدہ منصبداروں ان کو احتشام خان کا کومکی مقرر کیا اور مہمات خالصہ بیوتو معہ دیوان بھگوانی داس کو سپرد ہوئین۔ اور نوارہ کا اہتمام محمد مقیم کو حوالہ ہوا۔ جب خانخانان معظم خان موضع ہری تلہ مین آیا جو بادشاہی ملک کی سرحد ہے تو اس

سرزمین کے واقف کاروں سے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ کوچ بہار کی چلتی ہوئی
راہیں تین مشہور ہیں۔ ایک ولایت مورنگ کی سمت سے دوم ملک بادشاہی کی جانب سے
دو راہیں جنمیں سے ایک راہ دوار ہے۔ دوار عبارت ایک دربند محکم اساس سے ہے وہ ایک نہایت
مرتفع بند کے اوپر جسکو اہل ملک آل کہتے ہیں قدیم الایام سے بنایا گیا ہے اور اس بند عالی
شہر کوچ بہار اور اسکے کچھ پرگنے محصور ہیں اسکا دور ۲۴ کروہ ہے اور اس بند کے اوپر
سب طرف ایک جنگل ہے جسمیں بانس و بید اور اور درخت ایسے بلند و تنومند اور گھنے ہیں
اور انکی شاخیں ایسی باہم لپٹی لپٹائی ہیں کہ چور کا گذر بھی مشکل سے ہوتا ہے کئی جگہ اس
بند پر در اور دربند کمال مستحکم ہیں اور انپر بڑی بڑی توپیں اور زنبورکیں و ضرب زن اور
ادوات پیکار چنے ہوئے ہیں۔ مردان کار اور ہوشیار ہر ایک کی حفاظت کے لئے متعین
ہیں اور ان دو بندوں میں سب سے بڑا ایک دوار ہے کہ راہ مذکور اسکے محاذی جاتی ہے
اور اس دربند کے گرد ایک چوڑی و گہری خندق کھودی گئی ہے ولایت کوچ بہار کی
راہ متعارف یہی ہے اور اگر دربند مذکور مفتوح ہو جائے تو پھر کوچ بہار تک کوئی
مانع نہیں لیکن اسکا فتح کرنا آسان نہیں ہے۔ دوسری راہ گھوڑا گھاٹ ہے کہ رنگا ماٹی کے
متصل ہے اس بند کا عرض اس طرف کمتر ہے لیکن اس راہ میں عظیم و عمیق دشوار گذار نالے
ہیں اور جنگل خطرناک ہے۔ درخت ایسے گھنے ہیں کہ ہوا کے پاؤں میں بھی زنجیریں پڑتی ہیں
خاردار درختوں کی یہ کثرت ہے کہ عبور کے وقت باد کے دامن گیر ہوتے ہیں ان دو راہوں
کو اس طرح بند کیا ہے۔ ایک اور راہ مشہور ہے وہ ملک بادشاہی کی سمت جاتی ہے۔
جسکے اس طرف کی آل عرض و ارتفاع میں اطراف کی نسبت کمتر ہے لیکن کوچ بہار کے معمورہ
تک سب جگہ جنگل و بیشہ زہر دار سانپوں و اونچے درختوں سے بھرا ہوا ہے اسکی محافظت
بھیم نراین نے اس خیال سے نہیں کی کہ وہ جانتا ہے کہ لشکر شاہی کا عبور اس میں نہیں ہو سکتا
اسکے تراکم اشجار اور قلت راہ سے خاطر جمع ہے۔ خانخانان نے یہ راہ اختیار کی وہ
لشکر کے ساتھ بری تارہ سے چلا اور یہ مقرر کیا کہ نوارہ اس نالہ میں چلے کہ گھوڑا گھاٹ سے

نکل کر دریا، برہم پتر سے ملحق ہوتا ہی۔ سلخ ربیع الثانی کو راجہ سجان سنگھ اور اسکا لشکر بھی
خانخانان سے آن ملا۔ غرہ جمادی الثانی کو راہ مذکور کی حفاظت جو جماعت کرتی تھی وہ
بھاگ گئی۔ اس راہ مین ہاتھی و تبردار و لشکر کے پیادے آگے آگے جاتے اور جنگل کے درختون کو
توڑ کر راہ بناتے۔ بڑی مشکل سے لشکر اسطرح راہ کاٹتا۔ راہ مین ایک چوڑی عظیم رود آئی
ایک جگہہ پایاب دریافت کی گئی وہان سے لشکر پایاب ہوا نیستان سے لشکر نکل کر آگے پہنچا آیا
یہان کے محافظ ڈر کر بھاگ گئے آل مین لشکر داخل ہو کر کوچ بہار کے قریب آیا بھیم نراین
اس آل کے بھروسہ پر سرکشی کرتا تھا جب وہ ہاتھ سے گیا تو لشکر شاہی کے پہنچنے سے تین دن
پہلے وہ کوچ بہار سے بھاگ گیا اور اہل و عیال و اموال کو ساتھ لے گیا اور کوہ بھوٹ مین
پہنچا۔ بھولا ناتھ اسکا وزیر اسکی صواب دید و اشارہ سے پانچ چھ ہزار پیادون کے ساتھ
کوچ بہار کی مغربی سمت مین گیا جو درہ کوہ مورنگ مین ہے اور بڑے بڑے جنگل
اُسکے گرد ہین اس خیال سے یہان آیا کہ جب لشکر شاہی گذرے تو فرصت کے وقت راہزنی
کرے اور شورش مچائے۔ دہات و کھیتون و غلون کو جلائے۔ رعایا کو بھگائے اور لشکر شاہی
مین آذوقہ نہ پہنچنے دے۔ ششم جمادی الاولی کو حوالی شہر مین سپاہ اسلام کا خیمہ لگا۔
شہر بلا تردد سیف و سنان کے تصرف مین آیا۔ ابتدا مین شہر کے اندر جس کسی کے کچھ ہاتھ
آیا وہ لے گیا۔ بعد ازان سید محمد صادق صدر بنگالہ کو خانخانان نے حکم دیا کہ جابجا خود
اہتمام کرکے قطعی ایسا انتظام کرے کہ کوئی شخص رعایا کے مال و عیال پر دست درازی
نہ کرے اور راجہ بھیم نراین کے مال و اسباب کو جو ہاتھ آئے ضبط کرے بت شکنی و اجرای
احکام اسلام مین مشغول ہو۔ سید مذکور نے خوب اہتمام کیا کہ وہان کے باشندون کے
احوال کا کوئی متعرض نہ ہوا۔ سیاست کے لئے غارت پیشون کے واسطے قطع ید و گوش
و بینی کا حکم دیا گیا۔ رعایا و غربا کے جان و مال کی امان کے لئے تسلی مین مشغول ہوا۔
اور بت کلان نراین کے سر اور روے کو کلنگ کی ضرب سے اور بازوے اسلام کی
قوت سے توڑا پھوڑا اور بتون کے ہاتھ پاؤن کے ٹکڑے کئے۔ بتخانون کی چھتون سے

چڑھ کر ہر طرف دین محمدی کی اذان کا آوازہ ایسا بلند کیا کہ اس مرز و بوم کے ہوش باختون مین تزلزل آیا - مکر تاراج اور غارت کی ممانعت کی گئی - دلباختہ رعایا اور مقدمون کے کانون مین صدائے امن و امان پہنچی - جو جماعت بھاگ گئی تھی اسکے گھر اور اسکے مال کی گرد آوری مین بطریق امانت زیادہ تاکید و احتیاط کی گئی - باوجود دار الحرب ہونے کے سپہ لا زنیا بسیرت نے رعایا کے حال و مال و عیال پر ترحم کیا تو اسکی خبر کے منتشر ہونیسے ہر صنف و قوم کے آدمی گروہ گروہ کے آنے شروع ہوئے و یران گھر آباد ہوگئے -

بشن نراین پسر بھیم نراین کہ باپ سے ناراض تھا فرصت وقت کو غنیمت جان کر خانخانان کی ملازمت مین آیا اور مسلمان ہوگیا - پدر اور وزیر کی گرفتاری کے لئے رہنموئی کرنے لگا - خانخانان نے کچھ آدمیون کو اسکے ہمراہ کیا کہ بھیم نراین کا تعاقب کرین جو دامنہ کوہ بھوٹنٹ مین بھاگ گیا ہے اور اسفندیار بیگ کو جو اس سرزمین کی خصوصیات پر مطلع تھا بھیجا کہ بھولا ناتھ کو گرفتار کر کے لائے جو مورنگ کے دامن کوہ مین چھپا تھا اور شورانگیزی کی تلاش مین تھا - اور رعایا کی تسلی و استمالت ایسی کرے کہ وہ اپنے مساکن مین آن کر آباد ہون - فرہاد خان کو ایک اور گروہ کے ساتھ دوسری سمت مین اسی مطلب کے لئے بھیجا - کارشناسی و تدبیر کے حکم سے اشارہ کیا کہ بائے وارکی اور بند کی عمارات کو منہدم کرین - اسکے ہر طرف سوسو گز جنگل کو کاٹ دین اور اسکے دونو طرف درختون کو چھانٹ دین - چھوٹی بڑی ایک سو چھ توپ اور ایکسو چھپن زنبورک و رامچنگی اور بہت سی اور بندوقین اور آلات توپ خانہ و ادوات بیگار کچہ بھیم نراین کے اثقال و احمال لشکر شاہجہانی کے تصرف مین آئے - جہانگیر نگر کو اسباب توپ خانہ روانہ ہوا -

فرہاد خان جو بھولا ناتھ کے تعاقب کے لئے معین ہوا تھا وہ رسم تگاپو بجا لاکر اوس کے پیچھے اس جگہ تک گیا جہان سوار جا سکتا تھا - کچھ اسکے گھوڑے ہوا تھا لایا جو وہ چھوڑ کر جنگل مین بھاگ گیا تھا - سات روز بعد مراجعت کی - اسفندیار نے جاسوسون کو بھیجکر بھولا ناتھ کا پتا لگایا وہ جنگل مین سانپ کی طرح چھپتا تھا

وہان اُسنے آدھی رات کو اُسکو اور اُسکے ہمراہیون وزن و فرزند سمیت گرفتار کرکے مراجعت کی بھیم نراین نے جب سُنا کہ لشکر شاہی اُسکے پیچھے آتا ہے تو وہ دھرم راج مرزبان بھوٹنٹ سے اجازت لیکر پہاڑ کے اوپر چلا گیا اس پہاڑ کی چوٹیون پر سوار پیادہ کے کوئی اور مشکل سے بھی نہین چڑھ سکتا تھا لشکر شاہی اس کوہ کے نیچے آیا۔ ایک ہاتھی اور کچھ گھوڑے اور دو وا اسکے ہاتھ آئے۔ اور ایک کوہی آدمی کو پکڑ لائے۔ وہ قوی ہیکل و سرخ و سفید تھا اور اسکے سر کے بال لمبے زرد تھے۔ مُنہ اور گردن کی اطراف پر چھوٹے ہوئے تھے سوا سفید دھوتی کے کچھ اور کپڑا اُس پاس نہ تھا۔ کہتے ہین کہ زن و مرد اسی وضع و لباس سے زیست کرتے تھے۔ اس کی زبان کوچ بہار کے آدمیون سے ملتی تھی اُس نے خانخانان سے کہا کہ اگر مجھے مرزبان بھوٹنٹ کے نام خط لکھ کر دیجیے تو مین اُسکا جواب لا دونگا۔ خانخانان نے اُسکے آدمی کو جان کی امان اور خلعت دیکر دھرم راج مرزبان بھوٹنٹ کے نام پروانہ لکھ دیا جسکا مطلب یہ تھا کہ بھیم نراین تیری پناہ مین آیا ہے تو اُسکو بھیج دے یا اُسکو اپنے وطن باہر نکالدے۔ بھوٹیہ اس پروانہ کا جواب یہ لایا کہ میرے استصواب بغیر بھیم نراین اس کوہستان مین آیا۔ ناخواندہ مہمانون کو ضرر پہنچانا اور خارج کرنا مروت سے بعید ہے کوہستان بھوٹنٹ سرسبز ہے وہ کوچ بہار کے شمال مین پندرہ کوس پر ہے اسکی چوٹیان برف سے ڈھکی رہتی ہین۔ وہان یہ میوسے ہوتے ہین۔ امرود و سیب و بہی اور اسی طرح کے سرد میوے شیرین اور یہ چیزین اور ہوتی ہین ہاتھی و گونٹ اور مشک اور ایک قسم کا پشمینہ جسکو بھوٹ کہتے ہین اور ریری کہ ایک پارچہ گندہ ہوتا ہے اور ریسمان سے بنا جاتا ہے اور فرش کے کام مین آتا ہے ریگ شوئی سے کچھ نقرہ و طلا بہم پہنچتا ہے۔ اس کوہستان کا زمیندار دھرم راج ایک بوڑھا معمر مرتاض رعیت پرور انصاف پیشہ ہے وہان کے آدمی اس کی عمر ایک سو بیس سال کی بتاتے تھے سوائے کیلہ و شیر کے اسکی غذا کچھ نہ تھی۔ رعیت کے ساتھ بہت رفق و مدارا کرتا تھا اسکے ولایت مین ایک تند رو و عمیق کم عرض ندی بہتی بجائے پُل کے آہنین زنجیرین اسکے

عرض مین منج اور درختون کی بیخ سے باندھتے ہین اور اسی طرح دوسری زنجیر اسکے اوپر آدمی کے قد کی برابر اونچی لگاتے ہین۔ آنے جانے والے نیچے کی زنجیر پر پاؤن اور اوپر کی زنجیر پر ہاتھ رکھکر عبور کرتے ہین ہا حمال و اثقال اور ٹانگنون کو اسی طرح دریا سے پار اُتار کر لے جاتے ہین۔

کوچ بہار کی ولایت بنگالہ کے شمال و مغرب مائل بشمال واقع ہے اسکا طول شرقاً و غرباً ابتدا پرگنہ بھیتر بند سے کہ ملک پادشاہی مین داخل ہے پاپ گالتون تک ملک مورنگ مین ہے ۵۵ کروہ جریبی اور اسکا عرض جنوباً و شمالاً پرگنہ تاج ہات سے کہ ممالک محروسہ مین ہے نوسکیر تاک کھونٹا گھاٹ سے متصل ہے پچاس کروہ جریبی ہے یہ ولایت بلاد شرقیہ مین ہے۔ نزہت و صفا و لطافت آب و ہوا و فور ریاحین و ازہار و کثرت بساتین و اشجار و خرمی و دلکشائی و فیض بخشی و فرح افزائی مین امتیاز رکھتی ہے۔ ہندوستان و بنگالہ کے فواکہ و اثمار مثل انبہ و کیلہ و اننناس و کوئلہ نہایت خوب ہوتے ہین۔ اس سرزمین مین فلفل گرد کے درخت بھی بہت ہوتے ہین۔ اس ولایت مین جو اندر کی طرف بند ہے اسکو بھیتر بند اور جو باہر کی طرف بند ہے اسکو باہر بند کہتے ہین۔ ایک دریا عظیم اور دو مختصر نہرین بند مین داخل ہوتی ہین اور وہ اور ندیون اور دریاؤن کے ساتھ جو اور جانبون سے آتے ہین مل کر دریاے سنکوس مین داخل ہوتی ہین۔ یہ دریا سمت آشام مین کوچ بہار کے منتہا پر ہے۔ برسات کے دنون مین کوئی ندی پایاب نہین ہوتی۔ برسات کے بعد بعض ندیان پایاب ہو جاتی ہین۔ اکثر انکی تھا مین سنگریزے ہوتے ہین انکا پانی بہت میٹھا ہوتا ہے۔ باہر بند مین پانچ چکلے ہین۔ آٹھ مین ۷۰ پرگنے ہین اور بھیتر بند مین بارہ پرگنے اور اس ولایت کا محصول دس لاکھ روپیہ ہے اس ملک مین دو قومین آباد ہین ایک میچ ہے پرگنات بھیتر بند مین۔ اور دوسری قوم کوچ باہر بند مین رہتی ہے۔ کوچ بہار کی وجہ تسمیہ یہی قوم ہے۔ دونو قومین بت پرست ہین۔ بھیم نراین کوچ کی قوم مین سے ہے اسکے باپ دادا کے نام کا

ایک جزو نراین ہی - اہل دیار جس بت کی پرستش کرتے ہین اسکا نام نراین ہی -
ہندو یہان کے زمینداروں کا اعتبار عظیم کرتے ہین اور راجہ کو بزرگ راجاؤن کی
اولاد مین جانتے ہین جو اسلام سے پہلے تھے - یہان کا راجہ سونے پر سکہ لگاتا ہی
جسکا نام نرائینی ہے - یہان کے راجہ کی طبیعت عیش و عشرت و خود رائی وزیب
زینت کی طرف نہایت مائل ہے - مستی و ہوا پرستی مین زندگی بسر کرتا ہے
کبھی لب کو ساغر کے لب سے اور ہاتھ کو صراحی کی گردن سے نہین اٹھاتا - اسکا کاخ دماغ
گویون کے سُرون سے بھرا رہتا ہے - ملک کا نظم و نسق اپنے وزیر بھولا ناتھ کو سپرد کر رکھا
ہے خود حکومت کے کار مین کم مشغول رہتا ہے اور عمارات دلنشین و مساکن عالی مین
دیوان خانہ و خلوت و حرم و خواص پورہ و حمام و باغیچہ و نہر و فوارہ و آبشار بقرینہ
خوش طرح کمال زینت و تکلف کے ساتھ بنائے ہین شہر کوچ بہار طرح داری و قرینہ
کے ساتھ آباد ہوا ہے - کوچون مین خیابان ہین اور ناگسیر و کچنال کے درخت نہایت
خوش بزرگ و موزون گل لگائی ہین - اس سرزمین مین بڑا نقص یہ ہے کہ یہان کے آدمیون
کا نہال جمال کی بہار سے بہرہ نہین رکھتا قضا کے دہقانون نے وجاہت و زیبائی کا
تخم اس قوم کی صورت مین نہین بویا ہے - گویا مصور صنع نے اس گروہ کی شبیہ کشی مین
صورت انسانی کی چہرہ کشی کا قصد ہی نہین کیا ہے - سب چھوٹے بڑے زشت رو
ہین - مگر سبز خام و کچھ گندم گون قوم میچ مین بعض آدمی سفید رنگ ہوتے ہین اور وہ
مزارع ہوتے ہین اور سپاہی بھی - انکے حربے تیر و تفنگ ہین انکے تیرون کے پیکان
اکثر زہر آلود ہوتے ہین انکے زخم سے زخم پر آماس ہوتا ہے جس سے مجروح ہلاک ہوتے
ہین - اسکا علاج کسیرو پان کھانے و طلا کرنے سے ہوتا ہے بعض کہتے ہین کہ پانی پر
ایک منتر پڑھ کے اسکے پینے سے آرام ہوتا ہے - اس یورش سے اصل مطلب یہ تھا
کہ ولایت آشام کی تسخیر و آشامیون کی تادیب و تنبیہ ہو اسلئے اس کوہستان کی تسخیر
اور اسکے ذخیرہ مراج کی استیصال کو اور وقت پر موقوف رکھا اور آشام کی عزیمت

مصمم کیا۔ کوچ بہار کا نام عالمگیر نگر رکھا۔ سولہ روز یہان رہ کر سب طرح کا بند و بست
اس کا کیا۔ اور اسفندیار خانی کو یہان کا فوجدار مقرر کیا۔ سوم یا دوم جمادی الاول
۱۰۷۲ھ کو آشام کی فتح کے قصد سے لشکر نے کھونٹہ گھاٹ کی راہ سے کوچ کیا۔ ۱۲۔ کو
رنگامائی مین لشکر آیا تو رشید خان اور اسکے ہمراہی اور نوارہ بادشاہی اسمین مل گیے۔
دریای برہم پتر کے دونو طرف پہاڑون کا سلسلہ مسلسل چلا جاتا ہے اس دریا کے
کنارہ پر کثرت سے بیشہ و جنگل اور بہت سے ندی نالے و کیچڑ و دلدل ہین لشکر کا
چلنا کمال دشوار ہے اگرچہ ان حدود کے سرزمین کے زمیندار و بومی بہت سی رستے
بتلاتے تھے کہ جنسے آسانی سے عبور ہو سکتا تھا لیکن خان سپہ سالار خرم اندیشی و
دوربینی کے سبب سے جو اساس سپہ داری و سرداری ہے اس گروہ کی رہ نموتی
پر اعتبار نہ کرتا اور دریا کے کنارہ کو باوجود صعوبت کے نہین چھوڑتا۔ اسنے مقرر کیا
کہ دلیر خان افواج ہراول کے ساتھ و میر مرتضی توپخانہ کے ساتھ اس راہ پر کہ سیدھی
مقصد پر منتہی ہوتی ہی۔ دریا کے کنارہ کو رہ نما بنا کر اور لشکر کا پیش رو بن کر آگے
چلین۔ خان مذکور نے بڑی کوشش کی۔ ہاتھیون کے دانتون سے جنگل کے درختون کو
شکستہ کرایا نیستان کو انکی سونڈون سے اکھڑوایا لشکر کے تبرداروں اور پیادون
سے حتی الوسع ناہموار راہ کے تصفیہ و تسویہ مین کوشش کرائی۔ اس راہ مین ندی و نالے
بہت تھے جس سرزمین مین چھلین و دلدل آتی اسکو درختون کی شاخون اور نے کے دستون
اور گھانس کے پشتارون سے بھر کر اس سے عبور کرتے۔ اس سبب سے کہ یہ راہ ویسی سخت خطرناک
تھی اور نوارہ اس سبب سے کہ پانی پر دیر مین چلتا تھا ایک روز مین دو کوس یا ڈھائی
کوس سے زیادہ چلنا نہ ہوتا جہان لشکر اسلام کا قیام ہوتا وہان جنگل کو کاٹ کر
ہر ایک ادنی اپنا خیمہ لگاتا اور اپنے جانورون کے مربط بناتا۔ خان سپہ سالار صبح سے
شام تک رستون کے بنوانے مین کوشش کرتا اور پیادہ ہو کر سپاہ کو تسلی دے کر
انکی جذب قلوب کرتا اور اپنے اخلاص مند ہمدمون کی مدد کرتا اور حافظ کا یہ شعر

فوج کا کوچ ... (marginal note, partly illegible)

ورد زبان رکھتا۔

شعر

گرچہ منزل بس خطرناک است و مقصد ناپدید ✦ ہیچ راہے نیست کو را نیست پایان غم مخور

گو راہ مین یہ تکالیف تھین مگر لشکر جہاد کے شوق کے سبب سے اسکو راحت گنتا ۲ جمادی الاخری جوگی گھپہ کی منزلگاہ پر سپاہ پہنچی۔ اس جوگی گھپہ کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ ایک جوگی دنیا کو چھوڑ کر یہان ایک غار مین بیٹھا تھا ہندی زبان مین غار کو گھپہ کہتے ہین۔ یہان سے گوہاٹی تک ممالک محروسہ کی سرحد قدیم ہے چالیس کروہ مسافت ہے۔ یہان سے ناگر گانون ایک ماہ کی راہ ہے جو راجہ آسام کا مسکن اور دار الملک ہے۔ آشامیون نے اس پہاڑ کے دامن مین کہ دریا سے متصل ہے یہ قلعہ بنایا ہے جسکی دیوار کا عرض نیچے نو گز اور اوپر پانچ گز ہے اور اسکا دور حصار کے اندر زیادہ ایک کروہ سے ہے اور اسکے برج بڑے مضبوط ہین۔ دیوار کا ارتفاع جانب غربی مین قلعہ کوہ تک ہے۔ یہی جانب شاہی سپاہ کے برسر راہ تھی اور دیوار سے ایک گولی کے ٹپہ پر گڑھے کھود کر انمین سخت ستر تیز بانس کی جنکو یہان کے لوگ بھالچہ کہتے ہین گاڑے ہین اور انکے پیچھے قریب ڈھائی تیر کے انداز کے کنار خندق تک سطح زمین پر بھالچے گاڑے ہین۔ اور اسکی خندق عمیق مین تھی جسکا عرض تین گز تھا اسی طرح کے بھالچے اس مین گاڑے ہین دریا برہم پتر اسکی سمت جنوبی کا محیط ہے۔ جانب مشرق مین دریا بناس ہے جو اس پہاڑ کے نیچے گذر کر دریا برہم پتر سے ملتا ہے۔ شمالی جہت مین خندق و کوہ و جنگل کا انبوہ تھا اس کوہ کے محاذی ایک کوہ ہے جسکو پنج رتن کہتے ہین اس پر بھی اسی طرح کا ایک قلعہ بنایا تھا قلعہ جوگی گھپہ مین پندرہ ہزار آدمی مع توپ خانہ تھے اور قلعے کے نیچے تین سو بیس کشتیان مع ساز و آلات پیکار موجود تھے قلعہ پنج رتن مین بھی چھ ہزار آدمی مع آتشبازی توپخانہ کے تھے۔ یہان دریا کی دو شاخین ہو گئی تھین جنکے درمیان خشک زمین مین آشامیون نے مورچال بنائے اور اسکو چوب و بانس سے مستحکم کیا انکا قصد یہ تھا کہ لشکر شاہی دریا کے جس حصے مین گذرے توپ و تفنگ سے اسپر آگ برسائین اور آگے نہ جانے دین رودخانہ کے آگے سپہ سالار نے سپاہ کو حکم دیا کہ کمال خبرداری سے آترین اور مہتابیون کو اکثر روشن کرتے رہین

اور نوارہ کو حکم دیا کہ قلعہ کے نیچے آسامیون کے مقابل لنگر ڈالین اسلئے کہ اسامیون کو کمک نہ پہنچنے پائے اور شب خون نہ مارسکین۔ ہر شتہ کوہ پر اور رخنہ دار دشوار گذار راہون پر مردان کاری کو بہت سے سوارون اور پیادون کے ساتھ تعینات مقرر کیا جس طرف سے دشمن کو کمک پہنچنے کا زیادہ وسوسہ تھا۔ آغرخان کو مامور کیا اتفاقاً تین چار ہزار پیادے سے بر قنداز سے آغرخان کا مقابلہ و مقاتلہ ہوا۔ تیراندازون نے اطراف مغلیہ کو گھیر لیا۔ آغرخان نے بہادرانہ مقابلہ کرکے بہت دشمنون کو مارا۔ چند مغل سوار کشتہ و زخمی ہوئے۔ اور آغرخان کے پاؤن مین ایک زہردار تیر لگا جسے اسی وقت ورم ہوا اور ورم مین درد ہوا۔ مگر اسنے دشمنون کو بھگا دیا اور چند نفر اسامی زندہ گرفتار کیے۔ اشامیون پر لشکر شاہی کا ایسا خوف چھایا کہ اصلاً انہون نے جنگ پر دل نہ لگایا رات کو ہر گوشہ و کنارہ سے بھاگ گئے۔ اشامیون کی جنگ کا مدار پیادہ و جنگ دریا پر ہے اور خشکی مین ان کے سو پیادے دس غیر مسلح سوارون سے بھاگتے ہین۔ بہت سے اشامی پہاڑ سے نیچے بھاگ کر اپنی نوارہ کی مدد کو آئے کہ بادشاہی نوارہ سے جنگ کرین بہت سی کشتیان جو پانی مین غرق تھین انکو نکال کر کشتیون پر سوار ہوئے لڑنے اور دارو گیر پر مستعد۔ دوسرے روز جب آفتاب نکلا تو خانخانان حصار کی طرف آیا اور جنگی آدمیون کو مع مصالحہ توپ خانہ کے نوارہ مین بھیجا اور کچھ سپاہ کو دریا کے کنارہ پر رکھا کہ بروقت نوارہ کی مدد کرین۔ طرفین سے کشتیون نے حرکت کی۔ توپ تفنگ کے گولے چلائے ہوا بان ایسے مارے کہ دریا مین تلاطم آگیا خشکی کی طرف سے بان مارے جاتے تھے۔ توپ و تفنگ کی صدا سے آواز کوہ ہم آہنگ ہو کر کانون کو بہرا کرتی تھی۔ باروت کے دھنوئے سے روی دریا ایسا نیلگون ہو گیا تھا کہ غالب و مغلوب معلوم نہین ہوتے تھے۔ اشامیون کی کشتیون مین بان کم تھے اور ہراس بہت تھا۔ بہت ہاتھ پاؤن مار کر اور سرون و جانون کو برباد کرکے اور بہت سی کشتیون کو دریا مین کھول کر بھاگ گئے۔ بادشاہی نوارہ نے تعاقب کیا اور ایسا انکو تنگ کیا کہ انہون نے تیر کر جان بچانی چاہی مگر وہ نہنگ و ماہی کے

مسمہ ہوئے بعضے گولون کے صدمون سے نوارہ سے اُتر کرد امن کوہ کے پتھرون اور
صحرائی درختونکی پناہ مین آئے۔ کچھ آدمی تیر کر جان سلامت لے گئے تھے انکوں لشکر شاہ
نے گرفتار کرلیا۔ ایک سو چالیس کشتیان اور ۴۷ آہنین توپین چھوٹی بڑی اور تفنگین
بہت سی بندوقین اور دھرون اور باروت اور ادوات حرب و پیکار لشکر شاہ
کے تصرف مین آئے اور وہ دونو حصار بے کوشش یورش فتح ہوے۔
خانخانان نے اپنے نوکر عطاء اللہ کو جوگی گھپہ مین تھانہ دار مقرر کیا۔
۱۰ جمادی الاخری کو گواہٹی کا قصد کیا۔ دریای بناس پر پل باندھا۔ اور لشکر عبور کرکے
آگے بڑھا۔ دریای بناس پر توپ خانہ گذرتا تھا کہ ایک کشتی کے ڈوبنے سے ایک
بڑی توپ ڈوب گئی اُس توپ کو بڑی مشکل سے نکال کر توپ خانہ مین پہنچایا
۱۲ جمادی الاخری کو لشکر گواہٹی سے دو کروہ پر پہنچا۔ یہان آشامیون نے
شاہی سپاہ سے لڑنے کے لئے بڑا لشکر جمع کیا تھا۔ آشامیون نے دو قلعے نہایت
وسیع و رفیع اور مستحکم بنائے تھے ایک موضع سری گھاٹ مین جسمین پانچ پہاڑون کو حصار
بنایا گیا تھا اور دوسرا قلعہ کوہ ٹانڈو (یا نڈو ماندو) پر بنایا جو برہم پتر کے پار
سری گھاٹ کے محاذی تھا اور ان دو قلعون کے درمیان وہ ساری اپنی نوارہ
کو نگاہ رکھتی۔ اوران دونو قلعون مین ایک لاکھ سے زیادہ آشامی تھے لیکن اس
لشکر شاہی کے خوف مین آشامی ایسے آئے کہ اسکے پہنچنے سے پہلے رات کو قلعے کو
خالی کرکے بھاگ گئے ایک جماعت نوارہ مین بیٹھ دریا کی راہ سے بھاگی اور کچھ
خشکی کی راہ سے جنگل مین چلی گئی۔ خانخانان نے سری گھاٹ مین آنکر قلعہ کا بندوبست
کیا اور وہان سے گواہٹی مین کہ چوتھائی کوس پر تھا آیا۔ قلعہ نارو کو بھی بے جنگ و
ستیز کے آشامی چھوڑکر بھاگ گئے۔ یادگار بیگ خان نے انکا تعاقب کیا اور
کچھ آدمیون کو مارا۔ موضع کجلی مین بھی کہ قلعہ ماندو سے سات کوس آگے تھا۔
آشامیون نے قلعہ بنایا تھا اسکی حراست کے لئے ایک جماعت کثیر کو توپ خانہ کی اسباب

اور قلعہ داری کے لوازم کے ساتھ متعین کیا تھا۔ یہان سے پھر وہ بھاگ گیے۔ اور
تینون قلعے لشکر شاہی کے قبضہ مین آسانی سے آگئے۔ اس طرح ملک قدیمی سرحد گوہاٹی
تک آشامیون کے قبضہ سے نکل گیا۔ خانخانان نے اپنے ملازم محمد بیگ کو گواہٹی کی اور
حسن بیگ نکتہ کو کجلی کی حراست کے لئے مقرر کیا۔ کجلی بن کے قریب قلعہ کجلی تھا۔
اس بن مین ہاتھی بہت ہوتے ہین بعض فوج کے سردار اور فوج ان مکانون
مین رہے۔ جو تسخیر ہوئے تھے اور بہت سی تاخت اور امور ضروری کے لئے اطراف
کو رخصت ہوئی تو لشکر شاہی مین جمعیت کم ہو گئی لیکن اسکے سامنے آشامیون کے ہزار سوار
اور بیس ہزار پیادے ان بھیڑون کا حکم رکھتے تھے جو شیر گرگ سے خوف کھا کر بھاگے
ہون۔ آشامی شبخون مارنے مین بہت دلیر تھے۔ اور زیادہ جرأت کرتے تھے
خانخانان اکثر اوقات کوتوال کی طرح گشت کرتا تھا رات کو اول پہر سوتا تھا
پھر صبح تک پلک سے پلک نہین ملاتا تھا اسکی بیداری کے سبب سپاہی سوتے تھے برخلاف
اور سرفوجون کے کہ اطراف مین تعین ہوئے تھے۔ اکثر ان پر ناگہان رات مین آشامی
شبخون مارتے تھے آدھی رات کو اور آخر شب مین دست برد مین کرتے تھے۔ اور
فوجون کو مع مال و اثقال کے پامال کرتے تھے اور لشکر شاہی کو چشم زخم عظیم پہنچاتے
رنگا ماٹی مین رشید خان کے پہنچنے کے بعد اور خضر پور سے نواب کے چلنے سے
پیشتر کامروپ مین آشام کے سردار قیام رکھتے تھے انہون نے رشید خان پاس
ایک ایلچی بھیجا اور متکبرانہ لشکر شاہی کی نہضت کا سبب پوچھا۔ رشید خان نے
حاجب کو نواب پاس بھیجا تو نواب نے اس ایلچی کے ساتھ اپنا آدمی بھیجا اور یہ
پیغام دیا کہ اگر راجہ اس ملک کی بادشاہی کو جو اسنے اپنے تصرف مین کرلیا
ہے چھوڑدے۔ اور کامروپ جو سابق و لاحق رعایا کو اور توپخانہ اور شاہی
کو جو وہ لے گیا ہے دیدے اور اپنے دو بیٹون کو مع لائق پیشکش کے بھیجدے
اور عہد و پیمان کرے کہ بعد ملک بادشاہی کی کوئی مزاحمت نہین کریگا۔

تو ہم بھی ملک آشام کی تسخیر سے ہاتھ اٹھائینگے اور نواب کے دل مین یہ قرار داد تھی کہ اگر راجہ آشام ملک کامروپ کو چھوڑ دے اور کچھ پیشکش بھیجدے تو اسکی گوشمالی کے ارادہ کو فسخ کرکے برسات کے بعد مہم رخنگ پر متوجہ ہو۔ بادشاہ کا حکم آیا تھا کہ شاہزادہ شجاع کو ملک رخنگ سے نکال کر اسکے فرزندون اور اہل حرم کو بادشاہ پاس بھیجے۔ اسکے جواب مین نواب نے عرضداشت بھیجی تھی کہ کوچ بہار اور آشام کی مہم مین لشکر مصروف ہے اسکو وہان سے طلب کرتا اور مہم کو ناتمام چھوڑنا مقتضائے صلاح دولت نہین ہے۔ بندہ دولتخواہ سال آیندہ مین حکم حضور کی تعمیل کریگا۔ امسال کوچ بہار اور آسام کے مقابلہ مین مصروف ہوتا ہے۔ اسلئے نواب آشام سے ایلچی کے آنیکا انتظار تھا۔ جب گواہٹی مین وہ آگیا اور ایلچی نہ آیا تو وہ بے اختیار ۲۷۔ جمادی الثانی کو گواہٹی سے کوچ کرکے ملک آشام مین داخل ہوا۔ اشامی اکثر شب خون مارا کرتے ہین۔ اور پہلے انہون نے اسی طرح لشکر پر فتح پائی ہے اسلئے مقرر ہوا کہ لشکر ہوشیار اور برپا رہے اور ہوکی پہرہ لگا رہے اور میر مرتضیٰ و دلیر خان آشامیون کی راہ کے محافظ رہین۔ راجہ آشام کا دارالملک گھرگانو (نگرگانون) دریا برہما پتر کے پار تھا اور اسکے اس طرف قلعہ جمدھرہ تھا وہ اس مرزبوم کے بڑے مشہور قلعون مین تھا اسکے تین حصار تھے جنکے سچ بڑے بلند پہاڑ پر تھے۔ اور اسکی باقی تین طرفون مین پانی عریض و عمیق و غوقا تھا اکثر جگہ اسکا عرض ایک تیر پرتاب تھا اُسکا فتح کرنا مدت کا کام تھا۔ اسلئے خانخانان اسپر متوجہ نہ ہوا۔ قلعہ جمدھرا اور گواہٹی کے درمیان قلعہ بتینیہ پر ۶۔ رجب کو دو روز مین لشکر دریا کے پار گیا اور وہ پیغامبر جو ایلچی آسام کے ساتھ گیا تھا وہ آیا اور کوئی جواب باصواب نہ لایا اسلئے کوچ پر کوچ ہوا۔ راجہ ڈومریہ جو آشام کے تابع تھا اُسنے اپنے برادرزادہ کو نواب پاس بھیجا۔ اسنے ایک ہاتھی پیشکش مین دیا۔ راجہ نے خود حاضر نہ ہونے کے لئے بیماری کا عذر کیا۔ نواب نے اسکے بھتیجے کو مہر کا ب لیا۔ ایک منزل مین ایک طوفان عظیم آیا۔ بہت سی بادشاہی کشتیان ہوا کے صدمہ سے غرق اور شکستہ ہوئین اور اولے ایسے بڑے بڑے پڑے کہ گھوڑے انکے صدمہ سے بچنے کے لئے دریا مین چلے گئے۔ وہان دریا کے تازیانہ موج نے عدم کے جنگل مین انکو دوڑایا۔ آسامیون کو

یہ خیال تھا کہ لشکر شاہی پہلے قلعہ جدصرہ کو فتح کریگا اُسکا استحکام جنگی آدمیون اور توپون اور اسباب حصارداری سے کیا تھا۔ جب انکو لشکر کے دریا سے عبور کرنے کی خبر ہوئی تو قلعہ سماگڑھ کے استحکام کا فکر ہوا۔ وہ دریا سے پار قلعہ جدصر کے محاذی تھا۔

۱۱ رجب کو سماگڑھ قلعہ کے نیچے لشکر شاہی کا خیمہ گاہ ہوا۔ آتے ہی بعض برق انداز قلعہ پر دوڑیے گئے اسطرح سے کچھ آدمی ضائع ہوئے۔ وہ منع کئے گئے اور لوازم محاصرہ میں مصروف ہوئے۔ سماگڑھ کا قلعہ بہت مضبوط اور بلند بہت وسیع تھا اسکے گرد خندق گہری تھی تین لاکھ اسامی وہان رہتے تھے اسباب حصارداری پورا تھا اس قلعہ کے دوطرف دو دیوارین کنگرہ دار تھین اور دیوارون کی بازوؤن پر توپین۔ زنبورکین و بندوقین بے کاسل لگی ہوئی تھین اور انکے پیچھے آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ دیوار کے نیچے سب جگہ خندق و کھائیے و گڑھے بنے ہوئے تھے۔ قلعہ کی جنوبی دیوار ایک پہاڑ پر جو قلعہ کے پیچھے تھا ختم ہوتی تھی اور چار کروہ کی مسافت رکھتی تھی اور شمال کی طرف دیوار دریا سے بہا تیز متصل تھی کہ تین کروہ کی راہ تھی۔ قلعہ کی جانب جنوب سے برج جنوبی کے نیچے نالہ تھا وہان سے مغرب کی سمت بہتا تھا۔ اسی نالہ کے کنارہ پر لشکر شاہی فروکش ہوا۔ رات دن امرا سوار ہوکر پاسبانی کرتے تھے۔ محمود بیگ بخشی بادشاہی اس کام کی سربراہی خوب کرتا تھا۔ دلیرخان و میرمرتضیٰ نے قلعہ سے اتنے فاصلہ پر کہ بندوق کی گولی پہنچ سکتی تھی لشکر سے آگے مورچال بنائے اور بڑی بڑی توپین لگائین مگر قلعہ کی دیوار ایسی عریض تھی کہ توپون کے مارنے کا اثر کچھ نہ ہوتا تھا۔ نواب (سپہ سالار) اور دلیرخان کے آدمیون نے کوچہ سلامت سیکہ قلعہ کی دیوار تک پہنچایا۔ صبح سے شام تک لشکر و مورچال شاہی پر قلعہ کے اوپر سے توپ و زنبورک و بندوق گولے گولیون کا مینہ برساتے تھے بعض لوگ تون محصورین سیبہ پر آن کر دست بردی کرتے تھے۔ طرفین سے آدمی مجروح و اسیر و قتل ہوتے تھے۔ ایک رات کو نواب کے آدمی غافل تھے آن کے مورچال پر اسامیون کے ایک گروہ انبوہ نے چھاپہ مارا قریب تھا کہ مورچال نشینون کو چشم زخم پہنچتا کہ دلیرخان کے

سماگڑھ کا محاصرہ

آدمیون نے انکی اعانت کی اور اسامیون کو بھگا دیا وہ قلعہ مین چلے گئے۔

اس قلعہ کے محاصرہ کو امتداد ہوا۔ اور پہلے بھی شرقی پادشاہان سلف کے لشکر بکرر اس قلعے کے نیچے برباد ہو چکے تھے۔ پادشاہی سپاہ کا دل اسامیون کے ازدحام سننے سے متوہم ہوتا تھا خانخانان ساری سپاہ کی دلدہی کرتا تھا۔ مورچال اور دمدمہ باندھنے پر دلیرخان اور امراے کارطلب کو مامور کیا تین رات دن اسامیون نے قلعہ کے اوپر سے توپ و تفنگ کے گولے چلائے اور بڑے بڑے سنگ مارے اور بہت آدمیون اور چارپایون کو زخمی و تلف کیا۔ اور دمدمہ باندھنے اور مورچالون کے آگے بڑھانے کی فرصت نہ دی۔ چوتھی شب کو ایک شبخون عظیم مارا کہ فوج کے چارون طرف لشکر کے گرد پکڑو اور مارو کی آواز بلند ہوئی۔ آدمی بہت ضائع و زخمی ہوئے لشکر شاہی کے کنارہ پر جو چارپائے تھے وہ دشمنون کے ہاتھ آئے۔ دلیرخان کے افغانون اور بیرسنگہ کے راجپوتون نے بہت اسامیون کو ہلاک کیا۔ دلیرخان اور بہادرون کی مصلحت سے یہ امر قرار پایا کہ اسامیون کو محصور ہونے کی فرصت نہ دو فضل الٰہی پر بھروسہ کرکے یورش کرو۔ اس قصد سے نیت خیر کی فاتحہ پڑھی۔ چند نفر جاسوس ہمیشہ باوقوف اس راہ کی تحقیق کے لئے مقرر کئے جو اطراف قلعہ پر یورش کے قابل ہو اس ضمن مین ایک جدید الاسلام اسامی جو اس مہم سے پہلے بہت دنون سے لشکر مین نوکر تھا اور ہمیشہ فدویت کا دم بھرتا تھا۔ خانخانان کے ہمدمون مین سے ایک کے سامنے آیا اور اس نے کہا کہ ملک کی راہ و بیراہ سے اور اس قوم کے رویہ سے واقف ہون اور اس سرزمین کے چپہ چپہ کا حال مجھے معلوم ہے۔ یورش کے وقت لشکر کی رہبری پیش قدمی مجھ کو عنایت ہو۔ خانخانان باوجود تجربہ کاری و حزم و احتیاط کے اس کی فریب مین آگیا تو اسکو فوج کے لئے رہنمائی کا حکم دیدیا۔ دلیرخان اور اور بہادرون نے یورش کے لئے کمر باندھی تو اس آشامی رہبر نے اہل قلعہ کو پیغام بھیجا کہ فلان سمت مین کہ راہ قلب خندق کا پانی گھیرا ہے مین لشکر اسلام کو تمہارے تیر و بلا کے دام مین لاتا ہون

[illegible]

وسط شب مین سمت متقدم کی طرف لشکر شاہی رہ گرا ہوا۔ دیوار مذکور کے وسط مین دروازہ
کے محاذی لشکر شاہی آیا تو میر مرتضیٰ داروغہ توپ خانہ سے اشامی رہزن نے کہا کہ
تم گولہ مار چنگی و تفنگ متواتر مار کر دشمنون کو اپنی طرف مشغول کرو تا کہ اسامی اس طرف سے
غافل ہون۔ جسطرف مین لشکر کو حملہ کرنے کے لئے لے جاتا ہون اور اس کہنے سے مطلب اس شاہی کا
یہ تھا کہ مصالح توپ خانہ کا اس دیوار پر رائگان صرف ہو۔ میر مرتضیٰ نے توپ خانہ کی
برق افروزی کی اوپر سے اجل کے اولے و گولے برسنے شروع ہوئے۔ جمع کثیر تلف ہوئی
صبح نہین ہوئی تھی کہ وہ دلیر خان کو خندق کے اوپر لے گیا جسکے پانی کی تھاہ نہ تھی اوپر سے
اشامیون نے طرح طرح کے حربے جان ستان چلانے شروع کئے اور اطراف سے گولہ
حقۂ آتش و سنگ برسنے شروع ہوئے باوجود اس مرگ بے امان کے لشکر شاہی نے
بڑی بہادری کی۔ خاص کر دلیر خان و آغر خان نے برستی آگ مین اپنے ہاتھیون کو چلایا
ہر چند دل باختہ افغانون نے سمجھایا کہ اب آب آتش سے نجات کی امید نہین ہے
اگر اس بحر خونخوار کی غرقاب سے بچ بھی گئے تو پتھرون پر سر پٹکنے اور رائگان جان دینے
سے کچھ فائدہ نہین ہوگا۔ رائے صائب کا مقتضا یہ ہے کہ ابھی قابو ہوئے وقت باقی ہی
بنگاہ کو مراجعت کرین پھر قلعہ کی تسخیر کی تدبیر کرین۔ دلیر خان نے فرار کی عار کو گوارا
نہ کیا اور شہادت کو سعادت دارین جانا فیلبان کو ہیبت ناک آواز سے کہا کہ ہاتھی کو
آگے چلا۔ آغر خان اور قراول خان اسکے پیچھے چلے اس اثنا مین وہ اسامی رہ بر
جسنے بھگایا تھا گولہ لگنے سے مر گیا اور بادشاہی لشکر کی ایک اور جماعت کشتہ و زخمی
ہو گئی۔ دلیر خان کے جوشن پر تین چار گولیان تفنگ کی لگین مگر اسکے بدن تک پہنچنے
سے پہلے ٹھنڈی ہو گئین اور کارگر نہ ہوئین۔ آخر کو یہ سایہ حصار کے نیچے ایسے نزدیک
آئے کہ گولہ وہان نہین پہنچتا تھا اور دلیر خان دیوار حصار پر چڑھ گیا۔ سب طرف سے سپاہ
حصار مین داخل ہوئی اور قلعہ کے باہر شادیانہ فتح کی صدا بلند ہوئی کہ افغانیون کی
فوج بھاگ گئی۔ میر مرتضیٰ بھی مدد کو آ گیا۔ اشامی ہر گوشہ و کنار سے قطار قطار

فرار ہوئے حصن کلیابر کو کہ اصل قلعہ تھا اور حصار سملہ گڈھ سے محصور تھا۔ نہایت حصانت
رکھتا تھا اسکو بھی خالی کیا۔ محمود بیگ بخشی سپاہ کو لیکر گلامشی کو گیا کہ ایک جماعت کو مارا
کچھ آدمیون کو دستگیر کیا اور معاودت کی۔ جو آشامی قلعہ جمدھر کی حراست کرتے تھے
وہ بھی خوف کے مارے بھاگ گئے اور قلعہ خالی کر گئے۔ خانخانان قلعہ کی اس فتح نمایان
کے بعد دلیر خان پاس گیا اور اسکو گلے لگایا اور تحسین و آفرین کین۔ دو رکعت شکرانہ کی
ادا کین اور حکم دیا کہ منادی کرو کہ کوئی شخص رعایا کے ناموس و مال پر دست درازی نہ
کرے اور اطفال و عورات کو دستگیر نہ کرے۔ تاکہ یہ وحشی اپنے گھرون مین آباد رہین
اسامی جو چند ہزار قید ہوئے تھے انکو مسلسل کرکے جہانگیر نگر بھیجا کہ وہ باروت کوٹنے اور
مصالح توپ خانہ اور بعض کارخانون کے کام کرین۔ ان کامون کے لئے ہزارون
مزدور بلائے جاتے تھے کہتے ہین کہ خانخانان اسی نیت خیر کے سبب سے فتح نصیب تھا۔
کہ باوجود تسلط پانے کے قلاع و مکانون کی فتح و تسخیر کے بعد اطفال خورد سال و عیال رعایا
کو امن دیتا تھا اور اُن پر دست اندازی کے منع کرنے مین تقید زیادہ کرتا تھا اور کہا کرتا تھا
کہ عورات و اطفال کو حد تکلیف نہین پہنچتی۔ اطاعت ظالم مین مجبور ہوتے ہین اور معذور
ہین بعد ازان اُسنے بتخانون کے ڈھانے کا اور اذان کی آواز بلند کرنے کا اموال
اور توپ خانہ کے ضبط کرنے کا حکم دیا۔ بلاد پادشاہی کی رعایا جو اسامیون کی قید
مین تھی اسکو رخت و خرچ راہ دیکر وطنون کو رخصت کیا۔ دریا برہما پتر دامن کوہ مین
پہاڑ سے پیوستہ بہتا تھا اس سبب سے دریا سے عبور نہین ہو سکتا تھا عقب کوہ مین لشکر
چلتا تھا اور لشکر و نوارہ مین مسافت بعید رہتی تھی۔ اس وقت اسامیون کو فرصت
مین آشام کی طرف اور اطراف کے قلعون مین جب اس فتح کی خبر پہنچی تو اسامیون
نے اکثر مکانون کو خالی کیا ذخیرون کو جلایا اور پانی مین ڈالا توپون کو دریا
مین غرق کیا تعجب یہ ہے کہ اگر کوئی آشامی مع زن و فرزند کے لشکر شاہی کی اطاعت
کرتا اور پھر اپنے راجہ پاس بھاگ جاتا تو وہ فوراً اسکو مع ازواج و اولاد قتل کرا دیتا۔

باوجود اس سختی کے اہل آشام اہل اسلام کے رام نہ ہوئے برسات کے آثار ظاہر تھے
جو آشامی آن کر آباد ہوئے تھے بھاگ کر راجہ دیو کنتھا پاس چلے گئے اکثر آشامی
مارے گئے۔ مگر جو زندہ رہے وہ لشکر اشامی کے گرد پریشان پھرتے اور اسکی مزاحمت
کرتے۔ سید نصیرالدین خان کلیا بر کا فوجدار اور سید میرزا جمدھرہ کا تھانہ دار مقرر ہوا
نوارہ کی گرد آوری میں مشغول ہوئے قریب آٹھ سو کے جنگی کشتی مصالح توپ خانہ
سے بھری ہوئی۔ نوارہ بادشاہی کے مقابل میں بے خبر لے آئے۔ آتش جنگ کو مشتعل
کیا۔ اور خانخانان کے ہمراہیوں کے نواروں کو چاروں طرف سے گھیر لیا اُس مدت
نوارہ بادشاہی میں سے سو کشتیوں کے قریب مختلف امور ضروری کے لئے
اطراف میں گئی ہوئی تھیں ابن الحسین داروغہ خانخانان پاس آیا تھا۔ نوارہ کا آدمی
سردار کارفرما نہ رکھتے تھے۔ آشامیوں کی نوارہ کی کثرت نے بادشاہی نوارہ کا
قافیہ تنگ کیا۔ اسپر بھی چار پانچ پہر تا مقدور کوشش کر کے لڑتے رہے۔ نوارہ کا فاصلہ
خانخانان سے تین کروہ جریبی تھا نوارہ کے آدمیوں کی تو یہ مجال بھی نہین ملی
کہ خانخانان کو خبر کرتے دو پہر رات گذرنے کے بعد جب دو طرف کی توپوں کی
آواز خانخانان کے کان میں آئی تو اُسنے جانا کہ نواروں میں لڑائی ہو رہی ہے
اس وقت محمد مومن کو مع توپ خانہ و نقارخانہ کے ابن الحسین کے ساتھ روانہ کیا
اور یہ ارشاد کیا کہ بقدر مقدور رات کے اندر ہی اسپ تازہ وہان پہنچے جب
وہان پہنچ جاے تو نقارہ و کرنا کی آوازوں سے مطلع کرے۔ محمد مومن کو اپنے
آدمیوں کو جمع کرنے میں دیر لگی رات کے اندر تو نہ پہنچ سکا مگر سویرے ہی صبح کو
پہنچا۔ قریب تھا کہ نوارہ کے سب آدمیوں کی کشتی حیات غرقاب فنا ہوتی چنانچہ کئی
کشتیان گولہ کی ضرب سے دریا مین غرق ہو چکی تھین اور بہت سی غرق ہوتے کو تھین
اس ضمن مین اور بادشاہی کشتیان جو متفرق تھین آن پہنچین — محمد مومن اور
ابن الحسین نے نوارہ کے نزدیک پہنچکر کرناچیون کو حکم دیا کہ کرنا کی آواز سے

کو نک کو بھیجنے کا اظہار کرین کہ نوارہ شاہی کے دل باختون کو اور مخالفون کو خوف ہو
اس حالت مین صدائے تفنگ و رام جنگی و غرش بان سے آشامیون کے نوارہ مین ایک
تزلزل آیا اور نوارہ پادشاہی کو تقویت ہوئی اور جب لشکر کو بھی نمودار ہوا تو ..
آشامیون کے نوارہ کا سردار دل باختہ ہوا اور بھاگ گیا سچ ہے کہ جب تدبیر برقت
سپہ دار آزمودہ کار سے ظہور مین آتی ہے وہ ان ایک لاکھ سوارون سے بمراتب بہتر
ہوتی ہے - جنکا سپہ دار مغرور نا تجربہ کار ہو نوارہ شاہی نے آشامیون کا تعاقب کیا
بہت آشامیون کو مارا - جو آشامی کہ کشتیون کی تندروی پر اعتبار نہین کرتے تھے -
اہل اسلام کے خوف سے کنارہ پر اُترکر فرار ہوئے - باقی کشتیون مین جان سلامت
لے گئے - چار سو کشتیون کے قریب لشکر شاہی کو ہاتھ آئین جنمین سے ہر ایک پر ایک
بڑی توپ سرب و باروت کی ساتھ تھی اس شکست سے آشامیون کی ہمت
شکستہ ہوئی وہ کوہستان نامروپ کی طرف بھاگے جسپر سوار نہین جا سکتا جب سولہ گڈھ
مین .. لشکر شاہی کا مقام ہوا تو راجہ کے خواص جنپر مدار مہام ہوتا ہے اور شاہی
اسکو بھوکن کہتے ہین انھون نے حیلہ سازی و رہ پاہ بازی شروع کی اور عرائض لکھکر وکلا
کے ہاتھ بھیجین کہ ہم اطاعت عجز کے ساتھ مصالحت کرتے ہین - خان کار آگاہ نے جواب
دیا کہ اگر راجہ توپخانہ شاہی و اموال رعایا و سپاہی کہ جو گوہٹی سے لوٹ کرکے گیا ہے
اور تمام رعیت ممالک محروسہ کہ جو اس مدت مین قید کرکے لے گیا ہے بھیجدے اور بعد ازان
اوامر و نواہی پادشاہی کی فرمان بری کرے اور ہر سال پادشاہ کی پیشکش مین چند
کلان فیلون کے بھیجنے کا اقرار کرے اور بالفعل پیشکش لائق نقد و جنس مع اپنی دختر کے جناب
سلطنت کی خدمت مین مرسل کرے تو لشکر اسکی تنبیہ سے باز رہیگا ورنہ وہ یقینی جان
لے کہ لشکر گھر گانو مین پہنچکر اسکو آوارہ کریگا مگر یہ درخواست اسکی مکر و تزویر پر مشتمل تھی
اسکی نیت مین یہ تھا کہ اس بہانہ سے لشکر شاہی مراسم حزم و پاسداری سے غافل ہو
کہ ۲۷ ، موضع لکھو گڈھ مین لشکر آیا - یہان دھنگ ندی کوہستان جنوبی سے نکل کر

نکل کر دریای برہما پتر سے ملحق ہوتی ہے - کھر گانون تک چھوٹی چھوٹی ندیان بہتی ہین برہما پتر مین داخل ہوتی ہین - راجہ کے گیارہ ہاتھی یہان لشکر شاہی کو ہاتھ آئے راجہ کی طرف سے ایک برہمن خانخانان پاس آیا اُسنے بہت عجز و انکسار کے ساتھ مصالحت کے لئے عرض کیا - اسکے بعد ایک اور راجہ کا مقرب آیا - پاندان و مشروع طلائی اور دو سو روپیہ نقرہ اور کچھ اشرفیان اور ایک مکتوب لایا جس مین اعتذار و ندامت کا اظہار اور صلح اور مراجعت لشکر کی اور شائستہ پیشکش بھیجنے کی درخواست تھی - یہ متن بات بحکم فراست خدیعت و حیلہ وری پر محمول ہوئے - خان سپہ سالار نے جواب دیا کہ اس وقت لشکر کھرگانو کو جاتا ہے جہان پہنچکر جو مقتضائے مصلحت ہوگا عمل مین آئیگا - شہر کھرگانون ساحل رود دکھو پر آباد ہے جو آٹھ کروہ پر دریائے دھنگ سے ملتا ہے اور اسمین پانی اس قدر نہین ہے کہ بڑی کشتیان چل سکین اس لئے لکھوگڈھ مین نوارہ شاہی کو مقام کرنا پڑا اور چھوٹی کشتیان بنانی پڑین - غرہ شعبان لکھوگڈھ سے کوچ ہوکر اس مکان مین لشکرگاہ ہوا کہ جہان راجہ کا کارخانہ نوارہ کا تھا یہان سو بڑی کشتیان موجود تھین وہ بادشاہی نوارہ مین داخل ہوئین دوسرے روز موضع دیول گانو مین لشکر آیا - یہان ایک بڑا بتخانہ و باغ راجہ نے ایک برہمن کے لئے بنایا تھا - یہان خانخانان نے اپنے تابعون کا تھانہ بٹھایا کہ وہ راہ کی محافظت اور رعایا کی تسلی و استمالت کرین اس منزل مین کھرگانون سے اگرگانون کے . . . .

بعض مسلمانون نے جو ایک مدت سے راجہ کے قیدی تھے نوشتہ بھیجا جب راجہ نے سنا کہ لشکر شاہی قریب آگیا ہے تو اہل و عیال و زبدہ اموال جواہر و نقود اور اور نفائس اشیا کو لے کر کوہستان کامروپ کو بھاگ گیا - جو کھرگانو سے چار روز کی مسافت پہ ہے کچھ جنگی فیلون کو صحرا مین چھوڑ دیا - راجہ کے بعض ہاتھی و زبدہ مالی احمال و اثقال بے حافظ و حارس شہر مین موجود تھے - ۹ شعبان کو قریہ مجھو مین لشکر آیا - چار ہاتھی بھی ہاتھ آگئے - خان سپہدار نے فرہاد خان و سید محمد دیوان کو بھیجا

کہ گھرگانون مین جاکر راجہ کا مال ضبط کرین۔ وہ گھرگانون گئے اور غنائم کے جمع کرنے مین
مصروف ہوئے۔ ترکھانی مین لشکر آیا۔ راہ مین راجہ کے سولہ ہاتھی ہاتھ لگے کجپور اور
لام وانگ و برہمانی مین کچھ لشکر انتظام کے لئے مقرر ہوا۔ ۲ رشعبان سنہ ۴ جلوس کو
دارالملک آسام خطہ گھرگانون مین لشکر اسلام آیا آشامی بھاگ کر چھپ گئے۔ ۲۷ رجب کو
لکھوگڑہ مین لشکر آیا۔ لکھوگڑہ مین دو دریا دھنگ و برہماپتر ملتے ہین۔ آب دھنگ کوہستان
سے گھرگانون کی شمال کی جانب سے آتا ہے اور دریاے برہماپتر سے ملتا ہے گھرگانو
مین جانے والا دھنگ کے جنوبی کنارہ پر مسافت طے کرتا ہے۔ دھنگ اور برہماپتر کے دریان
ایک جزیرہ نامروپ کے کوہ کے دامن تک معمور و مزروع واقع ہے۔ شہر گھرگانون نالہ
دیکھو کے کنارہ پر آباد ہے اور وہ شہر مذکور سے گذر کر وہ پر دریاے دھنگ سے ملتا ہے
اسمین پانی اتنا کم رہتا ہے کہ چھوٹی کشتیان بھی اسمین نہین چلسکتین مصلحت کے موافق رسد
کے پہنچنے اور راہون اور حدود کے واقفیت کے واسطے یہ قرار پایا کہ نوارہ لکھوگڑہ مین رہے
جہان اس دیار کے دریا ملتے ہین اور ابن حسین داروغہ نوارہ مع جمال خان اور اور منصبداروں
کی جماعت کے اور علی بیگ و منور خان و ملک بنگالہ کے کل زمیندار اور کچھ پادشاہی توپ ہی پیادے
اور اکثر بڑی توپین اور کل نوارہ پادشاہی اور لشکر لکھوگڑہ مین رہے اور نوارہ پادشاہی
مین تین سو تئیس کشتیان تھین جنکی تفصیل یہ ہے کہ ۱۵۹ کوسہ ۴۸ جلبہ۔ اغراب
۷ پرندہ۔ ۳ بجرا ۔ ۵۰ پتیلہ ۔ ۲ سلب ایک بنیل ۔ ایک بہر ۲ بالام ۱۰ خلکری ۔
۱۰ اخلکری ۵ پلوار وغیرہ ۲۲ چھوٹی کشتیان۔ دلیر خان نے کہا کہ کچھ چھوٹی کشتیان
ہمراہ رہین کہ بعض ضروری چیزین نکوائین رکھکر گھرگانو لے جائین۔ حکم ہوا کہ جس کسی
پاس ایسی کشتی ہو وہ اپنے ہمراہ لے لشکری اور لشکر کے ہمراہ بیوپاری کشتیان
متعاقب گھرگانو مین آئین۔

غرہ شعبان کو لکھوگڑہ سے کوچ ہوا۔ ناؤ سالی (کارخانہ کشتی) مین لشکر آیا۔ یہان
چھپرون کے نیچے کشتیون کا تماشا دیکھا سوکے قریب بڑی بڑی کشتیان بہت مستحکم

بازیب زینت بھی تین جنگی ہاتھی کی فرصت جنگ میں ملی یا انکی ضرورت نہ تھی دوسرے روز دیول گانون میں لشکر آیا جہان راجہ کا مرشد رہتا تھا۔ نالہ سے عبور کیا۔ اسکے کنارہ پر فوج اتری ۔ تھانہ و باغ بہت خوب یہ بارے دھنگ کے کنارہ پر تھا۔ تاریخ یہان کا نارنجا نارنجی ہمارا نارنج چھپی ہوئی آگ ہی نگار رہا تھا۔ ایک پیسہ کے دس وہ بکتے تھے۔ علی رضا بیگ یہان تھانہ دار مقرر ہوا۔ نواب کے اخلاق کے سبب سے لکھوگرا اور دیول گانو مین رعایا آباد ہوگئی ۔ سرور حضور مین وہ آتی سرا یا اور دلاسا پاتی اور اپنے قریات و قصبات مین جا کر آباد ہوتی ۔ گھرگانون کے مسلمان رہنے والون کی عرائض آئین کہ راجہ نے اسیر مسلمانون کی ایک جماعت کثیر کو مار ڈالا اور اپنی نقود و اجناس لیکر نامروپ کو وہ چلا گیا ۔ باقی آدمی گوشون کونون مین چھپے ہوئے ہین ۔ ہماری اجل نہین آئی تھی جو ابتک جیتے ہین ۔ راجہ کے تمام اسمال و اثقال بے حافظ و حارس کے شہر مین پڑے ہوئے ہین بیگم کو فورا دخال و میرسید محمد دیوان تن ضبط اموال و افیال کے لئے بہت جلد گھرگانو روانہ ہوئے۔ لشکر کو راہ میں یہ ہاتھی ہاتھ آئے ۔ ۲ شوال ۷۲ھ کو نواب گھرگانو مین داخل ہوا۔ اور سب مسلمان وغیر مسلمان و پیر و جوان کو امن و امان کا مژدہ سنایا ۔ راجہ کے گھر کے لئے محافظ مقرر ہوئے۔ تاریخ فتح یہ ہوئی ؎

کم واقع میشود بیک سال + با کوچ بہار فتح آسام

جاسوسون کی زبانی معلوم ہوا کہ راجہ نے بہت زنبورک و رام چنگی تالاب مین ڈبو دئے ہین ۔ نواب نے خود تالابون پر جا کر دو سو اٹھہ توپ و ضرب زن ڈوبے ہوئے نکلوائے ۔ آغر خان نے نواب سے رخصت و دستکاہ کی درخواست کی ۔ نواب نے جواب دیا کہ یہ بات اس صورت مین ہو سکتی ہے کہ مین تمکو جانے کی اجازت دون وہ بے دستک اپنے بھائیون کی جماعت لیکر گھوڑا گھاٹ کی راہ سے پادشاہ پاس روانہ ہوا اسکی آزردگی کا سبب یہ تھا کہ اسکو نواب کی عدم توجہ کی شکایت تھی اور وہ مجرائی مین زیادہ طلبی کرتا تھا۔

تاریخ آسام مین تو آغرخان کا حال یہی لکھا ہے جو اوپر نقل ہوا۔ مگر منتخب اللباب مین زیادہ دلچسپ حال یہ لکھا ہے کہ اگرچہ خانخانان بہادرون کا قدردان تھا اور ان پر مہربانی کرتا تھا۔ آغرخان اور اسکے ہمراہیون نے خانخانان کو رفاقت مین بہادرانہ کارزارین کین انکو وہ دل وجان سے دوست رکھتا تھا لیکن اس سبب سے کہ آغرخان کے بعض ہمراہی متعلق بلاد کی تسخیر کے بعد آدمیون کے مال پر غارت وتاراج کا ہاتھ دراز کرتے تھے اور آغرخان انکو منع کرتا تھا وہ ممنوع نہین ہوتے تھے یہ امر خانخانان کی مرضی کے خلاف تھا وہ ایسی دست اندازی کے منع کرنے مین بڑی تعقید رکھتا تھا اس وجہ سے وہ آغرخان کے حال و پرداخت پر متوجہ نہین ہوتا تھا اس لئے آغرخان اکثر آزردہ خاطر رہتا تھا۔ ایکدن صبح وقت کہ خانخانان قرآن کی تلاوت کرتا تھا آغرخان مغلون کو ہمراہ لئے مستعد و مسلح ہوکر خانخانان کے دروازہ پر آیا۔ چوبدارون کو اسکے منع کرنے کی جرأت نہوئی وہ بے محابا اندر جاکر وہان پہنچا جہان خانخانان مصلے پر بیٹھا ہوا دعائین پڑھ رہا تھا خانخانان اسکی اس ہیئات کے آنے سے ڈرگیا اور دلیری وخوش بیانی سے پوچھا کہ خیر تو ہے آپ کا بیوقت آنا کس طرح ہوا آغرخان نے جواب دیا کہ اس مدت مین ہم جانفشانی کی تردد مین اور خدمات ماموره کی تقدیم مین کمی نہین کی۔ الحمد للہ کہ بادشاہ کے اقبال سے اور سپہ سالار کی بہادری سے ملک مفتوح ہوا۔ اور دشمن پامال ہوئی۔ ہم کو کمال افسوس ہے کہ آپ جیسے قدردان نے کبھی ہمارے کامون پر تحسین و آفرین نہ کی اسواسطے اپنے ہونے نہ ہونے کو معطل محض جان کر رخصت کے لئے آئے ہین۔ ہم امیدوار ہین کہ بدرقہ راہ کے لئے فاتحہ پڑھی جائے دستک رخصت عنایت ہو کہ ہم اپنے آقا پاس چلے جائین خانخانان نے ہرچند تقصیرات تغافل کا عذر کیا اور آیندہ تلافی کے وعدہ کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آغرخان نے اپنے رخصت ہونے کے لئے مبالغہ کیا۔ خانخانان نے دستک لکھنے کے لئے منشی کے نہ ہونے کا عذر کرکے ٹالنا چاہا تو آغرخان نے اپنے پاس سے اوراق و سفید کاغذ کا پرچہ موجود کیا اور التماس کیا کہ آپ خود اپنے ہاتھ سے دستک لکھ دین خانخانان

یہ سمجھکر کہ حق اسکی جانب ہے اور کوئی وجہ آغرخان کے کہنا نہ ماننے کی ہے دستک رخصت لکھ دی اور مُہر لگا کے اُسکے حوالہ کی لیکن دریا کے معبرون و گھاٹون کے اہلکارون پاس کاغذ کے گھوڑے دوڑا دئیے کہ آغرخان پہنچے تو وہ کشتیون کو بند کردین اور جہان تک ہوسکے اُسکو عبور نہ ہونے دین۔ یہ دریا لوزد و شیر نبرد جہان پہنچا اور کشتیون کو نہ پایا تو گھوڑون کی عنان بر و بحر کے حافظون کو سپرد کرکے خود ہمراہیون سمیت تیرتا ہوا چلا گیا لیکن کئی دریاؤن مین چند مغل ہمراہیون کی اجل آگئی۔ یون حضور مین پہنچا۔ محمد امین خان بخشی پاس پہلے خانخانان کا نوشتہ اس مضمون کا آگیا تھا کہ آغرخان اگرچہ عالی نسب و کار طلب بہادر ہے اور پرداخت کے قابل ہے لیکن ایام جوانی کی جہالت اور غرور شجاعت کو کار فرما ہو کر بہت منت کرکے رخصت لی ہے جب وہ حضور مین پہنچے تو چندروز اسکو منصب کی برطرفی سے چشم نمائی کرنی چاہیئے پھر اوسکو دلاسا دیکے اُس سے کام لینا چاہیئے چنانچہ محمد امین خان نے خانخانان کے نوشتہ پر عمل کیا۔ چندروز پادشاہ کی ملازمت سے ممنوع رکھا اور منصب سے برطرف کیا۔ پھر آغرخان کے گھر مین خود گیا اور اسکو پادشاہ پاس لے گیا۔ اور اُس کے جرائم کا شفیع ہوا۔ اور منصب پر بحال کرا کے کابل کے کومکیون مین روانہ کیا۔

ہندو مسلمان جو اپنے عزیزو وطنون و قومون سے جدا ہو چکے تھے اور ہندوزندان کی مذلت مین مبتلا تھے اور نجات اُنکے خیال مین نہ تھی ۔۔۔ اب وہ شادان و فرحان دعائین دیتے ہوئے کوسہ مین سوار ہوئے اور آشامیون کے گھرون مین جو مال ہاتھ لگا اسکو کشتی مین اپنے ساتھ لادا۔ ملک پادشاہی کا آدمی جو راجہ کی قید مین آتا اسکو بطور غلامون کے اپنے اہل مملکت کو قسمت کر دیتا جب لشکر شاہی آیا تو ان قیدیون نے آشامیون سے کہا کہ وہ انتقام کے لئے آیا ہے جیسے کہ ہمکو تم پکڑکر اپنے ملک مین لائے ہو ایسے ہی وہ تمکو پکڑ کر اپنے ملک مین لیجاویگا وہ ملک کو ضبط نہین کریگا۔ برسات مین یہان نہین ٹھہریگا۔ اگر تم کو غلام بننا منظور نہین تو اپنے مال و اسباب کو گھر مین مدفون کرکے پہاڑون پر

چلے جاؤ۔ اور برسات کے شروع ہونے تک وہان اقامت رکھو اور لشکر کی
معاودت کے بعد اپنے گھرون مین آؤ۔ اور اپنے دفائن پر متصرف ہو۔ ان
ہول زدہ اشامیون نے انکی بات کو یقین کر لیا اور وہ مال کو دفن کر کے چلے گئے
ان قیدیون نے ان اموال مدفونہ کو پھر سنگوایا۔ اور اہی جنم بھوم کو چلتے بنے
یہ مقرر ہوا کہ کاہر وہ لوگ کہ اپنے مساکن مین جا کر عمارت اور زراعت مین مصروف
ہون اور ایک سال تک وہ ادائے مال اور کل تکالیف دیوانی سے معاف رہین
۸۲ ہاتھی (سو سے زیادہ) تین لاکھ روپیہ کا طلا و نقرہ اور کل اجناس متصدیان
شاہی کے قبضہ مین آیا۔ ملک آشام مین جب سے لشکر آیا تھا مراجعت کے وقت
تک ۶۷۵ توپین جنمین ایک توپ آہنی بچہ دار بھی تھی کہ تین من کا گولہ اس سے
چھوٹتا تھا۔ ۱۳۴۳ زنبورک ۱۲۰۰ رام جنگی ۶۵۷ بندوقین ۳۴۰ من باروت
۱۹۶۰ باروت کے صندوق جنمین سے ہر صندوق مین تخمیناً ڈھائی من باروت
تھی۔ ۸۲۸ سیر اور شورہ و گوگرد و آہن و سرب بہت سا اور ایک ہزار کئی
کشتیان جنکو اکثر ستر ستی ملاح کھیتے تھے متصدیان بادشاہی کے تصرف مین آئین
اور ناؤ سال مین گھر گانو مین ۱۲ کشتیان نجار تھین جنکے برابر لمبی چوڑی مضبوط ترین
کمتر نظر آتی تھین۔ ایک آشامی نے چھپر مین آگ لگا دی یہ سب کشتیان جل کر
خاکستر ہو گئین راجہ اور بھوکنون نے جو چند سال سے انبار جمع کیے تھے یہ انبار
۱۷۳ تھے۔ اور ہر ایک انبار مین دس ہزار من سے ایک ہزار من تک برنج و
ماش و ماکولات تھے۔ ان کو فرار کے وقت اشامیون نے اس خیال سے جلایا
نہین کہ لشکر شاہی کے جلانے کے بعد وہ پھر ہاتھ آ جائینگے لشکر شاہی جتنے
دنون اس بوم و بر مین رہا اسکی قوت اعظم ان انبارون کے برنج رہے۔ ورنہ قوت
و آذوقہ کے نہ ملنے سے خصوصاً موسم برشگال مین جہان پہ جہری ہنتی پانی کی طغیانی ایسی ہوتی ہے کہ اطراف
سے رسد کی راہ مسدود ہو جاتی ہے۔ ان انبارون مین سے ۱۵۰

انبار بہت احتیاط سے برسات کے لئے رکھے گئے جو قریب آگئی تھی ــــ

ملک بنگالہ شمال و مشرق کے مابین آشام کا ملک برہما پتر (برہم پتر) کی اطراف مین آبادہی اور دریاء برہم پتر اسکے وسط مین مشرق سے مغرب کی جانب بہتا ہے۔ اسکا طول شرقاً غرباً گواہٹی سے سدیہ تک تخمیناً دو سو کروہ جریبی اور عرض اسکا شمالاً و جنوباً کوہستان گروہ مربی مچھی و دفلہ و لدندہ سے جبال قوم نانگہ تک قریباً سات آٹھ روز کی راہ ہے اسکا کوہستان جنوبی طول مین ہنجنستیہ و کچھار و کشمیر سے طول مین اور عرض مین قوم نانگہ کے کوہ سے ملا ہوا ہے اور اسکا کوہستان شمالی طول مین کامروپ کی پہاڑیون و ایسی سے پیوستہ ہی اور عرض مین قوم دفلہ و لعندہ کے پہاڑون سے ملا ہوا ہے دریاے برہما پتر کے شمالی کنارہ کی سرزمین کو اُتر کول اور اسکے جنوبی کنارہ کی سرزمین کو دکھن کول کہتے ہین۔ اوتر کول کا طول گواہٹی سے مسکن قوم میر مچھی اور دکہن کول کا امتداد ملک نکی رانی سے موضع سدیہ تک ہی۔ اسکے نواح کے پہاڑون کے متوطن راجہ آشام کو کچھ باج نہین دیتے مگر اوسکی بزرگی کو مانتے ہین اور اسکے احکام پر چلتے ہین مگر قوم دفلہ اسکی اطاعت نہین کرتی اور کبھی کبھی راجہ کے ملک پر دستبرد کرلیتی ہے۔ موضع کلیابر سے شہر گھرگانون تک سب جگہ مکانات اور باغات میوہ دار درختون سے بھرے ہوے باہم پیوستہ چلے جاتے ہین اور راہ کے دونو طرف بانس کے درخت سایہ دار بڑے بڑے اونچے لگے ہوئے ہین طرح طرح کی صحرائی و باغی خوشبو دار پھول کھلے ہوئے نیستان کے پیچھے پاے کوہ تک زراعت باغ۔ لکھوگیر سے گھرگانون تک اسی طرح کی معموری اور زراعت ہی اور آدمیون کی آمد و رفت کے لئے بلند و وسیع آلے بنائے ہین اس ملک مین زراعت اور باغ کے لئے زمین ایسی ہموار بناتے ہین کہ کبھی نشیب و فراز سر مو کی برابر بھی آنکھ کو نظر نہین آتا۔ اوتر کول مین آبادی اور زراعت زیادہ ہے دکھن کول مین صعوبت محکمہ و قلبی الکمنہ افزون تر ہے اسلئے اس جانب مین راجہ نے محل سکونت بنایا ہے۔ انہین خطہ مین آبادہ و غیر آباد اراضی کی ہوا دریاء برہما پتر کے کنارہ پر دونو دیسیون اور پردیسیون کو موافق ہے اور جو زمین دریا سے دور ہے اسکی ہوا دیسیون کو سازگار

اور پیر دیسیون کو زہر مار ۔ آٹھ مہینے مینہہ برستا ہے اور چار مہینے جاڑا پڑتا ہی
وہ بھی بارش سی بالکل خالی نہین ہوتا یہان بنگالہ کے سے امراض نہین ہوتے اور
ہندو بنگالہ کے ریاحین و فواکہ طرح طرح کے ہوتے ہین اور انکے سوا اقسام گل و میوے
باغی و صحرائی ایسے ہوتے ہین جو ممالک ہند مین نہین ہوتے ۔ اس ملک مین شالی سی کھوسوں
لیا جاتا ہے وہ یاریک پالیدہ کم ہوتی ہے گندم و جو و عدس کی کاشت نہین ہوتی
یہان نمک بہت عزیز و نایاب ہے ۔ دامن کوہ مین بعض پہاڑون مین وہ ملتا ہے ۔
لیکن بہت تلخ و گزندہ ہوتا ہے اس ملک کے بعض باشندے کیلے کے درخت کو
کاٹ کر دھوپ مین خشک کر کے جلا کر خاکستر کرتے ہین اور اس خاکستر کو کرباس مین
رکھتے ہین ۔ اور چار چوبین زمین مین گاڑتے ہین اور اسپر اس کرباس کو تانتے ہین اور
ایک ظرف اسکے نیچے رکھتے ہین اور بتدریج کرباس پر پانی ڈالتے ہین
اسکا ٹپکا ہوا پانی شور اور نہایت تلخ ہوتا ہے اسکو بجای نمک کے
کام مین لاتے ہین ۔ یہان کے مرغ لڑنے مین ایسے بہادر ہین کہ مر جاتے ہین مگر
بھاگتے نہین ایک دوسرے کے سامنے سے کبھی نہین بھاگتے ۔ کوہستان و صحرا مین
بکثرت ۔ ہاتھی مہیب و کلان و متناسب الاعضا ہوتا ہے ۔ اسکے پکڑنے کے لیے
بلدہ کھرگانوٗن مین چند مختصر حصار قفس کی طرح بنا رکھے ہین انکے گرد مضبوط اور
بلند چوبین نہایت مستحکم لگا دی ہین اور انکے دروازے مختلف طرفون مین رکھے ہین
راجہ کے خاص فیلبان لیجاتے ہین ۔ ہتنی کے بدن پر ایک خاص گھانس ملتے ہین اور
اسکو جنگل مین جہان مست فیل چرتے ہین لے جاتے ہین ۔ فیل مست اُس گھانس
کی بو کو سونگھ کر ہتنی کے پیچھے پڑتا ہے فیلبان ہتنی کو اس حصار مین لاتے ہین ہاتھی
بھی ہتنی کے پیچھے آنکر گرفتار ہو جاتا ہے ۔ دریاے برہما پتر کی ریت سے سونا نکلتا
بارہ ہزار (بتیس ہزار) آسامی یہی کام کرتے ہین اور ہر سال فی نفر ایک تولہ طلا راجہ
کی سرکار مین داخل کرتا ہے ۔ صرف یہی ملک کا خراج ہے ۔ یہ طلا کم عیار ہوتا ہے

آٹھ نو روپیہ تولہ بکتا ہے کہتے ہین دریای برہماپتر مین سب جگھہ سونا ملتا ہے
مگر یہ سونا نکالنا آشامیون کو آتا ہے - اس ملک مین کوڑی اور روپیہ اشرفی
رائج ہین اشرفی روپیہ پہ راجہ کا سکہ لگتا ہے فلوس کا رواج نہین قوم...
میری مچمی کے پہاڑون مین جو آشام کے شرقی جانب ہین ہین آہوئے مشکین و فیل
پیدا ہوتے ہین - پہاڑون سے یہ قوم نقرہ و مس و ارزیز بھی نکالتے ہین اس
قوم کی طرز و وضع اشامیون سے بالکل ملتی ہے - عورتون کی صورتین اشامیون
سے اچھی ہوتی ہین وے تفنگ سے بہت ڈرتی ہین اور کہتی ہین کہ یہ بُری چیز ہے فریاد
کرتی ہے اور اپنی جگھہ سے نہین ہلتی - اور اپنے بچہ کو پیٹ سے نکال کر آدمی کو مارتی
ہے - کوہستان آشام مین بھی آہوئے مشکین ہوتا ہے اور چوب عود (اگر) بھی ہوتی
ہے اگر ممالک محروسہ کی طرح یہان بندوبست مالی ہو اور رعایا سے محصول لیا جا
تو ۵ ۴ لاکھہ روپیہ کے قریب وصول ہو - رعایا سے خراج لینے کا دستور نہین - گھر پیچھے
تین آدمیون مین سے ایک نفر راجہ کی خدمت مین آتا ہے اور اگر اس مین وہ ڈھیل
کرے تو سوائے قتل کے یہان اور کچھہ سزا نہین ہے اسلئے راجہ کا حکم اس قوم مین کمال
رکھتا ہے - کسی زمانہ مین اس ملک پر سلاطین اسلام کا تصرف نہین ہوا کسی بیگانہ
کے ہاتھہ مین وہ نہین آیا - اس دیار مین مسافرون کے آنے جانے کا راستہ تنگ ہے -
اور غیرون کے ملک مین جانے کے لئے یہان کے باشندون کا پاؤن لنگ ہے اپنے
ملک مین نہ کسی کو آنے دین اور نہ غیر ملکون مین اپنے آدمیون کو جانے دین -
ہر سال ایک مرتبہ ایک جماعت راجہ کا حکم لیکر تجارت کے لئے اپنی سرحد گوہاٹی
مین آتی ہے طلا و مشک و چوب عود و فلفل و ساذج و پارچہ ابریشمی لاتی ہے
نمک و شورہ و گوگھرو اور کچھہ اور ہند کی مسلمانون سے جو گوہاٹی کے آدمی وہان
بیاتی ہین معاوضہ کرتی ہی جو لشکر اس مملکت کی سرحد مین آیا - کشور وجود سے خارج
ہوا جس قافلہ نے اس سرزمین مین قدم رکھا منزل عدم مین پہنچا - اہل ہند یہان کے

آدمیون کو ساحر اور جادوگر اور بہی نوع انسان سے خارج جانتے ہین اور کہتے ہین جو شخص اس دیار مین آتا ہے اور طلسم مین گرفتار ہو جاتا ہے پھر باہر نہین نکل سکتا۔ یہان کے راجہ بید جہ سنگہ پاس بہت لشکر اور مال اساب ہے۔ اسکا لقب سرکی ہے جسکی معنے آسمان کے ہین اور اسکا اعتقاد یہ ہے کہ اسکے باپ دادا ہین سی جو آسمان پر فرمان روا تھے کوئی سونے کی سیڑھی لگاکے زمین پر اُترا اور اس سرزمین مین قیام کیا اور پھر آسمان پر نہین گیا وہ خود اپنے تئین مظاہر عظم مین شمار کرتا ہے اسلیئے وہ بت کے آگے سر نہین جھکاتا۔ یہان کے اشامی ہندوٗون کی طرح کھانے پینے کا پرہیز نہین کرتے مسلمان و غیر مسلمان کا ہاتھ کھانا کھاتے ہین انسان کے سوا سارے جانورون کے گوشت کھاتے ہین یہان تک کہ مردار بھی کھاتے ہین گھی نہین کھاتے۔ اگر کسی کھانے مین گھی کی بو بھی ہو تو اُسے ہاتھ نہین لگاتے۔ انکی زبان ہندوستان کے اور ملکون سے جدا گانہ ہے۔ مردون کی ہئیات سے توانائی اور پہلوانی شکنی ہے وہ محنت کے کامون پر قادر ہین سب جنگ جو۔ سفاک مارنے مرنے مین دلیر و بے باک و بے رحم۔ غدر و بیمروتی مین طاق اور مکر و کذب و بیوفائی مین لیگانۂ آفاق۔ انکی عورتون کی صورت مین صباحت و ملاحت گورئی و سیاہی و درازی موئی و ملائمت بدن و صفائی رنگ و خوش دست و پائی ظاہر۔ دور سے یہ ہئیات مجموعی کمال حسن نظر آتا ہی۔ مگر تناسب اعضا نہین ہے اسلیئے پاس سی دیکھو تو وہ حسن جمال سی دور معلوم ہوتی ہین راجہ و رعیت کی عورتین کسی سی مُنہ نہین چھپاتین سر برہنہ بازار مین پھرتی ہین اکثر آدمیون کی چار پانچ بیویان ہوتی ہین ایسے کمتر آدمی ہین جنکی دو بیویان ہون اور آپس مین بیوین کی خرید و فروخت کرتے ہین۔ یہان کی بڑی تعظیم دوزانو بیٹھنا ہے جب راجہ اور بھوکنون پاس رعیت جاتی ہی اور بھوکنی راجہ پاس جاتا ہے تو وہ دوزانو بیٹھتے ہین اور زمین کی طرف ٹکٹکی لگاتے ہین۔ داڑھی موچھ سر کے بال منڈاتے ہین۔ ان بالون کو جو رکھتا ہے تو اسکو کہتے ہین کہ بنگالی ہو گیا ہے اسکے سر پر تلوار مارتے ہین۔ خر و شتر و اسپ اس ولایت مین عنقا و کیمیا ہے اشامی گدھے کو بڑی قیمت دیکر خریدتے ہین اور اونٹ کو دیکھ کر حیران ہوتے ہین گھوڑے سے بہت ڈرتے ہین اگر ذرا ہاتھ لگتا ہے تو اسکا پاؤن کاٹ ڈالتے ہین اگر سو مسلح اشامیون کے سر پر ایک سوار جا چڑھے تو تمام

ہتیا راسکے آگے رکھ کر بھاگ جاتے ہین - اور اگر بھاگ نہ سکین تو مقید ہو جاتے ہین لیکن اگر دس
مسلمان پیادے ایک آشامی کو ملجائین تو وہ بیجا با انکے استیصال کا قصد کریگا اور غالب آئیگا -
ہاتھی کے بیچنے کو وہ بڑا عیب سمجھتے ہین اور کبھی نہین بیچتے - راجہ اور بھوکن سنگاسن مین اور اکثر
اغنیاء ڈولی مین سوار ہوتے ہین - یہ ڈولی چوب و تختہ سے بناتے ہین فیل پر بجای عماری کے حوضہ
کے لکڑی کی کرسی بناکے رکھتے ہین - کرپاس کے پارچہ کو سر پر باندھتے ہین اور اسی کی دھوتی
پہنتے ہین اور ایک چادر کندھے پر ڈالتے ہین بعضے متمول جاڑے مین نیم جامہ بھی پہنتے ہین -
چارپائی کی جگہ تخت پر جنکو میسر ہو سوتے ہین - پان مین کچی سپاری مع پوست ڈال کر
بہت کھاتے ہین - مشجر و مخمل و ٹاٹ اور طرح طرح کے کپڑے ریشمی خوب بُنتے ہین اور جواہر
صندوق و تخت و کرسی ایک تختہ چوب سے بہت مطبوع و پاکیزہ بناتے ہین - راجہ کے
بعض تخت ایک چوب کے ہین جنہین سے ہر ایک کا عرض دو ذرعہ ہے اور انکے پائے الگ نہین
لگائے بلکہ اُسی چوب مین سے تراشے ہین - جنگی کشتیان بنگالہ کے کوسہ کی طرح بناتے ہین
اسکو بچاری کہتے ہین اس ملک مین کشتیان کثرت سے ہین - واقعہ نویس گواہٹی کی تحریر سے
معلوم ہوا کہ آوان تحریر تلک تیئیس ہزار کشتیان بچاری و کوسہ یہان آگئی ہین و لشکر بادشاہی
پاس اور اس ملک کے متوطنین کے پاس جو لشکر کے ہمراہ ہو گئے ہین شاید اس سے زیادہ ہونگین
جو واقعہ نویس نے لکھین احتمال ہے کہ ان سے آدھی آشامیون کے تصرف مین ہونگین اکثر
کشتیان چینیل کی چوب سے بناتے ہین اگر کشتی ڈوب بھی جائے تو اسکی لکڑی گلتی نہین بندوق
و توپ بچہ دار خوب ڈھالتے ہین - باروت بہت قسم کی بناتے ہین اور اسکا مصالح ملک
بادشاہی سے لاتے ہین - کل آشام مین خشت و سنگ و گل کی عمارات سواے گھرگانو اور
چند بتخانون کے دروازون کے کہین اور نہین ہے غنی و فقیر اپنے مکانون گھرون کو چوب
و نے و علف سے بناتے ہین یہان کی قدیم رہنے والی دو قومین ہین ایک آشامی دوسری
قوم کلتا در یہ دوسری قوم ہر باب مین اول قوم پر مزیت رکھتی ہے مگر جہاں صعوبت
امور حرب مین قضیہ منعکس ہے ہمیشہ راجہ کے نشیمن و خوابگاہ کی اطراف مین چھ سات ہزار آشامی

حراست کرتے ہین انکو جو دانگ کہتے ہین - اس ملک کا حربہ بندوق و راچنگی و توپ و تیر و پیکان
و بے پیکان و نیم شمشیر و نیزہ دراز و بانس کی کمان و تیر تخش ہے کہ ملک کے تمام بندے و انکے
اہل حرفہ و دہقان و رعیت مسلم و غیر مسلم طوعاً و کرہاً جنگ مین آتے ہین اور شغال کی طرح
ایک دفعہ غوغا کرتے ہین اور شورش عظیم مچاتے ہین اور سمجھتے ہین کہ اس شور و غل سے لشکر شاہی
کے دل مین ہراس پیدا ہوگا - وہ لڑائی مین لاکھون ہی جمع ہوتے ہین مگر ہتیار ون سے
لڑنے والے مین ہزار کے قریب آشامی ہوتے ہین اغلب وہ شب شنبہ مین شبخون مارتے ہین
اس رات کو مبارک جانتے ہین - رعیت خواہ جنگ کرکے بھاگے خواہ بے جنگ اطاعت
کرے - اپنے ہتیار ون کو ڈال دیتی ہے اور باہر چلی جاتی ہے رعایا اپنے مُردون کو
کچھ انکے ترکہ کے ساتھ مشرق کی جانب سر کو اور مغرب کی جانب پاؤن کرکے خاک مین
دفن کرتی ہے اور حکام اپنے موتا کے لئے دخمہ بناتے ہین اور زنان و خادمہ متوفی کو مع کچھ
مایحتاج چند سالہ مثل ظروف زرین و سیمین و فرش و لباس و رخوردنی دخمہ مین رکھتے ہین اور
اسکا نام ذخیرہ و توشہ آخرت رکھتے ہین جسسے نا امیدی کا دروازہ اُس پر بند ہو جاتا ہے
سر دخمہ کو قوی چوبون سے نہایت مستحکم ڈھاکتے ہین اور ایک چراغدان مین بہت سا
روغن اور ایک نفر متعلقین زندہ انمین رکھتے ہین کہ وہ چراغ روشن کیا کرے - دس دخمون کو
بجبر کرکے نوے ہزار روپیہ بہمہ جہت بادشاہی آدمیون کے ہاتھ آیا ہے -

پہلے زمانہ مین جو مسلمان یہان مقید ہوئے تھے اُنھون نے یہان نکاح کرلیا انکی اولاد
آشامیون کے طریق پر عمل کرتی ہے برائے نام مسلمان ہین وہ آشامیون کے ساتھ بہ نسبت
مسلمانون کے زیادہ مانوس ہین - دیار اسلام سے جو مسلمانون کی ایک جماعت وہان چلی
گئی ہے وہ صوم و صلوۃ مین قیام کرتی ہے مگر نہ اذان دے سکتی ہے اور نہ قرآن پکار کر
پڑھ سکتی ہے - یہ دونو انکے لئے ممنوع ہین -

راجہ اور آشامی بھاگ کر مختلف طرفون مین چلے گئے راجہ نے چاہا کہ قوم نانگہ پاس جائے
مگر وہ پادشاہی لشکر کے خوف سے اُسکے آنے پر راضی نہ ہوئے - یہ قوم جنوبی آشام

رہتی ہے۔ سرخ و سفید خوش ظاہر و بد باطن ہے۔ بازارون مین اپنی ازواج سے بے پردہ
مجامعت کرتے ہین۔ عورتین سوائے چھاتیون کے کسی عضو کو نہین چھپاتین اور کہتی ہین کہ اعضا
جنکو بطن مادر سے انفصال کے وقت سب آدمیون نے دیکھا ہوا اسکا اخفا عبث ہے پستان
جو اسکے بعد اٹھتی ہین انکو ڈھانکنا چاہیئے۔ نواب کی ملازمت مین چند مشہور آدمی آئے
تو انکے سیاہ لنگوٹیان بندھی ہوئی تھین لنگوٹیون کے اوپر کوڑیان سی ہوئی تھین اور
انکے منہ کے اوپر سوٴر کے نیشون کی حمائل پڑی ہوئی تھی اور گردن پر سیاہ لمبے بال تھے
اکثر اس قوم کا حربہ تروبین ہے۔ جب راجہ اس کوہستان مین آنے سے ممنوع ہوا تو وہ اپنے
بھگونت سنگھ کو لیکر نامروپ مین چلا گیا۔ نامروپ ایک قطعہ زمین پہاڑون کے درمیان
ہے آب و ہوا یہان کی ایسی خراب ہے کہ آشامی کہا کرتے ہین کہ اگر کوئی طائر یہان کے
فضا پر سے پار ہے تو اسکا شہپر حیات گر جاوے اور اگر اس زمین مین فولاد آئے تو موم ہو جا
راجہ جسپر غضب ہوتا اور تلوار سے سر نہ اڑاتا تو اسکو یہان بھیجدیتا۔ اسکی ایک راہ ہے
جسمین گھوڑا جاسکتا ہے کوہستان جنوبی اور جزیرہ کو جو دریاے برہما پترا اور دھنگ
ندی کے درمیان ہے راجہ اور بھگونت نے اپنا مقر بنایا۔ اس اثنا مین دو تین روز
مینہ برسا اور تیز ہوا چلی لشکر شاہی کے خیمون اور اردو مین پانی نے فرش اپنا بچھایا
موسم برسات نزدیک آیا۔ گھرگانو سے ساڑھے تین کروہ پر متھراپور تھا وہ ایسی
اونچی جا پر آباد تھا کہ برسات مین اقامت کی قابلیت رکھتا تھا وہان جانے کا ارادہ
مصمم ہوا گھرگانو کی حفاظت کے واسطے میر مرتضی اور راجہ امر سنگھ کو چھوڑا اور میر سید محمد کو
رعایا کی استمالت کے لئے مقرر کیا محمد عابد مامور ہوا کہ راجہ کے اموال کو دیکھبھال کر جو مال
تنخواہ کے لائق ہو لشکر مین بھیجدے اور باقی کو جہانگیر نگر روانہ کرے نقرہ اور مس پر اورنگزیب
عالمگیر کا سکہ لگایا گیا۔ یہ روپیہ پیسہ رائج ہوا مختلف مقامون مین تھانے اور تھانہ دار
مقرر ہو گئے۔ ۲۰ شعبان سنہ مذکور کو لشکر کوچ کرکے متھراپور مین آیا۔ آدم خان نے
یہان سے آٹھ کوس پر لکھے پور مین تھانہ جمایا۔ اسکو رات دن آشامیون سے لڑنا

پڑا جلال خان کنار دریاے دھنک کا تھانہ دار تھا اسپر بھی کئی دفعہ آشامیون نے شب خون مارا مگر ہر دفعہ ہزیمت پائی۔ تین چالیس ہزار آشامیون نے دن کو اُس سے لڑنے کا قصد کیا اُنکو شکست ہوئی اور بہت آشامی مارے گئے اور جلال خان کی شجاعت کی بڑی شہرت ہوگئی آشامی یہان سے اور اطراف مین منتشر ہوگئے۔ میانہ خان موضع سلہانی مین تھانہ دار تھا وہ رعایا کی رفاہ حال و فراغ بال کا سبب ہوا۔ کھر گانوین سوسوار اور دوسو پیادے تھے اور اسکے اطراف مین اور لشکر مورچے جمائے ہوئے تھے اکثر مواضع دکھن کول کے پادشاہی تصرف مین آگئے تھے اور رعایا بھی اپنے گھرون مین آباد ہوکر اطاعت اور ہواخواہی کا اظہار کرتی تھی اور ترکول کے آدمی اطاعت کے فکر مین تھے کہ زمانہ نے ایک اور ہی گل کھلایا۔

بادلون نے اپنے لشکر کو آسمان پر دوڑایا۔ بجلی نے اپنی چھچھوندر چھوڑی۔ گونج نے اپنا صور پھونکا۔ ابر نے اپنی آنکھون سے زمین پر ایسے آنسو بہائے کہ نالون کو دریا بنا دیا اور دریاؤنکو بحر۔ سیلاب نے ساری مکانون مین دلدل کردی شیرون کے خوف سے آشامی جو جنگلون اور غارون مین لومڑی کی طرح چھپے بیٹھے تھے اب شیر بن کر باہر نکلے فتنہ و فساد برپا کیا۔ اول اُنھون نے دیول گانو کی طرف ہجوم کیا اور تھانہ دار پر شب خون مارا۔ تھانہ دار غافل نہ تھا۔ اُسنے آشامیون کو شکست دی۔ نواب نے یادگار خان ازبک کو کمک کے لئے بھیجا۔ اُسنے جاکر آشامیون نے جو آتش فتنہ سلگائی تھی آب تیغ سے بجھادی۔ ان دنون مین آذوقہ کی کشتیان لکھوگرہ سے کھر گانو کو روانہ ہوئی تھی۔ ابن حسین داروغہ نوارہ نے چھہ جلبہ اور ہراکوسہ پرسیانہ بسرداری محمد مراد بھیجے تھے اُسنے دو تین جگہ آشامیون سے لڑکر ان کشتیون کو کھر گانو مین پہنچا دیا جب آشامی دیول گانو سے مایوس ہوئے تو اُنھون نے غرہ شوال کو انور بیگ تھانہ دار کجپو پر تاخت کی اُسنے اپنی زور بازو سے اُنپر فتح پائی مگر فتح کے بعد احتیاط نہ کی آشامیون نے پھر حملہ کرکے اسکو مار ڈالا۔ کجپور آشامیون کے قبضہ مین آگیا اور اُنھون نے دریاے دھنک کے اس طرف ترمہانی و کجپور کے محاذات سے لیکر لکھوگرہ تک مورچالین بناکر لشکر شاہی کی رسد کا رستہ بند کردیا۔

برسات کا آنا اور غارون کا اُٹھنا۔

نواب نے یہ سُنا سرانداز خان ازبک کو کچپور کا تھانہ دار مقرر کر کے فساد کے دور کرنے کے لئے بھیجا وہ بہت جہد کر کے نالہ کی گل ولاے سے گذرا اور موضع نیک مین آیا یہان نالہ سے بغیر کشتی کے گذرنا محال تھا۔ اسنے نواب کو حقیقت حال لکھی۔ نواب نے حکم دیا کہ محمد مراد نوارہ جو ساتھ لکھوگر سے آیا ہے۔ تین جلبہ و سات کوسلہ اور کھرگانو سے لیکر اپنے نوارہ کا ضمیمہ بنائے اور اور خالی کشتیان بیوپاریون کی بھی لے لے۔ جب موضع نیک مین پہنچے تو وہ اور سرانداز خان خشکی و تری سے باہم رفیق ہو کر طے مسافت کرین سرانداز خان کو محمد مراد دریا پار اتارے اور سرانداز خان محمد مراد کے نوارہ کا ممد و معاون ہو۔ مگر یہ تدابیر نہ چلین سرانداز خان پاس محمد مراد پہنچا اور دونو باتفاق روانہ ہوئے۔ نالہ جو اول سرانداز خان کی راہ مین آیا وہان ان دونو مین مخالفت ہوئی۔ ۱۸ شوال کو سرانداز خان واپس نیک کو چلا آیا اور محمد مراد اور آگے بڑھا۔ جب آسنے آشامیون کی کشتیون کا ہجوم پانی مین اور آشامیون کو دریا کے کنارہ پہ دیکھا تو وہ بہت جلد کنارہ پر اُتر کر برجہانی کو راہی ہوا چند کشتیان جنمین امیر خان افغان سوار تھے وہ دشمنون کی طرف دوڑے اور اپنی جلادت کی زور بازو سے غنیم کے درمیان سے گذر کر دیول گانو مین پہنچے باقی تمام بادشاہی لشکری بیوپاری نوارے پر بار و ساز سفت و آسان آشامیون کے چنگل مین آئے جسنے انکو بڑی جرأت اور جسارت ہوئی اور بیوپاریون کی آمد و شد و رسد کے پہنچنے کی راہ مسدود ہوئی۔ آب دھنگ کی وسعت نے دریا پر عرصۂ جولان کو دبات تک تنگ کیا اور کوہ سلہانی کے سیلاب نے تھانہ کے آدمیون کے گھوڑون کے ہاتھ پاؤن مین زنجیر ڈالی تو بعض آشامی آب دھنگ سے گذر کر اور بعض کوہ سلہانی سے پائین مین آنکر بے تحاشا حواشی کھرگانون کو مراجعت کرنے لگے اور شہر کی دست برد کے اندیشہ مین ہوئے میر مرتضی نے پہلے سے زیادہ ہشیاری اور بیداری مین کوشش کی باوجود معاونون کی قلت اور معاندون کی کثرت کے اس نے ثبات اختیار کیا۔ دس بارہ ہزار آشامیون نے غازی خان تھانہ دار دیوتانی کو قتل کیا۔ بیس سوار اور پچاس پیادے اسکے ساتھ کے مارے گئے وہ ملبس کے احاطہ سے جسکو

سکونت و حفاظت کبرسائین کے لئے بنایا تھا باہر آیا اور آشامیون سے لڑا برکسائین کے
برادر زادہ نے دروازہ توڑنے کا قصد کیا۔ اسکو ابراہیم خان نے مار ڈالا۔ آشامی اپنے
سردار کے مرتے ہی دامن کوہ مین بھاگ گئے اور آشامیون کے جمع کرنے کا انتظام کیا۔
اس حادثہ کے واقع ہونے سے حوالی کھرگانؤ و نواحی متھراپور اور حواشی تھانہ آدم خان
مین جو رعایا آباد ہوکر اطاعت کرتی تھی وہ بھاگ گئی۔

ان دنون مین یہ افواہ اڑی کہ بھیم نراین نے آنکر کوچ بہار کو پھر لے لیا ہے۔ آخر کو یہ خبر
سچ نکلی۔ آواز خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔ اسکی تفصیل یہ ہے۔ پادشاہی متصدیان جہام
مال نے مآل کار سے غفلت کی اور ممالک محروسہ کے حال کے دستور رعیت سے جمعبندی
اور مطالبہ سوال کیا اس طرح کی جمعبندی یہان کی رعایا کے خیال اور تصور مین بھی نہ تھی
وہ متفرق ہوگئی اور راجہ کی خواہان ہوئی۔ ممالک محروسۂ شاہی مین جو اخذ مال کے قوانین
اور دستور تھے وہ یہان کی سرزمین کے زمیندارون کے معمول کے برخلاف عمل مین نہین
آسکتے تھے۔ نواب کی مرضی کے خلاف رعایا کے ساتھ مقدمات مالی مین سختیان بے اعتدالیان
ہوئین جسسے رعایا شورش مین آئی اور راجہ بھیم نراین پاس پہنچی اور اسکو پہاڑ سے نیچے آنے
کی ترغیب دی۔ راجہ اس مقدمہ کو دولت غیر مترقبہ سمجھا اور پہاڑ سے نیچے آیا۔ اس دیار کے
سب آدمیون نے کہا کہ تو راجہ ہے ہم تیرے لئے اپنی جان دینے کو موجود ہین۔ راجہ کی سرکار
کمتھل باری مین محمد صالح منصبدار تھا اسپر تاخت کی اسکو اور اسکے ہمراہیون کو مار ڈالا
اور اسفندیار خان حاکم کوچ بہار کی ہمراہ جو آدمی تھے انکی رسد بند کردی اور راجہ نے
خان مذکور کو پیغام دیا کہ تم ملک پادشاہی محلات چلے جاؤ اور اپنے تئین ہلاک نہ کرو
خان مین قوت مقاومت نہین تھی اور اقامت مین یہ سمجھا کہ چند ہزار جانین ضائع جاینگی
وہ گھوڑہ گھاٹ مین چلا گیا۔ متعاقب علی خان بھی گھوڑا گھاٹ مین آیا۔ استرداد
ملک کی قدرت نہ تھی یہین ٹھیر گیا۔

القصہ جو حوالی کھرگانؤ اور تھانہ غازی خان کا حال نواب سے عرض کیا گیا تو اُسنے

تو اُس نے ابوالحسن خانوی مرزا بیگ شجاعی کو جو نواب کا بڑا اشہور منتظم ملازم تھا آشامیون کی تنبیہ کے لئے مقرر کیا کہ حوالی تھانہ غازی خان کے گرد جو آشامیون نے مورچے بنائے ہین تھانہ کی تاخت کے تاک مین بیٹھے ہین انکو دفع کرے۔ اُسنے جاکر آشامیون کو مقتول و منہزم کیا اور اُنکے مورچالون کو ڈھاکر مٹا دیا۔ آغرون کی جماعت اور پچاس سوار گھرگانو کی حفاظت کے لئے اور مقرر ہوئے۔

جب نواب نے محمد مراد کی کم پائی اور آشامیون کی دراز دستی کی خبر سُنی تو اُس نے فرہاد خان کو اپنی اور اور امرا کی اور تابینیون کی اور شاہی آراستہ فوجین دیکر مامور کیا کہ لکھوگر جاکر اور رسد کی کشتیون کو ہمراہ لیکر لشکر مین لے آئے اور آنے جانے مین اطراف کے آشامیون کی تنبیہ کرے اور سرانداز خان کو گجپور مین قائم رکھکر تھانہ مین میر نوراللہ و محمد مقیم اور ایک اور جماعت کو کمک کی طور پر چھوڑ دے۔ سر راہ تھانہ جات کا بندوبست اس طرح کرے کہ پھر آنے جانے والون کے دامن مین آشامیون کا خار نہ لگے۔ ابوالحسن جو دیوتالی کی طرف آشامیون کی تنبیہ کرکے نواب پاس آتا تھا حکم ہوا کہ وہ اپنی ہمراہی آدمیون کے ساتھ فرہاد خان کا تابع اور رفیق ہو۔ خان مذکور ۲۸ شہر شوال کی شام کو گھرگانو مین آیا۔ اور اُسی رات آب دیکھو سے عبور کیا۔ فرہاد خان سے مل گیا۔ دونو لشکر موضع نیک مین آئے جو ترمہانی اور گجپور کے درمیان تھا۔ یہان صحرا مین ندی دھنگ سے بھی زیادہ پانی متموج تھا۔ نہایت حیران ہوئے اور ہرچند راہ کی جستجو مین سعی کی۔ مگر مقصد نہ حاصل ہوا۔ آسمان سے پانی برستا تھا۔ زمین سے پانی جوش کرتا تھا۔ لشکرگاہ کو سیلاب نے گھیر لیا۔ روئے آب پر خیمے حباب کی طرح معلوم ہوتی تھے اور سوار تمام شب پشت اسپ پر اور پیادے اپنی ایڑیون کے بل پر کھڑے رہے ناچار سرانداز خان کو جو موضع مذکور مین محصور تھا خان اپنی ہمراہ لیکر اُلٹا چلا سب جگہ پانی کمر تک تھا۔ ترمہانی کے قریب ایک موضع مین آیا۔ یہان آشامیون نے انہار بند مسدود کرکے دریاے دھنگ سے انکو ملا دیا اور اُنکے کنارون پر مورچلون کو ترتیب دیا۔

اور فرہاد خان کی مراجعت کی راہ کو مسدود کیا اور آشامیوں کے نامی بھوکنون نے
کشتیون مین بیٹھ کر افواج کی اطراف کا احاطہ کیا۔ اور توپ اندازی شروع کی
فرہاد خان ایک آئے پر کہ محاطۂ آشامتھا چڑھ گیا۔ نواب نے یہ خبر سنکر محمد مومن بیگ
یکہ تاز کو فوج عظیم کے ساتھ بھیجا کہ فرہاد خان کی راہ مین نالون کے کنارون پر جو
مورچال آشامیون نے بنائے ہین انکو پراگندہ کرے۔ مومن بیگ تہائی مین آیا۔
پانی کی طغیانی ہوتی جاتی تھی وہ مقصد کی طرف توجہ نہین کرسکا۔ دلیر خان نے
ہاتھیون کو لے جانا چاہا۔ مگر دشمن کے غلبہ خوف سے یہ تدبیر بھی نہ چل سکی آشامیون نے
مورچلون اور کشتیون سے توپ اندازی برابر جاری رکھی اور کشتیون سے اُترکر
اُن پر کئے حملے کئے۔ فرہاد خان نے ان حملون کو ہٹایا۔ ایک دفعہ آشامی بہت
کشتیون سے اُترکر اُس پر حملہ آور ہوئے تو راجہ سجان سنگہ کے راجپوت ان کے
مقابل ہوئے۔ خان کے اشارہ سے وہ پیچھے ہٹے آشامی دھوکہ مین آنکر انکے پیچھے
آئے اور کشتیون سے دور ہوئے۔ فرہاد خان نے انکو مار دھاڑ کر چند کشتیان
انکی چھین لین۔ اب یہان آذوقہ کی ایسی کمی ہوئی کہ گائے کے گوشت کھانے
کی بجگہ گھوڑے کے گوشت کھانے پر نوبت آئی۔ تو فرہاد خان نے مفتوح
کشتیون پر اور ٹاپون پر جو کیلے کے درختون اور نے سے بنائے تھے سوار ہوکر
آشامیون پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ آشامی دشمنون کو عاجز جان کر غافل ہوئے
رات کو خوش وخرم سوئے فرہاد خان نے ان کشتیون پر جو اُس نے آشامیون
سے چھینی تھین لشکر کو سوار کرکے نالون سے پار اتارا۔ فرہاد خان جب محمد مقیم کے
تھانہ مین آیا تو اُس نے سُنا کہ اس نواحی کے آدمی چند روز غائب ہی اب آئے ہین تو
خستہ ومجروح ہین یہ حالت انکی شرکت جنگ پر دلالت کرتی ہے کہ وہ فرہاد خان
کے لشکر سے لڑے ہین۔ محمد مومن بیگ کو بھیجا کہ مردون کو قتل کرے عورتون اور
بچون کو قید کرلے اور اموال کو لوٹ لے ۲ دوم ماہ ذیقعدہ کو فرہاد خان۔

نواب کی خدمت مین آیا۔ تھانہ محمد مقیم کی تاخت و تاراج نواب کو پسند نہ آئی اس نے سب عورتون اور بچون کو چھوڑ دیا کہ وہ اپنے گھر جائین۔

فرہاد خان کی مراجعت کے بعد آشامی بڑے دلیر ہوگئے اور رہانی کی طغیانی ایسی ہوئی کہ کسی تھانہ مین مقدور نہ تھا کہ وہان سے آدمی باہر نکل سکے یا کمک کو پہنچ سکے اسلئے نواب نے حکم دیا کہ ابھے پور سے آدم خان آنکر لشکر سے ملے اور تھانون کے آدمی گھر گانو مین چلے جائین اور سرانداز خان میانہ خان نالہ دیکھو کے اس طرف وہان کے رہنے والون کی محافظت مین قیام کرین۔ جلال خان و غازی خان و محمد مقیم جو نالہ کے اسطرف ہین وہ میر مرتضیٰ پاس چلے جائین۔ جب آدم خان تھانہ ابھے پور سے اس طرف کا عازم ہوا تو اس نواحی کے مسلمان جو ہوا خواہی ظاہر کرکے آباد ہوئے تھے بھاگ گئے اور کشتیون کو لیگئے اسلئے نالون کے اترنے مین آدم خان کو بہت تکلیف اُٹھانی پڑی۔ سرانداز خان و میانہ خان نے ایک سرزمین مین جسکے تین طرف نالہ دیکھو تھا اقامت کی اور جس سمت مین پانی تھا وہان ایک مستحکم دیوار بنائی اور اسپر توپین و زنبورکین چن دین۔ رعایا دیوار سے خارج ہوئی۔ ایک رات آشامی غلبہ کرکے نالہ کی اس طرف کی رعایا کو طوعاً و کرہاً لے گئے۔ حوالی گھر گانو و متھراپور کی کل رعایا آباد شدہ فراری ہوگئی۔ اور راجا اور بھوکنون پاس چلی گئی بعض مسلمان اور کچھ ہنود باقی رہے جو راجہ سے ڈرتے تھے اور ہندوستان کے دیکھنے کا شوق رکھتے تھے۔ ایک تمام ملک آشام سوا گھر گانو و متھراپور ہی کے آشامیون کے تصرف مین تھا اور ان دونون مقامون مین بھی آمدرفت پادشاہی آدمیون کی بغیر سپاہ کے ساتھ لئے نہین ہوتی تھی۔ یہ باتین تعجبات سے تھین اب دوسن بارہ ہزار لشکر پیادہ و سوار اور اردو بازار بے شمار چھ مہینے تک بغیر غلبہ خصم اور استیلاء غنیم انہار کے اندر نقطہ کی مانند گھر جائے کہ پرکار کی طرح لشکرگاہ کے دائرہ سے باہر قدم نہ رکھ سکے اور کوئی کمک اسکو نہ پہنچ سکے اور غلہ اور مایحتاج کی کوئی چیز اُس تک نہ آسکے۔ آشامیون نے انقطاع اخبار اور انسداد راہ مین کوشش کی۔ کہ

+ رہنون کا سد راہ ... اور تھانون کا ... اور ... [illegible]

اہل ہند کو اس لشکر کی بے خبری کے سوا کچھ خبر نہ پہنچتی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ کوئی انمین زندہ نہین ہے۔ انہون نے مراسم تعزیت بھی ادا کین وروارثون نے متروکات کو بھی آپس مین تقسیم کرلیا۔

راجہ آشام کا بیجدلی بھوکن (سپہ سالار) تھا وہ برہمن تھا اور انبارداری سے بھوکتی اور سرداری پر پہنچا تھا اسکو راجہ نے سپہ سالار و مدار علیہ مقرر کرکے لشکر شاہی کے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے بلکہ اسیر و دستگیر کرنے کے لئے مقرر کیا اور سارے ملک مین احکام جاری کردیئے کہ سردار و رعایا اسکی اطاعت کرین۔ یہ سپہ سالار نہر دلئی کے کنارہ پر آیا اور ایک انبوہ جمع کرکے حشر برپا کیا اور مورچال بنا سے دو تین روز مین ایک دیوار عریض و مرتفع کنگرہ دار نہایت مستحکم لب پائے مذکور پر تین کروہ لمبی بنائی۔ دیوار کا ایک سرا پہاڑ سے ملتا تھا اور دوسرا سرا وہان منتہی ہوتا تھا کہ نہر غار کور آب دھنگ سے ملتی تھی اور نہر مذکور کے ساحل کو ایسا تراشا کہ اسپر پیادہ نہین چڑھ سکتا تھا سوار تو کیا چڑھتا۔ آشامیون نے کئی دفعہ راتون کو دلیر خان کے لشکر پر شب خون مارا آخر دفعہ مین دلیر خان نے انکو ایسا کشتہ و شکستہ کیا کہ پھر انہون نے شبخون مارنے کا نام نہ لیا۔ نواب کو معلوم ہوا کہ زمیندار جانتا جو راجہ کا خطاب رکھتا ہے وہ کھرگانو کی مزاحمت کا قصد رکھتا ہے اور مورچل جمائے بیٹھا ہے۔ راجہ سجان سنگہ کو اسکے استیصال کا حکم دیا۔ اسنے محاربہ عظیم کے بعد اسکو شکست دی اور واپس آیا۔ کوئی روز و شب لشکر مین بے دردسر تیرو آہن شمشیر کے نہ گذرتا تھا۔ خانہ زین مین پاؤن رہتا تھا گھوڑون کی پیٹھ پر ہمیشہ زین دھرا رہتا تھا۔ آخر الامر یہ نوبت آئی کہ آقا کو نوکر سے نوکری کی توقع نہ رہی اور چاکر کو طمع مجرے کی آقا سے نہ رہی۔ سب ہول جان سے تھوڑے عوغا پر جو کم پڑتے تھے۔ ہلاکت کے خوف سے تیغ دو دستی مارتے تھے۔

بیا تا ہمہ تن یکشتن دہیم + مبادا کہ فرصت بدشمن دہیم

سب کو یقین تھا کہ اس قفل کی کنجی سوای تلوار کے نہین ہے اور اس عقدہ کی گرہ کشائی سوای تیر و سنان کے نہین بیجدلی بھوکن نے شبخون مارنے مین اور ابواب رسد کے بند کرنے مین حواشی اردو کی مزاحمت کرنے مین کوئی بات نہین اٹھا رکھی تو اُس نے جانا کہ در فرش پر خشت لگانے سے اور آہن سرد کے کوٹنے سے کوئی نفع سوای جراحت کے اور کوئی حاصل سوای ندامت کے نہین ہے اس لئے اپنے فرمان فرما کی اجازت سے یا اپنی عقل دور اندیش سے صلح کی تحریک کی اور ایک وکیل اپنے عریضہ کے ساتھ بھیجا جسمین مصالحہ کی درخواست تھی۔ نواب نے بھورل متصدی کو بیجدلی بھوکن پاس بھیجا اور سمجھا دیا کہ کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے لشکر کا ضعف معلوم ہو اور شرائط صلح یہ بتا دین کہ وہ بیان کرے۔ اول پانچسو ہاتھی دندان دار بھیجے۔ دوم تین لاکھ تولہ سونا و نقرہ پیش کش کرے۔ سوم حرم پادشاہی کے پرستاری کے واسطے اپنی بیٹی دیوے۔ ہر سال پچاس ہاتھی اول دندان دار برسم باج دیا کرے چہارم جو ممالک لشکر شاہی کی پے سپر ہوے۔ وہ ممالک محروسہ مین داخل ہون۔ اور نامروپ اور اسکے اطراف مین کوہستان راجہ سے متعلق ہون۔ آخر شرط پر یہ شعر صادق آتا ہے۔

شعر

از پیش صفہ تا بہ لب بام از آن من + وز پشت بام تا بہ ثریا از آن تو۔

بھوکن کے پاس بھورل گیا۔ آدھی رات کو خلوت مین بلا یا گیا۔ بھوکن نے کہا کہ اگر راجہ ان شرائط صلح کو نہ مانے گا تو مین راجہ سے مفارقت کرکے نواب کی خدمت مین حاضر ہونگا۔ دو تین دن بعد بھورل کو اُسنے رخصت کیا۔ وبا کے سبب سے لشکر کھرگانو مین آگیا جس سے لشکر کا ضعف معلوم ہوا نہ مصالحہ ہوئی نہ بیجدلی بھوکن آیا۔

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ بیجدلی بھوکن نے دریای دلئی پر مورچال بنا کر لشکر شاہی

مصالحہ میں بھوکن کی فریب

پر کئی شب خون مارے اور ناکام رہا۔ اب اس نے کھرگانو کی طرف اپنی ساری توجہ کی
یہان اموال اور گھوڑے ہاتھی پادشاہی اور تمام آلات توپ خانہ اور چند لشکری
اور بیوپاریون کی کشتیان اور کچھ ذخیرے وما یحتاج معیشت رہ گیا تھا۔ ہر رات کو
اشامیون کی ایک جمع کثیر اطراف شہر مین اور راجہ کے گھر کے احاطہ کے گرد پھرتی تھی
اور اس راجہ کے احاطہ کے باہر حوالی شہر مین جو کنوئیں مکانات تھے انکو جلاتی تھی۔ گویا
اپنے ہاتھون سے اپنے گھرون کو خراب کرتی تھی۔ میر مرتضی محافظت مین بدرجہ کمال کوشش
کرتا تھا۔ ۷ ذیقعدہ کو فرہاد خان و سید سالار خان و قراول خان بھی کھرگانو کی
حراست کے لئے آگئے۔ اشامیون نے کھرگانو کے غربی دروازہ پر ایک باغ مین مورچے
بنائے۔ فرہاد خان نے انکو یہان سے نکال دیا۔ ایکدن اشامی جانب غربی کھرگانو
مین چند آدمیون کو مار گئے اور کچھ آدمیون کو پکڑ لے گئے۔ پادشاہی آدمیون نے
بانس کا ایک حصار بنایا اور اسکی حفاظت مین کوشش کی۔ غرہ ذی حجہ کو سید سالار خان اور
عبدالرسول کی باری بانس کے حصار کی حفاظت کی تھی ان دونو سرداروں سے آشامیون
کی ایک جماعت کثیر مقابلہ و مقاتلہ کے لئے آئی۔ دو دفعہ آشامیون کے حملہ کو پادشاہی
آدمیون نے دفع کیا لیکن تیسرے حملہ مین اشامی بانس کے حصار کو توڑکر اور جلاکر کھرگانو کے
آدھے قلعہ پر قابض ہو گئے۔ میر مرتضی و میر سید محمد اسبات پر مطلع ہو کر نقارہ اور کرنا
بجاتے ہوئے گئے مگر تاریکی شب کے سبب نہین معلوم ہوتا تھا کہ غنیم کہان ہے اور کس طرف
تاخت کرکے مدافعت کرنی چاہیئے۔ اس اثنا مین آشامیون نے راجہ کے ایک چھپر مین آگ
لگائی کہ جسکی روشنی سے رات کا دن ہو گیا۔ پادشاہی سردارون نے تھوڑے
آدمیون سے انپر حملہ کرکے باہر نکال دیا اور نصف قلعہ جو اشامیون کے تصرف مین
آگیا تھا اسکو پھر چھین لیا۔ میر مرتضی نے بجاے بانس کے حصار کے مٹی کا حصار بنانا شروع
کیا اور اسپر توپ و رہکلہ و زنبورک چن دین اور اسکے آگے درختون کو کاٹ کر مسطح میدان
بنا دیا۔ ایک ہفتہ مین قلعہ کے دور مین جو ایک کروہ کے قریب تھا ایک عریض و مرتفع دیوا

کنگرہ دار تیار ہوگئی۔ پہلی لڑائی مین فرہاد خان کے ہاتھ مین تیر اور زخم لگے تھے۔ اسپر
ورم بہت ہو گیا۔ آشامی اس حال پر مطلع ہوکر ہر شام آخر رات کو قلعہ پر حملے کرتے
اور کچھ رات رہی نہر دلیکے کنارہ پر چلے جاتے فرہاد خان دست شکستہ و بال گردن بنائے
گھوڑے پر رات کو سوار ہوتا اور صبح تک نہ اترتا اور اندر اور باہر کی خبرداری رکھتا
سردارون نے مہتابیان بنا کے اپنے پاس رکھ لین تھین کہ پہلی رات کو دشمن جو لڑنے آئین
انکو روشن کرکے لڑین۔ آشامیون نے گھرگانو کے قریب انبارون کو جلایا اور انبار ہائے
بعید سے شالی کا لے جانا شروع کیا میر مرتضی نے کشتی اور خشکی کی باربرداری کا انتظام
کر کے بعض انبارون سے شالی کو لیجا کر قلعہ مین داخل کیا۔ اور فرہاد خان و محمد سعید سعی کر کے
گھرگانو کے قریب کے انبارون مین سے شالی نکال کر قلعہ کے اندر لے گئے۔

اکھے گانون کے اسطرف آشامیون نے ایسی جگہ پر کہ گھوڑے کا جانا دشوار تھا مورچال
بنائے اور بڑے شب خون مارے۔ پانچوین ذی حجہ کو جاسوسون نے خبر دی کہ آشامیون
کے نامی پھوکنون اور سردارون نے یہ قرار دیا ہے کہ آجکی رات کو قلعہ و شہر گھرگانو
کو بادشاہی آدمیون سے چھین لیجے۔ چار فوجین انہون نے ترتیب دی ہین ایک فوج
سید سالار خان کا دوسری فوج جلال رسول خان کا تیسری فوج دیوار شرقی حصار کے
محافظون کا مقابلہ کریگی۔ اور سب سے بڑی چوتھی فوج میر مرتضی سے محاربہ کریگی پانچ
پہر گھڑی روز رہا تھا کہ قراول خبر لائے کہ آشامیون کا ایک گروہ نہر دلیئی و نالہ ندکا سے
گذر رہا ہے فرہاد خان باوجودیکہ اسکے ہاتھ مین بہت درد تھا انکے مدافعہ و مقابلہ کے
لیئے سوار ہوا اور باہر آیا۔ سید سالار خان و جلال خان دریابادی نے اسکو جانے
سے منع کیا اور خود لڑنے کی اجازت حاصل کی اور باہر آکر آشامیون کو مار کر
بھگایا بعض تیر کر بعض ٹاپو مین بیٹھ کر نالہ ندکا سے باہر گئے اور وہان ایستادہ
ہوئے۔ رات ہو گئی۔ افواج شاہی متردد ہوئی نہ دریا سے عبور کرنے کی قدرت
تھی اور نہ فارغ البالی سے مراجعت کی طاقت تھی کیونکہ یقین تھا کہ جیسا پیچھے

موڑے گی دشمن پیچھے پڑینگے - فرہاد خان نے یہ حال سنکر پیغام بھیجا کہ پیش روی مین تنخ
خطا کی ہے اب پس روی مین شیوہ سپاہیانہ سے اسکی تلافی کرو اور قلعہ مین آجاؤ -
سید مذکور ایسی دانائی سے کہ فرار نہ معلوم ہو پانچ چھہ گھڑی گذرے لشکر کو شہر مین
لے آیا اور جہاں جہاں سپاہ حفاظت کرتی تھی وہان چلی گئی - آشامیون کو جب سپاہ کی
مراجعت کی خبر ہوئی تو وہ نالہ سے گذر کر شہر کے باہر کی اطراف قلعہ کی سپاہ پر
پل پڑے - فرہاد خان نے وسط قلعہ مین کھڑے ہو کر افواج امداد کے لیے اطراف
مین بھیجین میر سید محمد اپنے آدمیون کے ساتھ میر مرتضیٰ پاس گیا آدھی رات پر
پانچ گھڑی بجے تک بازار دار و گیر جانبین سے ایسا گرم ہوا کہ ہرگز ملک آشام مین ایسا
کارزار نہین ہوا - سید سالار خان عین تاریکی مین چلا آیا تھا اُسنے چند جھجیر جلائے
تو انکی روشنی مین دیکھا کہ آشامی بھاگے جاتے ہین تو انکے پیچھے تاخت کی جانب
شرقی قلعہ سے راجہ امر سنگہ کے آدمی بھی پہنچے - اُسنے بھی ایک بڑا جھجیر جلایا اسکی روشنی
مین قراول خان اور اور آغزون نے اس طرف قلعہ کے کہ آشامی حملہ کر رہے تھے
جنگ کی اور انکو شکست دی - یہ دونو ہزیمت خوردہ فوجین اس طائفہ کے ساتھ
متفق ہوئین کہ حصار کی دیوار شمالی پر چڑھنے کا قصد کرتا تھا اور اس دیوار پر
یورش عظیم کی - میر مرتضیٰ نے سب جگہ مہتابیان روشن کر کے آشامیون کے حملون کو
ہر جا دفع کیا - آشامیون نے مایوس ہو کے عبدالرسول پر حملہ کیا جنگ عظیم ہوئی لشکر
شاہی عاجز ہوا کچھہ الٹا پھرا - مراد خان دریابادی فرہاد خان کے اشارہ سے
عبدالرسول کی کمک کو گیا - آخر کو آشامیون کو شکست دی - آشامی یہان سے
شکست پا کر اس برج پر پہنچے - جو حصار کے شمال و مغرب کے بیچ مین تھا اور اسکی دیوار
بقدر آدم اٹھی تھی اور کنگرہ نہین بنے تھے اتفاق کر کے حملہ کیا - خندق کو پھلانگ کر
برج مذکور پر آ پہنچے - فرہاد خان کو ایک شخص نے خبر دی کہ آشامی اس برج پر متصرف
ہوگئے تو وہ بے تامل اس برج کی طرف متوجہ ہوا - یہان میر سید محمد آیا غرض آشامیون کو

بھگا دیا۔ تاریخ آشام کا مصنف شہاب الدین طالش نواب باپن متھراپور گیا اور سارا حال بیان کیا۔ وہان سے امراء کے نام ستایش نامے لایا۔ جسّے اپنے کام مین وہ اور زیادہ سرگرم ہوے۔ آشامیون نے آب لئی سے گدذ کرنالہ کا کوجان پہ مورچے بنائے جو نہر لبئی اور نالہ دندکا کے درمیان یہ نالہ تھا۔ دروازۂ سنگی کی جانب غربی مین ایک گروہ انبوہ آیا اور اپنے نزدیک کھرگانو کے آدمیون کا تنگ محاصرہ کیا۔ ۸ ماہ ذی الحجہ کو آشامی تین فوجون مین تقسیم ہوکر آدھی رات کو سید سالار خان و عبدالرسول اور میر مرتضی کے مقابل آئے۔ اس اثنا مین کالی گھٹا مین تھین اور موسلا دھار مینہہ برسنا شروع ہوا گھوڑے زانو تک پانی مین ڈوب گئے۔ اہل اسلام کو خوف ہوا۔ نہ گھوڑون کے دوڑانے کی مجال تھی اور نہ ہتیارون کے استعمال کا یارا تھا۔ دونو لشکر خالی کھڑے رہے پانچ چھہ گھڑی رات باقی تھی کہ آشامیون نے معاودت کی۔ فرہاد خان کے ہاتھ مین درد زیادہ ہوگیا تھا اس سبب سے آشامی زیادہ خیرگی کرتے تھے۔ خان مذکور نے کمک کی درخواست کی عید قربان کی سہ پہر کو خبر آئی کہ آشامیون نے نالہ دندکا سے عبور کرکے سواد شہر مین مورچے باندھے ہین فرہاد خان و جلال خان اور کل دریابادی و غازیخان و قراول خان اور آغا آکی مدافعت کے لئے مامور ہوئے انھون نے جاکر آشامیون کو بھگا دیا۔ چند آدمی انین سے مارے گئے اور آلات مورچل ساری چھوڑ گئے۔ بانسون سے مورچہ بنانا شروع کیا تھا۔ انمین آگ لگا دی۔ ارکو رشید خان کھرگانو کی حفاظت کے لئے مقرر ہوا اسنے سُنا کہ آشامیون کے جس مورچہ کو کل جلایا تھا پھر آنکر اسکو بنانا شروع کیا۔ آشامیون نے پھر اسکو چھوڑ دیا اور رشید خان نے انکا تعاقب دندکا تک کیا۔ آشامیون کے مورچہ کے بانس ایسے مضبوط گڑے تھے کہ ہاتھیون سے نہ اکھڑے آخر آدمیون نے انکو اکھیڑا اور جلایا۔ سرانداز خان یاس خبر آئی کہ آشامیون نے جانب غربی مین مورچال بنائے ہین اور شب خون مارنے کا

مارنے کا ارادہ رکھتے ہین - خان نے انکے مورچل پر حملہ کیا - اور بہت آشامیون کو مقتول اور اسیر کیا اور انکے مورچل کو ویران کیا اور فتح عظیم پائی سو آدمیون سے زیادہ اسیر ہوئے جنمین بعض سردار بھی تھے - رشید خان کے سامان جنگ کو دیکھکر آشامیون کو شبخون مارنے کی جرأت نہ ہوئی - ۱۶ ماہ مذکور کو رشید خان نے سنا کہ نالہ وندکا بعض جا پایاب ہے آدمی کے سینہ و گلو سے پانی اوپر نہین چڑھتا - میر مرتضی و راجہ امیر سنگہ کو قلعہ کی حفاظت سپرد کی اور خود کا کو جان کے مورچال نشینون کی تنبیہ کیلئے روانہ ہوا جب نالہ دندکا کے سرے پر آیا تو افواج پایاب کی مقید نہ ہوئی - ہر جگہہ گھوڑا ڈالکر بسلامت پار گئی - آشامیون نے اس لشکر پر تیر و تفنگ چلائے - مگر آب دندکا کے عبور کرنے سے لشکر شاہی کا خوف وہ ان پر چھایا - کہ جب اسنے انپر حملہ کیا تو وہ بھاگ گئے لشکر شاہی مورچل مین داخل ہوا - غازی خان تعاقب کرتا ہوا بسر بجید لی کھوکن تک پہنچا - آشامیون نے اپنی سردار کو دست بدست و دوش بدوش نہر دلئی کے کنارہ پر پہنچایا اور وہان سے کشتی مین سوار کر کے باہر لے گئی لشکر شاہی نے اس کشادہ صحرا مین آشامیون کو مارا وہ بھاگ کر نہر دلئی کے کنارہ پر چلے گئے - ایک سو ستر آشامی پکڑے گئے - ایک اُنمین سردار تھا - رشید خان نے اس سردار کے پانؤ مین بیڑیان ڈالین اور باقی سب کو مار ڈالا - نواب پاس بھی یہ قیدی بھیجے گئے تھے مگر اسنے رشید خان پاس واپس بھیجدیا تھا کہ جو چاہے انکا حال کرے -

جب بنگالے مین مسدو دہوئین اور آشامیون کی شورش کی خبر مشہور ہوئی اور لشکر کی خبرون کا آنا منقطع ہوا اور انور بیگ تھانہ دار کجہو کے قتل کے واقعہ کا اشتہار ہوا - تو ابن حسین نے ایک نوارہ مردم جنگی اور آلات جنگی سے پر کر کے علی بیگ کی ہمراہ روانہ کیا - کہ کجہو مین جاکر قلعہ کو جو آشامیون نے موضع مذکور مین بنایا ہے مفتوح کرے - علی بیگ کجہوہ مین پہنچا اور حوالی قلعہ مین منزل کی - آشامیون نے ایک جمعیت عظیم کے ساتھ نوارہ پر حملہ کیا - نوارہ شاہی بہادر پر تھا وہ بے اختیار ہو کر بھاگا جو دیول گانو اور کجہو کے درمیان مین ہے آ گیا - منور خان کچھ نوارہ لیکر اسکی کمک کو آ گیا - دونون نے ملکر آشامیون پر حملہ کیا اور انکو شکست دی اور چند کشتیان چھین لین

علی بیگ اور منور خان دونو ابن حسین پاس آ گئے لشکر کے احوال نہ معلوم ہونے سے لکھو گرہین
سرداروں کو بڑا تردد تھا لکھو گرہین رسد آتی تھی اور اسقدر شالی جمع تھی کہ تین سال
کو کفایت کرتی تھی۔ نواب ہمیشہ اس نواره کے حال دریافت کرنے کے لئے بیتاب رہتا تھا
اسلئے دو آشامی ابن حسین پاس بھیجے وہ غریب یہاں پہنچے۔ نواب نے ابن حسین کو لکھا کہ
اگر احتیاج و صلاح کا اقتضا ہو تو سید نصیر الدین خان کو کلیا بر سے اور سید مرزا کو
جمدھرہ سے و یادگار خان کو دیول گانؤن سے لکھو گرہین بلالو اور بہئیت اجتماعی
نواره کی محافظت مین ساعی ہو ابن حسین نے اس پروانہ کے جواب مین عرضداشت
لکھی کہ جمدھر اور کلیا بر سے پٹھانون کے اٹھنے سے رسد کا انقطاع ہوگا میری پاس
اتنے آدمی ہین کہ وہ نواره کی محافظت کے لئے کافی ہین اور دیول گانؤن مین یادگار خان
کے رہنے سے کچھ فائدہ نہین اسکو لکھو گرہین بلالون گا۔ آپ نواره کی طرف سے سب
طرح مطمئن رہین قاصدون کے ہاتھ اس عرضداشت کو بھیجدیا قاصد جس طرح گئے تھے
اسی طرح نواب پاس آ خر ذی قعده مین آئے ابن حسین نے ایک نہس کا قلعہ نہایت مضبوط
بنایا۔ توپ و زنبورک اطراف پر لگائین۔ آشامیون کے شب خون سے خاطر جمع کی اور نواب کے
حکم کے موافق یادگار خان پاس چند کشتیان بھیجکر اسکو دیول گانؤن سے اپنے پاس
بلا لیا۔ نواحی دیول گانؤ کی رعایا کو جب اسکی خبر ہوئی تو وہ شب کو فرار ہو گئی۔ اور
آشامیون کو اس سے مطلع کیا۔ دوسرے دن خان بہت جلد روانہ ہوا اسکے اہل اردو
بعض قید ہوئے کچھ گھوڑے لئے۔ آشامیون نے ان قیدیون کو تیر دوز کرکے ٹاپون
مین باندھ کر پانی مین چھوڑ دیا کہ وہ لکھو گرہین پہنچکر وہان کے بے دل آدمیون مین خوف
پیدا کرین۔ ملاحون کی اور تمام اہل بنگالہ کی خوراک چاول ہین وہ کم ہوگئے تھے۔
لکھو گرہ کے اطراف غربی مین دامن کوه مین اور اسکے جنوب مین گانؤ کے سرراہ اور شمال مین
کلیا بر کی جانب قلعے آشامیون نے بنائے تھے اور مورچل لگائے تھے کسی طرف سے رسد کے آنے کا
رستہ نہ رکھا تھا۔ کئی مرتبہ ابن حسین نے جاکر آشامیون کے سردارون کو مار کر بہت سی شالی

لکھوگرمین لایاتھا اور بہت سے آشامیون کو قید کیاتھا اور تین دفعہ گواہٹی سے بیوپاریون کی کشتیون مین شالی کو لایاتھا لکھوا اور کلیابر کے درمیان ایک قلعہ سولہ گر تھا آخر ماہ ذی الحجہ مین وہان کی رعایا بہ تنگ آن کر اپنے سردارون کو مقید کر کے ابن حسین پاس لائی اور اطاعت کی ابن حسین نے سردارون کو مقید کیا۔ رعایا کو مسرور کر کے یہ تجویز کی کہ وہی سولہ گرمین بطریق تھانہ دارون کے تری خشکی کے آنے جانے والون سے خبردار رہین اور آشامیون کو ایذا پہنچاتے رہین۔ ان آدمیون نے اس کام کو ایسی اچھی طرح کیا کہ کلیابر اور گواہٹی کی راہین لکھوگر تک کھل گئین اور بیوپاریون کو آمد و شد مین کوئی دغدغہ اور وسوسہ نہ رہا۔ ۷ محرم کو نصیر الدین خان کا انتقال ہوا ابن حسین نے اسکے نوکرون کو بحال رکھا اور ایک ماہ کی تنخواہ پیشگی بھجوا دی۔ اور شبیر حسین اپنے داماد کو لکھا کہ وہ تھانہ کی خبرداری کرے۔ تھوڑے دنون بعد سید مرزا تھانہ دار جمدھرہ بھی مر گیا ابن حسین نے کشن سنگہ منصبدار کو لکھا کہ تھانہ کا انتظام رکھے۔ غرض ابن حسین نے طرح سے انتظام کیا۔ آشامیون کو گھر گانون کی فتح سے مایوسی ہوئی تو وہ نواح کی مدافعت اور مزاحمت کے درپے ہوئے اور مکرر محاربات عظیمہ و مقاتلات شدیدہ وقوع مین آئے۔ سب لڑائیون مین اہل اسلام کو فتح رہی۔ آشامیون کو شکست ہوئی دامن کوہ مین ابن حسین خود چند دفعہ گیا اور دو تین دفعہ فوج کو بھیجا اور یہان کے متوطنین کو قتل کیا تو یہان کے باشندون کو اس حالت سے نہایت ملالت ہوئی۔ ناچار انہون نے لتری اور برکسائین راجہ کے دو بڑے سردارون کو جو حوالی لکھوگر مین فساد مچاتے تھے پکڑ کر مع زن و فرزند ابن حسین پاس بھیجدیا۔ ابن حسین کو اس طرف سے بھی اطمینان ہوا۔ پھر اسنے مکرر آشامیون سے جنھون نے لکھوگر کے قریب گھر گانون کی جانب مورچال بنائے تھے تاخت کی اور انکو ہزیمت دی۔ اور دیول گانون پر قبضہ کرنے کے لئے پھر یادگار خان کو بھیجا۔ اور نواب کو ان سب فتوحات کی اطلاع کر دی۔ ماہ صفر مین نواب گھر گانون مین تشریف فرما ہوا ابن حسین کی عرضداشت سے مسرور ہوا۔

موضع متھراپور مرتفع ہونے کے سبب سے برسات کے موسم مین لشکر کی اقامت کی

صلاحیت اور قابلیت رکھتا تھا۔ مگر اسکے اطراف کے پہاڑون کی ہوا اور دامن کوہ کا پانی امراض خیز تھا۔ اہل آشام اسکو جڑ بیت یعنی کوہ تپ کہتے تھے جسنے وہان کی ہوا کھائی اور پانی پیا وہ تپ لرزہ اور عارضہ شکم مین مبتلا ہوا۔ اور ظلم و وجود سے خارج ہوا جی مرنے کا حال یہ ہوگیا کہ گورکن کو جانکنی کے سبب سے گورکنی کی فرصت تھی۔ مردہ شو جو اوسکو نہلانے کے لئے جاتا وہ اپنی جان سے ہاتھ دھوتا۔ اس سرزمین مین اس قدر زمین رہی کہ مردہ کو زندہ دفن کرتے۔ اتنا کپڑا نہ تھا کہ موتے کو کفن پہناتے۔ متمولون کو انہین کے لباس مین لپیٹ کر آب گل مین پوشیدہ کرتے اور سکینون کے اجساد کو وحوش وطیور کا طعمہ بناتے۔ دلیر خان کے ساتھ پندرہ سو سوار تھے۔ جنمین برسات کے بعد نام روپ کی جانب جاتے وقت چار پانچ سو سے زیادہ نہ رہے۔ یہی قیاس اکثر امراء کے تابینون پر کرنا چاہیئے۔ کافر و مسلمان آشامی جو گڈگانون مین رہتے تھے انمین سے اکثر مر گئے۔ بھورل پھوکن کی زبانی سنکر ایک شخص نقل کرتا تھا کہ دو لاکھ تین ہزار آشامی پہاڑون پر مرے پڑے ہین اس سبب سے کل مملکت آشام مین وبا عام پھیل رہی ہے۔ وبا کا حال یہ تھا۔ اب غلہ کا حال سنو کہ پہلے ذکر ہوچکا ہے ....

کہ ۱۷۳ انبار شاہی ضبط ہوئے تھے جنمین سے پانی کی طغیانی اور آشامیون کی خیرگی کے سبب فقط سولہ انبار تصرف مین آئے۔ نواب نے حکم دیا کہ چھ انبار تو دواب پادشاہی کے لئے بھیجے جائیں اور باقی دس انبار لشکر کے آدمیون مین یون تقسیم ہون کہ جس قدر کوئی لیجا سکے لیجائے

اس حکم پر عمل ہوا۔ آدمیون اور دواب کی غذا و قوت۔ شالی اور برنج گندہ سرخ پر تھی۔ اہل لشکر کو پہلے مویشی بہت ہاتھ لگے تھے تو مدتون تک انکی نان خورش یہ تھی کہ گائے کے گوشت کو پانی مین جوش دے کر یا اسکی چربی مین پختہ کرکے کھاتے آخر کو وہ بھی ہوا ہوا اب نمک کی ہوس مین سینہ چاک اور دال کی تمنا مین دل دو نیم تھا۔ نرخ یہ تھا۔ ایک سیر روغن چودہ روپیہ کا۔ ایک سیر ماش ایک روپیہ کا ایک روپیہ کی افیون ایک تولہ۔ ایک اشرفی کی ایک چلم۔ تنباکو تین روپیہ کا ایک سیر۔ مونگ کی دال دس روپیہ کی ایک سیر

ایک سیر نمک بعوض روپیہ کا۔ اس بھاؤ سے بھی اجناس سوختہ سے ہاتھ آتین محمود بیگ بخشی پاس کئی گٹھے تنباکو کے تھے اُسنے مفت امراء و غربا مین انکو تقسیم کر دیا قیمت لیتا تو بہت روپیہ اسکو ہاتھ آتا۔ ملک منیر پاس افیون اتنی تھی کہ برسات تک اس کی معتاد کو کافی ہوتی اُسنے اپنی معتاد کم کرکے اوروں کو افیون دیدی۔ جہانگیر نگر مین قحط عظیم تھا وہان بھی بہت بھوکے آدمی مرگئے۔

جب آب و ہوا کا تعفن قحط غلہ کا یار ہوا تو متھراپور سے نواب نے دہم محرم ۱۰۷۳ کو گھرگانو جانے کے لئے کوچ کیا اور تیرھوین محرم کو یہان پہنچا قلعہ کے اندر نزول کیا دلیرخان تمام رات گاڑیون کی نگہبانی کرتا رہا۔ آشامیون نے ہجوم کرکے کئی دفعہ اسکو گھیرا مگر اُس نے انکو پراگندہ کر دیا۔ محمد تقی بخشی سے آشامیون کی مٹ بھیڑ ہوئی۔ آشامی متھراپور کے چلے جانے سے اور زیادہ خیرہ ہوئے اکثر راتون کو قلعہ گھرگانون کی اطراف پر حملہ آور ہوتے قلعہ کی سمت مغربی کی دلیرخان اور طرف شرقی کی راجہ سجان سنگھ جنوب و شرق کے درمیان کی رشید خان و سید سالار خان اور شمال و مغرب کے درمیان فرہاد خان و سجان سنگھ حراست آشامیون نے دلیرخان سجان سنگھ پر حملہ کیا مگر شکست پائی۔ دلیرخان نے نالہ دند کا تک انکا تعاقب کیا اور بہت آشامیون کو مارا۔ ان دنون مین قحط کی بڑی شدت ہوئی۔ وہ متھراپور کی بیماری کا اثر گھرگانون مین بھی پھیلا۔ مرض تپ لرزہ اسہال پر دق استسقا کا اور اضافہ ہوا۔ ادنے اعلے بہت مرنے لگے۔ برنج سرخ گندہ نمک اور کچھ تیل کے سوا کچھ اور غذا پیدا نہ تھی۔ نباتات جنکو دانت چبا سکتے تھے۔ انسان و حیوان سد رمق کرتے تھے۔ بڑے آدمی برنج گندہ بجائے برنج باریک کھاتے اور مفلس آدمی ندی نالون دریاؤن کے کنارہ پر جو درخت تھے انکے پتے اور گھاس کھاتے نواب بھی باوجودیکہ اسکے سرکار مین خاص اسکے لئے کسی کھانے کی کمی نہ تھی مگر وہ بھی ماش کی دال اور خشکہ کبھی گائے کا گوشت کھاتا تاکہ وہ اپنے بے نوا زیردستون کا رنج و عنا و سختی و جفا مین شریک و سہیم ہو۔

نواب نے نوارہ کی طرف آدمی بھیجکر راہ کی افتتاح کا ارادہ کیا تو یہ تجویز ہوئی۔ یہان میر مرتضی

نالہ دیکھو پر لکڑی کا پل بنائے۔ میر مذکور نے تین دفعہ پل بنوایا ندی نالہ کے پانی کے
زور سے وہ بہ گیا۔ چوتھی دفعہ وہ بندھا جسپر آشامیون کو تعجب ہوا انکے راجہ نے کئی
دفعہ اس پل کے باندھنے کا ارادہ کیا۔ مگر پانی کی تندی کے سبب سے نہ باندھ سکا۔
صفر سنہ مذکور مین مینہ کا برسنا کم ہوا۔ راہون مین پانی کا خشک ہونا شروع
ہوا۔ ابن حسین کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ تھانہ دیول گانوٗن مین پھر
یادگار خان آخر متمکن ہوا۔ نواب نے ابو الحسن کو دیول گانوٗن مین بھیجا اور بادشاہ کو
عرض الفتح لکھکر اور اہل بنگالہ کو اپنی سلامتی کے پروانے لکھ کر دیئے کہ ابن الحسن پاس
پہنچا دے کہ وہ انکو روانہ کرے۔ مگر درمیان راجہ درنگ کا متھراپور مین انتقال ہوا۔
اسکی مان بادشاہ کی دو تنخواہ تھی اسلئے اسکے دوسرے بیٹے کو یہان کا راج
تفویض ہوا۔ ابو الحسن ۱۲ صفر کو جارنگ مین پہنچا۔ وہان آشامیون کو آوارہ کرکے
آذوقہ جو ان حدود مین میسر آیا لکھی گانوٗن مین بھیجا اور غازی خان کو یہان کا
تھانہ دار کیا۔ یہان چند روز قیام کرکے انتظام کیا۔ بجھورہ روانہ ہوا۔ یہان
سید احمد کو تھانہ دار کیا۔ یکم نومبر کو ابو الحسن لکھوگر سے بہت غلہ لکھی گانوٗن مین
لایا۔ اسکو دیکھکر اہل لشکر کی جان مین جان آئی۔ جب یہ ساعت گذر گئی تو آشامی
پھر اپنے پہاڑون مین مع زن و فرزند و احمال و اثقال عازم ہوئے۔ راجہ سولاگوہی
مین تھا وہ پھر نامروپ مین بھاگ گیا۔ بیجدلی بھوکن کرکھا بھوکن نے اپنی متانت حصار
و استحکام دیوار پر قوی ہوکر مورچال نہر دلئی مین محاربات کے لئے اقامت کی
بیجدلی بھوکن نے پھر میر مرتضی کو صلح کا پیغام دیا کہ نواب پیشکش قبول کرے اور اس
ملک سے چلا جائے نواب نے یہ جواب دیا کہ جب تک بیجدلی بھوکن حاضر نہوگا
صلح نہوگی اسلئے اس وقت بھی صلح نہ ہوئی۔ بادشاہ کے دو گرز بردار حکم شاہی
لیکر آئے کہ مملکت آشام کا صوبہ دار احتشام خان مقرر ہوا اور ملک کامروپ کا
فوجدار رشید خان۔ ان دونو نے یہان کے ان عہدون کے قبول کرنے سے

آشامیون کا [illegible]

انکار کیا۔ انکی عرضداشتین بادشاہ کی خدمت مین بھیجی گیئن ۱۰ ربیع الثانی کو
ابو الحسن مامور ہوا کہ میر مرتضی نے جو گھر گانو مین جنگی کشتیان تیار کی ہین اُن پر
سوار ہو کر ہتر مہانی جائے اور بحیدلی پھوکن کے مورچال دلئی پر پیچھے سے جا کرے اور
قراول خان اُسکا رفیق ہو۔

ابو الحسن مقصد مذکور کی طرف روانہ ہوا۔ بحیدلی اور آشامیون سے محاربۂ عظیم ہوا
بالآخر اہل اسلام غالب رہے اور مورچال کے اس طرف کہ بانس سے بنائی تھی انہون
نے غلبہ پایا اور ابو الحسن مورچال مین داخل ہوا۔ عرضداشت سے جب اس فتح کا حال
نواب کو معلوم ہوا تو ابو الحسن کو لکھا کہ کل مین بھی نہر دلئی کے مورچال کی تخریب کیلئے
متوجہ ہونگا۔ جب میری فوج مورچال کے قریب آجائے تو اس طرف سے تم بھی اس پر
تاخت کرنا۔ ۱۲ ربیع الثانی ۵ جلوس کو نواب مورچہ مذکور کی طرف گیا۔ آشامی
خوف کے مارے بھاگ گئے۔ نواب مورچال مین کہ ایک قلعہ تھا فروکش ہوا۔ آشامی
رعایا نے آباد ہونا شروع کیا اور بدستور سابق مورد مراحم و اشفاق ہوئی۔ نواب سے
عرض ہوا کہ آشامیون نے ..... آب دھنگ سے اس پار مورچال بنایا ہے تو ماکو
ندی کے کنارہ پر لشکر پہنچا۔ باوجودیکہ عمیق ندی دونون لشکروں کے درمیان مین تھی
آشامی مورچال کو چھوڑ کر بھاگ گئے سردار راجہ پاس چلے گئے اور آشامی جہان انکا
جی چاہا روانہ ہو گئے اور ایسے متفرق ہو گئے کہ جبتک لشکر شاہی یہان رہا وہ پھر جمع
نہ ہوئے۔ سوانح غریبہ مین سے یہ ہے کہ نواب دھنگ کے کنارہ پر سوار تھا اور نہر کے اس
طرف کے مورچال کو دیکھ رہا تھا کہ ایکدفعہ وہ گھوڑے سے مضطرب ہو کر اُترا اور بیہوش
ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد ہوش مین آیا تو وہ اپنے خیمہ مین آیا اس منزل مین کئی
مقام ہوئے۔ ۸ ماہ مذکور کو بدلی پھوکن کہ بڑا معتبر سپہ سالار تھا اسنے راجہ کی
بے توجہی اپنی طرف دیکھی تو ۲۰ ربیع الثانی کو وہ مع اپنے بیٹون بھائیون کے
زن و فرزند کو چھوڑ کر نواب کی خدمت مین آیا اور عنایت و التفات کا امیدوار

ہوا اُسنے عرض کیا کہ اکثر معتبر بھوکن اور سردار میری وساطت سے راجہ سے بگڑ حضور کی خدمت
مین آجائینگے اور مین تھوڑا سا لشکر شاہی اور بہت سا اپنا لشکر لیکر راجہ کو پکڑ لاؤنگا۔ نواب نے اُسپر
بےشمار الطاف کیا۔ **شعر** کہ خرگوش ہر مکان را بے شگفت + سگان ولایت تو اند گرفت
اُسکو خلعت و گدکی و خنجر مرصع و اسپ چرکسی زربفت عنایت کی اور اسکو اجازت دی کہ
وہ آشامی جنگی آدمی جسقدر چاہے جمع کرے اور گھرگانو اور نامروپ کے درمیان قریات و
قصبات کی مہمات کا انتظام اسکے سپرد ہے اور گھرگانو تا خشکی کی راہ کا اور ترجہانی تک
تری کی راہ کا ضبط ونسق اسکے حوالہ ہے اُسنے تین چار روز مین تین چار ہزار جنگی
آشامی اپنے پاس جمع کر لئے۔ یہ حال دیکھ کر راجہ اپنے تمام بھوکنون سے بدگمان ہوا اور بدلی
بھوکن پر یہ تہمت رکھی کہ وہ لشکر شاہی کی مدافعت ومقابلت مین مساہلت کرتا ہے
اُسکو مع اولاد ذکور واناث کے آہنی شکنجون مین کھینچکر بڑی عقوبت سے ہلاک کیا۔
راجہ اور بھوکنون کے متواتر صلح کیلئے رسل و رسائل آئے مگر نواب کو راجہ کی باتون پر
اعتبار نہ تھا اسلئے وہ انکو قبول نہ کرتا۔ ابن حسین کی عرضی آئی کہ ملاحون کے لئے چاولون کی کمی
ہوئی ہے اسلئے وہ مضطرب ہوئے ہین بنگالہ مین بھی قحط ہے وہان سے بھی چاول نہین آسکتے
پندرہ انبار جو حوالی نہر دھنگ مین ضبط ہوگئے تھے انمین سے بارہ ہزار من شالی نکلوا کر اور اُس
مین سے آشامیون سے چاول نکلوا کر لکھوگڑہ بھجوا دئے۔ بدلی بھوکن نے کہا کہ سولہ کوری مین کچھ
آشامی لشکر اور بھوکن اور ہاتھی ہین تو غرہ جمادی الاولی کو درویش بیگ چھہ سو سوارون کے
ساتھ قصبہ کور کو روانہ ہوا اور بدلی بھوکن نے اپنے بھائی کو ہمراہ کیا۔ ۳ر کو درویش بیگ کی
عرضداشت آئی کہ آشامی بھاگ گئے اور اُن کے آٹھ ہاتھی ہاتھ آگئے۔ ۵ر کو نہر دھنگ
کے کنارہ سے نامروپ لشکر کا کوچ ہوا۔ بدلی بھوکن درویش بیگ سے جا ملا۔ ساتوین کو
نامروپ مین لشکر آیا۔ ۹ر کو نواب نے غسل کیا تھا کہ معدہ مین بڑا درد اٹھا اور نفخ ہوا رات
کو تپ محرق اور ورم سینہ ہوا۔ حکیم کریما معالج ہوا اُسنے فصد کو کہا مگر نواب نے ہرگز فصد کا قصد
نہ کیا۔ ایام جاڑے کا موسم ختم ہونے کو تھا برسات قریب تھی لشکر اگلے سال کی مصیبتون کو

ہوئے تھا۔ نواب کا ارادہ انکو معلوم ہوا کہ نامروپ مین جا کر راجہ کے پکڑنے
کا ہی۔ وہان کشتی جسمین آذوقہ و قوت ما یحتاج ہو نہین جا سکتی اور خوف یہ ہی کہ جنگل
اور درہ نامروپ مین جب جائینگے تو آشامی خشکی کی راہ سے بھی رسد کو بند کر دینگے
اور افزونی امراض اور وبا و فراوانی قحط غلہ سے لشکر مین اس قدر جمعیت نہین رہی
ہے کہ راجہ کے استیصال کے لئے اور نامروپ سے کھرگانون تک راہ کی ضبط کے واسطے
کافی ہو۔ اگر بہر تقدیر نامروپ مین داخل بھی ہوئے اور راجہ کوہستان مین چلا گیا
جہان سوار کا چلنا ناممکن ہے اور وہان بارش شروع ہو تو نہ جاے اقامت نہ راہ
مراجعت ہوگی اسلئے انہون نے نوکری اور مال و منال سے دل اٹھایا منصبداری
اور امرائی کو چھوڑ کر فقیری اور درویشی اختیار کی۔ اور اس کی فکر مین ہوئی کہ کسی طرح
اس ملک سے پیچھا چھٹائیے خصوصاً حوالی نامروپ کی سرزمین سے جسمین اول جیٹھ مین بارش
شروع ہوتی ہے بعض لشکر کے سردارون نے یہ ارادہ کیا کہ آب ڈھنگ سے عبور کے
وقت نواب سے جدا ہو جئے۔ جب یہ خبر دلیر خان نے سنی تو اس نے
آدمیون کی دلداری اور سرزنش کی اور انکو ہمراہ لیا۔ نواب کو بھی اسکی خبر ہوئی تو
کدورت روحانی نے اور الم جسمانی کو بڑھایا۔ ۱۴ ا شہر مذکور سے کوچ کیا اور پالکی
مین سوار ہوا۔ آشامیون نے دلیر خان کی معرفت صلح کے لئے گفتگو شروع کی۔ نواب
کوچ کر کے نیام مین آیا جو ولایت آشام کے مضافات مین سے ہے اور یہان کا
زمیندار راجہ کا خطاب رکھتا ہے۔

آخر کو بعد قیل و قال کے ان شرائط پر مصالحت ہوگئی کہ بالفعل راجہ اپنی بیٹی اور
راجہ نیام کی بیٹی بیس ہزار تولہ سونا اور ایک لاکھ بیس ہزار تولہ نقرہ اور بیس ہاتھی سرکار
شاہی کے لئے اور پندرہ ہاتھی نواب کی سرکار کے لئے بھیجے اور پانچ ہاتھی دلیر خان
کے واسطے بھیجے اور اسکے بعد بارہ مہینے مین تین چوماہہ قسطون مین تین لاکھ تولہ
چاندی اور نوے ہاتھی سرکار شاہی مین روانہ کرے اور ہر سال بیس ہاتھی

بیس لکھ نقری دیا کرے۔ پیشکش کے وصول ہونے تک اس کے چار بڑے بھوکن لوبھ و کسا ئین
گر کسہا۔ برگسا ئین و پیرما تر کے بیٹے بطور رہن بندگان پادشاہی کی خدمت مین
رہین۔ سمت اترکول سرکار درنگ سے جسکی ایک طرف گواہٹی اور دوسری طرف دریای
لبئی براری ہے جو حوالی جمدھرہ سے گذرتا ہے اور جانب دکن کول سے ولایت
نکی رانی و ملک ناگہ و بیل تلی و دومردیہ سے جو ہرگز مردم پادشاہی کے ضبط مین نہین آیا
پیشکش مین داخل ہو کر ممالک محروسہ مین شامل ہو۔ ملک نکی رانی کوہستان کاروکے متصل
ہے اور کاروایک جماعت پلنگ خوی و خوش سیرت ہی۔ کتّے کا گوشت کھاتی ہی
کتّے انکی صورت دیکھکر بھاگتے ہین اس قوم کا کوہستان گری باری کے پہاڑ کے متصل
ہے۔ جو ممالک محروسہ مین ہی اور ملک دومرویہ کی انتہا دریای کلنگ پیش وی قلعہ کجلی ہے
اور ممالک محروسہ و مملکت کے آشام کے درمیان فصل مشترک دکن کول کی جانب دریای
کلنگ اور اترکول کی جانب دریای دلیئی براری مقرر ہون ولایت درنگ مین بے شمار
ہاتھی ہوتے ہین اور کھیدا یعنی ہاتھی کا شکار ہوتا ہے۔ آسی راجہ جی دھج سنگہ نے
ایک دفعہ ایک سو بیس ہاتھی کھیدے مین پکڑے تھے اور ولایت راجہ دومرویہ مین
ہاتھی کھجار کی جانب سے جو کوہستان کے متصل ہے پہلے زمانہ مین بہت آتے
تھے اور کھیدہ ہوتے تھے۔ راجہ نے کھجار کی راہ ہاتھیون کے آنے کی بند کر دی کھیدہ
موقوف ہوا۔ اور وکلار راجہ نے یہ بھی قبول کیا کہ ملک کامروپ کی رعایا جو پہاڑون
اور نامروپ مین محبوس ہی وہ رہائی پائینگی اور مع زن و فرزند بدلی بھوکن کی معرفت
نواب کی خدمت مین آئینگی۔ راجہ کی طرف سے تعہدنامہ اور نواب کی طرف سے قولنامہ
لکھا گیا۔ سہ شنبہ پنجم جمادی الثانی کو دختر و طلا و نقرہ اور دس فیل اور چار بھوکنون کے
چار بیٹے لشکر شاہی مین داخل ہوئے۔ اور وکلار نے باقی پیشکش کے ہاتھیون کی نسبت
عرض کیا کہ صحرا مین ہاتھی چھوڑ دئیے گئے تھے انکو پکڑ کر لکھوگرہ مین پہنچاوینگے۔ بیچ مین جھگڑا
جھگڑا اس پر ہوا کہ بودیکسا ئین نے بیٹے کی جگہہ بھتیجے کو بھیجدیا تھا۔ اسکے بدلوانے مین

لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی۔ دہم جمادی الثانی ۵ سنہ جلوس مطابق ۱۰۷۳ سنہ کو قانون
مصالحت سب طرح درست ہو گیا۔ بنگالہ کی طرف کوچ کا نقارہ بجا۔ زمستان و
تابستان و برسات کی مصیبتوں سے لشکر عاجز ہو گیا تھا اُسی نا چیز کو دتا دن
عید رات شب برات مناتا ہوا اپنے ملک کو چلا۔ وہ جانتا تھا کہ حیات تازہ اور
عمر دوبارہ ملی کچھ مسلمان اور کچھ آشامی بھی لشکر کے ساتھ ہو گئے۔ راجہ نے نواب سے
التماس کیا کہ میرے ملک کے آدمیوں کو منع کر دیجئے کہ وہ لشکر شاہی کے ساتھ نہ
جائیں نواب نے جواب دیا کہ ہم کسی کو زبردستی نہیں لے جاتے جو آدمی اپنی خوشی سے ہمارے
ساتھ جاتے ہیں ہم انکو منع نہیں کرینگے۔ آگے سفر ہوا۔ کامروپ کی رعایا جو نامروپ
اور اسکے نواح میں محبوس تھی کچھ اُس میں سے مع فرزندوں کے بدلی بھوکن پاس آگئی
۲۲ جمادی الثانی کو نواب منزل دیوگانوں سے کشتی میں سوار ہوا لکھوگرہ میں آیا
اُسکے امراض میں بہت تخفیف ہو گئی۔ میر مرتضیٰ بھی مع کل آدمیوں اور اسباب و اموال کے
آیا۔ بہت سے آشامی زن و مرد رضا و رغبت کے ساتھ اسکی رفاقت میں ساتھ ہو گئے
مگر پیش کش کے باقی ہاتھی نہ آئے۔ نواب نے دلیر خان سے کہا کہ سرزمین درنگ اور دمریہ
وغیرہ جو پہلے راجہ آشام کے تصرف میں تھے اور اب ممالک بادشاہی کے ضمیمہ ہوئے
ہیں انکا انتظام کرنا ہے اور راجہ کوچ بہار کی تنبیہ کرنی ہے اسلئے یہاں ہاتھیوں
کے انتظار میں ٹھیرنا مناسب نہیں ہے برسات کے دن عنقریب آگئے ہیں۔ تم یہاں
ان مطالب کے لئے ٹھیرو۔ اُسنے قبول کیا اور یہ تجویز ہوا کہ دلیر خان اپنا آدمی راجہ
پاس بھیجے کہ وہ ہاتھیوں کو جلد بھیجدے۔ نواب ۲۸ جمادی الثانی کو دلیر خان کو
لکھوگرہ میں چھوڑ کر گواہٹی کی طرف روانہ ہوا اور ولادمر بہونہ بھوکن ہمراہ لی۔
نواب نے دومریہ کی حدود کا ملاحظہ کیا جو پیش کش میں داخل ہو گئی تھی اور راجہ
اور ملک بادشاہی کی سرحد کی احتیاط کی اور پالکی میں سوار ہو کر دامن کوہ کی
راہ سے صحرائے کجلی کی سیر کی کسی عہد میں لشکر شاہی یہاں نہیں آیا تھا اس نواحی کے

نواب کا انتقال کرنا۔

آشامی متوطنون نے راہ کو ایسا صاف کر دیا تھا کہ پانچ چھہ سوار پہلو بہ پہلو چل سکتے تھے
قلعہ کجلی کے نیچے لشکر آیا۔ چار روز تک چارپایون کو سوار گھانس کے اور آدمیون کو
سوا پانی کے کچھ اور نہ میسر ہوا۔ ہاتھی اور نہیب و اب یہان کثرت سے تھے
لکھوگر سے چلنے کے بعد کبھی کبھی نواب کو ضیق النفس ہوتا تھا۔ ایک ہفتہ تک ہر روز تین چار
ماشہ کھانا کھایا۔ معالج فرنگی کی تجویز سے کچھ دوائین کھائین پھر ایک ہفتہ تاج الہود
اپنی تجویز سے کھایا مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی۔ ۱۱ کو مکرودھج کی ماں اور
پسر کی نواب سے ملاقات ہوئی مکرودھج کی ماں نے لشکر شاہی کی خدمات کی تحسین اسکو
دو شال وتہ پارچہ زرین اور ابریشمین انعام دئے۔ پسر مکرودھج کہ گیارہ بارہ برس کا لڑکا
تھا۔ اسکی پیشانی پر راجگی کا قشقہ اپنے ہاتھ سے لگایا۔ پھر اسی روز بار در راجہ دو مریہ
ملاقات کو آئی اور ایک ہاتھی ملکہ اسنے نذر کیا۔ بیٹے کے نہ آنے کا یہ عذر کیا کہ وہ
بیمار ہے اسمین حرکت کی طاقت نہین ہے اسکو دو شال اور خلعت دیا۔ پھر بھونچال آدھی
گھڑی تک ایسا آیا کہ سب جگہ ہل چل پڑ گئی ۱۳ رجب کو کجلی سے کوچ کرکے موضع
پانڈو مین آیا جو گواہٹی کے مقابل دریا پار ہے نواب نے ان آدمیون کے لئے جو راجہ آشام
کی قید سے چھوٹ کر آئے تھے اور ان آشامیون کے لئے جو اپنی خوشی سے لشکر
کے ساتھ آئے تھے سرکار کامروپ مین بقدر اسکی حالت کے زمین دی کہ اس سے وہ اپنی اوقات
بسر کرین۔ کچھ ان مین صناع و محترفہ تو بعض نوکری کے قابل تھے انکو علاوہ دار کیا اور بدلی بھوگن کو
تین ہزار روپیہ کی آمدنی کا پرگنہ سرکار ملک بنگالہ مین عنایت کیا۔ پیشکش کے ہاتھیون مین سے آٹھ
ہاتھی دلیر خان لایا اور باقی ہاتھیون کے لئے اپنے آدمی چھوڑ آیا۔ رشید خان نے پہلے کامروپ
کی فوجداری سے انکار کیا تھا۔ مگر جب دیکھا کہ بادشاہ اس انکار سے ناراض ہوا تو اسنے
یہان فوجدار رہنا قبول کر لیا۔ نواب نے اور امیرون کو بھی عہدے اور منصب بادشاہ
سے دلائے ۱۷ رجب کو مقام پانڈو سے چلا۔ بہری محلہ مین آیا۔ حرارت زیادہ ہوئی
سل ہوگئی۔ بڑے بڑے حکیم علاج کو آئے تشخیص مرض مین اختلاف رہا۔ نواب نے اپنی

کی آزادی اور غسل و کفن و نجف اشرف اپنے ہڈیون کے بھیجنے کی وصیت کی۔ اس حال
مین بھی یہ خیال تھا کہ اگر مرض مین کچھ بھی افاقہ ہو تو کوچ بہار کی فتح کا قصد کرے لیکن
شب و روز مرض بڑھتا گیا۔ دلیر خان کو کوچ بہار کی فتح کے لئے بھیجا اور اُس کی فتح کی
انتظار مین یہان قیام کیا۔ اطبا نے نواب سے کہا کہ خضر پور کی آب و ہوا یہان سے اچھی ہے
وہان تشریف لیچلیئے۔ نواب نے جواب دیا کہ اب تمہارے ہاتھ مین لڑکے کی طرح ہون جہان
چاہو لے جاؤ۔ ۲۸ شعبان کو عسکر خان کو بلایا۔ مہم کوچ بہار کے لئے مقرر کیا۔ ۲ رمضان
۱۰۷۳ھ کو خضر پور سے دو کروہ پر اس دنیا سے کوچ کیا۔ خضر پور مین نعش آئی۔ وصیت
کے موافق دفن ہوئی۔ دم نکلتے ہی نواب کے مرنے کی خبر نواب بخشی الممالک محمد امین خان
اُسکے بیٹے پاس پہنچی گئی۔

شہاب الدین طالش خان نے تاریخ آشام لکھی ہے جسکا نام تاریخ آشام رکھا ہے اسکے مقدمہ مین
ولایت کوچ بہار اور آشام پر یورش کا سبب لکھا ہے اور مقالہ اول مین کوچ بہار کی
تسخیر کا بیان اور اس دیار کا حال بیان کیا ہے اور مقالہ دوم مین فتح آشام کی
شرح اور اس مقام کا کچھ حال اور اہل اسلام کا بعد تعب تمام کے اس مرز بوم خونخوار آشام
سے نجات پانا۔ اس جنگ مین مصنف اول سے آخر تک عمدۃ الملک میر محمد سعید اردستانی
المخاطب بیار وفادار خانخانان عرف معظم خان کی ہمراہ تھا اسی سپہ سالار کے ہاتھ پر اس مہم
کا آغاز اور خاتمہ ہوا ہے ہمنے اس تاریخ اور عالمگیرنامہ محمد کاظم سے حالات نقل کئے ہین
وہ آپس مین بہت ملتے جلتے ہین بہت کم اختلاف ہے۔ جہان نواب لکھا ہے وہان خانخانان
سے مراد ہے۔

واقعات سال پنجم ۱۰۷۲ھ

جشن سال پنجم جلوس

غرہ شوال ۱۰۷۲ھ کو ہر سال کے دستور کے موافق سال پنجم کے جلوس کے آغاز کا جشن ہوا۔
ہر ایک وضیع و شریف اپنی قسمت اور اپنے مراتب کے موافق کامیاب ہوا۔ خانخانان نے
ولایت آشام و کوچ و بہار کی تسخیر مین بڑی خدمتین کی تھین اسکو مرتبہ والا ہفت ہزاری

پنجہزار دو اسپہ سہ اسپہ کا عنایت ہوا اور اسکے اقطاع مقرر پرایک جاگیر جسکی جمع ایک کروڑ دام تھی اضافہ کی گئی اور تومان طوغ اور خلعت خاص مرحمت کیا عید ورجلوس کے جشن آئے باہم مصافحہ کیا اور روشنی و آتشبازی کا بڑا تماشا دکھایا رمضان کا مہینہ تھا لوئین چلتی تھین دن بڑے ہوتے تھے۔ بادشاہ دن کو روزہ رکھتا۔ وظائف پڑھتا۔ تلاوت وکتابت وحفظ کلام مجید کرتا اور اپنی عدالت وسلطنت کے کامون کو انجام دیتا۔ شام کو روزہ افطار کرکے مسجد غسلخانہ (موتی مسجد) مین نماز وتراویح اور نفل پڑھتا۔ آدھی رات کو کچھ قلیل غذا کھاتا۔ رات کو بہت کم سوتا۔ اکثر عبادت کرتا بعض متبرک راتون کو ساری رات عبادت ہی مین گذرا جاتا۔ اسی طرح سارا مہینہ گذارا۔ عید کے تیسرے روز تک جشن مین مصروف رہا مگر طبیعت مین بے اعتدالی پیدا ہوئی اور تپ بڑی شدت سے چڑھی بہت تکلیف ہوئی۔ غرض اس مرض کی شدت مین بھی سوا دو تین دن کے سارے کام کرتا رہا۔ اور ماسوا ایک جمعہ کے اور جمعون مین باوجود ضعف ونقاہت کے جامع مسجد مین ہوادار مین چڑھکر جمعہ کی نماز کو گیا نکس مرض ہوا۔ غرض ۳ شوال سے ۱۷ ذیقعدہ تک علالت کا اثر باقی رہا اسکے بعد صحت کلی ہوئی ۔

۱۲ ذی الحجہ [illegible] کو جشن قمری ہوا اور عمر کا چھیالیسوان سال شروع ہوا۔ روشن آرا بیگم نے حرمکدہ مین بادشاہ کا جشن صحت بڑی دھوم دھام سے تین روز تک کیا۔ بادشاہ نے صدر آرایان شبستان دولت کو بیماری کی حسن خدمت گذاری کے صلہ مین دو لاکھ بیس ہزار اشرفیان انعام دین۔ دسہرہ کو راجہ جیسنگہ و کنور رام سنگہ کو خلعت خاصہ عطا فرمایا۔ غرہ جمادی الاولی کو جشن شمسی ہوا۔ بینتالیسوان سال شمسی شروع ہوا۔ ۷ جمادی الاولی کو کشمیر کے سیر وشکار کی غرض سے بادشاہ نے دار الخلافہ لاہور کی طرف کوچ کیا۔ دسوین رجب کو لاہور کے قریب آیا ۱۹ شعبان کو شہر وقلعہ مین داخل ہوا کشمیر کی راہون کے صاف کرنے کے لئے میر منزل کو

روزہ وعبادات و کاروبار و علالت

جشن قمری وشمسی

مع بیلدارون کے بھیجا۔

ولایت جام کا زمیندار رنمل بادشاہ کا مطیع تھا اور پیشکش مقرری بھیجتا تھا جب وہ
مرگیا تو بادشاہ نے اسکے بیٹے سترسال کو اسکا جانشین کیا۔ رنمل کا بھائی رائسنگھ
تھا اسکو غیرت آئی کہ بھتیجا راجہ ہو اور مین نہ ہون۔ اسنے سترسال سے مخالفت کی
اور پانچ چھہ ہزار سوار اور پیادے جمع کرلئے۔ گوردھن راٹھور کو مار ڈالا۔ وہ سترسال کا
جد مادری اور مدارالمہام ریاست تھا۔ سترسال و اسکی مان اور خواص
نوکرون و پیشکارون کو مقید کیا اور اسکی زمینداری اور ولایت پر متصرف ہوا
اور تماچی زمیندار کچھ کو بھی اپنے ساتھ متفق کیا۔ اور قطب الدین خان حاکم جوناگڈھ
کے آدمیون کو جو اس ولایت مین زر پیشکش کے وصول کرنے کے لئے متعین ہوئے تھے
سب جگہ سے اٹھا دیا اور بادشاہی آدمیون کو دارالضرب و ربندر مروارید سے
جو اس ولایت کے اعمال مین سے ہے معزول کردیا۔ کچھ دنون بعد سترسال نے
قید سے رہائی پائی۔ قطب الدین خان پاس آیا اور رائسنگھ کے جور و بیداد
کی شکایت کی۔ بادشاہ کو حال معلوم ہوا تو قطب الدین خان کے نام فرمان
صادر ہوا کہ وہ سترسال کو دوبارہ اسکی زمینداری دلادے۔ خان مذکور حکم کے
آتے ہی آٹھ ہزار سوارون کے قریب لیکر جمادی الاولی کے اوائل مین جوناگڈھ
سے رائسنگھ کے دفع کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ رائسنگھ بھی جام سے چار کروہ پر
اپنا سامان درست کرکے لڑنے کے لئے تیار ہوا۔ تماچی زمیندار نے جو اسکا یار
تھا سات ہزار راجپوت سوار اسکی کومک کے لئے روانہ کئے۔ لڑائی شروع ہوئی
رائسنگھ پانچ پنجانہ زبردست تھا اسلئے لشکر شاہی کو غلبہ نہوا۔ دو مہینے تک
لڑائی ہوتی رہی اور کچھ کام نہ بنا۔ خبر آئی کہ ولایت کچھ کے زمیندار کی کمک دیکھنے
آن پہنچی ہے جس سے جام کی قوت و شوکت بڑھ جائیگی۔ اسلئے کمک پہنچنے سے پہلے
۱۵ رجب کو قطب الدین خان نے اسپر چارون طرف سے حملہ کیا۔ رائسنگھ خوب

لڑا۔ راجپوت اسکے ساتھ تھے جو حفظ ناموس کے وقت اور جوش حمیت کے ہنگام مین تلوار کے زہر آب کو شربت خوشگوار جانتے ہین اور سربازی کو سرمایہ مباہات و افتخار سمجھتے ہین۔ رائسنگہ پیادہ ہوا اور اپنے مرنے کا قصد مصمم کیا اور اپنے بیٹے تماچی اور اپنے بھائی باجا کو بہت مبالغہ کے ساتھ رخصت کیا کہ نسل باقی رہے۔ رائسنگہ بہادر ایک بیٹے وجیا اور اقربا و عمدہ خواص کے ساتھ مارا گیا چھہ سو راجپوت کام مین آئے اور ایک ہزار کے قریب اور آدمی مارے گئے ہونگے باقی بھاگ گئے پادشاہی ایک سو ستر آدمی مارے گئے۔ چارسو چونتیس آدمی زخمی ہوئے۔ قطب الدین خان نے ان مجروحون کے علاج کے لئے جراحون کو بھیجا۔ جام پر قبضہ کیا۔ مفرورون کے تعاقب مین لشکر روانہ کیا اور لشکریون کو سکنۂ شہر کے تعرض حال سے منع کیا اور منادی کردی کہ جو جماعت کشتہ ہوئی ہے اسکے متعلقین اور فرزندون سے کوئی تعرض نہ کرے۔ ستر سال کو رائے سنگہ کی جگہ بٹھادیا۔ رائے سنگہ اور اسکے بیٹے باہنیہ ور سنگہ رام خالہ زادہ وساانگا اسکے چچا کے سرون کو شہر کے دروازہ پر لٹکایا ایک دو ماہ بندوبست کے لئے ان حدود مین توقف ہوا خبر آئی کہ تماچی پسر رائسنگہ اور جیا اسکے بھائی نے تین ہزار سوار اور پیادے جمع کر لئے ہین اور موضع بالا رین فتنہ انگیزی کر رہے ہین خان نے اپنے بیٹے محمد کو دو ہزار سوارون کے ساتھ اسکے دفع کرنے کے لئے بھیجا وہ دونو اس خبر کو سنکر کچہ کی جانب گئے۔ محمد اُن سے جا کر لڑا سخت لڑائی ہوئی۔ ان دشمنون کے ایک سو سات آدمی اُس نے مارے اور باقی آدمیون کو بھگا دیا قطب خان یہان کا بندوبست کرکے جوناگڈھ مین گیا۔ پادشاہ نے اس فتح کی خبر سنکر قطب الدین خان کو مورد عنایات کیا اور جام کا نام اسلام نگر رکھا۔

عمل صالح مین لکھا ہے کہ اگر عالم کے نفع عام کے اکتساب کے لئے اور اصلاح فاسد اور دفع مفاسد کے لئے ضرر خاص کا ارتکاب کیا جائے تو عقل و شرع دونو اسکا حکم دیتی ہین اور جائز رکھتے ہین۔ اسلئے مراد بخش کا مارنا عالمگیر کو عقلاً اور شرعاً

مراد بخش کا مارا جانا

تھا - علی نقی کے بیٹے باپ کے خون کے مدعی تھے - انکو بادشاہ نے خواجہ پھول کے ساتھ گوالیار بھیجا اور حکم دیا کہ ثبوت شرعی کے بعد مراد بخش سے قصاص لیا جائے - جب مدعی گوالیار مین آئے اور قاضی کے سامنے گفتگو آغاز کی تو شاہزادہ نے کہا کہ حضرت خلافت مرتبت اپنے عہود کا لحاظ و موعود کی وفا کا پاس نظر مین رکھتے اور میرے خون سے درگذرتے تو کوئی انکی دولت و سلطنت والا کا نقصان نہ ہوتا - اگر خواہ نخواہ توجہ اشرف اس طرف ہی کہ مجھ ضعیف کے وجود بے سود کو باقی نہ رکھین تو اس قسم کے کم پایہ دمیلان کا احتیاج کیا لطف رکھتا ہے جو کچھ دل مین ہو وہ کرو - آخر روز چہارشنبہ ۲۱ ربیع الاول سنہ ۷۲ کو دو نفر چیلون نے جاکر تلوار کے دو زخمون سے اس شہزادہ کو تنگنای زندان سے نجات دی اور اسکے جسد کو بطور امانت کے قلعہ گوالیار مین سپرد کیا - خافی خان لکھتا ہے کہ اگرچہ مؤلف عالمگیر نامہ نے بادشاہ کی مرضی کے موافق محمد مراد بخش کے مارے جانے کا حال قلم انداز کیا - لیکن میری والد مرحوم مراد بخش کے معتمد روشناس نوکرون مین تھے - اس روز تک کہ اس مقدمہ سے فراغ ہوا - وہ پائے قلعہ مین بیٹھتے تھے اور اس منصوبہ مین رہتے تھے کہ کمند لگاکے اپنے آقا کو باہر نکالین عالمگیر کی نوکری انھون نے نہین کی انکی اور ثقہ آدمیون کی زبانی جو مین نے سنا اور دفتر تحقیق کیا اوسکو لکھتا ہون - محمد مراد بخش کی محبوبہ بائی سوسن بائی تھی - جب گوالیار مین شہزادہ گیا ہے تو اس معشوقہ نے بھی اپنے عاشق کے ساتھ جانے کی درخواست کی تو بادشاہ نے اسکو قلعہ مین شہزادہ کی ہمراہ بھیجدیا - اس گرفتار اجل کو جو خرچ ملتا نصف اسکا ان مغلون کے طعام پختہ مین خرچ کرتا - جو حصار قلعہ کے نیچے فقیر بنے بیٹھے تھے یا جو مسافر مغل وارد ہوتے تھے - ان مغلون نے اپنی تدبیرون سے ایک طرف فصیل قلعہ پر کمند لگائی اور اس محبوس بلا کو وقت اشارہ . . . اور مکان معین کی خبر دی - اس سادہ لوح نے آدھی رات کو سوسن بائی کو اپنے ارادہ پر اطلاع دی اور اس طرح رخصت کا اظہار کیا کہ اگر حیات نے وفا کی اور فلک نے مدد دی تو پھر ہم تم ملینگے اور نہین تم کو خدا کو سونپا - سوسن بائی ان کلمات کو سنکر رونے پیٹنے لگی اس گریہ سے

اس گریہ سی تحصلون اور حوالی کے نگہبانون کو خبر ہوئی - مہتابی مشعل روشن کی اور کمند کی جستجو مین مشغول ہوئی اور اسکو پیدا کیا - جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اس نے اس مدعی سلطنت کی نگاہداشت کے وسوسہ کو مٹانا چاہا۔ ہوا خواہون کی رہنمائی سے پسران علی نقی کو جن کی باپ کو محمد مراد بخش نے مار ڈالا تھا (جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے) باپ کے خون کے دعوی کے لئے کھڑا کیا - بڑے بیٹے نے باپ کے خون کے دعوی سے انکار کیا - دوسری بیٹے نے بادشاہ کے حکم کی اطاعت کی اور عدالت مین باپ کے خون کا مستغیث ہوا آخر کو مغضوب نظر بادشاہی ہوا - حکم ہوا کہ قاضی سے رجوع کرے - قاضی کے ہان شرع کے موافق خون ثابت ہوا - ماہ ربیع الثانی ۱۰۷۲ھ کو حکم ہوا کہ وارث کی رفاقت مین قاضی محمد مراد بخش پاس جاے - اور اثبات خون کا اظہار کرے اور موافق حکم شرع کے قصاص کرے - چنانچہ اس کی تاریخ یہ ہوئی (ای واے بہر بہانہ کشتند) جس پسر کلان نے باپ کے خون دعوی سے انکار کیا تھا بادشاہ نے اسپر بہت عنایت کی -

واقعات سال ششم ۱۰۷۳ھ

بادشاہ - ۲۵ رمضان ۱۰۷۳ھ کو کشمیر کو قلعہ لاہور سے روانہ ہوا - غرہ شوال کو جلوس سال ششم کا جشن کیا کشمیر کی تعریف بہت لکھی جا چکی ہی - مگر اسکی راہ کی تعریف مین یہ شعر قدسی کا

بہ کشمیر اعتقاد ما درست است + ولے ایمان براہش سخت سست است

دوسرا شعر محمد قلی کا

درین رہ خوش بود معشوق دلخواہ + کہ نتواند کسی را برد از راہ -

لطف سے خالی نہین ہے پھر ذی قعدہ کو بادشاہ سیر کرتا ہوا سری نگر مین آیا -

قبائل افغان نیازی مین ایک قوم سنبل ہے جو دریاے نیلاب کے کنارہ پر رہتی ہی - پہلے زمانہ مین وہ دھنکوٹ مین رہتی تھی جسکا نام اب معظم آباد رکھا گیا ہے وہ کبھی کبھی شر و فساد مچاتی تھی - بادشاہ کے حکم سے ان اضلاع کے حکام نے اسکو دریا سے دور نکالدیا تھا ان دنون مین اس نے پھر سر اٹھایا تھا - دریاے نیلاب سے اتر کر انہون نے ایک تھانہ شاہی پر حملہ کیا - اور خلیل اللہ خان فوجدار کو مار ڈالا - بادشاہ نے غصہ ہوکر فدائی خان میر آتش کو انکی

بادشاہ کا سیر کشمیر کو جانا -

قوم سنبل کا فساد -

انکی تنبیہ کے لئے بھیجا- وہ توپخانہ اور سپاہ لیکر فوراً اسکے سر پر جا پہنچا- یہ قوم اسکے
لڑ نہیں سکی اس لئے ایک جماعت کثیر اپنے اہل و عیال و مواشی و مال کو لیکر دریا سے پار
اُتر گئی کچھ آدمی اُسکے مارے گئے اُسکا قصہ پاک ہوا- دو لاکھ روپئے نقد و جنس کی غنیمت
افواج شاہی کے ہاتھ آئی- فدائی خان نے یہاں سب طرح کا بندوبست کیا- اور
خنجر خان کو یہاں بادشاہ کے حکم سے منتظم مقرر کیا-

صدقات و خیرات

کشمیر میں راجہ رگناتھ متصدی مہمات دیوانی تھا- اسکے روزنامچہ حیات کو عارضہ
نے دفتر ہستی سے نکال لیا- وزارت کا منصب جلیل القدر فاضل خان میر سامان کو عنایت ہوا
اٹھاسی ہزار روپیہ بوساطت صدر الصدور ارباب استحقاق و محتاجون کو ہر سال اس طرح
عنایت ہوتا تھا کہ محرم اور ربیع الاول میں بارہ بارہ ہزار روپیہ رجب میں دس ہزار
روپیہ شعبان میں پندرہ ہزار روپیہ رمضان میں بیس ہزار روپیہ باقی سات مہینون میں
کوئی خیرات مقرر نہیں تھی- ان دنون میں بادشاہ نے صدر الصدور کو حکم دیا کہ ان پانچ
مہینون میں جو خیرات دی جاتی ہے وہ بدستور دی جائے اور باقی مہینون میں ہر مہینے
میں دس ہزار روپیہ خیرات کیا جائے- غرض پہلی اور اب کی خیرات ملکر ایک لاکھ روپیہ
اٹھاسی ہزار روپیہ سالانہ دیا جایا کرے- ۱۷ر ذیقعدہ کو جشن وزن قمری ہوا عمر کا
سینتالیسوان سال شروع ہوا- فاضلخان وزیر اعظم نے ۲ر ذی قعدہ کو انتقال کیا- اس کی
عمر ستر برس سے زیادہ تھی اور اسکو ۱ر ذی قعدہ کو خلعت وزارت ملا تھا- وہ فضیلت امور
جامعیت علوم و معاملہ فہمی اور رائے زنی میں یگانہ روزگار تھا وہ علم نجوم میں بہرہ تام
رکھتا تھا اکثر احکام عالمگیر کو ایام شاہزادگی میں لکھ کر وہ دیتا تھا- وہ کم خطا ہوتے
تھے- بادشاہ کو جو صدمہ خواص پورہ میں چالیس برس دکن کی مہم میں پہنچا وہ پہلے
لکھ کر بادشاہ کو دے گیا تھا- بادشاہ کو اسکے مرنے کا بڑا افسوس ہوا- لاہور میں اس نے
اپنا مقبرہ بنایا تھا اس میں دفن ہوا- ۱۲ر تیر کو عید گلابی تھی- بادشاہ وزیر کے الم
سے ایسا متاثر تھا کہ اسکے بعض مراسم کو ملتوی کردیا اسی روز دیوان سے فاضل خان کا

برادر زادہ آگیا تھا اسکو خلعت و منصب عنایت ہوا۔ عید الضحیٰ کو ڈل پر دونو طرف
روشنی ہوئی پادشاہ کشمیر سے ویرناگ گیا۔ موضع بانپور مین زعفران زار دیکھا صفر کو
پادشاہ کشمیر کی سیر کر کے لاہور مین آگیا۔ کشمیر کے سفر مین نما روں مین بہت آدمی گرے اور
گر کر تلف ہوئے اور خادمان محل کی سواری پر صدمہ پہنچا تو پادشاہ نے فرمایا۔ کہ
بدون ملکی امور ضروری کے اس سرزمین مین سیر و شکار کے لئے پادشاہون کا آنا رائے
صائب کے خلاف ہی۔ جشن وزن شمسی آغاز سال چہل و ششم ہوا اور شاہ عباس والی ایران کی
نامہ کا جواب تربیت خان کے ہاتھ بھیجا اور سات لاکھ روپیہ کی سوغات ہمراہ کین پھر
پادشاہ لاہور سے شاہجہان آباد مین آیا صوبہ گجرات کے وقائع مین سے پادشاہ نے
یہ سُنا کہ اس نواح مین ایک مجہول النسب معدود العقل نے اپنا نام داراشکوہ رکھا اور ایک
جماعت واقعہ طلب فتنہ جو اوباش لے آبرو اس پاس جمع ہو گئی اور گجرات کے کولیون
کے گروہ جنکے سر مین ہمیشہ سودائے تمرد بھرا رہتا ہے اسکو دستاویز فتنہ بنایا شورش برپا کی
کی۔ یہان کے صوبہ دار مہابت خان نے ان مفسدون کو دفع کیا۔ کولیون کی خوب
گوشمالی کی اور مصنوعی داراشکوہ کو ملک سے نکال دیا۔

والی بیجاپور کے ساتھ لڑائیون مین سیواجی ایسا مصروف تھا کہ وہ ہندوستان کے
معاملات سے خبر نہ ہوا لیکن مئی ۱۶۶۱ء مین کلیان و بھیمڑی پادشاہی قبضہ مین آگئی
تو سیواجی کی ایسی حالت نہ تھی کہ وہ پادشاہ سے لڑتا اور عوض لیتا مگر اب اسنے ایک
بڑا لشکر تیار کیا۔ پیادون کا سردار مورو پنت کو اور سوارون کا سردار نیتاجی پالکر
کو بنایا برسات مین مورو پنت نے جنیر کے شمال مین کئی قلعون پر قبضہ کر لیا اگر
انکا مفصل حال نہین معلوم ہوتا۔ برسات کے بعد جب راہین صاف ہو گئین تو
نیتاجی پالکر نے اضلاع شاہی پر دست درازی شروع کی سیواجی نے اسکو حکم
دیا کہ وہ دیہات کو غارت کرے اور قصبون اور شہرون سے مصادرہ لے
اسنے اس حکم سے زیادہ بڑھ کر کام کیا کہ اورنگ آباد کے حوالی کو تاخت و تاراج کیا

سیواجی کی عالمگیر سے پہلی لڑائی

اور ادھر ادھر جا کر پونہ مین آرام سے جا بیٹھا۔

عالمگیر کو معلوم ہوا کہ سیواجی یون لوٹ مار اور مار دھاڑ کرتا پھرتا ہے تو اُس نے اپنے ماموں امیر الامرا شائستہ خان صوبہ دار دکن کو لکھا کہ سیواجی کا علاج کرے شائستہ خان بادشاہ کے حکم سے ایک بڑا لشکر لے کر شاہراہ احمد نگر اور سرگام سے پونہ کے مغرب کی طرف گیا رستہ مین اُس نے سپاہ کا دستہ سوپہ پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا اور خود جادو رائے دیس مکھ سند کھیر رشتہ دار سیواجی کے مقام مین مقیم ہوا کہ اضلاع پر تصرف کرے سیواجی نے شائستہ خان کے آنے پر راج گڑھ کو چھوڑا سنگڑھ مین چلا گیا شائستہ خان نے پونہ پر قبضہ کیا اور کھروج گھاٹ اور موضع سیوا پور پر قبضہ کرنے کے لئے ایک مضبوط سپاہ روانہ کی اور اور قلعون کی تسخیر کے لئے بھی سپاہین روانہ کین اسکے اور جنیر کے درمیان چاکن واقع تھا جسسے اسکو تکلیف ہوتی تھی اور وہ جانتا تھا کہ یہ چھوٹی جگہ ہے وہ جاتے ہی ہاتھ آجائیگی اسکی تسخیر کے لئے خود آیا۔ یہان فرنگاجی سنہ ۱۶۶۲ سے قلعہ دار تھا اسنے قلعہ حوالہ کرنے سے انکار کیا اور نہایت عمدہ طرح سے اپنے قلعہ کی حمایت کی دو مہینے تک اس نے لشکر شاہی کا مقابلہ کیا۔ محاصرہ کا چھپنوان دن تھا کہ قلعہ کے برج کے نیچے نقب کو اڑایا جسسے قلعہ کی دیوار مین ایک بڑا رخنہ پڑا اور قلعہ کے بہت آدمی اسسے مرے لشکر شاہی اس رخنہ پر حملہ کرنے گیا اسکے آگے ایک پشتہ گلی تھا۔ وہان حوالدار نے لشکر شاہی کا سخت مقابلہ کیا اس سبب سے لشکر شاہی آگے نہ بڑھ سکا شام تک لڑائی رہی۔ بعد اس کشت و خون کے فرنگاجی نرسالہ نے قلعہ امیر الامرا کو حوالہ کر دیا۔ شائستہ خان نے اس بہادر قلعہ دار کی بہادری دیکھ کر بادشاہ کی ملازمت کے لئے بہت کچھ اُس سے کہا مگر اس نے اسکے قبول کرنے سے اپنے نام کو بٹا نہین لگایا۔ امیر الامرا نے اسکو عزت کے ساتھ رخصت کیا۔ وہ سیواجی سے آن ملا جسنے اسکو بہت انعام دیا۔

لشکر شاہی مین سے چاکن کے محاصرہ مین نوسو آدمی زخمی و کشتہ ہوئے جن سے

سیواجی کا امیر الامراء کو دغا سے زخمی کرنا

شائستہ خان کو تحقیق ہو گیا کہ قلعون کا فتح کرنا آسان نہین ہی۔ عالمگیر ان قلعون کی
فتح کو بڑی بات نہین سمجھتا تھا اور مرہٹون کو ذلیل و حقیر دشمن جانتا تھا۔ بادشاہ نے
راجہ جسونت سنگھ مہاراجہ جودھپور کو بھی امیر الامراء کی کمک کے لیئے مقرر کیا تھا
مگر وہ پونہ کی حوالی مین بڑی فوج کی ساتھہ بیکار پڑا رہا۔ اور نیتاجی پالکر و بلدہ
احمد نگر اور اورنگ آباد کے حوالی کو تاخت و تاراج کرتا رہا۔ لشکر شاہی اسکی مزاحمت کے
لیے بھیجا گیا اس نے مخالفون کے کچھ آدمی مارے اور نیتاجی خود زخمی ہوا مگر رستم
زمان سپہ سالار بیجاپور اسکو بچا کر لے گیا۔

خافی خان کا باپ امیر الامراء کی خدمت مین تھا اوسکی زبانی سنکر وہ یہ لکھتا ہے
کہ امیر الامراء نے ان قلعون اور معمورہ آبادیون پر لشکر کشی کی جو سیواجی کے قبضہ مین
آگئے تھے اور انمین سے اکثر اپنی شمشیر و تدبیر سے فتح کیئے اسکے بعد قصبہ پونہ مین
گیا اور اس حویلی مین اترا جو سیواجی کی بنائی ہوئی تھی سیواجی کے پکڑنے کے
لیئے جا بجا فوجین مقرر کین اور ان دنون مین ایسا بندوبست کیا کہ کوئی شخص خاصکر
مرہٹہ سوائے نوکر کے مسلح بلکہ غیر مسلح بدون دستک کے شہر و لشکر مین نہین داخل ہو سکتا
اور مرہٹہ سائیس تک نوکر نہ رکھا جاتا تھا سیواجی ایسا مغلوب و بیہراس ہوا تھا کہ دشوار گذار
پہاڑون مین ہر ہفتہ و ماہ بسر کرتا تھا۔ ایکدن مرہٹون کی ایک جماعت جو پیادون
مین نوکر تھی کوتوال کے پاس آئی اور دو سو مرہٹون کی دستک لی جو ایک غیر معلوم برات
کے ہمراہی بنائے اور ایک امرد لڑکے کو دولہا بنا کے ڈھول و نقارے بجاتے ہوئے
اول شب مین شہر مین لائے اس دن آخر روز مین یہ مشہور کر کے کہ ایک تھانہ مین
غنیم کے آدمیون مین سے ایک جماعت دستگیر ہوئی اسکو پکڑے ہوئے اور اوس کے
ہاتھہ پیٹھ کے پیچھے باندھے ہوئے ننگے پیر اور ایک دوسری جماعت رسیون کے سرن
کو پکڑے ہوئے اور گالیان دیتے ہوئے اور مارتے ہوئے چوکی کے آگے سے
لیجا کر شہر مین داخل کی۔ سب اوس محلہ اور مکان مین جو انہون نے اپنے مجمع کے لئے قرار

دیا تھا فراہم ہو کر مسلح ہو گئی۔ جب آدھی رات کی نوبت بجی ایک جماعت باورچیخانہ کی طرف سے آئی جو محل سرا کے دیوار کے متصل تھی دیوار اور خواص پورہ کے مابین ایک چھوٹا دریچہ تھا جو گل و خشت سے مسدود تھا اور اس جماعت کو وہ معلوم تھا روزون کے دن تھے سحری کے پکانے کے لئے چند باورچی جاگتے تھے۔ باقی سب آدمی سوتے تھے۔ غرض دشمن اس راہ سے جسکو وہ جانتے تھے سر پر آن پہنچے جس کسی کو بیدار پایا اسکو موت کے خواب سے آشنا کیا۔ اور جو بستر خواب پر لیٹا تھا اسکو ایسا سلایا کہ پھر نہ جاگا کچھ غل غپاڑہ نہ ہونے دیا اور جلد دریچہ کو توڑ کر محل کیطرف مشغول ہوئے۔ کلنگ کی صدا نے اور کشتون کی غرش نے ایک ایک کو بیدار کیا جسکا حجرہ باورچی خانہ کی دیوار کے عقب مین تھا۔ وہ دوڑا ہوا امیر الامراء پاس گیا اور اس آشوب سے مطلع کیا۔ امیر الامرا نے از روے اعتراض کہا کہ سحری پکانے اور دیگ انون کے درست کرنے کے لئے باورچی اٹھے ہونگے یہ غل انکا ہوگا کہ سہیلیان پیہم دریچہ کے پھوٹنے کی خبر لائین۔ امیر الامرا سراسیمہ وار تیر و کمان و برچھی ہاتھ مین لیکر رخت خواب سے اٹھا اس ضمن مین چند مرہٹے روبرو آئے پانی کا حوض بیچ مین حائل تھا۔ امیر الامراء نے ایک مرہٹہ کے تیر مارا۔ اسنے آن کر امیر الامرا کے تلوار لگائی۔ کہ دایان انگوٹھا کٹ گیا۔ دو مرہٹے حوض مین تیر کر آ گئے۔ ایک کو امیر الامرا نے برچھی سے مارا اس آشوب مین لونڈیان شائستہ خان کو ہاتھون ہاتھ اٹھا کر محفوظ جگہ مین لے گئین۔ مرہٹون کی جماعت چوکی خانہ پر غافل گئی اور جو خفتہ و بیدار انکو ملا اسکو زیر تیغ کیا اور یہ کہا کہ چوکی ایسی ہی دیا کرتے ہین اور چند نفر اپنے نقارخانہ مین بھیجکر امیر الامراء کی طرف سے پیغام دیا کہ نوبت خوب بجائین۔ نقارخانہ کی آواز ایسی بلند ہوئی کہ ایک دوسرے کی کوئی نہین سنتا تھا۔ انہون نے دار و گیر کی آواز اور یاد بلند کی اور دروازون کو بند کر دیا۔ اس حالت مین ابو الفتح خان پسر شائستہ خان ایک نوخط شجاع تھا خبر پاکر آیا۔ دو تین آدمیون کو مار کر خود مارا گیا۔ امیر الامراء کے محل کے

پیچھے ایک عمدہ جماعہ دار رہتا تھا اُسنے اندر کا آشوب سنکر اور یہ دیکھ کر رستہ بند کر رکھا ہے رسیون مین اپنے تئین لٹکایا اور دیوار سے نیچے آیا۔ وہ کچھ امیر الامراء سے عمر و اعضاء مین مشابہت رکھتا تھا۔ مخالفون نے اسکو امیر الامراء سمجھکر اسکا سر کاٹ لیا اور امیر الامراء کی حرم مین سے ایک کو بالکل مار ڈالا۔ دوسری کو زخمی کیا۔ گھر کی مال و مالیت کے تاراج مین تین مصروف ہوئے جلد اس گھر سے نکل آئے لیکن صبح کو راجہ جسونت سنگہ کہ عمدہ لوگون مین تھا امیر الامراء پاس معذرت کرنے اور حال پوچھنے گیا تو امیر الامراء نے یہ کہا کہ مین نے تو یہ جانا تھا کہ مہاراجہ کاروبار شاہی مین کام آگئے کہ ہم کو یہ چشم زخم پہنچا۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو امیر الامراء کو صوبہ داری دکن سے بنگالہ کو بدل دیا اور شاہزادہ محمد معظم کو اسکی جگہہ مقرر کیا اور راجہ جسونت سنگہ کو بدستور شاہزادہ کا کمکی مقرر کیا۔

کرنیل ڈف اس واقعہ کو مرہٹون کی کتابون سے اس طرح بیان کرتے ہین کہ سیواجی نے امیر الامراء کے حیران کرنے کے واسطے دو برہمن بھیجے کہ وہ شہر مین داخل ہونے کی تدبیر کرین جب سیواجی نے اپنا سامان تیار کرلیا تو وہ سنگرھ سے سرشام اپریل کے مہینے مین بہت سا لشکر لیکر چلا اور سپاہ کی ٹولیان بناکر پونہ کی راہون مین بٹھا دیا گیا۔ بسی جی کنگ تانتاجی۔ بولوس رائے اور پچیس پیادے شہر مین داخل ہوئے جہان کا ایک نوکر مرہٹہ تھا اسکو جاسوسون نے گانٹھا۔ اُسنے برات کا بہانہ بنا کے برات کے ساتھ نقارہ بجانے اور مسلح آدمیون کو دولہا کے ساتھ لانے کی دستک حاصل کی پونہ کھلا شہر تھا اسکے گرد فصیل نہ تھی۔ سیواجی اپنے ہمراہیون کے جاسوسون کی تدبیر سے شہر مین برات کے اندر داخل ہوگیا اور جب چپ چاپ ہوگئی تو سیواجی اپنے ہمراہیون کو لیکر جو خان کے محل کے مداخل سے واقف تھے باورچی خانہ کی طرف آیا۔ جہان ایک کھڑکی کو کچا بند لگا ہوا تھا۔ یہ سب اس راہ سے داخل ہوئے۔ خان کی کچھ رشتہ دار عورتین بیدار ہوئین اور انہون نے جاکر امیر الامراء کو جگایا اور باہر جانے کے لئے۔ ایک کھڑکی سے کودکر باہر جاتا تھا کہ ایک تلوار اوس کے لگی — جس سے ایک انگلی اڑگئی۔ وہ تو

توا بھی خوش نصیبی سے بچ گیا مگر اسکا بیٹا ابو الفتح خان اور کثیر بھی سپاہی مارے گئے۔
سیوا جی اور اسکے آدمیون نے بے مزاحمت اپنی سپاہ کے ٹولیون کو لیکر سنگڑھ کی راہ لی جب وہ تین چار میل چلے تو انہون نے مشعلین روشن کین جو پہلے سے تیار تھین تاکہ مخالف انکی تعداد کی کثرت سے دھوکے مین آجائے اور جان لے کہ وہ لڑنے کو تیار ہین اس طرح اپنے تئین لشکر شاہی کو دکھا کر قلعہ مین داخل ہوئے۔
اس معرکہ کو مرہٹے جس فخر سے بیان کرتے ہین کسی اور معرکہ کو نہین بیان کرتے سیوا جی کا سب سے بڑا کارنامہ اس کام کو سمجھتے ہین۔ یہ واقعہ ۱۰۷۳ھ کا ہے۔
دوسری روز صبح کو بادشاہ کے سوارون کا دستہ سنگڑہ کے نیچے نقارہ بجاتا ہوا اور تلوارین چمکاتا ہوا آیا۔ مگر اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مرہٹون نے شکست دی یہ پہلی دفعہ تھی کہ بادشاہی سوارون نے مرہٹون کے سوارون سے ہزیمت پائی۔

واقعات سال ہفتم ۱۰۷۴ھ

دستور کے موافق ساتوین سال کا جشن غرہ شوال کو ہوا۔ جشن وزن قمری ۱۲ ذی قعدہ کو ہوا عمر کا اٹھائیسوان سال شروع ہوا۔
سال جلوس مین بخارا کا ایلچی خواجہ احمد آیا تھا اور نامہ اور تحائف لایا تھا۔ اسکے جواب مین بادشاہ نے مصطفےٰ خان کے ہاتھ نامہ اور ڈیرھ لاکھ روپئے کے تحفے والی بخارا پاس بھیجے گئے۔ محمد قلی خان والی بلخ نے ابراہیم کو اپنا سفیر بنا کے بھیجا تھا۔ بادشاہ نے خان مذکور کو نامہ اور ایک لاکھ روپئے کے تحائف بھیجے۔
سیوا جی کی عادت تھی کہ وہ دکھاتا کچھ تھا اور کرتا کچھ تھا ڈالتا کچھ تھا اور نکالتا کچھ تھا کچھ اپنے ارادون کی جھوٹی خبرین اڑایا کرتا تھا اسنے کلیان کے قریب ایک سپاہ اور جنیر کے پاس دوسری سپاہ جمع کی اور یہ شہرت دی کہ مین بسائین اور چول مین پرتگیزون سے لڑنے یا سیدی کو پامال کرنے جاؤنگا لیکن اسکا اصلی ارادہ سورت کے لوٹنے کا تھا جو اس زمانہ مین ہندوستان کے دولتمند شہرون مین سے ایک تھا۔ بائی ہرجی ناگ ایک بڑا جاسوس

سیوا جی کا سورت کا لوٹنا

اسکا نوکر تھا وہ سورت میں تاک لگا رہا تھا اور سامان غارت گری تیار کر رہا تھا۔
سیواجی نے یہ بہانہ بنایا کہ میں ناسک میں مندر کی جاترا کو جاتا ہوں لوگوں نے اسکو
سچ جانا مگر اُس نے چار ہزار سوار لیجا کر سورت کو لوٹنا شروع کیا۔ چھ دن میں اسکو
بہت دولت ہاتھ آئی جسکو وہ رائے گڈھ میں لے گیا جو آیندہ اسکی دار الحکومت بنا
سورت کی لوٹ کی دولت بہت تھی اور زیادہ ہوتی۔ اگر فوج اور انگریز اسکی
مزاحمت نہ کرتے اور انکی کوٹھیوں کا مال اسکو ہاتھ لگ جاتا۔ انگریزوں نے اپنا ہی مال
نہیں بچایا۔ بلکہ اہل شہر کے مال کی بھی بہت حفاظت کی جسکا صلہ اورنگزیب نے یہ
دیا کہ ان کے اسباب کے محصول کا ایک حصہ ہمیشہ کے لیئے معاف کر دیا۔

وفات ۱۶۶۴ء

شاہ جی کی سناونی آئی وہ شکار کھیلنے گیا تھا کہ گھوڑے سے گر کر مر گیا اس نے اپنی زندگی
میں اس جاگیر کا جو بیجاپور سے ملی تھی خوب انتظام کیا تھا۔ اسپر قلعہ ارنی اور پورٹو
نوو اور ولایت تنجور کا اضافہ کیا تھا۔ وہ علی عادل شاہ کا مطیع تھا جو اسنے مفتوح
ملک کو اس پاس رہنے دیا۔ باپ کے مرنے پر سیواجی اور بھی کھل کھیلا۔ رائے گڈھ میں اپنی
ریاست کا انتظام کیا اور اپنے نام پر راجگی کا طرہ لگایا اور روپیہ شرفی پر اپنا سکہ
نیتاجی پالکہ برسات کے شروع میں دستور کے موافق سب جگہ فتحیاب ہو کر آیا
سیواجی کا بیڑا بھی بہت جہازوں کے گرفتار کرنے میں کامیاب ہوا۔ پادشاہی جہاز
جو مکا کو جاتے تھے انکو گرفتار کر لیا اور دولتمند حاجی جو اُن میں بیٹھے تھے گرفتار کر لئے
عالمگیر نامہ میں لکھا ہے کہ سیواجی کی ولایت ساحل دریای شور کے نزدیک تھی اور چند
بندر اسکے تصرف میں تھے اہل ملیبار کی طرح اسنے دزدی و رہزنی شروع کی
کشتی نشینوں کو لوٹتا مارتا جب اسکے بندر میں کسی کشتی پر دریا میں فتور آ جاتا تو اسکو
وہ پکڑ لیتا۔ ان دنوں میں ایک بڑا جہاز جس میں طوائف تجار بڑا مال اسباب لیئے
آتے تھے وہ طوفان میں آیا تو سیواجی نے اسپر قبضہ کیا اور تمام اسکے غریبوں کا
مال متاع چھین لیا اور مال کے مالکوں کو جو اکثر مسلمان تھے مقید و محبوس کیا۔

اور انکو ضرر و آزار پہنچایا۔ اور جب تک انہون نے اپنے گھر سے اپنا بقیہ ثروت و بضاعت منگا کر ادا نکر دیا انکو شکنجہ تعب مین گرفتار رکھا سیواجی نے اگست کے مہینے مین خود جاکر احمد نگر کی پیٹھ کو لوٹا اور جوالی اورنگ آباد تک لوٹتا چلا گیا جب وہ اس طرح غیر حاضر ہوا تو بیجاپور کی سپاہ نے پنالہ مین دو بڑے سپہ سالارون کے ماتحت تھی ضلع کو توڑ کر ملک کو ان کان کی فتح مین سخت کوشش کی اور کئی مقامون کو دوبارہ لے لیا۔ انگریزون کے نوشتون سے معلوم ہوتا ہے کہ سیواجی ہر جگہ لڑائی کے موقع پر بڑے لشکر کے ساتھ موجود ہو جاتا تھا اسنے ان دونون سپہ سالارون کو لڑکر شکست دی اور انکے بہت آدمیون کو مارا سیواجی نگر ڈھ مین اس خیال سے آگیا کہ لشکر شاہی کی حرکت کو دیکھے جنیر کی طرف اس لشکر کا بڑا زور تھا۔ مگر اسنے یہ دیکھ کر کہ لشکر شاہی حملہ آور نہین کریگا تو اسنے اپنے کچھ سوارون کو دریائے کرشنا کے جنوب مین ملک بیجاپور کی لوٹ کے لئے بھیجدیا۔ اسنے ایسی تیاری کی جس سے یقین ہوتا تھا کہ وہ لشکر شاہی پر حملہ کریگا۔ اس کی شہرت ہوئی تو اسنے محض یک بڑا بیڑا جمع کیا اور ملون سے جہاز مین سوار ہوا اور گو اسکے ۸۵ امیل پر دولتمند شہر باسی لور مین اترا اور گوکرن مین چار ہزار آدمیون کے ساتھ جہاز مین سوار ہوکر آگیا۔ اب تحقیق ہو گیا تھا کہ وہ اپنے دار الحکومت مین نہین ہے۔ اسنے بڑے کا بڑا حصہ دور کیا اور ہمبایہ مین ایک مندر مین پوجا کرنے گیا اسنے اپنی سپاہ کو فوجون مین تقسیم کیا اور کل ملک پر تاخت و تاراج کی اور تجارت کے بڑے دولتمند شہرون سے خوب لوٹ ہاتھ لگی۔ یہ لوٹ مار کر کے وہ الٹا راے گڈھ کو چلا آیا۔

اس سفر مین ایسی تیز ہوا چلی کہ سیواجی کا جہاز ساحل سے دور ہو گیا اور شمال مغربی ہوا نے اسکو بہت دنون تک رجعت نہ کرنے دی اس سے اسکو یہ وہم ہوا کہ سمندر مین ہندؤن کو سوار ہونا مذہباً منع ہے اس لئے یہ آفت اسپر بھوائی کی کرودھ سے

آ ئی ہے اسلئے پھر وہ جہاز مین نہین سوار ہوا۔

بادشاہ کی طرف سے جہاراجہ جسونت سنگہ سیواجی کے استیصال کے لئے مقرر ہوا تھا اُسنے اسکی ولایت مین جاکر بعض قلعون کے محاصرہ مین قیام کیا اور ولایت کی تخریب اور قلعون کی تسخیر مین اُسنے بہت کوشش کی مگر اسکا اثر وہ نہ مرتب ہوا جو بادشاہ چاہتا تھا اور سیواجی کا کوئی بڑا قلعہ اُسنے نہ فتح کیا اور مہم کو طول اور امتداد ہوا۔ اسلئے بادشاہ نے ارادہ کیا کہ اسکو بلالے اور راجہ جیسنگہ کو چودہ ہزار سپاہ کے ساتھ سیواجی کی گوشمالی کے لئے روانہ کیا اور دلیرخان کو جو اُسکی بتوال مین تھا لکھا کہ راجہ سے ملے۔ انگریزی مورخ اس واقعہ کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ عالمگیر سیواجی کو حقارتاً موش کوہی کہا کرتا تھا اور بی بی چوہے سی کا ان کترواتی ہے جب اس چوہے کے پکڑنے پر اتنی دیر لگی تو اسکو اپنی عادت کی موافق افسرون پر شبہہ پیدا ہوا۔ خود دکن جا نہین سکتا تھا۔ سلطنت کو غصب کیا تھا باشندہ تھا اسلئے اُسنے اپنی سپاہ کثیر دو سپہ سالارون کو روانہ کیا جنمین سے ایک راجپوت راجہ جیسنگہ اور دوسرا افغان دلیرخان تھے یہ دونو پہلے داراشکوہ کے طرفدار ہوکر اورنگ زیب سے لڑ چکے تھے اسلئے وہ انکا پورا اعتبار نہین کرتا تھا اسلئے ان دونون کو بہت دور دکن مین بھیجا۔ جہان بادشاہ کے جاننے والے بہت اور ان دونو کے واقف کار کم تھے۔ یون دلیرخان کی قوم کے افغان بادشاہ کے بہت ملازم تھے اسکے بہکانے سے ان کے بگڑنے کا بھی خوف کم ہوگیا اس بیان کی صداقت پر مسلمانون کی تاریخین شہادت نہین دیتین ---

واقعات سال ہشتم سنہ ۱۰۷۵ھ

غرہ شوال کو سال ہشتم جلوس کا جشن ہوا اور ۱۱ شوال کو وزن قمری ۴۸ سال عمر کا انچاسواں سال شروع ہوا۔

۱۹ ربیع الثانی سال گذشتہ کو سیواجی کی فتنہ کے دفع کرنے کے لئے راجہ جیسنگہ

حاشیہ: ۱ - یعنی پہاڑی چوہا اور یہ لقب سیواجی کا تھا

مقرر ہوا تھا وہ بہ شعبان سال گذشتہ کو اورنگ آباد میں شاہزادہ محمد معظم کی خدمت
میں آیا اور شاہزادہ سے رخصت ہو کر ۲۰ رکو پونہ میں آیا جہاں مہاراجہ
جسونت سنگھ مقیم تھا وہ بادشاہ کے حکم سے بادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوا۔
راجہ جیسنگھ نے یہاں ٹھہر کر افغانوں کا یہ انتظام کیا کہ قطب الدین خان کو سات ہزار
سواروں کے ساتھ جنیر بھیجا کہ وہاں دشمن کی خبر رکھے اور قلعہ لوہ گڈھ کے روبرو
تھانہ بٹھا کے تین ہزار سوار وہاں مقرر کرے اور قلعہ مار درگ کے روبرو ایک اور
تھانہ مقرر کرے اور وہاں شائستہ فوج متعین کرے اور باقی لشکر کے ساتھ
ان حدود میں سوار ہو کر خبرداری اور ہوشیاری کرے۔ اول راجہ نے قلعہ پورندھر اور
رودمال (ردرمحل) کی فتح کا ارادہ کیا۔ ۷ رمضان کو وہ سالور کی طرف گیا جسکے قریب
دونو قلعے پہاڑ پہ تھے موضع پونی میں تھانہ قائم کیا اور راجا او رجسونت رائے کو تین سو
سواروں اور تین سو بندوقچی پیادوں کے ساتھ تھانہ دار مقرر کیا۔ غرض راجہ
نے تمام کو کلیوں کو جابجا ملک کی تاخت و قلعوں کی تسخیر کے لئے رخصت کیا اور
خود قلعہ پورندھر و رودمال کے مفتوح کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ یہ نظام الملک کے
مشہور قلعے حاکم نشین تھے اور دونو متصل تھے اور دلیر خان کو مقدمۃ الجیش کیا۔
دشمن کی سپاہ اطراف سے جہاں نمودار ہوتی وہاں دلیر خان لڑتا ہوا آگے
جاتا تھا دشمن اس سے جنگ بگریز او ستیز با فرار کرتے وہ انکے بہت آدمیوں کو
مارتا اور عیال کو اسیر کرتا اور مال کو لوٹتا۔ اس طرح مارتا دھاڑتا دونو قلعوں سے ایسے
فاصلہ پر آیا کہ وہاں سے گولہ قلعہ میں پہنچ سکتا تھا اور دونو قلعوں کے محاصرہ میں مشغول ہوا
دونو قلعوں کے قلعہ نشین جمع ہو کر قلعہ داری کی شرط بجالائے اور توپ و بان و آلات
آتشبازی خوب چلائے۔ راجہ کے آنے سے چند روز پہلے افغان ناگاہ دیورش کے لئے
کمرگاہ قلعہ میں پہنچا اور دونو پہاڑوں کے نیچے کی باڑی میں آگ لگا دی اور تاخت و تاراج
کیا۔ دشمنوں نے بھی قلعہ سے نکل کر مورچالوں پر حملہ کرنے میں اور کوہ کے اوپر توپ

مارنے اور پتھر اور اقسام آتشبازی کے پھینکنے مین کوتاہی نہین کی۔ راجہ جئےسنگھ بھی
مع اپنے بیٹے کیرت سنگھ کے آن پہنچا اور محاصرہ کی طرف سے پے در پے یورشین کین اور اطراف
کو تاخت و تاراج کیا اگر انکی تفصیل کی جاوے تو تطویل ہو محصورون پر عرصہ تنگ ہوا لشکر
شاہی باوجودیکہ اسپر سامنے سے توپ تفنگ ارتے اور آتشباز حقے اسپر پڑتے تھے۔ مگر وہ
اپنے مورچالون کو آگے بڑھاتا چلا جاتا تھا جب ایک طرف کا برج باروت سے اڑایا تو بنائے
کوہ قلعہ نشینون مین تزلزل پیدا ہوا قلعہ کشا بہادرون نے حملہ کیا اور کوہ کے اوپر چڑھ آئے
محصورون نے جان کی امان کا پیام دیا راجہ نے اسنے عہد کیا کہ جان کو ضرر نہین پہنچایا جائیگا
دو قلعون کے قلعہ دار دلیر خان سے ملاقی ہوئے اسنے انکو خلعت دیا۔ دلیر خان نے دونو قلعدار
راجہ پاس بھیجدیے۔ راجہ نے ان سب کے ہتھیار لیکر رخصت کیا اور قلعون کو پادشاہی تصرف
مین کرلیا۔ اس تردد اور یورش مین اسی سوار اور ایک جماعت پیادون اور عملہ قلعہ گیری کی
کام مین آئی۔ اور سو سے زیادہ آدمی زخمی ہوئے۔ یہ تو خافی خان کا بیان ہے۔ عالمگیرنامہ مین
ہر ایک امر کو بہت تفصیل سے لکھا ہے اسسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک برج کے اڑنے سے قلعہ
رودرمال کا قبضہ مین آیا۔ مگر قلعہ پورندھر پر قبضہ نہین ہوا۔ کرنیل ڈف صاحب
اپنی تاریخ مرہٹہ مین لکھتے ہین کہ کوہ پورندھر کا سب سے بلند مقام ستر سو فیٹ بلند نیچے کے سطح
سے تھا اسپر دو قلعہ تھے ایک بالا دوسرا پائین جو پہاڑ کی چوٹی سے مین سو سے چار سو فیٹ
تک نیچے واقع تھے۔ اس قلعہ مین راجے پرودیس پانڈے سے مہر حوالدار تھا اور بادلی
قلعہ کے اندر تھے وہ دشمن کی پیش قدمی کے روکنے کے واسطے ہر مقام پر خوب لڑا مگر
دلیر خان نے ایک برج اڑا کر قلعہ پائین لے لیا محصورین نے اکثر قلعہ سے باہر آنکر حملے کیے اور
مکرر نقب زنون کو بھگایا۔ مگر وہ آخر کو اپنی پناہ گاہ مین مقیم ہو گئے اور انہون نے برج اڑا کر
نیچے کا قلعہ لے لیا اور اسکے محصورین اوپر کے قلعہ مین جاتے تھے کہ لشکر شاہی نیچے کے قلعہ مین جا
گھرون کی لوٹ مین پڑا۔ اوپر کے قلعہ والون نے انپر آگ برسا کر بھون دیا۔ کچھ اپنے
کونون مین چھپے۔ کچھ باہر جا کر اپنی پناہ گاہ مین گئے۔ اس وقت بادلی اپنے سردار کو لیکر

شمشیر برہنہ مغلوں پر حملہ آور ہوئے اور انکو مارا اور پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔
دلیر خان ہاتھی پر بیٹھا ہوا اپنے آدمیوں کو دیکھ رہا تھا کہ کس طرح قدم بڑھاتے چلے جاتے
ہیں۔ جب اسنے اپنے آدمیوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو اُسنے اپنی کمان کو خمیدہ کر کے
پٹھانوں کے ایک گروہ کو اپنے پاس بلایا اور آگے بڑھنے کا حکم دیا اور بھگوڑوں کو
للکارا اور اپنا ہاتھی آگے بڑھایا مخصوصین مرہٹوں کی طرح فتحیابی سے مغرور ہو کر
دلیر خان کے آدمیوں کے قریب آ گئے اور سخت کوشش افغان بھی مادلیوں کی تلوار کے
چکر لائے۔ مگر دلیر خان نے انکے سردار کو اپنے تیر کا نشانہ بنا کر مار ڈالا۔ سردار کے مرنے
ہی سارے مرہٹے ایسے بھاگے کہ اُنہوں نے قلعہ بالا پر جا کر دم لیا۔ لشکر شاہی نے نیچے کا
قلعہ پھر لے لیا مگر اوپر کے قلعہ کی آتش فشانی سے مجبور ہو کر پھر اُسے چھوڑ دیا دلیر خان
نے یہ ناکامی دیکھ کر جانا کہ شمالی طرف پر فتحیابی نہیں ہو سکتی تو اس نے جرگدہ (رودر مول) پر
جو ایک چھوٹا سا قلعہ پورندھر کے شمال مشرقی گوشہ میں تھا اور اُسکے بڑے حصہ پر مشرف
تھا۔ فتح کر لیا اور اس میں توپ خانہ اوپر کے قلعہ کے توڑنے کے لئے لگا دیا مگر مینہ برسنے
لگا۔ اسلئے یہ کام ٹھنڈا ہو گیا۔ لشکر شاہی کا توپ خانہ بڑا خراب تھا گو اُسنے برابر آگ
برسائی۔ مگر قلعہ پر اسکا اثر کچھ نہ ہوا محصورین ایسے تنگ ہوئے کہ انہوں نے سیواجی کو اطلاع
دی کہ اب ہم قلعہ میں نہیں ٹھیر سکتے۔ انہوں نے قلعہ خالی کر دیا ہوتا اگر سیواجی انکو یہ نہیں لکھتا
کہ وہ جب تک قلعہ کی حفاظت میں کوشش کریں کہ انکو وہ چلے آنے کے لئے لکھے۔ مین
خافی خان لکھتا ہے کہ ان دو قلعوں کی تسخیر کے بعد سات ہزار سوار بسرداری داؤد خان
اور مہاراجہ رائے سنگھ وغیرہ ولایت سیوا کی آباد ملک کی تاخت و تاراج کے لئے بھیجی گئی
سیواجی نے یہ ملک غصب کیا تھا۔ دو نو طرف سے بڑی کوششیں ہوئیں پانچ مہینے تک لشکر
شاہی کو مقابلہ و محاربہ کا فرکشی سے آرام نہ ملا۔ یہانتک کہ سیولوپور میں جو سیواجی کا آباد
کیا ہوا ہے اور قلعہ کستدانہ۔ وکنوار گدھ میں اسنے آبادی کا نشان نہ چھوڑا مواشی
بیشمار ہاتھ آئے۔ مرہٹوں کی ناگہان تاختوں اور غارتیں ستمبر دیوں اور تاریک راتوں

شب خون سے اور سر راہ دشوار گذار راہون کے بند کرنے سے اور جنگلون کے جلانے سے جمنون دہشت
بھر بیٹھے ہوئے تھے لشکر اسلام کی راہ تردد بند ہوئی اور لشکر بادشاہی کے آدمی اور چوپایہ بہت
تلف ہوئے۔ آخر کار دشمن شمار سے زیادہ مارے گئے اور مرہٹون نے راہ فرار اختیار کی لشکر
شاہی نے متعدد باقی قلعے مفتوح کئے پھر قلعہ راج گڈھ پر جو سیواجی کا دار الحکومت تھا اور
کنڈانہ جس مین اسکے اور قبیلے اور خویش تھے محاربہ محاصرہ کی نوبت آئی۔ بہادران
قلعہ کشا نے محصورین کو تنگ کیا اور ان کے بھاگنے کی راہ کو سب طرفون سے ایسا بند کیا
کہ ہر چند انہون نے چاہا کہ کوئی جگہ بنا کے قبائل کو یہان سے نکال کر کسی دشوار گذار مکان
مین لیجائین اور لشکر شاہی کو انکے تعاقب مین سرگردان کرین مگر یہ نہ کرسکے سیواجی نے
جانا کہ اس مستقر الریاست کے ملجا وماوا کے فتح ہونے کے بعد تمام مال قبیلہ و عیال
اسکے پامال ہونگے اسلئے اسنے چند نفر زبان فہم راجہ کے پاس بھیجا اور عفو تقصیرات و بعض باقی ماندہ
قلعون کے سپرد کرنے کی اور راجہ سے ملاقات کرنے کی درخواست کی راجہ نے اسکی عیاری
اور مکاری پر نظر کرکے اغماض کیا اور یورش کے لئے پہلے سے زیادہ تاکید کی پھر خبر آئی کہ
سیوا قلعہ سے نیچے جریدہ آیا اور معتمد برہمن اسکے آئے۔ انہون نے شدید قسمین کھائین اور
نہایت عجز وزاری کی۔ راجہ نے ان شرائط پر صلح کو منظور کیا کہ جان آبرو کی امان
اس شرط سے دیجائیگی کہ وہ حضور شاہی مین جاوے اور اطاعت و نوکری اس عہدہ پر
اختیار کرے کہ اسکو عمدہ منصب پاجاوے۔ اسکو ملاقات کے لئے آنیکا حکم دیا جب معلوم ہوا
کہ سیواجی کمال عجز سے قریب آگیا ہے تو راجہ نے منشی اسکے استقبال کے لئے بھیجا
اور مسلح راجپوت ساتھ کئے اور تاکید کی کہ اس مکار کے غدر سے خبردار رہین۔ اور
اسکو پیغام دیا کہ اگر وہ صدق دل سے حلقہ اطاعت کان مین ڈالیگا اور فدویت کا
غاشیہ کندھے پر رکھیگا اور قلعہ سپرد کریگا اور احکام حضور کی قبول مین سرافگندہ
ہوگا تو بادشاہ اسکی التماس کو قبول کریگا ورنہ اب بھی اسکو اجازت دیجاتی ہے
کہ اپنے مکان مین جاکر خاطر خواہ مہلت لیکر سرانجام جنگ مین مصروف ہو۔ اس

باب مین وہ اپنے تئین مختار جانے اس پیغام کے پہنچنے کے بعد اُسنے انکسار و نیاز سے کہا
کہ مین یہ جانتا ہون کہ اطاعت و عبودیت مین جان بخشی و امان عرض و ناموس ہے۔
پھر راجہ نے اپنے عمدہ آدمی اسکے پاس بھیجکر اسکو اعزاز کے ساتھ اپنے پاس بلایا۔ راجہ کے پاس جس
سیواجی آیا تو اُسے گلے لگایا اور اپنے پاس بٹھایا سیواجی نے خجالت کے ساتھ دست بستہ
ہوکر کہا کہ مین بطریق ذلیل مجرم بندون کی طرح اس درگاہ مین آیا ہون اب جو آپکی
راے ہو وہی راے ہے خواہ بخشو خواہ مارو اور التماس کیا کہ بڑے بڑے نامی قلعون
کو ولایت کونکن کے ساتھ بندہاے پادشاہی کے حوالہ کرتا ہون اور اپنے بیٹے کو حضور
کی خدمت کے لئے بندہاے جان نثار کے جرگہ مین دیتا ہون اور خود امیدوار ہون
کہ ایک سال کی مہلت ملے بادشاہ کی قدمبوسی کے بعد بندہاے مطلق العنان کے
دستور کے موافق جو اپنی اقطاع و صوبجات مین رہ کر خدمت کرتے ہین مع اپنے
قبیلہ و عیال کے ایک دو چھوٹے قلعون مین رہونگا اور جس وقت اور جس جگہ کسی
پادشاہی عمدہ کار کے لئے حکم ہوگا۔ جان و مال سے حاضر ہونگا اور طریقہ جانفشانی
کی تقدیم کرونگا۔ راجہ نے اسکی تسلی کرکے دلیر خان پاس بھیجا اور محاصرہ سے سپاہ کے
اُٹھا لینے کا حکم دیا۔ سات ہزار مرد و زن و اطفال قلعبند ہوئے تھے جنکو امن
دیا گیا اور وہ قلعہ سے باہر آگئے۔ توپخانہ مع ذخیرہ و اسلحہ اور وہ چیزین کہ قلعہ کے
آدمی اپنے ساتھ نہ لیجاسکے سرکار مین ضبط ہوئی۔ اور قلعہ مین لشکر شاہی آیا۔ دلیر خان
نے سیواجی کو شمشیر جمدھر مرصع و دو اسپ عربی مع ساز طلا اپنی طرف سے تواضع
کئے اور اسکو راجہ کے پاس لایا۔ اسکا ہاتھ پکڑکر راجہ کے حوالہ کیا راجہ نے بھی اسکو خلعت
و اسپ و جیغہ و فیل عطا کیا اور ازسرنو جان و آبرو کی امان کے عہد سے اسکا اطمینان
خاطر کیا سیواجی نے بخیتہ کاری سے ایک ساعت شمشیر باندھ کر پھر کھول ڈالی اور کہا کہ
مین بے سلاح کمربستہ ہوکر خدمت کرونگا۔ مدت سے سیواجی کے گرویدہ اور رجوع
لانے کا مذکور تھا راجہ نے حضور کو لکھا اور عفو تقصیرات کا فرمان طلب کیا۔ وہ

فرمان کا منتظر تھا کہ اتفاقات سے اسی روز گرز بردار مع فرمان اور خلعت بادشاہ
کے پاس لے آئے۔ راجہ سیواجی کو استقبال و تسلیمات کے آداب بجالانے کے لئے ارشاد ہوا۔
سیواجی نے اسکے مطابق عمل کیا۔ تین کروہ پیادہ پا استقبال کیلئے دوڑا اور تقدیم
آداب میں کوشش کی۔ جان بخشی کے فرمان و خطا بخشی کے خلعت پر بڑا فخر کیا۔
بادشاہی عنایات و فضل کے سرور سے جامہ میں پھولا نہ سمایا قیل و قال عذر تیئیس
قلعون کے سپرد کرنے کی باب میں یہ قرار پایا کہ کل تیئیس قلعون میں جنپر اسکا تصرف تھا
قلعون کی کنجیاں جو سابق و حال میں مفتوح ہوئے تھے۔ مع جمع محصول دس لاکھ ہن
(چالیس لاکھ روپیہ) کے بادشاہی آدمیون کو حوالہ کرے اور بارہ چھوٹے قلعے کم حاصل اپنے
آدمیون کے تصرف میں رکھے اسکا آٹھ برس کا بیٹا تھا جسکے نام منصب پنجہزاری کا حضور سے
عطا ہوا تھا افواج شائستہ کے ساتھ جبتک حضور میں روانہ ہو راجہ کی خدمت کرے اور خود
سیواجی مع اپنے عیال کے ان پہاڑون میں اپنے ملک پامال شدہ کی آبادی میں مشغول ہو
اور جسوقت کسی کاروبار بادشاہی کے لئے طلب ہو تو حاضر ہو۔ رخصت کے وقت پھر سیواجی کو
خلعت و اسپ و جیغہ و شمشیر و فیل دیا گیا اور ہتھیار باندھنے کی تکلیف دی۔ اسکے بیٹے کو
پنجہزاری منصب کی تسلیمات کے لئے حکم دیا گیا۔
گرینٹ ڈف نے قلعہ پورندھر کے محاصرہ کی نسبت جو لکھا ہے وہ ہمنے اوپر لکھا ہے۔ اب باقی حالات
جو اس واقعہ کے لکھے ہیں ہم آگے لکھتے ہیں۔
جب جیسنگھ اورنگ آباد میں آیا ہے تو سیواجی ساحل سے راے گڈھ میں آیا اور اُسنے اول دفعہ
اپنے تمام اراکین کو مشورہ کے لئے جمع کیا۔ نیتاجی پالکر جسکا فرض یہ تھا کہ وہ دشمنون کی حرکات
کو دیکھتا رہتا وہ اپنے سوارون کے ساتھ دور چلا گیا سیواجی نے گو اُسکو معزول کرنا مصلحت
ملکی کے خلاف جانا مگر اسکی اس خطا کو کبھی معاف نہیں کیا۔ منوچی سے کیپٹ نقل کرتا ہے کہ
(نیتاجی کو رشوت دی گئی تھی) یہ امر نہ مرہٹون کی نہ مسلمانون کی تاریخ میں لکھا ہے
دشمن کی سپاہ جو تعاقب میں آئی اسکے دفع کرنے میں کار توجی نے چستی و چالاکی کھائی

مگر کسی خاص فتحیابی مین نہین ہیں اُس نے دشمن کی سپاہ کبھی کو کئی دفعہ دانشمندی سے ہزیمت دی۔ راجہ جیسنگہ کی بڑی ناموری نے اور اسکی سپاہ کی شوکت و قوت نے اور اسکے ہمراہیون کی جراٗت نے سیواجی کے دل مین ہیبت پیدا کی۔ دیبی بھوانی نے بھی اُسکو ڈرایا کہ وہ اس راجپوت راجہ سے لڑنے مین کامیاب نہین ہوگا۔ اس وہم نے بھی اُسکو ستایا۔ گو ان تولون سے اسکا دل بالکل نہین بیٹھ گیا۔

ابتدا سے سیواجی راجہ جیسنگہ پاس اپنی پیغام سلام بھیجتا اور راجہ اسکی اطمینان خاطر کرتا تھا مگر وہ اپنے دشمن کی خصائل سے خوب واقف تھا اسلئے وہ اپنی لشکر کی تیاری مین تساہل نہین کرتا تھا۔ سیواجی نے اپنی پہلی تدابیر پر عود کیا کہ شاہی اطاعت و خدمت کیجیے اور جو ملک حاصل کیا ہے اس مین سے کچھ لے لیجیے۔ اس خیال سے اُسنے رگھوناتھ پنت اور نیائے شاستری کو جے سنگہ پاس بھیجا جسنے انکی باتون کو سُنا اور جواب دیا۔ اور سیواجی کی عرضون کو مان لیا۔ مگر اسکو سیواجی کا اعتبار جبتک نہ ہوا کہ رگھوناتھ پنت نے راجہ کو یقین دلادیا کہ اس معاملہ مین سیواجی کا کوئی فریب نہین ہے۔ جیسنگہ نے کہا کہ سیواجی راجپوت کی بات کو پتھر کی لکیر سمجھکر اپنا اطمینان خاطر رکھے کہ بادشاہ فقط اسکی تقصیر ہی نہین معاف کریگا بلکہ اسپر عنایات کریگا۔ جب مصالحت کی یہ گفتگو ہو رہی تھی تو سیواجی راے گڈھ سے پرتاب گڈھ کو گیا اور یہان سے جولی معلوم نہین کہ کیون گیا۔ مگر ظاہر اسطرح جانے مین اپنی راہ کو اپنی سپاہ سے چھپایا۔ جولائی سنہ ۱۶۶۵ع مین تھوڑے آدمیون کے ساتھ پہاڑ سے اُترا اور سید ہے راجہ کے لشکرگاہ مین چلا گیا اور وہان اپنے تئین سیواجی ہونا ظاہر کیا۔ راجہ نے اپنا آدمی اسکے لانے کے لئے بھیجا۔ جب وہ نزدیک آیا تو اسکے استقبال کے لئے خیمہ سے باہر آیا۔ اور اندر لیجا کر اسکو گلے لگایا اور پاس بٹھایا۔ رگھوناتھ پنت نے جو باتین کہلا بھیجوائی تھین اُن پر اُسکو اطمینان خاطر دلایا۔ سیواجی نے کچھ عجز و انکسار کی باتین بنائین۔ راجہ نے اُسکو اپنے قریب کے خیمون مین اُترنے کے لئے رخصت کیا۔

دوسرے روز سیواجی دلیر خان سے ملنے گیا جو پورندھر کے محاصرہ مین لگ رہا تھا۔ اور

مصالحت مین وہ رازدار نہ تھا اسلئے وہ خفا ہو رہا تھا اُسنے دھمکایا کہ جب تک مین پورندھر کا پیچھا نہین چھوڑونگا کہ اُسکے ایک ایک آدمی کو نہ مار لونگا۔ مگر یہ خالی دھمکی ہی دھمکی تھی سیواجی نے خود قلعہ کی کنجیان اُسکو حوالہ کین اور کہا کہ میرے قلعے اور ملک آپ ہی کے ہین۔ مین تقصیر کی معافی چاہتا ہون۔ تجربہ نے مجھے بتلا دیا کہ ایسی سپاہ سے لڑنا بیوقوفی ہے کہ جسکے سپاہیون سے اورنگزیب کو فخر ہو۔ مجھے امید ہے کہ مین پادشاہی ملازمون مین داخل ہونگا۔

جب سیواجی لشکر شاہی مین آیا تو لڑائی موقوف ہوئی اور کئی دفعہ صلاح و مشورہ ہوکر ان شرائط پر صلح ہوگئی بشرطیکہ پادشاہ انکو منظور کرے جے سنگھ اسکا ضامن تھا جسکے بغیر سیواجی اپنے تئین لشکر شاہی مین امن نہین جانتا تھا۔ اوّل دفعہ یہ تھی کہ سیواجی نے جو قلعے یا ملک پادشاہی تسخیر کیے تھے انکو وہ چھوڑتا ہے۔ ۳۲ قلعے جو ملک نظام شاہی مین اُسنے فتح کیے تھے۔ یا خود بنائے تھے انمین سے بیس جے سنگھ کو حوالہ کیے جنمین پورندھر اور سنگھ گڑھ بھی تھے اور جو ملک ان قلعون سے متعلق تھے وہ بھی حوالہ کیا بارہ قلعے جو اُسنے اپنے پاس رکھے انکے نام یہ ہین (۱) راجگڈھ (۲) تورنا (۳) راے ری (راے گڈھ) (۴) کنگاہ (۵) جہرگڈھ (۶) بالاگڈھ (۷) گوسالہ (۸) ایسواری (۹) پالی (۱۰) بھورپ (۱۱) کنواری (۱۲) اودے درگ۔ ان قلعون کے ملک کی جمع سالانہ ایک لاکھ ہن تھی اور باقی اور ملک جو اسکی جاگیر مین پادشاہ کی طرف سے دیا گیا اس پاس تھا۔ دوم دفعہ اسکے آٹھ برس کے بیٹے سنبھاجی کو منصب پنجہزاری ملا۔ شرائط صلح مین ایک بڑی بات جو سیواجی نے چاہی وہ یہ تھی کہ بیجاپور کے ممالک مقبوضہ سے کچھ خراج وصول کرے۔ غالباً اس کی یہ درخواست اس سبب سے تھی کہ وہ ملک نظام شاہی مین وراثت کا ادعا کرتا تھا اور پادشاہ کو جو کچھ ملک اُسنے دیا تھا اُس کا معاوضہ چاہتا تھا۔

گھاٹ پر بعض اضلاع تھے انکی مالگذاری پر چوتھ یعنی چوتھائی حصہ اور سردیس
یعنی دسوان حصہ وہ خود حاصل کرنا چاہتا تھا اور اسکا اسکو ایسا شوق تھا کہ
اسکے ملجانے پر وہ راضی تھا کہ تین لاکھ روپیہ سالانہ قسط کے حساب سے
چالیس لاکھ روپیہ بطور پیشکش کے ادا کرے - مگر عالمگیر نے یہ شرط منظور نہین کی باقی
شرائط صلح کی منظوری کا فرمان بھیجدیا -

عالمگیر نامہ مین مقبوضہ ۲۳ قلعون کے نام یہ لکھے ہین (۱) پورندھر (۲) رودرمال
(رودر محل) (۳) کندانہ (۴) کھنڈاکلہ (۵) لوہ گڈھ (۶) ایسا گڈھ (۷)
تنکی (۸) تکونہ (۹) روہیڑہ (۱۰) ناردرگ (۱۱) ماہولی (۱۲) بھنداردرگ
(۱۳) پلس کھول (۱۴) روپ گڈھ (۱۵) بکٹ گڈھ (۱۶) مورچن (۱۷) مانک گڈھ
(۱۸) سروپ گڈھ (۱۹) ساکر گڈھ (۲۰) ذوک گڈھ (۲۱) انکولہ (۲۲)
سون گڈھ (۲۳) مان گڈھ - ۱۹ ذی الحجہ کو قلعہ پورندھر کی فتح ہونے کی اور
سیواجی کے آنے کی کیفیت مہاراجہ جے سنگہ کی عرضداشت سے بادشاہ کو
معلوم ہوئی تو اُسنے شادیانے بجوائے اور راجہ کو خلعت خاص شمشیر خاصہ و جاہ
منصب سے سرافراز کیا اور اور امرا کو ۔ جو اس مہم مین شریک تھے نہال کردیا —

شاہجہان کی علالت کے وقت اورنگزیب علی عادلشاہ کے درمیان
جو معاملہ ہوا تھا وہ یاد ہوگا کہ علی عادل شاہ نے ایک کرور روپیہ پیشکش
ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا جب اورنگزیب دکن سے چلا آیا - داراشکوہ و
شجاع کے ساتھ لڑائیون مین مصروف ہوا تو والی بیجاپور نے پیشکش کے
بھیجنے مین تعلل و تاخیر کی اور ایک مدت لیت و لعل و لطائف الحیل و معذرتون
مین گذاری - جب فرمان شاہی ادا پیشکش کی تاکید مین جاتا تو بیجا بہانے
اور ناروا عذر بناتا - باوجودیکہ حکام ماضیہ کے اندوختے جمع تھے لیکن وہ
اپنی ناداری بناتا اور شرمساری دکھاتا - باوجود ان تقصیرات کے

جب سیواجی نے اسیر غلبہ و استیلا پایا اور اسنے بعض قلعون کو تنگ کیا۔ جو اسکے قریب الجوار تھے۔ قریب تھا کہ وہ عظیم الشان قلعہ پنالہ کو فتح کر لیتا تو متواتر عادل خان نے عرائض بھیجین کہ سیواجی کا کسی طرح تسلط رفع ہو۔ اور مین اب پہلے اور حال کی پیش کش بھیجتا ہون بادشاہ نے سیواجی کو فرمان بھیجا جسمین بہت کچھ اسکو دھمکایا اور افواج دکن کو لکھ بھیجا کہ سیواجی کی تنبیہ و تادیب مین مصروف ہو سیواجی افواج شاہی کے مدافعت مین اور اپنی قلعون اور ولایت کی محنت مین مصروف ہوا۔ عادلخان اسکے شر سے محفوظ ہو گیا۔ لشکر شاہی کے سردارون کی سوء تدابیر سے اور کچھ اور موجبات و اسباب سے اس مہم مین امتداد ہوا۔ اور کچھ گلچھڑیان اس مین پڑ گئین۔ جب سیواجی اور زیادہ خیرہ ہو گیا تو بادشاہ نے عادلخان کو فرمان لکھا کہ وہ اپنی فوج سیواجی کے دفعیہ کرنے کے لئے تعین کرے ایک طرف سے لشکر شاہی اسکے استیصال و دفع مین کوشش کرے اور دوسری طرف سے لشکر بیجاپور اسکا قلع و قمع کرے عادل خان نے بادشاہ کے حکم سے سیواجی کی حد مین کچھ لشکر تعین کیا جس سے ظاہر مین یہ معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ کی اطاعت کرتا ہے لیکن حقیقت مین وہ سمجھتا تھا کہ سیواجی کے فساد کا مٹنا بالکل میری خرابی حال کا مقدمہ بنے گا۔ وہ یہ بہتر جانتا تھا کہ لشکر شاہی اور اہل بیجاپور کے درمیان سیواجی حائل رہی۔ اسلئے اس نے اپنی مصلحت کار کے لئے اسکے ساتھ یکدلی و موافقت کے نامہ پیام و عہود و مواثیق شروع کئے اور اسکے ساتھ متفق و ہمداستان ہوا اسکی امداد مین کوشش کی اور اقطاعات حوالہ کئے نقود اور مایحتاج بھیجے اور قطب الملک والی گولکنڈہ کو اسکی مدد و کمک کے لئے آمادہ کیا کہ اسکو روپیہ بھیجے۔ اور باوجود ان کامون بادشاہ کو بھی عرائض بھیجتا اور اپنے صدق عقیدت و رسوخ ارادت ظاہر کرتا۔

بادشاہ کو جب یہ سارا حال معلوم ہوا تو اسنے راجہ جیسنگہ کو حکم بھیجدیا کہ اب سیواجی کی مہم سے تم کو فراغت ہوئی سیواجی سے جو تم کو قلعے اور ولایتین ہاتھ آئین ہین انکا بندوبست کر کے بیجاپور کی ولایت کی تاخت و تاراج کرو اور بیجاپور کے پیچھے

جا کر اسکا محاصرہ کرو - اور جو کچھ اس کے ملک سے ہاتھ آئے اُسے لے لو - کہ عادل خان خواب
غفلت سے بیدار ہو -

جب بادشاہ نے راجہ جیسنگہ پاس یہ فرمان بھیجا تو بادشاہ کو جشن وزن شمسی
پنجہم و ہشتاد سال کے دن معلوم ہوا کہ عادل خان اپنی سوابق جرائم و تقصیرات
کو دیکھ کر خواب غفلت سے بیدار ہوا - اور لشکر کے متعین ہونے سے اسکے دل مین
خوف پیدا ہوا تو - ملا احمد نائیہ کو اپنے اصلاح کار و مراسم ندامت و اعتذار و تجدید
مراتب تحمل و قرار کے لئے راجہ جیسنگہ پاس بھیجا - یہ ملا عربستان کے شرفا و نوآمدین
سے تھا - وہ فضیلت و استعداد کے کمال سے آراستہ تھا - بحسب ظاہر تو سفارت
کے لئے عادل شاہ کے پاس سے آیا تھا اور اصل مین اسکا ارادہ بادشاہ کے پاس
جانے کا تھا اور اسکی نوازش و فضل و کرم کا امیدوار تھا - راجہ جیسنگہ نے جب بادشاہ
کو اُسکے آنے کا اور اسکے ارادہ کا حال لکھا تو بادشاہ نے اسکو منصب شش ہزاری
شش ہزار سوار سے سرافراز کیا اور اپنے پاس بلایا اور راجہ کو خفیہ کہلا بھیجا کہ جب
وہ حضور مین آئیگا تو سعد اللہ خان کا خطاب پائیگا اور فراخور استعداد عمدہ خدمت
پر سرافراز ہوگا لیکن وہ بادشاہ پاس نہین پہنچنے پایا تھا کہ احمد نگر کی راہ ہی مین ہی سفر
آخرت پیش آیا - بادشاہ نے اسکے بیٹے اسد اللہ کو بلایا اور جب وہ آیا تو منصب ہزاری و
پانصدی و خطاب اکرام خان سے سرافراز کیا -

مرزبان تبت ولدن نمجل سرکشون کے گروہ مین تھا اور کشمیر کے صوبہ دار سے رجوع
نہین کرتا تھا اور بادشاہ کا سکہ و خطبہ جاری نہین کرتا تھا - بادشاہ نے سیف خان
حاکم کشمیر کو حکم صادر کیا کہ کسی معتمد فہمیدہ کار کی معرفت اس پاس پیغام نصیحت آمیز
بھیجے کہ وہ راہ ضلالت سے بازگشت کرے اور اطاعت قبول کرے اور خطبہ
سکہ شاہی جاری کرے اور مسجد اسلام بنائے اور کفر سے باز رہ کر شاہراہ
ہدایت پر آئے - اور اسکو بادشاہی عنایت کا امیدوار کرے اگر وہ یہ باتین مانے

تو اُسپر چڑھائی کرے اور اُسکے ملک کو پامال کرے اور اسی مضمون کا وعدہ و وعید
زیر فرمان دلدن مخل مرزبان کے نام صادر کیا سیف خان نے حکم اور فرمان
بھیجنے کے بعد محمد شفیع ملازم شاہی کو فرمان مذکور دیکر تبت روانہ کیا۔ مرزبان نے
اس فرمان کو سنکر اول تو فاسد فکر کیے لیکن آخر کو اپنی بہبود کار بادشاہ اسلام
حکم کی اطاعت مین جانی پہلے ہی جمعہ کو اہل شہر کو سواد تبت سے باہر جمع کیا۔
بادشاہ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر غازی کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور خطیب کی
سر پر سونے چاندی کے پھول نچھاور کیے اور خلعت فاخرہ دیا اور مسجد بنائی جسکا نقشہ
اور دو ہزار اشرفیوں اور نو ہزار روپیے تازہ سکہ عالمگیری کے نام کے اور اس ولایت کے
تحفے حضور مین بھیجے۔ عرضداشت مع نذر فرمان کے جواب مین کمال رسوخیت و عبودیت
ظاہر کرکے محمد شفیع کے ہاتھ روانہ کی اور محمد شفیع اور اسکی ہمراہیون کی خدمتگاری شائستہ کی
سرزمین تبت مین اکثر ویرانہ اور لاحاصل دشت ہین کہ کشت وکاد کے قابل نہین
اور انسے محصول کچھ نہین حاصل ہوتا لیکن طول مین سوائے بیجاپور کے کوئی صوبہ اسکو نہین پہنچتا۔
چار پانچ مہینے کی راہ ہے اور عرض اسکا بعض جگہہ پایاہ اور بعض جگہہ ڈیڑھ مہینے کی
راہ ہے اور ہندوستان مین اسکی وسعت کی برابر کوئی صوبہ نہین ہے لیکن محصول اس کا
اسقدر کم ہے کہ اور صوبونکے ایک بڑے پرگنے بلکہ محال کی برابر ہے اور کوئی مکان
لا منفع اسکی برابر نہ ہوگا۔ اسلئے کسی بادشاہ نے وہان خطبہ و سکہ جاری کرنے کا حکم
نہین کیا۔ ان دنون مین حکم کے بموجب شاہزادہ محمد معظم دکن سے آیا اور اپنا نونہال معز الدین
ہمراہ لایا۔ اسی سال مین شاہجہان کا بھی انتقال ہوا۔ جسکا بیان ظفرنامہ مین مفصل کیا گیا
ولایت رنگامتی جو عبارت ولایت ارا کان سے ہے بنگالہ کی سرحد سے متصل ہے
وہان ایک قوم مگھ رہتی ہے وہ فرصت و موقع دیکھ کر نوارہ اور توپخانہ اور جمعیت
کو ساتھ لیکر سرحد بنگالہ پر آتے جو مواضع انکے سر راہ پڑتے اُنکے رہنے والون اور رعایا
کو ستاتے۔ اگرچہ ان ندی اور دریاؤن کے کنارہ پر جنمین انکی آمد و رفت ہوتی تھی

سنہ ۱۰۷۶ ہجری ... فتح ولایت چاٹگام ... ارا کان

حفاظت کے واسطے قلعے اور تھانے بنا دیئے گئے تھے اور کام کے آدمی وہان مقرر کر دئے تھے۔
اور ہمیشہ دریاؤن پر نوارہ بادشاہی سیر کرتا تھا اور انکی دستبردی کی خبر رکھتا تھا
مگر انکو روئے آب پر حرب و پیکار مین کثرت مزاولت سے بڑا
ملکہ و مہارت ہی اور انکی جنگی کشتیان سامان توپخانہ و متانت و استحکام کے
اعتبار سے نوارہ بنگالہ پر مزیت رکھتی ہین۔ اُن کی راہ جسارت بالکل مسدود ہوئی تھی
جب انکو قابو ملتا تھا سواحل کی رعایا و رہنے والون پر وہ دست درازی کرتے۔ اور
اسکا مال اسباب لوٹ لیتے اور ہندو مسلمان زن و مرد کو قید کرکے لیجاتے اور بعض اوقات
ولایت شاہی مین آن کر بڑی خرابی مچاتے۔ چنانچہ ایک دفعہ وہ جہانگیر نگر مین بہت لوٹ مار
کرکے بہت آدمیون کو قید کرکے لے گئے تھے۔ جب عالمگیر کو معلوم ہوا کہ انکا نوارہ سرحد
بنگالہ پر آ گیا ہے تو اُسنے صوبہ بنگالہ کے سپہ دار شائستہ خان کو حکم بھیجا کہ وہ ایسے نئے
قلعے بنائے اور تھانہ بٹھائے کہ ولایت بادشاہی مین قوم مگھ کے آنے کی راہ بالکل مسدود
ہو جائے۔ اور بعد اسکے وہ ولایت رخنگ مین قلعہ چاٹگام کو فتح کرے وہ ملک رخنگ کی
فتح کی کنجی ہی۔ اُسپر تصرف کرنے سے ولایت بنگالہ پر انکی دست اندازی بند ہو جائیگی
سپہ دار بادشاہ کے حکم کی تعمیل کے لئے مستعد ہوا۔ تھانہ سنگرام گڈھ و پہلو و چاند پہ سے
پرے دریائے شور کے متصل تھانہ نوا کھالی تھا۔ وہان سے چاٹگام قریب تھا۔ ملک بادشاہی
مین مگھ کا نوارہ اسکے قریب ہو کر آتا تھا۔ اور وہان سے اس نوارہ کی کیفیت و کمیت ساری
نظر آتی تھی ابراہیم خان کی صوبہ داری کے عہد مین لشکر شاہی کی جماعت محافظت
کرتی تھی اسلئے امیر الامراء نے اس تھانہ کے استحکام کو مقدم جانا اوائل سفر مین اپنے نوکر
سعید افغان کو پانسو تیر انداز و تفنگچی پیادون کے ساتھ اسکی حراست کے لئے بھیجا تھانہ
سنگرام گڈھ جسکو اب عالمگیر نگر کہتے ہین اور وہان دریا جدا ہوتے ہین اور وہ مگھ کا گذرگاہ ہے
وہان محمد شریف فوجدار بندر ہگلی کو پانسو برق انداز و تیر اندازون اور ایک ہزار پیادون کے
ساتھ تھانہ دار مقرر کیا۔ اور چھوٹی بڑی بیس توپین بھیجدین اور محمد بیگ اباکش و ابو الحسن کو

نواره دیا کہ وہ باری باری سے سری پور مین دریا مین پھرا کرین۔ سری پور سے عالمگیر نگر تک ۲۴ کروہ کا فاصلہ ہے اسپر آل بنائی کہ برسات کے موسم مین آمد و رفت ہو سکے اور کومک اور آذوقہ کی راہ نہ بند ہو۔ سوندیپ کا زمیندار دلاور تھا وہ بظاہر بادشاہ کی اطاعت کرتا تھا اور در پردہ اپنی مصلحت کار کے لیئے قوم مگھ سے اتفاق رکھتا تھا اسکو ابو الحسن نے لکھا کہ وہ روے آب پر نوارہ کی سیر مین متفق ہو جاے۔ اُس نے وعدہ کیا کہ مین نوا کھالی مین عنقریب ملجاؤن گا۔ جب اُسنے وعدہ پورا نہین کیا تو وہ خود سوندیپ کا عازم ہوا۔ جب وہ اس سرزمین مین نہ آیا تو دلاور جنگ سے پیش آیا۔ ابو الحسن نے اُس کو مغلوب کیا تو وہ اس جزیرہ کے قلعہ مین محصور ہوا۔ لشکر شاہی نے قلعہ کو جبراً و قہراً لے لیا تو وہ جنگل مین جاکر چھپا اور اپنے متفرق آدمیون کو جمع کرکے سات آٹھ ہزار آدمیون کی جمعیت کے ساتھ ابو الحسن سے لڑا۔ دو زخم کھا کر جنگل مین بھاگا۔ بہت آدمی اسکے اور تھوڑے آدمی شاہی ضائع ہوئے اس اثنا مین خبر آئی کہ رخنگ کا نوارہ آیا ہے۔ ابو الحسن پاس اتنے آدمی نہ تھے کہ وہ اس نوارہ سے لڑنے کو جاتا اور جزیرہ کی حفاظت کیلئے چھوڑ جاتا۔ اس لیئے وہ سب اپنے آدمیون اور نوارہ کو لیکر لڑنے کے لیئے آیا رخنگ کی سپاہ نے جنگ مین مصلحت نہ دیکھی وہ اپنے نوارہ کو ایک طرف لے گئی۔ ابو الحسن بھی اپنی مصلحت دیکھ کر نوا کھالی مین آگیا۔ جب امیر الامراء کو اسکی خبر ہوئی تو اسنے ابن حسین داروغہ نوارہ اور اور امراء منصبداروں کو ایک ہزار پانسو آدمی توپخانہ کے اور چار سو سوار اپنے تابینون کے ابو الحسن کی کمک کے لیئے بھیجے اوسط جمادی الآخر مین ابو الحسن نے جاکر جزیرہ سوندیپ کو فتح کر لیا۔ اور دریا کے کنارہ پر جو قلعے مخالفون نے بنائے تھے۔ اُنپر قبضہ کر لیا۔ دلاور کے بہت آدمی مارے گئے اسکا بیٹا شریف زخمی ہو کر دستگیر ہوا۔ دلاور جنگل مین ایک اپنی پناہ گاہ مین چلا گیا اسکے آدمی جو لومڑیون کی طرح جنگل مین چھپے تھے۔ بادشاہی لشکر نے انکا شکار کیا اور دلاور کو مع اہل و عیال دستگیر کیا اور بانوے آدمی اسکے مرد و زن سوز زمیندار کے ساتھ امیر الامراء پاس بھیجدیئے جزیرہ کی حراست عبد الکریم برادر رشید خان کے سپرد کی۔ دو سو سوار اور ایک ہزار

ہزار پیادے بندوقچی مقرر کر دیئے چاٹ گام کی فتح کے لئے ان فرنگیون کی استمالت مقدمات
ضروری مین تھی جو وہان سکونت اور زمیندار رخنگ سے موافقت رکھتے تھے انکو
خطوط و عدون کے لکھے گئے اور ان فرنگیون کو دیئے گئے جو ولایت بنگالہ مین
رہتے تھے۔ کہ وہ اپنی تحریرون کے ساتھ چاٹگام کے فرنگیون پاس بھیجدین۔
اتفاقاً ان نوشتون مین سے چند کرام کبری کے ہاتھ پڑ گئے جسکو زمیندار
رخنگ نے سوندیپ لینے کے لئے بھیجا تھا اُسنے ان نوشتون کو زمیندار رخنگ
پاس بھیجدیا۔ اسلئیے وہ فرنگیون سے بے اعتماد ہو گیا۔ اسنے کرام کبری کو لکھا۔ کہ
اس فریق کو مع متعلقون کے چاٹگام سے رخنگ کو بھیجدے۔ فرنگیون کو جب اسکی اطلاع
ہوگئی تو وہ اہل رخنگ سے مخالفت و محاربہ پر تیار ہوئے اور انکی کشتیون کو
جلا کر مع اپنے کل اتباع اور کشتیون کے ولایت بنگالہ مین بادشاہی ملازمت کے
لئے آئے۔ ۱۲ رجمادی الآخرہ کو پچاس جلیہ فرنگی کہ توپ تفنگ اور تمام آلات جنگ
سے پُر تھے اور چاٹگام کے فرنگیون کا کل گروہ تھانہ نواکھالی مین داخل ہوا۔
فرہاد خان تھانہ دار بہلوہ نے انکے چند سردار امیر الامرا پاس بھجوائے باقی کو انکے
پاس رکھا۔ امیر الامرا نے انکی بڑی خاطر داری کی اور اسکو چاٹگام کی فتح کے لئے
تائید آسمانی سمجھا۔ امیر الامرا نے اپنے بیٹے بزرگ امید خان کو دو ہزار سوار اپنے تابینون
اور چند امرا منصبدارون کو اس مہم کے لئے مقرر کیا۔ اور ۲۷ ماہ مذکور کو
رخصت کیا۔ فرنگیان چاٹگام کا سرگروہ کپتان مور تھا وہ بھی اس مہم مین
شریک کیا گیا اور کمال لشر زمیندار سابق رخنگ جو آزردہ ہو کر بادشاہ کی اطاعت
مین آیا تھا۔ وہ بھی اپنے قوم کی سرگروہی کا امیدوار ہو کر اس مہم مین شریک ہوا
یہ سارے لشکر چلے دشمن سے ۲۲ رجب کو چاٹگام کے قریب لڑائی ہوئی۔
دوسری جانب مین بھی کچھ فرنگی آگئے تھے۔ بادشاہ کی طرف کپتان مور تھا
خلاصہ یہ ہے کہ خوب لڑائیان ہوئین طرفین کے آدمی مارے گئے اور ولایت

قلعہ چاٹگام پادشاہی سپاہ نے فتح کرلیا۔ قلم چاٹگام جو زمیندار رخناک کا چچازاد بھائی تھا مع بیٹے اور خویشوں اور تین سو بچاس آدمیوں کے گرفتار ہوا۔ اور ایکسو بیس کشتیان اور ایک ہزار چھبیس توپین چھوٹی بڑی آہنی و برنجی اور انکے موافق توپ خانہ کا اور مصالح مع تین ہاتھیوں کے سرکار شاہی مین ضبط ہوا۔ سنگرام نگر کا نام عالمگیر نگر اور چاٹگام کا نام اسلام نگر رکھا گیا جس سرزمین مین کہ ابتک آفتاب نور محمدی نہین چمکا تھا آمین اذان دی گئی۔ بزرگ امید خان نے فتح نامہ مع قیدیوں کے حضور شاہی مین بھیجا اور مورد عنایت ہوا۔

سوانح سال نہم جلوس سنہ ۱۰۷۶

بادشاہ نے شروع جشن مین نواب قدسیہ بیگم صاحبہ کے بارہ لاکھ روپیہ سالیانہ پر تین لاکھ روپیہ کا اضافہ کیا اور دس ہزار اشرفی نقد مرحمت کین اشرفی کا بھاؤ سترہ روپیہ کا تھا اور شاہزادہ محمد معظم کو دو لاکھ روپیہ نقد دیئے اور ہزار سوار کا اضافہ کیا۔ اور اس طرح اور بادشاہزادون و بیگموں کا اضافہ ہوا اور انکو نقد روپیہ عنایت ہوا۔

ولایت بیجاپور کی تاخت تاراج اور دکنیوں سے لڑائیان

ہم اس مہم کا حال آغاز سے انجام تک بہ تفصیل یکجا لکھتے ہین۔

جب راجہ جی سنگہ سیواجی کی مہم سے فارغ ہوا تو۔ ۲۲ جمادی الاولی سال گذشتہ کو مع کل افواج اور دلیر خان و داؤد خان و راجہ رائسنگہ و قطب الدین خان و سیواجی قلعہ پوپندھر سے مقصد کی طرف راہی ہوا۔ راجہ جیسنگہ پاس بارہ ہزار سوار تھے وہ قول مین رہا۔ سیواجی پاس پندرہ سو سوار اور سات ہزار پیادے تھے۔ وہ قول کے دست چپ مین متعین ہوا اور دلیر خان کو ہراول سپرد ہوا اور سات ہزار سوار اسکے ساتھ ہوئے۔ داؤد خان کو برانغار حوالہ ہوا۔ چھ ہزار سوار اسکی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے۔ راجہ رائسنگہ سیسودیہ کو جرانغار سپرد ہوا چھ ہزار سوار سے زیادہ اسکو سپرد ہوئے۔ قطب الدین خان کو چنداول کی۔ کیرت سنگہ کو التمش کی امداد۔ فتح جنگ خان کو طرح کی اور قباد خان کو قراولی کی سرداری ملی شہسوار خان اور

ترکتاز خان کو یہ خدمت سپرد ہوئی کہ لشکر کے دائین بائین طرف دور دور قراولی کرتے ہین دو منزل لشکر چلا تھا کہ بہلول خان کا پوتا ابو محمد جو عادل خان کے سردارون مین تھا اپنے آقا سے جدا ہو گیا اور راجہ سے آن ملا۔ اور شریک کار بلکہ ولایت بیجاپور کے فرمان روا اور باشندون کے ملک جان و مال کے استیصال کا رہنما بنا۔ بادشاہ کو جب اس کے آجانے کا حال معلوم ہوا تو اسکو پنجہزاری چہار ہزار سوار کا منصب عطا کیا وہ لشکر کی جانب مین مین طرح مقرر ہوا خافی خان لکھتا ہے کہ لشکر کی موجودات سے معلوم ہوا کہ بیس ہزار سوار قلمی اور ۲۵ ہزار سوار موجودی تھے۔ رجمادی الآخر کو لشکر سے دس کوس پر قلعہ پلٹن (پھل تن) ولایت بیجاپور کی سرحد پر تھا نیتاجی لشکر کے ساتھ اس کی فتح کے لئے بھیجا گیا۔ جب نیتاجی قلعہ کے نیچے آیا تو اہل قلعہ نے خوف کے غلبہ سے قلعہ خالی کر دیا اور خود بھاگ گئے۔ راجہ نے مارو جی اور بہلا دجی کو قلعہ کی حراست سپرد کی۔ ۱۱ کو دریا نیرا پر لشکر پہنچا۔ یہان سے قلعہ پلٹن قریب تھا۔ راجہ اسکی سیر کو گیا۔ حاجی خان یہان کا زمیندار اسکی خدمت مین آیا اور مورد عنایت ہوا۔ نیتاجی کو قلعہ منگل بدیہ (منگل ویرہ) کی فتح کے لئے بھیجا وہ بیجاپور سے ۱۲ کروہ جنوب پر تھا۔ اور سیواجی نے راجہ کے اشارہ سے سپاہ کو قلعہ تاتھورن (تاٹ توڑا) کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔ وہ پلٹن سے سات کروہ پر تھا آج اسکی خبر آئی کہ اہل حصار کی استمالت کر کے لشکر شاہی فرستادون نے اُسے لیلیا۔ اب لشکر شاہی کوچ بکوچ آگے متوجہ ہوا۔ ہر روز وہ اپنی صفین لڑائی کے لئے آراستہ رکھتا۔ آئین و قواعد کے ساتھ سفر کرتا۔ چند منزلین طی کی تھین کہ خبر آئی قلعہ کیاون کو جو ان حدود مین تھا لشکر شاہی کے خوف کے مارے اسکے آدمی خالی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ راجہ نے مسعود خان کو سیواجی کے لشکر مین سے تین سو شہ شد و بیون کو ساتھ کر کے قلعہ کی حراست حوالہ کی۔ ۱۲ کو لشکر کا مقام تھا کہ خبر آئی کہ جب نیتاجی قلعہ منگل بیدھ کے نیچے پہنچا تو اہل قلعہ نے اپنی تئین لڑنے کی سکت نہ دیکھی۔ راجہ اوت سنگہ بھدورکو قلعہ کی حراست اور سرافراز خان کو مضافات کی فوجداری حوالہ کی گئی۔

راجہ اس استوار حصار کو دیکھنے گیا۔ یہ قلعہ نرا پُرانا سنگ و آہک کا بنا ہوا ہی۔ ایک توپ آہنین اور دس ہتھورک اور تین سو بان اُس مین تھے۔ راجہ نے توپ انداز اور باندار مقرر کرکے بند و بست کیا اور غلہ ذخیرہ کے واسطے بھیجا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تعلقہ بیجاپور کا جو قلعہ نظر آتا تھا وہ سرسواری یا چند دنون کے محاصرہ کے بعد فتح ہو جاتا تھا قلعہ گیری مین سیواجی اور نیتاجی تجربہ کار کامل عیار شمار کئے جاتے تھے۔ ۲۵ کو اثنا سفر مین دشمنون کا قراول دور سے نمودار ہوا۔ رات کو آخر اُس نے لشکر شاہی پر چند بان مارے لشکر شاہی نے اسکی مدافعت مین کوشش کی۔ مخبرون نے خبر دی کہ پانچ کوس پر غنیم کا بڑا لشکر پڑا ہے تو راجہ نے مقام کیا اور دلیر خان راجہ رائسنگہ و قطب الدین خان و قباد خان و کیرت سنگہ و فتح جنگ خان و ابو المحمد و سیواجی کو دشمن کی تنبیہ تادیب کے لئے بھیجا تو غنیم اُس لشکر کی روانگی کی خبر سنکر جنیت بنالے فواج شاہی کو وہ لشکر نہ ملا اسکی جگہہ خالی پائی۔ جب وہ اُسکے سُراغ مین آگے چلا تو بارہ ہزار کے قریب لشکر غنیم سامنے آیا جسکے سردار شرزہ خان مہدوی اور ابو المحمد نبیرہ بہلول بیجاپور و خواص خان جادون راما کلیانی وانکوئی بھوسلہ تھے۔ دلیر خان و راجہ رائسنگہ و کیرت سنگہ انپر لشکر لے کر دوڑے لشکر شاہی کے سامنے انکے پاؤن نہ جمے۔ عرصۂ نبرد سے بھاگ گئے اپنی عادت کی موافق قزاقی اور حیلہ وری کی جستجو مین ہوئے۔ وہ متفرق ہو کر چار فوجون مین منقسم ہوئے ایک جوق میمنہ کی سمت مین اور ایک قشون میسرہ کی طرف ایک فریق قول کے پیچھے آیا۔ ایک جماعت کی فوج قراول سے لڑائی ہوئی اور فوجون مین بھی خوب زد و خورد ہوئی۔ دشمن کو قرار نہ ہوا فرار کیا۔ اس لڑائی مین یاقوت حبشی جو غنیم کا عمدہ سردار تھا ہلاک ہوا۔ اور پندرہ اور نامی آدمی مارے گئے اور علم و چتر و اسپ و ہتیار بہت کشتون سے لشکر شاہی کے ہاتھ آئے۔ دلیر خان اور اور بہادرون نے بھی دشمنون پر حملہ کیا۔ اور انکو مارا۔ دلیر خان بڑی بہادری سے لڑا اور اُسنے دشمنون کو متفرق اور پراگندہ کردیا۔ لڑتے لڑتے شام ہو گئی۔ لشکر شاہی نے چھہ کروہ مسافت طے کی تھی اس لئے تعاقب

ہین مصلحت نہ جانی۔ سپاہ اپنی لشکرگاہ مین آئی۔ جب غنیمون کو لشکر کی معاودت کی خبر
ہوئی تو وہ فرار کو چھوڑ کر لشکر شاہی کے دو طرف نمودار ہوے اور شوخی کر کے لشکر شاہی
پر بان مارنے شروع کئے جب لشکر شاہی انپر حملہ کرتا تو وہ ہوا ہو جاتے تھے۔ اسکے
بعد آتکہ شوخی کرنے لگتے سیواجی فوج کے ساتھ نیتاجی چنداول مین آتا تھا کہ غنیم نے اسپر
حملہ کیا اور ایک جمع کثیر نے اس پر ہجوم کیا۔ نیتاجی انکی مدافعت مین مشغول ہوا۔
کیرت سنگھ و فتح جنگ خان نے مدد کر کے ترددات شایستہ کئے اور مخالفون کو بھگا دیا۔
جادون کلیانی بندوق کی گولی سے مارا گیا۔ پھر غنیم نے راجہ رائسنگھ پر حملہ کیا قطب الدین خان
و کیرت سنگھ نے اسکی کمک کی اور دشمنون کا منہ پھیر دیا۔ اس تاریخ مین آدیت سنگھ قلعہ دار
منگل بیدھ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ فتح سے پہلے غنیم کی تین فوجون نے جو قریب بیس ہزار کے
تھین موضع قصبہ منگل بیدھ پر حملہ آور ہوئین اور دروازہ قلعہ کے سامنے صف بستہ کھڑی ہوئین
راجہ جیسنگھ نے سرافراز خان فوجدار کو احتیاط اور پیش بینی کی نصیحت کر دی تھی کہ اگر غنیم کا
بڑا لشکر سامنے آئے تو اسکی مدافعت کے لئے بیکار نہ کرنا اور قلعہ مین چلے آنا مگر اس نے اس
نصیحت پر عمل نہ کیا۔ دشمن سے لڑا۔ اپنی اور اپنے چند ہمراہیون کی جان کھوئی اور آدمیون
اور ہاتھیون کو زخمی کرایا۔ اس واقعہ سے اسکے بیٹے اور باقی سپاہ اور ہاتھی صلاح اندیشی
سے قلعہ مین چلے آئے۔ حصار کے دروازہ تک دشمن آگئے۔ برج و بارہ سے تیر و تفنگ انپر برسے
آخر کو وہ قلعے کے نیچے سے بھاگ گئے۔ راجہ نے ایک مقام کر کے ۲۹ کو کوچ کیا۔ غرہ رجب کو
خبردارون نے خبر دی کہ غنیم کی ایک فوج نمودار ہوئی ہے راجہ نے مقصود بیگ علی دانشمند
کو بسیم قراولی خبر کی تشخیص کے لئے بھیجا اس نے واپس آکر خبر دی کہ دشمن بہت تیز چلا آرہا ہے
راجہ نے قباد خان و آتش خان داروغہ توپخانہ کو بنگاہ کی محافظت کے لئے بھیجا۔
راجہ رائسنگھ اور قطب الدین خان کو مقرر کیا کہ اپنی سپاہ کو لیکر لشکرگاہ سے باہر کھڑے ہون
خبرداری کرین۔ اور راجہ خود سپاہ لیکر دشمن سے لڑنے کو روانہ ہوا۔ آدھ کوس گیا ہوگا
کہ غنیم ابو المحمد پسر بحپتر و شرزہ مہدوی وغیرہ بہلول و خواص خان لشکر عظیم کے ساتھ چلے

آرہے ہین۔ ایک فوج جو اُنکے اوپر پہنچی ہی۔ جب وہ نزدیک آئے تو اپنی رسم و آئین کے موافق ایک جوق
مین کو اور دوسرا فریق بسیار کو متفرق ہوا۔ طرفین سے بان و تفنگ کی جنگ شروع ہوئی۔ راجہ نے
سب طرف سردارون کو لڑنے کے لئے بھیجا۔ دشمن اپنی عادت معہود کے موافق روی گردان ہوئے جب
کارزار کے پیش رو انکے تعاقب مین پہنچے تو راہ گریز ان پر تنگ ہوئی۔ بحکم ضرورت انہون نے باگ موڑی
اور شمشیر کی جنگ شروع کی بہوا آدمی انکے مارے گئے اور بہت سے مجروح ہوئے۔ راجہ کے
رجپوت بھی زخمی و کشتہ ہوئے۔ آخر کار دکنی فرار ہوئے۔ لشکر شاہی نے تین کروہ تک انکا تعاقب
کیا۔ داؤد خان کے مقابل مین جو فوج غنیم آئی۔ اسپر وہ غالب ہوا۔ راجہ سجان سنگھ ہراول
تھا اسنے ترددات نمایان کئے۔ دلیر خان نے دست چپ کی فوج پر حملہ کیا تھا جب وہ مخالفون
کے قریب پہنچا تو قریب تھا کہ تفنگ و تیر کی کارزار سے نیزہ و شمشیر کی پیکار شروع ہو کہ غنیم
مقابلہ سے بھاگ گیا۔ دوم رجب کو بیجاپور سے پانچ کوس پر لشکر شاہی کی منزل ہوئی۔
سات روز یہان قیام ہوا۔ عادلخان نے بیجاپور کے قلعہ مین جو متانت و رصانت و
وسعت و حصانت مین شہرۂ روزگار ہے بہت سے محافظ مقرر کئے اور اسکو آلات و ادوات
قلعہ داری سے استحکام تمام دیا سوا مقرری آدمیون اور سابق محافظون کے تیس ہزار
کرناٹکی فراہم کرکے قلعہ مین داخل کئے اور نورس پور اور شاہ پور کے تالاب کو خالی کیا۔
قلعہ کے گرد سب کنوئین باولیون کو زقوم و خاک سے بھر دیا غرض لشکر شاہی کو جو اسکی
تخریب کرنی چاہی تھی وہ خود اسنے کی۔ حکام بیجاپور کی رسم و آئین کے موافق وہ خود
تو حصن حصین مین بیٹھا اور اپنے سب سردارون اور افواج کو باہر بھیجا کہ لشکر شاہی کی
مدافعت و مقاومت کے لئے مامور کیا۔ عادلخان کے اشارہ سے شرزہ مہدوی و سیدی
وعزیز اور جند اور اسکے لشکر کے سردار ولایت پادشاہی مین آئے اور شورش و فساد انہون نے
مچایا کہ اگر لشکر شاہی کا ارادہ قلعہ کے محاصرہ و تسخیر کا ہو تو اس خبر سے وہ متزلزل ہوکر
محاصرہ سے ہاتھ اٹھائے اور قلعہ کے نیچے سے چلا جائے اور عادلخان کا لشکر قلعہ
کے نواحی مین تھا۔ منزل مذکور مین راجہ نے کچھ مغلون کو دست راست مین اور کچھ لشکر کے

آگے مقرر کیا تھا اور دکنیون کی ایک جماعت کو دست چپ مین اور ایک مرتبہ عقب مین خبرداری
اور کمہی کے اہتمام کے لئے مقرر کیا تھا۔ باری باری سے یہ جماعتین اہل کمہی کی خبرداری کے لئے
جاتی تھین ایک دن جادون رائے اور راو دکنی آئین معہود کے موافق دست چپ کو جاتے تھے
انھون نے خبر بھیجی کہ غنیم کا غول نمایان ہوا۔ راجہ کے اشارہ سے قطب الدین خان راجسنگھ
اسطرف دوڑے۔ دو کوس چلکر قراول غنیم سے آمنا سامنا ہوا طرفین نے چند بان مارے
شام تک فریقین ایک دوسرے کی برابر کھڑے رہے۔ جب رات ہوئی تو لشکر شاہی نے معاودت
کی اسکے پھرتے ہی مخالفون نے جسارت و خیرگی کی۔ جوق جوق لشکر شاہی کے طرف آئے
لشکر شاہی نے انکی مدافعت کے لئے باگ موڑی۔ اوّل ایک جماعت بابا جی بھوسلہ اور شرزہ
راو اور راو اور دکنیون کے جو راجہ رائسنگہ کے داہنی طرف تھی مقابلہ مین آئی راجہ مذکور نے
دلیری اور دلاوری سے دشمنون پر حملہ کیا اور انکو ہٹا دیا۔ ایک گروہ نے قطب الدین خان کی
فوج کی طرف رخ کیا۔ راجہ جیسنگہ نے اوسکی کمک کے لئے دلیر خان داؤد خان وغیرہ کو بہت
کو روانہ کیا اور خود فوج قول کے ساتھ آمادہ کار و مستعد پیکار دائرہ گاہ سے باہر لشکر ابرہ
انتظار کر رہا تھا نامبردہ ہا مذکور قطب الدین وغیرہ سے راہ ہی مین ملے وہ دشمن کو ہزیمت
دے کر اپنے لشکر کو واپس آتا تھا۔ چونکہ قلعۂ بیجاپور کا محاصرہ لشکر شاہی کی مدنظر تھا۔
اسلئے وہ توپخانہ سنگین جو اس حصن حصین کے لائق ہوا ور اور ادوات قلعہ کشائی ہمراہ نہین
لائے تھے۔ ولایت شاہی کی سرحد سے لیکر قلعہ بیجاپور تک ملک کو افواج شاہی نے خست
و تاراج کیا۔ قلعہ کی نواحی و مضافات مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا مخالفون نے
تالابون کو توڑا اور قلعہ کے اطراف مین کنوؤن اور باولیون کو خاک سے بھرا اس نواحی مین
کوئی اثر آب آبادانی کا نہین چھوڑا تھا۔ پانی کی قلت تو تھی لشکر مین غلہ و آذوقہ بھی
کمیاب ہوا۔ اسلئے راجہ اور تمام خیر اندیش دولتخواہون نے صلاح دولت و مقتضائے مصلحت
یہ جانا کہ دشمن کے اس لشکر کی تادیب و تعاقب کیجئے جسنے ملک شاہی مین آنکر فساد مچا رکھا ہے
ششم رجب کو لشکر شاہی نے نواحی بیجاپور سے قلعۂ سنگل ہیدہ کی طرف کوچ بہ کوچ کیا

۱۵ ارکو دریاے بھیورہ کے کنارہ پر لشکر آیا۔ اس دن راجہ جب صاحب ائرہ گاہ مین پہنچا تو دو
بطریق معہود صف بستہ کھڑا تھا لشکر غنیم بطریق معہود چنداول کے عقب مین آتا تھا وہ یمین و
یسار مین نمودار ہوا۔ ایک فریق نے دلیر خان کی طرف رخ کیا اور دوسری فریق نے داؤد خان
کی طرف اور ایک قشون نے راجہ سبحان سنگہ سے مقابلہ کیا سب جگہ لشکر شاہی سے مخالف نے
ہزیمت اٹھائی اکثر اوقات دشمن فرصت مین اہل کہی پر دست اندازی کرتے تھے۔
لشکر شاہی انکو سزا دیتا تھا۔ ان دنون مین راجہ جیسنگہ نے سیواجی کو قلعہ پنالہ کی طرف
تعین کیا تاکہ مخالف مذبذب ہو کر کچھ اسطرف مشغول ہون۔ اور اگر ہو سکے تو قلعہ کو مسخر کرے
یہ معلوم ہوا کہ شرزہ مہدوی اور سردار جو ملک شاہی مین داخل ہوئے تھے وہ نبیرہ بہلول اور
ابو المحمد سے ملحق ہوئے ہین پرنیدہ کی جانب سے مخبرون نے خبر دی کہ سکندر بہادر فتح جنگ خان
وہان سے لشکر شاہی کا عازم ہوا تھا۔ وہ پرنیدہ سے چار کروہ نیچے آیا تھا کہ شرزہ مہدوی
اور افواج غنیم نے خبر پاکر اسکو پیغام دیا کہ ہمسے ملاقی ہو انہون نے بمقتضاے صدق عبودیت
ورسوخ عقیدت جواب دیا کہ ہماری تمہاری ملاقات کا محل میدان نبرد وعرصہ
کارزار ہے۔ دشمن کے چھ ہزار سوارون نے اُسے گھیر لیا۔ اسکے ساتھ سو سوار تابین اور
ساٹھ سوار اور تھے غرض وہ بڑی بہادری سے لڑکر مارا گیا اسکا بیٹا زخمی ہوا اور سکو
دشمنون نے میدان جنگ سے اٹھاکر شولاپور بھیجدیا۔ راجہ نے انکے دفع کی تدبیر کے لئے چند روز
قیام کیا۔ دیانت راے کہ عادلخان کے معتمدون مین تھا وہ اسکی جانب سے راجہ پاس
پیغام لایا۔ جو مراسم اعتذار واظہار عجز وندامت پر مبنی تھا کچھ مرصع آلات بھی راجہ کو
دیئے۔ عبد العزیز خان بخاری کو منگل بیدھ کی قلعہ داری پر مقرر کیا تھا اور راؤ دو سنگہ
قلعہ دار سابق کو بھی اسکی ہمراہی مین تعین کیا اس حصار کے حفظ وحراست کا شائستہ
سامان تیار کیا اور یہ تجویز کیا کہ افواج کے ساتھ خود شولاپور اور پرنیدہ کے درمیان
قیام کرے اور وہان احمال واثقال کی تخفیف کرکے سبکبار ہو اور ولایت بیجاپور کو
دوبارہ جاوے۔ ۲۲ ارکو دریا سے پار سفر کیا معلوم ہوا کہ سیواجی نے قلعہ پنالہ کے

پیچھے جا کر اور آخر شب مین اپنی سپاہ سے اس پر یورش کی محصورین بھی خبردار اور آمادہ پیکار تھے
سخت لڑائی ہوئی مگر کچھ کام نہ بنا۔ وہان سے سیواجی اپنے قلعہ کھیلنہ مین چلا گیا جو قلعہ
پنالہ سے بیس کروہ پر تھا۔ اسکا سر لشکر نیتاجی جدا ہو کر مخالفون سے جا ملا ۲۶ رکو
لشکر شاہی موضع لوہری مین آیا جو اعمال پرنیدہ سے تھا اور ایک نالہ کے کنارہ پر
لشکر کی منزل ہوئی۔ اس نالہ سے گذر کے دلیر خان و داؤد خان کی فوجون کے درمیان
راجہ کھڑا تھا کہ غنیم کے لشکر بزرگ مین سے سات ہزار سوار جدا ہو کر راجہ اور داؤد خان
کے سامنے صف آرا ہوئے اور باقی دلیر خان کی طرف گئے۔ صبح کو راجہ نے کیرت سنگ
کو فوج التمش اور فتح جنگ خان کو لشکر طرح کے ساتھ دلیر خان کی امداد کو بھیجا۔ تھوڑی دیر
مین سات ہزار سوار جو راجہ اور داؤد خان کی برابر کھڑے تھے وہ بھی دلیر خان
کی طرف مڑے اور اس پر ہجوم کیا۔ یہ حال دیکھ کر راجہ بھی قول کی سپاہ لیکر خان
مذکور سے جا ملا۔ ایک پہر دن باقی تھا کہ دلیر خان کی فوج سے لڑائی شروع ہوئی
دلیر خان نے اپنی بہادری سے ہر دفعہ دشمن کا منہ پھیر دیا اور مغلوب کیا تو وہ سارے
بھاگ کر راجہ اور داؤد سے لڑنے گئے۔ ایک سخت لڑائی ہوئی لشکر شاہی مین ہزارہا تھ
کے ۱۲ زخم لگے اور وہ اپنے ہمراہیون سمیت مارا گیا اور نامور راجہ بھی زخمی ہوئے
دکنیون نے بڑی کوشش و آویزش کی۔ مگر آخر کو ناکام رہے اور بھاگ گئے لشکر شاہی
نے دس کروہ تک اسکا تعاقب کیا۔ اس لڑائی مین ایک سو نوے آدمی بادشاہی
لشکر کے کشتہ اور ڈھائی سو آدمی زخمی ہوئے گھوڑے بہت مرے اور زخمی
ہوئے اور دشمن کے چار سو آدمی مجروح و مقتول ہوئے اور خواص خان و شہباز خان سرداران فوج
زخمی ہوئے لشکر شاہی تین منزلین طے کر کے غرہ شعبان کو قلعہ پرنیدہ سے آٹھ کروہ پر آیا
اور بمقتضائے مصلحت یہان چوبیس روز قیام کیا۔ متواتر یہ خبر آئی کہ قطب الملک عادلخان
سے متفق ہوا۔ چار ہزار سوار اور دس ہزار پیادے اپنے سردار مشرزہ کے ہمراہ پہلے بھیجے
اب اپنے خواجہ سرا انیک نام خان کی ہمراہ چھ ہزار سوار اور چوبیس ہزار پیادے اس کی

امداد اور معاونت کے لئے بھیجے (خافی خان لکھتا ہے کہ یہ خواجہ سرا ایران کے امرا
مین سے تھا۔ شاہ عباس نے شراب کے عالم بیخبری مین ایک لونڈی کو بخش کر اسکے گھر بھیجدیا۔ یہ
بادشاہ کے غضب سے بچنے کے لئے اپنے تئین خصی بنایا اور اپنے ہاتھ سے معیوب
ہوا۔ شاہ ایران کی بدظنی کے غلبہ سے محفوظ رہنے کے لئے وہ دکن مین آیا اور قطب الملک
کا مقرب ہوا۔) اسکی فوج بیجاپور سے چھ کروہ پر ٹھیری اور وہ خود عادلخان
پاس گیا۔

مسعود خان قلعہ دار کہاون کی تحریر سے معلوم ہوا کہ غنیم کے سردارون مین سے
سیدی جوہر نے آن کر قلعہ کا محاصرہ کیا تھا اتفاقاً اسکے ایک گولہ لگا تو وہ مرگیا
اور اسکے رفیق متفرق ہوگئے۔ آٹھوین ماہ مذکور کو۔ اودوت سنگہ بہدوریہ کا نوشتہ
قلعہ متصل سدھ سے آیا کہ غنیم کی فوج عظیم نے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اسلیئے راجہ نے
داؤد خان اور راجہ رائسنگہ و قطب الدین خان کو لکھا کہ وہ دشمنون کو قلعہ کے نیچے سے ہٹائین
دوار کو خبر آئی کہ دشمنون نے اس لشکر کی خبر سنکر قلعہ کا محاصرہ چھوڑ دیا اور وہان سے چلے
آئے۔ ظفرآباد و کلیانی و اوسہ و دیگر کے نوشتون سے معلوم ہوا کہ نبیرہ بہلول
نے ملک بادشاہی مین آنکر ہلچل ڈال رکھی۔ نیتاجی نے جو سیواجی سے جدا ہو کر
دشمن سے جا ملا تھا بڑا فساد برپا کیا ہے۔ لشکر شاہی نے ۲۵ کو نواحی پرنیدہ سے
کوچ کیا۔ دھاراسیون و بیجاپور کی راہ سے روانہ ہوئے کہ دوبارہ ولایت
غنیم مین آنکر جسقدر ممکن ہو اسکی تخریب مین کوشش کرین اور لشکر مخالف کی تنبیہ
و تادیب کرین ماروجی سونت رائے قلعہ پھلٹن مین تھا اسکی تحریر سے معلوم ہوا
کہ قلعہ مذکور مین پانی بہت کم ہے اگر محاصرہ کا اتفاق ہوگا تو پانی کی قلت کے
سبب محصور تنگ ہونگے راجہ نے بمقتضائے مصلحت پھلٹن کو سیواجی کے خویش مہداجی کو جاگیر
مین دیدیا۔ وہ بادشاہ کے ملازمون مین تھا اور اسکو وہان بھیجدیا اور سنتوراے
کو اپنے پاس بلا لیا۔ موضع دوہوگی مین جو اعمال بیجاپور مین سے تھا۔ ایک چھوٹا

قلعہ مٹی کا تھا اور اسمین معاندین کی ایک جماعت تھی۔ غالب خان او رزنارو جی الگو دنشت جات
اسکے نیچے توپخانہ لے کر گئے۔ اہل قلعہ پناہ مانگ کر باہر چلے آئے۔ اسمین ایکسو سپاہی
اور دو سو رعایا تھی۔ شرزہ کو اسکی حراست سپرد ہوئی۔ ۷ رمضان سنہ ۹ جلوس کو بیجاپور مین
لشکر شاہی آیا۔ یہان آکر معلوم ہوا کہ نبیرہ بہلول اور سپاہیون نے ۸ شعبان کو قلعہ کلبائی
کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اہل قلعہ نے ان پر توپ و تفنگ چلا کر ساٹھ آدمی اسکے مار ڈالے
بہت آدمیون کو مجروح کیا۔ نبیرہ بہلول ناکام قلعہ سے ظفرآباد کی طرف چلا گیا ۱۴ کو
راجہ نے بیجاپور سے کوچ کیا ۱۸ کو تلارک سے چار کوس پر آیا اور دوسرے روز
قلعہ کنجوتی کی طرف کوچ کیا یہان پہلے سے سیتناجی کو اس قلعہ کی فتح کرنے کے لئے
بھیجا تھا۔ اہل قلعہ نے اسکا مقابلہ کیا اور اسکے ایک ہاتھ کو زخمی کیا۔ مگر اسنے بہت
آدمیون کو زخمی و کشتہ کر کے قلعہ پر قبضہ لیا۔ راجہ کے اشارہ سے یہ قلعہ منہدم کیا
گیا۔ ۲۱ کو نیلنگہ مین لشکر آیا۔ یہان ایک مٹی کا قلعہ نہایت مضبوط تھا ......
اسکی فتح کے لئے غالب خان و دتاجی وغیرہ بھیجے۔ وہان چند روز اقامت کا
اتفاق ہوا اور قلعہ کے محصورون نے حصار عافیت کو تنگ فضا دیکھ کر امان مانگی
قلعہ لشکر شاہی کے تصرف مین آیا راجہ سلیمان بیجاپوری یہان کا قلعہ دار مقرر ہوا
راجہ جیسنگھ نے بمقتضائے مصلحت و کار آگہی نیتاجی کی تالیف قلب کر کے اسکو اپنے پاس
بلا لیا۔ دشمنون سے اسکے ملنے کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے۔ سیواجی بادشاہ کے
پاس جانا چاہتا تھا۔ راجہ نے بادشاہ کو اس باب مین لکھا تھا۔ بادشاہ نے سیواجی
کے نام فرمان لکھا کہ وہ تنہا قدمبوسی کے لئے حاضر ہو۔ وہ مع اپنے بیٹے سنبھا کے
بادشاہ پاس روانہ ہوا۔ جسکا مفصل حال آگے پڑھوگے۔
نیلنگہ سے آگے ۲ کروہ پر اہل کہی کی حراست دتاجی کرتا تھا کہ شرزہ مہدوی نے دتاجی کو
گھیر کر مار ڈالا۔ اور رستم راؤ زخمی ہوا۔ اسکو دشمن اٹھا کر لے گئے۔ سید ریحان و
بسونت رائے بھی زخمی ہوکر مر گئے۔

ابوالقاسم پسر قباد خان کے لشکر سے بھی لڑائی ہوئی اس پاس آدمی کم تھے دلیر خان اسکی مدد کو
گیا اسلیے ڈیڑھ سو کے قریب لشکر شاہی کے سپاہی مردہ دیکھے۔ انکو اٹھوا کے مسلمانون کو زمین مین
دابا۔ اور ہندوؤن کو جلایا۔ راجہ رائسنگہ بھی کمک کو گیا۔ دشمنون نے فرار کیا۔ ۵ شوال کو
لشکر پھلنگہ سے اوسہ کو روانہ ہوا۔ دشمن نے اپنی فوج کے تین حصے کیے تھے۔ ایک کا سردار شرزہ
مہدوی تھا اور دوسرے کا کارفرما خواص خان حبشی تیسری کا سردار بہیرہ بہلول تھا۔ خبر آئی
کہ شرزہ خان فوج لیکر اہل کہی پر حملہ آور ہوا اور کچھ اونٹ لے گیا۔ باقی دو فوجین
داؤد خان و قطب الدین خان کے مقابل ہوئین راجہ نے یہ خبر سنکر دلیر خان کمک کے
لیے بھیجا اسنے جاکر مخالفون کو متفرق کر دیا اور آگے بڑھا لشکر مین داؤد خان و
قطب الدین نے دواب کہی کو سالم روانہ کیا۔ اور جمعیت خاطر سے لڑائی شروع کی
اور بہت دشمنون کو مارا۔ جب دشمنون کی کمک کو اور فوج آگئی تو دلیر خان ہاتھی
سے اترا اور گھوڑے پر سوار ہوا۔ دشمنون کو دو کوس بھگاتا اور مارتا ہوا چلا گیا۔
راجہ جیسنگہ خود سوار ہوکر رزمگاہ مین آیا۔ دشمن کی سپاہ اس سے لڑنے آئی۔
سب طرف مخالف قابو ڈھونڈھتے تھے اور جرأت کرتے تھے۔ کہی کی فوج اور بیوپاریون
کو کمتر بلا آفت لشکر شاہی مین پہنچنے دیتے تھے۔ لشکر شاہی نے انکو سب جانبون مین ہرایا
اور بھگایا۔ اور سب فوجین فتح پاکر اپنے لشکرگاہ مین آتی تھین۔ اس فتح مین دو سو
سپاہیون نے نقد جان کھویا اور چار سو بیس آدمی زخمی ہوے۔ اور انسے دو چند آدمی
لشکر مخالف مین مجروح و مقتول ہوگئے۔ الیاس مہدوی مخاطب شرزہ خان جو
اہل دکن کا مسلم دلاور اور فنون سرداری اور سپاہگری مین ماہر تھا گولی اور تیر سے
زخمی ہوا اور اسکا چھوٹا بیٹا بھی زخمی ہوا کہتے ہین کہ اس آوینرش مین گولکنڈہ اور
بیجاپور کی سپاہ بائیس ہزار تھی۔ چند روز بعد سیوم ذیقعدہ کو۔۔۔۔۔
آب نیرا کی اس طرف دشمنون کے تین ہزار کے قریب لشکر نے لشکر شاہی پر حملہ کیا اور کچھ
آدمیون اور دواب کو آسیب پہنچایا۔ داؤد خان و قطب الدین خان سے دشمن کے

سات ہزار سوار صف آرا ہوئے۔ اور نبیرہ بہلول و انکوئی بھوسلہ و یانکجی کہواپرہ اور بیجاپوری مرہٹے و شرزہ حیدرآبادی بڑی فوج لیکر دلیر خان کے مقابل ہوئی۔ اس بہادر نے توپخانہ کو چھوڑا اور نزدیک جاکر تلوار اور سنان سے لڑنا شروع کیا سخت جنگ ہوئی دشمنون کا مقابلہ سے مُنہ پھیر گیا۔ بڑے بڑے نامور سردار زخمی ہوئے دلیر خان اور راجہ جیسنگہ نے مردانہ کوشش کر کی دشمنون کو بھگایا اور سات کوس تک تعاقب کیا۔ پالکی اور چھتری اور بہت سے اونٹ جوشن اور زرہ و بان اور ہتیارون سے لدے ہوئے پادشاہی لشکر کو ہاتھ لگے ایسی ہی قطب الدین خان اور داؤد خان کو فتح حاصل ہوئی۔ لڑتے لڑتے شام ہوگئی تو میدان جنگ سے فوجین اپنے مقام مین آئین۔ دشمن کے بعض بڑے نامی سردار اور پانچ سو آدمی کشتہ ہوئے اور ہزار آدمیون کے قریب زخمی ہوئی لشکر شاہی مین سے ایک سو تیئیس آدمیون کی جان گئی سات سو چورانوے آدمی زخمی ہوئے۔ پندرہوین ماہ مذکور کو لشکر آب بانجرہ کے کنارے پر آیا۔ جو دھارور فتح آباد سے دس کروہ پر تھا۔ چونکہ مخالف ایک جگہ نہین ٹھیرتے تھے اور اہل دکن کا دستور ہے کہ وہ قزاقانہ جنگ اور فرصت مین آویزش کرتے ہین۔ جب مغلوب ہوتے ہین سبکباری کی دستیاری اور باد رفتار گھوڑون کی پائمردی سے وادی فرار کی مرحلہ پیمائی ہوتی ہے۔ پھر قابو دیکھ کر لڑنے کے لئے کھڑے ہوجاتے ہین لشکر شاہی بہ سبب گرانباری اور سنگینی اردو کے دکنیون کے تعاقب مین مسافت بعید نہین طے کرسکتا تھا اسلئے راجہ کی رائے مین یہ آیا کہ لشکر کو سبکبار کر کے دشمنون سے لڑیے اور انکی تنبیہ و تادیب ایسی کریے کہ پھر انکو ستیز و آویز کی جرأت نہ ہو اس ارادہ سے وہ جریدہ ہوا اور ایک ہلکا خیمہ لیا اور کل سردارون کو حکم دیا کہ وہ بھی اسی طرح سبکبار ہون اور کل احمال و انتقال کو فتح آباد (دھارور) مین بھیجدین بیرم دیو سیسودیہ و جگت سنگہ ہاڈہ اور کھیلوجی کو دو ہزار تین سو آدمیون کے ساتھ بنہ و اردو کی حفاظت کے لئے مقرر کیا۔ ۲۲ ذیقعدہ کو اُس نے آب بانجرہ سے

کوچ کیا دھاراسیون کی طرف گیا۔ یہان بتاتے تھے کہ دشمن موجود ہی ساڑھے پانچ کوس جریبی لشکر چلا تھا کہ جاسوسون نے گزارش کیا کہ غنیم نے لشکر شاہی کی خبر سنکر دھاراسیون سے تلجاپور کو کوچ کیا۔ فوج شاہی موضع سہرجی مین آئی جو اعمال پرنیدہ مین تھا۔ وہان دشمنون نے فساد مچا رکھا تھا اور دوسری روز دریاے بھیونرہ مین منزل ہوئی۔ مخبرون نے خبر دی کہ افواج مخالف ایک جگہ شولاپور سے تین کروہ پر جمع ہوئی ہین۔ عادل خان نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ جبتک وہ یہین مقیم رہی کہ لشکر شاہی ان حاودہین ہی۔ قطب الملک نے بھی اپنی کمک کی فوج کو حیدرآباد بلا لیا۔ لشکر شاہی نے بھی ملک بیجاپور کو خوب لوٹا کھسوٹا۔ بار بار جنگ بیکار سے وہ بھی تھک گئی تھی گھوڑے اور دواب بہت تلف ہو گئے تھے۔ سوا اسکے برشگال کا موسم آ گیا تھا۔ آمد و رفت کی مجال نہ تھی۔ اسلئے راجہ اور دلیر خان مصلحت یہ جانا کہ چند روز زخمیون کے علاج کے لئے اور سرب باروت کے جمع کرنے کے واسطے اور لشکر کے آرام کرنے کے لئے قصبہ دھارور کے متصل جا کر ٹھہرنا چاہیئے کہ وہان کا دانہ کے جمع ہونے کی امید ہی۔ پادشاہ کو عرضداشت بھیجی۔ اس ضمن مین دکنیون کا حال یہ ہو گیا کہ قلعہ کے اندر مصالحہ آخر ہوا آذوقہ تمام ہوا۔ کمانین بیکار تیرون کے پر اڑ گئے۔ تلوارون کی دھارین کند ہوئین ان سببون سے جان سے عاجز ہوئے دونطرف کے سردار مصالحہ کے لئے بہانہ طلب ہوئے۔ اہل بیجاپور المفلس فی امان اللہ کا اظہار کرکے امان طلب ہوئے اور فی الواقع عادل شاہ کے خزانہ و کارخانجات مین حساب لاف و گزاف راوتون اور بن دھار کی تلوارون کے اور گھوڑون کو گوشت و استخوان کے سوا کچھ چیز باقی نہین رہی تھی۔ ملک پامال ہو چکا تھا۔ جب پادشاہ سے حقیقت حال عرض ہوئی تو اسنے حکم بھیجدیا کہ راجہ محاصرہ چھوڑ کر اور لشکر کو ساتھ لیکر اورنگ آباد چلا جاے۔ اور برسات یہان گذارے اور بعض امرا اور لشکریون کو اپنے تیول جانے کی اجازت دے۔ دلیر خان حضور مین آئے قلعہ منگل بیدہ کا استحکام اور اسکے

اوسکے سامان اسباب ورلوازم حراست اس مرتبہ پر نہ تھے کہ جب لشکران حدود سے چلا جائے تو وہ دشمنون کے تعرض سے مصئون رہے۔ اسلئے وہان کی سب باروت منگالیا اور غلہ جتنا آسکا تھا وہ منگالیا۔ باقی کو آگ لگائی اور بیلدارون سے قلعہ کے کنگرون کو ڈھوا دیا۔ راجہ مع لشکر کے ۱۷ جمادی الآخرہ کو اورنگ آباد مین آگیا اس مہم کا خلاصہ یہ ہے کہ اورنگ زیب اسمین کامیاب نہین ہوا لشکر شاہی بیس روز کی راہ کو دو مہینے مین طی کرکے بیجاپور سے پانچ کوس پر پہنچا۔ یہان سات روز سے زیادہ نہ ٹھیر سکا۔ ملک کو تاخت تاراج کرنے لگا لڑائیان ہوئین۔ کیا کیا سردارون کے سر صحرا مین غلطان ہوئے اور کیا کیا صفدرون کے تن رزمگاہ مین زاغ وزغن کے طعمے بنے لڑائی کا دن کوئی ایسا نہ ہوتا تھا کہ طرفین کے سو دوسو نام ونشان والے آدمی زیر تیغ وہدف تیروگولہ وتوپ تفنگ نہ ہوتے ہون بعض ایام مین دو تین روز تک لشکر پر خواب وخور حرام ہوتا۔ نہ گھوڑون کی پیٹھ سے زین اور زین سے سوار جدا ہوتے۔ سوا اس کشت وخون اور ملک کی بربادی کے کوئی نتیجہ نہ ہوا۔

سیواجی کا دہلی مین جانا اور بھاگنا۔

سیواجی کے تردد اور منصوبہ بازی سے چند قلعے لشکر شاہی کو ہاتھ لگے اس مہم مین سیواجی کے افواج نے ایسی ایسی جان نثاریان دکھائین کہ بادشاہ نے دو دفعہ اس پاس خوشنودی کا فرمان بھیجا۔ ایک نامہ مین اسکی بڑی تعریف لکھی دوسرے مین بہت سے وعدے کئے اور لکھا کہ دلی مین آؤ۔ ملاقات کے بعد دکن کی اجازت دی جائیگی۔ راجہ جےسنگھ کی رفاقت اور بادشاہ کے ان وعدون نے سیواجی کے دل مین دلی جانے کی خواہش پیدا کردی اسنے رگھوناتھ پنت کو پہلے سے اپنی آمد کے لئے بھیجا کہ وہ بادشاہ کو میرے آنے کی اطلاع دے۔ اصل مطلب اسکا یہ تھا کہ وہ دربار کی حقیقت حال سے اطلاع پائے سیواجی نے حکم دیا کہ تمام اسکے ارکین اپنے گڈھ مین اچھے ہین۔ اتنے عرصہ مین کہ یہ سردار جمع ہون۔ وہ اپنے سب قلعون مین گشت اور افسرون کو اپنے سارے احکام کی تعمیل کی تاکید کرآیا اور پھر اپنی دار الحکومت مین چلا آیا اسنے مورو ترمل پنگل کی

اور آنامی سونو دیوا ور اناجی دیوکو پورے اختیارات اپنی مملکت کے دیکے۔ سوا اسکی مملکت کو بہت وسعت ہو گئی تھی۔ کونکان مین چول تک نونڈا کے قریب اور جہتا گھاٹ مین دریا رہنرا سے رانگنا تک پھیلتی تھی۔ سیواجی نے اپنے بڑے بیٹے سنبھاجی کو ساتھ لیا اور پانچ ۱۶۶۶ء کو دہلی روانہ ہوا۔ پانچسو منتخب سوار اور ایک ہزار ماولی ساتھ لئے جب وہ دہلی کے قریب آیا تو پادشاہ نے رام سنگہ پسر راجہ جیسنگہ اور مخلص خان ایک بے حقیقت سے سردار کو اسکے استقبال کے لئے بھیجا۔ ایسا ذلیل استقبال سیواجی کو ناگوار تو گذرا مگر پھر بھی اُسنے اپنے تئین بہت روکا اور دربار مین پندرہ سو اشرفیان اور چھ ہزار روپئے کل ستیس ہزار روپیے کی نذر گذرانی۔ پادشاہ کے اشارہ سے اسکو پنجہزاری منصدواران کے جرگہ مین بٹھایا۔ یہ منصب اس کے ہشت سالہ پسر سنبھاجی کو اور اسکے رفیق نیتاجی پالکر کو ملا تھا۔ وہ ہفت ہزاری سے کم درجہ کا متوقع نہ تھا۔ راجہ جیسنگہ نے پادشاہ کی جن مہربانیون کے وعدہ سے اسکو خوشدل اور امیدوار کیا تھا۔ انمین سے اکثر کو اُسنے نہ پایا۔ پادشاہ کے دل مین اسکے افعال اور کردار کے سبب بغض بھرا ہوا تھا اسسے پہلے کہ خلعت و جواہر و فیل جو اسکے لئے موجود کئے گئے تھے اسکو عطا کئے جائین اسکے چہرہ حال پر جہالت و خجالت آمیز عرق ظاہر ہوا اور لمحہ بلمحہ وہ فکر مین ہوا عیاری و مکاری سے ضعف دل کا اظہار کر کے ایک گوشہ مین چلا گیا اور صید تیر خوردہ کی طرح جو دام مین تازہ پھنسے زمین پر لیٹ گیا۔ ایک ساعت کے بعد ساختگی و پختہ کاری کی شان بحال ہوا اور کنور رام سنگہ سے مخاطب ہوا اور شکوون و گلون کا کلمہ کلام کرنے لگا اور اپنے تئین ضائع کرنے کا قصد کیا۔ ہرچند کنور رام سنگہ نے اسکی تسلی کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا پادشاہ سے داب آداب کے خلاف اسکی ادائین معروض ہوئین تو پادشاہ نے کم توجہی سے بغیر اسکے کہ عنایات پادشاہانہ عمل مین آئین اسکو رخصت کیا۔ رام سنگہ نے شہر سے باہر راجہ جیسنگہ کے گھر کے پاس اسکے اُترنے کے لئے مکان تجویز کیا تھا اسمین اسکو لے گئے اور پادشاہ نے حکم دیا

کہ راجہ جیسنگہ کو حقیقت لکھی جاے جواب آنے کے بعد جو مصلحت صواب دید ہوگی عمل مین آئے حکم دیا سیوا مجرے کو نہ آئے اور اسکا بیٹا رام سنگہ کی ہمراہ مجرے کو آیا کرے۔ بادشاہ نے کوتوال فولاد خان کو فرمایا کہ سیوا کے اطراف منزل گاہ پر چوکی بٹھادے۔ راجہ جیسنگہ کو فرمان لکھا کہ وہ سیوا جی کی صورت حال اور کیفیت معاملہ لکھے کہ کیا اُس سے قول و قرار ہوئے اور راجہ کو حکم دیا کہ اسکے باب مین جو اصلاح دولت جانے وہ لکھ بھیجے کہ صواب دید اور اسکی ملتمس کے موافق سیوا جی سے معاملہ کیا جائے۔ دو تین روز تک جب سیوا جی نے بادشاہ کی یہ بے توجہی دیکھی تو بڑا سراسیمہ ہوا اور حیلہ و تدبیر سوچنے لگا۔ رات دن اسی اُدھیڑبن مین تھا کہ اس پھندے سے نکل جاؤن۔ اُسنے امراء اور کنور رام سنگہ سے رفق و مدارا پیدا کیا۔ اور دکن کے تحائف و ہدیے بھیجکر التیام کو استحکام دیا اور اپنے جرائم کا شفیع بنایا اور اسی حال مین بادشاہ کے فرمان کے جواب مین راجہ جیسنگہ نے لکھا کہ مجھ فدوی نے سیوا جی سے عہد و پیمان کئے ہین اور مین ابھی تک اس مہم مین مشغول ہون۔ اگر فضل و کرم شاہانہ اسکے جرم سے درگذر کرے تو مین بخشایش و احسان کا رہین رہونگا اور اپنے افعال و اقوال مین سرافراز اور بادشاہی صلاح کار اور ان حدود کی مہمات کے اجراء کے لئے مناسب یہی ہے۔ اُسنے مجھ سے عہد کیا ہے کہ وہ سلک بندگی و فرمان پذیری سے انحراف نہین کریگا اور اسکو بغاوت پر جرأت نہ ہوگی۔ بادشاہ نے راجہ کی اس عرض کو منظور کیا اور فولاد خان کو حکم دیا کہ اُس کی منزل گاہ سے پہرے اٹھا دے۔ مگر وہ بادشاہی خوف سے ایسا ڈرا ہوا تھا کہ جب پہرہ چوکی اٹھ گئے اور کنور رام سنگہ نے اسکی حفاظت چھوڑی تو وہ ۲۷ صفر کو تغیر و منع کرکے بھاگ گیا۔ اسکے بھاگنے کا اصل حال تو یہ ہے جو عالمگیرنامہ مین لکھا ہے باقی اور دل لگی کی داستانین گھڑی گئی ہین کہ اس نے اپنے کامون کی خجالت و ندامت کو

ظاہر کیا۔ آخر کو عارضی سے اپنے تئین بیمار بنایا۔ اور آہ و نالہ شروع کیا۔ اور جگر کے
درد سے بے تابی ظاہر کی صاحب فراش ہوا۔ وید کو ن کے مرض دق وسل کا علاج کرانے
لگا کچھ دنون انہین حیلون سے اپنے تئین ا روند ار رکھا۔ بعد اسکے اپنی شفا کی
شہرت دی اور غسل کیا۔ حکما و ارباب طب و رفقار کو انعام اور برہمنون کو پن دیا
غلہ خام و نقد ہندو مسلمان مستحقون کو بانٹتا۔ بڑے بڑے پٹارون کو کاغذ سے
منڈھ کر اور طرح طرح کی شیرینی انمین بھر کر امرا کے گھرون اور فقرا کی خانقاہون مین بھیجتا۔
جہان اسنے اپنی بھاگنے کی جا بے مقرر کر رکھی تھی وہان دو تین گھوڑے راہوار
اس بہانہ سے بھیجدیے کہ وہ برہمنون کو پن کیے گئے ہین۔ ان گھوڑون کے ساتھ اپنے
ہم راز و ہمدم محرم رفیق بھی بھیجدیے ایک شخص جان نثار اسکے ہمراہیون مین
تھا جو شکل مین اس کے مشابہ تھا اسکو اپنے پلنگ پر لٹایا۔ اپنے ہاتھ کے مرصع چھلے
کے کڑے کو پہنایا اور اسکو سمجھا دیا کہ میری روانہ ہونے کے بعد بار بار کپڑے کی پگڑی
سر پر اوڑھ لینا اس طرح پڑے رہنا اور اس کڑے کو دکھلاتے رہنا تاکہ
اندر باہر جو بادشاہی آدمی آئین جائین وہ یہ جانین کہ سیواجی سوتا ہے پھر وہ
خود اور بیٹا دونو ٹوکرون مین بیٹھے اور مشہور یہ کیا کہ منڈھ کے برہمنون کے واسطے مٹھائی
انہین بھیجی جاتی ہے۔ ۲۷ ماہ صفر سنہ ۱۰۶۷ کو یون علاقہ آگرہ سے نکل آیا۔ جہان راہوار
گھوڑون کے پاس پہنچا اور دو پہر مین متھرا مین آگیا۔ یہان اسنے داڑھی موچھین منڈوا ڈالین
اور اپنے اور اپنے بیٹے کے چہرہ پر بھبوت لگائی۔ کچھ اشرفیان جواہر اس
پاس تھے اور چند فقیر اسکے راز دار تھے وہ انکے ساتھ غیر مشہور گھاٹ
سے جمنا پار گیا اور بنارس کی راہ اختیار کی۔ کہتے ہین کہ سیواجی کے بھاگنے سے
پانچ پہر بعد دکن کے ایک ہرکارہ نے جو جاسوسی اور خبر لانے پر نوکر تھا بادشاہ سے
عرض کیا کہ سیواجی بھاگ گیا۔ بادشاہ نے کوتوال سے پوچھا اسنے کہا کہ منزل گاہ کے
گرد چوکیان بیٹھی ہوئی ہین۔ ہرکارہ نے پھر مبالغہ سے عرض کیا تو کوتوال کے

آدمی دیکھنے گئے تو دیکھا کہ سیوا سوتا ہے اور اسکا کڑہ طلائی یکتائی کے نیچے دکھائی
دیتا ہے تو ہرکارہ نے کہا کہ اگر سیوا جی چالیس پچاس کوس نہ نکل گیا ہو تو مجھے مار ڈالئے
آخر کو تجسس و تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ سیوا جی بھاگ گیا بادشاہ نے جانا کہ رام سنگہ کی
سازش سے یہ کام ہوا ہے اسلئے اسکو منصب سے معطل اور مجرے سے منع کر دیا اور
حکم دیا کہ اطراف دکن جانب شرقی و شمالی کے گرز بردار صوبہ دارون کے نام احکام
لے جائین کہ جہان سیوا اگر تیرہ پا ملے اسکو حضور مین روانہ کرین ان ہی دنون مین راجہ
جے سنگہ مہم بیجاپور سے فارغ ہوکر اورنگ آباد مین آیا تھا اسکو فرمان بھیجا کہ
پہلے اس سے کہ سیوا جی کے بھاگنے کی خبر پھیلی نیتاجی پالکر کو مقید کرکے حضور مین بھیجدے اور
پھر اس مرغ از قفس جستہ کی جست و جو مین مشغول ہوا اور اسکو کسی جگہ قرار لینے اور جمعیت
فراہم نہ کرنے دے۔ احمد آباد اور برار کی راہ سے اسکے فرار ہونے کا احتمال زیادہ
تھا۔ اسی طرف بادہ تاکید کے ساتھ گرز بردار تعین کئے گئے۔ سیوا جی بنارس کی
سمت مین بھاگا تھا وہان چار پانچ روز تلک یا ہفتہ کے بعد اس طرف گرز بردار
رخصت ہوے۔

کرنیل ڈف صاحب مرہٹون کی کتابون سے سیوا جی کے فرار ہونے کا حال یہ لکھتے
ہین کہ جب سیوا جی کو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے مجھے مجرے سے منع کر دیا تو وہ بڑا
سٹ پٹایا اور کچھ توقف کرکے اسنے اورنگ زیب کی اصل نیت دریافت کرنے
کے لیئے رگھوپنت کے ہاتھ ایک عرضداشت بادشاہ پاس بھیجی جسمین یہ لکھا کہ مین
دہلی ان سببون سے آیا کہ حضور نے مجھے بلایا اور وعدے کئے کیسی کیسی خدمات مین نے
کین شرائط حضور نے لکھدین مین نے ان وعدون کو پورا کیا جو بین نے کئے۔ اب بھی مین
لشکر شاہی کے ساتھ عادل شاہی یا قطب شاہی سلطنت کے استیصال کرنے کے لئے مدد
کرنے کو تیار ہون اگر حضور کو مجھ سے خدمت گذاری کرانا پسند نہین ہے تو مجھے اپنی
جاگیر مین جانے کی اجازت ملے۔ یہان کی آب و ہوا نہ مجھے موافق ہے۔ اور نہ اور

نہ اور اہل دکن کو جو میری ہمراہی مین ساز گار ہے۔ اورنگ زیب نے ٹالم ٹولے کا جواب اسکو
دیا اور شہر کے کوتوال کو ہدایت کی کہ سیواجی کی منزلگاہ کے گرد پہرہ چوکی لگادے
اور اسکی نگاہ داشت اچھی طرح کرے اور اسکو گھر سے باہر جبتک نکلنے نہ دے کہ
کوئی گروہ اسکا ضامن نہ ہو سیواجی اشکایت آمیز عرائض کرنے لگا اور اپنے
نوکرون کے یہان روک لینے کی سختی کی فریاد کی۔ بادشاہ نے خوش خوش
دکن کو اسکے نوکرون کے چلے جانے کی اجازت دی۔ کیونکہ سیواجی کی جمعیت
کے گھٹ جانے سے بادشاہ کے بس مین اسکا رہنا اور زیادہ آسان ہوگیا۔
سیانون کو دور کی سوجھا کرتی ہے سیواجی کو اپنے دوستون کو عافیت کے ساتھ
قید سے نکال کر اپنا قید سے نکلنا آسان ہوگیا۔ رام سنگہ اسکا رازدار تھا اور
اسکے باپ نے جو سیواجی سے وعدے کئے تھے انکے سبب وہ سیواجی کے بھاگ جانے
کے ارادہ سے چشم پوشی کرتا تھا سیواجی پر ایسی سخت قید نہ تھی کہ وہ کہین ملاقات
کو نہ جا سکتا ہو وہ امراء دربار پاس جایا کرتا اور انکو تحفے تحائف بھیجا رہتا اور
اسطرح انکو اپنا ایسا معین دیا بنایا کہ اسکی مطلب برآری کے لئے کافی تھا اس نے
اپنے تیئن بیمار بنایا۔ ویدکون سے اپنا علاج کرایا۔ اول اپنے تیئن سخت بیمار ظاہر
کیا پھر مرض کی تخفیف کا اظہار کیا اور برہمنون کو پن دان دینا شروع کیا۔ ان
ویدکون کو انعام دیا۔ بڑے بڑے پٹارے یا ٹوکرے بنوائے۔ ان کو مٹھائی
سے بھر کر بڑے بڑے امیرون اور اپنے دوست آشناؤن کو اور مسجد ون
مین فقیرون مین تقسیم ہونے کے لئے بھیجنی شروع کئے اول اول پہرہ کے سپاہیون نے
نوکرون کی تلاشی لی پھر چھوڑ دی۔ جہان لیا گیا مین مٹھائی ہوتی ہے چند دنون
کے بعد سیوا ایک پٹارے مین خود بیٹھا اور دوسرے مین بیٹے کو بٹھا دیا ان ٹوکرون کو
نوکرون نے سر پر اٹھایا اور چوکی پہرہ سے انکو یون باہر نکالا اور ایک مخفی جگھہ
پہنچایا۔ پھر دہلی کی نواح مین اسجگھہ وہ آیا جہان اسکے لئے گھوڑا کسا یا تیار کھڑا تھا

اسپر چڑھا اور بیٹے کو شہ بالا بنایا دوسری دن متھرا پہنچا۔ جہاں بعض برہمن اور
اسکا خیرخواہ دوست نیتاجی و بابوسی رائے انتظار کر رہی تھے۔ اُنہوں نے اُسکے لیے
سارا سامان تیار کر رکھا تھا۔ پونہ دلیش کے برہمن کا ایک خاندان یہاں رہتا تھا
اسکو سنبھاجی کو حوالہ کیا وہ موٹھمل نیابک جی کا کچھ رشتہ دار تھا سنبھاجی کئی مہینے
یہاں رہا۔ پھر دکن میں پہنچا دیا گیا سیواجی گسائین کے بھیس میں بہت پرتش گائون
مین جا بتے کو گیا۔ مگر اسکے دکن جانے کی راہ صحیح صحیح نہین معلوم۔ وہ تو مہینے کے اخیر
دسمبر سنہ ۱۶۶۶ مین رائے گڈھ مین آیا۔

اب ڈاکٹر برنیر صاحب کی داستان سنیئے کہ جب ایران کی چڑھائی کا بادشاہ کا
ارادہ ہوا تو اُسنے سیواجی کو نہایت مشفقانہ محبت آمیز کلمات مین فرمان
اور اسکی فہم و فراست و سخاوت و شجاعت وغیرہ کی بہت تعریف لکھی اور راجہ
جیسنگہ بھی اُسکی جان و آبرو کی حفاظت کا ضامن بنا اسلیے سیواجی بھی مطمئن
ہو کر دہلی مین حاضر ہوا۔ مگر اتفاق وقت سے دہلی مین شائستہ خان کی بیوی
بھی اس وقت موجود تھی وہ اس امر پر مصر ہوئی کہ جس شخص نے میرے بیٹے کو مارا ہے
شوہر کو زخمی کیا ہو شہر سورت کو لوٹا ہو وہ ضرور مقید ہونا چاہیئے۔ اس سبب
سیواجی یہ دیکھ کر کہ ہر سمت مین اسکے خیمون کی تاک مین تین چار امیر لگے رہتی ہین
ایک رات کو بھیس بدل کر نکل گیا اسکے بھاگ جانے کا محل مین بیگمات کو بہت رنج و افسوس
ایک مورخ لکھتا ہے کہ اس موش کو ہی نے جب اورنگ زیب کی شان و شوکت
دیکھی تو اس کے ہوش اُڑ گئے اور بیہوش ہو گیا۔ جب ہوش مین آیا اس دربار کی عظمت کو
نہ دیکھ سکا وہاں سے بھاگ گیا۔ مورخون کے بیان گو مختلف ہین۔ مگر سب سے زیادہ
صحیح بیان عالمگیر نامہ مین لکھا ہے۔ گو کرون یا بھاٹون کی باتین مرہٹون نے جن کی
عادت مین تاریخ کے ساتھ کہانیاں جوڑنے کی ہی لکھی ہین۔

اس ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ بجائے اسکے کہ سیواجی کو اپنا دوست بناتا

جو اسکے قدمون تلے آگیا تھا اپنا دشمن بنالیا۔ عالمگیر یہ سمجھا کہ ساری ہندوستان
مین کوئی امیر اور سپہ سالار ایسا نہین ہی کہ وہ مہمات دکن مین خدمت گذاری کامیابی
کے ساتھ سیوا جی کی برابر کرسکے اسلئے یہ سمجھ کر کہ وہ ایک ہندو اپنے مذہب مین
دیوانہ ہے اسکے حسب دلخواہ خاطرداری نہ کی۔ اپنی شان وشکوہ کی نمود
کے لئے اسکو پنجہزاری منصبدارون مین بٹھایا اور اسکو دکن مین اپنا قائم مقام
نہ بنایا جسسے یہ مرہٹہ آزردہ خاطر ہوکر بھاگ گیا اور بھاگنے کے بعد جو اسنے کام
کئے وہ آگے بیان ہونگے۔

(۲۰) [illegible]

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ تربیت خان ایران کے نامہ کا جواب لیکر ایران کو
روانہ ہوا تھا جب یہ سفیر ایران جاکر اصفہان مین شاہ سے ملا تو وہ
اسپر ملتفت نہ ہوا۔ بے سبب غبار خاطر کے آثار ظاہر کئے اور آئین مخالفت
وودا د اور قانون یکجہتی واتحاد کے برخلاف باتین ظہور مین آئین بعض
اوقات سپہ کشی اور رزم آزمائی کا عزم اور ولایت بادشاہی کی سرحد مین
لشکر بھیجنے کا داعیہ کیا اور اور رنجش کی باتین ظاہر کین۔ ایک سال بعد تربیت خان
فرح آباد سے رخصت ہوا۔ اسکی روانگی کے بعد شاہ ایران نے اپنی لشکر کشی
کے ارادہ کو ظاہر کیا۔ خراسان مین بڑی سپاہ بڑے توپخانہ کے ساتھ متعین
کی اور فرح آباد سے اصفہان کو روانہ ہوا اور اس عزیمت کا اسباب سرانجام
دیا کہ خود متعاقب خراسان مین آئے۔ بادشاہ پہلے سے ان باتون کو سن رہا
تھا۔ اب ممالک محروسہ کی حدود مین تربیت خان آیا تو اسکے عرائض سے یہ
حال بہ تفصیل معلوم ہوا۔ بادشاہ نے بھی ایران کا ارادہ کیا تو۔ بادشاہزادہ
محمد معظم کو راجہ جسونت سنگہ کے ساتھ چہارم ربیع الاول ۱۰۷۷ھ کو کابل مین
صوبہ مقرر کیا اور بیس ہزار سوار اسکے ساتھ کئے اور بعض امراء جو حضور مین حاضر
تھے اور بعض جو اپنے اقطاع مین تھے انکو ساتھ جانے کا حکم دیا اور خود۔۔

پنجاب جانے کا ارادہ کیا۔ مگر شاہ عباس جب فرح آباد سے اصفہان کو چلا تو خناق کے
مرض مین مبتلا ہوا اور چند روز مین مرگیا صفی مرزا اسکا بڑا بیٹا جانشین ہوا۔ عالمگیر کو اسکے
مرنے کا افسوس ہوا اور اُس نے کہا کہ مین یہ چاہتا تھا کہ وہ زندہ ہوتا تو صف آرائی کا
لطف اُٹھتا۔ ابروت و فتوت کا اقتضا نہین ہے کہ ایران پر لشکر کشی کی جائے
اسنے شاہزادہ کے نام فرمان بھیجا کہ لاہور سے آگے نہ جائے اور اُلٹا حضور مین

اعتماد خان کا کشتہ ہونا

خافی لکھتا ہے کہ عبدالقوی ایک بڑا فاضل بادشاہ کا اُستاد تھا۔ بادشاہ نے
اسکو پنجہزاری کا منصب اور اعتماد خان کا خطاب دیا تھا۔ خلوت مین اسکو سامنے
بیٹھنے کی اجازت تھی۔ کمال تدین و راستی و صلاح و تقوی رکھتا تھا۔ ایک آدمی قلندر
وضع پر ایران کی طرف سے جاسوسی کا گمان ہوا۔ کوتوال اسکو پکڑ کر لایا۔ بادشاہ نے
اعتماد خان کو سپرد کیا کہ اپنے گھر لے جا کر حقیقت حال دریافت کرے۔ وہ اسکو اپنے گھر
لے گیا۔ فقیر سے حال پوچھا اُسنے کہا کہ مین فقیر ہون تو اعتماد خان نے اسیرا و تنبیہ کی۔
فقیر نے کہا کہ مین اصل حال آپ کے کان مین کہونگا۔ اُسنے کہا اچھا۔ جب وہ اُس کے
کان مین بات کہنے لگا تو باوجودیکہ اسکے ہاتھ پس پشت بندھے ہوئے تھے اُس نے
چھوٹی شمشیر جو اعتماد خان کی مسند پر رکھی ہوئی تھی جلدی لے کر اعتماد خان کے ایسی
ماری کہ اُسے آہ بھی نہ کھینچنے دی نوکرون نے فقیر کے ٹکڑے اُڑا دیے۔ عالمگیرنامہ
مین لکھا ہے جو خافی خان کے بیان سے زیادہ معتبر ہے کہ امیر خان صوبہ دار کابل نے
ان ایام مین چند بے سرو پا مغلون کو جاسوسی کے شبہ مین گرفتار کر کے بادشاہ پاس
بھیجا تھا۔ بادشاہ نے خان مذکور کو جو کار آگاہ و معاملہ فہم تھا تحقیق حال کے لئے مامور کیا
اعتماد خان نے ان ترکمانون مین سے ایک سپاہی وضع کو بے قید و زنجیر کے خلوت
مین اپنے پاس طلب کر لیا اور احوال کی تحقیق کرنے لگا کہ وہ ناگہان باہر گیا اور ایک غلام
پاس اسکے ہتھیار تھے اُس سے تلوار لے کر آیا اور خان مذکور کے ایک ضربت ایسی لگائی
کہ رشتہ حیات اسکا منقطع ہوا اُسکے پاس کے آدمیون نے اس قاتل کے ٹکڑے اُڑا لیے۔

خان مذکور حلیۂ فضل و کمال سے آراستہ محرم قدیم الخدمت راست گفتار و درست کردار
تھا۔ بادشاہ کو اسکا افسوس ہوا اور اسکے خویشون اور بیٹون کو خلعت اور مناصب سے
سرافراز کیا۔

نیتاجی کا مسلمان ہونا

بادشاہ کے حکم سے نیتاجی کو راجہ جیسنگہ نے دکن مین دستگیر کرکے بادشاہ پاس بھیجدیا
بادشاہ نے فدائی خان میر آتش کو اُسکی حراست کے لئے مقرر کیا۔ نیتاجی نے کہا کہ
مین مسلمان ہوتا ہون۔ بادشاہ نے اسکو مسلمان کرکے بہت سی عنایات کین جسکا آگے
بیان ہوگا۔

زمیندار چاندہ کا دلیرخان کے پاس حاضر ہونا اور پیشکش کا وصول ہونا

بادشاہ نے دلیرخان کو اپنے پاس بلایا تھا وہ کوکیون سمیت دریاء نربدہ سے پار
ہوا تھا کہ اس پاس حکم پہنچا کہ اُنجی ملار زمیندار چاندہ کی گوشمالی کو جاے وہ اس حکم کے
ورود ہونے کے بعد زندولہ خان و راجہ سجان سنگہ و راؤ بھاؤ در و قادرداد خان و
زبردست خان و آتش خان وہ برقنداز خان کے ساتھ بیرار و ملک چاندہ کی طرف روانہ
ہوا۔ ایرج خان صوبہ بیرار مع اس نواح کے فوجدارون کے اسکے ساتھ شریک
ہوا۔ جب چاندہ کی سرحد پر یہ پہنچے تو اسکے زمیندار پر خوف غالب ہوا اُسنے اپنی مدار المہام
تاکیا کو دلیرخان پاس بھیجکر اُسسے ملاقات کی درخواست کی۔ دلیرخان نے اسکو فضل و کرم
بادشاہی کا امیدوار کیا۔ تاکیا نے زمیندار کا اطمینان خاطر کیا وہ مع اپنے بڑے بیٹے
مدھکر کے موضع ماندورہ سرحد چاندہ پر دلیرخان کے سامنے بطور قیدیون کے آیا۔ ایک
ہزار اشرفی اور دو ہزار روپیہ اور دو گھوڑے اور ایک فیل برسم نیاز دلیرخان کے آگے پیش
کیے۔ سات ہزار اشرفی و پانچ لاکھ روپئے چند شتر و فیل و عرابہ پر لاد کر لایا تھا وہ بصیغہ جرمانہ
و شکرانہ سرکار خاصہ کے حوالہ کیے۔ دلیرخان نے اس سے کہا کہ اگر اپنے جان و ناموس کی
سلامتی اور موطن و ولایت کی بقا چاہتے ہو تو برسم جرمانہ دو مہینے کے اندر ایک کروڑ
روپیہ نقود و نفائس شاہوار مثل جواہر و مرصع آلات نقرہ و ہاتھیون کا سامان کرکے
اولیاء دولت کو حوالہ کرو اسکے سوا پانچ لاکھ روپئے دلیرخان کو جو اصلاح کا

واسطہ اور عفو جرائم کا ذریعہ ہوا ہے بطریق شکرانہ کے ہرسالہ دو لاکھ روپئے پیشکش
مقرری سرکار خاصہ مین ادا کرتے رہو قلعہ مانک درگ کو جو اس ریاست کا مضبوط قلعہ ہے اسکو
پادشاہی آدمیون کو مسمار کرنے دو۔ پادشاہ تمہاری ساری تقصیرات معاف کردیگا۔
اور رام سنگہ اسکے بڑے بیٹے کو نائب مناب مقرر کردیگا۔ دلیرخان نے ان سب باتون کی
منظوری پادشاہ سے منگالی۔ پادشاہ نے زمیندار کے لئے فرمان اور خلعت بھیجدیا۔ دلیرخان نے
بالجی راؤ کو اپنے پاس رکھا اور اسکے وکلا کو رخصت کیا کہ پیشکش کا سرانجام کرین۔ محمد لطیف کو
قلعہ مانک درگ کے انہدام کے لئے مقرر کیا اسنے جا کے تھوڑے دنون مین قلعہ کو خاک کی برابر
کیا۔ اسمین جا بجا روپیہ مدفون تھا اسکو نکال کر لاو۔ بجاپس آہنی تیغ بین و رام جنگی اور بہت سی
بندوقین لشکر شاہی مین ارسال کین اور اسی طرح قلعہ ہولی کو جو سرحد دیوگڈھہ پر تھا مسمار کیا۔
دو مہینے کے بعد پیشکش کا ستر لاکھ روپیہ وصول ہوا۔ بالجی لالا راؤ علیل مریض تھا اسکی
ولایت مین خلل پڑ رہا تھا اور باشندے و رعایا بھاگ کر متفرق ہو گئے تھے۔ دلیرخان
نے اسکو چھوڑ دیا اور اسنے پیشکش مین سے تین لاکھ روپئے اور اپنے پانچ لاکھ روپئے کل آٹھ
لاکھ روپیہ کے ادا کرنے کا دو مہینے کے عرصہ مین مچلکہ لکھا یا اور باقی تئیس لاکھ روپیہ بتدریج
تین سال مین ادا کیا جاتا۔ اور ہر سال دو لاکھ روپیہ مقرری بھیجنے کا اقرار لیا۔ پادشاہ نے
جو خلعت اسے بھیجا تھا وہ بھیجدیا۔ زمیندار دیوگڈھہ کی جو سرحد چاندہ سے متصل تھا اسکی
تادیب پر متوجہ ہوا۔ تھوڑے دنون مین اسنے پندرہ لاکھ روپئے وصول کیئے اور یہ
مقرر کیا کہ سال بسال دو لاکھ روپیہ پیشکش دیا کرے اور حال مین قریب النصف کے پیشکش
وصول کی۔ راجہ جیسنگہ بیمار ہو کر مرگیا۔ بالاگھاٹ کا انتظام بگڑ گیا۔ پادشاہ نے حکم
فرمایا کہ از سر نو بیجاپور کی تیاری کی جائے دکن کا صوبہ دار دلیرخان مقرر ہوا۔ دلیرخان نے
دونو زمیندارون سے باقی پیشکش کے وصول کرنے کے لئے قادرداد خان کو مقرر کیا۔
خود اورنگ آباد روانہ ہوا



سوانح سال دہم جلوس سنہ

بادشاہ کے جلوس سال دہم کا جشن ہوا۔ اس سال مین شہزادہ کام بخش پیدا ہوا۔ شاہزادہ محمد معظم لاہور سے آیا۔ اسکو اور محمد اعظم کو خلعت گران بہا عنایت ہوئے سیواجی کا خویش نیتاجی جو مسلمان ہوا تھا اسنے فتنہ کر کے شعار و آداب مسلمانی کو اختیار کیا تھا۔ بادشاہ نے اسکو منصب سہ ہزاری دو ہزاری سوار اور محمد قلی خانی کا خطاب عنایت کیا۔ بادشاہ کے جشن مین ایران و توران و بلخ و بخارا و حضرموت و حبش کے ایلچی موجود تھے جنکو انعام و خلعت ملے۔

شاہزادہ محمد معظم کا دکن جانا

راجہ جیسنگ بادشاہ کے حکم سے اورنگ آباد مین تھا۔ بادشاہ نے اسکو اپنے پاس بلا لیا۔ شوال سنہ کو شاہزادہ محمد معظم کو دکن کی صوبہ داری پر رخصت کیا اور ملک و دولت کی مصلحتون کے وجہ سے مہاراجہ جسونت سنگہ و راجہ رائسنگہ سیسودیہ و صف شکن خان و صفی خان و راجہ رائے سنگہ کچھواہہ و عزت خان و سربلند خان کو شاہزادہ کے ہمراہ کیا اور راجہ جیسنگہ کو لکھا کہ جسوقت اورنگ آباد مین شہزادہ آئے اسوقت وہان سے روانہ ہو کر میرے پاس آئے مگر راجہ راہ ہی مین تھا کہ بیمار ہو کر مر گیا

پہلے زمانہ مین اقوام یوسف زئی کے یورت و مسکن سرزمین قندھار و قرا باغ تھے۔ بعض سببون سے ان حدود سے وہ پراگندہ ہوگئے اس زمانہ مین کہ مرزا الغ بیگ کابلی حکم روائے کابل تھا وہ کابل مین آئے مگر یہان انکی دال نہ گلی تو وہ آخر کو سرزمین سواد و بجور مین چلے گئے یہان قوم سلطانی جو اپنے تئین سلطان سکندر کی اولاد دختری بتاتے ہین مرزبانی کرتے تھے۔ اول انکی اقوام یوسف زئی خدمت گذار بنین اور پھر کافر نعمتی کر کے قوم سلطانی کو اڑا کر خود سلطانی کرنے لگین اور تمام دشت و کوہ پر تسلط کر لیا۔ پہلے مرزبانون کو گمنامی کے کونون مین بٹھا دیا۔ انمین سے بعض حب وطن کے سبب سے اب تک اس مرز و بوم مین مسکن رکھتے ہین اور ترک یورت قدیم کو ننگ سمجھتے ہین۔ غرض اب سو سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ اقوام یوسف زئی اس ملک مین

بستی ہین وزدی اور رہ زنی کرتی ہین ۔بنگاہ انکا سواد اور بجور ہے لہور پہاڑ
سے باہر کی سرزمین پہ بھی قبضہ کر لیا ہے اس کوہستان کا طول بیس کوس اور
عرض بعض جگہہ بیس کروہ اور بعض جگہہ پندرہ کروہ ہے ۔خوش مرغزار و دلکش باکیزہ
جنگل آن پاس ہین سرزمین دو جانب سے تو دریائے نیلاب سے ملتی ہے اور ایک جانب
اس دریا سے ملتی ہے جو خطہ کابل سے آن کر نوشہرہ مین بہتا ہے اور چوتھی جانب
مین کوہ شمالی ہے حضرت عرش آشیانی (اکبر) کے عہد مین معرکہ آرائیان زین خان
کوکلتاش و بیربل و حکیم ابوالفتح نے یہان کین انکا بیان اقبالنامہ اکبری مین مفصل لکھا گیا
ہے ۔غرض انکی تنبیہ و تاکید اس قدر ہو گئی تھی کہ وہ قدم جرأت اپنی حد سے باہر
نہین نکالتی تھین اگرچہ وہ خود سر تھین باجگذار نہ تھین لیکن وہ اپنی حدود سے
باہر قدم نہین رکھتی تھین ان دنون مین انکے سردار بہاکو نے فساد اٹھایا اور اس
قوم کے قبائل کو باہم متفق کیا اور ایک فقیر محمد شاہ کو اپنا ہادی بنایا اور بہرہ
خوشا کے ملانون مین سے ملا چالاک کو پیشوا بنایا ـــــ بہاکو کی صلاح دید سے
پانچہزار افغانون کے ساتھ قلعہ چھاچھل پر چڑھ گئے یہ قلعہ حدود پکھلی مین تھا جس کے
مرزبان شادمان کا گماشتہ شمشیر اس قلعہ مین تھا ۔غدر و مکر سے اس قلعہ کو انہون
نے لے لیا ۔اور ان حدود مین شورش انگیزی شروع کی لنخاعنہ یوسف زئی کے
ایک گروہ انبوہ نے دریائے نیلاب و حدود اٹک مین اپنی حد سے باہر قدم رکھا
اور ممالک محروسہ پر دست تعرض دراز کیا ۔جب بادشاہ کو ان حدود کے وقائع
نگارون سے یہ خبر معلوم ہوئی تو اٹک کے فوجدار کامل خان پاس فرمان بھیجا کہ دریائے
نیلاب کے نواحی کے جاگیردارون و فوجدارون کو جمع کرکے حتی المقدور اس طائفہ
کی تادیب مین مشغول ہو امیر خان صوبہ دار کابل کو فرمان گیا کہ شمشیر خان پانچہزار
سپاہ کے ساتھ ان مفسدون کے دفع کرنے کے لئے روانہ کرے ۔کامل خان
نے شمشیر خان کے ملنے کا انتظار نہین کیا اپنے ہمراہیون اور لشکری گکھرو

اشرف و خوشحال خٹک کو ساتھ لے کر اٹک سے برآمد ہوا۔ اور گذر ہارون
کی طرف جو ولایت یوسف زئی کے روبرو واقع تھا روانہ ہوا کہ قوم
یوسف زئی کی تنبیہ کرے۔ پشاور میں امیر خان کا نائب عبدالرحیم تھا اس نے
کامل خان سے مدد طلب کی تھی۔ امیر خان کے اشارہ سے فوراً مراد قلی سلطان
گکھڑ و راجہ راسنگھ بھدوریہ ۱۶ شوال کو کامل خان سے مل گئے۔ یوسف زئی
بھی دریائے نیلاب سے اس طرف نکل کر گذر ہارون پر جنگ و پیکار کے قصد سے مقیم
ہوئے۔ جب لشکر شاہی گذر ہارون پر آیا تو دریا کے پار مخالفوں کے پچیس ہزار سوار
اور پیادے اتر آئے تھے اُن میں سے دس ہزار جنگ کے آہنگ میں متفق ہوئے
سخت لڑائی ہوئی لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی۔ یوسف زئی سراسیمہ ہو کر
دریائے نیلاب سے گذرے لشکر شاہی انکے تعاقب میں گیا۔ یوسف زئی کے دو ہزار
آدمی مارے گئے اور بہت آدمی مجروح ہوئے بعض ڈوب گئے۔ گذر ہارون پر
دریا کے تین شعبے ہوتے ہیں ایک ان میں پایاب تھا۔ اس سے گذر کر جان سلامت
لے گئے۔ لشکر شاہی نے مفسدوں کے چار سو سر اتارے۔ کامل خان نے ان میں سے
ایک سو بیس سر پشاور بھجوائے اور باقی سروں کا ایک منار بنایا۔ تاکہ لوگوں کو عبرت
ہو۔ بادشاہ نے یہ خبر سنکر کامل خان کو خلعت و فیل دیا اور منصب میں پانصدی
دو صد سوار کا اضافہ کیا۔ کامل خان نے گذر ہارون پر اقامت کی۔ چاروں
طرف اسکی کمک کے لئے لشکر شاہی آگیا اور وہ یوسف زئی کے ملک میں گھس گیا
مخالف موضع ادھند میں جو دھنہ کوہستان کہلاتا ہے فتنہ انگیزی کے لئے
جمع ہوئے۔ بادشاہ نے مصلحت وقت جان کر محمد امین خان بخشی کو کابل کا
صوبہ مقرر کیا اور یوسف زئی کی تنبیہ کے لئے حکم دیا وہ نو ہزار سپاہ کے ساتھ
۱۰ ذیقعدہ کو اس طرف روانہ ہوا۔ شمشیر خان کی فوج جو افغانان یوسف زئی
کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئی تھی اسکی کئی لڑائیاں یوسف زئی سے محمد امین خان کے

پہنچنے سے پہلے ہوئین اور یہ قوم مغلوب منہزم ہوئی جس کی مجمل کیفیت یہ ہے کہ شمشیر خان و
عبدالرحیم ملازم امیر خان کابل مین لشکر کومکی کے ساتھ مفسدون کی ولایت مین پہنچے اور سرزمین
مندر مین اترے یہ مقام کوہستان یوسفزئی سے باہر یوسفزئی کا محل کشت و زراعت
میدان گرو فر ہے۔ یہان سے موضع اضنہ مین کہ دھند کوہستان ہی کھانے بچھانے اور مورچال
لگانے اور تنظیم و نسق کرنے کا قصد تھا کوہستان سے باہر جو یوسفزئی کے مساکن و مواطن و دیہات
اور مزارع تھے انکو لشکر شاہی نے تاخت و تاراج کیا۔ شمشیر خان کو معلوم ہوا کہ
یوسفزئی نے کسی مجہول کو دست آویز بنا کے موضع منصور و پنج بیر و مرغز مین فساد
اٹھانے کا ارادہ کیا ہے۔ ۱۲ ذی الحجہ کو لشکر شاہی نے مخالفون کو پنج بیر مین شکست
دی اس جنگ مین شمشیر خان کا بھائی اور کئی بڑے بہادر مارے گئے مفسدون کے
اکثر قریے و مساکن کو آگ لگائی اور ان کے مواشی کو غارت کیا اور دو روز بعد
شمشیر خان نے پنج بیر کی بائین جانب جا کر مواشی اور اموال کو لوٹا اور بالکل آبادی کا
نشان نہین چھوڑا اور چار موضع مرغز سے آگے لوٹ لئے ان مقدمات کے بعد
بہاکوا اور یوسفزئی کے اور ملکون نے الوس کوزئی اور ملی زئی کو جو اہل سواد اور بنیر مین
جمع کرکے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ ۱۵ محرم کو انہون نے سپاہ نا محصور کے ساتھ
موضع منصور مین آن کر مورچال مستحکم کئے اور سپاہ کی پیادہ بندی کی۔ دوسرے روز
لڑائی کو آئے شمشیر خان لشکر کو مرتب کرکے ان سے لڑنے گیا۔ افغانون نے بندوق
و تیر سے لڑائی شروع کی لشکر شاہی انکو بھگاتا ہوا منصور پر انکے مورچالون کے
سامنے آیا۔ قریب تھا کہ ہزیمت پاتا مگر شمشیر خان نے اسے سنبھال لیا سخت لڑائی
ہوئی۔ یوسفزئی کو شکست فاحش ہوئی۔ ہوا گرم چل رہی تھی بعضے بھاگ کر
پنج بیر پہنچے تو اتنا پانی پی لیا کہ شعلۂ حیات انکا بجھ گیا۔ ایک گروہ بے آبی سے تشنہ لب
سرائے عالم کو چلا گیا۔ ایک گروہ نے کوہ پر ایک موضع مین کوشش و آویزش مین ثبات کیا
شمشیر خان انکے دفعیہ مین مشغول ہوا جب تیر و تفنگ سے انکو دفع نہ کر سکا تو بے توقف

و درنگ لشکر شاہی گھوڑون سے اتر کر پیادہ پا اور سپرون کو منہ پر لگا کے مردانہ وار کوہ پر چڑھا بعض دشمنون کی جان لی بعض کو امان دیکر دستگیر کیا مین سو آدمی جنمین چند معتبر ملک السادات تھے مقید کئے۔ پادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو شمشیرخان کا اضافہ منصب کیا محمد امین خان بھی یوسف زئی کے ملک مین آگیا اور اُسنے انکے مساکن و مواطن کی تخریب مین کوشش کی۔ پادشاہ کا حکم اس پاس آیا کہ شمشیرخان کو اودھند مین چھوڑکر اور اسکی کمک کو لشکر بھیجکر تم خود ہمارے پاس چلے آؤ۔ محمد امین خان نے جو کام اس مہم مین کیا اسکی کیفیت یہ ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو موضع لکی مین پہنچکر شمشیرخان کو اودھند سے اپنے پاس بلایا۔ اس پاس شمشیرخان آیا اور قوم اونمازی کے ملکون کو جنہون نے اطاعت کی تھی ساتھ لایا محمد امین نے انکو خلعت دیکر اپنے وطنون کو رخصت کیا اور انکو کہدیا کہ اطاعت کروگے تو لشکر شاہی کی سطوت سے امین رہوگے۔ فریق یوسف زئی سے قوم شیر پا شہباز گڈھ سے کوہ کرہ مار تک جابجا سکونت رکھتی تھی۔ اور موقع پاکر دنگی کرتی تھی۔ محمد امین خان شہباز گڈھ مین گیا لشکر شاہی کوہ کرہ مار کے اندر فضا مین داخل ہوا اور چند قریون کو آگ لگا کے خاک کی برابر کیا چھ ہزار مویشی پکڑ لئے۔ محمد امین خان موضع سنجل مین آیا جو کوہ سواد پر واقع ہے یہان خوب تاخت و تاراج کی اور بہت مواشی لے لئے۔ اس لوٹ مار کے بعد ۲۷ ربیع الثانی کو اودھند مین آیا اور شمشیرخان کو مہم کا اہتمام سپرد کرکے اور اپنے دو ہزار آدمی دیکر ۷ جمادی الاولی کو ان حدود سے مراجعت کی۔

۲۵ جمادی الاولی کو جشن شمسی ہوا۔ عبدالرحمن خان بن نذر محمد خان کو پانچہزار روپئے اور محمد بدیع بن خسرو بن نذر محمد خان کو ہزار روپئے اور اسکے چھوٹے بھائی باقی محمد کو تین ہزار روپئے و خوشحال بیگ کاشغری کو شمشیر با ساز مینا کار و محمد منصور برادر عبداللہ خان والی کاشغر کو خطاب ناصر خانی و جیغہ مرصع و ایک ہاتھی اور پانچہزار روپیہ ملا۔ ۲۰ ربیع الثانی رستم بے ایلچی عبدالعزیز خان کو خلعت فاخرہ و شمشیر مرصع با ساز طلا و ایک ہاتھی اور نہ ہزار روپیہ اور اسکے ہمراہیون کو ۱۲ ہزار روپیہ و خوشحال بیگ ایلچی سبحان قلی خان کو

جشن شمسی

خلعت و اسپ با ساز و طلا و شمشیر و سپر ہر دو با ساز طلا و مرصع و ایک ہاتھی اور بہ ہزار روپیہ اور اسکے بیٹے یار محمد کو خلعت و خنجر اور ایک اشرفی پچاس مہری اور اس کے رفیقون کو چار ہزار روپیہ مرحمت ہوئے۔ اول سے آخر تک سفیر بخارا اور اسکے رفیقون کو دو لاکھ روپئے کے قریب اور ایلچی بلخ اور اسکے متعلقین کو ڈیڑھ لاکھ روپئے کے قریب اور الشیم والی آورنگنج کو خلعت اور چھ ہزار روپیہ انعام دیا اور ایک خنجر مرصع بہا گران والی مذکور کے لئے بھیجا گیا اور بیس ہزار روپئے اسکو حوالہ ہوے کہ ہندوستان کی امتعہ خرید کر کے اسکو حوالہ کرے اور خواجہ موسیٰ و خواجہ زاہد کو جو جوئباری خواجہ ہین ہر ایک کو پانچہزار روپیہ بھیجا گیا یہ انعامات ہمنے وہ لکھے ہین جو غیر ملکون کے سفیرون کو دئے گئے ہین جس سے شان دربار عالمگیری معلوم ہوتی ہے کہ کن کن غیر ملکون کے بادشاہون سے اسکی مراسلت تھی اور انکے سفیر اسکے دربار مین آتے تھے۔

کشمیر اور زمیندار تبت کی عرض سے معلوم ہوا کہ عبد اللہ خان والی کاشغر بیٹے کی ہاتھ سے تنگ ہوکر بیت اللہ جانے کے ارادہ سے کمال بیسروسامانی کے ساتھ ان حدود مین آیا ہے چند اہل و عیال اسکے ہمراہ ہین۔ بادشاہ نے خواجہ محمد اسحاق کو مہماندار مقرر کیا اور سرانجام ضروری کے ساتھ اسکے استقبال کو روانہ کیا اور اسکے ساتھ ایک سو گھوڑے با ساز مینا و طلا و سادہ اور ہاتھی با ساز نقرہ و خنجر و شمشیر مرصع و ظروف طلا و نقرہ و اقسام اقمشہ و فرش بھیجے اور پچاس ہزار روپیہ نقد خزانہ کشمیر سے تنخواہ کر کے بھیجے۔ محمد امین خان کہ لاہور مین اپنے تعلقہ صوبہ مین گیا ہوا تھا۔ حکم گیا کہ عبد اللہ خان کے آنے تک وہان توقف کرے اور اسکی ضیافتین تقدیم کرے اور خزانہ لاہور سے پچاس ہزار روپئے اسکے پاس پہنچا وے اور سب طرح سے اسکی مہمانداری مین مشغول ہو۔ جابجا حکام فوجدارون کو مہمان نوازی و مسافر پروری کے لئے احکام صادر ہوئے جب وہ دار الخلافہ کے قریب آیا تو بادشاہ نے جعفر خان کو اسکے استقبال کے لئے بھیجا اور اعزاز تمام کے ساتھ

عبد اللہ خان والی کاشغر کا بیت اللہ جانا۔

عبادت خانہ مین بلاکر ملاقات کی اور آٹھ مہینے تک مہمان رکھا اور پھر کعبۃ اللہ
سامان درست کرکے روانہ کیا۔ سورت تک اسکی ہر جگہہ بڑی خدمت گذاری ہوئی
دس لاکھہ روپیہ اس کی مہمانداری مین صرف ہوا۔

عالمگیر کی سلطنت کے دس سال کے حال لکھنے کے لیئے عالمگیرنامہ محمد کاظم زیادہ رہنما تھا
دس سال کے بعد بادشاہ نے منع کردیا کہ سلطنت کے حالات کو کوئی مورخ قلمبند نہ
کرے۔ اسلیئے کوئی تاریخ اس بادشاہ کی باقی چالیس سال سلطنت کی بالاجمال اور
بالتفصیل ایسی نہین ہے جیسی کہ اسکے آبا و اجداد کی موجود ہے۔ جن کتابون سے باقی
حال مین لکھتا ہون یہ ہین۔ اول مآثر عالمگیری جسکو مستعدخان نے خفیہ لکھا ہے اسمین
واقعات دکن مین قلعون اور ملکون کی فتوح کو بیان کیا ہے مگر وہ واقعات جوان
مہمات مین پیش آئے انکا ذکر نہین کیا اچھا رُخ دکھایا ہے دوسرا رُخ چھپایا ہے۔ دوم
منتخب اللباب خافی خان ہے۔ خافی خان کا باپ سلطان مراد بخش کا نوکر تھا۔ وہ
عالمگیر سے ناخوش تھا اسکا بیٹا مورخ ہے جسنے باپ سے بہت واقعات سُن کر
ایسے لکھے ہین جنمین عداوت کی بو آتی ہے کبھی کبھی مخالفت مذہبی کے سبب بادشاہ کے
حال لکھنے مین نعمت خان عالی کا بھائی بنجاتا ہے۔ اپنی تاریخ کو ہجو بناتا ہے اور عالی
کی مضحکات نظم مین نقل کرتا ہے۔ سوم تاریخین جو مرہٹون نے لکھی ہین اور انگریزی مین ترجمہ
ہوئی ہین اُن تاریخون مین افسانے اور کہانیان بہت ہین تاریخ کم ہے۔ چہارم
وہ تاریخین جو اہل فرنگ نے جو اس زمانہ مین ہندوستان مین موجود تھے لکھی ہین جیسے فرانسیسی
ڈاکٹر برنیر ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب دانشمند خان کا ملازم تھا جو ہندوستان کے امرا
کی مجالس سے واقف ہین وہ جانتے ہین کہ واقعات ملکی کی داستان سرائی کس طرح مجالس
مین ہوتی ہے اور کیا کیا طرافتین آئین خرچ ہوتی ہین اس اجنبی ڈاکٹر نے اس اپنے
آقا کی مجلس مین جو باتین سُنین انکو سچ سمجھ کر اپنے فرانسیسی دماغ سے عقلی تکے انمین لگا کے
ایک ایسی دلچسپ تاریخ لکھدی جسکے مطالعہ سے وہ آدمی مغالطہ مین پڑتے ہین۔

جو معتبر کتابون پر نظر نہین رکھتے —

واقعات سال یازدہم ۱۰۷۸ھ لغایت سال بست ویکم

روز بروز امور شرعی کے اجراء اور اوامر و مناہی الٰہی کے پاسداری مین بادشاہ کی تقید بڑھتی جاتی تھی متصل احکام جاری ہوتے تھے کہ راہداری اور پاندری وغیرہ موقوف کی جاے جس سے لاکھون روپئے کی آمدنی ہر سال سرکار کو حاصل ہوتی تھی وہ مسکرات کے رواج اور خرابات خانون کو موقوف کرتا تھا۔ ہنود کے معبد خانون مین ہر قوم کے زن و مرد زیادہ شمار کے اندازہ سے روز و تاریخ معین پر جاترہ کے لئے جمع ہوتے تھے اور لاکھون روپیہ کے مال کی خرید و فروخت ہوتی تھی اور اس کے محصول کے بہت روپئے ہر صوبہ مین داخل ہوتے تھے اسکے موقوف کرنے کے لئے حکم صادر فرمایا۔ کلاونت نامی قوالون سے جو سرکار مین نوکر تھے انسے سرود خوانی سے توبہ کراکے انکے مراتب و مناصب کو زیادہ کیا اور سرود و رقاصی کے منع کا حکم صادر کیا۔ کہتے ہین کہ ایک جماعت کلاونتون اور قوالون نے بڑا ازدحام کیا اور ایک جنازہ کو بڑی شان سے اٹھایا اور اسکے آگے پیچھے روتے پیٹتے جھروکے درشن کے نیچے سے گذرے۔ جب بادشاہ نے جنازہ کی کیفیت استفسار فرمائی تو کلاونتون نے التماس کیا کہ راگ مرگیا ہے اُس کو مدفون کرنے کے لئے لے جاتے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو ایسا خاک مین دفن کرو کہ پھر صدا اور ندا نہ آئے —

بادشاہان سلف کے زمانہ مین اس سال تک یہ مقرر تھا کہ بادشاہ باوجود عارضہ بدنی کے اپنی سلامتی کی خبر کے انتشار کے لئے ایک دفعہ اور کبھی دو دفعہ وقت معین مین اُس جھروکہ درشن مین اپنی صورت دکھاتے تھے۔ جو دریائے جمنا پر شاہجہان آباد اور اکبر آباد مین مشرف ہے۔ امراء مجرائی کے سواء اس وقت سب قومون کے لاکھون زن و مرد دعا و ثنا بجالاتے تھے اور قوم ہنود مین ایک گروہ درشنی مشہور تھا کہ جب تک جھروکہ درشن کے نیچے جاکر بادشاہ کی صورت نہ دیکھتا تھا کوئی چیز نہین کھاتا تھا۔ عالمگیر نے

بادشاہ کا حال

اسکو بھی نامشروع جان کر جھروکے کے نیچے آدمیون کے جمع ہونے کو موقوف کر دیا اور
جھروکہ مین خود بیٹھنا چھوڑ دیا۔
آغاز سال دوازدہم کی ابتدا مین بادشاہ نے سنا کہ برہانپور مین محلہ احدی پورہ اور
کھڑکی پورہ آپس مین عداوت ہچشمی رکھتے ہین۔ ایام عاشورہ مین احدی پورہ کے آدمی
ہر سال گشت کے واسطے تابوت نکالتے ہین وہ مردم کھڑکی پورہ پر اور اور محلون
پر غالب تھے۔ گشت کے وقت تابوت کے ساتھ دو سو سے زیادہ سوار زرہ پوش اور
بندوقچی باہر نکلتے تھے۔ ایکرات کو تابوت کے گشت کے وقت کھڑکی پورہ کے
آدمیون سے انکا مقابلہ ہوا۔ ہر چند کھڑکی پورہ کے آدمیون نے اپنے تابوت کی
گشت کی راہ کو بدل کر احدی پورہ کے تابوت کے مقابلہ سے بچایا۔ مگر احدی پورہ
کے آدمیون نے جہالت سے اسکی راہ کو دو دفعہ روکا۔ جامع مسجد کے نزدیک جنگ
واقع ہوئی۔ ایسی جنگ عظیم ہوئی کہ کھڑکی پورہ والون کے ساتھ بہت سے تماشائی
شریک ہوگئے۔ اس قدر آدمی انکی اعانت کے لئے در و بام پر چڑھ گئے کہ کسی کا ندا اس
کے گھر پر سفال باقی نہین رہی اور پچاس احدیون سے زیادہ قتل ہوئے اور سو نفر
زخمی ہوئے۔ پچاس چالیس ہزار روپئے کے مروارید اور اقمشہ تابوت اور شدے احدیون کے
کے لٹ گئے۔ بادشاہ نے اس واقعہ کو سنکر حکم دیا کہ تمام صوبون مین لکھا جائے ایام
عاشورہ مین کوئی تابوت نہ بنائے اور نہ انکا گشت کرائے۔ بادشاہان سابق کے
عہد مین شاعر و منجم زیادہ اعتبار رکھتے تھے خصوصاً شاہجہان کے عہد مین اور ہر ایک بادشاہ کے
عہد مین ایک ملک الشعرا ہوتا تھا۔ اور وہ پائے تخت مین حاضر رہتا تھا۔ مصالح رکاب کے
دفتر دیوانی کا جزو منجمین کا گروہ سمجھا جاتا تھا۔ وہ بادشاہ کے روشناس نوکر ہوتے تھے
انکو یہ کام سپرد تھے فصول اربعہ کی تحقیق اور ماہہائے شمسی کے سرشتہ حساب کی تنخواہ
تیول جاگیرداروں اور نقدی احدیون و توپخانہ کی اور تقریر ساعت کے موافق
تقویم بنانی وہ سب موقوف ہوئے۔ شعر کہنے سننے کا اور ساعت از روئے

تقویم مقرر کرنے کا اور دفتر مین تقویم رکھنے کا رواج برطرف کیا۔ اہل دفتر نے عرض کیا کہ تاریخ ماہ شمسی کا حساب بروے تقویم محرر رکھتے ہین جواب ممنوع ہوا تو حساب طلب تنخواہ بغیر تقویم جاری نہین ہو سکتا تو فرمایا کہ

لاولا ملب لاولا لاششش مہ است للل وکطوکط لل شہور کوتہ است

پر حساب کر کے شمسی مہینون کے سرشتہ کو نگاہ رکھین۔ اس حکم سے حساب مین الجھیڑا پڑ گیا اور جن منصبدارون کو برسون کے بعد تنخواہ ملتی تھی انکو دس بارہ روز تنخواہ کا نقصان ہونے لگا۔

امور ملکی و مقدمات جزئی و کلی مین قضات ایسے مستقل ہوئے کہ امیران عمدہ صاحب مدار سلطنت کو انپر رشک و حسد ہوا چنانچہ قاضی عبدالوہاب احمد آبادی کہ قاضی القضات پادشاہی تھا اس نے اس قدر استقلال اور اعتبار پیدا کیا کہ تمام امراء با نام و نشان اس سے اپنی حفظ آبرو کا ملاحظہ کرتے تھے۔ مہابت خان ثانی کہ جو پادشاہ کی خدمت مین بڑا گستاخ تھا وہ ہمیشہ قاضی کی خفت کے درپے رہتا تھا۔ چنانچہ راوی ثقہ و محرمان خاندان قاضی سے سنا گیا کہ جن ایام مین مہابت خان مہم دکن مین مامور ہوا اور حضور سے مرخص ہوا اور اس نے مساعدت کی درخواست پادشاہ کی مرضی سے زیادہ کی اس ضمن مین اسکو خبر پہنچی کہ تین چار لاکھ روپیہ کا جواہر اور اسباب کشمیر و اکبرآباد اور مال قاضی احمد آباد کے بیوپاریون کے مال تجارت کی ہمراہ آیا ہے اور قافلہ مین داخل ہوا ہے تحقیق کرنے کے بعد سب مال کو لے لیا اور سپاہ مین تقسیم کر دیا۔ جب پادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا اور تحقیقات شروع ہوئی تو مہابت خان نے عرض کیا کہ سوداگرون کا مال از راہ اضطرار بطریق قرض لیا ہے کہ اسکا جو منافع قاضی صاحب تجویز کرینگے وہ مین ادا کرونگا۔ قاضی نے مصلحت کار اسمین جانی اور کاوش نہ کی جسوقت مہابت خان کی رخصت کی تجویز ہو رہی تھی کہ دکن کے اخبار نویسون کے نوشتہ سے معلوم ہوا کہ سیوا جی نے

بہت فساد مچایا ہے تو جعفر خان اور مہابت خان کی طرف منہ کر کے بادشاہ
نے فرمایا کہ اس کافر بچہ نے پاؤن اپنی حد سے باہر بہت نکالا ہے۔ اس کے
استیصال کا فکر ضرور ہے۔ مہابت خان نے جواب مین التماس کیا کہ فوج کی حاجت
اور لشکر کے تعین کی ضرورت نہین ہے۔ اعلام قاضی کفایت کرتا ہے۔ بادشاہ نے
بہید ماغ ہو کر خلوت مین جعفر خان سے فرمایا کہ مہابت خان کو سمجھا دین کہ سر دیوان
ایسے لغو کلمات عرض نہ کیا کرے۔

سیواجی کا حال فرار ہونے کے بعد۔

سیواجی کا حال فرار ہونے کے بعد خافی خان یہ لکھتا ہے کہ سیواجی متھرا سے بھیس
بدل کر روانہ ہوا۔ ڈاڑھی موچھ منڈائی۔ اپنے پسر خرد سال کو ہمراہ لیا۔ چالیس پچاس
ہرکارے اور نوکر چاکر ساتھ تھے۔ سب کے منہ پر بھبوت ملی ہوئی تھی۔ اور ہندو
فقیرون کی صورت بنائی چوب سیتون کو مجوف کیا تھا اور ان کے اندر بیش قیمت
جواہر اور کچھ اشرفیون کو اتنا بھر لیا تھا۔ کہ ہرکارون کو ہاتھ مین لے جاسکتے تھے ان کے
سرون پر شامین لگا دی تھین۔ پرانی جوتیون کے تلوؤن مین کچھ اشرفیان
سی دین۔ یہ فرقہ مختلف الوضع بیراگی و گسائین اداسی بنا اور الہ آباد سے بنارس
کو چلا۔ ایک دانہ الماس بیش قیمت چند یاقوت کے دانون کے ساتھ موم مین بند
کر کے ہرکارون کی پوشش مین سی دیا۔ اور اور جواہر بعض ہمراہیون نے منہ مین
رکھ لئے۔ یہ کوچ کر کے ایک مکان مین پہنچا جہان کے فوجدار کو قبل کے لکھنے سے
اور بادشاہ کے احکام پہنچنے سے سیوا کے فرار کا حال معلوم ہو گیا تھا فوجدار نے
سیوا کے فرار ہونے کی اور ان فقیرون کے تین گروہون کی آنے کی خبر پا کر ان
سب فقیرون کو مقید کر لیا اور تحقیقات شروع کی ایک روز ایک رات تک یہ
مقید مسافرون کی ایک جماعت کے ساتھ قید مین رہا۔ دوسرے روز آدھی رات کو
سیوا خود تنہا خلوت مین فوجدار پاس گیا اور اقرار کیا کہ مین سیوا ہون۔ دو دانے
الماس و یاقوت لاکھ روپئے کی قیمت کے میرے پاس ہین تو یہ جانتا ہے کہ

کہ اس صورت مین کہ مجھے زندہ قیدی کرکے بھیجے یا میرے سر کو کاٹ کر ارسال کرے دونو صورتون مین یہ دونو جواہر بے بہا میرے ہاتھ نہ آئینگے۔ یہ مین ہون اور یہ میرا سر ہے تو ہم برگشتون کے سر سے ہاتھ اُٹھا۔ علی قلی خان نے یہ سوچا کہ معلوم نہین کیا ہو۔ سود لے نقد کو امید نسیہ پر چھوڑنا مصلحت نہین ہے۔ اسلئے وہ دو جواہر بے بہا لے لئے۔ اور بعد یداً میتر تفتیش کے بعد تمام معتبرون اور مسافرون کو چھوڑ دیا سیواجی اس خلاصی کو دوبارہ عمر پانا سمجھا جیسے کہ مرغ قفس مین پھنسا ہوا چھوٹ کر اُڑتا ہے۔ اس طرح وہ فوجدار کے دام سے چھوٹ کر بنارس کی طرف اُڑا۔ اگرچہ وہ خود پیادہ چلنے مین ہرکارون سے زیادہ چلتا تھا۔ مگر سنبھا کم عمر بچہ ساتھ تھا اس کے پانون مین چھالے پڑے وہ اسکے پاؤن کی زنجیر بنا۔ سیواجی کے باپ دادا جب بنارس مین آئے تھے تو موروثی برہمن کبکلس کو بتلایا تھا۔ حسب رسم ورسم ہنود کا یہ ضابطہ ہے کہ جس مکان مین جاترا جاتے ہین وہ ایک برہمن کو اپنا مہری خط لکھ کر دیدیتے ہین جو انکی خدمت کرتا ہے وہی ہمیشہ انکی اولاد کی خدمت کیا کرتا ہے سیواجی نے اسکو تلاش کرکے پیدا کیا اور اپنے بیٹے کو اُسکے حوالہ کیا۔ کچھ جواہر اور اشرفیان دین اور سفارش کی کہ اگر میری حیات نے وفا کی اور مین اپنے مکان کو پہنچا تو مین تمہین خط لکھونگا تم سنبھا کو اپنے ساتھ لیکر جس راہ سے کہ مین بتاؤن اس راہ سے میرے پاس پہنچا دینا ورنہ تمہین اور بیٹے کو خدا کے سپرد کرتا ہون۔ کبھی تو پسر کی خواہش اور اسکی مادر کی تحریر پر زنہار اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا۔ اس برہمن کو جو کبکلس کو لایا تھا چند سال کا خرچ دیکر سنبھا کے ہمراہ کیا اور خود بنارس کو روانہ ہوا اور اسمین داخل ہوا۔ دو گھڑی رات رہی تھی وہ گنگا نہانے گیا ابھی ڈاڑھی منڈانے اور نہانے سے فارغ نہ ہوا تھا اور تاریکی باقی تھی کہ سیوا کے گرفت وگیر کا غلغلہ ہوا اسلئے ایک برہمن کو زر وجواہر دیا استعجال نہانے سے فارغ کر دیا اور وہ روانہ ہوا۔ القصہ سیوا بنارس سے بہار

و پٹنہ و چانده کی راه سے قصبہ حیدرآباد مین عبداللہ قطب الملک پاس پہنچا اور
افسانے افسون آمیز انگیز و ابلہ فریب سے اسکو ایسا سبز باغ دکھلایا کہ وه اس پر فریفتہ
ہوگیا۔ سیواجی فن قلعہ گیری مین مشہور تھا۔ عبداللہ قطب الملک نے ان تمام
سرحدی قطب شاہیہ قلعون کے لئی سیواجی کو متعین کیا جو عادل شاہیہ کے تصرف مین چلے گئے
تھے اسنے عبداللہ سے قسم عہد و پیمان و قرار کئے کہ اگر فوج و مصالح قلعہ گیری میری
ہمراه کیا جاے تو قلعے جو بیجاپوریون کے تصرف مین ہین انکو جا کر تھوڑے دنون مین تسخیر
کر لیتا ہون اور تمہارے منصوبون کو جو میری ہمراه تم کردوگے انکو حوالہ کر دونگا اور
سوائے تمہارے قلعون کے چند میرے قلعے جو کہ عالمگیر کے آدمیون نے لے لئے ہین اگر ان کو
تمہارے کمک و مصالح سے اپنے تصرف مین لاؤنگا تو مین تمہارے احسان مانونگا
اور آپ کا بنده دست گرفتہ اور غلام زرخریده رہونگا۔ عبداللہ شاه نے
عاقبت بینی اور اس غدار کے افعال پر نظر نہین کی جمعیت شائستہ مع مصالح
قلعہ گیری اور چند آدمی قلعہ داری کے قابل سر فوج قرار دئے اور انکو سیواجی کی اطاعت
و رفاقت کے لیے سفارش کی سیواجی قلعہ گیری مین ید بیضا رکھتا تھا فوج لیکر
جس قلعہ کے نیچے وه جاتا اسکو طرح طرح کے حیلون اور تدبیرون سے چند دنون کی
محاصره مین لے لیتا قلعہ کے سپرد کرنے اور قلعہ دار ہونے کے لئے عبداللہ شاه نے جو آدمی
اسکی ہمراه کئے تھے انسے چکنی چپڑی باتین کہہ دیتا کہ تم میری قوت بازو ہو اس
قلعہ سے بہتر قلعہ تم کو سپرد کرونگا یون امیدوار کرکے جنس و نقد جو قلعہ مین سے ہاتھ
لگتا انکو دیدیتا اور انکو دم دیکر دوسرے قلعہ پر لے جاتا۔ ستاره اور پرناله وغیره
دس باره قلعے فتح کر لئے۔ یہ بیجاپور کے قلعے ایسے مشہور تھے کہ لاکھون روپئے خرچ ہوکر
برسون مین فتح ہوتے اسنے تھوڑے دنون مین اپنے تصرف مین کر لئے۔ راجہ
جے سنگھ و دلیر خان اور بندہاے پادشاہی کی سعی سے قلعون راجگڈھ وغیره کی
کنجیان خود اسنے حوالہ کین تھین انپر پھر اپنا تصرف کر لیا۔ عبداللہ شاه کے نوکرون کو

سیواجی کی فتوحات ۔

حوالہ کرکے انکو رخصت کیا۔ عبداللہ شاہ کے بعد ابو الحسن اسکا جانشین ہوا۔ ایک روایت یہ ہے کہ ابو الحسن کی فرمانروائی کے سال اول میں سیواجی حیدرآباد میں آیا اور اس سے ملاقات کی اور رابطہ فہمی کی۔ قلعہ گیری سے فراغت پاکر وہ بدستور سابق قلعہ راجگڈھ میں مستقل ہوا اور از سر نو علم بغاوت بلند کیا۔ انگریزی تاریخون مین مرہٹون کی اور خافی خان کی تاریخون سے یہ نقل ہوتا ہے کہ راجہ جیسنگہ نے یہ جانا کہ بیجاپور سے مراجعت کے بعد دکھنیون کے ہجوم اور عدم ذخیرہ سے مفتوحہ قلعون کا قلعدارون کے ہاتھ میں رہنا متعذر ہے اسلئے اسنے مصالح توپ خانہ جو ہمراہ لینے کے قابل تھا ساتھ لیا۔ باقی کو کہا کہ سپاہ لوٹ لے یا آگ لگا دے اور برج و بارہ جو لائق مسمار کرنے کے تھے انکو ڈھا دیا اور وہان سے کوچ کرکے اورنگ آباد کو چلا۔ مورونپت کو یہ موقع ہاتھ آیا کہ اسنے ان قلعون کو دوبارہ لے لیا۔ مرمت کرائی انمین آدمی مقرر کئے اور پادشاہی آدمی نکالدیئے۔ بغرض سیواجی کے آنے سے پہلے بہت قلعے فتح ہو گئے تھے اسنے آن کر ملک کوکان مین ولایت کلیان کو فتح کر لیا۔

راجہ جیسنگھ

سیواجی نے بندر سورت پر تاخت کی اسمین کروڑون روپئے کے نقد و جنس حاصل ہوئی۔ اور ہنود با نام و نشان اور مسلمان آبرو طلب زن و مرد اسکے ہاتھ آئے۔ سورت کو باب الحج کہتے تھے۔ اسکا لٹنا حاجیون کے حج کا مانع تھا۔ اسلئے پادشاہ کو یہ واقعہ نہایت ناگوار ہوا۔ اسنے حکم دیا کہ بندر سورت کے اطراف مین قلعہ شہر پناہ بنائین جو پہلے نہ تھا۔ اور دلیر خان و خان جہان بہادر سیواجی کی تنبیہ کے لئے متعین تھے کہتے ہین کہ سیوا نے بارہ ہزار عربی و کچھی گھوڑے جمع کئے۔ سوارون کو ان گھوڑون کا بارگیر بناکے افواج کو بھیجا۔ پہلے جو اس نے نئے قلعے دریا مین بنائے تھے انکو اب از سر نو تعمیر کیا۔ جنگی کشتیان تیار کین اور انکے قلعون کے نیچے رکھا اور راہ ولایت اور کعبۃ اللہ کے جہازون کو لوٹنا شروع کیا۔ قلعہ راجگڈھ سیواجی کا قدیمی ملجا تھا۔ جب اس کے اطراف کے بندوبست سے خاطر جمع ہوئی تو اسکو یہ فکر ہوا کہ راجگڈھ سے زیادہ کسی قلعہ کو مین بنائے

سیواجی کا سورت کا لوٹنا اور قلعہ رائیری (راے گڑھ) کا بنانا۔

رہنے کے واسطے کوئی قلعہ بنانا چاہیئے۔ بہت تلاش کرکے اسنے کوہ راہیری مین اسکی تجویز کی وہ دامن کوہ سے قلہ تک تین کروہ ارتفاع رکھتا تھا اور ۲۴ کروہ وہان سے دریائے شور تھا اور دامن کوہ سے دریا کا ایک شعبہ سات کروہ پر تھا اور اس طرف کی طرف مین بندر سورت کی راہ دس بارہ کروہ خشکی مین تھی اور راجگدھ یہان سے چار پانچ منزل تھا۔ یہان پانچ مہینے برابر مہینہ برستا تھا۔ اس کوہ کا تعلق نظام الملکی کوکن سے تھا۔ یہان قلعہ اسنے بنایا اور برج وبارہ اسکے کمال قلب بنائے قلعہ راجگدھ کا رہنا چھوڑ دیا۔ قلعہ راھیڑی (رای گدھ) کو اپنے رہنے کی جگہ بنایا۔ جب قلعہ تیار ہوگیا اور توپین اسپر لگ گئین اور اطراف کی آمد و شد کی راہ مسدود ہوئی۔ صرف ایک راہ قلب اسکی رکھی تو ایک دن مجمع کیا اور زر کی تھیلی اور سونے کا کڑہ طلائی میدان مین رکھ دیا اور منادی کی کہ سوا اس راہ کے جو مقرر ہوئی ہے اگر کوئی شخص دوسری راہ سے قلعہ کے اوپر بلا مدد زینہ و کمند کے مع نشان جائے تو وہ زر اور سونے کا کڑہ لے لے۔ ایک ڈھیر آیا اسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین پہاڑ پر مع نشان کے جاکر قلعہ پر نشان نصب کرکے چلا آؤن۔ سیواجی نے اجازت دی۔ اس نے قلعہ پر جاکر نشان نصب کردیا اور جلدی چلا آیا سیواجی نے حکم دیا کہ خریطہ زر اور کڑہ طلا اسکو دیدیں اور اسکے پانون کے بند کاٹ دین۔ اس راہ کو اس نے بند کرادیا۔ جیسنگہ کی جگہ دکن کا صوبہ سلطان معظم مقرر ہوا اور جسونت سنگہ اسکے ساتھ بھیجا گیا ان دونو کے اوصاف کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

جو کارساز شوق کے پردون مین ہوتے ہین انکی اصل حقیقت اس سے نہین کھلتی کہ جو سازش کرنے والے ہین وہ تو سازش کا حال صحیح بیان نہین کرتے اور اگر سچ بھی کہتے ہین تو انکی دغابازی اور مکاری کے سبب اعتبار نہین ہوتا اور سازش کے افشا پر محققین جو اپنی عقل دوڑا کر رائین لگاتے ہین انمین کوئی کچھ لکھتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے اس اختلاف سے کوئی صحیح امر تحقیق نہین ہوتا۔ بس اسی قبیل کا معاملہ . .

شہزادہ معظم اور جسونت سنگہ

اورنگ زیب و سیواجی کے صلح کا ہے یہ دونو ملکی جوڑتوڑون مین ایک دوسرے کے استاد تھے۔ اس صلح کا حال بعض مورخ انگریزی مرہٹون کی تاریخون سے نقل کرتے ہین کہ بادشاہ نے راجہ جسونت اور شاہزادہ محمد معظم کو بہت تاکید سے لکھا تھا کہ سیواجی سے بظاہر ملے رہنا عین مصلحت ہے مگر جسوقت قابو چلے اسکا قید کرنا یا قتل کرنا واجب ہے بلکہ یہان تک ہدایت کی کہ میری حکومت سے بغاوت اور نفرت جتانا اور خفیہ جداگانہ مرہٹون سے ملتے جلتے رہنا۔ غرض یہ صلح اسکے پھنسانے کا جال تھا۔ مگر سیواجی سیانا تھا اس جال مین کب آتا تھا بعض مورخ انگریزی یہ بیان کرتے ہین کہ سیواجی کی ملاقات راجہ جسونت سنگہ سے دہلی مین ہوئی تھی۔ وہ راجہ کے مزاج سے خوب واقف تھا۔ اور راجہ اسوقت شاہزادہ محمد معظم پر بالکل مسلط تھا۔ راجہ کٹا ہندو تھا۔ اب تک اسکا ایک خط اورنگ زیب کے نام کا جزیہ کے باب مین راجہ کولاپور کے پاس موجود ہے۔ یہ خط سیواجی نے اسکو لکھ کر دیا تھا۔ وہ ہندؤن کی سلطنت کا بہ نسبت مسلمانون کی سلطنت کے زیادہ نیک خواہ تھا بڑا رشوت ستان تھا سیواجی نے جانا کہ راجہ اور مرزا دونو کو زر دینے سے خوب مطلب برآری ہوگی۔ انکو بہت خوب روپیہ دینا شروع کیا۔ شاہزادہ محمد معظم کو اپنی تقصیرات کا شفیع بنایا اور ایک عرضداشت اپنی دولت خواہی کی جسمین لکھا تھا مین ہمیشہ حضور کی خیر خواہی اور اطاعت و فرمان برداری و خدمت گذاری کرونگا گو میری خدمات کی پہلے قدر نہین ہوئی۔ بادشاہ نے اسکی درخواست منظور کی اور سیواجی کو راجہ کا خطاب دیا اور اسکے بیٹے سنبھا کو پنجہزاری کا خطاب ملا اور برار مین ایک نئی جاگیر دی جسمین سیواجی کی طرف سے اول دفعہ ایک مرہٹہ کلکٹر راؤجی سومناتھ مقرر ہوا اور اسکی جاگیر کے اضلاع پونہ و چاکنہ و سوپہ واپس دیے گئے۔ مگر بہ ڈر اؤ اُس پر رکھا گیا کہ قلعہ سنگہ گڈھ اور پورندھر مین بادشاہی فوج فرمان روا رہے۔ سیواجی نے اورنگ آباد

مین محمد معظم پاس سنبھاجی کو سوارون کے ساتھ روانہ کیا - مگر کم عمری کے سبب سے اسکو الٹا بلا لیا اور اسکی جگہہ پرتوجی گوجر کو پرتاب راؤ کا خطاب اور سرنوبت سوارون کا منصب دیکر بھیجا -

بیجاپور اور گول کنڈہ کے رئیسون سے پادشاہ کی صلح ہوگئی تھی اسلیے ۱۶۶۸ء تک دکن مین امن رہا -

عالمگیر ایسا نادان نہ تھا کہ وہ وقت پر اپنی تدابیر کی ناکامیابی کو نسمجھتا ہو جسوقت اُسکو معلوم ہوا کہ اس صلح سے سیواجی پھندے مین نہ پھنسا تو اُسنے کھلم کھلا اسکی گرفتاری کا حکم دیا - اس سبب سے صلح کا عہد ٹوٹ گیا اور سیواجی نے پھر اپنا پرانا طریقہ اختیار کیا - اول اس نے قلعون سنگ گڈھ اور پورندھر کو فتح کرنا چاہا جنکے سبب سے اسکی آمد و رفت چاکنہ اور پونہ سے مسدود تھی - سنگ گڈھ کا قلعہ پونہ کے پاس تھا - اسکی عظمت کا خیال اورنگ زیب اور سیوا دونو کو تھا - پادشاہی رجپوتون کی فوج نہایت تجربہ کار افسر اودے بھان کے ماتحت اس قلعہ کی حراست کرتی تھی - تناجی مالوسری نے ماؤلیون کو ساتھ لیکر اس قلعہ پر دھاوا کیا - پہاڑون کی بلندیون کو رسیون پر چڑھ چڑھ کے گھیر لیا - راجپوتون کی سپاہ بڑی دلاوری سے لڑی اور تناجی کو مارکر گرا دیا - اور دشمنون کی تہائی فوج (۳۰۰ آدمیون کے قریب) کو ٹھکانے لگایا - مگر مرہٹے مرکر بھی نہ ہٹے اور آخر کو بڑی بہادری اور شجاعت سے قلعہ کو لیکر اٹھے پانچ سو رجپوت مع افسر کے کشتہ ہوئے سیواجی اس قلعہ کی فتح سے بڑا خوش ہوا - مگر جب اُسنے سُنا کہ تناجی مارا گیا تو بڑا غمزدہ ہوا - اور اُسنے کہا کہ گڈھ ہاتھ آیا اور شیر مارا گیا سیواجی کی عادت نہ تھی کہ وہ ایسے موقعون پر کسی کو انعام دیتا لیکن اس فتح نمایان کی خوشی مین ہر ماولی کو چاندی کے کڑے عنایت کیے اور افسرون کو انکے حسب حال انعام دیا - سوریاجی کو قلعہ دار مقرر کیا - سنگ گڈھ کے فتح ہونے کے بعد قلعہ پورندھر بھی لے لیا اُسنے کچھ بڑا مقابلہ نہین کیا - کونکن مین قلعہ ہوگلی

فتح کرنا قلعہ پورندھر کی طرح آسان نہ تھا۔ مورو پنت کو اہل قلعہ نے ہٹا دیا اور اسکے ایک ہزار آدمیون کو مار ڈالا۔ اہل قلعہ کو امید تھی کہ جنیر سے انکی کمک آئیگی وہ نہ آئی دوسری دفعہ حملہ کیا اور دو مہینے تک محاصرہ رکھا اور اسکو تسخیر کر لیا۔ غرض تمام ولایت کلیان پر سیواجی کا قبضہ ہو گیا سیونیری کی فتح کرنے مین سیواجی کامیاب نہین ہوا جنجرا کو بھی فتح نہ کر سکا۔ جسکا نیچے حال خافی خان کی کتاب سے لکھا جاتا ہے۔

سیواجی کی حبشیون سے لڑائی۔

ابتدا مین کوکن نظام الملکی سے راجپوری کی اطراف تعلق رکھتی تھین جب شاہجہان کا اسپر تسلط ہوا۔ تو بیجاپور کا ملک جو تازہ تصرف مین آیا تھا اسکو کوکن نظام الملکی سے بدل لیا تھا اور عادل شاہ کو وہ مرحمت کیا تھا۔ اس ضلع کوکن مین عادل شاہ کی طرف سے فتح خان افغان حاکم تھا۔ اور قلعہ ڈندار (دھندار) راجپوری کہ نصف دریائے شور مین واقع ہے اور نصف خشکی مین ہے اسکا حاکم نشین تھا اور قلعہ جزیرہ جو دریائے شور کے اندر ٹاپو مین تھا وہ گولہ رس فاصلہ پر ڈندا راجپوری سے تھا وہ کمال مستحکم تھا۔ اس نواح مین ملک پر جسوقت غنیم کا غلبہ ہوتا نوبہان کا فوجدار اس قلعہ مین پناہ کے لیئے چلا جاتا۔ ڈندارہ راجپوری سے راجپوری بیس کروہ پر تھا۔ جب اسکو سیواجی نے اپنے رہنے کی جگہہ مقرر کی تو اس نواح مین سات اور چھوٹے بڑے قلعے اپنے تصرف مین کر لیئے اور ڈندارہ راجپوری کی تسخیر کا ارادہ کیا جب فتح خان نے سیوا کا غلبہ دیکھا کہ سب قلعون پر غالب ہو گیا ہے تو حواس باختہ ہو کر۔۔ ڈندا راجپوری کو چھوڑ کر قلعہ جزیرہ مین چلا گیا اس جزیرہ کو مرہٹے جنجیرا کہتے ہین۔ سیواجی نے یہان بھی فتح خان کا قافیہ تنگ کیا تو وہ اس فکر مین تھا کہ امان کا قول لیکہ یہ جزیرہ بھی غنیم کو سپرد کر دے اور خود اپنی جان سلامت باہر لے جائے فتح خان کے تین غلام حبشی سیدی سنبل و سیدی یاقوت و سیدی خیریت تھے اور انمین سے ہر ایک کے ہمراہ دس دس حبشی قواعد دان سپاہی ہمراہ تھے

جزیرہ کے بندوبست کا اور اکثر کامون کا اختیار انکو تھا۔ ان تینون کو غنیم کے غلبہ پر اور فتح خان کے اس ارادہ پر اطلاع ہوئی کہ وہ قلعہ جزیرہ کو سیواجی کے حوالہ کریگا تو انہون نے باہم مصلحت کی کہ جس صورت مین قلعہ جزیرہ کا مرہٹون کے تصرف مین چلا جائیگا تو خدا جانے ہمپر وہ کیا ظلم توڑینگے بہتر یہ ہے کہ فتح خان کو دستگیر کرکے مقید کرین اور سیدی سنبل کو اس ضلع کی سرداری اور حکومت دین۔ چنانچہ سنہ ۱۴ جلوس مین حبشیون نے فتح خان کو غافل کرکے اسکے پانون مین زنجیر ڈالی اور ساری حقیقت عادل شاہ کو لکھی اور خان جہان بہادر صوبہ دار دکن کو بھی اسکی اطلاع دی اور بادشاہ کی بندگی کی استدعا کی اور بندر سورت اور دریا کی راہ سے کمک طلب کی خان جہان بہادر نے جواب عنایت آمیز بھیجا اور ان تینون حبشیون کو منصب و خلعت عنایت کیا اور پانچہزار روپیہ مدد خرچ کے لئے نقد عنایت کیا اور جاگیر حاصل نواح سورت مین عطا کی جس سے سیدی سنبل مستظہر و مفتخر ہوا۔ سیواجی کے شر کے دفع کرنے مین کمربستہ ہوا قلعہ کے نیچے کی کشتیان جو مرمت طلب تھین انکی درستی کرائی اور دریا نوردی کے قصد سے جنگی کشتیان جمع کین اور ایک رات کو قلعہ دندا راجپوری کے کشتیون پر حملہ کیا اور دو سو نفر خلاصی اور جنگی پیادے پکڑ لئے انمین سے سو مرہٹے تھے جنکو سیواجی نے ابھی مقرر کیا تھا۔ انکے پانون مین پتھر باندھکے پانی مین ڈبو دیا۔ اس دن سے وہ سیواجی اور حبشیون مین شدید عداوت ہو گئی۔ سیواجی نے چالیس پچاس جنگی کشتیان ترتیب دین اور قلعہ قلابہ و گندیری مستحکم کیا۔ یہ نئے قلعے روبرو دریا پر اسکے بنائے ہوئے تھے۔ فریقین مین دریا پر لڑائیان ہوتین انمین حبشی غالب ہتے۔ سیدی سنبل کو نہصدی کا منصب ملا۔ وہ مرگیا اور مرنے کے وقت سیدی یاقوت کو اپنا قائم مقام بنایا اور حبشیون کو بالاتفاق اسکی اطاعت و رفاقت کے لئے سفارش اور وصیت کی۔ اپنی قوم مین سیدی یاقوت جوہر شجاعت و رعیت پروری اور آباد کاری اور

اور منصوبہ بازی مین ممتاز تھا کشتیون اور مصالح جنگی کے جمع کرنے مین قلعہ کے
بسبب دوبارہ کی تعمیر مین اور دریا نوردی مین وہ پہلے سے زیادہ کوشش کرنے لگا اور
شب و روز مسلح و مکمل رہنے لگا ۔ مگر اس نے غنیم کی کشتیون کو دریا پر پکڑ لیا اور
بہت مرہٹون کے سر کاٹ کے بندر سورت مین بھجدیئے اور خانجہان کو عرضداشت
بھیجی ۔ خانجہان بہادر کی تجویز سے اسکے پے ہم اضافہ ہوئے ۔ وہ ہمیشہ منصوبے مین
رہتا تھا کہ قلعہ دندا راجپوری کو سیوا جی کے قبضہ سے نکالے اسلئے ہوائی توپین
بہم پہنچائین اور رات کو انکو درختون پر لگا کے دندا راجپوری کی طرف چھوڑا ۔
اسی طرح سیوا جی قلعہ جزیرہ کی تسخیر کے فکر مین رہتا تھا ۔ اور اپنے ہمراہی سردارون
سے جو فن قلعہ گیری مین ممتاز تھے وعدہ کرتا تھا کہ جو اس قلعہ کو فتح کرے تو اسکو
ایک من سونا مع اور لوازم انعام دونگا ۔ ہولی کے دنون مین سیوا جی نے قلعہ جزیرہ
سے تین کروہ پر ایک مکان ٹھیرنے کے لئے تجویز کیا تھا اور قلعہ جزیرہ کی تسخیر کی
دھن مین رات دن رہتا تھا ۔ ایک رات کو حصار دندا راجپوری مین ہندو
ہولی کھیل کر مست پڑے تھے کہ سیدی یاقوت نے چار پانچ سو آدمی مع مصالح
قلعہ گیری و زینہ و کمند سیدی خیریت کے ہمراہ خشکی کی طرف تعین کئے اور خود
تیس چالیس کشتیان مصالح یورش سے بھری ہوئی لیکر دریا کی طرف سے پاے
حصار مین پہنچا ۔ دونون نے آپس مین کچھ اشارے مقرر کر لئے تھے ان مقرری اشارون
پر کام کرتے تھے ۔ قلعہ کے آدمیون کو انہون نے غافل پایا سیدی خیریت نے خشکی
کی طرف سے صداے یورش بلند کی ۔ اور ہندؤن نے خبر پاکر بہیئت مجموعی اسکے
دفعہ کرنے پر متوجہ ہوگئے و سیدی یاقوت نے ایک جانبازون کی جماعت لی اور
کمند و زینون کے ذریعہ سے جو کشتیون سے پاے حصار تک لگے ہوئے تھے
جلدی و چالاکی سے حصار پر چڑھنے لگے انمین کچھ آدمی ڈوبے کچھ قتل ہوئے ۔
مگر حصار کے اندر پہنچ گئے اور مارو پکڑو کا غل مچایا اسی حال مین چند نفر

جو ایک سردار کے ساتھ باروت خانہ کے کوٹھہ کھولنے اور باروت نکالنے اور تقسیم کرنے کے لئے آئے تھے انکے ہاتھ سے باروت خانہ مین آگ لگی۔ یہ آدمی مع سردار اور گھر کی چھت کے اڑ گئے۔ اور دس بارہ آدمی سیدی کے بھی ہوا کی سیر کر کے جہان سے سیر ہوئے سیدی یاقوت کا تکیہ کلام جو تھا جب معنوان حال رو طرف گھرا اور غل غپاڑہ مچا۔ دوست کو بیگانہ مین تمیز نہین رہی تو یاقوت جو خوب کہہ کر اپنے بہادرون سے کہتا تھا کہ مین زندہ و سلامت ہون تم خاطر جمع رکھو ہندؤن کے مارنے اور باندھنے مین حبشیون نے دست درازی کی اس عرصہ مین سیدی خیریت بھی زینہ و کمند پر چڑھ کر ہنو آدمیون کو قلعہ مین لے آیا اور قلعہ کو مفتوح کیا۔ کہتے ہین کہ جسوقت باروت خانہ کی چھت اڑگئی ہے تو اسکی آواز سے سیواجی باوجودیکہ بیس کروہ پر تھا جان گیا تھا کہ قلعہ دنداراجپوری پر کوئی آفت آئی ہے اسنے تیزرو جاسوس اور ہرکارے بھیجکر حال دریافت کرایا ان ایام مین سیواجی کا لشکر اور فوج خانگی بندر سورت کی اطراف کی تاخت کو گئی ہوئی تھی اور چھہ سات نظام الملکی قلعے جو دنداراجپوری سے چار پانچ کروہ کے اندر واقع تھے۔ وہ سب سیواجی کے تصرف مین تھے اسوقت اُن کو چھوڑکر وہ اور قلعون کی امداد کو نہین جاسکتا تھا سید یاقوت نے فرصت کو غنیمت سمجھکر ان قلعون پر تاخت کی۔ اس ضلع مین حبشیون کے تسلط کا آوازہ زبان زد خلائق تھا۔ دو تین روز کے تردد مین چھہ قلعون کے قلعداروں نے امان مانگ کر قلعون کو حوالہ کیا ایک قلعدار نے سیواجی کی کمک کی امید مین ایک ہفتہ جنگ کی حبشیون کے مورچال کے قریب پہنچے تو ہوائی توپون کے مارنے اور مصالح قلعہ گیری کے جمع کرنے سے اسپر عرصہ تنگ ہوا۔ امان طلب کی قلعہ کو حوالہ کیا سیدی یاقوت نے باوجود امان دینے کے سات سو آدمیون ہندو جو قلعہ سے نکلے صاحب جمال عورتون اور خردسال اطفال کو لونڈی غلام بنایا۔ اور

اور مسلمان کیا اور بڈھے اور بہت عورتوں کو چھوڑ دیا اُس وقت سے سیواجی کے دل
مین حبشیون کی ہیبت بیٹھی کہ سوائے قلعہ راہیری کے محفوظ رکھنے کے کسی دوسری قلعہ کا فکر
نہ کیا قلعہ ڈنڈا راجپوری اور اور قلعون کی فتح کے بعد
صوبہ دار دکن اور خان جہان بہادر کی خدمت مین یاقوت کی عرضداشت پہنچی انہون نے
خلعت و خطاب خانی اور اضافہ سیدی یاقوت و سیدی خیریت کو مرحمت کیا
حبشیون کا باقی حال آیندہ لکھا جائیگا۔

(بادشاہزادہ محمد معظم)

سیواجی نے سنبھا کو الہ آباد مین کبکلس نامہ دار پاس چھوڑا تھا سیواجی نے کبکلس کا ایک
خط بنایا جسمین سنبھا کے مرنے کا حال لکھا تھا۔ اور اسکے مرنے کو مشہور کیا اور خود ماتم
مین بیٹھا امیران دکن نے اسکو پرسہ کے خط لکھے سنبھا کی بیوی ستی ہونے پر مستعد ہوئی
بہت منت و سماجت سے اسکو منع کیا۔ مرنے کی تمام رسمیات ادا ہوئین بادشاہ کو
جب اُسکے مرنے کی خبر ہوئی تو اُسنے کہا کہ خس کم جہان پاک۔ چار پانچ روز نہ گذرے
تھے کہ الہ آباد سے کبکلس کی ہمراہ سنبھا آیا۔ شادیانے بجنے لگے سیواجی سے جب اس
خبر بد کا سبب لوگون نے پوچھا تو اس نے کہا کہ اگر یہ شہرت نہ دی جاتی تو بادشاہ میرے
بیٹے کے تجسس سے غافل نہ ہوتا اور دو مہینے کی مسافت طی کرنی گرفت و گیر کے اندیشہ
سے سنبھا پر مشکل ہو جاتی۔

(سنبھا کی جھوٹی موت کی خبر ۱۰۸۰)

ابھی برسات پوری ختم نہ ہوئی تھی کہ سیواجی پندرہ ہزار سپاہ کو لے کر سورت
کے سر ہوا۔ یہان کا حاکم ایک مہینے پہلے دفعتہً مر گیا تھا اس خبر سے کہ سیواجی
سورت لوٹنے آتا ہے۔ بہت سپاہ اس شہر کی حفاظت کیلئے داخل ہو چکی تھی
مگر اتفاقاً یا ارادۃً جسونت سنگہ اور بادشاہزادہ نے اس سپاہ کو وہان سے
علیحدہ کر دیا صرف سو سپاہی وہان رہ گئے۔ سیواجی نے خوب فرصت مین تین
دن تک سورت کو لوٹا۔ حج کرکے کاشغر کا فرمانروا یہان واپس آیا تھا اس کا
مال سیواجی کو خوب ہاتھ لگا۔ اُس پر وہ فخر کرتا تھا۔

(سیواجی کا سورت کو لوٹنا ۱۰۸۲ھ)

تیسرے روز برہان پور سے خبر آئی کہ سیواجی نے سورت سے اپنی فوج کو ہٹایا اور اہل سورت
کو لکھا کہ اگر وہ بارہ لاکھ روپئے سالانہ نذرانہ دینگے تو آیندہ لوٹ کی آفت سے بچینگے۔ وہ
سلہیر کی شاہراہ سے اپنے ملک کو چلا وہ گنجین تنجین سے چاندور کے نزدیک گذرا تھا کہ
داؤد خان پانچہزار سواروں کے ساتھ اسکے پیچھے آن لگا سیواجی ناسک کی کلان دیرہ
کی راہ سے کونکن مین دوبارہ داخل ہونا چاہتا تھا کہ اُسکے اور اُس درہ کے درمیان فوج
شاہی آگئی سیواجی نے اپنی سپاہ کی پانچ چار فوجین بنائین کہ دشمن اُنکے پیچھے متفرق ہون
اُن فوجون مین سے ایک فوج خزانہ لیکر دشمنون سے کچھ لڑتی ہوئی کونکن مین داخل ہوگئی باقی
فوجون نے داؤد خان کی سپاہ کو شکست دی۔ ماہور کی دیس مکھی ۔ مرہٹن بادشاہ
کی طرف سے مرہٹون سے لڑتی تھی اور حق نمک ادا کرتی تھی وہ گرفتار ہوگئی سیواجی
نے اسکے ساتھ یہ آدمیت برتی کہ اسکو گھر بھجوا دیا اور بہت تحائف اسکو دیئے۔
جب سیواجی پھر لڑنے آیا تو اُسنے بحری اور بری بڑی تیاریان کین اُسنے دس ہزار سوار
بسرکردگی پرتاپ راؤ گوجر اور بیس ہزار پیدل بسرکردگی پیشوا شمال کیطرف روانہ کئے
اور ۱۶ جہاز بمبئی مین گذرے کہ وہ بروچ کی فوج کے کمکی ہین مگر اسنے اس بیڑے کو
واپس بلالیا تو وہ وابل مین آگیا اُسکے ساتھ پرتگیزون کا ایک بڑا جہاز تھا جو رستے
دمن مین گرفتار کیا تھا۔ پرتگیزون نے بھی اپنے جہاز کے عوض مین سیواجی کے بارہ
جہاز گرفتار کر لئے تھے۔
پرتاپ سنگہ کو حکم تھا کہ وہ خاندیس پر حملہ کرے جو ان دنون مین ایک بڑا دولت مند
آباد صوبہ تھا۔ پرتاپ سنگہ نے اسکے بڑے بڑے شہرون اور قصبون کو لوٹا مارا اور اُسنے
ایسا انکو مجبور کیا کہ وہان کے زمینداروں نے اسکو چوتھ مقرر کر دی یہ چوتھ کی حقیقت یہ ہے
کہ وہ کل محاصل ملکی کی چوتھائی ہوتی تھی مرہٹون کو جو ملک اس چوتھ کو ادا کرتے تھے
وہ انکی لوٹ مار سے محفوظ ہو جاتے تھے اور جو اس چوتھ کے دینے مین تامل کرتے
تھے وہ ان مرہٹون کے لوٹ مار سے برباد ہوتے تھے یہ پہلی دفعہ تھی کہ

پادشاہی ملک سے سیواجی نے چوتھ لی۔
مورو پنت پیادون کے سردار نے بھی کئی قلعہ فتح کر لئے جنمین اوندھا اور پٹہ بڑا قلعہ تھا

پادشاہ کا دکن کو کمک نہ بھیجنے کے اسباب۔

سیواجی کو جو یہ فتوحات حاصل ہوئین انکے اسباب بھی مہیا ہو گئے تھے اول یہ پادشاہ خود شمالی مشرقی قومون کے ساتھ لڑنے مین مصروف تھا۔ دکن کی طرف وہ بذات خود نہین جا سکتا تھا۔ دوم شاہزادہ معظم کی سپاہ مرہٹون سے مقابلہ کرنے کے لئے کافی نہ تھی۔ باپ بیٹے کا اعتبار نہ تھا۔ ہر ایک بیٹا باپ کے مرنے کے بعد پادشاہ ہونے کے لئے اپنے اور طرفدارون کو قوی کرنا چاہتا۔ اسلئے بیٹے کی کمک بھیجنے سے مدت تک پادشاہ انکار ہی کرتا رہا۔ جب اسکو اس امر کا یقین ہو گیا کہ دکن مین فوج کثیر کی ضرورت ہے تو اسنے ۱۰۸۱ھ مین مہابت خان کے ماتحت چالیس ہزار سپاہ روانہ کی۔ وہ شاہزادہ محمد معظم کو کچھ گنتا نہ تھا اسنے دکن مین آنکر شاہزادہ پاس صرف ایک ہزار آدمی رہنے دیئے۔ پادشاہ نے راجہ جسونت سنگہ کو بلا لیا۔

مہابت خان کی مہمات دکن مین۔

مہابت خان نے یہان آنکر سیواجی کے قلعون کو فتح کرنا شروع کیا۔ برسات کے شروع مین صرف قلعہ اوندھا و پٹہ اسنے لے لیا اور چھاؤنیون مین چلا گیا۔ برسات سے بہت دنون بعد اسکا لشکر میدان مین آیا اسکی آدھی فوج نے بسرگردگی دلیر خان چاکنہ پر حملہ کیا اور آدھی سپاہ نے سالہیر کا محاصرہ کیا۔ سیواجی اس قلعہ کی قدر جانتا تھا اسکے بچانے مین دل و جان سے کوشش کرتا تھا یہ اتفاق کی بات ہے کہ چاکنہ مین ذخیرہ اور آذوقہ کافی نہ تھا اور اسکے نواح مین جو عمدہ منتخب دو ہزار سوار تھے پٹھانون نے انکے پرزے اڑا دیئے اسلئے مورو پنت اور پرتاب راؤ بیس ہزار سوارون کے ساتھ قلعہ کی کمک کے لئے بھیجے گئے۔ جب وہ نزدیک آئے تو لشکر شاہی کو اخلاص خان لیکر لڑنے گیا اور مرہٹون کا ہراول پرتاب راؤ نے دیکھا کہ اخلاص خان اسپر حملہ کرنے کو ہے تو وہ اسکے آگے سے بھاگا جسے مغلون کا لشکر تعاقب کے سبب بے ترتیب ہوا اور جب وہ پھرتا تھا تو پرتاب راؤ نے

اسکو شکست فاحش دی اسپر بھی مغلون نے اپنی تئین سنبھالا اور مرہٹون کے سامنے آگئے مگر پھر شکست ہوئی اور انکے بہت آدمی مارے گئے۔ بائیس نامی افسر قتل ہوئے اور بعض بڑے بڑے سپہ آرا زخمی ہوئے۔ مرہٹون کا سردار سیر راو گوجر مارا گیا جو پانچہزار سوارون کا سردار تھا اور پانسو اور مرہٹے کشتہ و زخمی ہوئے۔

اس فتح سے مرہٹون کی بڑی ناموری ہوئی۔ اسکا فوراً یہ نتیجہ ہوا کہ قلعہ سالہیر کا محاصرہ جو لشکر شاہی کر رہا تھا اس نے چھوڑ دیا اور پریشان ہوکر اورنگ آباد میں چلا گیا۔ رائے گڈھ مین جو سیواجی پاس معزز قیدی آئے۔ جب انکے زخمی اچھے ہوگئے تو انکو اعزاز و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔ ان قیدیون مین سے بہت سے سیواجی کے نوکر ہوگئے۔ بیجاپور اور بادشاہی سپاہیون کے مفرور کثرت سے مرہٹون کی علم کے نیچے آگئے۔

بادشاہ نے حکم دیدیا کہ قلمرو ہندوستان سے مسلمانون کی تجارت کے مال سے محصول بالکل موقوف ہو پھر اہل دیوان کی تجویز سے اور فضلاء و فقہاء کی روایت سے حکم دیا کہ جس جنس کی قیمت حد نصاب سے تجاوز نہ کرے اسکا محصول مسلمانون کو معاف ہے اگر اس سے مایہ تاجر زیادہ ہو تو تاجر پابند محصول ہو اور مال متفرقہ کا مزاحم محصول کی وجہ سے نہ ہو۔ پھر اہل دیوان نے عرض کیا کہ مسلمان معافی محصول کے لئے مال تجارت بدفعات تھوڑا تھوڑا کرکے لاتے ہین اور ہنود کے مال کو اپنے نام لکھواتے ہین اور زکاۃ کہ کافۂ انام کا حق شریعت کے موافق ہے تلف ہوتا ہے تو بادشاہ نے حکم فرمایا کہ بدستور سابق شریعت کے موافق ڈھائی روپیہ فیصدی زکاۃ مسلمانون سے اور پانچ فیصدی ہندؤن سے جزیہ لیا جائے۔

دکن مین سیواجی نے فساد برپا کیا۔ بادشاہ نے مہابت خان کو مع آغر خان کے کابل سے بلا کر دکن مین مقرر کیا۔ مہابت خان نے دکن مین بہت دشمنون کو مارا آغر خان نے قلعہ پھول پتہ کی تسخیر مین بڑی بہادری دکھائی اور خان جہان بہادر

محصول و زکاۃ۔

سیواجی اور آغر خان افغان۔

کوکلتاش کے ساتھ ابتدا مین اور دلیر خان کی قراولی اور ہراول مین بڑے بڑے کار نمایان کیئے۔ دلیر خان کی مرہٹون کی افواج سے لڑائی ہوئی۔ قوم مرہٹہ کا ضابطہ یہ ہے کہ ابتدا مین وہ کم فوج سے نمودار ہوتے ہین اپنے پیچھے دشوار گذار جنگلون و آب کنوون کی طرف دشمن کو لے جاتے ہین اور پھر ہر طرف سے ہزارون نکل آتے ہین اور دشمن کو گھیر کر تنگ کرتے ہین۔ دلیر خان کے سامنے آغاز مقابلہ مین چار پانچ سو سوار نمودار ہوئے۔ آغر خان کے ساتھ ہراول مین بہت کم آدمی تھے وہ اُنکے مقابلہ کے لئے دوڑا۔ حملہ اول مین دشمن اسکے آگے سے ہزیمت پاکر بھاگے وہ اُنکے تعاقب مین گیا مرہٹون نے فوج مغلیہ کو تین چار کروہ اپنی طرف کھینچا۔ پھر سات آٹھ ہزار سوار غنیم کے نمودار ہوئے اور ہجوم کر کے کارزار کرنے لگے۔ آغر خان اُن پر ایسا گرا جیسے کہ بھیڑون پر شیر گرتا ہے ہر طرف وہ تلوار سے اُنکا منہ پھیرتا تھا اور تین مرہٹون کے نامی سردار مقابلہ کر کے مارے گئے اب غنیم کو شکست عظیم ہوئی۔ دلیر خان نے آغر خان پاس آن کر اسکی تحسین و آفرین کی۔ آغر نامہ مین لکھا ہے کہ

چو دشمن بہ گردید عاجز ز جنگ + براہ گریز آمدہ بے درنگ

دلیر خان رسید از قفا آن زمان + بکرد آفرین بر جہان پہلوان

دو نشان اور بہت چھتریان ہاتھ آئین۔ پونہ تک جو اصل [illegible] کا مکان و ملجا ہے تاخت کی۔ اور بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ آغر خان ثانی نے اپنے باپ کی فتح نمایان کی یادگار کے لیئے مرہٹون کے نشانون کو اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے۔

بادشاہ سے عرض کیا گیا۔ پیشاور اور کابل کے درمیان غریب خانہ کی منزل مین کابل کے صوبہ دار محمد امین خان کی افغانون کے سردار ایمل خان اور اور سردارون سے جنگ عظیم ہوئی۔ افغانون نے مور و ملخ کی طرح جمع ہو کر آپس مین اتفاق کر لیا تھا۔ اس جنگ مین محمد امین کا بیٹا اور داماد اور اسکے عمدہ نوکر اور بہت سے بادشاہی آدمی کام مین آئے اور بہت افغان بھی قتل ہوئے

فساد و قوم یوسف زئی

محمد امین خان کو ہزیمت ہوئی اور نوبت یہان تک آئی کہ تمام بہیر اور خزانہ اور ہاتھی اور اور اسباب سب لٹ گیا اور سردارون اور ہمراہیون کے قبائل و ناموس افغانون کے دستگیر ہوئے اور ہزار خرابی سے محمد امین خان اور ایک جماعت زندہ اس ہتلکہ سے برآمد ہوئے اور بہت روپیہ لیکے افغانون نے محمد امین خان کی چھوٹی بیٹی کو بعض عورات کے ساتھ چھوڑا کہتے ہین کہ صلح کے بعد والدہ محمد امین خان اپنے خردسال بیٹے کے ساتھ محمد امین خان پاس آئی۔ مگر غیرت و خجالت کے مارے اپنے شوہر پاس آنا نہین قبول کیا یہین سادہ لباس و کرتہ پہن کر معبود کی عبادت مین مصروف ہوئی۔ ایمل خان نے کوہستان مین اپنے نام کا سکہ چلایا اور ایمل شاہ زبان زد خلائق ہوا۔ اس خبر سے پادشاہ کی خاطر کو زیادہ ملال ہوا سنہ ۱۶ جلوس کے آخر مین پادشاہ کابل کی طرف روانہ ہوا۔ اور آغر خان کو بطریق ایلغار دکن سے بلایا اور فدائی خان کو کابل مین صوبہ مقرر کیا۔

ان دنون مین اسلام خان رومی حاکم بصرہ جسکو یہان کی اصطلاح مین پاشا کہتے ہین ہندوستان مین آیا۔ اسکا سبب یہ تھا کہ خویشون اور ہمچشمون کی نزاع سے اسکی حکومت مین اس قدر خلل پڑا اور نزاع اور فساد و تعصب اس حد پر پہنچا کہ چند محلہ شہر و قریات کو جلا کر اور بیشمار شرفا و اکابر کے گھر مین آگ لگا کے۔۔۔ بندر سورت کی راہ سے پادشاہ پاس آیا۔ پادشاہ نے اسکو پنجہزاری چہار ہزار سوار کر کے نقارہ اور لوازم امارت ہندوستان مین عطا فرمائے اور مہم دکن مین بطریق کمکی خان جہان بہادر اور دلیر خان کے پاس بھیجا۔

اسی سال مین جعفر خان وزیر مر گیا وہ خوش وضع اور میرزا منش تھا۔ اوسکی قوت شامہ اور ذائقہ سب امیرون سے زیادہ تھی ایک دفعہ کوکن کا تربوز اسکے سامنے رکھا تو اسنے کہا کہ شیرینی اور شادابی و سگندگی اور بے جرمی اور گلابی مین اس سے بہتر تربوز مین نے نہین دیکھا۔ مگر اس مین عیب یہ ہے کہ

اسلام خان والی بصرہ کا آنا

جعفر خان کا وفات

کہ مچھلی کی بو کھانے کے وقت آتی ہے۔ کوکن میں فالیز میں مچھلی کی کھاد دیتے ہیں تو وہ خوب نشو و نما پاتی ہے۔

سنہ ۲۷ جلوس مطابق ۱۰۸۳ھ میں خان جہان کی لڑائی بہلول خان بیجاپوری کی فوج سے قصبہ ملکھیر میں ہوئی جو بیجاپور سے چار منزل پر ہے لوڈف صاحب نے اسکو گلبرگہ سے جنوب مشرق میں تیس میل کے فاصلہ پر لکھا ہے) دلیر خان ہراول تھا اور اسلام خان رومی رفیق تھا۔ کارزار صعب ہوئی ایسی حالت میں کہ اسلام خان رومی نے تردد نمایان کیا تھا اور فوج خصم کا غلبہ حد سے زیادہ تھا اور چاروں طرف سے افواج پادشاہی گھری ہوئی تھی۔ بارود تقسیم کرنے کے وقت اسلام خان کی سواری کے ہاتھی کے پاس بارود میں آگ لگ گئی فیل و فیلبان کو شعلۂ آتش کا صدمہ پہنچا فیلبان بے اختیار سے فیل ہا ہوا اور اسلام خان کو بیجاپور کے لشکر میں لے گیا۔ اسکو ہاتھی سے اتار کر قتل کیا اس جنگ میں بہت سے پادشاہی کارخانے تاراج ہوئے اور دلیر خان و خان جہان بہادر کی فوج کی ایک جماعت ماری گئی۔ کئی کروہ تک آدمیوں کے سر اور ہاتھیوں کی سونڈیں دلاوروں کے گوی و چوگان تھے۔ آخر الامر فوج پادشاہی اس مرتبہ پر تنگ ہوئی کہ جس راہ سے چار پانچ روز میں وہ ہاتھیوں اور گھوڑوں کی پیٹھ پر دکنیوں کے تعاقب میں گئی تھی۔ پھر اسی راہ سے قدم بقدم تین ہفتہ میں الٹی آئی۔ اوائل ۱۸ سنہ جلوس میں حسن ابدال میں پادشاہ کو اس شکست کی خبر ہوئی وہ افغانوں کی تنبیہ میں مصروف تھا اسلئے دکنیوں کی تنبیہ کو اور وقت پر موقوف رکھا۔

پادشاہ کے حکم سے آغر خان ایلغار کر کے تین چار مہینے کی راہ کو چالیس روز میں طے کر کے حسن ابدال میں پادشاہ پاس پہنچا اور مورد آفرین ہوا۔ پادشاہ نے چند بندۂ کارزار دیدہ چار پانچ ہزار سواروں کے ساتھ آغر خان کے ہمراہ

اور دو لاکھ روپئے نقد عطا کیئے اور افغانون کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔ آغر خان
جب پشاور مین آیا تو چند الوس مہمند نے اتفاق کر کے آغر خان پر شب خون مارا۔ اُس نے
بہت سے آدمی مار کر انکو بھگا دیا اور انکا تعاقب کیا اور تن سے سر کو جدا
کیا اور زین کو سوار سے خالی کیا۔ تین سو سوار انکے مارے اور دو ہزار زن و مرد
اسیر کیئے اور مال و مواشی بہت سے ہاتھ آئے۔ افغانون نے بہت روپیہ دیکر
اپنے قیدیون کو چھڑا لیا۔ بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو آغر خان کو خلعت و اضافہ
مرحمت کر کے حضور مین بھیجا کہ وہان افغانون کا استیصال کرے۔ خدائی خان
صوبہ دار کابل کو بھی حکم بھیجا کہ وہ آغر خان کی ہراولی افغانون کی گوشمالی مین
کرے۔ آغر خان جسطرف رُخ کرتا کشتون کے پشتے لگا دیتا۔ چالیس ہزار
افغانان خیبری وغیرہ نے جمع ہو کر علی مسجد کی منزل کے قریب آغر خان پر شبخون مارا
مغل خبر دار ہو کر افغانون سے لڑے اور بہت دیر تک لڑائی رہی طرفین کی جماعتین
قتل ہوئین آغر خان کے زخم کاری لگا۔ اس زخمی ہونے پر بھی اُسنے بہادرانہ
حملہ کیئے اور افغانون کو ہزیمت دی اور مقتولون کے اسلحہ اُتار لیئے اور وہ اسیر
افغانون کے سر پر رکھے اور اُنکے رسیون سے ہاتھ باندھ کے اپنے گھوڑون کے آگے
رکھا۔ ہزارون افغان اسیر او کشتہ ہوئے۔ اور باقی جو بچے پہاڑون و درون
مین بھاگ گئے۔ آغر خان نے فتح کی عرضداشت اور بہت سے سر اور اسیر
بادشاہ پاس بھیجے۔ بادشاہ نے خلعت مع اضافہ و مومیائی اور تعویز
اپنے ہاتھ سے لکھ کر اسکے پاس بھیجا جسنے چشمون کو حسد ہوا خصوصًا ہندی
نژادون کو جو اسکے ہمراہ تھے۔ باوجود اس طرح مغلوب ہونے کے پھر مور و
ملخ سے زیادہ افغان جمع ہوئے اور دریائے قلعت مین ملجا و پناہ اپنی بنا کے مسافرون
و فوج شاہی کی آمد و رفت کے سد راہ ہوتے اور آغر خان کے ہمراہیون کا
حسد و نفاق اور اس گروہ کے فساد کا سبب ہوا۔ آغر خان نے ہراول بنکے

فدائی خان کو پیشاور سے جلال آباد مین پہنچا دیا۔ پھر فدائی خان نے آغر خان کو پانچہزار
سوار دیکر ملک نیکنہار کے بندوبست کے لئے بھیجا۔ جو افغانون کے قبضہ مین آ گیا تھا
اور خود کابل گیا۔ یہان بھی اُسنے خلزئی افغانون کو لڑکر ٹھیک بنایا۔ نیکنہار کے
افغانون نے زینہار مانگی۔ راہ جاگت جسکو انہون نے مسدود کر رکھا تھا جاری ہوئی
تیس چالیس ہزار پیادہ و سوار افغانون نے جمع ہوکر غافل آغر خان پر شبخون مارا۔ مغلون
نے اسکا مقابلہ کیا تا ستہ پہر تک لڑائی رہی۔ بہت افغان کشتہ و زخمی ہوئے اور باقی
بھاگ گئے۔ فدائی خان نے جب کابل سے پیشاور مین آنا چاہا تو افغان جمع ہوکر اسکے
سدراہ ہوئے۔ محاربہ عظیم ہوا۔ فدائی خان نے آغر خان کی ہمچشمون کی حسد کے
سبب الوس عرب کے رؤسا مین سے ایک کو ہراول بنایا تھا وہ مارا گیا اور فوج ہراول کو
ایسی ہزیمت ہوئی کہ تمام ہاتھی و توپخانہ و بہیر و ناموس و مال مردم لٹ کر سب
افغانون کے تصرف مین آیا۔ ناچار سریع السیر قاصدون کو آغر خان پاس بھیجا
اور اسکو بلایا وہ چند ہزار سوارون کے ساتھ ایلغار کرکے آیا کتل جلاگت پر سخت لڑائی
ہوئی اس قدر تیر و گولہ و بندوق و سنگ پہاڑ کے اوپر سے آئے کہ بادشاہی فوج پر
کار تنگ ہوا لیکن آغر خان کی سعی سے افاغنہ نے ہزیمت پائی اور فدائی خان جلال آباد مین
پہنچا اور حکم کے بموجب اُسنے تھانے بٹھائے اور راہ کے مابین نئے قلعے بنائے۔ پادشاہ
آخر سنہ ۱۵ یا سنہ ۱۶ جلوس مین حسن ابدال سے دار الخلافہ کو متوجہ ہوا فدائی خان کو بدلکر
امیر خان پسر خلیل اللہ خان کو کابل کا صوبہ دار کیا اور شاہزادہ محمد معظم کو حکم دیا کہ
امیر خان کے بندوبست تک کابل مین توقف کرے اور اسکی امداد و معاونت مین
کوشش کرے۔ آغر خان کو مع مہاراجہ جسونت سنگھ کے امیر خان کے ساتھ مقرر کیا
امیر خان پیشاور مین آیا اور افغانون کی تنبیہ مین مشغول ہوا۔ کچھ مدت کے بعد
بادشاہ کے حکم سے شہزادہ لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ نیکنہار مین بھوکوٹ کے دونون طرف
آغر خان نے مصالح جمع کرکے قلعہ آغر آباد تیار کیا۔ جب افاغنہ مین اس قلعہ کے بنانے

خبر مشتہر ہوئی تو وہ اس قلعہ کو اپنے حق مین خلل انداز سمجھے تو پھر وہ جمع ہوئے۔ امیر خان کو
اسکی خبر ہوئی۔ اُسنے سید محمد رضا داروغہ توپخانہ اور ایک ہزار سوار و توپخانہ
پادشاہی اسکی کمک کے لئے بھیجے۔ آغر خان نے بھی خبر پاکر فوج کو مرتب کیا۔ ایک طرف
اپنے سگے بھائی سنگری وردی خان کو بہت سے لشکر کے ساتھ اور دوسری جانب
مین راجپوتون اور افغانون کو بسرداری سلطان زاد ہا ی گھکر مقرر کیا اور افغانون
کی سپاہ کے مقابل آیا اور معرکہ کارزار کو آراستہ کیا اسطرف ایمل خان معہ
چند سردارون اور دمن دارون کے ساتھ پادشاہی فوج کے مقابلہ مین آیا محاربہ عظیم ہوا
ہر طرف سردارون کے سر گیند کی طرح لڑھکتے پھرتے تھے۔ فیلان رزم جو افغانان
پلنگ خو مین حملہ آوری ہوئی۔ افغانون کے حملون سے افواج پادشاہی تنگ ہوئی
اور قریب تھا کہ صدمہ عظیم آغر خان کے لشکر کو پہنچتا لیکن اسنے اور اسکے بھائیون اور
خویشون نے جوانمردی کرکے فتح پائی۔ کہتے ہین کہ دوبارہ افغانون کے غلبہ سے لشکر شاہی
کو چشم زخم عظیم پہنچتا لیکن آغر خان قلب لشکر سے گھوڑا دوڑا کر آیا اور حملہ کیا اور
ایمل خان کے سامنے آیا اور دست وگریبان کی نوبت پہنچی ایمل خان مارا جاتا
مگر اسکے آدمی بچا کر لے گئے افغان ایسے ڈر کر بھاگے کہ غارون مین اور جانورون کے
بھٹون مین جا کر چھپے۔ اور مغلون نے انکے نشان پا پا کر انکو ان سوراخون سے نکالا
تو ان مردہ صورتون مین جان کا اثر باقی نہ تھا۔ آغر خان نے اس فتح نمایان کے
چند مقتولون کے سترہ سو سر اور بہت سے اسیر پادشاہ پاس بھیجے۔ پادشاہ نے
اضافہ کرکے آغر خان کو چار ہزاری سہ ہزاری سوار کا منصب دیا اسکے بھائی
سنگری وردی خان اور سپاہیون کو انکے مراتب اور خدمات کے موافق منصب و انعام
دیا۔ اس سرزمین مین آغر خان کا نام ایسا افغان کشی اور شمشیر زنی مین زبان زد خاص
وعام ہوا کہ افغانون کے بچے جب سوتے نہ تھے یا روتے تھے تو اسکے نام سے ڈرائے
جاتے تھے۔ شاہزادہ محمد اعظم پاس حکم گیا کہ آغر خان و راجہ جسونت سنگھ کو

امیر خان کی کومک کے لئے چھوڑکر تم لاہور مین چلے آؤ. پادشاہ سنہ ۱۲ جلوس مین لاہور
مین آیا۔ پادشاہزادہ محمد سلطان ان دنون مین اجل طبعی سے مرگیا۔

وفات قاضی عبدالوہاب کی وفات

جب پادشاہ حسن ابدال سے مراجعت کرکے آتا تھا تو قاضی عبدالوہاب اسکے ہمراہ تھا
اسکا راہ مین انتقال ہوا اسکے چار بیٹے تھے انمین بڑا بیٹا شیخ الاسلام تھا حلیہ صلاح
و فلاح سے آراستہ اور علم باعمل و دیانت و نیک نفسی اور ذخیرہ عاقبت بخیری
جمع کرکے اسم بامسمی کہا جاتا تھا۔ فی الواقع جرگہ قضات مین مثل اسکی نیک سرشت کمتر ہوے
ہین اسکے باپ کا کل متروکہ دو لاکھ اشرفی اور پانچ لاکھ روپیہ نقد سوا جواہر اور الماس
وافر کے تھا۔ اصل مین سے جو کچھ اوسکے حصہ مین آیا اسمین سے ایک دام و درم نہ لیا اپنی
مین سے بہت کچھ زر عذاب پدر کی تخفیف کے لئے مستحقون اور محتاجون کو پہنچایا باقی
بھائیون اور ورثا مین تقسیم کردیا۔ ہرچند اُسنے تعلقہ قضا کے قبول کرنے سے ابا کیا
مگر پادشاہ نے اسکو خوشامد درامد سے مقرر کیا۔

قلعہ سالیر

ہمیر بگلانہ سے چھہ کروہ قلعہ سالیر ہے وہان سید منور علی قلعہ دار تھا سنہ ۵۱
جلوس مین خان جہان بہادر کی عملداری مین قلعہ دار کے وابستہ اورنگ آباد سے آتے
تھے کہ مرہٹون نے انکو گرفتار کرلیا۔ چند آدمی مستورات کی حمایت مین قتل ہوئے مرہٹے
ان مستورات کو گرفتار کرکے قلعہ کے نیچے لاے۔ اور قلعہ دار سے سوال کیا کہ قلعہ خالی کردو ور
نہین تمہارے ناموس کی بے ناموسی کی جاتی ہے۔ قلعہ دار نے روپیہ دیکے عیال کو خلاص
کرانا چاہا مگر فائدہ نہ ہوا۔ قلعہ دار نے یہ خیال کرکے کہ قلعہ سے نکل کر تلوار سے لڑنے مین اور
مرنے مین قلعہ ہاتھ سے جائیگا اور اہل و عیال جو گرفتار ہین انکی بے ناموسی زیادہ
ہوگی اور خلاصی کی امید متعذر ہے چار و ناچار آبروے ناموس کے بحال رکھنے کو
منصب کے بحال نہ رکھنے اور پادشاہ کے اعراض پر مقدم جانا۔ قلعہ کو خالی کرکے
مرہٹون کے حوالہ کیا۔ اس طرح صوبہ خاندیس کا مشہور قلعہ بلا تردد تیغ و سنان مرہٹون
کے تصرف مین آیا۔ فی الحقیقت بندر سورت سے اورنگ آباد تک اور برہان پور تک کے

قزاقی اور تاخت سے قافلہ کی آمد و رفت کی راہ مسدود تھی اور انہوں نے کلانہ کے اور دو تین قلعون پر تصرف کرلیا تھا جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اسنے قلعہ دار کو معتوب اور بے منصب کرکے اپنے پاس بلایا اور دلیرخان جو خانجہان کی جگہ دکن کا صوبہ دار ہوگیا تھا لکھا کہ قلعہ کا محاصرہ کرکے فتح کرے دلیرخان تو پخانہ اور بہت سپاہ لیکر پاے قلعہ مین آیا بہت تردد کیا اور ایام محاصرہ مین امتداد ہوا کچھ فائدہ نہ ہوا اور اس ضلع کی ناموافقت آب و ہوا سے بہت آدمی ضائع ہوئے جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا دلیرخان کو لکھا کہ محاصرہ کو چھوڑ دے۔

سنہ ۶۸ مین بادشاہ نے از راہ حق پرستی و عدالت گستری حکم فرمایا کہ حضور مین اور شہرون مین منادی کرین کہ کسی کا دعوی شرعی بادشاہ پر ہو وہ حاضر ہوکر وکیل بادشاہ سے رجوع کرے اور اثبات کے بعد اپنا حق لے لے اور حکم دیا کہ بادشاہ کی طرف سے وکیل شرعی انکے لئے حضور مین اور بلاد مشہورہ مین مقرر ہون۔ تاکہ خلق اللہ جو حضور مین آنے کی دست رس نہین رکھتی وہ انکے ذریعہ سے اپنی حق رسی کا دعوی کرین۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی تو اتفاق سے محمد محسن نام پسر حاجی زاہد ملک التجار بندر سورت اور پسر بیرجی بہورہ جو عمدہ تجار بندر مذکور مین سے ایک تھا یہان موجود تھے وہ غیاث الدین خان متصدی سورت کی تعدی کی شکایت کرنے آئے تھے سلطان مرادبخش نے جب احمد آباد مین سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا تھا اور خواجہ شہباز نے قلعہ کی تسخیر کے بعد بندر سورت کے تجار سے دس لاکھ روپیہ قرض لیا تھا۔ حاجی زاہد اور بیرجی بہورہ نے پانچ لاکھ روپیہ قرض دیا تھا اور محمد مرادبخش نے اپنی مہر لگا کے ان کو تمسک لکھ دیا تھا شہباز اس روپیہ کو خرچ مین نہین لایا تھا۔ صندوقون مین وہ سربمہر تھا۔ جب محمد مرادبخش مقید ہوا تو یہ روپیہ سربستہ بجنسہ خزانہ سرکار مین داخل ہوا جب محمد محسن نے بادشاہ کی عدالت پروری کا حکم یہ سنا تو اصالتہ اور پسر بیرجی بہورے کی طرف سے وکالتہ اس روپیہ کا دعوی محمد علی خانسامان کی معرفت پیش کیا کہ اس قدر روپیہ بادشاہ پر ہمارا آتا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ دعوی اپنا ثابت کرو اور روپیہ لے لو انہون نے

تقرر وکیل شرعی

التماس کیا کہ یہ اثبات شرعی ہو یا اثبات دیوانی پادشاہ نے کہا کسی صورت
سے دعوی ثابت ہو مین حق ادا کرونگا۔ فتاوی عالمگیری کے موافق یہ اثبات
پیش ہوا کہ جب متروکہ میت پر وارثون مین سے کوئی متصرف ہو تو میت کا دین
ادا کرنا اسپر واجب ہے اور بموجب داخلہ خزانہ کے ثابت تھا کہ محمد مراد بخش کا
پانچ لاکھ روپیہ خزانہ شاہی مین داخل ہوا۔ پادشاہ مقدمہ کا مطالعہ فیصلہ
کے لئے کر رہا تھا کہ محمد محسن نے کہا کہ ہم ہندون کا حق موافق ہمارے التماس کے
حضرت پر ظاہر ہو گیا۔ یہ روپیہ حضور پر نثار کرتے ہین۔ پادشاہ نے فرمایا کہ
محمد محسن اپنا زر حق ہمکو بخشتا ہے ایک گھوڑا اور فیل اور خلعت اسکو مرحمت ہوا
اور غیاث الدین خان بندر سورت سے تبدیل کیا جائے۔ اور ہمارے پاس
آئے۔ ان ہی دنون مین حکم ہوا کہ جب مسلمان بادشاہ سے ملاقات کرین تو سلام
شرعی سلام علیک پر اکتفا کرین۔ کفار کی طرح سر پر ہاتھ نہ رکھین حکام بھی
طریقہ انام اور مردم خاص و عام کے ساتھ یہی طریقہ برتین اور صوبہ دارون
اور حکام صوبہ جات کے نام حکم صادر فرمایا کہ وہ ہندو پیشکارون اور اہل دیوان
کو برطرف کرین اور انکی جگہہ مسلمانون کو مقرر کرین اور اہل دیوان کو حکم ہوا کہ محالات
خالصہ مین کروری مسلمان مقرر ہوا کرین۔ اس سال سے عالمگیر کی طرف سے
ہر شہ… بہ مین واطراف مین وکیل شرعی مقرر ہوئے اور وہ محکمہ مین قاضی کے
ہمراہ بیٹھے۔ عدم سیاست کے سبب پیشکاری حکام مین ہندو نہین موقوف ہوئے
مگر بعض بلاد مین ہندو کروری موقوف ہو گئے۔ پھر یہ قرار پایا کہ دفتر دیوانی کے
جملہ پیشکارون اور سرکاری بخشیون مین ایک پیشکار مسلمان اور ایک ہندو مقرر ہو۔
۱۵ سنہ جلوس یعنی ۱۰۸۲ھ مین ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا۔ ہنود کا ایک فرقہ فقیرون
کا تھا جنکو ست نامی کہتے تھے انکا نام منہ بہ زبان زد خلایق تھا۔ اطراف نارنول
اور میوات مین انکے چار پانچ ہزار خانہ دار تھے اگرچہ یہ فرقہ فقیرانہ لباس مین

رہتا تھا مگر زیادہ تر کسب پیشہ انکا زراعت و تجارت تھا۔ کم مایہ تاجرون کیطرح وہ تجارت کرتے تھے۔ اور اپنے مذہب مین وہ سچ مچ ست نامی کا ترجمہ بنا چاہتے تھے کسب حلال کرتے تھے مال حرام پاس نہ جاتے تھے اگر کوئی اُنپر شجاعت و حکومت کے دعوی سے ظلم و تعدی کرتا تو وہ اسکے متحمل نہین ہوتے تھے اکثر ہتیار باندھتے تھے جب بادشاہ حسن ابدال سے واپس آیا ہی تو ایک دن قصبہ نارنول کے نزدیک ایک کسان جو زراعت کرتا تھا اسکی ایک پیادے سے سخت گفتگو ہوئی جو خرمن کی نگہبانی کرتا تھا اور اس پیادے کے ہاتھ کی لکڑی کی چوب سے ست نامی کا سر پھٹ گیا۔ اس فرقہ کے آدمیون نے پیادہ کے سر پر انبوہ کیا اور اسکو مار مار کر مردہ کی صورت بنا دیا۔ جب شقدار کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اس جماعت کی گرفتاری کے لیئے پیادون کی جماعت کو مقرر کیا۔ ست نامیون نے جمع ہوکر شقدار کی اس جماعت سے مقابلہ کیا اور کئی آدمیون کو زخمی کیا اور سب کے ہتیار چھین لیئے۔ اور غالب رہے اور ہر ساعت انکی جمعیت بڑھنی شروع ہوئی۔ یہان تک کہ کار طلب خان فوجدار نارنول کو خبر ہوئی بہت سوار اور پیادے شقدار کی امداد کے لیئے اور ست نامیون کی تنبیہ اور گرفتاری کے لیئے بھیجے اُنہون نے فوجدار کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ ایک جماعت کو کشتہ و زخمی کیا اور سب کو ہزیمت دی اور یہان تک نوبت آئی کہ اطراف کے زمینداروں کی کمک کی گرد آوری کی اور سابق و حال کی فوجون نے ست نامیون پر چڑھائی کی کئی دفعہ لڑائی ہوئی۔ فوجدار مارا گیا۔ ایک جمع کثیر قتل ہوئی اور ست نامیون کا قبضہ نارنول کے قصبہ پر ہوا۔ اُنہون نے تھانے بٹھائے۔ اس نواح کے دہات سے محصول وصول کیا۔ جب بادشاہ شاہجہان آباد مین آیا تو اسکو اس آشوب فساد کا حال معلوم ہوا تو اُسنے فوجین انکے لیئے بھیجین جو فوج گئی وہ غارت و تاراج ہوئی مشہور یہ ہو گیا کہ انکو سحر و جادو ایسا آتا ہے کہ لشکر شاہی کا جو تیر اور گولہ اور گولی جاتے ہین وہ انکے بدن پر اثر نہین کرتے اور جو وہ تیر اور تفنگ چھوڑتے ہین وہ فوج شاہی مین سے دو تین آدمیون کو نیچے گرا دیتا ہے اور چند کلمات جنکے قبول کرنے مین عقل کو حیرت ہوتی ہے عوام الناس

یہ شہرت پکڑ گئی کہ وہ جادو کا گھوڑا لکڑی کا بناتے ہیں اور عورت کو اُسپر سوار کراتے ہیں اور وہ
اسپ جاندار کی طرح انکے ہراول میں پیش قدم ہوتا ہے اب نوبت یہ آئی کہ نامدار راٹھور
امرائے کارزار دیدہ سنگین فوجیں لیکر اس گروہ کے مقابل ہوتے ہیں اور ست نامی آگے
بڑھکر اُنسے لڑنے آتے ہیں۔ وہ لوٹتے اور مارتے اور جے جے پکارتے دہلی کے قریب پہنچے
اور اُنکے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے افواج شاہی کو آگے بڑھنے کی تاب نہیں ہوتی اطراف
کے زمینداروں اور راجپوتوں نے فرصت وقت کو غنیمت گنا اور سرتابی کی اور
مالگذاری سے ہاتھ کھینچا اور شوخی کرنی شروع کی۔ غرض نائرہ فساد روز بروز بھڑکتا گیا
اور یہانتک نوبت آئی کہ بادشاہ نے شہر سے باہر خیمے کھڑے کر دئے اور اپنے ہاتھ سے
قرآن شریف کی وہ آیتیں لکھکر دیں جنکی تاثیر جادو کے اثر کو بے تاثیر کرتی تھیں اور حکم دیا
کہ انکو علموں پر لگاؤ۔ آخر کار راجہ بشن سنگھ و حامد خان پسر مرتضی خان نے بڑا فرہ دکھایا
کئی ہزار ست نامی مار ڈالے باقی جو بچے بھاگ گئے فساد موقوف ہوا۔ مگر اطراف کے زمینداروں
نے سرتابی کی صوبہ اجمیر اور نواح اکبر آباد میں انتظام میں خلل آیا۔ بادشاہ نے اجمیر میں
جانے کا ارادہ کیا کہ زیارت بھی ہو اور رجپوتوں کی تنبیہ بھی کی جائے۔ اجمیر کو فوج
روانہ کی۔ یہ حال تو خافی خان نے لکھا ہے جنکی عادت ہے کہ مخالفت مذہبی کے سبب سے
بادشاہ کی برخلاف ایسی دلچسپ داستان سرائی کیا کرتا ہے مآثر عالمگیری میں لکھا ہے
کہ یہ سانحہ بھی حیرت افزا ہے کہ ایک طائفہ بے سرو پا زرگرو درود گرو کناس و دباغ
اور اراذل و اجلاف اصناف محترقہ خود پرست ہوا اور بادشاہ سے باغی ہوا اور
خود اپنے پاؤں سے دام میں گرفتار ہوا اس داستان کی تفصیل یہ ہے کہ سرزمین میوات سے
ایک فرقہ زمین سے چیونٹیوں کی طرح اور آسمان سے ٹڈیوں کی طرح نمودار ہوا۔ یہ فرقہ
اپنے تیئں زندہ جاوید جانتا تھا اور ستر جون بدلتا تھا۔ نارنول کی نواح میں اس قوم کے
پانچہزار آدمیوں نے مبادرت اختیار کی اور قصبات اور پرگنات کو لوٹنا شروع کیا
طاہر خان فوجدار نے اپنے میں اُنسے لڑنے کی سکت نہ دیکھی وہ حضور میں آیا۔ بادشاہ نے

اس فرقہ کے استیصال کا عزم مصمم کیا۔ ۲۶ ذی القعدہ ۸۲ھ کو رعد انداز خان کو فوج اور
توپخانہ کے ساتھ اور حامد خان کی جماعت خاص اور پانسو سوار تابینوں کے ساتھ اور
سید مرتضی خان اور یحییٰ خان رومی وغیرہ کو اسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جب فوج
اس مرزبوم میں آئی غنیم اُسسے لڑا۔ باوجودیکہ اس پاس مصالحہ کارزار نہ تھا مگر فرقہ
مہابھارت کی سی لڑائی لڑا۔ اہل اسلام اسپر حملہ آور ہوئے اور انکو مارا اور بڑی سخت
لڑائی ہوئی۔ رعد انداز خان و حامد خان و یحییٰ خان نے بڑے تردد کئے اور اکثر
بہادر مسلمان شہید و بہت آدمی مجروح ہوئے۔ عاقبۃ الامر مسلمانوں کو فتح ہوئی
اور انھوں نے ست نامیوں کا تعاقب کیا۔ اس سرزمین میں انکا نام ونشان مٹایا
اور امرا شاہی کو اس خدمت کے صلہ میں پادشاہ نے بڑا انعام دیا۔

پادشاہ نے حکم دیا کہ مطیع الاسلام اور دار الحرب میں تفریق ہونے کے لئے ہنود سے
کل صوبجات میں جزیہ لیا جائے۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی تو دار الخلافہ اور اطراف
کے ہنود لاکھوں جھروکہ کے نیچے دریا کے کنارہ پر جمع ہوئے اور بہت ضعف نالی کی
اور اسکے معافی کے لئے کہا۔ مگر پادشاہ نے کچھ نہ سنا۔ جب جمعہ آیا اور پادشاہ سوار
ہوکر جامع مسجد کو جانے لگا تو قلعہ اور جامع مسجد کے درمیان ہندوؤں نے ازدحام کیا
جزیہ کے لئے واویلا مچائی ہندوؤں کے ہجوم نے پادشاہ کو ایسا گھیر
لیا کہ پادشاہ کو مسجد تک جانا مشکل ہوگیا۔ مگر اُسنے انکی فریاد سننے کے لئے کان سُن اور
بہرے کر لئے اور بھیڑ کے سبب سے جب راہ نہ ملی تو ہاتھیوں سے اس طرح چیر پھاڑ کر رستہ
نکالا کہ کچھ آدمی گھوڑوں اور ہاتھیوں کے پیروں کے تلے کچل کر پس گئے۔ ناچار ہنود اپنے
گھر چلے گئے پھر دم نہ مارا۔ جزیہ دینے لگے۔

مرزا قوام الدین خلیفہ سلطان کا بھائی تھا اور خلیفہ سلطان مازندران کا
شاہزادہ تھا۔ جب شاہ ایران نے مازندران کو تسخیر کیا اور خلیفہ سلطان کو اپنا
وزیر بنایا تو مرزا قوام الدین کی اپنے بھائی سے نہیں بنی اور وہ پادشاہ پاس

چلا آیا۔ بادشاہ نے اسکو دار السلطنت لاہور کا صوبہ مقرر کیا اور پنجہزاری سہ ہزار سوار کا
منصب دیا۔ بادشاہ کی حمایت کے سبب سے قضات امور شرعی مین بڑا استقلال رکھتے تھے
علی اکبر پورب کا رہنے والا یہان قاضی تھا اور وہ صوبہ دارون کے ساتھ بھی سختی کرتا تھا
مرزا قوام الدین اور قاضی دونو کی آپس مین بگڑی اور سخت گفتگو ہوئی اور بادشاہ پاس دونو
نے شکایت لکھ بھیجی۔ مرزا نے کوتوال کو بھیجا کہ قاضی کو پکڑ لائے۔ جب کوتوال قاضی کو پکڑنے گیا تو
اسنے مقابلہ کیا اور وہ خود اور اسکا بھانجا اور بیٹا مارا گیا۔ لاہور کے آدمیون نے قاضی کے
کشتہ ہونے کے بعد صوبہ دار اور کوتوال پر ہجوم کیا اور انکا راستہ بند کیا۔ بادشاہ کو
حقیقت حال معلوم ہوئی تو اُسنے مرزا قوام الدین کو لاہور سے بدل دیا اور کوتوال کو اپنے
پاس بلا کر قاضی کے وارثون کو حوالہ کیا کہ وہ قصاص لین۔ مرزا قوام الدین بھی اس مقدمہ مین
قاضی کے حوالہ ہوئے اس کشمکش مین امراض جسمانی اور آلام روحانی نے اجل طبعی کو بلایا۔

ذکر جسونت سنگہ کا مرنا اور رانی و اولاد

جزیہ نے مذہبی عداوتون کی آگ کو پہلے ہی سے بھڑکا رکھا تھا اب چھ مہینے بعد اس
واقعہ نے اور اُس پر روغن ڈالا کہ راجہ جسونت سنگہ جسکا حال بہت جگہہ پڑھ چکے ہو
وہ کابل مین کوئی صوبہ دار تھا۔ یہان اس دار ناپائدار سے وہ کنارہ کش ہوا اس کے
بھائی بند رجپوت اسکی رانی اور ننھے ننھے دو بیٹون کو ساتھ لیکر بے اذن شاہی
اور صوبہ دار کابل کی بے دستک راہداری وطن جانے کے لئے چل کھڑے ہوئے۔ معبر
اٹک پر میر بحر انکے پاس دستک نہ ہونے کے سبب سے مزاحم ہوا۔ راجپوتون مین جنگ کی
اور غالب ہو کر کسی پایاب راہ سے پار اُتر آئے۔ شاہجہان آباد بر سر راہ تھا۔ ناچار
یہان وارد ہوئے۔ عالمگیر نے انکی یہ خبر سنکر اور اپنے کینہ دیرینہ کو جو جسونت سنگہ
کے ساتھ تھا کار فرما کر کوتوال کے نام حکم صادر کیا کہ انکی فرودگاہ پر پہرے بٹھا دو
چند روز بعد راجپوتون نے اپنی ذاتی شجاعت کے سوا یہان فند و فریب کی قدرت
دکھائی کہ بادشاہ سے درگا داس اور چند سردارون نے جانے کی رخصت مانگی
بادشاہ نے اس سبب سے کہ آدمیون کے کم ہو جانے سے رانی اور لڑکون کو بس مین

رکھنا زیادہ آسان ہو جائیگا انکی درخواست منظور کرلی۔ اُنہون نے راجہ کے لڑکون کو
غلامون کے لڑکون کی صورت اور غلامون کے لڑکون کو راجہ کے لڑکون کی شکل
بنایا۔ رانی کو مردانہ لباس اور لونڈی کو رانی کا زیور اور لباس پہنایا۔ یہان عورتون
کی پردہ نشینی کام کر گئی ورنہ اس کام کا ہونا مشکل تھا۔ سو مارا جپوتون کو خیمہ کے اندر بٹھا کر
اُنسے کہا کہ ہم رانی اور کنورون کو لیکر چلتے ہین اگر یہ راز کھل جائے تو تم ان جعلی لڑکون اور
رانیون کی حراست مین اس قدر کوشش کرنا کہ پانچ چھہ گھنٹے اُس مین لگ جائین۔ انکے جانے
کے بعد دو تین پہر گذر گئے تو پادشاہ کو اسکی خبر ہوئی اُسنے تحقیق کی تو کوتوال نے عرض کیا
کہ لڑکے اور رانیان خیمے مین موجود ہین۔ پادشاہ نے جانے والون کے پیچھے آدمی دوڑائے
اور خیمہ کی رانی اور لڑکون کو قلعہ کے اندر بلایا اسپر راجپوتون نے کہا کہ ہم رانی اور لڑکونکو
نہین دینگے اُن کی عوض جان دینگے اسپر پادشاہ نے فوج بھیجی۔ راجپوت اُنسے مقابلہ
پیش آئے۔ بہت سے انمین مخالفون کو مار کر مرے جو بچے وہ بھاگے۔ جعلی رانیان اور
لڑکے پادشاہ پاس آئے اُسنے انکو حرم سرا مین بھیجا بیگمون نے انکو اپنا متبنی بنایا۔ رانی کو
بیگمون کا پرستار بنایا۔ اپنی غفلت چھپانے اور ہوشیاری دکھانے کے لئے پادشاہ
کو یقین دلایا کہ اصلی لڑکے اور رانی یہی ہین جو پادشاہ کے محل مین ہین درگا داس اور راجپوت
تو اس معرکے سے زندہ بچ کر پراگندہ ہوگئے مگر پھر جمع ہو گئے اور وطن کو چلے۔ خیمہ سے لڑائی
ہونے کے سبب سے رانی کو اتنی فرصت ملی کہ وہ جودھپور مین صحیح سلامت داخل ہوئی اور
اُسکے بڑے بیٹے اجیت سنگھ نے مارواڑ پر مدت تک سلطنت کی اور آخر دم تک وہ
اورنگ زیب کا دشمن رہا۔ پادشاہ مدت تک اس شبہ مین رہا کہ وہ راجہ کا اصلی بیٹا نہین
رانی نے فقط مہاراجہ کے نام باقی رہنے کے لئے اسکو بیٹا بنایا ہے اور اصلی اولاد
اسکی میرے پاس ہے مگر جب رانا نے اپنے خاندان کی لڑکی اجیت سنگھ سے بیاہی تو
اسکا شبہ دور ہوا۔ اور اُسنے جانا کہ جسونت سنگھ کا حقیقی بیٹا اجیت سنگھ ہے۔
کوئی لکھتا ہے کہ اس جعلی اولاد کی توقیر مین توفیر کرتا رہا۔ اور اُس نے آخر کو اُن کے

راجپوتون اور بادشاہ کا تنازعہ

استحقاق کے حیلہ سے جودھپور پر چڑھائی کی۔ مآثر عالمگیری مین لکھا ہے کہ
جب راج سنگہ رانا اودے پور نے مہاراجہ جسونت سنگہ کی رانی اور لڑکون کی
اعانت مین کمر ہمت چست کی تو اوائل ذی الحجہ ۱۰۸۹ھ کو بادشاہ اجمیر کو روانہ ہوا۔
اور رانا اودے پور کو فرمان تہدید آمیز لکھا کہ وہ جزیہ دینا قبول کرے اور راجہ
جسونت سنگہ کے فرزندان نامشخص کو جودھپور کے علاقہ سے نکالدے۔ جب بادشاہ
اجمیر مین آیا اسنے ۶ محرم سنہ ۱۰۹۰ھ کو مہاراجہ جسونت سنگہ کے ممالک کے ضبط کے لئے
خان جہان بہادر کو بھیجا۔ وہ ۲۴ ربیع الآخر کو جودھپور سے واپس آیا۔ اسنے
وہان بت خانون کو ڈھایا اور کئی چھکڑے بتون سے بھرے ہوئے بادشاہ پاس
لایا۔ مورد تحسین و آفرین ہوا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ بتون کو کہ اکثر مرصع و طلائی و
نقرئی و برنجی و مسی و سنگی تھے۔ دربار کے جلوخانے اور جامع جہان نما کے زینون کے
نیچے ڈالین کہ وہ پامال ہون۔ مدتون پڑے رہے اور پھر انکا نام و نشان کبھی بھی
نہ رہا۔ مآثر عالمگیری مین واقعات سنہ ۲۲ جلوس سنہ ۱۰۹۰ھ مین لکھا ہے کہ جسونت سنگہ
کابل مین مرگیا اسکا کوئی بیٹا نہ تھا۔ مرنے کے بعد اسکے معتمد نوکرون سونانگ رگناتھہ داس
بھاٹی اور رنچھوڑ اور درگا داس وغیرہ ہم نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مہاراجہ راجہ کی دو
رانیان حاملہ ہین جب اسکے متعلقین لاہور مین آئے تو دونو رانیون سے بیٹے پیدا
ہوئے۔ نوکران مسطور نے دونون بیٹون کے پیدا ہونے کی اطلاع بادشاہ کو
کی اور منصب و راج کے عطا کرنے کی درخواست کی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ دونو
بیٹون کو ہمارے پاس لائین جس وقت لڑکے سن تمیز کو پہنچین گے انکو منصب و راج عنایت
ہوگا۔ راجپوتون کا گروہ شاہجہان آباد مین آیا اور التماس مرقوم مین مبالغہ و الحاح
کیا اس اثناء مین ایک بیٹا باپ سے جا ملا (مرگیا) جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اس
فرقہ کا فاسد ارادہ یہ ہے کہ پسر دوم اور دونو رانیون کو جودھپور لیجا کر بغاوت
کیجیے تو ۱۲ جمادی الآخر سنہ ۱۰۹۰ھ کو حکم ہوا کہ حویلی روپ سنگہ راٹھور مین جو مہاراجہ کی

دو رانیان ٹھیری ہوئی ہین انکو مع پسر کے نور گڈھ مین لے آئین - فولاد خان کوتوال و
سید حامد خان وغیرہ اس لئے مقرر ہوئے کہ اس فرقہ کو ارادہ فاسد سے باز رکھین اگر وہ نہ مانین تو
انکی گوشمالی کی جائے - حسب الحکم امرا کاربند ہوئے - لوازم اندرز و نصیحت ترغیب و ترہیب کے
ساتھ بجا لائے - مگر راجپوتون نے نہ مانا اور وہ لڑے اور بہت مرے اور بادشاہی
آدمی مارے - جب راجپوتون نے اپنا حال تنگ دیکھا تو انہون نے دو رانیون کو کہ مردانہ
لباس پہنے ہوئے تھین مار ڈالا اور پسر دوم کو کسی شیر فروش کے گھر مین چھپایا تھا اس کو
سراسیمگی مین چھوڑ کر فرار ہوئے - فولاد خان کو پسر دوم کی حقیقت معلوم ہوئی تو وہ
شیر فروش کے گھر سے اس بیٹے کو بادشاہ کی حضور مین لایا - بادشاہ نے حکم دیا کہ
راجہ کی لونڈیان جو اسیر ہو کر آئی تھین مین انکے ہمراہ وہ زیب النسا بیگم کے سپرد ہوا اور لڑکے کا
نام محمدی راج رکھا جائے - خان مذکور دوسرے روز لڑکے کا زیور اور اشیا لایا -
اس آشوب مین راجہ کا اور دونو رانیون اور اور راجپوتون کا اسباب لوٹیرے لوٹ
کر لے گئے جو بچا وہ بیت المال کے کوٹھہ مین داخل ہوا - دونو رانیون کی اور
رنچھوڑ داس راجپوتون اور تیس اور سردارون کی لاشین شمار مین آئین باقی چہارم جمادی الاخر
سنہ ۹۰ کو بھاگ کر جودھپور مین پہنچ گئے - درگا کے بہکانے سے راجپوتون نے دو جعلی بیٹے
(رن ستھمن جو مرگیا تھا) اور اجیت سنگہ راجہ جسونت سنگہ سے منسوب کئے اور
فتنہ انگیزی شروع کی طاہر خان فوجدار جودھپور ان سے عہدہ برآ نہ ہو سکا اور
اندر سنگہ بھی نظم و نسق نہ کر سکا - اسکو بادشاہ نے اپنے پاس بلا لیا - بادشاہ نے
سربلند خان کو جودھپور کی تسخیر کے لئے روانہ کیا - ۲۶ رجب کو بادشاہ سے
معروض ہوا کہ اجمیر کی فوجدار منور خان کی مہاراجہ کے نوکر راج سنگہ سے تین روز
تک خوب لڑائی رہی اور منور خان کو فتح ہوئی - راج سنگہ بہت آدمیون کے ساتھ مارا گیا
تو اس نے متعلقہ جودھپور کے معمورون کے سرکش راجپوتون کے پرگنات کی تاخت و تاراج
کے لئے افواج مقرر کین - رانا مین تاب مقاومت نہ تھی اسنے وکلاء معتبر زبان دان

لائق کے مع پیش کشون اور عرضداشت کے بھیجا اور اطاعت کا اظہار کیا اور جزیہ
دینا قبول کیا۔ زر جزیہ کے عوض مین اپنے ملک مین تین پرگنے دینے اور فرزندان
جسونت کی اعانت نہ کرنے کا وعدہ کیا اور عفو تقصیرات کی درخواست کی بادشاہ
نے خان جہان بہادر کو اس ضلع کے بندوبست اور باقی وصول کرنے کے لئے مقرر
کیا اور خود دار الخلافہ کو مراجعت کی۔ اس اجمیر کے آنے جانے مین سات مہینے
بیس روز سے زیادہ نہ لگے۔ چند روز بعد خبر آئی کہ رانا نے پھر تمرد اختیار کیا اور
عہد و پیمان سے پھر گیا۔ خان جہان بہادر سے قرار واقعی بندوبست نہ ہو سکا
تو رجب ۱۰۹۰ھ جولائی ۱۶۷۹ع کو بادشاہ رانا اور راٹھور اور راجپوتون کی گوشمالی کے لئے اجمیر روانہ
ہوا۔ اس دفعہ راجپوتون کے مغلوب کرنے مین اپنی ساری فراست و کیاست کو کام
مین لایا۔ بادشاہزادہ محمد معظم کے نام حکم صادر ہوا کہ وہ دکن سے اجین مین آ کے احکام کا
منتظر رہے اور بنگالہ مین شاہزادہ محمد اعظم کو لکھا کہ بطریق ایلغار میرے پاس آ جائے
جب اجمیر کے قریب بادشاہ آیا تو رانا کی تنبیہ و تادیب کے لئے شاہزادہ محمد اکبر
کو بھیجا اور شاہ قلی خان کو تہور خان کا خطاب دیا اور اسکا اضافہ کیا اور امرا
کار طلب اسکے ہمراہ کئے اور اسکو بادشاہزادہ کا ہراول بنایا۔ رانا نے اس خبر کو
سنکر اودے پور کو کہ حاکم نشین تھا ویران کیا اور اپنے اور جسونت سنگھ کے اہل و
عیال و آدمیون کو ہمراہ لے کر دشوار گذار پہاڑون اور درون مین چلا گیا۔ شاہزادہ
اکبر مامور ہوا کہ وہ درون مین راجپوتون کے استیصال کے لئے بعض امیرون کو بھیجے
اور کچھ دلاورون کو رانا کے ملک اور زراعت کے تاخت و تاراج کے لئے روانہ
کرے جب بادشاہزادہ محمد معظم کی اجین مین آنے کی خبر ہوئی تو اسکے پاس حکم
گیا کہ وہ متعلقہ رانا مین اودے ساگر پر مقیم ہو جو اجمیر سے اسی کوس ہے اور اپنے
لشکر کو اطراف جودھپور مین مقرر کرے کہ جہان آبادی دیکھے اسکو پامال
کرے۔ ان دنون مین حکم کے بموجب شاہزادہ محمد اعظم بھی چار ماہ کی راہ کو ایک مہینے

سے کم مین طی کرکے جریدہ اپنی فوج جنگی کے ساتھ آگیا اسکو حکم ہوا کہ رانا اور راٹھورون
کے تعلقہ اور دریا ے قلب مین جاکر راجپوتون کے قتل و اسیر کرنے مین کوشش کرے
اور فوج معین کرے کہ ملک رانا مین جو غلہ کی رسد پہنچتی ہی اسکو بند کرے اور
زراعت نہ کرنے دی - رانا کی مدد کے لیئے تعلقہ جسونت سنگہ سے پچیس ہزار سوار
راٹھور اور راجپوت جمع ہو گئے - افواج شاہی کا مقابلہ شوخی سے کرتے تھے اور
کبھی اور رسد غلہ پر تاخت کرتے تھے - بادشاہی چند ہزار سوارون کو دریاے قلب
کی طرف لے گئے اور انکو چارون طرف سے گھیر لیا اور بہت سوارون اور پیادون
کا پتا نہ لگنے دیا - لیکن آخر کو راجپوت فوج اسلام سے مغلوب ہوئے - راجپوتون نے
درون کی سر راہ کو بند کر رکھا تھا اور کبھی کبھی پہاڑون سے آن کر شاہزادہ
کے لشکر پر غافل شب خون مارتے تھے - لشکر بادشاہی خصوص منور خان
اس جماعت کو تنبیہ کرتا تھا اور ملک کی خرابی مین اور بتخانون اور عالی عمارات
کے مسمار کرنے اور اشجار ثمردار اور باغات کے کاٹنے اور راجپوتون کے زن و فرزند
کے گرفتار کرنے مین جو غار و مغاک مین چھپے ہوئے تھے کوئی کسر باقی نہ رکھتا تھا -
محمد امین خان صوبہ دار گجرات کے نام حکم گیا کہ اپنی فوج کے ساتھ جلد سرحد
راجپوتیہ اور احمد آباد کے درمیان استقامت کرے اور جہان راجپوتون کی
خبر سنے اور پتا پائے انکو غارت کرے -

جب رانا کے معاونون کا کام تنگ ہوا غلہ نایاب زراعت کشت و کار متعذر ہو
راٹھور راجپوتون نے یہ تدبیر و تزویر کی کہ وہ اول شاہزادہ محمد معظم پاس گئے
کہ اسکو اپنے جرائم کا شفیع بنائین - یا بغاوت پر اسکو رہنمائی کرکے اپنا رفیق
بنائین - بادشاہزادہ نے انکی باتون پر کان نہین لگایا اور نواب بائی یعنی
والدہ شاہزادہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو اُسنے بھی نصیحت کی اور منع کیا کہ کسی
بات مین وہ راجپوتون کی امداد اور معاونت سے آشنا نہ ہو - اور رانا کی

وکیلون کو اپنے پاس نہ آنے دے جبکہ وہ اس شاہزادہ سے مایوس ہوئے تو شہزادہ محمد اکبر کی طرف رجوع کی۔ راجپوتون مین درگاداس بڑا چرب زبان و حراف تھا اُسنے اکبر پر بہت افسون و افسانے پڑھ کر پھونکے۔ اور اسکو امیدوار کیا کہ راجپوت چالیس ہزار سوار جرار آپ کی رفاقت کے لیئے اور خزانہ بے شمار آپکے خرچ کے واسطے موجود ہین۔ شہزادہ یہ سبز باغ دیکھ کر تقاضا ایام شباب و رہنمونی احباب سے راجپوتون کے دام مین گرفتار ہوا بعض اسکے ہمراہی بھی اسکے ہمداستان ہوئے۔ پادشاہزادہ نے باپ سے بغاوت اختیار کی۔ اس بغاوت کرنے کا سبب اُسنے باپ ہی سے سیکھا تھا۔

ابتدا مین اس خبر کی شہرت اڑتی ہوئی شاہزادہ محمد معظم پاس گئی اسکو بھائی سے یگانگی نہ محبت تھی۔ اسکو نصیحت آمیز دو کلمے لکھے باپ کو اپنی عرضداشت مین اس مضمون پر اشارہ کیا کہ راجپوت شہزادہ کے اغوا کے درپے ہین اس سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔ محمد اکبر کی طرف سے پادشاہ کو کوئی وسوسہ نہ تھا۔ مگر پادشاہزادہ محمد معظم کی بدنامی حسن ابدال مین اس قسم کی ہوچکی تھی اور ابتدا مین جو راجپوت برطرے شاہزادہ کے پاس پیغام لائے تھے۔ اسکی خبر بھی پادشاہ سُن چکا تھا اُسنے محمد اکبر کے حق مین محمد معظم کی تحریر کو محض افترا جانا اور جواب مین لکھا کہ ہذا بہتان عظیم۔ حق سبحانہ تعالیٰ لشمارا ہمیشہ بر صراط مستقیم رہبری نماید و آنکو دگی سخن شنوی بدخواہان محفوظ دارد۔ جب یہ راز مخفی برملا ہوا۔ اور خیمہ خیمہ مین سب چھوٹے بڑون کو یہ خبر معلوم ہوگئی کہ درگاداس تیس ہزار راجپوت سوار لیکر اکبر سے مل گیا اور یہ خبر بھی آئی کہ محمد اکبر نے تخت پر جلوس کیا اور سکہ جاری کیا اور تہور خان کو ہفت ہزاری کیا امیر الامرا کا خطاب دیا مجاہد خان اور اور عمدہ نوکرون کے جو اسکے ہمراہ تھے اضافہ کیئے جنمین سے بعض نے مجبور ہو کر مصلحتہً نہ قبول کیئے سب کی تالیف قلوب کی۔ اور

اور بادشاہ کی طرف لڑنے کے ارادہ سے آیا۔ ان دنون مین بادشاہ کی فوج راجپوتون کی تنبیہ کے لئے محمد اکبر کے ساتھ چلی گئی تھی۔ اسد خان مع بہرہ مند خان سوائے کوئی عمدہ امیر نہ تھا اور کل فوج مع خواجہ سرایون اور اہل دفتر کے سات آٹھ سو سوار تھے اس وجہ لشکر مین تزلزل ہوا۔ ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا محمد معظم کو بہ تاکید تمام فرمان بھیجا کہ بلا توقف مع تمام فوج کے بطریق ایلغار حضور مین آؤ۔ پادشاہزادہ باپ کے حکم کے آتے ہی اسکی خدمت مین روانہ ہوا بھیر و خادمہ محل کو خدا کو سونپا۔ دس روز کی راہ کو دو تین روز مین طے کر کے باپ پاس نو دس ہزار سوار لیکر آگیا۔ ایک شہرت تھی کہ محمد اکبر ستر ہزار سپاہ لیکر باپ سے مقابلہ کے لئے قریب آگیا ہے۔ کسی شخص کو بادشاہ کے لشکر مین امید نہ تھی کہ اس بلا سے نجات ہوگی۔ بعض بدخواہون کے کہنے سے احتیاطاً دور بینی کی وجہ سے محمد معظم کی طرف سے پادشاہ کے دل مین وسوسہ پیدا ہوا۔ تقاضائے وقت کے موافق توپ خانہ کا منہ محمد معظم کے لشکر کی طرف کرا دیا اور بیٹے کو پیغام بھیجا کہ لشکر کو چھوڑ کر دو نو بیٹون کے ساتھ ہمارے پاس آؤ۔ محمد معظم نے باپ کے حکم کی تعمیل کی تنہا دو بیٹون کو لیکر خدمت مین آیا تو حضرت کو اسپر اعتبار آیا۔

ان باپ بیٹون کے لشکر مل کر بھی محمد اکبر کے ستر ہزار سوارون کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے یہ عالمگیر کے لئے بڑا برا وقت تھا۔ مگر اسکی عقل سلیم باقی تھی وہ یہ سوچا کہ محمد اکبر کا لشکر جو باغی ہوا ہے وہ فقط راجپوتون کے بہکانے اور پٹیان پڑھانے سے ہوا ہے۔ کوئی اسکو میری ساتھ عناد دلی اور بغض قلبی نہین ہے اسکا راہ پر لانا مشکل نہین ہے اسلئے اسنے شہاب الدین پسر قلیچ خان کو بہ طریق ہراولی بھیجا کہ وہ محمد اکبر کے لشکر کی خبر تحقیق لائے جسکو راجپوتون نے اپنے بند و بست سے مسدود کر رکھا تھا اور اپنے سگے بھائی مجاہد خان سے خط و کتابت کر کے وہ محمد اکبر کے ساتھ بہ تقاضائے وقت و مصلحت رفاقت مین شریک ہوا تھا۔

اور منتظر تھا کہ کوئی موقع ملے تو یہان سے نکل جاے۔ جب اسکو اپنے بھائی شہاب الدین کے نزدیک آنے کی خبر آئی تو اُسنے محمد اکبر سے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو مین جا کر اپنے بھائی کو استمالت کر کے اپنے ساتھ لے آؤن۔ محمد اکبر نے اسکو اجازت دی نقد و جنس جو لے جا سکا وہ لے باقی اسباب کو وہین چھوڑ بھائی پاس پہنچا اور دونو متفق ہو کر بادشاہ پاس آگئے۔ بادشاہ کو اُن کے آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ شہاب الدین کو شہاب الدین خانی کا خطاب دیا۔ مجاہد خان نے اکبر کے لشکر کی حقیقت اور موافق و منافق اور مجبور و غیر مجبور کی تعداد دریافت کی کہ اس اثنا مین محمد اکبر کے لشکر سے اور مردم شناس بادشاہ پاس آنے شروع ہوئے۔ مجاہد خان کے آنے سے محمد اکبر کے لشکر مین خلل ہوا۔ خواجہ مکارم سلطان معظم کے نوکر نے محمد اکبر کے قراولون سے دست یازی کی اسکے زخم لگا۔ اس طرف کے دو تین آدمیون کو زخمی کیا۔ اسنے خبر پہنچائی کہ محمد اکبر کے لشکر سے جدا ہو کے حضور مین تہور خان ہراول فوج چند آدمیون کے ساتھ آتا ہے جب تہور خان گلال باری مین آگیا تو اسکو حکم ہوا کہ وہ ہتیار اُتار کر حضور مین آئے۔ خان نے اسمین تعلل کیا تو محمد معظم خان نے اسکے مارنے کا اشارہ کیا وہ اپنے اظہار تہوری اور ارادہ فاسد اور کسی اپنی مصلحت کے سبب سے محمد اکبر سے رخصت لیکر آیا تہا۔ بادشاہ نے غصہ مین آن کر تلوار ہاتھ مین لیکر کہا کہ کون اسکو منع کرتا ہے کہ وہ ہتیار لگا کر نہ آئے جب وہ آگے لگا تو ایک گرز خان کی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر اسکو منع کیا۔ خان نے اسکے منہ پر تھپڑ مارا اور الٹا چلا کہ خیمہ کی رسی مین اسکا پاؤن الجھا اور وہ منہ کے بل گرا کہ چارون طرف سے بزن بکش کی آواز بلند ہوئی اسکو مار ڈالا اور سر کاٹ لیا کشتہ ہونے کے بعد اسکے جامہ کے نیچے سے زرہ نکلی اسکے باب مین روایات مختلف ہین۔ خواجہ مکارم مخاطب جان نثار خان یہ کہتا تھا کہ عنایت خان دیوان تن خبر اسکا تھا اسکی تحریر سے از روے ارادت اُسنے بازگشت کی اپنی حسن خدمت و عقیدت و غیرت پر خیال کر کے ہتیار اُتارنے مین یہ عذر کیا بہر حال تہور خان کے کشتہ ہونے سے راجپوتون اور محمد اکبر کی فوج کے درمیان تزلزل پیدا ہوا اور انکا پاے ثبات جگہ سے ہلا۔ اسکا دربار ٹوٹا۔ کئی راجہ اور امرا اس کے پاس سے بادشاہ

پاس چلے آئے اور بہت سے بھاگ گئے اور رجپوت یہ دیکھ کر کہ سارا مقابلہ ہماری سر پر ان پڑیگا اپنے گھرون کو چلے گئے یا پادشاہ پاس چلے آئے۔ عوام الناس نے یہ خبر اڑائی کہ پادشاہ نے ازروئے تدبیر محمد اکبر کو فرمان لکھا اور اُس مین درج کیا کہ اگرچہ راجپوتون کی دلگیری کرکے اور دلاوری اور گردآوری کے باب مین جو ارشاد ہوا تھا تم اسکو بجا لائے مگر انکو ہراولی بنا کے پادشاہی سپاہ کی زد مین لانا عین مصلحت تھا اور ایسا منصوبہ کیا کہ فرمان مجیب راجپوتون کے ہاتھ مین پڑا جو اس فرقہ کے تفرقہ کا سبب ہوا۔ لیکن اس خط بنانے کی بات بازاری گپ ہے اسکی کچھ اصل نہین ہی۔ القصہ محمد اکبر کی سپاہ بڑی بادبدبہ وشکوہ کثیر تھی مگر تلوار میان سے نہ نکلی کہ اُسکو ہزیمت عظیم ہو گئی۔ جب محمد اکبر نے دیکھا کہ راجپوتون نے اسسے روگردانی کی۔ درگا داس اور دوتین اور آدمی رانا کے اُسکے پاس رہے جنکے پاس دو تین ہزار سوار ساتھ تھے کوئی رفیق اور لشکر ایسا ساتھ نہین ہی کہ کام آئے اسلیئے وہ ناچار فرار ہوا۔ جب شاہزادہ محمد اکبر فرار ہوا تو اسکے سارے آدمیون مین سے تین چار سو آدمی اور نامی آدمیون مین سے قدیم الخدمت ضیاء الدین شجاعی تھا اسکا تمام مال و اسباب تجمل و خزانہ و توپ خانہ لٹنے کے بعد جو باقی رہا تھا وہ سارا اور اسکا ایک چھوٹا بیٹا نیکوسیر اور دو بیٹیان یہ سب پادشاہ کو ہاتھ آئے۔ اور ایک بیٹا جو حد تمیز کو پہنچا تھا اسکو راجپوت اپنے ساتھ لے گئے۔ اب محمد اکبر ایسا سراسیمہ تھا کہ وہ نہین جانتا تھا کہ کہان جاؤن اور کیا کرون۔ کبھی شاہجہان آباد کو لاہور کے جانے کا اجمیر کی راہ سے ارادہ کرتا تھا۔ کبھی ایران کا قصد ہوتا تھا۔ جسطرف جاتا اُس طرف زمیندار اور فوجدار اسکے روکنے کو کھڑے ہو جاتے۔ پادشاہزادہ محمد معظم اسکے تعاقب کیلئے مامور ہوا۔ اسنے اسکے تعاقب مین اغماض کیا اور عنان کشیدہ چلا۔ محمد اکبر لاہور اور ملتان کی راہ کو چھوڑ کر زمینداروں کی راہنمائی سے راہ دشوار گذار و جبال سے دکن کیطرف مرحلہ پیما ہوا۔ خانجہان بہادر صوبہ دار دکن کو اور یہ تمام فوجدارون کو بار بار احکام پہنچے کہ جہان تک ممکن ہو اسکو زندہ دستگیر کرو اور نہین قتل کرو۔ خانجہان بہادر حکم کی بموجب اُسکے اسیر کرنے کے لئے ایلغار کرکے گیا اور جو پندرہ کوس کا دونو مین فرق رہا تو خانجہان

اُسکے دستگیر کرنے مین اغماض کیا اور اس بات کو میر نور اللہ نے جو ایسے مقدمات مین بھیجا جاتا تھا۔ پادشاہ سے عرض کیا تو پادشاہ نے اس بات مین ایک فرمان اعتراض آمیز اور احکام تہدید آمیز تمام اخبار نویسون کو لکھا۔ شاہزادہ اکبر بگلانہ کی سرحد مین آیا۔ جو بھیر کے فوجدار اور قلعہ دار راجہ دیبی سنگھ کے تعلقہ مین تھی اُسنے شاہزادہ کی گرفتاری کے لئے فوج بھیجی پر اس وقت پہنچی کہ وہ سرحد بگلانہ سے نکل گیا تھا۔ چند نفر راجپوت پیچھے رہ گئے تھے اُن کو راجہ کے آدمی دم دلاسا دیکر راجہ پاس لائے۔ راجہ ان راجپوتون سے شاہزادہ کا حال پوچھ رہا تھا کہ اسکے آدمی ایک اور آدمی کو پکڑ کر لائے۔ جو اکبر کی نیمہ آستین خون آلود پہنے ہوئے تھا جسکو اکبر نے ہوا کی گرمی کے سبب اُتار کر اپنے چیلے کے کندھے پر ڈال دیا تھا اسکو زخمی کرکے راجہ پاس اس گمان سے لے گئے کہ وہ شہزادہ اکبر ہوگا۔ راجہ انکی اس حرکت سے ناراض ہوا۔ فرنگیون کے ملک کی سرحد سے اکبر نکل گیا۔ بگلانہ کے پہاڑون کی پناہ مین آیا اُسنے پہاڑی آدمیون کو روپیہ دیا انہون نے اسکو سرحد راہیری مین پہنچایا جو سنبھا سے تعلق رکھتا تھا۔ سنبھا اکبر کے استقبال کو آیا اور اپنا مکان رہنے کو دیا جو قلعہ راہیری سے تین کروہ پر تھا اور وجہہ خرچ اسکے واسطے مقرر کیا۔ سنبھاجی نے اول اول اکبر کی بڑی خاطر داری کی مگر پھر اسکے آدمیون کو کافی خرچ نہ دیا۔ ایک روز محمد اکبر کے سامنے قاضی نے بیوقوفی اور خوشامد سے سنبھا سے کہا کہ مہاراج کے دشمن پائمال ہون تو محمد اکبر نے خفا ہوکر کہا کہ قاضی تو بڑا احمق ہے اور سنبھا سے کہا کہ ایسے کلمات انکا کہنا اور آپکا سنا بدنما ہے یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ اعتقاد خان خلف اسد خان قلعہ راہیری کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا ہے اسلئے محمد اکبر نے یہ مصلحت سمجھا کہ جس طرح ہوسکے ایران جائے اُسنے دو چھوٹے جہاز مرتب کئے۔ چالیس دن کا ذخیرہ اٹھا رکھا اور روانہ ہونیکا ارادہ کیا تو پادشاہ کے لحاظ سے سیدی یاقوت خان حبشی نے جنگی جہاز

اکبر کا ایران جانا۔

اسکی راہ روکنے کے لئے تیار کیا وہ ان اطراف مین کوس انا لملکی بجا رہا تھا۔ مگر
گرفتاری مین اسنے اغماض کیا۔ شاہزادہ اور ضیاء الدین محمد شجاعی اور اور چالیس
پچاس آدمی خدا پر بھروسہ کرکے سوار ہوئے۔ راہ مین محمد اکبر کے جہاز متفرق ہوئے اور
اُن پر حادثات عظیم واقع ہوئے۔ ناموافقت ایام سے امام مسقط کے جزیرہ مین
جہاز چلا گیا۔ اہل جزیرہ نے شاہزادہ کو گرفتار کرکے امام مسقط پاس بھیجدیا۔ یہ امام شاہ
ایران کے بڑے عمدہ زمینداروں اور توابع مین سے تھا بحسب ظاہر تو مہمانداری
کی لیکن اکبر کو بطریق نظر بند کے رکھا اور عالمگیر کو عرضداشت بھیجی کہ اگر حضور دولاکھ
روپئے نقد اور بندر سورت مین جو اجناس مسقط کے جہازون مین جاتی ہین انکی معافی
عشور کی سند کسی آدمی کے ہاتھ بھیجدین تو مین محمد اکبر کو اسکے حوالہ کرکے حضور مین روانہ
کرون۔ بادشاہ نے کئی متصدیان بندر سورت کے نام حکم صادر کیا کہ امام مسقط
کی التماس کے موافق عمل کرین۔ مسقط کے متصدی سورت نے حاجی فاضل کو جو شیخ یانون
سے آشنا تھا محمد اکبر کے لانے کے لئے بھیجا۔ جب شاہزادہ اکبر کے آنے کی اور امام مسقط
کے اس ارادہ ناصواب کی خبر سلیمان شاہ فرمانروائے ایران کو پہنچی تو اُس نے امام مسقط
پاس حکم بھیجا کہ ہمارے مہمان کو بہت جلد اہتمام کرکے ہمارے پاس بھیجدو۔ ورنہ تمہاری
سزا کے لیئے فوج بھیجی جائیگی۔ امام مسقط نے ناچار شاہزادہ کو شاہ سلیمان کے آدمیونکے
ہمراہ کیا۔ جب شاہزادہ اصفہان مین آیا شاہ سلیمان اُسے لینے آیا تو محمد اکبر نے پانچ
الماس لیکر بادشاہ سے ملاقات کی اور کہا کہ اگرچہ بزرگان ایران کے نزدیک یہ
امر غیر متعارف ہے کہ نذر و ہدیہ ہاتھ مین لیکر بزرگون سے ملاقات کرے لیکن ہندوستان
مین مربی کی خدمت مین خالی ہاتھ جانا ترک ادب ہے ہر روز مہمانداری بڑے تکلف
سے ہوتی رہی۔ شاہزادہ نے ہندوستان مین جانے کے لئے امداد طلب کی تو شاہ نے
فرمایا کہ جب تک تمہارا باپ زندہ ہے تم ہمارے عزیز مہمان ہو۔ جب تمکو بھائیون سے
کام پڑیگا تو ہم سے جہان تک ہوسکیگا تمہاری امداد کرینگے۔ چند روز بعد

سلیمان شاہ مرگیا۔ سلطان حسین اسکا جانشین ہوا اُسنے پہلے سے بھی زیادہ
شاہزادہ کی مہمانداری کی۔ محمد اکبر نے باپ کے مرنے کی خبر جھوٹی کہہ کر شاہ حسین سے فوج
وخرچ کی امداد چاہی لیکن شاہ نے کہا کہ ہمارے اخبار نویسون نے نہین لکھا کہ بادشاہ
مرگیا جب خبر تحقیق ہو جائیگی تو ہم امداد کرینگے۔ جب اس خبر کا جھوٹا ہونا تحقیق ہو گیا۔
تو شاہزادہ کو خفت اٹھانی پڑی پھر شاہزادہ نے کہا کہ ہوائے عراق میرے مزاج کی
موافق نہین ہو مجھے رخصت ملے کہ مین توابع گرم سیر مین سرحد خراسان مین جاؤن
جو سرزمین ہند کے قریب ہے آپ وہان کے حکام کو لکھ دیجیے کہ بر وقت وہان کے
سردارون کی فوج میری رفاقت کرین بعد اسکے شہزادہ کے لیے خرچ درماہہ مقرر ہوا
اور حکم ہوا کہ جسوقت شاہزادہ کو بھائیون سے پیکار کا سروکار ہو تو پندرہ ہزار
سوارون سے اسکی امداد کی جائے۔ ہندستان کی سلطنت کی آرزو مین محمد اکبر
توابع گرم سیر خراسان مین خوشی و ناخوشی اوقات بسر کرتا تھا کبھی اسکو باپ
کی سلطنت مین قدم رکھنا نصیب نہوا۔ عالمگیر کے آخر عہد مین اسکو موت آگئی۔

راجپوتون سے امتداد جنگ

اورنگزیب نے جو جودھپور اور اودےپور کے ملکون پر اس طرح تاخت و تاراج
کی کہ اس سے راجپوت دب گئے۔ مگر مر نہین گئے۔ اس جنگ اور جزیہ نے انکے ملک و
مذہب پر ایسا زخم و داغ لگایا جو کبھی نہ بھرا۔
عالمگیر کے ابتداے عہد مین قوم راجپوت سلطنت مغلیہ کی دست راست تھی اب وہ
اس سے جدا ہو گئی کہ پھر اسکے ملنے کی توقع نہین رہی۔ پھر اس نے اس سلطنت کی خدمت
بغیر بے اعتمادی کے نہین کی۔ صرف رام سنگھ مہاراجہ جےپور جسکے ناتے رشتے بادشاہ
سے بہت تھے اور بہت منفعتین اسکو حاصل تھین وہ تو راجپوتون کے ساتھ شریک نہین
ہوا۔ باقی اور راجپوت سب متفق ہو گئے۔ بادشاہ کی لڑائی راجپوتون سے بدستور جاری
رہی۔ جو حال اسکا شاہزادہ محمد اکبر کی بغاوت سے پہلے تھا وہ اب بھی رہا۔ بادشاہی
فوج راجپوتانہ کو لوٹتی تھی۔ راجپوت مالوہ کے ملک کو خراب و ویران کرتے تھے۔ بادشاہ

پادشاہ مندرون کو توڑ توڑ کر مسجدین بناتا تھا۔ راجپوت مسجدون کو ڈھا ڈھا کر مندر بناتے تھے۔ قرآنون کو جلاتے تھے۔ ملاؤن کی خوب گت بناتے تھے اس لڑائی میں رانائے اودے پور کا نقصان زیادہ تھا اسلئے کہ اس ملک کا زرخیز حصہ مغلون کے زیر سایہ تھا اور وہی انکی تاخت وتاراج سے پامال اور ویران ہوتا تھا۔ ادھر یہ حال رانا کا تھا ادھر پادشاہ کے بڑے بڑے کامون مین جیسی کہ مہم دکن تھی حرج ہو رہا تھا۔ آخر کار رانا اودے پور نے صلح کی درخواست کی اور پادشاہ نے ان شرائط پر صلح کر لی کہ رانا جزیہ کی عوض مین کچھ ملک دیدے اور راجہ جیت سنگھ تابع ہو کے راج گدی پر بیٹھے۔ اسوقت پادشاہ مہمات یوسف زئی اور راجپوتون سے زیادہ مہم اہم دکن کی سمجھتا تھا اسلئے اس نے ان شرائط پر صلح کر لی مگر اس آشتی سے فساد وعناد کی جڑ نہ کٹی ہمیشہ راجپوتون سے پادشاہ کی کھٹا پٹی رہی مشرقی جانب مین چھوٹی چھوٹی ریاستین تو پادشاہ کی مطیع رہین باقی تمام ریاستین پادشاہ سے منحرف رہین گو انکی دارالسلطنتین پادشاہ کی قبضہ مین رہین مگر انکے ادھر ادھر آفتین برپا رہین راجپوت باہمی نزاع کے سبب سے بڑے بڑے فتوحات سے فائدہ نہین اٹھا سکے۔ مگر پھر بھی پادشاہی فوج والون کو نہایت تنگ کرتے رہے۔ اور مالوہ اور گجرات کے صوبون کو لوٹتے اور کھسوٹتے رہے۔

معاملات دکن

اس عرصہ مین کہ پادشاہ خود سرحدی قومون کے دبانے کے لئے گیا اور راجپوتون کی لڑائی مین مصروف رہا وہ دکن کی مہمات سے غافل نہین رہا۔ جو اسکے اختیار مین وسائل تھے انکو دکن کی مہمات مین بھی کام مین لایا۔ جسوقت پادشاہ کی فوج پنجاب مین افغانون کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئی تو مہمات دکن کے لئے خانجہان خان حاکم گجرات کو مقرر کیا اور مہابت خان اور شاہزادہ محمد معظم کو بلا لیا۔ خان جہان نے اس خیال سے کہ سیواجی سے لڑنے کے لئے سپاہ کافی نہین ہے۔ اسنے لڑنے مین توقف کیا

اور گھاٹون کی راہین بند کین کہ مرہٹون کا حملہ نہ ہو اور درون پر توپخانے لگائے۔ مگر یہ تدبیر دلیر خان نے ناپسند کی شاہزادہ اورنگ زیب کے سردارون مین سب سے زیادہ دلیر اور شجاع و چست و چالاک تھا اور قلعہ چاکنہ کے حملہ مین کامیاب ہو چکا تھا اُسنے جنگ محفوظہ کی غلطیون کو بتایا اور کہا کہ فوج خواہ کتنی ہو اُنسے قلعون پر حملہ کرنا چاہیئے مگر سپہ سالار نے اسکی بات پر کان نہ لگایا مرہٹون کے سواروں کی نسبت یہ خیال تھا کہ وہ خاندیس مین ان درون سے آئینگے جنکو خانجہان نے روکا تھا وہ مختلف گروہون مین منقسم ہو کر اورنگ آباد اور احمد نگر کو چلے گئے۔ خانجہان نے بہت راہون سے اُنکا تعاقب کیا مگر کامیاب نہین ہوا۔ اور برسات مین اُسنے پیر گام مین جو دریا بہما کے کنارہ پر ہے چھاؤنی ڈالی۔ اور یہان اُسنے ایک قلعہ بنایا جسکا نام اُس نے بہادر گدڈھ رکھا۔

خان جہان بہادر تو یہ کام کر رہا تھا سیواجی نے یہ کام کیا کہ مخفی گولکنڈہ مین گیا۔ کہتے ہین ہان سے بہت کچھ روپیہ بطور خراج لیا اور اُس کو اطمینان خاطر کے ساتھ رائے گدڈھ مین پہنچا دیا۔ اور جب وہان سے پھر کر آیا تو اُسنے ملک شاہی کے تاخت و تاراج کے لئے اپنے سوارون کو چھوڑ دیا کہ وہ دہات قصبات شہرون سے چوتھ وصول کرین غرض مرہٹون اور مغلون مین جو لڑائیان تاخت و تاراج کے لئے ہوئین۔ اُنمین سے ہر یک گروہ یہ کہتا ہے کہ مین فائدہ مین رہا۔ مرہٹے بھاگ جاتے تو اور زیادہ لوٹ مچاتے۔ مرہٹے لوٹ کے مال کو شیر مادر سمجھتے تھے اور اس لوٹ مار ہی کو وہ اپنی عزت اور افتخار جانتے تھے۔

جب سیواجی گولکنڈہ گیا ہے تو اُسکی غیر حاضری مین سورت پر جنجیرا کا بیڑا متفق ہو کر آیا۔ اور اُسنے دھندا راجپوری کے توپخانون کو غارت و تباہ کر دیا اور مرا لکھو بلا افسر بھی مارا گیا مگر اس نقصان کا معاوضہ گولکنڈہ جانے سے ہو گیا اور اُس سے سال آیندہ کی فوج کشی کے لئے بڑی تقویت ہو گئی۔

سلطان علی عادل شاہ کا مرنا اور سیواجی کا ملک بیجاپور کو تاراج کرنا۔

سنہ ۱۶۷۲ میں علی عادل شاہ والی بیجاپور فالج میں مبتلا ہوکر مرگیا۔ اسکے کوئی اور
بیٹا سوا سکندر عادل شاہ کے نہ تھا جسکی عمر پانچ سال کی تھی اور شاہ بی جی بیٹی
تھی عبدالمجید وزیر تھا اور خواص خان و عبدالکریم بہلول خان اور مظفر خان یہ
تین ارکان سلطنت تھے۔ سب کو اپنے مطلب سے مطلب تھا۔ اس گھر کا کوئی
خیرخواہ نہ تھا۔

اب سیواجی نے سوچا کہ مغلوں سے لڑنے میں وہ فائدہ نہیں ہے جو ملک بیجاپور کی
تاخت و تاراج میں ہے اسلئے سنہ ۱۶۷۳ میں وشال گڈھ میں مخفی ایک بڑا لشکر
جمع کیا اور اسکی سپاہ نے پنالہ کو لے لیا اور تجارت گاہ ہوبلی کو خوب لوٹا۔ یہاں
سے اتنی غنیمت ہاتھ آئی کہ مرہٹوں کو پہلے کبھی نہیں ہاتھ آئی تھی۔ اس شہر کو
اناجی دیو کے حوالہ کیا اس شہر میں جو مرہٹوں کے ہاتھ سے بچا تھا اسکو فوج
عادل شاہی نے لوٹا جو اس شہر کی حراست کے لئے آئی تھی۔ سیواجی کے بیڑے
نے کاروار اور انکولہ کو لے لیا اور بہت سے مقامات کے دیس مکھیوں کو بہکایا
کہ وہ مسلمانوں کے تھانوں کو اٹھا دیں۔ ہوبلی کے تاراج ہونے سے راجہ
بیدنور ڈرا بیٹھا تھا اسنے سیواجی کو سالانہ خراج دینا قبول کیا اور سیواجی کا
وکیل اپنے دربار میں مقرر کیا۔

سیواجی کا ارادہ تھا کہ ملک بیجاپور کو فتح کرے اسلئے اسنے خان جہان
بہادر سے درخواست کی کہ اسکے ذریعہ سے پادشاہ اسکی حمایت کرے۔ خان
نے اسکی اس درخواست کو اس شرط پر منظور کرانے کا وعدہ کیا کہ سیواجی بادشاہی
ملک پر تاخت و تاراج نہ کرے۔ مئی کے مہینے میں ماولیوں نے پرلی لیا
ستمبر میں ستارہ کو کئی مہینے محاصرہ کرکے فتح کر لیا۔ غرض سنہ ۱۶۷۳ و سنہ ۱۶۷۴ میں
یعنی دو برس کے اندر بہت سی لڑائیوں اور محاصروں کے بعد اس بات
کا وہ ملک جو سمندر کی جانب گھاٹوں سے متصل تھا اور کونکن کا جنوبی حصہ

اگرچہ سیواجی مدتون سے اپنے تئین راجہ کہتا تھا اور اپنا سکہ چلاتا تھا مگر اوس
ہوا مین اڑنے لگا اور دل مین یہ ہوا سمائی کہ مسلمان بادشاہون کی طرح
اپنی شان دکھائے۔ چنانچہ اوسنے ۶ جون ۱۶۷۴ء کو برہمنون سے مہورت پوچھکر
اپنے راج دھانی رائے گڈھ مین راج گدی پر جلوس کیا اور تمام رسمین جو شاہانہ
ہوتی ہین وہ سب ادا کین ایسے فر و شکوہ سے دربار کیا کہ کبھی مرہٹون نے خواب مین بھی
نہ دیکھا تھا ترازو مین بیٹھ کر تلا۔ برہمنون کو سونے کا تلادان دیا۔ سونا روپا۔
جواہر نچھاور ہوئے سردارون کو خلعت اور بڑے بڑے منصب اور انعام
مرحمت ہوئے۔ افسرون کے خطاب فارسی سے سنسکرت مین بدلے۔ نئے نام
سنسکرت مین رکھے۔ اگرچہ شاہانہ رسمون کے برتاؤ مین مسلمانون کا طریقہ اختیار کیا
مگر دھرم کرم مین وہ پہلے سے بھی زیادہ کٹا ہندو ہو گیا۔ کھانے پینے مین
ہندوؤن کی طرح پابند تھا اوسنے مسلمانون کی بیخ کنی کے لئے ہندوؤن
مین مذہبی جوش اور قومی ولولے اور زیادہ کر دئے اور اپنی سادگی کو جو
ابتدا مین تھی نہین چھوڑا اسکے علم کو بھگوا جھنڈا کہتے تھے وہ گیرا نارنجی رنگ کا
بیل کی دُم کی صورت کا ہوتا تھا۔

سیواجی نے جب سے پورندھر کو تسخیر کر لیا تھا کل ملک بیجاپور اور کانکن سے
چوتھ لینے کا مستحق اپنے تئین جانتا تھا۔ انگریزون سے تو اوسنے کبھی چوتھ
مانگی نہین۔ مگر پرتگیزون سے کہتے ہین کہ اوسنے چوتھ لی۔ اسکا ذکر پرتگیزون
کی تاریخون مین اس طرح آتا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اونہون نے دی۔
۱۶۷۵ء مین دلیر خان نے سیواجی کے ملک پر دست درازی کی اسلئے خانجہان
بہادر سے جو عہد و پیمان ہوئے تھے اونکے توڑنے کے لئے سیواجی کو ایک عذر
ہاتھ لگا۔ مورو پنت نے قلعے اوندھا اور بٹ دوبارہ لے لئے۔ سیونیری پر
حملہ کیا۔ مگر ناکامیاب رہا۔ وہ سیواجی کی جنم بھوم ہے۔ جو اسکو ساری

عمر ہاتھ نہ آئی۔ مگر سنیاپت ہمیر راؤ کی خستیابی نے ناکامیابی کا معاوضہ کر دیا وہ سورت کے پاس ایک درہ پر گذرا اور اپنے سواروں کو کئی فوجوں میں تقسیم کیا جنہوں نے برہانپور کو اور باہورہ کو خوب لوٹا اور برمیج سے چوتھ لی۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ مرہٹوں کی سپاہ نے دریائے نربدہ سے اتر کر کوچ کیا۔ سیواجی نے خود لونڈ سکا محاصرہ کیا اور اسنے پنالہ اور لوٹرا کے درمیان کے تھانوں پر قبضہ کر لیا۔ جب سیواجی کونکن میں مصروف تھا تو پھلتن ملاوری کے دیس مکھ نے نبل کیر اگھاٹ نے سیواجی کے تھانوں کو اٹھا کر میدانی ملک شاہ بیجاپور کی لئے فتح کر لیا۔

جب ہمیر راؤ گوداوری سے عبور کر کے گھر کو آیا تھا تو راہ میں دلیر خان نے اسکا تعاقب کیا۔ وہ بہت مشکل سے اپنے بیش قیمت لوٹ کے مال کو گھر لایا۔ مغلوں کی سپاہ نے ضلع کلیانی کو لوٹا۔ سیواجی نے قلعہ پونڈا کو ایک نقب اڑا کر فتح کر لیا اور وہ جنوب کی طرف گیا۔ کونکن میں چوتھ لی اور خوب لوٹا۔ لوٹ کا مال بہت سا لے کر اپنے گھر رائے گڈھ میں آیا۔ جب دلیر خان اور خان جہان لڑائی میں اور طرف مصروف تھے تو ہمیر راؤ مغلوں کے ملک میں آیا اور اُسے خوب لوٹا۔

خواص خان نائب سلطنت بیجاپور نے سلطنت کے نازک حالات دیکھ کر خان جہان بہادر سے عہد و پیمان کئے کہ بیجاپور کی سلطنت پادشاہ کے ماتحت رہیگی اور اورنگزیب کے کسی بیٹے سے سکندر عادل شاہ کی ہمشیرہ خرد بادشاہ بی بی بیاہی جائیگی۔ عبدالکریم اور امیروں نے اس عہد و پیمان کے سبب سے خواص خان کو سازش کر کے مار ڈالا اور لڑائی کا سامان تیار کیا۔ جب خان جہان بہادر بیجاپور کی طرف آیا۔ بیجاپور والے اس سے کئی لڑائیاں لڑے جنمیں بیجاپور والوں کا پلہ غالب رہا۔ دلیر خان کا ہموطن دوست عبدالکریم تھا۔ اسکے ذریعہ سے دونو میں صلح ہو گئی۔

سیواجی نے پھر تیسری دفعہ لوٹرا اور پنالہ کے درمیان میدانی ملک پر قبضہ کیا اور ایک سلسلہ قلعوں کا بنایا۔ جنکے نام وردون گڈھ۔ بوشین گڈھ سیو درشو گڈھ

مچندر گڈھ تھے۔ اگرچہ یہ قلعے مضبوط تھے مگر وہ اس ملک پر جاگیرداروں کے حملہ دکنی
کے بہت کام آئے۔

سیواجی کو مدت سے یہ لو لگی ہوئی تھی کہ باپ کی جاگیر کو جو کرناٹک اور میسور مین ہے
اوسپر کسی طرح قبضہ کیجیے۔ پہلے جاگیر پر اسکا سوتیلا بھائی ونکاجی قابض تھا اور حقیقت
مین وہی اسکا مالک تھا۔ مگر برائے نام والی بیجاپور کا ماتحت تھا اب سیواجی کو یہ
اختیار تھا کہ اس جاگیر کا دعوی وہ وراثتاً کرتا۔ یا بطور غنیم کے فتح کرتا اسکے باپ کے وقت
مین پنڈت رگھوناتھ نارائن اس جاگیر کا انتظام کرتا تھا۔ اب وہ اسکے بھائی ونکاجی
کا منتری تھا۔ مگر کسی بات پر اُس سے خفا ہوکر سیواجی پاس چلا آیا تھا اسلیئے اسکو مدد بھی
زیادہ اپنی تمنا پوری ہونے کا خیال پیدا ہوا۔ یہ پنڈت جاگیر کا تمام کچا پکا حال جانتا تھا۔
اسلیئے اُسکا آجانا سیواجی کے حق مین نعمت غیر مترقبہ تھا سیواجی دور اندیش بڑا تھا
بات کو برسون پہلے سوچ لیتا تھا۔ اُس وقت والی گولکنڈہ کو مغلون کا خوف لگ رہا
تھا اور والی بیجاپور سے بھی چشمک رہی تھی۔ اسلیئے سیواجی نے سوچا کہ والی گولکنڈہ سے
رفاقت پیدا ہونی آسان ہے چنانچہ پیغام سلام ہوکر دونون مین اتفاق ہوگیا۔

سنہ ۱۶۷۶ مین گولکنڈہ کی جانب تیس ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادے لیکر روانہ ہوا اور
وہان کچھ دنون ٹھیرا اور والی گولکنڈہ کو الو بنایا اور آپس مین یہ قرار ٹھیرا کہ مین اپنی
باپ کی موروثی ملک کے علاوہ اور ملک فتح کرون تو اُسمین سے بادشاہ کو حصہ دونگا اور
بادشاہ اسکے بدلے مین مجھے کسی قدر روپیہ اور توپ خانہ عنایت کرے اور باقی فوج
اپنی بیجاپور اور مغلون کی روک ٹوک کے واسطے اپنے پاس رہنے دے۔ غرض وہ
قطب شاہ سے روپیہ اور توپ خانہ لیکر حیدرآباد مین ایک مہینے رہ کر مارچ سنہ ۱۶۷۷
مین ٹھیک جنوب کی طرف چلا اور کرنول سے پہنچے ۲۵ میل پر آیا اسکی سپاہ آہستہ
آہستہ کداپہ کی راہ سے چلی۔ سیواجی کچھ سوارون کے ساتھ بزتم مندر کی جاترا گیا۔
یہان مراسم مذہبی ادا کیئے بھوانی نے کرپا کرکے اُس سے کہا کہ سیواجی سے ہندون کے

سیواجی کا ارادہ اپنے باپ کی جاگیر فتح کرنا

عمر ہاتھ نہ آئی - مگر سنیاپت ہمیر راؤ کی فتحیابی نے ناکامیابی کا معاوضہ کر دیا وہ سورت کے پاس ایک درہ پر گذرا اور اپنے سوارون کو کئی فوجون مین تقسیم کیا جنھون نے برہانپور کو اور باہور کو خوب لوٹا اور بہت سے چوتھ لی - یہ پہلی دفعہ تھی کہ مرہٹون کی سپاہ نے دریائے نربدہ سے اتر کر کوچ کیا۔ سیواجی نے خود لونڈا کا محاصرہ کیا اور اسنے پنالہ اور لوٹرا کے درمیان بھالون پر قبضہ کر لیا۔ جب سیواجی کونکن مین مصروف تھا تو بہلتن ملاوری کے دیس مکھ نے نبل کیر اگھاٹ نے سیواجی کے بھالون کو اٹھا کر میدانی ملک شاہ بیجاپور کی لئے فتح کرلیا۔

جب ہمیر راؤ گوداوری سے عبور کر کے گھر کو آیا تھا تو راہ مین دلیر خان نے اسکا تعاقب کیا۔ وہ بہت مشکل سے اپنے بیش قیمت لوٹ کے مال کو گھر لایا۔ مغلون کی سپاہ نے ضلع کلیانی کو لوٹا۔ سیواجی نے قلعہ لونڈا کو ایک نقب اڑا کر فتح کرلیا اور وہ جنوب کی طرف گیا۔ کونکن مین چوتھ لی اور خوب لوٹا۔ لوٹ کا مال بہت سا لے کر اپنے گھر رائے گڈھ مین آیا۔ جب دلیر خان اور خان جہان لڑائی مین اور طرف مصروف تھے تو ہمیر راؤ مغلون کے ملک مین آیا اور اسے خوب لوٹا۔

خواص خان نائب سلطنت بیجاپور نے سلطنت کے نازک حالات دیکھ کر خانجہان بہادر سے عہد و پیمان کئے کہ بیجاپور کی سلطنت پادشاہ کے ماتحت رہیگی اور اورنگزیب کے کسی بیٹے سے سکندر عادل شاہ کی ہمشیرہ خرد بادشاہ بی بی بیاہی جائیگی۔ عبد الکریم و امیرون نے اس عہد و پیمان کے سبب سے خواص خان کو سازش کر کے مار ڈالا اور لڑائی کا سامان تیار کیا جب خان جہان بہادر بیجاپور کی طرف آیا۔ بیجاپور والے اس سے کئی لڑائیان لڑے جنمین بیجاپور والون کا پلہ غالب رہا۔ دلیر خان کا ہموطن و دوست عبد الکریم تھا۔ اسکے ذریعہ سے دونو مین صلح ہو گئی۔

سیواجی نے پھر تیسری دفعہ لوٹرا اور پنالہ کے درمیان میدانی ملک پر قبضہ کیا اور ایک سلسلہ قلعون کا بنایا۔ جنکے نام وردن گڈھ - بوشین گڈھ سیو درشو گڈھ

مچنند رگڈھ تھے۔ اگرچہ یہ قلعے مضبوط نہ تھے مگر وہ اس ملک پر جاگیرداروں کے حملہ روکنے کے بہت کام آئے۔

سیواجی کو مارت سے یہ لو لگی ہوئی تھی کہ باپ کی جاگیر کو جو کرناٹک اور میسور میں ہے اوسپر کسی طرح قبضہ کیجیے۔ پہلے جاگیر پر اسکا سوتیلا بھائی دنکاجی قابض تھا اور حقیقت مین وہی اسکا مالک تھا۔ مگر برائے نام والی بیجاپور کا ماتحت تھا اب سیواجی کو یہہ اختیار تھا کہ اس جاگیر کا دعوی وہ وراثتاً کرتا۔ یا بطور غنیم کے فتح کرتا اسکے باپ کے وقت مین پنڈت راگھوناتھ نارائن اس جاگیر کا انتظام کرتا تھا۔ اب وہ اسکے بھائی دنکاجی کا منتری تھا۔ مگر کسی بات پر اُس سے خفا ہوکر سیواجی پاس چلا آیا تھا اسلئے اسکو مدد بھی زیادہ اپنی تمناے دلی کا خیال پیدا ہوا۔ یہ پنڈت جاگیر کا تمام کچا پکا حال جانتا تھا۔ اسلئے اُسکا آجانا سیواجی کے حق مین نعمت غیر مترقبہ تھا سیواجی دوراندیش بڑا تھا بات کو برسون پہلے سوچ لیتا تھا۔ اُس وقت والی گولکنڈہ کو مغلون کا خوف لگتا تھا اور والی بیجاپور سے بھی تیخ چل رہی تھی۔ اسلئے سیواجی نے سوچا کہ والی گولکنڈہ سے رفاقت پیدا ہونی آسان ہے چنانچہ پیغام سلام ہوکر دونون مین اتفاق ہوگیا۔

سنہ ۱۶۷۶ مین گولکنڈہ کی جانب تیس ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادے لیکر روانہ ہوا اور وہان کچھ دنون ٹھیرا اور والی گولکنڈہ کو الو بنایا اور آپس مین یہ قرار ٹھیرایا کہ مین اپنی باپ کی موروثی ملک کے علاوہ اور ملک فتح کرون تو اسمین سے پادشاہ کو حصہ دون اور پادشاہ اسکے بدلے مین مجھے کسی قدر روپیہ اور توپ خانہ عنایت کرے اور باقی فوج اپنی بیجاپور اور مغلون کی روک ٹوک کے واسطے اپنے پاس رہنے دے۔ غرض وہ قطب شاہ سے روپیہ اور توپ خانہ لیکر حیدرآباد مین ایک مہینے رہ کر مارچ سنہ ۱۶۷۷ مین ٹھیک جنوب کی طرف چلا اور کرنول سے نیچے ۲۵ میل پر آیا اسکی سپاہ آہستہ آہستہ کداپہ کی راہ سے چلی۔ سیواجی کچھ سوارون کے ساتھ بزنم مندر کی جاترا گیا۔ یہان مراسم مذہبی اداکیں بھوانی نے کرپا کرکے اُس سے کہا کہ سیواجی سے ہندون کے

سیواجی کا [illegible] سے [illegible] کرنا

ہندوؤن کے دھرم کرم کے بڑے بڑے کام ہونگے اور کرناٹک مین اسکے بڑی
درجات ہونگے۔ ۲۱ روز یہان رہ کر مئی سنہ الیہ مین مدراس کے پاس ہوتا ہوا
جنجی کے قریب پہنچا جو اسکی قلمرو سے چھہ سو میل تھا وہ قلعہ بیجاپور سے متعلق تھا۔ والی
بیجاپور کی طرف سے اسمین عنبر خان کے بیٹے روپ خان اور ناظر محمد حاکم تھے رگھوناتھ
نے اُن سے ملکر ایسے عہد و پیمان کرلیئے تھے کہ سیواجی کو یہ قلعہ بلا مقابلہ ہاتھ آگیا۔
والی بیجاپور کا افسر شیر خان حاکم ضلع ترنامل نے پانچ ہزار سوار لے کر سیواجی کے
مقابلہ مین کوشش کی مگر وہ بہت جلد نرغہ مین آکر قید ہوگیا سیواجی کا سوتیلا بھائی
سنتاجی اُسسے پہلے پہل ملنے آیا۔
اس اثنا مین اس فوج نے جو ارادۃً سیواجی نے پیچھے چھوڑی تھی قلعہ ویلور کا محاصرہ
کیا۔ مرہٹون کی کتابون مین لکھا ہے کہ محاصرہ کرکے ستمبر مین فتح کرلیا۔
قاضی ابوحسین بیان کرتا ہے کہ قلعہ دار کو پچاس ہزار ہنگوڈا رشوت دیکر لے لیا۔
جس عرصہ مین کہ ویلور کا محاصرہ ہو رہا تھا سیواجی اپنے بھائی ونکاجی سے ملا
اور اُسنے اسکو سمجھایا کہ باپ کے ترکہ مین سے نصف اسکو دینا چاہیئے۔ ایک بھائی
باپ کے ورثہ کے نصف کا دعوی جتنی شد و مد سے کرتا تھا دوسرا بھائی اتنا ہی
زور سے انکار کرتا تھا سیواجی نے پہلے ارادہ کیا کہ بھائی کو قید کر کے زبردستی
اُسسے نصف تنجور لے لے۔ مگر بھائی کو ملاقات کے لئے بلایا اور اسکو قید کرنا شرافت
سے بعید سمجھا اسلئے اسکو تنجور جانے کی اجازت دیدی مگر باپ کے ورثہ نصف تنجور
ہو ادلی اور آرنی قلعون کا دعوی نہین چھوڑا اور کہا کہ مین اس سے زیادہ تجھ کو دے
سکتا ہون مگر باپ کے ورثہ کو نہین چھوڑ سکتا سیواجی دھور مین آیا اور قلعہ کرناٹکی گڈھ
و جلدیو گڈھ اور مہاراج گڈھ لے لئے سال آیندہ کے شروع ہونے سے پہلے
سیواجی نے اپنے باپ شاہ جی کے علاقے کولہار۔ بنگلور۔ اوس کوٹا۔ بالاپور
سیرا پر قبضہ کرلیا۔ اُس نے کرناٹک سے چوتھ اور سر دیش مکھ لی اور جہان لوٹ کونیچے

یہ محصول نہ ادا کیا تو انکو لوٹا مارا۔

خان جہان بہادر نے جو سیواجی سے صلح کی تھی وہ اورنگ زیب نے منظور نہیں کی مگر دلیر خان نے بادشاہ کو جو یہ تدبیر لکھی کہ گولکنڈہ پر دھاوا کیا جائے۔ اور عبدالکریم وزیر اور فوج بیجاپوری سے اعانت لی جائے اسکو پسند کیا اور اسنے خان جہان خان بہادر کو اپنے پاس بلا لیا اور دلیر خان کو اسکی جگہ مقرر کر دیا قطب شاہ پر حملہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اسنے سیواجی سے صلح کر لی تھی لیکن مادھو نہ پنت جسکو سیواجی نے گولکنڈہ میں چھوڑ رکھا تھا۔ دلیر خان اور عبدالکریم حملہ کو ہٹا دیا۔ بیجاپور کی سپاہ تنخواہ کے نہ ملنے سے بھوکی مر رہی تھی اسکو دشمنوں سے لڑانا ناممکن تھا۔ عبدالکریم جنوری ۱۶۷۸ء میں مر گیا تو دلیر خان نے یہ کوشش کی کہ مسعود خان حبشی اسکی جگہ مقرر ہو جائے یہ سیدی جوہر کا داماد تھا اور ادونی کا جاگیردار تھا وہ مقرر ہو گیا اسنے سپاہ کی چڑھی ہوئی تنخواہ پانٹنے کا اور دلیر خان کے قرض چکانے کا اور امن امان رکھنے کا اور بادشاہ بی بی کو لشکر مغل میں بھیجنے کا وعدہ کیا اسنے سپاہ دون کی چڑھی ہوئی تنخواہ ادا کی مگر جب وہ بیجاپور گیا تو سواروں کی زیادہ تر سپاہ نہیں رکھ سکا۔ اسلئے یہ سوار برطرف شدہ گیا تو سیواجی کے نوکر ہو گئے یا بادشاہ کے۔

دلیر خان مسعود خان سے عہد و پیمان کر کے پیرگرام میں گیا سیواجی نے یہ حالات سنکر کرناٹک سے کوچ کیا جنجی اور اسکے مضافات کو اپنے سوتیلے بھائی سنتاجی کو سپرد کیا اور اسکے ساتھ رگھوناتھ نراین اور ہمبیر راؤ سیناپت کو مقرر کیا کہ وہ کرناٹک کے مقدمات کا انتظام کریں سیواجی نے قطب الملک کو ابھی فتوح کا حصہ کچھ نہیں دیا جس سے وہ سمجھا کہ سیواجی نے اسکو احمق بنایا۔ مگر جب سیواجی رای گڈھ میں آ گیا تو اسنے سلسلہ اتحاد کو شکستہ نہیں کیا سیواجی کا لشکر بلاری کے قریب آیا تو اس قلعہ کے آدمیوں نے اسکی فوج کبھی کے چند آدمیوں کو مار ڈالا اور اسکا

اور اسکا عذر بھی یہان کے حاکم نے جو دس سپاہی کی بیوہ تھی نہین کیا اسلئے یہ قلعہ سیواجی نے
بزور ۲۷ دن مین لے لیا اور کوپال اور بہادر بندہ کو بھی فتح کر لیا جب سیواجی
نور گل مین آیا ہے تو اُسنے سُنا کہ اسکے بھائی ونکاجی نے اسکی فوج پر کرناٹک مین
حملہ کیا اور بہت نقصان کے ساتھ ہزیمت پائی۔ اُسنے بھائی کو خط نصائح آمیز
لکھا اور آخر کو اس قصہ کا اختتام اسپر ہوا کہ موروثی جاگیر پر ونکاجی متصرف رہے
اور نصف محاصل سیواجی کو دیا کرے باقی وہ مقام جو بیجاپور کی قلمرو مین سے سیواجی
کے ہاتھ آئے ہین وہ سیواجی کے پاس ہین۔
سیوا اٹھارہ مہینے بعد ٹھیر ٹھیر کر رائے گڈھ مین آیا دو نو ہمیر راے اور جے جے مار نے (دن مین)
نے بیجاپور کے علاقہ کو خوب لوٹا مارا۔ پانچ سو گھوڑے اور پانچ ہاتھی اور افسر جو اس سے
لڑا تھا گرفتار کیا۔ کرشنا اور تنگ بھدرا کے درمیان کا کل ملک پامال ہوا اور کوپال
اور بیلاری کے ہمسایہ کے سرکش دیس مکھ جو والی بیجاپور کو خراج نہین دیتے تھے انہون
نے سیواجی کی فوج کو دیا۔ بیجاپور مین سوار نہ تھے اور برسات کے سبب دریاؤن مین طغیانی
تھی اس لئے مسعود خان سیواجی کی فوج سے یہ سیر اب سیر حاصل اضلاع نہ لے سکا۔
دلیر خان اور مسعود خان کے درمیان جو عہد و پیمان ہوئے تھے وہ بادشاہ نے
پسند نہین کئے بلکہ دلیر خان کو بادشاہ نے لکھا کہ وہ سپاہ کی چڑھی ہوئی تنخواہ
دیکر جتنے افسرون کو اپنی طرف کر سکے وہ کرے سلطان معظم کو دکن کا صوبہ دار پھر
اس غرض سے مقرر کیا کہ مسند نشین بیجاپور سے ملک و مال کا مطالبہ زیادہ کرے اور
اس مطالبہ کی تعمیل مین دلیر خان بحیثیت سپہ سالاری آمادہ ہو۔ اول بادشاہ بی بی کا
مطالبہ ہوا۔ بعد ایک جھگڑے کے بادشاہ بی بی خود دلیر خان کے لشکر مین اس غرض سے
آئی کہ بھائی کی سلطنت بچ جائے۔ دلیر خان نے اُسکو اورنگ آباد مین بھیجدیا۔
بیجاپور کا محاصرہ کیا گیا۔ جب بیجاپور والے مایوس ہوئے تو وہان کے وزیر مسعود خان
نے سیواجی سے مدد مانگی۔ اُس نے دلیر خان پر حملہ کرنے کا وعدہ کیا جس سبب سے

محصورین کا پیچھا چھوڑے۔ اس مطلب کے لئے سیواجی نے بنالہ مین بہت سے سوار جمع کئے
اور بیجاپور کی طرف چلا۔ مگر اس سیانے گھاگ نے دیکھا کہ اسکے بازؤن مین عالمگیری
لشکر کے صدمہ اٹھانے کی تاب نہین ہی۔ اسلئے وہ محاصرہ کے قریب بارہ میل جاکر ٹھیر گیا
اور بادشاہی علاقون پر حملے کرنے لگا۔ دلیرخان فن سپہ گری سے خوب واقف تھا
اگرچہ اس پاس فوج زیادہ نہ تھی مگر جتنے سپاہی اسمین تھے اسکے ہم قوم افغان
مین چلبلے اور بڑے دل گردے کے جوان مرد تھے ایسی فوج ایسے افسر کے ماتحت
بڑی فوجون سے بھی بڑھکر کام دے سکتی ہے۔ دلیرخان نے محاصرہ کو نہین
چھوڑا اور سیواجی نے آگ اور تلوار سے باشندون کو پٹرا کردیا اور دیہات کو جلا کر
تباہ کیا۔ اسنے دریا بہیما سے اترکر جولنا پر حملہ کیا باوجودیکہ اورنگ آباد مین
سلطان معظم تھا اسنے جولنا کو خوب لوٹا جس مکان مین اسکو دولت کا گمان ہوا
اسکو خاک سیاہ کیا۔ خافی خان نے لکھا ہے کہ ۱۰۹۰ھ مین سیواجی افواج سنگین کے
ساتھ ملک خاندیس مین داخل ہوا۔ قصبہ دھرنگانؤ کو جو اس ضلع مین معموری مین
مشہور ہے اور جنس کرانہ و اقسام قماش و مال ہند سورت اور چیزین قصبہ کے نگہدرون
کے پاس ہوتی ہین اسپر تاخت و تاراج کی پھر چوپرہ اور اور پرگنات کو لوٹ کر اور
جلا کر پرگنہ جالنہ کی طرف گیا یہ بھی تعلقہ بالاگھاٹ کے قصبہائے معمور مین سے تھا۔
جسمین مال تجارت بھرپور تھا۔ اس قصبہ مین سید جان محمد کا مسکن تھا جو یہان کے واصل
باللہ درویشون مین تھے جب کوئی غنیم اس قصبہ مین آتا تو یہان کے رہنے والون
کی ایک جماعت مال و عیال سمیت اس سید کے تکیہ و مکان کی پناہ مین آ لیتے
مگر سیواجی نے سید صاحب کا ادب نہین کیا۔ جو مالدار انکی پناہ مین گئے انکو خوب
لوٹا اور خود سید صاحب کو نہ چھوڑا۔ خافی خان سیواجی کی موت کا سبب یہی
بتاتا ہے۔ اس سے زیادہ بے عقلی کی بات کوئی اسنے اپنی تاریخ مین نہین لکھی ہی
سیواجی اپنے لوٹ کے مال کو لیکر صحیح سلامت رائے گڈھ مین پہنچا ہوتا مگر

شاہزادہ کے حکم سے دس ہزار سواروں نے جمع ہو کر اُسے سنگم نیر کے قریب آ نکر ایسا
گھیر لیا تھا کہ اُسے مار ہی لیا ہوتا مگر بقول عالمگیر وہ پہاڑی چوہا تھا۔ کسی بل مین ایسا
دبک کر جا بیٹھا کہ کسی کو خبر نہ ہوئی پھر وہ جو نکلا تو اورنگ زیب بچھتا ہی رہ گیا کہ اُس
چوہے نے کیا کیا کام کئے اور کتنے قلعے فوج شاہی سے خالی کرا لئے اور اچھے اچھے شیروں کے
کان کترے۔

دلیر خان نے محاصرہ کو نہین چھوڑا سیواجی پٹنہ مین تھا کہ مسعود خان نائب سلطنت نے
اسکی بہت منت سماجت کی ؎

بہ لبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم　　پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

اور لکھا کہ اب ہمارا وقت قریب آ گیا ہے اُس وقت آؤ گے تو کام آؤ گے نہین پھر پیچھے
کیا کام تم سے نکلے گا۔ وہ اسکی درخواست کے موافق بڑے ٹھاٹھ سے فوج لیکر چلا۔
ہزاروں برچھیت مرہٹے بھالے برچھے سات لے کر چلتے ہوئے ایسے معلوم ہوتے تھے
کہ کوئی نیستان اڑا جاتا ہے۔ مگر ابھی یہ لشکر بیجاپور تک نہ پہنچا تھا کہ یکایک اُس کے پاس
یہ خبر آئی کہ سنبھاجی مغلون کے لشکر سے جا ملا۔ اس نوجوان بیٹے کے حصہ مین
باپ کی خصایل اور اطوار مین سے دلیری اور شجاعت کے سوا اور کچھ حصہ نہ آیا تھا
عیاش ایسا تھا کہ اس نے ایک برہمنی سے جو برہمن کی بیوی تھی اپنا منہ کالا کرنا
چاہا۔ سیواجی اس حرکت ناشایستہ پر ایسا خفا ہوا کہ اس نے پرنالہ کے قلعے مین
کچھ دنون کے لئے سخت مقید کر دیا۔ مگر وہ قید سے بھاگ کر سیدھا دلیر خان کے پاس
چلا گیا تو سپہ سالار سرو قد تعظیم کے لئے اٹھا نہایت تپاک سے ہاتھ کھول کر بغلگیر ہوا
اعزاز و احترام سے خیمے مین اتارا۔ دلیر خان نے بادشاہ سے اپنا منصوبہ یہ بیان کیا
کہ باپ بیٹے لڑائی مین ترازو کے پلڑے مین بیٹا باپ کے مقابل ہو گا — باپ
کی بری گت بنائیگا۔ وہ سارے باپ کے ہتھکنڈون سے واقف ہے مرہٹون کو
توڑ توڑ کر اپنی طرف بلائیگا۔ غرض گوشت خرد دندان سگ کا تماشا دکھائے گا مگر سیواجی کا

سنبھاجی کا اورنگ زیب سے ملنا اور پھر باپ کے پاس آنا

سیواجی کا اقبال یاور تھا یہ منصوبہ کب چل سکتا تھا خیال کرنے کی بات ہے کہ اسوقت باپ سے بیٹے کا جدا ہوتا کیسا خطرو تردد کا مقام تھا مگر یہان کچھ اور ہی گل کھلا - کہ سپہ سالار نے جب بادشاہ سے یہ عرض حال کیا تو اُس نے دلیرخان کی اس تجویز کو نا پسند کیا اور حکم صادر فرمایا کہ سنبھاجی کو پابزنجیر ہمارے پاس بھیجدو - مگر جوانمرد سپہ سالار دلیرخان نے عہد شکنی کر کے اپنی عزت کو بٹہ نہین لگایا سنبھاجی کو بادشاہ پاس بھجوایا اور اُس نے ایسی چشم پوشی کی کہ وہ بھاگ کر سیدھا باپ پاس آیا - چند روز باپ کو بیٹے کے سبب سے پریشانی رہی -

جب سیواجی کو بیٹے کی پریشانی سے نجات ہوئی تو وہ رات دن دل و جان سے بیجاپور والون کی اعانت پر مستعد ہوا - ہمیرراؤ کو اُسنے بھیجا اسکی لڑائی رنمست خان سے ہوئی جس پاس آٹھ نو ہزار سوار تھے - اُسی سردار کو سلطان معظم نے پہلے بھی سیواجی سے لڑنے کو بھیجا تھا جسنے شکست پائی تھی اُسنے اب بھی شکست پائی -

مورو پنت نے ہوت اور راباواگڈھ لے لیا - یہ دو قلعے بڑے مضبوط تھے اور اپنی سپاہ کو سارے خاندیس مین پھیلا دیا جسنے اسکو تاخت و تاراج و ویران کیا -

دلیرخان کے لشکر کے گرد ہمیرراؤ پھر تا تھا اور محصورین کو مسعود خان خوب لڑا رہا تھا - دلیرخان بھی اُنکو دبا رہا تھا - مگر اسکی ذاتی شجاعت فتح کے لئے کافی نہ تھی - جا بجا اُس کی رسد پر چھاپے مارے جاتے تھے اور کسی طرح سے رسد اُسکے لشکر تک نہین پہنچتی تھی - سیواجی کے لشکر نے اسکو ایسا تنگ کیا کہ آخر کو مایوس ہو کر سوار محاصرہ اُٹھا لینے کی کچھ اور نہ بن پڑا - برسات کے آخر مین وہ میدانی ملک کے تاخت و تاراج مین مصروف ہوا - بمبئی کو لوٹ لیا کرشنا جب پایاب ہوا تو وہ اُس سے پار گیا اور سپاہ کو فوجون مین تقسیم کیا اور ملک کو تاکے ویران کرنا شروع کیا - نارد پنت نے چھ ہزار سوارون کو ساتھ لیکر دلیرخان کی سپاہ پر حملہ کیا اسکو شکست دی اور اسکی فوجون کو روکا اور انکی ٹکڑے ٹکڑے کر کے آٹھ آئے اور مراجعت پر انکو مجبور کیا -

تحاصرہ بیجاپور ۱۶۷۹ء

سیواجی کو بیجاپور والون نے رفاقت کے بدلہ مین اضلاع کوپال اور بیلاری کی دیدئے اور دراوڑ مین
جو ملک اُسنے فتح کیا تھا۔ اور تنجاور اور اضلاع جاگیر شاہ جی پر اپنی سلطنت کے دعوے سے دست بردار
ہوئے۔ اسی زمانے مین اُس کو بھائی ونکاجی کے عزل نصب کا زیادہ اختیار حاصل ہوا جس سے ونکاجی کا دل
دنیا سے کھٹا ہوا اور وہ تارک الدنیا ہوا سیواجی نے بھائی کو خط نصائح آمیز لکھے اور ترک دنیا
سے باز رکھنا چاہا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا ۔

سیواجی کی موت اور اسکے اوصاف

معلوم نہین کہ سیواجی کے دل مین کیا کیا ارمان ہونگے وہ سب کے سب اس طرح خاک مین
مل گئے کہ اُسکو بخار چڑھا۔ اور یکایک ایسی طبیعت بگڑی کہ ترپن برس کی عمر مین ۱۶۸۰ء مین اس
دنیا سے انتقال کیا مشکل ہے کہ ہم بتلائین کہ سیواجی کیسا آدمی تھا۔ مگر جو اوسنے کام
کئے وہ ہم لکھ چکے ہین۔ اُسے سمجھ جاؤ کہ اُسکے مزاج مین کیا برائیان اور کیا نیکیان تھین
کس سبب سے وہ اپنے سب کامون مین کامیاب ہوا اور کیونکر اور کسواسطے ادنی درجہ سے بتدریج اعلے
درجہ پر پہنچ گیا۔ کن باتون نے اسکو مرہٹون کا دیوتا بنایا۔ کیون آجتک اُسکے نام کا وظیفہ مرہٹون
مین پڑھا جاتا ہے اور وہ بت کی طرح پوجا جاتا ہے۔ یہ عجیب و غریب آدمی تھا سلطنت کی قابلیت
سپہ سالاری کی لیاقت رکھتا تھا۔ اپنے قوم کا ہمدرد اور خیر خواہ تھا۔ قزاق ایسا زبردست اور
چالاک تھا کہ کوئی کاہے کو ہوتا ہے۔ اگرچہ اس انگریزی گورمنٹ مین خیال نہین آتا۔ اور عقل
کے نزدیک یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سیواجی جیسا دوسرا شخص پیدا ہو۔ مگر جسوقت نانا
راؤ اور کانپور یاد آتا ہی تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرہٹون کی دغابازی اور مکاری غارتگری
اور غیر قومون سے نفرت اُنکی بالکل غارت نہین ہوئی۔ بلکہ اُنکو مسلمانون کے ساتھ جو نفرت تھی
اب وہی انگریزون کے ساتھ ہے۔ سیواجی کے حال مین ان باتون پر طالب علمون کو چاہیئے کہ خوب غور
کرین۔ قاعدہ ہے کہ جس برائی کو ہموطن اور ہمقوم برا نہین کہتے اور اُسکے کرنے والے کو ملامت
نہین کرتے اُسکے کرنے سے متوسطین درجہ کے آدمی اپنے تئین برا نہین جانتے سیواجی نے
مہمات جنگی اور ملکی مین جو دغا اور فریب اور برائیان کین اُنکو اُسکے ہموطنون اور ہم قومون نے
برا نہین جانا بلکہ اُنکو اپنا فخر سمجھا۔ بہت سے کام دغابازی اور بے ایمانی اور مکاری اور فریب کے ایسے

ایسے ہوتے ہین جو امور خانگی مین سخت لعنت ملامت کے قابل ہوتے ہین مگر وہ معاملات
جنگی اور ملکی مین قابل تعریف کے ہوتے ہین۔ سیواجی نے ایک مسلمان سپہ سالار افضل خان کو قتل کیا
اسکو ساری قوم نے پسند کیا۔ اور جب اُسنے ایک ہندو راجہ کو مارا تو سب لوگ نے اسکو ملامت کی
اسسے ایک اور بات یہ نکلتی ہے کہ جو لوگ سیواجی کے ساتھ تھے وہ نرے لیٹرے اور قزاق اور
راہزن ہی نہ تھے بلکہ اُنکے دل حب الوطنی کے جوش سے اور قومی محبت کے خروش سے اور مذہبی
حرارت سے اور شجاعت کی جودت سے بھرے ہوئے تھے اور انہین باتون کے سبب سے وہ
سیواجی کے سب معاملات مین شریک ہوے۔ اور اسکو دیوتاؤن کا دوت سمجھی۔ بیجاپور اور گولکنڈہ
مین جو مسلمان ہوتے تھے اُنسے یہ مرہٹے جدا ہی ایک ڈھنگ اپنا اس سبب سے رکھتے تھے
کہ اُنکا خاندان نہ انکا مذہب انکی سرزمین اُن سے ملتی تھی۔ جب ان مسلمانون کے ساتھ
یہ اختلاف ہو تو ان مغلون و اورنگ زیب سے تو وہ کچھ مناسبت ہی نہین رکھتے تھے۔ یہانکے
دیوتا میدانون کے دیوتاؤن سے ملتے جلتے نہ تھے۔ اُنکا جھگڑا مسلمانون سے ناحق نہ تھا۔
اسلئے ہر مرہٹہ خواہ وہ رجپوت ہو یا برہمن یا شدر ہو یا اصلی قدیمی باشندہ یہان کا ہو
وہ اپنے دل مین اس بات کو یقین کرتا تھا کہ پہلے زمانہ مین مسلمانون نے دغا اور فریب سے اسکو اپنی
جگہ سے ہلایا ہے اور اب مسلمانون کا لشکر بڑھتا اور دباتا چلا آتا ہے اُسسے وہ اور بھی خائف
اور پریشان تھا۔ غرض سیواجی اور اسکے ہمراہی جو مسلمانون سے لڑے اُسمین انہون نے
اپنے اہل وطن کی خدمت کی اور عزت اور شان و شوکت حاصل کی اور بہت سی
غنیمت اور دولت حاصل کی۔ سیواجی نہایت دغاباز مکار غدار سنگدل مسلمانون کے
ساتھ تھا۔ مگر اپنی قوم کے ساتھ رحم دل منصف متحمل ایماندار تھا۔ جو اضلاع اس کی
اطاعت اختیار کرتے اُنکے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آتا اور کوئی سختی نہ کرتا
مسلمانون کی ہر ایک چیز کا غارت کرنے والا تھا مگر اپنی قوم اپنے دھرم اپنے وطن کی
عزت اور شان کا بڑھانے والا تھا۔ یہی سبب تھا کہ ساری اسکے اہل وطن اسکو دل و
جان سے عزیز رکھتے تھے۔ اور اسکی خدمت گزاری جان نثاری کے ساتھ کرتے تھے

جبکہ وہ مسلمانون سے لڑتا تھا تو ہندو ایسے جوش مذہبی سے اسکے ساتھ ہوکر اپنی جانیں
دیتے تھے جیسے کہ مسلمان جہادی اپنے امام کے ساتھ دیتے تھے۔ مگر کاغذ کی ناؤ ہمیشہ
نہیں چلا کرتی کاٹھ کی ہانڈی چولہے پر ہمیشہ نہین چڑھا کرتی۔ جن کامون کی بنیاد دغا
اور فریب پر رکھی جاتی ہے وہ چند روز اپنا فروغ دکھا کر صبح کاذب کی طرح غائب
ہو جاتے ہین سیواجی کی دغا اور فریب کا درخت سرسبز اور شاداب ہوا مگر اُس کے
کڑوے پھل اسکی اولاد کو کھانے پڑے جو سلطنت کے کام بے قانون اور دستور العمل کے
ہوتے ہین انکا انجام یہ ہوتا ہے کہ سارے کام ایسے بے قاعدہ اور بے ٹھکانے ہونے
لگتے ہین کہ پھر اُس سلطنت کا ٹھکانا نہین رہتا۔ اگرچہ سیواجی نے وزیر اور عہدہ دار سب
قسم کے مقرر کئے مگر انکے تقرر مین کوئی قانون اور قاعدہ سوا اُسکے اپنی رائے اور مرضی
کے نہ تھا اسلئے وہ سارا کارخانہ تھوڑے دنون مین بہنگ ہوگیا۔ خافی خان نے اُسکے
خصائل کی نسبت یہ لکھا ہے کہ وہ قافلون کی تاراج مین مردم آزاری کرتا لیکن
اور افعال شنیعہ سے پرہیز کرتا تھا۔ عورتون اور عیال کی محافظت آبرو کا
پاس رکھتا تھا۔ کلام اللہ جو کوئی لوٹ کے لاتا اسکو کسی اپنے مسلمان نوکر کو دیدیتا
وہ اپنے تعلقہ کے رعایا اور ناموس کے حفظ مین بڑا اہتمام کرتا تھا مسلمانون اور
سیواجی کی معرکہ آرائیون کا حال اکثر مرہٹون کی کتابون سے لکھا گیا ہے جو انگریزی مین ترجمہ
ہوئی ہین مسلمانون اور مرہٹون کے بیانات مین بہت اختلافات ہین ہر ایک
اپنی اپنی ایسی کہانی کہتا ہے کہ جسمین کوئی اپنی ہیٹی نہ ہو۔

یکایک سیواجی کا مرنا مرہٹون کے حق مین زہر ہوا اُسنے ان وحشیون کو آدمی
بنایا تھا انکے دلون مین قومی ہمدردی و غیرت و قومی محبت کا جوش پیدا کیا۔
انکے لئے ضوابط و قوانین بھی بنا گیا تھا خزانہ معمور سپاہ بیشمار چھوڑ گیا تھا۔
قلعون کا سلسلہ وہ قائم کر گیا تھا کہ دشمنون کا حوصلہ نہ ہوتا تھا کہ اس سلسلہ کو کہین سے
توڑین ہمیشہ اسمین اپنی پھنس جانے کا اندیشہ رہتا تھا سب سامان سلطنت مہیا تھا۔

مگر مشرقی ملکوں کا دستور ہے کہ جب کوئی فرمان روا مر جاتا ہے تو سب سے اول اسکی سپاہ
میں بے انتظامی واقع ہوتی ہے سیوا جی کی سپاہ میں تفرقہ کیوں نہ پڑتا - وہ تو ابھی حالت
طفلی میں تھی دانشمند باپ کے مرنے سے یہ لڑکا کیوں نہ ابتر ہوتا سیوا جی کے دو بیٹے تھے
ایک سنبھا جی جو ابھی دلیر خان کی قید سے چھوٹ کر پنالہ میں باپ کے حکم سے قید تھا جسکا
اوپر ذکر ہوا - دوسرا بیٹا راجہ رام تھا وہ دس برس کا تھا سیوا جی نے سنبھا جی
کے چال چلن کی نسبت برے الفاظ کہے تھے جسسے لوگوں کو ایک حیلہ ہاتھ
آیا کہ سیوا جی خود راجہ رام کو اپنا جانشین ہونا چاہتا تھا - راجہ رام کی ماں سوراما
بائی بڑی ہوشیار و چتر تھی - اُسنے ساز و باز سے سب کو یقین دلا دیا کہ راجہ رام کو
سیوا جی راجہ کرنا چاہتا تھا ارکان دولت سنبھا جی کے زور و ظلم سے ہراساں اور
راجہ رام کی مدت کی صغر سنی کی راجائی سے شادان تھے سیوا جی کی موت کو
چھپایا اور سنبھا کی درستی قید کے لئے حکم جاری کئے - سنبھا جی نے عین قید کی حالت
میں کسی حکمت سے باپ کے مرنے پر اطلاع پائی اور اپنے محافظوں سے اپنی
تخت نشینی کا حال بیان کیا انہوں نے اسکی حکومت قبول کی - مگر وہ ایسا خائف
تھا کہ قلعہ سے باہر نکلنے پر جرأت نہیں کرتا تھا غرض ارکان دولت میں آپس میں
اس باب میں لڑائی جھگڑے رہے کہ کون راجہ ہو - اور جو فوج قلعہ پنالہ کے لئے
محاصرہ کے لئے آئی تھی وہ اسکی طرفدار ہی حاصل یہ ہے کہ وہ جون ۱۶۸۰ع میں رائے گڈھ
میں جاکر راج گدی پر بیٹھ گیا اور اسکی راجائی کو سب نے مان لیا - اس وقت تو اُسنے
ایسا ہی کام کیا - جو سیوا جی کے بیٹے کو لائق تھا بہت سے اسکے دشمن دوست
بن گئے اور اسکے دل و جان سے خیر خواہ ہوگئے مگر جب وہ اپنی جگہہ پر مستقل ہو گیا
تو زور ظلم کرنے لگا - اسکی طرف سے کسی کو شبہ کا گمان نہیں رہا اسلئے راجہ رام کی
ماں کو بڑی بیرحمی سے قتل کرایا - اور اپنے بھائی راجہ رام کو مقید کیا - مخالف برہمن
وزیروں کو بندی خانہ میں بھجوایا اور جو برہمن تھے انکا گلا کٹوایا - یہ بات

پہلے سے معلوم ہوتی تھی کہ سنبھاجی کو باپ کی سلطنت سنبھالنے کی لیاقت نہین ہے۔
اسکے مزاج کے سبب سے بہت سی بدنظمیان اور خرابیان اور لڑائیان پیدا ہوئین
وہ عیاش تماش بین فضول خرچ تلوّن مزاج سنگدل بیرحم تھا اس نے ان لوگون کو
جنہون نے اسکے خلاف سازش کی تھی ایسی سخت سزائین دین کہ مرہٹون کو اُسسے
دلی نفرت ہوگئی اور اسکے بہت سے سردار اسکی نوکری چھوڑکر دشمنون سے جاملے۔ ایک بڑا ایماندار
رگھو برہمن اُسکے باپ کا تھا اسکو فقط سازش کے شبہ پر پیرلوک گون کیا۔ غرض پرانے
نمک حلال اور لائق سب سردار اور برسون کے اہلکار جو باپ نے جمع کئے تھے ان سب سے
وہ سردمہری اور سنگدلی سے پیش آیا۔ اور پنڈت کلوشا جو فارسی کتابون مین کب کلس لکھا
جاتا ہے اسکا غلام بن گیا۔ یہ برہمن وہ ہے جسکے پاس شمالی ہندوستان مین سنبھاکو
سیواجی چھوڑ آیا تھا اور وہی سنبھاکو باپ پاس لایا تھا اُسنے اپنے علم وفضل سے اسکو
الو بنایا جو وہ کہتا سو کرتا۔ غرض سنبھاجی کے ان سب کامون کا نتیجہ یہ تھا کہ سیواجی کا
سارا انتظام کیا کرایا بگڑ گیا۔ اول سپاہ جو قواعد اور آئین کی پابند تھی اسمین خلل آیا۔
جب میدان جنگ مین سوار آتے تو انکے ساتھ آوارہ گرد بھی ہوجاتے جس سپاہ کا پہلے
یہ قاعدہ تھا کہ جو شخص عورت کو ساتھ لے جائے تو وہ گردن مارا جائے۔ اب اسمین یہ
دستور پڑگیا کہ وہ دشمنون کے خیمون مین سے عورتون کو پکڑلاتے اور ان سے ہمبستر ہوتے یا بیچڈالتے
گویا عورتین بھی منجملہ اور اسباب غنیمت کے ہونے لگین غنیمت کے مال کو چھپاتے جس سپاہ
تنخواہ ایک دستور قاعدہ کے موافق ہمیشہ ملا کرتی تھی اب اسکی تنخواہ کا مدار لوٹ پر تھا
جب لوٹ سے تنخواہ پوری تقسیم ہوسکتی تو افسر اس حکم کے منتظر رہتے کہ انکو اور لوٹ سے تنخواہ کے
پورا کرنے کا حکم ملجائے۔ غرض جیسی یہ فوج باقاعدہ تھی ویسی ہی اب ایسی خونخوار اور
غارت گر ہوگئی۔ سنبھاجی ایسا فضول خرچ تھا کہ باپ کی دولت کثیر کو تھوڑے دنون مین
اُڑا کر برابر کیا۔ رگھوناتھ کے مرنے کے بعد کرناٹک کی جاگیر سے بھی خراج نہ
وصول ہوا۔ اہل کرناٹک خود اپنی حکمرانی کرنے لگے۔ پنڈت کلوشا نے جب خزانہ خالی

دیکھا تو اُسکے معمور کرنے کے لئے زمین اور رعایا پر اور نئے محصول لگائے۔ ایسے
خزانہ تو خاک سے بھی نہ بھرا۔ مگر رعایا کا دل ناراضی سے بھر گیا۔ جب وصول محصول
مین سختی ہونے لگی تو وہ گھرون کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور ملک برباد اور بے چراغ ہونے
لگا۔ سیواجی نے جو سلطنت کی عمارت کھڑی کی تھی وہ اب خود بخود مسمار ہوتی جاتی
تھی۔ مگر اب سپرا اور یہ زلزلے آئے کہ سنبھاجی اپنی ہمت اور شجاعت کے گھمنڈ مین
ایسا آیا کہ اُسنے یہہ نہین خیال کیا کہ میرے دشمن بھی ہین اور ان مین ایک عالمگیر بادشاہ بھی
ہے۔ پُرانے دشمنون کو چھوڑ کر اور نئے دشمن پیدا کئے کہ اپنے وزیر کلوشا کی صلاح اور
مشورہ سے نہایت شوق سے سنہ ۱۶۸۲ء مین جنجیرا والون سے لڑائی شروع
کردی۔ اس غرض سے کہ یہہ جزیرہ ہندوستان کے بر اعظم سے شامل ہوجائے۔
سمندر کے اس ٹکڑے کو مٹی سے بھروانا چاہا جو درمیان مین حائل تھا۔ پھر اسکے بعد کشتیون کے
ذریعہ سے دھاوا کیا اس مہم مین بالکل ناکام رہا جسسے وہ دل شکستہ ہوا۔ پھر اُسنے پرتگیزون
اور انگریزون سے بگاڑی۔ غرض وہ ان بے سود کامون مین مصروف رہا اور اُسنے اورنگ زیب
کی خبر نہ رکھی نہ والیان بیجاپور اور گولکنڈہ سے باپ کی طرح رفاقت پیدا کی۔

واقعات سال بست و پنجم سنہ ۱۰۹۲

بادشاہ نے ۲ رمضان کو اجمیر سے برہان پور کی طرف کوچ کیا۔ ۷ رمضان کو دار الخلافہ
سے خبر آئی کہ ملکۂ ملکی ملکات جہان آرا بانو بیگم نے ۳ رمضان کو نقاب عدم مین
چہرہ چھپایا۔ اُسنے شیخ نظام الدین اولیا کے صحن روضہ مین اپنے ایام دولت مین حیات خانہ
آخرت بنایا تھا اس مین مدفون ہوئی۔ بادشاہ کو اس اپنی بڑی بہن کے مرنے کا بہت رنج
ہوا۔ اور تین روز تک حکم ہوا کہ نوبت نہ بجائی جائے۔ اس بیگم مین ساری خوبیان جو
عورات مین ہونی چاہئین موجود تھین۔ حسن صورت و حسن سیرت دونو کمال درجہ کے تھے۔
وہ اپنے باپ شاہجہان سے ۱۶ برس بعد مری۔ وہ اورنگ زیب سے نفرت رکھتی تھی جس کا
پہلے بیان ہوا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ آیندہ بیگم مرحومہ کا خطاب نواب جنت مآب

صاحبة الزمانی بیگم لکھا جایا کرے۔ دسوین ذی قعدہ کو بادشاہ برہان پور مین
داخل ہوا۔

میر تھا مین راٹھور راجپوت تین ہزار کے قریب جمع ہوئے تھے اعتقاد خان انسے لڑا
اور فتحیاب ہوا۔ پانسو آدمی مخالفون کے جنمین بعض عمدہ امیر بھی تھے کشتہ و زخمی ہوئے
پادشاہی آدمی بھی اس مین مارے گئے۔ اعتقاد خان کو اس فتح کا صلہ ملا۔

۲۲ ذی قعدہ کو برہان پور کے قلعہ ارک مین دو حجرے باروت سے بھرے ہوئے
اُڑ گئے جس سے بہت آدمی جل کر مر گئے۔ خافی خان اس واقعہ مین یہ ورشتا بہ لکھتا ہے
کہ اس ضمن مین پادشا سے معروض ہوا کہ پادشاہ کی خوابگاہ کے نیچے تیس گلہ باروت
کے اس زمانہ کے رکھے ہوئے ہین کہ پادشاہ یہان سے پادشاہ ہونے گیا تھا۔ بعد تحقیق توپخانے
کے داروغہ اور متصدیون کو سزا ملی۔ اور پادشاہ نے کہا کہ اگر جہانگیر ہوتا تو سبکو گل دیتا۔

پادشاہ برہان پور مین تین چار مہینے رہ کر غرہ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۳ کو یہان سے
اورنگ آباد روانہ ہوا۔ میر عبدالکریم امین جزیہ نے عرض کیا کہ سال گذشتہ مین ۲۶ ہزار
روپیہ جزیہ کی بابت وصول ہوا تھا مین نے تین مہینے کے عرصہ مین برہان پور کے نصف
پورجات سے ایک لاکھ اٹھ ہزار روپیہ وصول کیا۔ اب مین امیدوار ہون کہ حضور کی
ہمراہ چلون۔ پادشاہ نے فرمایا کہ جزیہ کا کام اپنے نائب کو سپرد کر کے میری ہمراہ ہو۔
جب پادشاہ اورنگ آباد مین آیا تو اُس نے پادشاہزادہ محمد معظم کو رام درہ کے قلعون کے
تسخیر کے لئے اور یہان کے ہنود کی تنبیہ کے لئے اور شاہزادہ محمد اعظم کو قلعہ سالیر کی فتح
کے لئے رخصت کیا۔ قلعہ ملہیر سرکار بگلانہ کے متصل قلعہ سالیر ہے اور وہ کئی سال سے
سیواجی کے تصرف مین تھا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

راجپوتون سے لڑائی اور باروت خانہ کا اڑنا۔

پادشاہ کا برہانپور سے اورنگ آباد کو جانا۔

سوانح سال بست و ششم ۱۰۹۳ھ

شاہزادہ محمد اعظم جو قلعہ سالیر کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا تھا اگرچہ یہ قلعہ ایسا ہے کہ
اسکا محاصرہ ہو سکتا ہے لیکن اسکے اطراف مین دریائے شور کے قریب ہونے سے اس قدر

غار ہین کہ اگر لاکھون سوار اُن اونچے پہاڑون کی اطراف مین محاصرہ کرین تو بھی کچھ
کام نہ کر سکین نیک نام خان قلعہ دار ملہیر اور فوجدار سرکار بگلانہ خوب بندوبست
یہان کرتے تھے اور ان دونون قلعون مین چھہ کروہ سے زیادہ فاصلہ نہین ہی محمد اعظم
تقرر کی خبر کے مشہور ہونے سے قلعہ دار غنیم کو نامے اور پیغام التیام آمیز اور تحفے اور ہدیے
بھیجے گئے تھے اور بہت روپیہ نقد و جنس دیکر منصب چار ہزاری کا وعدہ کیا گیا تھا
اسلئے اُسنے محمد اعظم کے محاصرہ کے بغیر بادشاہی آدمیون کو قلعہ دیدیا۔ اگرچہ یہ بات
بادشاہزادہ کی مرضی کے خلاف تھی۔ اُسنے بادشاہ سے نیکنام خان کی شکایت
کی۔ مگر وہ بادشاہ کی مرضی کے موافق کام تھا۔ اس مین جنگ اور مردم کُشی نہ تھی۔
اسلئے شاہزادہ کی شکایت نیکنام خان کے حق مین سفارش ہو گئی۔

جب دوسری دفعہ دکن مین شاہجہان آیا ہی اور اُسنے گلشن آباد اور کوکن نظام الملکی
کی قلعون کی تسخیر کے لئے سپاہ تعین کی ہی تو قلعہ رام سیج تھوڑے دنون بادشاہی تصرف
مین آگیا تھا۔ ان دنون مین اسی پر عالمگیر نے قیاس کیا۔ شہاب الدین خان تو قلعہ
رام سیج کی تسخیر کے لیئے تعین فرمایا۔ شہاب الدین خان نے محاصرہ کیا۔ سرنگین لگائین
مورچالون کو بڑھایا۔ دمدمون کو بلند کیا لیکن قلعہ رام سیج کا قلعہ دار ایک مرہٹہ ایسا
آزمودہ کار اور تجربہ دیدہ روزگار تھا کہ اوسکی خبرداری اور ہوشیاری کے آگے
لشکر شاہی کی کچھ پیش نہ گئی اس قلعہ مین توپ نہ تھی چمڑا بہت تھا۔ چوب سے توپ
بنائی۔ اسکو چمڑے سے منڈھا۔ ہر وقت یہ توپ چھوڑی جاتی اور دس توپون کا
کام دیتی۔ بادشاہ نے بہ تقاضائے مصلحت شہاب الدین خان کو حضور مین طلب کیا
اور اس قلعہ کی تسخیر کے لئے خان جہان بہادر کوکلتاش کو تعین کیا تو اُسنے محاصرہ کا کام
اچھی طرح کیا مگر کچھ کام نہ ہوا۔ ایک روز اُسنے رات کو فرمایا کہ قلعہ کی ایک طرف یورش کی
شہرت اس طرح دیجائے کہ توپخانہ کے آدمی مصالح آتش بار ساتھ لین اور توپچیان
کی ایک جماعت اور بازار کا عملہ و فعلہ بہت غل مچاتے ہوئے اور شورش کرتے ہوئے

اس طرف جائین تاکہ قلعہ کے آدمی اس طرف ہجوم کرین اور اس طرف قلعہ داری
اور احتیاط جو کرنی چاہیئے وہ کرین اور دوسری سمت سے سو دو سو آدمی نیا
جو فن قلعہ گیری مین ہنا رپر اینٹ رکھتے ہون اور قلعہ کشائی مین ید بیضا خفیہ بدون
شور و شر کے مصالح یورش و روشنی مصلا اپنے پاس رکھکر مار کی مانند کمند پر اور تدبیر ون
سے قلعہ کے اوپر چڑھ جائین قلعہ دار کو خان جہان کی اس تدبیر پر اطلاع ہوئی تو اسنے
اسکے دفعیہ کی تدبیر کرلی۔ خان جہان کی فوج جسطرف غل مچاتی ہوئی گئی تھی اسنے
بازاری آدمیون کو بہادرون کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا نفیری و نقارہ ساتھ کیا
انہون نے دفعیہ کیلئے بڑا غل شور مچایا۔ بڑے بڑے پتھر اور چیزون مین آگ لگاکے
اور پرانے لحاف چکنے کر کے نیم سوختہ پھینکے اور خفیہ یورش کی جانب جو خانجہان نے
مقرر کی تھی۔ وہان قلعہ دار نے چند آدمی جانباز آہنی پنجے دیکر چھپا بٹھادئے۔ وہ
ناخواندہ مہمانون کے انتظار مین بیٹھے تھے۔ جو ہی پہلی دفعہ دو آدمیون نے چڑھکر
اوپر سر نکالا تو خفیہ جوانون نے بگھنہ نکھہ یعنی پنجہ آہنی سے انکی سر و صورت پر
نوازش کی کہ پوست سر کو آنکھون سمیت انکے کاسہ سر سے جدا کیا اور پھر انکو ایسا
دھکیلا کہ پیشرو پیرون کو ساتھ لیکر زمین پر سرخرو اور شکستہ بازو ہو پہنچے چند
روز بعد خان جہان بہادر کے طویلہ کے سائیس نے التماس کیا۔ کہ مین جن کے تسخیر کے فن
مین بڑی قدرت رکھتا ہون ایک سو نے کا سانپ سو تولہ کا بنواکر میری ہاتھ مین دیجیے
اور یورش کا پیش آہنگ بنائیے امید ہے کہ جنون کی مدد سے قلعہ کے دروازہ تک پہنچ
نہین کونگا۔ خان جہان نے اس سائس کے کہنے پر عمل کر کے یورش کی۔ ابھی آدھی راہ طے نہ
ہوئی تھی کہ رسیمان سن کا ایک گولہ سائس کے سینہ پر لگا کہ مار طلا اسکے ہاتھ سے اڑ گیا
اور وہ لڑکتا ہوا نیچے آیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ خان جہان نے بہت تردد کیا مگر قلعہ فتح
نہ ہوا۔ اسنے بھی بادشاہ کے حکم سے محاصرہ چھوڑا۔ اسنے کوچ کے روز فرمایا کہ لشکریان
جو مورچالون کے باندھنے کے لئے زمین سنگلاخ کے اندر بہت روپیہ خرچ کر کے

گاڑھی گئی ہین انکو جلا دین تو قلعہ والون نے شوخی سے کنگرون پر آنکر چلا کر کہا کہ ان کھنگرون کو تو جل لینے دو انکی راکھ منہ پر مل کے جانا کہ کوئی نہ پہچانے بعد اسکے قاسم خان کرمانی کہ سلیقہ داری اور کار طلبی مین بڑی شہرت رکھتا تھا اس خدمت پر مامور ہوا اس سے بھی کام کا سر انجام کار نہ ہوا تو پادشاہ نے اسے اور خدمت پر مقرر کر دیا اور قلعہ کی تسخیر کو اور وقت پر موقوف رکھا۔ قلعہ دار رام سیج کا حال جب منہانے سُنا تو اسکو سونے کے کڑے اور زر نقد بھجوایا اور اور قلعدارون مین اسکو ممتاز کیا اور کسی بڑے نامی قلعہ مین بدل دیا۔ عبد الکریم رام سیج کی نواح مین ایک زمیندار تھا اسکی معرفت قلعہ دار جدید سے کہ نیکنام خان قلعہ دار بلہیر تھا اُسنے یہ قلعہ لے لیا۔

۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۴ کو شاہزادہ کام بخش کا نکاح آرزم بانو دختر سعادت خان صفوی سے ہوا اس شادی مین سات لاکھ چھپّن ہزار روپیہ خرچ ہوا —

پادشاہ نے حکم دیا کہ ملازمان سرکار جو دو ہزاری سے منصب کم رکھتے ہین وقت رخصت فاتحہ پڑھنے کے متر صد نہ ہون۔ مگر ہان حضرت خود فاتحہ کے لئے ہاتھ اُٹھائین تو فاتحہ پڑھین۔ قضات جو خدمات سے معزول ہون تو وہ پھر خدمت قضا پر منصوب نہ ہون۔

احمد آباد سے حضور مین حافظ محمد امین خان مرحوم کا اسباب جو ضبط ہوا تھا آیا اسکی تفصیل یہ ہے ستر لاکھ روپیہ ۵۳ ہزار اشرفی و ابراہیمی ۷۶ ہاتھی ۲۳۵ گھوڑے ۱۷۰ اونٹ ۱۱۴ چھکڑے دس صندوق چینی ۶۰ لاکھ ایک من سیسہ ۵ من باروت۔

محمد اعظم دریائے نیرا سے جریدہ پادشاہ پاس آتا تھا کہ اثناء راہ مین ایک ہاتھی فتح جنگ نامی مست ہوا اور فوج پر دوڑ کر شاہزادہ پاس آیا اُسنے ایک تیر اسکے لگایا وہ اور نزدیک آیا۔ گھوڑا اتر پڑا۔ شاہزادہ گھوڑے سے اُترا اور ہاتھی کے مقابل ہوا اور ہاتھی کی سونڈ پر تلوار ماری اس اثنا مین اور آدمی آگئے اور ہاتھی کو مار ڈالا۔

سوانح سال بست و ہفتم جلوس ۱۰۹۴ھ

دلیر خان مدتون سے شدید بیمار تھا وہ جاوید سرا کو گیا۔ اکثر معارک مین بذات خود

اسنے تردد نمایان کئے تھے۔ وہ قوی ہیکل و زورمند تھا۔ قوت اشتہا غریب تھی ابتدائے
عمر سے انتہا تک اپنی الوس پر ضابط تھا۔ ماثر الامراء مین یہ لکھا ہے کہ خافی خان نے
قسم کھائی ہے کہ کوئی کام عہد عالمگیر کا نہ لکھونگا جسمین جھوٹھ سچ تزویر کو دخل نہ
دونگا۔ وہ لکھتا ہے کہ دلیر خان جو شجاعان کار طلب اور افغانان صاحب غیرت سے
با نام و نشان تھا۔ دفعۃً بغیر کسی عارضہ بدنی کے مرگیا اور عوام مین یہ شہرت ہوئی کہ رات
کے وقت دلیر خان کے دیکھنے کے لئے خفیہ اعظم شاہ گیا تھا۔ بہادر شاہ نے اسکی اطلاع
پاکر پادشاہ سے عرض کیا۔ اسلئے دلیر خان نے خود اپنے تئین مسموم کیا۔ غرہ ذی قعدہ
۱۰۹۴ھ پادشاہ اورنگ آباد سے احمد نگر کی طرف راہی ہوا۔ اوائل ۲۷ جلوس مین احمد نگر
سے پادشاہزادہ محمد معظم کو رام درہ کی طرف قلعون کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ یہ قلعے
سنبھا کے پاس تھے۔ ان اطراف مین پادشاہی سپاہ کبھی نہین آئی تھی اسکے ساتھ ان
آدمیون کو بھیجا۔ آتش خان داروغہ توپخانہ اور لطیف شاہ دکنی مخاطب بہ سرافراز خان
اور اخلاص خان برادر بہلول خان اور ناگو کہ مرہٹون مین تھا۔ اور اسطرف سے خوب
واقف کار تھا۔ خواجہ مکارم پادشاہزادہ محمد معظم کا نوکر تھا۔ اسکا خطاب جان نثار خان
تھا۔ اگرچہ کم منصب تھا لیکن منصوبہ بازی اور رای سلیم و شجاعت مین پادشاہ کو پسند تھا
بیس ہزار سوار شاہزادہ کے ساتھ تھے۔ سعادت خان عرف محمد مراد کہ شاہزادہ کی فوج کا
واقعہ نگار تھا۔ راہ کے مابین پادشاہزادہ کے ہراول کی سنبھا کی فوج سے لڑائیان درہای
تنگ مین ہوئین۔ پادشاہی آدمیون کو مار کر غنیم بھاگ گیا۔ جب موضع سانگانون
مین کہ قلعہ قلب ہے شاہزادہ کا لشکر پہنچا تو اسکا محاصرہ کیا۔ قلعہ کشا سفرارون نے بڑی
جانفشانی کی۔ جان نثار خان اور دو مین اور امیر زخمی ہوئے۔ آخر ایام معدودہ
مین قلعہ فتح ہوگیا۔ ملک رام درہ نہایت قلب تھا وہان کی ہوا لشکر کو موافق نہ آئی اور
سنبھا کے لشکر والے ہر طرف سے ہجوم کرکے شورش کی اور ہر طرف سے رسد غلہ مسدود
ہوئی اسکے ایک طرف دریای شور تھا۔ اور دو طرف پہاڑ تھے جو زہر دار اشجار اور

ترجمہ جان نثار خان ۱۰

سانپون سے بھرے ہوے تھے۔ کبھی یہ غنیم گرتا تھا۔ چارپاے اور آدم کمتر بلا آفت کبھی بھرتے تھے۔ چارپاؤن اور انسان کے لئے کوئی غذا سواے نارجیل اور کودون کے کوئی اور قسم کا غلہ نہ تھا انکے کھانے سے سمیت کا اثر ظاہر ہوتا تھا۔ بہت گھوڑے اور آدمیون کی ہڈیان یہین کی خاک بنین۔ غلّہ کی گرانی اور کمیابی اس مرتبہ پر پہنچی کہ کچھ دنون تک گیہون کا آٹا تین چار روپیہ سیر بھی نہین ملتا تھا جن آدمیون کو موت کے پنجہ سے نجات ملی تھی وہ نیمجان تھے۔ جو دم لیتے اسکو غنیمت گنتے۔ کسی امیر کے طویلہ مین گھوڑا نہین باقی رہا کہ سواری کے کام آئے۔ جب بادشاہ کو اس لشکر کی صعوبت کا حال معلوم ہوا تو بندر سورت کو اسنے حکم بھیجا کہ جسقدر غلہ بہم پہنچا سکو اسکو جہازون پر لادکر بادشاہزادہ کے لشکر مین دریا کی راہ سے پہنچا دو۔ بندر سورت سے جو جہازات غلہ کے روانہ ہوے سیمبہ کو انکی خبر ہوئی۔ راہ کے مابین سب جگہ دریا مین سنبھا کے نئے قلعے بنے ہوئے تھے۔ سر راہ اسنے غلہ کی کشتیون پر حملہ کیا۔ چند کشتیان لوٹ سے بچکر سلامت پہنچین۔ لشکر نے بازار مین غلہ کے تیس چالیس پلون سے غلہ زیادہ نہ بھیجا۔ اب بادشاہزادہ کی مراجعت کا حکم پہنچا۔ شاہزادہ ہر جگہ دشمن سے لڑتا ہوا احمدنگر مین بادشاہ کی خدمت مین آیا۔

عبداللہ قطب الملک کے مرنے کے بعد اسکا داماد ابوالحسن قطب الملک حیدرآباد مین فرمانروا ہوا تھا۔ اسکا حال ہمنے آگے لکھا ہے اسکے افعال قبیح مین سے یہ کام تھا کہ اسنے سلطنت کا سارا اختیار مدنا اور آکنا برہمنون کو دیدیا تھا۔ یہ دونو شدید العداوت تھے اور مسلمانون پر ظلم و سختی زیادہ کرتے تھے۔ اور فسق و فجور اور مسکرات اور لہو و لعب کا علانیہ رواج تھا اور علاوہ اسکے ابوالحسن نے سنبھا کی ملک کی تاخت اور قلعون کی تسخیر مین امداد کی تھی اور ایک لاکھ ہُن اسکو دیا تھا۔ ان باتون نے اسکو خلق مین بدنام کر رکھا تھا اس ضمن مین میر ہاشم پسر سید مظفر حضور مین آیا۔ ابوالحسن کے امراے مقرب مین سے سید مظفر تھا اور اسی کی اعانت سے ابوالحسن سلطنت

ابوالحسن قطب الملک وارث سلطنت گولکنڈہ

پانے میں کامیاب ہوا تھا۔ اُسنے اسکو وزیر اپنا بنایا تھا لیکن پھر اُس نے بہ سبب عدم موافقت کے یاد دیا۔
اور اکنا کی رہنمائی سے معزول کیا اور منصب وکالت و اختیار سلطنت ان دو نوں ہندؤں کو دیا۔
میر ہاشم نے مقربان درگاہ کے وسیلہ سے طرح طرح کی ناشایستگی کے تسخیر حیدر آباد کی مہم کی طرف
رہنمائی کی اور اپنے باپ سید مظفر کی جو ابو الحسن کی قید میں تھا خلاصی چاہی۔ مگر اس عرض کے بھی
معروض ہوا کہ چند سیر حاصل پرگنے سرکار گلکنڈہ وراگیر متعلقہ صوبہ ظفر نگر کے اس دعوی سے کہ وہ
پہلے تلنگانہ سے متعلق تھے ابو الحسن کے امرا نے اپنے تصرف میں کر لئے ہیں۔ پادشاہ کو یہ فکر ہوئی کہ
حیدر آباد کو تسخیر کیجیے اور ابو الحسن کو استیصال۔ ابتدا میں خان جہان بہادر کو کلتاش کو اُس کے
بیٹوں کے ساتھ بھیجا۔ اسکے بیٹے بہادر تھے خصوصاً ہمت خان۔ راجہ رام سنگھ کو بھی اسکے ساتھ
کیا۔ اور امراء کو ابو الحسن کے منصوبوں کی تنبیہ و تادیب کے لئے اور پرگنات کو اسکے تصرف سے
نکالنے کے واسطے مقرر کیا۔ اور شاہزادہ محمد معظم کو ایک فوج گران اور امیروں کے ساتھ ملک تلنگانہ
کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔

ان ہی ایام میں مرزا محمد اشرف علیخانہ کو ابو الحسن کے پاس بھجوایا کہ جاکر اسکو یہ پیام دے کہ ہمنے
سنا ہے کہ تیرے پاس دو الماس مربع خوش قطع شفاف بوزن ایک سو پچاس سرخ کے ہیں انکو
اور نحاف کے تھے قیمت لگا کے باقی پیشکش میں مجرا دے کے بھیجے اور خلوت میں اسے ارشاد کیا
کہ ہمکو الماسوں کی اصلا احتیاج نہیں ہے۔ ہم انکے لئے تجھے نہیں بھیجتے بلکہ اس بات کے شہرت دینے
سے غرض یہ ہے کہ ابو الحسن کے ان افعال قبیحہ کی جو ہمنے سُنے ہیں تحقیقات کر کے ہم سے عرض کرے
ہم تجھے اپنا خانہ زاد جان نثار جانتے ہیں اسلئے چاہتے ہیں کہ اوروں کی طرح تو لالچ
طمع میں آکر ابو الحسن پر فریفتہ نہ ہو۔ اور اسکی مرضی کے موافق خوشامد نہ کرے۔ بلکہ کلمہ کلام میں
ایسا بے محابا اور درشت پیش آئے کہ وہ بھی تیرے ساتھ درشتی کرے اور ہمکو وہ ایک
دستاویز اور حجت اسکی تنبیہ و استیصال کے واسطے ہو جائے تا مقدور اسکو خفا کر اور اہملا
خلاف ملامیں ہمکلامی کے اندر اسکا ادب ملحوظ نہ رکھ۔ مرزا محمد نے جاکر الماس ملکو طلب کیے۔
ابو الحسن نے سخت قسمیں کھا کر جواب دیا کہ میرے پاس وہ الماس نہیں ہیں اگر میرے پاس ہوتے تو میں اپنی

اپنی سعادت جان کر صدور حکم بغیر حضور مین بھیجدیتا - پادشاہ کے ارشاد کے موافق ابوالحسن
مرزا محمد کیساتھ گفتگو بڑی بیباکی سے کرتا تھا اور اسکی بات مین جرح وقدح کرتا - ایکدن گفتگو مین ابوالحسن نے
کہا کہ اس مختصر ملک مین ہم بھی پادشاہ ہین تو مرزا محمد نے آشفتہ ہوکر تشنیع کے طور پر کہا کہ تم کو زیبا
نہین ہی کہ اپنے تئین پادشاہ کہو ان ہی کلمات کے سننے سے پادشاہ کی گرانی خاطر کا اغلب
زیادہ ہوتا ہی - ابوالحسن نے جواب مین کہا کہ مرزا محمد یہ اعتراض تمہارا غلط ہی جتبک ہم اپنے تئین
پادشاہ نہ کہین تو حضرت عالمگیر پادشاہ پادشاہان کبھی نہین ہوسکتے ! اس جواب کو سنکر مرزا لاجواب
ہوا - مرزا محمد نے ابوالحسن کے پاس سے پادشاہ پاس مراجعت کی اور ابوالحسن پاس خبر آئی کہ افواج
شاہی بسرداری پادشاہزادہ محمد معظم اور خانجہان بہادر کوکلتاش روانہ ہوئی ہی تو اُسنے پادشاہی
لشکر کے مقابلہ مین ان امرا کو روانہ کیا - ابراہیم خان عرف حسینی بیگ کو جو حیدرآباد کا عمدہ سپہ سالار
تھا اور خلیل اللہ خان اسکا خطاب تھا اور شیخ منہاج اور رستم راؤ کو کہ برہمن صاحب السیف والقلم اور
ابوالحسن کا مشیر اور وزیر مادنا کا چچازاد بھائی تھا اور اور امرائے رزم جو کارزار دیدہ کو اور تیس
چالیس ہزار سپاہ کو لشکر حد بیجاپور اور حیدرآباد کے مابین طرفین کی فوجین نزدیک ہوئین شاہزادہ
محمد معظم یہ چاہتا تھا کہ تا بمقدور جنگ نہ ہو - اُسنے خلیل اللہ خان کو پیغام بھیجا اول اگر ابوالحسن
اپنی ندامت کا اظہار کرے اور عفو تقصیرات کا خواستگار ہوا اور امور ملکی مین مادنا اور آکنا کی
دست اختیار کو کوتاہ کرے اور انکو مقید کرے - دوئم پرگنات سیرم اور راگیر وغیرہ کو جو بندہائے
پادشاہی سے یہ دعوی کرکے غصب کئے ہین کہ وہ پہلے بیجاپور سے متعلق تھے وہ چھوڑ دے
اور متصدیان پادشاہی کو حوالہ کرے - سوم پیشکش سابق کی باقی اور پیشکش لاحق بلا توقف پادشاہ
کی خدمت مین روانہ کرے تو ہم اسکی عفو تقصیرات کے لیئے پادشاہ سے عرض کرین امرائے دکن نے
پادشاہی غضب کو اپنے جوابون سے دور نہین کیا - طرفین سے جنگ و صف کشی شروع ہوئی -
خانجہان سے جو لڑائیان ہوئین ان سب کا بیان تو بہت طول و طویل ہے - انمین سے بعض بیان
کی جاتی ہین ایکدن خلیل اللہ خان سے محاربہ ہوا - خان جہان بہادر کی ہمراہ دس گیارہ ہزار سوار
سے کچھ زیادہ تھے اور امرائے ابوالحسن پاس تیس ہزار سوار تھا پادشاہی لشکر کی ہراولی بر -

ہمت خان مقرر تھا۔ صبح کو کوس کرنائے رزم بلند آوازہ ہوا۔ توپون کی دھون دھون اور
بان کی غرش زمین و آسمان کے درمیان پھیلی اور آپس مین جنگ عظیم ہوئی کہ کشتون کے پشتے
لگ گئے اور زمین گلنار ہو گئی طرفین کے اکثر سردار زخمی ہوئے۔ اور بادشاہی فوج چارون
طرف سے نگینہ کی طرح گھر گئی ہمت خان جو ہراول تھا اُسپر عرصہ تردد ایسا تنگ ہوا کہ ہر بار کمک کی
طلب کا اور غلبۂ غنیم کی نالش کا پیغام بھیجتا تھا مگر خان جہان بہادر کو افواج دکن نے ایسا مغلوب
کر رکھا تھا کہ اسکو اپنے تئین خلاص کرنا دشوار دکھلائی دیتا تھا ہر ساعت اُسپر دکن کے لشکر کا ہجوم
بڑھتا تھا اس ضمن مین بری خان جسکا لقب دھاٹ بھٹہ تھا اور وہ جانباز مشہور تھا اور اسکے
ہاتھ سے پتھر اتنی دور جاتا تھا کہ بندوق سے گولی اتنی دور نہین جا سکتی وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا بھالا
ہاتھ مین لئے خان جہان کے فیل خاصہ کے روبرو آیا اور غل مچایا کہ سردار کی سواری فیل خاصہ کی کون سی ہے
چاہتا تھا کہ خان جہان بہادر کی طرف نیزہ چلائے۔ کہ خان جہان نے چلا کر کہا خاصہ مین ہون اور
اسکو بھالا مارنے کی فرصت نہ دی اور تیر اسکے ایسا لگایا کہ وہ گھوڑے پر سے اوندھے منہ
گرا۔ تمام فوج شاہی پر عرصہ تنگ ہوا اور ہر گھڑی ہراول اور چنداول سے غلبۂ غنیم کے پیغام
آتے تھے کچھ باقی نہ تھا کہ خان جہان کی فوج کو ہزیمت ہوتی۔ اس حالت مین راجہ رام سنگھ کا فیل
مست فیلخانہ مین بندھا ہوا تھا اُسکے مُنہ مین تین چار من کی زنجیر ڈال کر فیلبان ہمت خان کی ہراول
کی فوج مین لایا۔ ابو الحسن کے نامی راوت اور بہادر فوج ہمت خان کے مقابل مین گھوڑونکو
دوڑاتے ہوئے آئے تھے۔ اب ہاتھی جسکے مقابل حملہ کرتا زنجیر کے صدمہ سے دشمن کے لشکر مین..
ہلچل ڈال دیتا۔ دو تین نامی سردار اون کے گھوڑے چراغ پا ہوئے۔ اور سوار خود زین کے اوپر سے
زمین پر سرنگون نیچے آئے۔ دکن کی فوج کو ہزیمت ہوئی۔ خان جہان بہادر نے وہین خیمے
لگا کے شادیانے بجھانے شروع کئے بہت غنیمت کے گھوڑے اور ہاتھی بیشمار مع توپخانہ کے..
بادشاہی لشکر کو ہاتھ آئے۔ اس شہر مین چند روز توقف کیا کہ شہزادہ کی اور سردارون کی
سپاہ جو پیچھے رہ گئی ہے آجائین۔ جان نثار خان عرف خواجہ مکارم کو گڈھی سیرم
کی تسخیر کے لئے مقرر کیا۔ وہ منصوبان ابو الحسن کے قبضہ مین تھی۔ اس گڈھی پر بہت تردد نمایان کے بعد

اُسنے تصرف کیا اور تھانہ بٹھایا۔ افواج دکن نے گڈھی کا محاصرہ کرکے دھاوا کیا۔
جان نثار خان نے مکرر گڈھی سے نکل کر ابوالحسن کے سرداروں کو شکست دی اور گڈھی کی
محافظت مین استقامت کی۔ دس ہزار سوار اور افواج خاصہ نادنا اور رستم راؤ کا اطراف
پرگنات مین تھین وہ خلیل اللہ خان کی مدد کو آئین۔ شاہزادہ کے مقابل مین فوجین آئین۔
چند روز عذر آمیز پیغام سلاموں مین بسر کئے آخر کار سخت مقابلہ ہوا اور تین روز تک جنگ
عظیم رہی۔ ہر جنگ مین دونو طرف سے ایک جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی۔ چوتھے روز تو وہ گھمسان
لڑائی ہوئی کہ ہمت خان بہادر و سید عبداللہ خان و سعادت خان دیوان فوج خانجہان
بہادر زخمی ہوئے آخر کو لشکر شاہی سے فوج دکن کو شکست ہوئی اور وہ فرار ہوا پادشاہزادہ
اور خانجہان بہادر نے تعاقب مین مصلحت نہ دیکھی اور یہین خیمے لگا کے پادشاہ کو فتح کی عرضداشت
بھیجی اخبار نویسون کے نوشتون سے بھی پادشاہزادہ کے تعاقب نکرنیکا سبب پادشاہ کو معلوم ہوا۔ پادشاہ کو
پادشاہزادہ سے کچھ کدورت تھی خان جہان بہادر سے بھی کئی سببون سے پادشاہ ناراض تھا اول اُس کے
لشکر مین فسق و فجور کے بازار کی بڑی رونق تھی مگر پادشاہ نے اس باب مین فرمان اعتراض
صادر کئے مگر وہ موثر نہ ہوئے۔ دوم محمد اکبر کے تعاقب مین وہ پای کوہ سلطان پور مین
بہت قریب پہنچ گیا تھا مگر اسکی گرفتاری مین اغماض کیا میر میران فوجدار پرگنہ
تھالنیر کے بیٹے میر نوراللہ کی تحریر سے پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا سوم بعض اور سلوک
بھی بعض مقدمات ملکی و مالی مین پادشاہ کو معلوم ہوئے تھے۔ جب اسکو فرمان نصیحت آمیز
بھیجے جاتے اسکا جواب گستاخانہ دیتا اور سر دیوان بیٹھکر پادشاہزادہ کے رضاعی ہونے کی نسبت کے
سبب سے ناگفتنی باتین کہتا۔ ان وجہون سے ملال خاطر کا ذخیرہ خانجہان کی طرف سے
پادشاہ رکھتا تھا اور بعض اوراطوار ناہموار اسکے غبار مزاج کو بڑھاتے تھے۔

سوانح سال بست و ہشتم جلوس ۱۰۹۵

جب پادشاہ پاس عرضداشت فتح شاہی اور فوج دکن کی ہزیمت کی پہنچی تو
پادشاہ کی مرضی کے خلاف یہ بات تھی کہ فوج کی ہزیمت کے بعد اسکا تعاقب اسکے

بنگاہ تاخت کیا گیا۔ بجائے آفرین کے اعتراض ہوا اور اس باب مین غضب کا فرمان
پادشاہزادہ اور خانجہان بہادر کے نام صادر ہوا جو بیشاہزادہ کے ملال خاطر کا
سبب ہوا اگرچہ حیدر آباد شکست سے ابوالحسن کے سردار مقابلہ و محاربہ کے قصد سے سوار نہین ہوئے اور
پادشاہزادہ کے مقابلہ مین نہین آئے۔ مگر کبھی کبھی بوقت شب بطریق قزاقون کے اطراف لشکر
کو اپنی سیاہی دکھلا کر بان مار جاتے تھے بعض اوقات دن کو بھی دور سے نمودار ہوتے تھے
اور بطور طلایہ گشت کر کے خود اپنی بنگاہ کو چلے جاتے۔ پادشاہزادہ اور خان جہان
بہادر ایسے آزردہ خاطر تھے کہ انکی طرف توجہ نہین کرتے تھے۔ چار پانچ مہینے تک
یونہین بے تردد پڑے رہے کبھی سوار نہ ہوئے اسسے پادشاہ کو اور زیادہ ملال ہوا
اور اسنے اپنے ہاتھ سے کمال سرزنش کا فرمان خان جہان بہادر کو یہ لکھا ؎
اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست ÷ شاہزادہ محمد معظم نے سب امرا کو جمع کر کے مشورہ
کیا حیدر آباد کے سردار جانتے تھے کہ شہزادہ کی مرضی صلح اور دفع فساد پر مائل ہے
دل فریب پیغام اور رسل و رسائل بھیجتے رہتے۔ خان جہان بہادر بھی پادشاہ کی
افسردگی خاطر کے سبب اور سپاہ خصم کی کثرت کی وجہ سے محاربہ مین مصلحت نہین جانتا تھا اور
بعض امرا اس باب مین اسکے ہمدم تھے سرائین مختلف تھین اسلیئے آج مصلحت ناتمام رہی
دوسرے روز سید عبد اللہ خان بارہہ نے خلوت مین التماس کیا کہ اگرچہ خانجہان خان
بہادر کہنہ کار آزمودہ روزگار اور ہواخواہ جہان پناہ ہے لیکن صلاح دولت اس
مین ہے کہ اب آپ پادشاہ کی برخلاف مرضی کے کوئی عمل نہ کرین اور اس طائفہ کی تعجیل
کی گوشمالی کے لئے سوار ہونا چاہیئے جو صلح کی التماس کر کے دفع الوقت کر رہی ہے۔ اگر
خان جہان بہادر ہراولی قبول کرے تو فدوی کو چنداول مقرر کرین ورنہ بندہ ہراولی
مین جانفشانی کرنے کو موجود ہے شاہزادہ محمد معظم نے حیدر آباد کے سرلشکر محمد ابراہیم
پیغام دیا کہ مین تمہارے ساتھ اغماض و رعایت کر رہا ہون اسکے سبب سے عتاب شاہی
مین مغلوب ہو رہا ہون طرفین کی صلاح کار اور تمہاری اور ابوالحسن کی دولت و

وآبرو باقی رہنے کے لئے یہ صلاح جانتا ہون کہ اگر تم پرگنہ وگدمی سیرم وکیرو اور محال سرحدی
سے کہ بادشاہی تصرف مین گئے ہین دست بردار ہو تو اس بات کو ابوالحسن کے عفو تقصیرات و
شفاعت کی دستاویز بنا کے بادشاہ سے عرض کرین - یہ پیغام زمرو نام ناظر محل شاہ کے ہاتھ
ابراہیم سرفوج کے پاس بھیجا اُسنے اور سردارون سے اس باب مین مصلحت پوچھی شیخ منہاج
اور رستم راؤ زنا بردار نے متفق اللفظ ہوکر دکنی زبان مین کہا کہ قلعہ سرحد سیرم ہماری نوک سنان
و دم شمشیر سے وابستہ ہے ہم جنگ کو آمادہ ہین - چنانچہ اُس دن مرہٹون نے اس قدر بان مارے
کہ سراچہ محل شاہی مین شاہزادہ کے خاص برداروں کے سر پر سے طعام کا خوان اُڑ گیا - اُس روز
ابوالحسن کے پاس توپخانہ زیادہ تازہ فوج کے ساتھ آیا تھا - خالی توپین چھوڑ کر پے در پے شلک کی
آواز شاہزادہ اور لشکر شاہی کو سنائین اور کبھی فوج شاہی پر دست اندازی کی دکنیون کی
ان شوخیون سے بادشاہزادہ کی رگ غیرت حرکت مین آئی - شاہزادہ معز الدین کے ساتھ جہانجہان
بہادر کو بدستور سابق ہراول بنایا اور صف شکن خان وہمت خان اور دلاور دن کو راجاؤن کی جماعت
مین برانغار وجرانغار وطلیمش مقرر کیا عبداللہ خان کو چنداول ملتفت خان خوانی وراجہ انبر سنگھ
وسمندر بیگ وخواجہ ابوالمکارم کو قول مین اپنے ساتھ لیا او مقابلہ ومقاتلہ کے قصد سے معرکہ کارزار
مین پاؤن رکھا - اس طرف سرداران ابوالحسن نے آپس مین مصلحت کرکے صلاح کار اس مین دیکھی کہ تین
چار گروہ پر بہیر کو دائین طرف بھیجدیا اور جنگ مین توپ خانہ کا صرف نہ جاتا - بڑی بڑی توپون
کو گڑھون مین ڈالدیا اور چند توپون کو زیر خاک کیا - دو تین فوجین بنائین ایک فوج کو ہراول
شاہی کے مقابل اور دوم کو طلیمش کے لئے ایک فوج سنگین کو ایک دو سردارون کے ساتھ چنداول
سید عبداللہ خان کے مقابلہ کے لئے مقرر کیا - ایک بارگی دکنیون نے جوش وخروش سے جلو ریز
سیلاب بلا کی طرح فوج بادشاہزادہ پر تاخت کی اسطرف سے لشکر شاہی انکے مقابلہ کے
لئے کھڑا ہوا چپقلش بازار ستمانہ بر روئے کار آئین عرصہ کارزار مین ہر طرف سے کوشش وکشش نمایان
ظہور مین آئین - دکن کے سردارون نے ہراول وچنداول شاہی کو چارون طرف سے گھیر لیا -
سید عبداللہ خان اپنے سامنے کی فوج کو ہٹا کر دائین بائین طرف گیا دوپہر تک معرکہ کا ہنگامہ

گرم رہا پھر دکینوں نے فرار کیا۔ شاہزادہ کی فوج نے انکا تعاقب نگہ تک کیا جس سے لشکر دکن میں غلغلۂ عظیم پڑا۔ شیخ منہاج نے دو سوار زبان دان پادشاہزادہ اور ہراول فوج پادشاہی پاس بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ محاربہ اور دعوی قتال و جدال ہمارے اور تمہارے درمیان ہے۔ اسلام کے پادشاہان سلف مسلمانوں کے ناموس و عیال کو تاخت و تاراج سے محفوظ رکھتے تھے۔ یہ امر مروت سے دور نہ ہوگا کہ ہمکو تین چار گھڑی کی فرصت دو کہ قبائل کی طرف سے ہماری خاطر جمع ہو تو پھر ہم مقابلہ کے لئے تیار ہوں۔ شاہزادہ معز الدین نے باپ سے اجازت حاصل کرکے مال و عیال پر دست اندازی کے منع کرنے کے لئے فوج کو مقرر کر دیا۔ دکینوں نے قبائل کو ہاتھیوں اور گھوڑوں پر سوار کرکے گڑھی میں جو پاس تھی روانہ کیا اور سہ پہر کو ہر طرف سے فوج دکن کا سیلاب نمودار ہوا۔ اور پہلے روز سے بھی زیادہ تر میدان کارزار گرم ہوا۔ تردوات رستمانہ دونو طرف سے ظہور میں آئے اور طرفین کی جمع کثیر اور سواری کے دو شاہی فیل مارے گئے۔ دکینوں کی طرف سے شیخ منہاج اور رستم راؤ زخمی ہوئے۔ بندرابن دیوان شاہ کو دکینوں نے زخمی کیا اور اسکی سواری کے ہاتھی کو آگے رکھ کر روانہ ہوئے۔ سید عبد اللہ بارہ نے ایک راجہ کو ساتھ لے جاکر بندرابن کو چھڑایا باوجودیکہ اسکے خود دہن پر بان تھڑی کا صدمہ پہنچا ہوا تھا۔ غیرت خان بخشی شاہ کی بیوی بان کی ضرب سے ہاتھی کے حوضہ میں ایک سہیلی سمیت کشتہ ہوئی۔ طرفین کے اور چار پانچ سردار زخمی ہوئے اور بہت سے بے نام و نشان آدمی فنا ہوئے۔ شام تک دکنی لڑتے رہے۔ پھر فرار ہوئے۔ پادشاہزادہ کو پیغام دیا کہ جنگ مغلوبہ صف میں طرفین سے مسلمان کشتہ ہوتے ہیں بہتر یہ ہے کہ ایک دو سردار ہمارے اور تین چار تمہارے بغیر فوجوں کے میدان میں آکر سپاہ گری کے فن اور تردد میں اپنے زور بازو کا امتحان کریں۔ پھر دیکھیں کہ خدا کس کی یاوری کرتا ہے۔ شاہ عالم نے یہ سنکر ان سے کہا کہ تمکو اپنی شمشیر بازی پر بڑا غرور ہے جسکا رواج تمہارے ہاں بہت ہے اسکے سبب سے اس درخواست پر جرأت کرتے ہو۔ مگر ہم یہ ملاحظہ کرتے ہیں کہ آخر کار جب دکینوں عرصہ

کارزار تنگ ہے تاہم تو وہ ننگ فرار کو اپنے اوپر ہموار کرتے ہیں بلکہ اسکو سپاہ گری میں ہنر سمجھتے ہیں
ہمارے نزدیک اس سے بدتر کوئی عار نہیں پس بہتر یہ ہے کہ سید عبداللہ اور اُنکے دو سردار ہمارے
لشکر کے ہاتھی پر سوار ہوکر آئیں اور ہاتھی کے پاؤں میں زنجیر ڈالدیں اور تم بھی اسی طرح
سرداران کو ہاتھی پر اسکے پاؤں میں زنجیر ڈالکر مقابلہ کے لئے کھڑا کرو اور اس طرح شجاعت
اور بہادری کا امتحان کرو۔ تو دکنیوں نے کہا کہ ہم فیل سوارہ پا بزنجیر جنگ نہیں کرتے۔ تو
شاہزادہ نے کہا کہ ہم بھی جنگ اگرچہ نہیں کرتے اور دوسرے روز ہرکاروں نے خبر دی کہ ابوالحسن کے
سردار بھاگ کر حیدرآباد میں گئے۔ شاہ عالم نے حکم دیا کہ فتح کا شادیانہ بلند آوازہ کرتے
ہوئے اُنکے تعاقب میں حیدرآباد کی طرف کوچ ہو۔ جب کوچ بکوچ حیدرآباد
کے نزدیک لشکر شاہی آیا۔ مادنا اور اسکے ہمدموں نے خلیل اللہ خان عرف محمد ابراہیم
کی طرف سے ابوالحسن کو بھڑکایا کہ وہ شاہزادہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس قدر اُس کو
بدظن کیا کہ اُسنے اسکے دستگیر کرنے بلکہ قتل کرنے کا فکر کیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اسکی خبر محمد ابراہیم کو ہوئی تو وہ شاہزادہ پاس جاکر مورد عنایات ہوا۔ جب محمد ابراہیم
سرفوج کی شاہ عالم سے ملجانے کی حیدرآباد میں خبر پھیلی تو ابوالحسن حوصلہ باختہ ہوکر بغیر
اسکے کہ ارکان دولت سے مصلحت کرے یا اپنی اور رعایا کے مال و عیال و ناموس کا فکر کرے
بہر رات گئے خدمہ محل کی ایک جماعت کو اور جواہر اور ہون کے صندوقچے اور جو کچھ
اسباب اُٹھا سکا ساتھ لیکر قلعہ گلکنڈہ میں چلا گیا اس خبر کی شہرت سے ابوالحسن کے تمام
کارخانے اور تجار کا مال جو پانچ چار کروڑ روپیہ کا تھا۔ تاراج میں آیا۔ ناموس سپاہ اور
رعایا پر آفت آئی ایک عجیب قیامت برپا ہوئی کئی ہزار اشراف جنکو سواری اور مال اُٹھانے کی
فرصت نہیں ملی اپنے زن و فرزند کا ہاتھ پکڑے قلعہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بہت سی
عورتوں کو برقعہ اور چادر بھی نصیب نہوئی۔ شاہزادہ کے لشکر میں اسکی خبر پہنچنے سے پہلے
شہر کے اوباشوں اور غارتگروں نے مال خوب لوٹا۔ امرا و تجار و غربا میں جو زور بازو
رکھتا تھا اور زر خرچ کرسکتا تھا وہ رات میں جسقدر مال قلعہ میں لیجا سکا لے گیا۔

صبح ابھی نہ ہوئی تھی کہ لشکر شاہی نے شہر پر تاخت کی ہر محلہ و راستہ و بازار میں لاکھوں روپیہ نقد
واقسام مال و اقمشہ اور امراء و تجار کے چینی خانے اور ابو الحسن اور اسکے ارکان دولت کے فرش خانہ
کے قالین گھوڑے ہاتھی لٹنے لگے جیسے ہول قیامت و نمونہ حشر ظاہر ہوا۔ اسقدر مسلمانوں
اور ہندوؤں کے زن و فرزند اسیری میں آئے اور شرفا و غربا و ضعفا کی ناموس برباد و فنا
ہوئیں کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ جو قالین گران بہا کہ اٹھ نہیں سکتے تھے انکے خنجر و شمشیر سے ٹکڑے
ٹکڑے کرکے ایک دوسرے کے ہاتھ سے لے جاتے تھے۔ شاہ عالم نے سزاولوں کو مقرر کیا
کہ دست برد لوٹ والے لوگوں کو منع کریں مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کوتوال کو مقرر کیا کہ دیوان شاہی
کو چار پانچسو سواروں کے ساتھ لیجا کر اس مال کو ضبط کرے جو تاراج سے باقی رہا ہے۔
ابو الحسن کے فرستادے نہایت عجز و انکسار سے جرائم کردہ و ناکردہ کے عفو کے لئے پیغام
لائے اور شاہ عالم کے سزاولوں نے بھی ایک جماعت کو آگ لگانے سے روکا تو کچھ فتنہ کم ہوا
مگر لوٹ بالکل نہیں موقوف ہوئی۔ خلق خدا پر جو گذرنا تھا سو گذر گیا۔ ابو الحسن کے التجا کے
پیغام آئے تو بادشاہزادہ کو اس گرسنہ بخت اور یہاں کے رہنے والوں پر رحم آیا۔ اُس کی
التماس ان شرائط پر منظور ہوئی کہ پیشکش میں سے ایک کروڑ بیس لاکھ سوا وجہ مقرری سالانہ
ادا کرے اور دونوں بھائیوں مادنا اور آکنا (اکنا) کو بیدخل کرے اور گدھی سیرم اور
پرگنہ کھیرا اور محالات مفتوحہ سے جو تصرف شاہی میں آئی ہیں دست برداری
قبول کرے تو بادشاہ سے عرض کرکے اسکے جرائم کی شفاعت کی جاوے۔ اس پیغام آمد و
رفت کے درمیان ابو الحسن جو ان دو بھائیوں کے قید کرنے میں تامل ہوا تو بعض عمدہ سرداروں
محل کے صاحب اختیار خدمہ نے ان دونوں بھائیوں کو قتل کروا دیا۔ دونوں کا سر کاٹ کے
بادشاہزادہ پاس ایک فہمیدہ کار آدمی کے ہاتھ بھیجدیا۔ عبد اللہ قطب شاہ نے پچاس سال
فرمانروائی کی اسکے بیٹا کوئی نہ تھا۔ تین لڑکیاں تھیں انمیں سے ایک لڑکی کی شادی میر احمد
سے کی وہ سادات اور فضلاء موروثی عرب سے تھا اور اسکو امیر کردیا اور اکثر امور ملکی
میں اسکی طرف رجوع کرتا کچھ دنوں کے بعد سید سلطان آیا جو میر احمد کے باپ کا شاگرد تھا

ابو الحسن کا حال

اور حسب نسب مین میر احمد کے خاندان پر شرف رکھتا تھا۔ تو عبد اللہ قطب الملک نے دوسری
بیٹی کو اُس سے منسوب کیا جس پر میر احمد کو نہایت رشک و حسد ہوا۔ جب جشن خیر کا وقت آیا
تو میر احمد نے قسم کھا کے قطب شاہ کو پیغام دیا کہ آپ سید سلطان کو بیٹی دیتے ہین تو مجھے رخصت
کیجیے اُسنے حیدر آباد سے جانے کا ارادہ کیا سر دہا کہ مدار علیہ محل تھا! اور محرمان حرم میر احمد کے
ہمدم اور معاون ہوئے عبد اللہ شاہ کو میر احمد اور بڑی بیٹی کی خاطر زیادہ منظور تھی۔ ناچار
ہو کر چارۂ کار کی فکر ہوئی اور اندر اور باہر کے محرمون کی یہ مصلحت ٹھیری کہ ابو الحسن سے یہ نسبت
قرار دیجاے۔ وہ سلسلہ در ہی مین عبد اللہ قطب شاہ سے قرابت بعیدہ رکھتا تھا اور وہ شروع
ایام شباب سے فقراے خراب شنع کی صحبت مین رہتا تھا اور اطوار نامحمود کر کے اختیار کرنے سے قطب شاہ کے
ہمدم اسکو مطعون کرتے تھے۔ عبد اللہ شاہ اس پر توجہ نہین کرتا تھا۔ اسلئے ابو الحسن درویشون مین خانقاہ
سید جو مین رہتا تھا۔ مردود خلائق منظور نظر خالق ہوتا ہے۔ کسنے قطب شاہ کی لڑکی کا نکاح
اُسی ساعت عقد مین کہ سید سلطان سے ٹھیرا تھا ہو گیا۔ سید سلطان فقیر ہو کر رنجیدہ خاطر...
محمد امین خان پاس چلا گیا۔ اب عبد اللہ قطب شاہ کی رحلت اور سید سلطان کے ناکام کرنے کے
تلافی انتقام کا وقت آیا۔ میر احمد اپنے تبختر کے سبب سے امراء سے بخصوص سید مظفر اور
موسی خان محلدار سے سلوک نہین کرتا تھا اور کل ارکان دولت قطب شاہیہ کو اپنی آگے ہیچ جانتا تھا
بعض خدمۂ محل بھی اُسسے نفرت کرتی تھین۔ سید مظفر سلاطین مازندران کے خلیفہ سلطان کی
سلسلہ مین تھا۔ اور حیدر آباد کے امرا مین بہت صاحب فوج تھا۔ برخلاف اسکے ابو الحسن سب سے رفق
و مدارا سے سلوک برادرانہ کرتا تھا۔ عبد اللہ قطب شاہ کے واقعہ کے قبل و بعد تعین سلطنت
مین اختلاف واقع ہوا اور گفتگو کی نوبت یہان تک پہنچی کہ باہر میر احمد اپنی سپاہ کے ساتھ
جنگ پر مستعد ہوا اور اندر میر احمد کی بیوی کہ ماں صاحب کلان کہلاتی تھی شمشیر برہنہ
ہاتھ مین لیکر حبشی و ترک کنیزون کے ساتھ فتنہ و فساد پر آمادہ ہوئی۔ ہر گوشہ و کنار
مین لڑائی شروع ہوئی۔ آخر کو سید مظفر و موسی خان محلدار اور مادنا و آکنا کی سعی و
تردد سے کل عمدہ لوگ ابو الحسن کے رفیق ہوئے۔ دونو بھائی مادنا و آکنا و سید مظفر کے

نوکر و پیشکار معتمد تھے ان سب نے ملکر میر احمد کو مغلوب و بے اختیار منزوی کیا اور ابو الحسن کو تخت
سلطنت پر بٹھایا اور سید مظفر وزارت پر مقرر ہوا اُسنے ابتدا سے خطاب نہین قبول کیا تھا
منتقم حقیقی کے حکم سے میر احمد نے جو سید سلطان کے ساتھ حسد کی تھی اسکا مزہ چکھا اور سید مظفر نے جو میر احمد کے
بناء دولت کے ڈھانے مین سعی کی تھی اُسکا پھل بھی سواے ندامت کے کچھ اور نہ حاصل ہوا اسکا تھوڑا
بیان یہ ہے کہ اکثر ایسا واقع ہوتا ہے کہ جو امیر بادشاہ کی جلوس سلطنت مین کوشش کرتا ہے اور
صاحب مدار امور ملکی ہوتا ہے تو اسکے دماغ مین یہ خلل پیدا ہوتا ہے کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ
تمام مقدمات جزئی اور کلی مین اپنے آقا پر تسلط پیدا کرون اور سلاطین کے مزاج مین
برداشت اسکی دشوار ہوتی ہے یا وہ فساد پر آمادہ ہوتا ہے آخر کو ایک دوسرے کی تنبیہ
کے درپے ہوتے ہین اس سبب سے ابو الحسن اور سید مظفر مین نزاع پیدا ہوا۔ روز بروز خشونت
زیادہ ہوئی۔ اور یہانتک نوبت آئی کہ ابو الحسن اس فکر مین پڑا کہ سید مظفر کے دست اقتدار کو
امور ملکی مین کوتاہ کرے۔ ہر چند تدبیر و منصوبہ کو کام مین لاتا۔ مگر بغیر اسکے کہ ہنگامہ فساد و
خونریزی برپا ہو اسکو وزارت سے معزول نہین کرسکتا تھا۔ آخر الامر مادنا پنڈت ..
(مدن پنڈت) جو سید مظفر کے گھر کا مستقل پیشکار اور صاحب مدار تھا ابو الحسن کے ساتھ دمساز
اور ہمراز ہوا اور مرور ایام مین ایسا منصوبہ کام مین لایا۔ کہ سید مظفر کے عمدہ جماعہ دارون کو
انواع رعایت کا امیدوار کرکے استمالت کی اور ابو الحسن کا ہوا دار بنایا اور اپنا رفیق و اور امور
ملکی کے لئے صاحب فوج نوکرون کو باہر بھجوایا۔ سید مظفر کو بے پر و بال کیا اور قلمدان وزارت
اُسسے چھین لیا اور منصب اصلی اسکا بحال رکھکر گوشہ نشین بنایا خلعت و قلمدان وزارت ا..
پنڈت جی کو ملا اور پنڈت جی کا عہدہ اسکے بھائی آگنا (انگنا) کو عنایت ہوا۔ ان دونو
پنڈتون نے سید مظفر کے ساتھ جو نمک حرامی کی اسکی سزا یہ ان ایام مین ملگئین کہ میر ہاشم نے
سید مظفر نے بادشاہ سے اپنے باپ کے لئے نالش کی جو بطریق محبوس کے منزوی تھا۔ بادشاہ نے
بادشاہزادہ پاس حکم بھیجا تو اُسنے نصرت خان پسر خان جہان بہادر کو اسکے لانے
کے واسطے تعین کیا۔ اُسنے ابو الحسن پاس قصبہ کو ہر مین یہ حکم پہنچایا۔ ابو الحسن نے اسکو رستم راو کے

ہمراہ نصرت خان پاس پہنچایا۔ جب بادشاہ پاس سید مظفر آیا مورد عنایات شاہی ہوا
بادشاہ نے اُسے منصب دینا چاہا۔ مگر اُسنے خاندان قطب الملک کا پاس نمک کا لحاظ کرکے
اُسکو قبول کرنے سے انکار کیا اور کعبۃ اللہ جانے کے لئے رخصت مانگی۔ بعض کہتے ہین کہ وہ
لشکر شاہی مین مرگیا۔ اب پہلی داستان شروع کرتے ہین۔

القصہ جب شاہ عالم کی عرضداشت ابوالحسن کے ساتھ صلح کی۔ بادشاہ سے عرض ہوئی
اگرچہ بحسب ظاہر منظور فرمائی۔ مگر خفیہ شاہ عالم اور خانجہان کو مطعون و مغضوب کیا
سعادت خان کو کہ خان جہان بہادر کی فوج کا دیوان تھا اور بادشاہ کا تربیت کردہ تھا
وہ وجاہت پر مغرور ہوا اور اُسکو پیشکش باقی و سابق و حال کے زر کے وصول کے لئے تاکید کرکے
بھیجا۔ خان جہان بہادر اور بادشاہ کے درمیان طرفین سے بے لطفی تھی۔ ان ایام مین
اعتقاد خان خلف اسد خان نے شجاعت و جانفشانی مین عالم شہرت بلند کیا تھا اور
تہور خان پسر صلابت خان و خواجہ ابوالمکارم وغیرہ دو تین خانزادونے اپنی جوہر
کارطلبی دکھائے تھے۔ بادشاہ انکی تربیت مین کوشش کرتا تھا۔ خانجہان کی عرضداشت
کے جواب کے فرمان اعتراض آمیز مین اعتقاد خان اور تہور خان کی تعریف اس عبارت
مین لکھی تھی کہ وہ خانہ زاد جن کے مُنہ سے دودھ کی بُو آتی ہے۔ نسبت تجھ پیر سال خوردہ
کے زیادہ شرط فدویت و جانفشانی بجالاتے ہین۔ شاہ عالم کی فوج مین اعتقاد خان
متعین تھا۔ خان جہان بہادر اُسسے دل مین بغض رکھتا تھا۔ اُسنے خفیہ سنبھا کے ان
سرداروں کو جو ظاہر اور پوشیدہ بیجاپوری اور حیدرآبادی لشکر کی اعانت مین کوشش
کرتے تھے۔ اس مضمون کا خط لکھا کہ عسرت و گرانی لشکر کو بادشاہ سے عرض کرکے اعتقاد خان
و خواجہ ابوالمکارم اور تہور خان وغیرہ کو غلہ لانے کے لئے بھیجونگا۔ تمکو چاہیئے کہ ایک بڑی
فوج سے اُنپر اس طرح حملہ کرو کہ وہ اسیر یا قتل ہوجائین۔ اتفاقات سے یہ خط سعادت خان
دیوان فوج خان جہان بہادر کے ہاتھ لگا وہ ہرکاروں کا داروغہ بھی تھا۔
سعادت خان کل دکن کا واقعہ نگار تھا۔ گو خان جہان سے رفاقت رکھتا تھا

مگر بادشاہ کے حق نمک ور جمدۃ الملک کی خاطرداری کو زیادہ منظور رکھتا تھا اُسنے افشای
راز کو مناسب جانا۔ خفیہ اعتقاد خان پاس گیا اور اسکے اخفار کی قسم لیکر حقیقت کار سے
اطلاع دی۔ اعتقاد نہایت متوہم ہوا مصلحت یہ قرار پائی کہ خلوت مین بادشاہزادہ کی خدمت
مین سعادت خان اس امر کو ظاہر کرے۔ جب شاہ عالم سے اُسنے عرض کیا تو اُسنے وسعت
خلق کے سبب سے جواب مین فرمایا کہ خانجہان پر اس امر کا ظاہر کرنا مصلحت نہین ہی جسوقت
خان جہان بہادر اعتقاد خان کے بھیجنے کے باب مین ہم سے عرض کریگا ہم منظور کرینگے
تم اعتقاد خان سے کہدو کہ وہ وہان جانے سے انکار کرے۔ لشکر بادشاہی مین
گرانی اور کمیابی غلہ بہت تھی۔ لشکر کو بیر مین چلا گیا کہ وہان بادشاہ کے حکم کا انتظار
کرے۔ میر ہاشم پسر سید مظفر کچھ جواہر اور خلعت مصلحۃً ابوالحسن کے لئے پادشاہزادہ کی
التماس کے موافق لیکر حیدرآباد کے نزدیک آیا۔ خاص عام مین یہ شہرت ہوئی کہ جواہر و
خلعت کا بھیجنا ابوالحسن کی تسلی اور اہل فریبی کے لئے ہے اور میر ہاشم پسر سید مظفر مدعی ہے
فوج پادشاہ کی مدد اور قلعہ حیدرآباد کی تسخیر کے لئے آیا ہے۔ ابوالحسن کی فوج نے
بسرداری شرزہ خان لاری وغیرہ نکل کر پادشاہی تازہ فوج پر دھاوا کیا۔ لشکر
غافل تھا اور پادشاہ کی طرف سے کومک نہین آئی۔ میر ہاشم اور ایک دو سردار زخمی ہوکر
دستگیر ہوئے اور باقی فوج غارت ہوئی۔ شاہ عالم گرانی غلہ کی شہرت دیکھ حیدرآباد
کے کنارہ سے اُٹھکر کھیر مین آکر ٹھیرا۔ انہین دنون مین بموجب حکم شاہی قلیچ خان بہادر عرف
عابد خان شائستہ فوج کے ساتھ شاہزادہ کے پاس آیا۔ شہرت تو یہ دی کہ وہ زر پیشکش
کے وصول کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے مگر مرکوز خاطر کچھ اور مقدمات تھے۔ اور شاہزادہ کو
پادشاہ نے بلایا۔ اکبرآباد کے پاس جاٹ نے گڈھی سنسنی بناکے تاخت و تاراج شروع
کی تھی اسکی تنبیہ کے لئے خان جہان کو بھیجا۔

سکندر عادل شاہ بیجاپور مین بادشاہ تھا وہ مرہٹون کی مدد کرتا تھا اور بادشاہ کی
پادشاہ نے مکرر فرمان نصیحت آمیز از راہ تہدید و وعدہ و وعید صادر کئے تھے

نہ ہوا تو بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کو امراء رزم دیدہ اور فوج شائستہ کے ساتھ بیجاپور کی تسخیر کے لئے رخصت کیا۔ جب شاہزادہ بیجاپور کے نزدیک آیا تو اُسنے دیکھا کہ سب جگہ فوج دکن سرداری عبدالرؤف اور شرزہ خان افواج بادشاہی کی اطراف مین پھر رہی ہے اس سال مین زراعت پر ایسی آفت آئی تھی کہ سب بلاد مین گرانی تھی اور دکنیون نے ہر طرف سے ہجوم کرکے رسد بیجاپور کی راہ کو بند کردیا تھا جسکے سبب سے لشکر مین غلہ کی گرانی اور کمیابی اس حد پر پہنچی کہ جان کے بدلہ مین نان کا ملنا دشوار ہوگیا۔ کہین لئے جو فوج جاتی سالم پھر کر نہ آتی اور شاہزادہ کو چارون طرف سے دکنیون نے ایسا گھیرا کہ محمد اعظم اور اسکے ہمراہیان لشکر پر عرصہ تنگ ہوا۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کو اسکے بھائی مجاہد خان اور تیرانداز خان و خنجر خان اور امراء کارزار دیدہ کو شاہزادہ کے لشکر مین غلہ کی رسد پہنچانے کے واسطے متعین کیا۔ غازی الدین خان بہادر اُنیس بیس ہزار غلہ کے بیل لیکر پرگنہ اینڈی مین پہنچا جو بیجاپور سے پندرہ سولہ کروہ پر ہے تو بیجاپور کے سردارون نے چند ہزار سوار و پیادے محمد اعظم شاہ کے محاصرہ کے لئے بھیجے جسمین فاقون کے مارے سوار اور سواری مین پوست و استخوان کے سوا کچھ باقی نہ تھا اور یہ مشہور بات ہے کہ جانی بیگم محل خاص شاہزادہ دارا شکوہ کی بیٹی ہاتھی پر عماری مین پردہ سے باہر ہوکر تیر چلاتی اور امراء کی دلداری اور تسلی مین کوشش کرتی۔ چالیس پچاس ہزار سوار اور قریب دو لاکھ کے جنگی پیادے کرناٹکی غازی الدین خان بہادر سے لڑنے آئے۔ بعد اسکے فوجین مقابل ہوئین۔ جہان تک نظر کام کرتی تھی سواے برق تیغ و سنان کچھ اور نظر نہ آتا تھا۔ سپاہ دکن مین سوار و پیادون کا ہجوم وہ تھا کہ کہین زمین نہ دکھائی دیتی۔ بادشاہی لشکر دکنیون کے لشکر کے دسوین حصہ کی برابر ہوگا۔ مگر اسکا سردار غازی الدین خان تھا جسکا عظیم ہوئی مجاہد خان نے بڑی کارنمایان کیے۔ محمد اعظم شاہ کو محاصرہ مین سے نکال لائے اور اس آفت جانی سے نجات دی اُسنے بے اختیار غازی الدین خان کو گلے لگایا۔ جب بادشاہ کو ان واقعات کی

ہوئی تو اُسنے فرمایا کہ جیسی حق سبحانہ تعالیٰ نے فیروز جنگ کے تردد سے اولاد تیموریہ کی شرم رکھی ہے ایسی اسکی اولاد کی آبرو قیامت تک خدا نگاہ رکھے۔

اس ضمن مین کہ قلعہ بیجاپور کے محاصرہ کو امتداد ہوا اور شاہزادہ کے ہمراہی اور اُمراے کمکی کے نفاق کا حال معلوم ہوا۔ تو بادشاہ خود اوائل شعبان ۱۰۹۵ھ مین شولاپور سے بیجاپور کی طرف روانہ ہوا۔ اور ۲۱ کو سواد قلعہ مذکور مین پہنچا جسکو دیکھ کے عقل و ہوش و حواس اُڑے اور ایک تھلکہ اُنمین پڑ گیا۔ شاہ عالم و روح اللہ خان بہادر فیروز جنگ و سید عبداللہ خان بارھہ اور امراء کا طلب کو چند کلمات غیرت افزا کہکر شاہزادہ محمد اعظم کی کمک کے لئے اور بیجاپور کے محاصرہ اور تسخیر کے واسطے رخصت کیا۔ ہر ایک اپنی فدویت و حسن عقیدت کے اظہار کے لئے قلعہ کی تسخیر مین کوشش کرتا تھا۔ شاہ عالم یہ چاہتا تھا کہ قلعہ میرے نام سے مفتوح ہو۔ اسلئے وہ اُمراے بیجاپور کی تالیف قلوب مین مصروف ہوا اور اپنے معتمد کو شاہ قلی ابرج خانی کو سکندر عادل شاہ پاس قلعہ بیجاپور مین بھیجا اور اس طرف بھی کبھی سید عالم بادشاہزادہ پاس پیام التیام آمیز لاتا تھا۔

نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا۔

خصوصاً جب شاہزادہ محمد اعظم معاند اور وارث ملک موجود ہو یہ راز کب چھپ سکتا تھا کہ قلعہ کی فتح کی کنجی شاہ عالم کے ہاتھ آئی۔ شاہ قلی ایک جوان اوباش مشرب تھا مُنہ مین لگام نہ تھی۔ جسوقت قلعہ کے نیچے مورچالون مین سپاہیون کا تغیر و تبدیل ہوا تو محصورون کی طرف مخاطب ہو کر بہ آواز بلند کہتا کہ یہ آدمی تمہارے ہین توپ و تفنگ و سنگ سمجھ کر پھینکنا۔ اور وہان کے آدمی تسلی دیتے تھے کہ قلعہ کی جانب سے کوئی آفت تم پر نہین آئیگی جب یہ گفتگو لوگون کی زبانی مشہور ہوئی تو اعظم خان کو خبر ہوئی اور واقعہ طلب فتنہ جو آدمیون نے بادشاہ کے کان تک اُسکو پہنچایا۔ کہ یورش کے وقت قلعہ کے اندر سکندر کے پاس شاہ قلی جاتا اور سید عالم رات کے وقت قلعہ سے باہر شاہزادہ پاس آتا ہے اور خلوت مین ہمکلام

ہوتا ہے روح اللہ خان کوتوال کی تحقیق سے اس امر کی تصدیق ہوئی۔ سیادت خان
صدر و کوتوال کو حکم ہوا کہ خفیہ سعی و جاسوسی کرکے عبدالعلیم کو جو وہ شاہ عالم پاس آئے پکڑ لاوے
اور شاہ قلی کی گرفتاری کا بھی حکم ہوا مگر وہ کوتوال کے ہاتھ نہ آیا ایک شخص سے قاضی کی عدالت
مین شاہ قلی پہ استغاثہ کرایا۔ اعلام کرکے اسکو دستگیر کیا۔ پادشاہ کے روبرو اسکو لائے
اُسنے راز سے پردہ اٹھا دیا اور کہہ دیا کہ مومن خان نجم ثانی و سید عبداللہ بارہ وغیرہ بھی
میرے ساتھ شریک ہین اور بادشاہ نے شاہ عالم کو خلوت مین بلاکر یہ باتین بیان کرکے
اسکو شرمندہ کیا اور سید عبداللہ خان بارہ کو مقید اور باقی سب کو لشکر سے خارج کیا۔
پادشاہ پہلے ہی سے مقدمہ حیدرآباد مین شاہ عالم سے مشتبہ تھا۔ اب یہ ظن یقین سے
بدل گیا ہرچند ظاہر مین مراتب و مناصب و لوازم ولی عہدی شاہ عالم مین کسی بات کو کم
نہین کیا مگر اپنی کم توجہی کے آثار روز بروز زیادہ کئے۔ عبداللہ کے جرائم کا شفیع روح اللہ
ہوا۔ پادشاہ نے عبداللہ خان کو اسکے حوالہ کیا کہ اپنے پاس نظربند رکھے پھر خلاصی کا حکم
دے دیا۔
غرہ صفر کو شیخ الاسلام مکہ معظمہ و مدینہ مشرفہ کو جانے لگا ہے تو پادشاہ نے صندوقچہ
عرضۂ نیاز بجناب رسالت مآب اسکو دیا کہ خانہ مطہرہ کے باب پاک کے محاذی جاکر صندوقچہ
کو کھولنا اور خریطہ کو نکال کر مشبک مین داخل کرنا کہ وہ عتبہ علیہ کے نیچے گر پڑے۔
۱۵ ربیع الاول کو بختاور خان داروغہ خواصان نے انتقال کیا۔ وہ پادشاہ کا مصاحب عاقل
راز دان مزاجدان تھا اسکی سی سالہ خدمت کے حقوق پر نظر کرکے اسکے جنازہ کی نماز کی امامت
پادشاہ نے خود کی اور چند قدم اسکے جنازہ کے ساتھ گیا۔ اسکے لئے خیرات کی و ختمات
پڑھوائے بختاور خان علماء و فقرا و شعرا کے ساتھ توجہ مفرط رکھتا تھا اور انکی کامیابی مین
کوشش کرتا تھا۔ مربوط نویسی تاریخ دانی مین ماہر تھا۔ اسکی مولفات و مصنفات مین سے
مرآۃ العالم یادگار ہے دوم شہر ربیع الآخر کو فدایٔ خان ناظر محل اس دار پُر ملال سے
دربار حیات و ید سے قرار مین گیا۔ پادشاہ کا وہ بڑا قدیمی خیر خواہ تھا اسکے جنازہ کی

نماز کی امامت بادشاہ نے خود کی۔
دوم جمادی الآخر کو بادشاہ احمدنگر سے شولاپور کی طرف چلتا ہوا اسکے لشکر کا حال انگریزی
تاریخون مین اسطرح لکھا جاتا ہے کہ اسکی فوج کی تعداد اگرچہ صحیح صحیح نہین معلوم مگر اس سپاہ
کی شان و شوکت ایسی تھی کہ اسکے بیان مین تاریخ کے صفحے کے صفحے سیاہ ہوئے ہین سوارون کی
ہزارون پرے انمین غیر ملکون کے نوجوانون کے سوار بادشاہ کی خود سلطنت وسیع کے کابلی۔
قندھاری ملتانی لاہوری راجپوت بھی موجود تھے۔ اور یہی سوار افواج کے گلدستہ مین
گل سرسبد تھے۔ وہ سر سے پاؤن تک لوہے مین ڈوبے ہوئے تھے۔ انکی صورت سے بہادری اور شجاعت
ایسی برستی تھی کہ دکن کے سپاہی نازک اور ہلکے پھلکے ہتیار باندھنے والے انکے مقابلہ کے قابل
نہ معلوم ہوتے تھے۔ پیادے بھی بے شمار تھے۔ انمین سے کسی پلٹن پاس توڑے دار بندوق
اور کسی پلٹن پاس تیر و کمان۔ سوار انکے میواتیون اور بندیلون کی بھی پلٹنین تھین و
پہاڑون پر اترنا چڑھنا اور لڑنا بھڑنا خوب جانتے تھے۔ مادلی مرہٹون کا مقابلہ وہ
خوب کرتے تھے۔ پھر ان پیادون مین کرناٹک کے ہزارون سپاہی تازہ بھرتی کئے ہوئے
تھے۔ ہر بادشاہی جیمون کے ساتھ ہلکی توپون کے توپخانے سیکڑون تھے ہین۔ انکے توپچی
ہندوستانی اور انکے افسر فرنگستانی ہزارون بیلدار اور کہار بڑھئی اور کاریگر
انکے ساتھ۔ جنگی ہاتھیون کی قطار در قطار۔ انکے پیچھے خاصے کے ہزارون ہاتھی ہودج
و عماریون سے سجے ہوئے۔ انمین بعض مین بیگمات سوار اور بعض ہاتھیون پر بادشاہی خیمے
لدے ہوئے۔ جو اونٹون پر نہ چل سکتے تھے۔ بادشاہ کے خاص گھوڑون کا اصطبل
اسمین عربی۔ ترکی۔ عراقی۔ یمنی۔ کاٹھیاواڑی گھوڑے۔ انپر بھاری بھاری ساز پڑے
ہوئے جڑاؤ زین دھرے ہوئے۔ خوش سلیقگی ساتھ جنکے اہتمام مین دنیا کے منتخب
عمدہ عمدہ جانور۔ جرہ باز۔ بیری شکرہ۔ شکاری۔ کتے۔ چیتے۔ سیکڑون ساتھ لئے
لشکرگاہ کی عجیب رونق تھی۔ بادشاہی خیمون کی آرایش اور زیبایش زربفت و کمخواب
سے ہوتی تھی۔ انکا احاطہ بارہ سو گز کا ہوتا تھا۔ قصر شاہانہ مین جو مکانات ہوتے

وہ ان سب خیموں میں ہوتے تھے۔ دربار۔ خلوت خانہ۔ اور سرکارِ خانوں کے خیمے
جدا جدا ہوتے تھے۔ اُنکے بیچ میں بادشاہ کے بیٹھنے کے لیئے ایک تخت گاہ ہوتا۔ یا
کرسی ہوتی۔ حمام غسلخانہ۔ چاند ماری کشتی کے لیئے اور اور ورزشوں کے واسطے
الگ الگ خیمے۔ یہ خیمے مخمل فرنگی اور زربفت گجراتی قاقم سمور سنجاب ایرانی۔ دمشقی قالینوں
اور چینی ریشمی کپڑوں غرض ساری دنیا کے عمدہ عمدہ اقمشہ سے آراستہ ہوتے تھے
وہ روپہلی سنہری ستونوں پر استادہ ہوتے۔ بادشاہی خیموں پر سونے چاندی کے
کلس لگائے جاتے اور خیموں کے گرد رنگین قناتیں کھڑی ہوتیں۔ بورچیخانے اور آبدار خانے
کا سامان سیکڑوں طرح کا ہوتا۔ نمک خانہ۔ شیرین خانہ۔ اچار خانہ۔ برف خانہ
شورہ خانہ۔ غرض سیکڑوں خانے اسی قسم کے ہوتے اور پھر ان سب پر اور تکلف
زیادہ تھا کہ سارا سامان دوہرا ہوتا تھا ایک آگے منزل پر جاتا تھا۔ جو وقت بادشاہ
اپنے خیمے میں داخل ہوتا تھا تو بچاس ساٹھ توپین سلامی کی چھوٹتین۔ غرض اس عیش و عشرت کے
سامان نے فوج کا رنگ ڈھنگ بدل دیا۔

سوانح سال بست و نہم و سی اُم [۱۰۹۷]

غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کی سعی و تردد سے بیجاپور کے محصورون کے
سرداروں کا حال تنگ ہوا اور غلہ نہ پہنچا اور گھاس کمیاب ہوئی تو قلعہ کے اندر گھوڑے
بہت دکھنی تلف ہوئے۔ ۵ رمضان ۱۰۹۷ھ کو بادشاہ خود اس دمدمہ کو دیکھنے گیا۔
جو بیجاپور کے قلعہ کے کنگروں کی برابر بنایا گیا تھا۔ گھوڑے پر سوار تھا۔ کنار خندق
تک گیا۔ سواری کی ہائے ہو کا اور قلعہ کی جانب سے بان و تفنگ کے شور و شغب کا ایک
عجب ہنگامہ ہوا بادشاہ کے سر پر سے گولے جاتے تھے۔ میر عبد الکریم نے سرمہ
کی قلم سے لکھا یہ تاریخ بادشاہ پاس بھیجی ع فتح بیجاپور زودی می شود [۱۰۹۷]
بادشاہ نے اُسے پڑھ کر فرمایا کہ خدا کند چنین باشد قلعہ اسی ہفتہ میں فتح ہوگیا
شاہی لشکر نے دو مہینے بارہ روز میں دشمن کی جان ستانی کے سارے اسباب

[illegible]

جمع کر لئے تھے۔ اہل قلعہ کو اپنی موت نظر آئی تھی۔ سکندر کی زبان سے
اُسکے رفیقون نے پناہ مانگی۔ چوتھی شنبہ کو قلعہ کی کنجیاں پادشاہ کی خدمت مین
پہنچ گئین اور پادشاہ کی خدمت مین سکندر عادل شاہ آیا۔ پادشاہ نے ایک دربار
عام کیا اور اسکو خلعت خاصہ عنایت کیا اور سکندر خان کا خطاب دیا اور ایک لاکھ
روپیہ سالانہ مقرر کیا۔ خافی خان لکھتا ہے کہ اسکو دولت آباد بھیجدیا۔ قلعہ بیجاپور کی
تاریخ کی فتح (سد سکندر گرفتم) ہوئی۔ کہتے ہین کہ پادشاہ نے یہ کہا اور لکھا
کہ بدستیاری فرزند ارجمند بے ریو رنگ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ مفتوح
گردید۔ عبدالرؤف اور شرزہ امراے سکندری کو پادشاہ نے خلعت عنایت کیا
اور شش ہزاری شش ہزار سوار کا منصب دیا اور اول کو دلیر خان کا اور دوسرے
کو رستم خان کا خطاب دیا اور بندہاے حضور کا اضافہ کیا اور نواح بیجاپور کا بندوبست
کیا۔ ۲۲ ذی الحجہ کو شنبہ اکو شولاپور کی طرف کوچ کیا۔ اور ۲۲ محرم کو شولاپور سے
حضرت بندہ نواز سید محمد گیسودراز کی درگاہ کی زیارت کے لئے گلبرگہ کی طرف
کوچ کیا اور ابوالحسن اور سعادت خان حاجب حیدرآباد کے نام فرامین بھیجے جن مین
مضامین بیم و رجا کے تسلی آمیز تھے اور زر پیشکش کے وصول کی تاکید تھی اور خفیہ
سعادت خان کے نام حکم صادر کیا کہ ما بدولت کا عزم جزم حیدرآباد کی تسخیر کا ہے
تا مقدور وصول زر مین تعجیل کرے۔ سعادت خان نے ابوالحسن کو توجہات و عنایات
پادشاہی کا امیدوار کر کے زر پیشکش کی وصول مین زیادہ تقید کی۔ ابوالحسن مامون
ہونے کی امید مین اطاعت کا اظہار کر کے سعادت خان سے یہ عذر کرتا کہ زر نقد
پیشکش کا میسر ہونا متعذر ہے۔ خواجہ سراے خردسال کو بھیجدو کہ مین اسکے روبرو
زیور اور جنس مرصع گھر مین موجود ہو جدا کر کے اُسکے حوالہ کرون سعادت خان
نے خواجہ سرا بھیجنے سے انکار کیا اس چند روز کی گفتگو کے بعد پادشاہ کے گلبرگہ مین آنے
کی خبر مشہور ہوئی۔ ابوالحسن خوف و رجا کے درمیان تھا حاجب کے آدمیوں کو طلب

پادشاہ کا گلبرگہ مین آنا اور ابوالحسن کا حیدرآباد

نو عدد خوانچہ جواہرات اور زیور اور مرصع آلات بطریق امانت کے مہرین لگا کے بھیجے اور انکی قیمت مقرر نہین کی مگر تعداد اور فردین انکے ساتھ کین۔ اور یہ قرار دیا کہ خوانچون کو سعادت خان اپنے گھر مین بھیجے اور دو تین وزیر مین زر نقد بھی جتنا میسر ہو سکتا ہے بھیجا جاتا ہے اسکو بھی وہ داخل کرے اور جواہرات کی قیمت انکوا کے لکھے اور قبض الوصول پیشکش پر مہر لگا کے مع عرضداشت کے جسمین ابوالحسن کی فرمانبرداری اور اطاعت کا اظہار اور عفو جرائم کی التماس ہو حضور مین روانہ کرے۔ بالاتفاقات سے ہے کہ ابوالحسن نے میوون کی چند بھینگیان بادشاہ پاس بھیجی تھین ایک دو روز بعد ابوالحسن پاس یہ خبر آئی کہ بادشاہ گلبرگہ سے گلکنڈہ کی تسخیر کے عزم سے آتا ہے تو اُسنے سعادت خان سے کہلا بھجوایا کہ میرا مطلب جواہرات اور زر کا بھجوانے سے یہ تھا کہ بادشاہ میرے حال پر ترحم کریگا اب یہ سُنا گیا کہ بادشاہ گلکنڈہ کی تسخیر کو آتا ہے۔ خوانچہائے امانت کو واپس بھیجو۔ سعادت خان نے جواب مین لکھا کہ مجھے یہ تحقیق نہین معلوم تھا کہ بادشاہ ادھر آتا ہے مین نے وہ جواہر کے خوانچے سربمہر میوون کی ڈالیون کے ساتھ بھیجدیے۔ وہ بادشاہ پاس ہین۔ اس مقدمہ مین گفتگو وشورش فساد انگیز درمیان آئی۔ ابوالحسن حاجب کے گھر پر فوج چڑھائی اور دو روز تک ہنگامہ پرخاش گرم رہا۔ تو سعادت خان نے ابوالحسن کو پیغام دیا کہ اس بارہ مین حق تمہاری جانب ہے۔ مینے خوانچون کے بھیجنے مین بادشاہ کی مرضی پر اور پاس حق نمک پر نظر کرکے اپنی خلاصی جانی۔ اب مجھے غنیمت کے کام کے لئے جان نثار اور کشتہ کرنا چاہیے۔ بادشاہ مدت سے تمہارے استیصال کے لیئے دست آویز چاہتا ہے اب حاجب کے مارنے کی حجت اسکو ہاتھ آجائیگی۔ جب تک مین زندہ ہون تمہارے عفو جرائم کا احتمال باقی ہے اور بشرط حیات مین بھی تمہاری خدمتگاری اور رستگاری مین بجد مقدور کوشش کرونگا۔ ابوالحسن نے عاقبت بینی کرکے سعادت خان کا یہ عذر سُن لیا اور اسکو اپنے پاس بُلا کر اور زیادہ عزت کی۔

ان ہی دنون مین ابوالحسن کی مجلس فضلاء حیدر آباد مین عمداً کسی تقریب سے بادشاہ کی خوبیون کا ذکر کیا گیا اور یہ بیان ہوا کہ جب بادشاہ اور شاہ ایران کے درمیان شکر رنجیان ہو رہی تھین تو شاہ عباس کے بھیجے ہوئے گھوڑے عالمگیر پاس آئے تو اُسنے ان سب کو ذبح کروا ڈالا۔ باوجود اس تمام تبعیت شرع و ادعاء تقوی ایسا اسراف کرنا شرع کے برخلاف طریقہ پر اقدام کرنا ہے یہ حرکت نفس سرکش کی اطاعت کے سوائے کسی اور بات پر محمول نہین ہو سکتی بادشاہ کو چاہیئے تھا کہ وہ فضلا و صلحا و مستحقون کو یہ گھوڑے قسمت کر دیتا جس سے ایک جمع کثیر فیضیاب ہوتی۔ سعادت خان نے کہا کہ یہ بات محض غلط ہے حقیقت حال یہ ہے کہ گھوڑے جب آئے تو بادشاہ نے حکم دیا کہ بوقت معین گھوڑے دکھائے جائین یہ اتفاقات وقت سے ہی اختہ بیگی جسوقت گھوڑونکو دکھانے لایا۔ بادشاہ تلاوت قرآن مین مصروف تھا اسکے دل مین آیا کہ تلاوت قرآن کو دوسرے روز پر موقوف رکھ کر گھوڑون کا ملاحظہ کرون اس خیال ہی مین تھا کہ اسکی نظر قرآن کی اس آیت پر پڑی کہ حضرت سلیمان نے پیشکش کے ہزار گھوڑون مین سے نو سو گھوڑے دیکھے تھے کہ نماز سنت یا نماز فرض قضا ہوئی تو اسکے کفارہ مین اُن گھوڑون کو اُنھون نے ذبح کیا اسی لئے بادشاہ نے بھی یہ کیا علماء حیدر آباد نے اس جواب کے سُننے کے بعد یہ کہا کہ اس صورت مین یہ کیا ضرور تھا کہ امراء ایران کے گھرون پر گھوڑونکو ذبح کرنے کے لئے بھیجا تو سعادت خان نے کہا کہ یہ بھی غلط ہے۔ ان ایام مین شاہجہان آباد تازہ آباد ہوا تھا۔ ہر محلہ ایران کے ایک امیر کے نام آباد تھا کوئی محلہ نہ تھا کہ جسمین کسی ایرانی امیر کی حویلی نہ ہو گھوڑے ایک جگہ ذبح کیے جاتے تو اژدحام بہت ہوتا اور فقراء تکلیف اُٹھا کے اُسنے متمتع ہوتے اس لئے اُسنے حکم دیا کہ ہر محلہ مین ایک دو گھوڑے ذبح کئے جائین۔ جب عالمگیر نے یہ حال سُنا تو سعادت خان پر آفرین کی۔ بادشاہ گلبرگہ شریف مین زیارت کرکے اور وہان کے مجاورون کو بیس ہزار روپیہ دیکے اور ایک ہفتہ قیام کرکے ظفر آباد بندر کی طرف آیا۔ ۸ روز یہان قیام کیا پھر پیش خیمہ کو حیدر آباد روانہ کیا اس خبر کے سُننے سے ابوالحسن کی جان نکلی۔ اُس نے

سخن دان نوکرون کے ساتھ اطاعت وعفو جرائم کی التماس کے عریضے اور تحائف و ہدیئے روانہ کیئے۔ یہ نہ جانا کہ ع باران بمحل مدہد نفع کشت را۔ بادشاہ نے اسکے عریضہ کا جواب سیاہ کی زبان شمشیر کے حوالہ کیا۔ اور سعادت خان پاس جو فرمان بھیجا اسمین ابوالحسن کی تقصیرات کی بابت لکھا کہ اس بدعاقبت کے افعال قبیح احاطۂ تحریر سے باہر ہین انمین سے سومین ایک اور بہت مین سے تھوڑے شمار کیئے جاتے ہین اوّل ملک و سلطنت کا اختیار کافر فاجر ظالم کو دینا اور سادات و مشائخ و فضلاء کو منکوب و مغلوب کرنا اور فسق و فجور کا افراط سے علانیہ رواج دینے مین کوشش کرنا اور خود ریاست کی بادہ پرستی اور دولت کی بدمستی مین انواع کبائر مین شب و روز مستغرق ہوتا بلکہ کفر و اسلام مین اور ظلم و عدل مین اور فسق و عبادت مین فرق نہ کرنا اور کفار حربی کی اعانت مین اصرار کرنا اور اپنے تئین عدم اطاعت اوامر و مناہی الٰہی مین خصوص مادہ منع معاونت دار الحربی مین کہ نص جلی کلام مجید مین بتاکید واقع ہے خلق و خالق کے نزدیک مطعون ہونا۔ چنانچہ مکرر اس باب مین ہمنے فرامین نصیحت آمیز آداب ان آدمیون کے ہاتھ بھیجے تو بھی پنبۂ غفلت گوش سے نہ نکالا۔ بلکہ اسیطرح یہ ہوا کہ سنھا کو لاکھ ہون بھیجے جسکا حال ہمنے سنا۔ باوجود اس غرور و مستی بادۂ ناکامی اپنے افعال اور زشتی اعمال پر نظر نہ کرنی اور دو نو جہان مین رستگاری کا امیدوار ہونا ع زہی تصور باطل زہے خیال محال۔

جب ابوالحسن بالکل مایوس ہوا تو بادشاہی لشکر سے لڑنے کے لیئے شیخ منہاج و شرزہ خان و مصطفیٰ خان لاری اور سرداروں کو بھیجا اور رخصت کے وقت یہ ارشاد کیا کہ تا مقدور بادشاہ کو زندہ گرفتار کرین اور اعزاز کے ساتھ لائین تو امرا نے کہا کہ عالمگیر کی طرف سے ہمارا دل و جگر انگر بن رہا ہے قسم ہا لنے کے بعد ہم سے اسکی عزت نہین ہو سکیگی۔ جب بادشاہ حیدرآباد سے دو منزل پر آیا تو بعض دکن کے سردار چالیس پچاس ہزار سوار لشکر شاہی سے بیفائدہ دور پڑے رہے۔ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ بیجاپور کی تسخیر کے بعد ابراہیم گدھ کے محاصرہ کے لئے مامور ہوا تھا۔ اسکی عرضداشت مع قلعہ کی طلائی کنجی کے

مژدہ فتح کے سامعہ آئی اور اسنے لکھا کہ مین ایلغار کرکے حضور پاس روانہ ہوا۔

۲۸ ربیع الاول ۱۰۹۷؁ کو پادشاہ قلعہ گلکنڈہ سے ایک کروہ پر خیمہ زن ہوا۔ اُس سے اُس سرزمین میں ایک تہلکہ عظیم پڑ گیا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ مورچال تقسیم ہوان اور اسباب قلعہ گیری فراہم ہون۔ قلعہ کے برج و بارہ توپون کے گولون سے ڈھائے جائین اور دمدمے بنائے جائین۔ پادشاہ نے یہ سنا کہ لشکر کی اطراف مین ابوالحسن کی فوج شوخی سے پیش آتی ہے اسکی تنبیہ کے لئے امراء مامور ہوئے دونو فوجون مین مقابلہ و مقاتلہ کا مصافحہ و معانقہ ہوا قلعہ کے اوپر سے بھی گولے اور بان برسنے شروع ہوئے۔ خواجہ ابوالمکارم شاہ عالم کے لشکر مین زخمی ہوا۔ دونو طرف کے آدمی مارے گئے۔ پادشاہی لشکر نے بہادری کرکے دکنیون کو بھگا دیا۔ جب فیروز جنگ آگیا تو مورچالون اور دمدمون اور تقسیم اخراج کار اور مصالح کی گرد آوری کا انتظام خوب ہو گیا۔ قلیچ خان بہادر پدر فیروز جنگ کے داہنے ہاتھ مین گولہ لگا۔ دو تین روز بعد اسکا انتقال ہوا۔

بیجاپور کے محاصرہ مین شاہ عالم سے پادشاہ بدگمان ہوا تھا اب گولکنڈہ کے محاصرہ مین شاہ عالم سے جانب راست کا تعلق تھا۔ ابوالحسن محبت آمیز خدمت انگیز پیغام اور تحفے و ہدیئے اس پاس بھیجتا کہ وہ کسی طرح سے پادشاہ سے اسکی عفو تقصیرات کرا دے۔ شاہ عالم یہ جانتا تھا کہ دونو صورتون صلح و جنگ مین میرے استصواب سے انفصال ہو اور بجد مقدور مین ابوالحسن کو اپنا مرہون احسان کروان فتنہ جو واقعہ طلب آدمیون نے اس پیام سے اطلاع پاکر پادشاہ کے کان مین اسکو بہت آمیز تا نسے پہنچایا اور شاہ عالم اپنی بیوی نور النسا بیگم پر بسبب اسکی حسن صورت و لیاقت کے فریفتہ تھا جسنے اسکی کنسوئین چلتی تھین انہون نے اسکی نسبت پادشاہ سے کہہ دیا کہ وہ ابوالحسن اور شاہ عالم کے درمیان پیغام و سلام کا واسطہ ہے اور لباس بدل کر قلعہ گلکنڈہ مین عہد و پیمان کے لئے جاتی ہے۔ یہ ٹھیرا ہے کہ ابوالحسن کے

بارہ میں پادشاہزادہ کی التماس پر پادشاہ صلح کو منظور کرے تو ابوالحسن کی رفاقت
شاہزادہ کرے۔ اعظم شاہ کے بعض ہمدموں نے پادشاہ کو خبر پہنچائی کہ شاہ عالم قلعہ کے
جانے کی فکر میں ہے۔ رفتہ رفتہ قلعہ گولکنڈہ میں بوساطت خفیہ نویس مورچال کے جو
نوشتجات بھیجے جاتے تھے وہ فیروز جنگ کے ہاتھ میں پڑے۔ ان امارات نے اخلاص
نسے اثبات مدعا پر گواہی دی۔ خان ایک رات کو اپنے مرحلہ سے حضور میں آیا اسنے
ان نوشتوں کو پادشاہ کو دکھلایا۔ پادشاہ نے حیات خان و خواجہ ابوالمکارم سے
جو شاہ عالم کے بڑے مقرب نوکر تھے۔ اصل حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ شاہزادہ کا ارادہ
کوئی فاسد نہیں ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ اسکی التماس سے ابوالحسن کا قصور معاف۔ با
اسکی سعی سے قلعہ فتح کیا جائے۔ حیات خان نے بہت دلائل سے پادشاہزادہ کی
بے تقصیری ظاہر کی مگر پادشاہ کے دل سے سوء ظن اسکی طرف سے نہیں دور ہوا۔ ۱۸ار
ربیع الثانی سنہ ۹۷ کو شاہ عالم اور اسکے بیٹے محمد عظیم کو ایک مکان میں بلا کر مقید کیا۔
ہتھیار لے لئے اور سارے کارخانے شاہزادہ محمد معظم کے سرکار میں ضبط ہو گئے اسکا
منصب چھن گیا اسکی جاگیر اور جاگیرداروں کو دی گئی۔ نور النساء بیگم مقید ہوئی
کہتے ہیں کہ جب پادشاہ نے یہ کام کیا تو محل میں کہا کہ میں نے چالیس برس کی محنت کو خاک
میں ملاتا ہوں۔ اس شاہزادہ کی حبس و خلاصی کا حال آئندہ لکھا جائیگا۔

محاصرہ قلعہ گولکنڈہ

محاصرہ گولکندہ میں ہر روز اور ہر ہفتہ میں مورچال بڑھتے چلے جاتے تھے ایک دن
لشکر شاہی سے شیخ نظام و مصطفے خان لاری عرف عبدالرزاق بڑی شوخی سے
پیش آئے اور عجب زد و خورد ہوئی اور کشور سنگہ ہاڈہ کے زخم کاری لگا اور گھوڑے
سے گرا اور راجپوتوں کی ایک جماعت کشتہ ہوئی اور چند نامور دکنی بھی قتل و
زخمی ہوئے اور اہل قلعہ دکنیوں نے لشکر شاہی پر ہجوم کیا کہ اسکو اپنے مردوں کی
لاشوں کو نہ اٹھانے دیا۔ مگر آخر کو لشکر شاہی کی کوشش سے دکنی فرار ہو گئے
شیخ منہاج اور شیخ نظام اور اکثر ملازم ابوالحسن کے بادشاہ پاس چلے آئے

اور انکو عمدہ خطاب اور منصب مل گئے محمد ابراہیم کہ شاہزادہ سے آن کر ملا تھا اسکو مہابت خان کا خطاب اور ہفت ہزاری ششش ہزار سوار کا منصب ملا۔ وہ سب سے زیادہ قلعہ کی فتح مین کوشش کرتا تھا۔ شیخ نظام کو تقرب خان کا خطاب اور شش ہزاری پنجہزار سوار کا منصب ملا۔ ابو الحسن کا اول سے آخر تک خیر خواہ اور ہمراہ مصطفیٰ خان لاری عرف عبد الرزاق رہا۔ محاصرہ کا امتداد ہوا قلعہ مین بہت سا ذخیرہ و باروت و اسباب توپخانہ تھا۔ شبانہ روز برابر قلعہ کے درو دیوار اور برج و بارہ سے گولہ توپ گولہ تفنگ و بان وحقہ آتشبار برستا تھا۔ بہت آتشبازی اور دھوئین کے اٹھنے سے رات دن مین فرق نہین معلوم ہوتا تھا اور بادشاہی لشکر کے نامی آدمی زخمی اور کشتہ ہوتے۔ فیروز جنگ اور صف شکن خان و عزت خان و مہابت خان سب سے زیادہ جانفشانی کرتے تھے مورچال کو خندق کے کنارہ تک پہنچایا یہ کام ایک سال مین ہونا مشکل تھا۔ انہون نے ایکماہ چند روز مین کر دیا۔ اور خندق کے پر کرنے کا حکم دیا کہتے ہین کہ اول خود عالمگیر نے وضو کر کے کیسہ کرباس کو خاک کے پر کرنے کے لئے اپنے ہاتھ سے سیا۔ بڑے بڑے اونچے دمدمے بنائے گئے اور انپر بڑی بڑی توپین قلعہ کے محاذی چڑھائی گئین۔ جنہون نے حصار کے ارکان کو ہلادیا لیکن غلہ کی گرانی اور کمیابی اس مرتبہ پر ہوئی کہ اکثر صاحب شکوہ تون کے حوصلے بگڑ گئے اور جو بیچارے بے بضاعتون پر گذرا وہ بیان نہین ہو سکتا۔ اس سال کی ابتدا مین گلزار دکن مین باران کی کمی کے سبب سے خوشہ جوار و باجرہ کہ خریف کی عمدہ جنس ہے اور اس ملک کی غربا کی قوت کا مدار ان ہی پر ہے۔ ابھی اطفال نبات کے گلو سے نکلے نہ تھے کہ خشک ہو گئے۔ اور فوج کشی اور کمی باران کے سبب سے شالی کی کشت کا نہ ہوئی جسپر حیدر آباد کے آدمیون کی زیست کا مدار ہے۔ دوم یہ کہ دکنیون سنبھا کی فوج جو حیدر آباد کی مدد کے لئے اطراف لشکر مین تاخت کرتی تھی وہ رسد غلہ کے پہنچنے کی مانع ہوئی اور وبا کا اثر بھی بندہ ہائے خدا کے ہلاک کرنے مین معاون ہوا

ان حوادث سے ایک عالم تلف ہوا۔ بہت سے گرسنگی و بے برگی کی تاب نہ لا کر ابوالحسن پاس چلے گئے بعض نے خفیہ نفاق کر کے محصورون کی معاونت کی۔ جب ایام محاصرہ پر امتداد ہوا بادشاہزادہ محمد اعظم کو جو شاہ عالم کے نفاق کے سبب سے اجین اور اکبر آباد کے انتظام کے لئے بھیجدیا گیا تھا۔ وہ برہان پور مین پہنچا تھا کہ بادشاہ نے اُسے بلا لیا۔ محمد اعظم کے آنے کے بعد گرانی غلہ زیادہ ہوئی تو مرزا یار علی رسد غلہ کا داروغہ مقرر ہوا اُسنے یہ سمجھ کر کہ مجھ سے اسکا اہتمام نہ ہوگا انکار کیا اسپر شاہزادہ محمد اعظم نے کہا کہ اس پاجی کا کیا یارا ہے کہ ولی نعمت کے حکم سے انکار کرے اسکو بادشاہ نے دیوان سے خارج کر دیا۔ عبدالکریم کو یہ کام سپرد ہوا اب گرانی کی صعوبات یہ تھین کہ باد و باران و پانی کی طغیانی کے سبب سے مصائب کا اضافہ ہوا۔

سوانح سال بست و یکم سنہ ۱۰۹۸

او آخر ماہ ذیقعدہ شروع سال بست و یکم سنہ ۱۰۹۸ کو روح اللہ خان نے رمست خان افغان پنی کے وساطت سے عبداللہ خان سے پیغام سلام شروع کئے ابوالحسن کا بڑا معتبر نوکر عبداللہ خان تھا اور اس دروازہ پر صاحب اختیار تھا جسکو کھڑکی کہتے ہین۔ ایک پہر رات باقی تھی کہ روح اللہ خان و مختار خان و رمست خان و صف شکن خان و خواجہ مکارم زینون پر دمدمے کے اوپر سے اوران راہون سے جو توپون کی ضرب سے شکستہ ہوگئین تھین عبداللہ خان پنی کے اشارہ سے حصار مین داخل ہوئے۔ بادشاہزادہ محمد اعظم اپنی فوج کے ساتھ ہاتھی پر سوار دروازہ کی طرف آن کر فتح الباب کا منتظر رہا ان لوگون نے قلعہ کے اندر جا کر دروازہ کھولا۔ قلعہ کے مفتوح ہونے کا آوازہ بلند ہوا عبدالرزاق لاری نے حق نمک ادا کیا تھوڑے ہی آدمیون سے بادشاہی لشکر سے خوب لڑا اور زخمون سے چور چور ہوا۔ موت نہ آئی تھی کہ اسکو حسین بیگ کے گھر مین لوگون نے پہنچا دیا۔

جب ابوالحسن کو اسکی خبر ہوئی اور اندر اور باہر سے جزع و فزع کی آواز بلند ہوئی۔ تو ابوالحسن نے مخدرمہ محل کی تسلی مین کوشش کی اور انسے رخصت ہو کر اپنے مکان خاص مین

آیا اور مسند پر مہا نہائی نا خواندہ کے انتظار مین بیٹھا کھانے کا وقت اسکا آگیا تھا اسلئے اسنے بکاول کو
تاکید کی - روح اللہ خان و بختیار خان اور نامبردہ آئے تو زبانی سلام علیک مین سبقت
کی - وقار سلطنت کو ہاتھ سے نہین دیا سبکے سلام کا جواب خوداری اور تعظیم کے ساتھ دیا
اور پھر ایک سو گرمجوشی و فصاحت کلام سے متکلم ہوا - عقلاء تجربہ کار نے کہا ہے کہ جب برگشتہ
اختر صاحب ثروت ہوتو ان کو خیل حوادث سے لیل و نہار سرو کار ہیکار رونما ہوتا ہے تو وہ
حوصلہ بردباری کو ہاتھ سے نہین دیتے - رضا و تسلیم کو اختیار کرتے ہین صبح تک باہم صحبت
بے نفاق رہی - بکاول نے دستر خوان بچھایا - اسنے امراء کی صلاء کی - ایک دو نے اسکے ساتھ
کھانے مین شریک ہوئے - روح اللہ خان نے عرض کیا - مجھے تعجب ہے کہ آپ سے اس
تشویش مین کھانا کس طرح کھایا جاتا ہے - ابو الحسن نے جواب دیا کہ تم نے جو بات کہی
وہ جمہور کا طریقہ ہے لیکن میرا اعتقاد اس خدا سے یہ ہے جسنے مجھے اور شاہ و گدا
کو پیدا کیا ہے کہ وہ کسی وقت و حالت مین اپنی نظر لطف کو بندہ سے باز نہین رکھتا ہے
اور رزق مقسوم اسکو پہنچاتا ہے اگرچہ میرے بزرگون کے جد پدری مادری نے ہمیشہ
رفاہ اور آبرو کے ساتھ زندگی بسر کی ہے مگر چند دنون کی مصلحت پروردگار کا اقتضاء یہ تھا
کہ پندرہ سولہ برس تک مین فقیری کے لباس مین رہا پھر خدا نے مجھ عاجز پر وہ فضل کیا
کہ جسکا مجھے یا دوسرے کو شان گمان بھی نہ تھا - ایک ساعت واحد مین میرے لئے
پادشاہی کا سامان تیار کر دیا - الحمد للہ کہ میرے دل مین کوئی ہوس اور آرزو باقی
نہین - لاکھون روپئے بخشی کروڑون خرچ کئے - اب سلطنت مین بعض اعمال ناشائستہ
مجھ سے ایسے سرزد ہوئے کہ اسکے مکافات مین خدا نے نظر لطف کو مجھ سے اٹھالیا پھر بھی
مین شکر کرتا ہون کہ چند سال کی ریاست کے لئے عالمگیر دیندار کے ہاتھ مین میری اختیار
کی عنان دی ہے - پھر وہ اٹھائے مروارید کر دن مین ڈال کر امراء کے ساتھ گھوڑے
پر سوار ہوا - شاہزادہ محمد اعظم دروازہ پر ایک چھوٹے خیمے مین اوترا ہوا تھا اسکے پاس
ابو الحسن گیا اور خوشی سے مالہ مروارید کہ اسکی گردن مین تھی اتار کر نذر دی شاہزادہ نے

قبول کی اور اسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھکر اسکو تسلی دی اور اسکو بادشاہ کی خدمت مین لایا۔
بادشاہ نے بھی اسکی عزت کی اور دولت آباد مین بھیجا۔ یا اور اسکے احوال ضروری کے
لائق خوراک وپوشاک وخوشبوئین مقرر کردین کہ وہ فراغ بالی سے اپنی زندگی بسر کرے
بعد اسکے ابوالحسن اور اسکے امیرون کے مال کے ضبط مین متصدیان شاہی مشغول ہوئے۔
عبدالرزاق بالکل بیہوش تھا۔ کہ اسکو روح اللہ خان کے پاس لائے۔ جب صف شکن خان
کی نظر اسپر پڑی تو اسنے کہا کہ یہ وہی لامری ناپاک بے ادب ہے اسکا سر کاٹ کے
دروازہ پر لٹکانا چاہیئے۔ روح اللہ خان نے کہا کہ مردہ کا سر جسکی امید حیات اصلا
نہین ہے بے حکم کاٹنا مروت سے دور ہے اسکی حقیقت بادشاہ سے عرض کی گئی۔
بادشاہ نے اسکے علاج کے لئے فرنگی اور ہندوستانی جراح مقرر کئے اور بادشاہ نے
روح اللہ خان سے کہا کہ اگر ابوالحسن پاس کوئی دوسرا نمک حلال نوکر عبدالرزاق جیسا
ہوتا تو قلعہ کی فتح مین بڑا عرصہ لگتا۔ جب کچھ عبدالرزاق مین جان آئی تو بادشاہ نے
اسکو کہلا بھجوایا کہ مین نے تمہاری ساری تقصیرات معاف کین اور پسر کلان عبدالقادر کو
اور بیٹون کو جو لائق نوکری ہون بھیجدو کہ منصب سے سرافراز ہون اور باپ کی طرف سے
تقصیرات کی تسلیمات بجالائین۔ جب یہ پیغام اس بہادر نمک حلال پاس پہنچا۔ گو
زبان مین لکنت تھی اس حال مین بھی اسنے جواب دیا۔ کہ مین قدردانی کے آداب شکر
کی تقدیم کرتا ہون اور عرض کرتا ہون میری سخت جان ابھی تک نہین نکلی ہے اس
حال مین حیات کی امید رکھنا خیال محال ہے۔ اگر خدا تعالی نے مجھے دوبارہ زندگی عطا
کی تو بھی مراسم نوکری کی تقدیم مجھ سے متعذر ہے اور اگر نوکری بھی کرسکون تو جس شخص
کے گوشت و پوست نے ابوالحسن کے نمک سے پرورش پائی ہو وہ عالمگیر کی نوکری نہین کرسکتا
عالمگیر نے یہ سنکر فرمایا کہ جب وہ اچھا ہوجائے تو اسکا حال عرض کیا جائے۔
جب وہ اچھا ہوگیا۔ بادشاہ نے اسے نوکری کے لئے کہا۔ انکار کیا۔ بادشاہ نے
اسکو اور اسکے بیٹے کو قید کرنے کا حکم دیا تو نوکری قبول کی۔

ابوالحسن کا جو مال ضبط ہوا اسکی تفصیل یہ ہی ۶۸ لاکھ ۱۰۵ ہزار ہون ور ۲ کروڑ ۳ ۵ ہزار روپیہ کل تخمیناً چہہ کروڑ اسی لاکھ دس ہزار روپیہ اور اسکے سوا جواہر و مرصع آلات و ظروف طلا و نقرہ۔ جمع اسکے ملک کی ایک ارب ۵ اکروڑ تیرہ لاکھ دام دفتر مین لکھی تھی۔ تاریخ فتح عبدالکریم نے (فتح قلعہ گولکنڈہ مبارک باد) کہی۔ بادشاہ کو پسند
جب بادشاہ نے حیدرآباد کی ولایت وسیع کو ضبط کرلیا اور اسکے تمام قلعون پر قبضہ کرلیا اور اطراف و جوانب مین ناظم و ضابط بھیجدئے۔ حیدرآباد کے نوکر تسلیم بجالائے۔ اور انکو بقدر حالت سرافراز کرلیا۔ تو ولایت سکھر کی تسخیر کا قصد کیا جو بیجاپور اور حیدرآباد کے درمیان واقع ہی۔ وہان پیدیا پر یہ نایک قوم ڈھیڈہ کئی پیڑھی سے حکومت رکھتا تھا اور بارہ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادہ کا سردار تھا۔ بڑے بڑے مضبوط قلعے اس پاس تھے اسکا مسکن حصانت مین بڑا مشہور تھا۔ بیجاپور اور حیدرآباد کے ساتھ ہمسری کا دعوی رکھتا تھا کوئی مسلمان اسکا استیصال نہین کرسکا۔ بلکہ مسلمانون نے اسکو اپنا معاون اور روز بد مین کام آنے والا جانا جب بیجاپور کا محاصرہ ہورہا تھا تو سکندر نے کمک کے لئے چہہ ہزار جنگی پیادون کا لشکر بھیجا تھا جسکو فیروز جنگ نے قتل اور اسیر کیا تھا اور جب حیدرآباد کا محاصرہ ہوا تو پھر اسنے مکرر وہی حرکت کی جو پہلے کرچکا تھا۔ غرض بارہ ہزار سپاہ وہ بادشاہ کی رسد کے روکنے کے لئے بھیج چکا تھا تو بادشاہ نے ایک لشکر بسرکردگی خان زاد خان خلف روح اللہ خان تعین کیا کہ اسکے ملک کو تاخت و تاراج و خراب کرے خانہ زاد خان اسکے ملک مین آیا اور لشکر کے اطراف کے معمورون کو ویران کیا۔ اور قلعہ گلکندہ کی تسخیر کی خبر نے انتشار پایا تو وہ خواب پندار سے بیدار ہوا اور اسنے کہا کہ ملک ملک الملک کو سپرد کرتا ہون اور بادشاہ سلاطین پناہ کی اطاعت کرتا ہون میری عزت مین فرق نہ آئے اور میری جان بچ جائے۔ خان مذکور نے بادشاہ کے حکم سے اسکے خان و مان کی محافظت کی اور یہ نگاہ اسکا ضائع نہ ہونے دیا وہ قلعہ سے باہر خان سے ملنے آیا دوم صفر ۱۰۹۹ھ کو اولیاء اسلام کو قلعہ سپرد کیا۔ خانہ زاد خان

اس دیار مین جسمین کسی نے اذان کی آواز نہین سنی تھی بانگ صلوۃ اور اذان کو بلند کیا
اور قلعہ کے پہاڑ پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور بادشاہ کے حکم سے یہان کی قلعہ داری ایک
بندۂ شاہی کو سپرد کی اور پریہ کو ساتھ لیکر حضور مین آیا۔ ۲ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۹ کو پریہ
بادشاہ کا قدمبوس ہوا اور بہ تقاضائے مصلحت اسکو پنجہزاری چار ہزار کا منصب ملا تھوڑے
دنون کے بعد وہ مر گیا۔ بڑا بدصورت تھا۔ بادشاہ نے اسکے بیٹون اور اقربا کو مناسب
مناصب پر مقرر کیا اور سکھر کا نام نصرت آباد رکھا اور اسکو ممالک محروسہ مین داخل کیا۔
باوجودیکہ حیدرآباد کی آب و ہوا بادشاہ کے مزاج کے ناموافق تھی مگر بادشاہ ٹالا
گیا۔ جہان جہان بانی کا نتیجہ پیدا ہوتا تھا اسکو منظور تھا کہ سنبھا کو سزا دے سکندر اور
ابوالحسن کے ساتھ وہ موافقت رکھتا تھا۔ غرہ شہر ربیع الاول سنہ ۳۱ جلوس کو بیجاپور کیطرف
چلا خان بہادر فیروز جنگ کو ۲۵ ہزار سوارون کے ساتھ مامور کیا کہ وہ مسعود حبشی سے
قلعہ ادونی کو تسخیر کرے۔ یہ حبشی سکندر عادل شاہ کے باپ کا غلام تھا۔ جب عادل شاہی
دولت مین خلل پڑا تو اُسنے اُسکے صاحبزادہ کے ساتھ کافر نعمتی کی برائے نام اسکو حاکم
بنا رکھا۔ اور عمدہ خزاین و دفاین و امتعہ گزیدہ و جواہر نفیسہ خود قلعہ مذکور مین لیجا کر
متحصن ہوا۔ بادشاہ نے شاہزادہ محمد اعظم کو سنبھا کے استیصال کے لئے چالیس ہزار سوارون کے ساتھ روانہ
کیا اور خود بادشاہ ۱۹ ربیع الآخر کو ظفرآباد بہیدر مین آیا۔ ابوالحسن جسنے پندرہ برس
کی حکومت مین کبھی سفر نہ کیا تھا اسکو ہر روز سواری کرنا دشوار تھی وہ اس عرصہ مین
ایک کروہ مسافت طے کرکے محمد نگر مین آیا تھا اُسنے گوشہ نشینی کی التماس کی حکم ہوا کہ
خان بہادر خان اسکو دولت آباد مین پہنچا دے اور کارپرداز اسکے خور و خواب کا
اسباب دنیا جو نازپروردون کے لئے ضروری ہی مہیا کر دین اور پچاس ہزار روپیہ
سالانہ ان ضروری اسباب کیلئے مقرر کیا۔ سوئم جمادی الاولی کو بادشاہ
گلبرگہ مین آیا سات روز قیام کیا اور ۲۳ ماہ مذکور کو بادشاہ بیجاپور مین آیا
ہر صنف کے مساکین اور فقراء و گوشہ نشین جو شہر اور اسکے نواحی کی برہنہ زندگی سی

بادشاہ کا دارالجہاد حیدرآباد سے دارالظفر بیجاپور کو جانا۔

نہایت محتاج ہو گئے وہ اس کم بخت حالت سے نکلے اور دلخواہ جمعیت انکو حاصل ہوئی
بادشاہ نے بہت سی خستہ دلون کو آسودہ کیا —

نعمت خان عرف میرزا محمد جسکا آخر کو خطاب دانشمند خان ہوا - وہ اس عہد عالمگیری کے مستعدون مین سے ایک تھا۔ نظم و نثر و اکثر علوم عقلی و نقلی سی بہرہ تام رکھتا تھا اُسنے محاصرہ حیدر آباد کا حال لکھا ہی۔ جسکا نام وقائع نعمت خان عالی مشہور ہے۔ شوخی طبع کے سبب سے اسکا کلام ہجو ملیح و بذلہ گوئی سے خالی نہین۔ ضلع جگت پھبتی۔ پھکڑ کا اس مین بڑا مزہ ہی۔ کہتے ہین کہ جب عالمگیر کو اسکی خبر ہوئی کہ اس طرح کے وقائع روزانہ نعمت خان لکھتا ہے تو اسکے نعمی کو گھیر لیا اور ان صندوقون کو بادشاہ نے بہا دیا جنمین یہ وقائع تھے۔ چند وقائع جو یاران جلسہ نقل کرکے لے گئے تھے وہ باقی رہی۔ خافی خان نے بھی اس لڑائی کو بڑی آب و تاب سے لکھا ہے۔ اور نعمت خان عالی کے وقائع کی عبارتون کو بہت نقل کیا ہے جس سی وہ نعمت خان کا بھائی بنا ہے۔ گو اسکا بیان نعمت خان جیسا لحظ بخش نہین ہی مگر پھر بھی پایہ تاریخی سی ساقط ہے۔ یہ دونو ابوالحسن کی قابلیتون اور لیاقتون کی بڑی تعریف کرتے ہین۔ کہین لکھا ہے کہ ابوالحسن تانا شاہ نے بادشاہ سی کہلا بھجوایا کہ پانچ چھ لاکھ تھیلے غلہ کے مجھ سے لے لیجیے اور فوج کو بھوکا نہ مرنے دیجے۔ بادشاہ نے اسکے جواب مین کلمات ناصواب کہے۔ کہین لکھا ہے کہ قاضی شیخ الاسلام سے بادشاہ نے حیدر آباد اور بیجاپور کی مہم کے جواز کا استفسار کیا تو اسنے خلاف مرضی جواب دیا اس لئے وہ حج کو جسکا مدت سے اسکا ارادہ تھا چلا گیا۔ عبداللہ اس خدمت پر مقرر ہوا اسنے عرض کیا کہ ابوالحسن مسلمان ہی اور حکم کی اطاعت کرتا ہی۔ محاصرہ اور جنگ کے سبب دونو طرف مسلمانون کی ایک جماعت کشتہ ہوتی ہے اگر اسکے جریدہ اعمال پر قلم عفو کھینچی جاے۔ تو بحکم الصلح خیر۔ قتال و جدال موقوف ہو جائے۔ شریعت کے مطابق مسلمانون کے حال پر ترحم بیجا نہین ہوگا۔ اس بیجا عرض کے جواب مین اُس کو

وقائع نعمت خان عالی و دانشمند خان۔

حکم دیا کہ چند روز مجرے کو نہ آئے خافی خان و نعمت خان دونو سخت متعصب ہیں مذہب
اونکو سنت جماعتوں کے کاموں کے بُرے رخ کو دکھاتا ہے اور اچھی رخ کو چھپاتا ہے
اسلیے اگر اہل سنت کا وہ کوئی بھلا کام بھی لکھتے ہیں تو اسمین ایک رخنہ نکال دیتے ہیں
خافی خان نے قسم کھائی ہی کہ عالمگیر کا کوئی کام ایسا نہ لکھے جسمین تزویر و مکر و فریب ہو
کوئی اہلکار شاہی اسکا ہم مذہب ہوتا ہی تو اسکی ستایش کا طومار باندھتا ہے۔
آگے ہم مرہٹوں اور بادشاہ کے معاملات اور بعض اور مقدمات کو انگریزی تاریخوں
سے نقل کرتے ہیں جس سے بالاجمال حال معلوم ہو جائیگا۔ پھر اسکی تفصیل فارسی تاریخوں سے
کرتے ہیں۔ ان فتوحات سے اورنگ زیب کا گل مراد شگفتہ ہوا مگر اسکے مرتے ہی پژمردہ
ہوگیا بیجاپور اور گولکنڈہ کی ریاستوں کو یوں خاک میں ملانا اور اسکو ممالک محروسہ میں
شامل کرنا عقل دوراندیش کا کام نہ تھا کہ ان سلطنتوں کے سبب سے دکن میں مسلمانوں کی
حکومت قائم تھی اور انکے سبب سے امن امان اور خاصہ انتظام رہتا تھا۔ مرہٹوں پر
اسلام کا رعب داب تھا جب وہ برباد ہوگئیں تو اسکے متعلقین خواہ خواص خواہ عوام پراگندہ
اور منتشر ہوگئے۔ پٹھانوں اور بیگانہ ملکوں کی سپاہ نے تو بادشاہ کی ملازمت اختیار کی
اور جو افسر ان میں سے اپنے آقاؤں سے بے خانمان ہوکر یا بیکار ہوکر بادشاہ کی خدمت
اور ملازمت میں آئے انکے دل بڑھانے اور درجے چڑھانے کے لیے بادشاہ کو اپنے
موروثی کاربرداز موقوف کرنے پڑے اور باقی سپاہ اور افسر کیا تو سنبھاجی سے جا کر ملگئے
یا بجائے خود قزاقی اور راہزنی کا پیشہ اختیار کیا اسی طرح فساد اور نزاعوں کا دکن
گھر بن گیا دور دور کے زمیندار اپنی خودمختاری کے لئے موقع تکتے رہتے اور مرہٹے جو
جو لوٹ کھسوٹ اور قزاقیاں کرتے اُن میں وہ ان کے رفیق بننے کو تیار رہتے کیونکہ وہ
مرہٹوں ہی کو اپنے ان افعالوں کا حامی اور مددگار جانتے۔ اُن ہی کی ذات کو سرکشی کا
بانی سمجھتے تھے اب یہ کیفیت تو دور کو زمینداروں کی تھی اور جو زمیندار کہ زیر طناب ہی
بستے تھے وہ بادشاہ کی حکومت سے ناراض تھے۔ اور بادشاہ کے تعصب مذہبی نے

ان فتوحات کا اثر [illegible] انتظام پر۔

ہندوؤن مین بھی ایک جوش مذہبی پیدا کر دیا۔ ان وجوہ سی دکن کی فتح کا سہرہ کیا بادشاہ کے سر پر چڑھا تھا کانٹارون کا ہار اسکے گلے مین پڑا تھا جسنے آخر اپنے زخمون سی گور مین اسکو پہنچایا۔

حال مین جو فتوحات نصیب ہوئین اُن سی بادشاہ نے یہ فائدہ اُٹھایا کہ ۱۶۸۸ء مین بیجاپور اور گولکنڈہ کی ساری قلمرو بلکہ اُن ریاستون پر بھی جو جنوب مین اُنہون نے فتح کین قبضہ کیا اور ساہوجی کی جاگیر واقع میسور کو بھی دبا لیا۔ اور ونکاجی کے علاقہ کو تنجور تک محدود رکھا۔ اور سیواجی نے جو اپنے آخر وقت مین ملک فتح کئے تھے انمین سی سب ہٹون کو مجبور کرکے نکال دیا۔ وہ اپنی پہاڑی قلعون مین جا بیٹھے۔ اگرچہ بادشاہ نے سپاہیانہ اس ملک کو فتح کرلیا۔ مگر اسکے بندوبست اور انتظام کا نقشہ خوب نہ جما۔ چنانچہ اضلاع مین محاصل کا ٹھیکہ دیسی مکھیون اور زمیندارون کو دیا جاتا اور اُنکی حکومت افسران جنگی کی سپرد ہوتی اور انکو چوتھ محاصل خرچ تحصیل کے لئے دیجاتی۔ جو روپیہ وصول ہوتا تھا اسمین سے یہ افسر اپنی فوج کی تنخواہ منہا دیکر باقی روپیہ بادشاہ پاس بھیجتے تھے اور اگر یہ اضلاع بعض اور افسرون کی تنخواہ مین کسی میعاد مقررہ تک جاگیر مین دیدئے جاتے۔ تو وہ روپیہ بھی بادشاہ پاس نہ بھیجا جاتا۔ یہ افسر لے لیتے اور اکثر یہی ہوتا۔

سیواجی کے کپوت سنبھاجی اپنی محلون مین پڑے اینڈا کئے۔ اور اورنگ زیب کی ان فتوحات کو دیکھا کئے مرہٹے تو اسکی کاہلی اور سستی کا سبب یہ بتلاتے ہین کہ اسکے وزیر پنڈت کلوشا نے اسپر سحر کر دیا تھا مگر اصل حقیقت یہ ہی کہ وہ مغربی ساحل کے چھوٹی چھوٹی ریاستون کی حسد اور سازشون اور فسادون سی نہایت عاجز اور پریشان تھا۔ عیاشی اور میخواری کی کثرت سی اسکے قوائے جسمانی ضعیف ہو گئے تھے۔ ایک نامرد اور بیہودہ وزیر کے رایون کا ایسا غلام بن رہا تھا کہ اسسے اسکی اور اسکے تمام قوم کی چستی اور چالاکی تیزی پھرتی یہ سب ٹھنڈی ہو گئی تھین اگر ایسے وقت مین سیواجی زندہ ہوتا تو وہ دس بارہ گھنٹے مین ساری دکن کو مغلون کے مقابل مین کھڑا کر دیتا۔ کیا وہ بیجاپور اور گولکنڈہ کی ریاستون کے ساتھ نہوتا

کیا وہ انگریزاور پرتگیزوں سے مدد نہ لیتا۔ کیا وہ سیدی کو اپنا رفیق نہ بناتا۔ کیا وہ میسور کے ہندو راجہ جگ دیو جسکا آجکل اقبال چمکنے کو تھا اس کام مین شریک نہ کرتا کیا وہ اصلی آزاد باشندون کو لڑائی کے لئے نہ کھڑا کرتا۔ یہ سب وہ ضرور کرتا۔ مگر سنبھاجی نالایق کیا کرتا اُسکے تو خیال مین ایک بات بھی نہ آئی اُسنے دکن کی سلطنت گھر آئی آوائی جان بوجھ کر گنوائی۔ شاہزادہ اکبر اسکے گھر آئے اور بار بار اپنے باپ کے مغلوب کرنے کی تدبیرین بتلائیے۔ اور اسکے ساتھ سنبھاجی وہ طرز و طریقہ برتے کہ جسکے سبب وہ شہزادہ اُسے چھوڑ کر سنہ ۱۶۸۸ء مین ایران کو جائے اسنے یادہ کیا نالایقی اور کاہلی سنبھاجی کی ہوسکتی ہے (لکھتے ہین یہ شہزادہ ایران مین سنہ ۱۷۰۶ء مین مرگیا۔ شاہ ایران نے اُسکی بڑی آؤ بھگت کی)۔

سیواجی نے جو جنگی اور ملکی انتظامون کی کل بنائی تھی اب اُسکے سب پرزے لوٹ پھوٹ کر برابر ہوگئے تھے۔ ایک قلعون کا پرزہ باقی تھا اور وہ بیکار نہ ہوا تھا۔ مرہٹون کے پاس جو میدانی ملک تھا اُسپر بادشاہ کا قبضہ ہوگیا تھا اور قلعون پر محاصرے پڑے تھے اور بعض اُنمین سے چھین بھی لئے گئے تھے۔ اگر سب قلعے چھن جاتے تو مرہٹون کی سلطنت کا نام بھی نہین رہتا۔ اُن سب کے نہ چھننے کا یہ سبب تھا کہ باوجود سنبھاجی کی کاہلی اور سستی کے بعض اسکے سردار ہاتھ پیر ہلائے جاتے تھے۔ اور بادشاہی لشکرون کے مقابل مین تلوار چلاتے یہ بات بڑی تعجب کی ہے کہ اس اولوالعزم اور اکھڑ قوم مرہٹون نے اپنی بہبود اور فلاح کے لئے سنبھاجی کو باوجود ان حرکات اور سکنات کے مار کیون نہ ڈالا۔ اور ایک آدمی کے نہ مارنے سے اپنی قومی ترقی کو کیون روکا مگر جو کام اُنکو خود کرنا چاہئے تھا وہ مرہٹون کی خوش نصیبی سے بادشاہ کے ہاتھ سے ہوا اور یہ راجہ مرہٹون کے دیوتا کا پتر کہلاتا تھا مسلمان بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا تو ہندوؤن کا تعصب اور جوش مذہبی بڑے جوش مین آیا اور اُسنے مسلمانون کو مزہ چکھایا۔ اب اُسکے مارے جانے کی کیفیت یہ ہے کہ شیخ نظام حیدرآبادی مخاطب بہ مقرب خان بادشاہ کا سردار مغرب

بالاگھاٹ پر کولاپور مین رہتا تھا وہ نہایت دلاور اور چست و چالاک اور فنون سپہ گری اور جگرداری سے ماہر تھا اُسنے سنبھاجی کا عشرت کدہ سنگمیشور کو تحقیق کیا اور ساری اُسکی پیچدار کوہستانی راہون سے آگاہ ہوا اور دفعتًہ جانباز سپاہیون کا گروہ لیکر چپ چاپ سنگمیز کے باغ مین پچاس کوس اُسکے دارالقرار سے تھا جا پہنچا۔ یہان راجہ صاحب مع اپنے مصاحبون کے باغ کی گلگشت فرمارہے تھے اور شراب کے نشہ مین چور بیٹھے تھے جب ملازمون نے دیکھا کہ یہ آفت سر پر آگئی تو راجہ صاحب سے ہرکارون نے عرض کیا۔ وہ نشہ کے عالم مین مست تھا ایسی کب سُنتا تھا اُلٹا ہرکارون ہی کو للکارا اور اس گستاخی مین اُنکی زبان نکلوائی۔ سر کو تن سے جدا کیا۔ کلوشاہ پنڈت لڑنے گیا جاتے ہی تیر لگا۔ زخمی ہوکر پکڑے آئے۔ غرض مقرب خان راجہ اور منتری دونون کو اونٹون کی پیٹھ پر کس کر گاجے باجے سے بادشاہی لشکر مین لایا۔ چارون طرف تماشاہیون کا ازدحام تھا اور لعنت ملامت کا غل شور تھا۔ بادشاہ کے سامنے راجہ آیا اور قیدخانہ مین بھجوایا گیا۔ بادشاہ اسکو جیتا زندہ رکھنا چاہتا تھا کہ اُسکے ذریعہ سے تمام کوہستانی قلعون پر قبضہ ہوجاے۔ مگر جب بادشاہ نے مسلمان ہونے کا پیغام بھیجا تو سنبھاجی بھی آخر سیواجی کا بیٹا تھا۔ باپ کے قدیمی دشمن کے ہاتھ سے یہ نوبت ذلت اور خواری کی جب پہنچی۔ جسنے مرنا بہتر ہی تو وہ جوش مین بھر آیا اور یہ جواب لیکر نہ دیا۔ کہ بادشاہ سے کہدو کہ اگر وہ اپنی بیٹی بیاہے تو مین مسلمان ہوجاونگا اور اُسی پر بس نہین کی۔ بلکہ دو چار صلواتین خدا اور رسول کو سُنا دین یہ جواب تلخ جب بادشاہ کے کانون مین پہنچا تو اُسنے بمصلحت ملکی کو سلام بھیجا اور حرارت اسلامی مین آنکر سنبھاجی کو ایسی بُری گت سے مارا کہ اول اسکی زبان کٹوائی۔ پھر اُسکی آنکھون مین گرم لوہے کی سلائیان پھروائین اور گردن اُڑائی۔

کلوشاجی کا بھی کام تمام کیا اگرچہ مرہٹون کا دل سنبھاجی سے نفرت کرنے لگا تھا مگر اپنے دیوتا کے بیٹے کا اس بُری گت سے مارا جانا وہ نہ دیکھ سکے اور آنکے غیظ و غضب

اور عزت وحمیت کے جوش کی کوئی حد باقی نہین رہی۔ غرض ان جان کے جانے سے انکے عزم مردانہ مین
جان پھر آئی اور جوش وخروش اور مذہبی ولولے انکے دلون مین ایسے پیدا ہوئے کہ پہلے کبھی نہین پیدا
ہوئے تھے۔ مگر اب انمین جان باقی نہین رہی تھی۔ سپاہ کا انتظام بگڑ گیا تھا وہ فقط لوٹنا جانتے
تھے۔ قواعد سے نا آشنا ہوگئے تھے میدانی ملک سارا چھن گیا تھا قلعے جو باقی تھے وہ سامان قلعداری
سے خالی تھے۔ نہ باروت نہ گولہ نہ غلہ نہ گھاس قلعدار نالائق۔ سوا اسکے بادشاہ کی شجاعت اور
اسکی کثرت سپاہ اور تدابیر اور عقل کی شہرت نے انکے دل مین ایسی ہیبت بٹھا دی تھی۔ کہ مغلون کی فوج
کے سامنے میدان جنگ مین آنے سے بدن لرزتا تھا۔ سنبھاجی کی وفات کے بعد بڑی بڑی افسر رائگڈھ
مین جمع ہوئے انمین سنبھاجی کی بی بی جیسو بائی اور اسکا بھائی راجہ رام جو جنم قیدی بھائی
کی مخالفت سے ہوا تھا موجود تھے سبنے بالاتفاق سنبھاجی کے پسر شیرخوار سیواجی کو
راج گدی پر بٹھایا اور راجہ رام کو اسکا نائب بنایا۔ اب ہنونے اپنے سب کارخانون کو
درست کرنا شروع کیا قلعون مین کھانے پینے کے ذخیرے بھری۔ قلعدار لائق مقرر کئے
جو سیواجی کا انتظام تھا سپاہ مین پھر جاری ہوا اگرچہ اس وقت خزانہ کا حال ایسا ابتر تھا
کہ لٹیری سپاہ کو تنخواہ اور سپاہ بنانا مشکل تھا۔ رفتہ رفتہ ایسی تدبیرین کی گئین کہ یہ مشکل رفع
ہوگئی۔ ایک افسر نے سلحدارون کو سارے ملک مین پھیلا دیا اور پھر ایسا انتظام کردیا کہ جسوقت
ضرورت ہو جمع ہوجائین غرض ایک عزت قومی کا جوش جو بعض افسرون مین پیدا ہوا تھا
وہ وبا کی طرح سارے انکے سپاہیون مین پھیل گیا۔

سنبھاجی کی بی بی اور بیٹے نے رائے گڈھ مین اقامت اختیار کی اور اسکو خوب مستحکم کیا اور
غلہ وکاہ اور اور سامان سب جمع کیا۔ اعتقاد خان نے جسکا اب لقب ذوالفقار خان ہوگیا تھا
اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور ایک ملولی سردار نے اسکو قلعہ کی راہ ایسی بتلادی کہ قلعہ فتح ہوگیا
اور ۱۵ محرم سنہ ۱۱۰۱ھ کو شیرخوار راجہ پکڑا گیا اور رانی بھی اسکے ساتھ گرفتار ہوئی مگر اس
گرفتاری سے کچھ مرہٹون کے دل افسردہ نہ ہوئے۔ ان قیدیون کی بادشاہ کے بیٹے نے بڑی
خاطر کی اور سوا اسکے کوئی اور انپر قید نہ رکھی کہ وہ مرہٹون سے نہ ملنے پاوین قلعے پنالہ اور

اور میرج بھی ذوالفقار خان نے فتح کر لئے۔

اب راجہ رام پہلے ہی سے چارون طرف ایسے مقامات مستحکم اور استوار کی تلاش مین پڑا پھرتا تھا کہ جہان سے دشمنون کا مقابلہ ہو سکے اُسنے خیال کیا کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہے کہ کرناٹک پائین گھاٹ مین چلا جائے چنانچہ اُسنے مہاراشٹر مین جو اضلاع ابتک باقی تھے اُن مین دورہ کیا اور وہان کے حاکمون کی تسلی و تشفی کی اور ملک کی حفاظت و حراست کا اچھی طرح انتظام کیا۔ اور کنارہ کنارہ بھاگ کر اور دشمنون کے تعاقب سے نہایت چالاکی سے جان بچا کر جنجی مین داخل ہوا اسکے ساتھ ایک گروہ جوانمرد صاحب ہمت اولوالعزم مرہٹون کا بھی تھا۔ یہان داخل ہوتے ہی موافق دستور اور رسم کے راج گدی پر بیٹھا اور امرا کا دربار مقرر کیا اور جاہ و منصب اور جاگیر امیرون کو عطا کئے۔ اور جاگیرون کے بانٹنے مین یہان تک فضول خرچی اختیار کی کہ جو بادشاہی ملک کبھی مرہٹون کے ہاتھ نہین آئے تھے وہ بھی تقسیم کر دیے۔ یہ اسکے نصیبون کی یاوری تھی کہ اسکو ایک اصلاح کار اور خیر خواہ پنڈت پہلاد ہاتھ لگ گیا۔ اسکی بڑی لیاقت یہ تھی کہ وہ اُن کامون کو اختیار کرتا تھا کہ جنکے انصرام کرنے مین سارے اور فرد دل و جان سے متفق ہو کر مصروف ہو جاتے تھے۔

سچ یہ ہے اگر سیواجی نہ پیدا ہوتا تو مرہٹون کا نام بھی کبھی تاریخ مین نہین سنا جاتا۔ اُسنے اپنی طبیعت مین اپنی قوم کے ایک ایسا جوش پیدا کر دیا کہ گویا ساری اپنی قوم کو از سر نو ایک ہی طبیعت کا بنا دیا فقط اس بات کی ضرورت تھی کہ خاص آدمی ایسے پیدا ہون کہ اس نئی طبیعت سے کام لین انکا اخلاق و عادات اور لڑائی کا طور نو ایسا ہو گیا تھا کہ وہ اپنی مصلحت کے کامون مین متفق اور متحد ہو جاتے تھے۔ چنانچہ اس وقت اپنی مصلحت اسین دیکھی کہ اپنے زبردست دشمن کے سامنے کان نہ ہلائین۔ اور سامان بھی اپنے پاس ایسے نہ رکھین کہ جس سے دشمن کا دل اُنپر حملہ کرنے کے لئے چاہے۔ اور تاک مین بیٹھے رہین جب کوئی موقع ہاتھ آئے تو دشمنون پر حملہ کرنے مین بھی نہ چوکین جن سردارون پاس پاستین تھین اُن سب نے ظاہر مین بادشاہ کی اطاعت اختیار کی

راجہ رام کا دورہ اور جنجی مین داخلہ

اور یہ اسیر پا ورطرہ تھا کہ وہ خدمت گزاری اور جان نثاری کے اظہار مین ورسیون سے سبقت لے گئی تھے۔ مگر در پردہ باغیون سے ملے ہوئے تھے اُن سے آمد ورفت رکھتے تھے۔ اُنکی لوٹ مار کی مہمون مین اپنے نوکرون کو اُنکے ساتھ شامل ہونے دیتے تھے اپنے رشتہ دارون کے ساتھ گروہ کے گروہ انمین داخل ہونے کے لئے بھیجدیتے تھے۔ غرض انکے اس نفاق اور جاسوسانہ حکمتون نے جو نقصان دشمنون کو پہنچایا وہ علانیہ دشمنی سے نہ پہنچ سکتا تھا جب یہانتک بیاہیون نے دیکھا نہ کوئی خزانہ ایسا معمور ہے کہ جس سے انکو تنخواہ باقاعدہ ملے۔ نہ کوئی حکومت ایسی ہی کہ جس کا کچھ اثر ہو تو اُنہون نے اپنی نفع رسانی کے لئے راہ اور ہی نکالی۔ لوٹنا کھسوٹنا۔ قزاقی راہزنی ابتدا ہی سے اس قوم کو پسند تھی۔ اُنکے ہان فتح کے یہی معنی تھے کہ دشمن کو لوٹ لینا۔ سیواجی کی ابتدائی قزاقی سے آخر اس قوم کے عروج تک اسکا یہی وتیرہ اور پیشہ رہا اس قوم مین سے ہر متنفس کو اپنی لوٹ کا لالچ ایسا تھا کہ وہ جب کسی اپنے مطلب آری کے لئے متفق ہوتے تھے تو گورنمنٹ کی طرف سے ایک ادنی تحریک اور ترغیب پر وہ ایک سپاہ جرار باقواعد اور شائستہ سے زیادہ خوفناک اور پُرخطر ہو جاتے تھے۔

فتح جنجی ۲۰ و محاصرہ کا بیان۔

جب اورنگ زیب ان چوٹون اور پنڈارون کو اُنکے کوہستانی وطن مین تلاش کر رہا تھا تو وہ کہین انکو مجتمع نہ ہونے دیتا تھا اسلئے اپنے سردار ذوالفقار خان کو اس قلعہ کے فتح کرنے کے لئے بھیجا کہ نام ونشان مرہٹون کا باقی نہ رہے۔ مگر جب وہ سنہ ۱۲۹۱ مین اس قلعہ کے پاس پہنچا تو اُسے معلوم ہوا کہ یہ قلعہ ایسا مستحکم ہے کہ اسکا فتح کرنا تو درکنار اسکا محاصرہ بھی نہین ہو سکتا اسلئے بادشاہ سے کمک مانگی اور اضلاع سیراب رشاد اب جنابلی اور تنجور کیطرف اسباب جمع رسد کے بہم پہنچانے کے لئے چلا گیا اس کمک کا مانگنا آسان تھا۔ مگر ملنا مشکل تھا اب مرہٹون نے ایک طوفان برپا کر دیا۔ اب اُنہون نے جو طور دستور اپنی لڑائی کا اور دشمنون سے مقابلہ کا نکالا۔ وہ سیواجی کے طریقہ سے بھی زیادہ کامیابی کا سبب ہوا بادشاہ نے اپنے بیٹے مرزا کام بخش کو قلعہ واکن کھیڑہ کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔ یہ قلعہ بیجاپور کے پاس ہے۔ اسمین کوئی سرداران لٹیرے مرہٹون مین سے تھا وہ ایسا مضبوط قلعہ تھا کہ مرزا

کام بخش کی سعی اور محنت سے کچھ کام نہ نکلا تو اب پادشاہی فوج کی چارونطرف ضرورت
یون پڑی کہ مرہٹے میدان مین لڑنے بھڑنے کے لئے پھر تیار ہوئے۔ جب راجہ رام جنجی مین راجا
ہوا۔ تو اُسنے سنتاجی گھوپوری اور دھناجی دو چالاک سردارون کو تفریح طبع کے لئے
اپنے ملک مین بھیجا تھا کہ اثنائے راہ مین اُنسے بیجاپور کی فوج ملی۔ یہ فوج ریاست کے برباد ہونے
سے معزول ہو گئی تھی اُسکے گروہ کے گروہ ملک کو لوٹتے مارتے پھرتے تھے۔ جب انہون نے ان نامور
دلاور سردارون کو دیکھا تو تمام دیہات سے نکلے اور اُنکے نشانون کے نیچے بیشمار جمع ہو گئے
مرہٹون کا جو رہا سہا ملک تھا اسکے انتظام کے واسطے رامچندر پنتھ کو راجارام نے مقرر کیا تھا
اُسنے بھی سنہ ۱۶۹۲ مین لوٹ مار کی ترغیب و تحریص سے ایک لشکر کا لشکر اپنے جھنڈے کے نیچے جمع
کر لیا اور یہ اُسنے تدبیر اور تجویز کی کہ جو سپاہیون مین سرگروہ تھے اُنکو یہ اختیار دیا کہ جو ملک
مرہٹون کی سلطنت سے خارج ہین اُنسے چوتھ وصول کرین اور سوا اسکے اور حقوق مرہٹون
کے جتلائے رہین اور جو ملک اس چوتھ کو نہ ادا کرین اُنکو خوب لوٹین اور مارین اور اس محاصل سے فوج
کی تنخواہ ادا کرین۔ اور جو لوٹ ہاتھ لگے وہ لوٹنے والون پاس رہے سوا اسکے ہر سرگروہ کو حق دیا
ہے کہ وہ اپنے فائدہ کے واسطے ایک اور خراج دانہ گھاس کے نام سے وصول کیا کرے۔ یہ ترغیبین ایسی
تھین کہ جتنے مرہٹے سوار تھے وہ سب کے سب باہر نکل پڑے۔ ان لوٹنے والون گروہون کے مختلف سرگروہ
مشہور اور نامور ہوئے کبھی وہ علیحدہ علیحدہ ملکون پر ہاتھ پھینکتے تھے اور پادشاہی رعایا کے مال اور دولت
سے اپنے دامن پر کرتے تھے کبھی سب یکجا ہو کر صلاح اور مشورہ کرتے۔ پھر لوٹ اور غارتگری میں
قدم بڑھاتے سنتاجی اور دھناجی بڑی سپاہ رکھتے تھے اور ان لٹیرون مین بڑے نامور ہوئے
غرض سارا دکن اس لوٹ مار سے برباد اور تباہ ہو گیا۔

ہم پہلے بیان کر آئے ہین کہ پادشاہ کی لشکر کی کیا شان و شوکت تھی۔ اس شان و شوکت
کے سبب سے فوج کا بھی رنگ ڈھنگ عجیب و غریب ہو گیا تھا۔ اکبر کے شائستہ اور نرم آئینون نے
اور ملک کی مدت کے امن چین نے ہندو مسلمانون کے میل جول نے مغلون کی سپاہ کو نرم اور
آرام طلب بنا دیا۔ زمانہ مین انقلاب ضرور ہوتے ہین ادنی سے اعلی اور اعلی سے ادنی بنتے رہتے ہین جب

مفلسون اور وحشیون کو حوصلہ ہوتا ہی تو بڑی بہادر بنجاتے ہین اور جو چاہتے ہین سو کر ڈالتے
ہین جب انکو فراغت اور عشرت نصیب ہو لی ہی تو کاہل اور آرام طلب ہو جاتے ہین پھر انکی جا بجا لئی
ویسے ہی دشمن کھڑے ہو جاتے ہین جیسے وہ خود اورون کو لئے ہوئے تھے۔ اب مسلمانون مین سے فن
سپہ گری مٹ گیا تھا۔ فوج مین نہ شان تیموری اور نہ بابری کا کوئی نشان باقی رہا تھا۔ کیا گھوڑون
کے تگ و تاز اور یلغار ہوتے تھے۔ یا اب رسالدار جو اپنا رسالہ لیکر چلتا تو یہ معلوم ہوتا کہ کسی برات کو دولھا
ساتھ لئے جاتا ہی۔ سوار اسکے سردارون کے گھوڑون کو دیکھو تو چاندی سونے کے بھاری بھاری ساز
کسی پر جڑاؤ زین دھرا کسی پہ زردوزی چار جامہ کسا۔ گجریان اور ماکھرین پٹھون پر پڑین
جنین جا بجا ٹم اور سنبور کی جھالر۔ کلابتون کے پھندنے۔ دم اور ایال تمام رنگین گلے مین ہیرا گاؤ کی
چوہڑیان لٹکتین۔ سر پر کلغیان دھرین اور پاؤن مین جھانجھن پڑی۔ ریشمی باگ ڈورین ساتھ مین
لئے۔ یہ تو گھوڑون کی کیفیت تھی۔ اب ان گھوڑون کے سوارون کا حال یہ تھا کہ انکے بدن پر ریشم
اور پشم کے دگلے روئی کے گالون سے بھرے اور انپر زرہ بکتر پہنے چار آئینہ لگا ہے۔ غرض نہ یہ سوار نہ یہ
گھوڑے لڑائی کے کام کے ہوتے تھے۔ موٹے تازے خوب ہوتے تھے۔ مگر دشمنون پر حملہ کرنے اور
مہینون کے سفر کرنے مین انکا دم آخر ہو جاتا تھا۔ یہ تکلفات بیجا کی وبا گو ساری سپاہ مین پھیلی ہوئی
تھی مگر ایک آفت اور سب سے زیادہ یہ تھی کہ انتظام سپاہ مین کوئی نظم و آئین نہ تھا۔ باوجودیکہ عالمگیر
خود ذرا ذرا کام دیکھتا۔ اور سب کارخانون کو تفتیش کرتا۔ مگر منصبدارون نے اسی یہ دغا کی
کہ آدھی سپاہ تو سپاہ رکھی اور باقی آخور کی بھرتی۔ اپنے خدمتگارون اور چوڑھے چمارون سے پوری
کی جنکی بری صحبت سے بھلے مانسون کا ستیاناس گیا۔ غرض فوج نہ اورون کی نگہبانی کرتی اور نہ
اپنا پہرہ چوکی دیتی۔ اپنے اور اپنے گھوڑون کی کنگھی چوٹی مین وقت ضائع کرتی۔ ایک فرانسیس
فوج کا بیان لکھتا ہی کہ اس فوج کی تنخواہین بڑھی بڑھی ہین مگر کچھ کام کاج نہین نہ پہرہ کوئی
دیتا ہی نہ چوکی نہ دشمنون سے مقابلہ کرتا ہے۔ غرض یہ سب بیہ مورخون کے مبالغہ آمیز ہین مگر اس
مین شک نہین کہ اس بادشاہ کے عہد مین سپاہ مین وہ چستی اور چالاکی باقی نہ رہی جو بابر اور اکبر کے
عہد مین تھی۔ عیش دوست اور آرام طلب سب دار ہو گئے۔ قاعدہ ہی کہ ادنی اعلی کی تقلید

کرتے ہین۔ افسرون کے ساتھ سپاہی بھی آرام جو ہو گئے۔ اب انکے سامنے دشمن (مرہٹے) آئے تو
وہ جنہون نے کبھی عیش کی صورت بھی نہ دیکھی تھی فقط ایک لنگر کسا جانگیا پہنتے۔ ایک پیچ پگڑی باندھتے
کمر کسی ہاتھ مین تلوار بھالا لئے گھوڑون پر سوار بیس کوس ہوا کھانے جاتین۔ اور ضرورت پیش آئی
تو سو کوس اڑ جاتین۔ اور باجرہ پیاز خوشی خوشی کھاتین خیمہ لگاتین نہ بچھونا بچھاتین۔ زمین پر لیٹے
جاتین۔ گھوڑے کے باندھنے کی کھونٹی بازو کو بناتین۔ انکا طریقہ لڑنے کا یہ تھا کہ بادشاہی فوج
کے بھاری حملون کے سامنے انکے پیر نہ جمتے تھے اور ایک ایک ہو کر تتر بتر ہو جاتے۔ اور قریب کے
پہاڑون مین یا ادھر ادھر گڈھون مین گھس بیٹھتے تھے اور جب مخالف اپنی صف بندی کو چھوڑ کر
انکے پیچھے جاتے تو اکیلے دوکیلے کو سنگوا لیتے یا کسی کوہچہ کی اوٹ آڑ مین یا کسی ایسے مقام مین جہان
چھوٹی چھوٹی گروہون سے انپر حملہ کرنا جان جوکھون سے خالی نہ ہوتا چھپکر اکھٹے ہوتے تھے۔ اور
جب تعاقب کرنیوالے دل شکستہ ہو کر اپنے ہارے تھکے گھوڑون کو لے کر واپس لوٹتے تھے تو ناگاہ
وہ ادھر ادھر سے اکھٹے ہو کر انپر گرتے۔ اور اگر انکی صفین ٹوٹی ہوئی دیکھتے تھے تو بے باختہ
حملہ کرتے تھے۔ غرض انکا یہ کام تھا کہ دشمن کی پشت اور بازون پر متفق ہو کر گھومتے پھرتے تھے
گاہ گاہ ایک ایک کرکے تعاقب کرنیوالون مین گرتے تھے۔ غرض انکی یہ ہوتی کہ دشمن
کے غول پر توڑہ دار بندوقین بازین یا متفرق سپاہیون کو بھالے کی انی پر رکھ کر ہلاک کرین
رسدون کے لوٹنے اور بار برداریون کے تباہ کرنے کا انکو بڑا شوق تھا۔ وہ بادشاہی فوج
کی رسد کی خبر رکھا کرتے تھے۔ اور انکے لوٹنے مین آنکھون مین گھر کرتے تھے۔ بادشاہی سپاہ کو خبر
بھی نہ ہوتی تھی کہ وہ یہان چھپے ہوئے انکی رسدون کی تاک مین بیٹھے ہین دفعتہً وہ رسد پر گرے
اور ساری بیل اونٹ جو خوب حراست سے آتے تھے پکڑ لیگئے اور اگر خزانہ شاہی کا پتا لگا تو
پھر جھمگٹ کے جھمگٹ اکھٹے ہوتے اور خوب داؤن گھات لگاتے اور جان توڑ کر اسپر لڑتے تھے۔
مغلون کی سپاہ منزل بمنزل چلتی تھی۔ تو وہ انکے خطون کی ڈاک اور کبھی کبھی پانی کی رسد کو بند
کر دیتے تھے اور جب مغل لاچار ہو کر انکی اطاعت اختیار کرتے تھے تو سوارون کے گھوڑے اور
بھاری بھاری چیزین چھینتے اور سردارون سے بہت سا روپیہ لیکر قید سے رہا کیا کرتے

ہندوستان سے بادشاہ پاس سپاہ کی تازہ کمک اور خزانہ آیا کرتا تھا اسلئے سنتاجی اور دھناجی
بادشاہی فوج اور ہندوستان کے درمیان مین ۱۶۹۳ء مین آن پڑے کئی دفعہ اُنہون نے
بادشاہی سپاہ کو شکست دیکر خزانہ چھین لیا۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ مغل ان مرہٹون کی
کچھ اصل نہ سمجھتے تھے یا اب اُنسے خائف رہنے لگے۔

جنجی کا محاصرہ ۱۶۹۰ء سے ۱۶۹۸ء تک

دکن کھیڑا ایک قلعہ بیجاپور کے پاس تھا۔ اُسکے محاصرہ مین مرزا کام بخش بادشاہ کا بیٹا اور
بخشی الملک بہرہ مند خان دو نو مدت سے مصروف تھے۔ مگر کوئی نتیجہ اُنکی کوشش کا نمایاں
ہوا تھا۔ بادشاہ نے بخشی الملک روح اللہ خان کو وہان بھیجدیا اور شاہزادہ کو حکم دیا کہ وہ
جمدۃ الملک اسد خان پاس چلا جائے اور قلعہ کی تسخیر مین سرحد کرناٹک پر مصروف تھا جائے۔ جب وہ
یہان آیا تو بادشاہ نے حکم اپنی عادت کے موافق دیا کہ وہ اور جمدۃ الملک دونو جنجی جا کر
ذوالفقار خان کی کمک کرین۔ وہان دشمنون کی کثرت اور سامان رسد اور آذوقہ کی
قلت سے بادشاہی فوج پر بُری بن رہی ہے۔ اب یہ شاہزادہ منزل بمنزل جنجی کیطرف
چلا۔ بہرہ مند خان نے جب اس شاہزادہ کی خودسری دیکھی تو چرب نرم باتین بنا کر اُسسے
اجازت حاصل کی اور بادشاہ پاس چلا گیا۔ جمدۃ الملک پیرانہ سالی مین شاہزادہ کی رفتار
سے گھوڑے پر سوار ہونے سے رنجیدہ تھا غرض راہ مین رنجش کا آغاز ہوا۔ اب بعض مورخ لکھتے ہین کہ
ذوالفقار خان کو اس قدر اس مہم مین کام بخش کا مقرر ہونا ناگوار ہوا کہ اُسنے دشمنون کو خبرین
پہنچا کر محاصرہ کے کام کو ایسا دشوار کر دیا کہ تین برس تک آیندہ کچھ کام نہ ہوسکا اور محصورین جنگی
مقابلہ کرتے رہے (جمدۃ الملک و ذوالفقار خان کا باپ بیٹا) جنجی کے محاصرہ پر پانچ برس گزر گئے اور وہ
نہ فتح ہوا۔ بلکہ ایک آفت عظیم اُسکی دیوارون کے نیچے بادشاہی لشکر کے سر پر یہ آئی کہ سنتاجی
گھورپوری جو ایک عالی حوصلہ اور اولوالعزم مرہٹون کا سردار دکن مین تھا سنہ ۱۶۹۶ء مین جنجی کی
محاصرہ اُٹھانے کے واسطے چلا۔ اور ایک مرہٹون کا سردار دھناجی تھا وہ بھی آفت روزگار
تھا اور دور دور کی باتین سوچتا تھا۔ بادشاہی لشکر پر جو محاصرہ کے ارادہ سے متفرق مقامات
پر پڑا تھا بے خبر اُنکے اُنپر حملہ آور ہوا اور اُنکو نقصان عظیم پہنچایا۔ سنتاجی نے یہ ایک فتح

راہ مین پائی کہ ضلع کوربا مین علی مردانخان حاکم تھا اسپر اُسنے حملہ کیا۔ اور تمام چھیون اور اسباب کو چھین لیا۔ اور پھر اس حاکم کو بھی گرفتار کرلیا۔
یہ فتوحات حاصل کرتا ہوا شاہ محاصرین کے قریب گیا۔ اور یہ سپاہیانہ بھیج کھلا کہ مرزا کام بخش کو خفیہ پیغام بھیجا کہ اب بادشاہ مرگیا ہے۔ مین آپکی تخت نشینی کے واسطے ہرطرح کی کوشش اور سعی کرنے کے لئے موجود ہون۔ یون انُ دونو مین خط و کتابت شروع ہوئی۔ ذوالفقار خان چارون طرف کان لگائے رکھتا تھا اُسنے ایک ہزار روپیہ جاسوسون کو دیکر سارا حال اس سازش کا دریافت کرلیا اور بادشاہ کو لکھکر بالکل اُسکے انتظام کا اختیار حاصل کرلیا اور مرزا کام بخش کے خیمے پر خفیہ پہرہ بٹھادیا۔ مگر جب جاسوسون کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ آج کی رات کو شاہزادہ دشمنون سے ملجائیگا تو سب امراء مین باہم مشورہ ہوکر یہ امر قرار پایا کہ علانیہ شاہزادہ کے خیمہ کے گرد چوکیدار اور پہرے بٹھادئیے جائین۔ غرض اسکو بالکل قید کرلیا۔ اور قلعہ کے گرد سے تمام تھانہ دارون کو بلالیا۔ جب دشمنون کو بادشاہی لشکر مین اس نااتفاقی کی خبر پہنچی تو اس حال مین اُنہون نے شادان فرحان تازان نازان بیس ہزار سوارون سے بادشاہی لشکر پر حملہ کیا۔ اس وقت کیا برا حال بادشاہی لشکر کا تھا۔ جمدۃ الملک تو لشکرگاہ مین فقط مرزا کام بخش کی حراست کررہا تھا۔ ذوالفقار خان باہر اپنے مورچون کو بنا رہا تھا اور بھاری توپون کو جب ساتھ نہ لے سکا تو اُنمین میخین ٹھوک کر بیکار کرگیا۔ اور دوسری جگہ جاکر مورچے جمائے اور گرد اُنکے خندقین کھودین۔ یون کیا محاصرین تھے یا محصورین بن گئے۔ اگرچہ ذوالفقار خان میدان مین نکلا اور دو ہزار آدمیون سے ایسا مقابلہ کیا کہ دشمنون کو شکست دیدی اور بہت سی غنیمت ہاتھ لگی۔ مگر بعد چند لڑائیون کے اس بات پر صلح ہوئی کہ وہ بیس میل کے قریب وندیاوش مین جاکر مقیم ہو اور وہان بادشاہی حکم کا منتظر رہے۔ بادشاہ کا یہ حکم آیا کہ جمدۃ الملک اور شاہزادہ چلے آئین۔ ذوالفقار خان وہان رہے اور اسی کو بالکل اختیار اس مہم کا رہے۔ اب ذوالفقار خان نے پھر محاصرہ نہ کیا بلکہ وہ جنوب کی طرف چلا گیا۔ بعض مورخ اس حرکت کو اسپر حمل کرتے ہین کہ وہ دشمنون سے

سازش رکھتا تھا اور دیدہ و دانستہ لڑائی کو طول دیتا تھا اور اُسمین اُسکا مقصود یہ تھا کہ سپاہ عظیم کی سپہ سالاری اور مدار المہامی بادشاہ کے مرتے دم حاصل رہے کہ نیا بادشاہ اُسکو سمجھے بادشاہ اب چندروز کا مہمان معلوم ہوتا تھا (سب سازشون کا حال جو لکھا گیا ہے وہ فقط مورخون کے خیالات اور قیاسات ہین قابل اعتبار نہین) اب اس فرصت دینے کا نتیجہ یہ تھا کہ قاسم خان جو ایک ممتاز افسر بادشاہ کا تھا جب وہ سنتاجی کے روکنے کے لئے ایک بڑا حصہ سپاہ کا لایا تو اُسنے جیتل درگ واقع میسور مین بھاری شکستین پائین اور جب وہ مجبور ہو کر ایک قصبہ کی طرف بھاگا تو وہان کے باشندون نے اُسے پناہ نہ دی غرض ایک قلعہ مین وہ محصور ہوا۔ اور یہان تک اُسکا حال تنگ ہوا کہ زہر کھا کر اس دنیا کی ندامت سے چھوٹا اور ساری سپاہ نے جو ایک چوتھائی سے بھی کم باقی رہی تھی اپنے تئین دشمنون کے حوالہ کیا۔ دشمنون نے اُنکو روٹی اور پانی دیا۔ پھر ایک بار فوج شاہی کو سنتاجی نے شکست دی اگرچہ ذوالفقار خان اپنی حکمتین کیا کیا مگر اورنگ زیب جیسے بادشاہ دانشمند کے روبرو ان حکمتون کا مدت تک چلنا دشوار تھا۔ اب وہ سوچا کہ اگر جنجی نہ فتح ہوگی تو بڑی ندامت سے بادشاہ پاس جانا پڑیگا۔ اسلئے اُسنے شعبان ۱۱۰۹ھ مین جنجی پر حملہ کر کے فتح کر لیا۔

مگر پھر بھی راجہ رام کو مع اہل و عیال خیر و عافیت سے نکلنے دیا۔ وہ چار رانیان اور تین بیٹے اور دو لڑکیان اور اپنے دوست آشنا ؤن کو کشتی مین بٹھا کر لے گیا اس فتح پر عالمگیر نے حیدر علی خان بخشی کو لکھا ہے کہ جنجی فتح شد. ورانا حربی گریخت گرفتنش چندان کار نہ بود اما از اغماض کہنہ عملان از دست رفت۔ اس فتح سے سوا اور قلعے جو عبارت ملک کرناٹک سے ہے اور نئی بنا و ذریعہ ممالک محروسہ مین بڑھے۔

سوا اس قلعے کے چھن جانے کی دو اور باتین ایسی پیش آئین کہ مرہٹون کی پیش قدمی کی وہ مانع ہوئین یعنی سنتاجی اور اسکے نائب دھناجی مین قصے قضائے شروع ہوئے اور انجام اسکا یہ ہوا کہ سنتاجی جسنے سات برس سے مغلون کو ڈرا رکھا تھا اور کیسے بڑے بڑے کام کئے تھے کسی نے اسکو مار ڈالا۔ راجا رام تو اسکے کمالات اور کامیابیون کو دیکھ کر جلتا تھا

(۲) مرہٹون [illegible]

اور فوج اس سبب سے ناراض تھی کہ وہ اُنکی آزادی کا مانع تھا اور آئین قوانین کا پابند
اُنکو کرتا تھا۔ اس بات پر اسکے تمام خاندان نے راجارام کی نوکری چھوڑ دی اور بطور خود
مسلمانوں سے لڑنا شروع کیا۔ دوم یہ کہ بادشاہ نے سپاہ کا ایسا انتظام کیا کہ اگر وہ پہلے سے
کرتا تو ان پنڈاروں کے ہاتھوں سے یہ تکلیفیں نہ اٹھاتا یعنی اُس نے سپاہ دو قسم کی مقرر کی
ایک فوج رواں۔ اسکا کام یہ تھا کہ جہاں مرہٹے کھلے میدانوں میں آئیں تو اُن سے لڑنے
جائیں۔ اس فوج کا سپہ سالار ذوالفقار خان کو مقرر کیا۔ دوسری فوج محاصر۔ اسکا کام
یہ کہ وہ قلعوں کو محاصرہ کر کے فتح کرے اس سپاہ کی افسری خود بادشاہ نے اختیار کی گو
ساری فوج یوں کام میں لگی اور بادشاہ نے پیرانہ سالی میں جفاکشی اور محنت کا بوجھ
لیا۔ مگر اب فساد دون کا دریا ایسی طغیانی پر پہنچ گیا تھا کہ صرف جنگی انتظاموں کے ذریعہ سے
روک تھام اسکی ممکن نہ تھی۔ اگرچہ ذوالفقار خان نے راجارام کو بھگا کر اور بعد اس کے
مرہٹوں کو شکستوں پر شکستیں دیکر مسلمانوں کی دلیری اور دلاوری پر آمادہ کیا۔ مگر
آخر کار اُسنے اپنا مآل پہلے حال سے بھی بدتر دیکھا وہ سمجھ گیا کہ مرہٹوں کو شکست کا
صدمہ پہنچانا دریا پر لاٹھیوں کا مارنا ہے۔ یعنی جیسا لاٹھی کا اثر پانی پر نقش بر آب ہے
ایسا ہی مرہٹوں پر اسکی شکست کا اثر بے اثر ہے۔ مرہٹوں کی فوجیں شکست کھا کر
ایک دن منتشر ہوتی ہیں اور دوسرے روز پھر ویسی ہی جمع ہو جاتی ہیں اور بادشاہی فوج
کی یہ صورت تھی کہ شکست کی صورت میں نقصان اور ندامت اور فتح کی حالت میں
خزانہ خرچ ہونا محاصل ملک میں فرق آتا۔ یہ کیفیت تو ذوالفقار خان کی سپاہ
کی تھی اور جس سپاہ کو لیکر بادشاہ خود لڑائی میں مصروف ہوا تھا البتہ اُس سے بہتر نتائج
کی زیادہ توقع تھی۔ بادشاہ اپنی اقامت گاہ سے روانہ ہوا۔ امراء کو افسوس تھا
کہ وہ اس بڑھاپے میں ایسی سخت کاموں کے واسطے جاتا ہے۔ اور جو مکان اُنہوں نے
اسکی آسایش اور آرام کے واسطے بنایا ہے اور ایک شہر کی بنیاد ڈالی ہے اسکو
چھوڑتا ہے غرض یہ بادشاہ والا ہمت چند قلعوں کو فتح کر کے ستارہ کی بدرج

کھڑا ہوا جسکو راجارام نے اپنا دارالسلطنت بنایا تھا اور ایسے وقت مین ایسی حکمت
سے بہت جلد اسکو فتح کیا کہ محصور اُسکے مقابلہ کے لئے باسامان تیار نہ تھے مگر اسپر
بھی محصورین نے مقابلہ کیا۔ اور وہ کئی مہینہ مین سنہ [illegible] مین فتح ہوا۔

راجارام کا حال

راجارام جنجی سے بھاگ کر دکن مین آیا۔ اور ایک ایسی سپاہ کثیر جمع کی کہ پہلے
کسی مرہٹی سردار کے پاس جمع ہوئی تھی اور اس سپاہ کے ذریعہ سے چوتھ لینے کا بھی خوب
انتظام کیا۔ جہان سے وہ نہ وصول ہوتی تو مستاجر سے اقرارنامے لکھاتا۔ یہ تحریرین
آیندہ زمانہ مین بہت کام آئین مگر وہ جب ایک بار نربدا کے پاس سے گذرتا تھا تو ذوالفقار
نے اسکو ایک سخت شکست دی اور اُسکے تعاقب مین بڑھکر ایسا حیران اور دق کیا کہ وہ
بیمار ہوگیا اور ایک مہینہ کے اندر سنہ [illegible] مین مرگیا۔ راجارام نے اپنے خاندان کے نام کو
رکھ لیا۔ سنتاجی کے مارنے کا الزام اُسکے ذمے لگاتے ہین مگر ثابت نہین ہوتا۔ اُسکے مرنے
سے گو مغلون کو بڑی خوشی ہوئی۔ مگر کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا اسکی جگہ سیواجی
اُسکا بیٹا گدی پر بیٹھا اور تارا بائی اسکی نائب مقرر ہوئی۔ یہ عورت بھی ہمت اور
شجاعت اور لیاقت اور قوت مین جوانمردون سے کم نہ تھی۔ وہ ایک مقام سے دوسرے
مقام مین دشمنون کے تعاقب سے بچتی پھرتی پھری اور دشمنون کو خوب گھٹاتی رہی اور
دوستون کی ہمت بڑھاتی رہی۔

قلعون کی فتوحات بادشاہ کا حال

قلعون کی فتوحات کا حال بادشاہ کا نہایت طول طویل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ
بادشاہ چار سال سے برہم پوری جسکا نام اسلام پوری رکھا تھا قیام پذیر تھا۔
وہان سے قلعون کی فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا جس ترتیب سے انکو فتح کیا اسی ترتیب
سے ہمنے نام لکھے ہین۔ برلیت گڈھ۔ سنت گڈھ۔ ستارا۔ پرلی۔ پھوسان گڈھ۔
کھیلنا۔ بہادر گڈھ۔ راج گڈھ۔ واکن کھیرا۔ ان مین سے بعض قلعون کے محاصرے مدت
دراز تک رہے اور بہت خونریزیان ہوئین اور انکی فتح مین رنگارنگ کی تدبیرین
اور انواع اقسام کی تجویزین کام آئین۔ قلعہ کھیلنا کی فتح مین بادشاہ جبان پر

کھیل گیا اور جو مصائب اُسنے اس قلعہ کی فتح مین اُٹھائین وہ پادشاہ کے رقعہ سے جو اُسنے اپنے بیٹے کے نام لکھا ہے معلوم ہوتی ہین تفصیل مصائب سفر علیل کھیلنا از وکیل و اظہار جو اسپ شنیدہ باشد کہ حالت نا دیدنی و محنت ناشنیدنی برا سا مان گذشت۔ ان قلعون کی فتوحات کا تفصیل وار بیان نہایت دشوار اور مشکل ہے ان سب فتوحات کا انجام یہ تھا کہ پادشاہ دھر قلعے فتح کرتا ادھر دشمن پھر لے لیتے۔

اوپر جو مضامین لکھی ہین انگریزی کتابون سے لکھی ہین ان ہی مضامین کو ہم فارسی تاریخون سے لکھتے ہین مقابلہ کرکے دونو بیانون کا فرق طلبہ جانین۔

سوانح سال سی و دوم سنہ ۹۹ او سنہ ۱۱

جب شاہزادہ محمد اعظم سنبھا کی تنبیہ کے لئے رخصت ہوا تو قلعہ بلگانون (بلگانون تلگانون۔ بلگانون) کی فتح پر وہ متوجہ ہوا۔ ولایت بیجاپور کے توابع کے مضبوط قلعون مین سے یہ ایک قلعہ تھا۔ تھوڑے دنون مین مورچالون کے لگانے اور توپخانون کے چلانے نے محصورین کو تنگ کیا۔ یہان بیجاپور کی طرف سے جو حاکم مقرر تھا چندروز ہوئے تھے ایک طفل خرد سال کو اپنا سردار محصورین نے بنا لیا تھا محصورین نے چندروز ہاتھ پاؤن مارے۔ جب اپنی کوشش کو نارسا دیکھا تو امان چاہی۔ اور قلعہ مع مضافات کے فتح ہوا اسکا نام اعظم نگر رکھا گیا۔ برسات کے آجانے سے شہزادے نے یہین چھاؤنی ڈالی طفل مذکور کو پادشاہ پاس لے گئے۔ اُسنے اُسکو منصب عطا کیا۔

خان فیروز جنگ قلعہ ادونی کے پاس پہنچا اول یہان کے حاکم مسعود کو جو بیجاپور کا ایک کہن سال حبشی تھا اطاعت کے لئے پیغام بھیجا گیا اس بڈھے نے اس امر کو قبول نہین کیا تو فیروز جنگ نے اس ولایت کی تاخت و تاراج شروع کی مورچالون کو بڑھایا۔ سنگین لگائین قلعہ سے جو جماعت شوخی کرکے باہر آئی اُسکے قتل و دستگیر کیا۔ بہت کوشش و کشش اور رنیرہ ہای نمایان و ریورشہا کہ دلیرانہ ظہور مین آئین تو مسعود نے اپنے فرزندون کو پادشاہ پاس بھیجا۔ پادشاہ نے ہر ایک کو لائق منصب دیا اور خود اس سبب

مین آیا کہ برص سے اسکا چہرہ سفید ہوگیا۔ اسکا اللہ شافی کیا۔ قلعہ دونی کا نام امتیاز گڈھ رکھا گیا۔ فتح کی تاریخ یہ ہوئی ع فتح ادونی نمود پادشاہ دین پناہ۔ خان فیروز جنگ یہان بندوبست کرکے بیجم صفر کو بادشاہ کی خدمت مین آیا۔

خان فیروز جنگ چند روز بادشاہ کی خدمت مین رہا۔ بادشاہ نے اسکو سنبھا کی استیصال کے لئے روانہ کیا اور خود اسکے استظہار کے لئے سفر کا ارادہ کیا۔

محرم کے مہینہ مین ایک آفت کیا قیامت برپا ہوئی کہ طاعون وانہ شروع ہوئی عناب کی برابر دانہ بغل یا بن گوش یا کش ران مین نمودار ہوتا اور آنکھون مین سرخی حرارت کھائی دیتی۔ تو اسکے وارثون کو کفن و دفن کا فکر واجب ہوتا۔ اس سبب سے شادی کی رسم اٹھی۔ زمانہ سوگ مین بیٹھا۔ وبا یہ چاہتی تھی کہ بنی آدمی کا بیج نہ چھوڑون اور صرف فنا ارادہ کرتی تھی کہ کسی کے نخل حیات کو کھڑا نہ رہنے دون۔ اطبا کی تدبیر کا اثر کچھ نہ ہوتا جسکو یہ مرض ہوتا اکثر دو تین روز مین مرجاتا بہت کم دو روز جیتے۔ جو لوگ زندہ تھے وہ بھی اپنے تئین مردہ سمجھتے تھے۔ ایک دوسرے کے حال پر توجہ نہین کرتا۔ نفسا نفسی کی آواز ہر طرف بلند تھی۔ بیچارون نے دنیا کے کاروبار سے ہاتھ اٹھا لیا تھا مرنے کے منتظر تھے۔ اورنگ آبادی محل و محمدی راج پسر مہاراجہ جسونت سنگھ جسنے محل مین پرورش پائی تھی اور تیرہ برس کی عمر تھی اور فاضل خان چندراور بڑے بڑے نامی آدمی مرگئے۔ اور ادنی اور متوسط ہندو مسلمان ایک لاکھ کے قریب مرے۔ بعض کو دماغ کا مرض ایسا ہوا کہ چشم و گوش و زبان کام سے گئے۔ فیروز جنگ کی آنکھ مین ضعف شروع ہوا۔ دو مہینے تک اس وبا کا زور رہا سہ قیامت بود یا شور وبا بود۔ اس وبا کی تاریخ ہے۔ سنہ اس مین نکلتے ہین۔

شاہزادہ محمد اعظم کو بہادر گڈھ و گلشن آباد کی طرف اور فیروز جنگ نے جگڈھ وغیرہ کی طرف گئے ہوئے تھے۔ بادشاہ نے مقرب خان عرف شیخ نظام حیدرآبادی کو سنبھا کی تنبیہ کیلئے بھیجا تھا۔ انہین سے ہر ایک اپنی جوہر تردد کے ظاہر کرنے سے خدمات نمود

وبا کا دانہ اور یا دانہ کا [illegible] سے مر جانا۔

[illegible] سنہ ۱۰۹۹

مین تقدیم کرتا تھا۔ دکن مین مقرب خان فنون سپہ گری اور کار طلبی مین مبارز پیشون مین مشہور
تھا۔ وہ قلعہ پرنالہ کی تسخیر کے لئے کولاپور کے نزدیک گیا تھا اسنے جاسوسون کو بھیجا
کہ وہ سنبھا کی خبر لائین۔ وہ اپنے باپ سے بھی زیادہ تکلیف رسانی مین مشہور تھا۔ اتفاقات
کی بات ہے کہ اسنے اپنے اصل مقام راہیری مین رہنا چھوڑ دیا تھا۔ کھیلنا مین رہتا تھا
یہان اسنے ذخائر جمع کر لئے تھے اور اطراف کا بند و بست کر لیا تھا اسکو افواج
پادشاہی کا خوف کچھ نہ تھا۔ وہ خاطر جمعی سے دریا بان گنگا پہ نہانے گیا تھا یہ دریا
سرحد پرگنہ سنگمیشر کے نزدیک ایک منزل پر دریا شور پہ تھا سنبھا دشوار گذار درون
مین آیا۔ جن مین اسکے وزیر کب کلس (جوشلا) نے بڑی بڑی عمارتین بنائی تھین
زمین نقش و نگار بنائے تھے اور اشجار ثمردار اور لالہ زار لگائے تھے۔ یہان کب کلس
و عیال اور ریٹیا سا ہو اور ہوا خواہون کی جماعت اور تین ہزار سوار اسکے ساتھ تھے
یہان سے فارغ ہو کر اُس نے قلعہ بنگلان پر تعب سرا یا بالشدت فراز راہون پر اور تراکم اشجار
خاردار پر نظر کرکے توقف کیا وہ اپنے باپ کے طریقہ کے خلاف شراب پیتا تھا اور
یہ جینو کے ساتھ مزے اڑاتا تھا عیش و عشرت مین ڈوبا ہوا تھا۔ تیز پا ہرکارون نے
مقرب خان کو خبر دی کہ وہ اس طرح غفلت اور لہو و لعب مین پڑا ہے۔ مقرب خان نے نہ
اپنی جان کا اندیشہ کیا اور نہ قلع بنگلان کا خوف وہ اپنی بنگاہ کولاپور سے سنبھا کے
مکان تک جو ۴۵ کروہ تھا دو ہزار سوار اور ایک ہزار پیادے لیکر روانہ ہوا باوجودیکہ
ہمراہیون نے منع کیا کہ راہ بڑی قلعت ہے اور راہ کے بابین چند کتل و پیچے ہین جیسے
انبا گھاٹھ وغیرہ اور دریاء قلعت ایسے واقع ہین کہ اگر تیس چالیس پیادے بن ہتیار ون کے
سر راہ کو گھیر کر بیٹھیں اور پتھر پھینکین تو فوج کلان کا عبور خیال محال ہے مگر مقرب خان
کو جہاد کا خیال تھا کہ اگر مین اس کافر پر غالب ہوا تو غازیون کے جرگہ مین داخل ہونگا۔
اور اگر مارا گیا تو درجہ شہادت ملا۔ وہ سوار ہوا ایلغار کرکے مسافت دشوار گذار
کو طے کرتا جہان کوئی مکان قلع آتا اول خود پیادہ ہوتا پھر اسکے ہمراہی رفاقت کرتے

اور بجلی کی طرح اُن پر اشجار تعنگتا ؤن سے گذر جاتے۔ اسطرح سنبھا کے نزدیک جا پہنچا جب
سنبھا کے ہرکارون نے فوج پادشاہی کے آنے سے اطلاع دی جسکو مرہٹون کی اصطلاح
مین فوج یا لشکر مغل کہتے ہین تو اس بدمست نے اس گمان سے کہ اس مکان مین افواج مغل کا
تو ہم محض و تصور باطل ہے۔ نشے مین اسنے حکم دیا کہ ان ہرکارون کی زبانین کاٹ ڈالی
جائین اور اصلا سوار ہونے اور مورچال باندھنے کا فکر نہ کیا۔ مقرب خان اپنے بیٹے اور
برادرزادون اور دس بارہ خویشون اور دو تین سو سوارون کو لیکر سنبھا کے سر پر جا
چڑھا تو وہ بے خود سرمست ایک فوج کو ہمراہ لے کر لڑنے کھڑا ہوا۔ اسکی سپاہ کجہت
آدمی کمر باندھنے اور ہتیار لگانے کا بہانہ بنا کے روپوش ہو گئے اسکا وزیر کلوشا
جو اسکا ہمدم و ندیم و فدوی تھا سنبھا کو اپنی پشت پر رکھ کر نامی مرہٹون کی ایک
ایک جماعت لیکر مقابلہ مین آیا۔ دار و گیر کی شروع مین ایک تیر اسکے زیر کی بازو مین
لگا اور وہ گھوڑے سے گرا تو اسنے فریاد کی کہ مین رہا سنبھا نے کہ فرار کی فکر مین تھا
گھوڑے سے کود کر کہا کہ بابجی مین بھی رہا پانچ چار مرہٹے مارے گئے ہونگے کہ سب فرار
ہو گئے۔ سنبھا ایک بت خانہ کی پناہ مین گیا یا کلوشا کی حویلی مین گھسا اور وہان
پوشیدہ محصور ہوا سپاہ پادشاہی لشکر نے اسکا سراغ لگایا۔ اسنے لاحاصل ہاتھ پاؤن
مارے وہ مع عیال اور پسر خرد سال ہفت ہشت سالہ ساہو نام اور دو اسکی بیویان
اور اسکے ہمدم صاحب مدار گرفتار ہوئے۔ اسکا چھوٹا بھائی راجہ رام نام کہ ایک قلعہ
مین مقید تھا بچ رہا ان سب کو دست بستہ موکشان مقرب خان کی سواری کے پیچھے لائے
سنبھا نے داڑھی منڈا کے خاکستر منہ پر ملی تھی اور تغیر لباس کیا تھا لیکن اس نشانی سے کہ
مروارید کی مالا اسکے رخت کے نیچے سے نکلی اور اسکی سواری کے گھوڑے کے پاؤن مین
طلا کی جھانجھن تھے وہ پہچانا گیا۔ اسکو مقرب خان نے اپنے ہاتھی پر ردیف بنایا اور
بعض کو طوق و زنجیر سنبھا کے ہاتھی پر بٹھایا اور ایک جماعت کو گھوڑے سوار کیا اور فتح
کا نقارہ بجاتا ہوا اپنی بنگاہ کولا پور مین آیا۔ حقیقت حال کو پادشاہ سے عرض کیا

بادشاہ پہلے سی یہ حال سن چکا تھا۔ یہ مژدہ روح پرور ایک عالم کی فرحت و شادی کا
سبب ہوا۔ بادشاہ اکلوج مین تھا کہ یہ قیدی اس باس آگئے۔ لاکھون آدمی سیر کو آئے
ان بدبختون کے واسطے ایران کے دستور پر تختہ کلاہ کیا اور انکو لباس جسپر ہنسی آتی ہی پہنایا طرح طرح کے شکنجہ عذاب
مین انکو کھینچوایا خواری کے ساتھ اونٹون پر سوار کر کے ڈھول اور نفیرین بجاتے ہوئے انبوہ خلایق
مین تشہیر کرتے ہوئے لائے۔ مقرب خان کے آنے مین چار پانچ روز لگے۔ اس خوش وقتی
مین لاکھون ہندو مسلمان ایسے تھے کہ انکو خوشی کے مارے نیند نہین آئی۔ جس قریہ گانون مین
یہ خبر پہنچتی وہان سے خوشی خوشی سیر تماشے کے لیئے لوگ دوڑے آتے کئی دن تک ایک عالم
کو دن رات شب برات تھی۔ غرض جسوقت یہ قیدی بادشاہ کے تخت کے نیچے آئے
تو بادشاہ نے تخت سے اترکر دو رکعت شکرانہ ادا کی۔ کب کلش نے جو خود مقید تھا۔ اور
ہندی شعر خوب کہتا تھا چشم و زبان سی سنبھا کیطرف مخاطب ہو کر یہ شعر ہندی کہا
جسکا مضمون یہ تھا کہ۔ اے راجہ تجھے دیکھ کر عالمگیر مین باوجود اس فر و حشمت کے۔
تخت نشینی کی طاقت نہ رہی اور بے اختیار ہو کر تیری تعظیم کے لیئے تخت سی اٹھ کر نیچے اترا
اسکو زندان خانہ مین بھیجا۔ اگرچہ بعض ہواخوان کی مصلحت یہ تھی کہ ان تیرہ بختون کو
جان کی امان دیکر قلعون کی کنجیان سنبھا کے منصوبون سے طلب کر کے جا بجا اپنے
قلعہ دارون کو متعین کرین اور سنبھا کو قلعہ مین دائم الحبس کرین۔ مگر مقید یہ جانتے تھے
کہ آخر کار انکا سر دار پر چڑھے گا۔ اگر خواری و ذلت کے ساتھ محبوس و مایوس و محروم
لذت زندگانی سی رہی تو ہر روز انکے واسطے ایک مرگ تازہ ہوگا۔ دونو راجہ او وزیر نے
بادشاہ کو ناشائستہ باتین کہتے۔ خدا کو منظور یہ تھا کہ رشتۂ فساد کندہ نہ ہو۔ اور
بادشاہ کی باقی عمر عزیز اس ہم اور قلعہ گیری مین ختم ہو۔ اسلیئے بادشاہ نے یہ چاہا کہ انکے
نخل حیات کو قطع کیجیئے قلعے انکی کوشش سے فتح ہو جائینگے اسلیئے وہ امان دینے پر اور
قلعون کے لینے پر راضی نہین ہوا۔ حکم دیا کہ دونو سنبھا اور کلس (کلوشا) کی زبانین
نکالین کہ وہ منہ سے ناسزا باتین نہ کہہ سکین۔ پھر انکی آنکھین نکالین اور دس گیارہ

قیدیون کو عقوبت سے مارا سنبھا اور کب کلس کے کلون کے پوست کو گھاس سے بھرا اور اُن کی تشہیر بال تضیر کے ساتھ دکن کی تمام شہر و بلاد مین کرائی سنبھا کے مارے جانے کی تاریخ کا فر بچہ جہنمی رفت۔ ہوئی۔ مآثر عالمگیری مین لکھا ہے کہ سنبھا جی کے گرفتار ہونے کی بشارت بادشاہ کو سید بدیع اللہ سجادہ نشین گلبرگہ نے پہلے سے دی تھی۔ گو وہ بظاہر ممنوعات سے معلوم دیتی تھی۔

جب سیوا جی نے قلعہ راہیری بنایا۔ وہان آواخر تابستان مین پانی بہت کمیاب ہو جاتا تھا تو سیوا جی نے اپنے مکان کے نشیمن پاس سنگ خارا مین کھدواکے ایک باولی بنوائی تھی اور وہان بیٹھنے کے لئے اپنا ایک تکیہ گاہ بنایا تھا وہان وہ بیٹھتا۔ اور ساہوکارون اور غریبون کی عورتین جب پانی بھرنے آتین تو انکی عورتون کو فصل کا میوہ تقسیم کرتا اور عورتون سے اسطرح باتین کرتا کہ جیسے کوئی مان بہنون سے کرتا اسکے خلاف سنبھا جی نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب عورت پانی سے مٹکا بھر کے سر پر رکھتی۔ اور ایک ہاتھ سے مٹکا تھامتی۔ اور دوسرے ہاتھ کو کمر پر رکھ کے چڑھتی اور اسکے چبوترہ کے پاس آتی تو وہ اسکی چھاتی پکڑ لیتا اور ایک گھڑی دو گھڑی اُسے حیران کرتا وہ عورت عاجز ہو کر مٹکے کو سر سے پھینکتی اور فضیحتی کے ساتھ اسکے ہاتھ سے نجات پاتی۔ باپ کے زمانہ مین جو رعایا آباد ہوئی تھی۔ ناچار وہ فرنگیون کی عملداری مین جا بسی۔

سنبھا جی کا چھوٹا بھائی راجہ رام مقید تھا جب سنبھا جی مارا گیا تو مرہٹون نے راجہ کو اپنا سردار بنایا۔ پہلے اسسے کہ ذوالفقار نے راہیری کا محاصرہ کرکے محصورون کو تنگ کیا ہو وہ جوگیون کے لباس مین کہ کوئی پہچانے نہین قلعہ سے بھاگ گیا جب بادشاہ کو اسکی خبر مخبرون نے دی تو عبداللہ خان بارھہ کو حکم ہوا کہ وہ اس گمراہ کو گرفتار کرے اسکو جاسوسون نے یہ خبر تحقیق پہنچائی کہ مدتون تک راجہ رام گمنامی مین رہا اب اُسنے تین سو سردار جمع کئے ہین اور رانی بدھنور کے زمینداری کے علاقہ مین آیا ہے خان مذکور نے قلاع کے انتزاع کو اور وقت پر موقوف رکھ کر اپنے بھتیجے حسن علی کو

سنبھا جی کی بدچلنی۔

راجہ رام کا راہیری سے بھاگ جانا۔

اسطرف روانہ کیا۔ اور خود تین رات دن ایلغار کرکے زمینداری کی حد مین متصل سجان گدھ
دھرا کے گیا۔ جو دریاء تم بھدرہ کے کنارہ پر اسکے علاقہ مین واقع ہے یہان اُسنے جنگ کی
اور سرداروں ہندوراؤ وایلکوجی برادر سنبھاجی وکھیرجی ونانتیا گھوڑپڑہ کو قریب سو
آدمیون کے گرفتار کیا اور راجہ رام ہتیار کیا بلکہ چیرہ وجامہ وجوتیان چھوڑکر بھاگا۔
ایسا بھاگا کہ کسی کو خبر نہ ہوئی۔ اگرچہ اس بہادر نے یہ کارنمایان کیا مگر اسپر یہ شبہ ہوا کہ
اُسنے راجہ رام کی گرفتاری مین اغماض کیا اور رانی کی نسبت یہ ظن تھا کہ اُس کو
چھپا کر چھوڑ دیا۔ قیدی ارک بیجاپور مین مقید ہوئے اور جان نثار خانے انکو تنگ
کرکے اُنسے پیشکش جرمانہ مین لی تعجب یہ ہے کہ ہندوراؤ وبھیرجی اور چند اور سردار
بھاگ گئے اور باقی اسی آدمی قتل کئے گئے۔

سوانح سال سی و سوم سنہ ۱۱۰۰

۲ شوال سنہ ۱۱۰۰ کو بادشاہ نے بخشی الملک روح اللہ خان کو مرہٹون کے قلعہ راہجور کی
تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ ۱۵ محرم سنہ ۱۱۰۲ کو اعتقاد خانے قلعہ راہیری فتح کرلیا اور سنبھا
اور راجہ رام کے تمام ماؤن اور عورتون اور بیٹون اور بیٹیون کو قید کرلیا جسپر شادیانہ فتح
بلند ہوا۔ عبدالرحیم خان مامور ہوا کہ وہ قلعہ راہیری مین ضبط اموال کرے۔ بادشاہ نے
حکم دیا کہ مادر سنبھا زن بیوا اور اُن کے متعلقون کے لئے گلال باری مین خیمے بقدر گنجایش
لگائے جائین اور انکو اعزاز واحترام سے ان مین اُتارین۔ ہر ایک کا سالانہ مقرر کیا گیا
بڑے بیٹے ساہو نہ سالہ کو منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور راجگی کا خطاب
وخلعت وغیرہ عنایت کیا اور اسکے چھوٹے بھائیون مدن سنگہ اودادھو سنگہ کو حکم
دیا کہ وہ اپنی مان اور دادی پاس ہین انکی ہر ایک سرکار کے واسطے ایک متصدی مقرر
کیا۔ اس سے مارکشتن وبچہ مارنگاہداشتن وآتش افروختن واخگرگذاشتن کا نتیجہ بادشاہ کے
کے مرنے کے بعد ظاہر ہوا۔ جسکا بیان آگے ہوگا۔
۲ شوال سنہ ۱۱۰۰ کو بخشی الملک روح اللہ خان دشمنون کے قلعہ راہجور کی فتح کے لئے

[illegible]

مقرر ہوا تھا اُسنے ۲۶ صفر سنہ ۱۱۰۲ کو اس قلعہ کو فتح کر لیا فیروز نگر بھی اُسکا نام تھا -

ایک دن دیوان عدالت العالیہ صلابت خان میر توزک نے اول ہی دفعہ ایک شخص کو بادشاہ کو دکھایا کہ وہ بنگالہ سے اسلئے مرید ہونے کے لئے آیا ہے - بادشاہ نے جیب خاص سے ایک سو روپیے اور چہرن طلا و نقرہ خان مذکور کو دیئے کہ اس شخص کو دیدے - اور کہدے کہ ہم سے جس فیض کا تصور ہو سکتا ہے وہ یہی ہے - جب خان نے اس شخص کو یہ چیزیں دین تو اُسنے انکو اطراف مین پھینکدیا اور خود دریا مین جا گرا - خان نے فریاد کر کے اس ڈوبتے کو نکلوایا - بادشاہ نے توجہ باطنی سے سردار خان سے فرمایا کہ ایک شخص بنگالہ سے آیا ہے اُسکے دل مین یہ خیال باطل سمایا ہے کہ ہمارا مرید ہو

ٹوپے لیندی یا ورہ دیندی کہے سچ   چوہا کھندن باولی تو گل باندھے چھج

اس ہندی فقرہ کے الفاظ مشکوک ہین - تذکرہ چغتائیہ مین لکھا ہے کہ اینہر دو فقرہ بر زبان گوہر بار آوردنا ہر کہ ہی فہمد بر کمالات صورت و معنی آن خداوند شیفتہ و والہ می گردد -

(حاشیہ: ایک بنگالی کا بادشاہ کا مرید ہونے کے لئے آنا -)

سعادت خان عرف محمد مراد حاجب حیدر آباد اگرچہ بادشاہ کے خانہ زادون و عقیدت نشانون اور جان نثار فدویون مین تھا لیکن ایام حجابت مین وہ یہ چاہتا تھا کہ بادشاہ ابو الحسن کی عفو تقصیرات مین اسکے حال پر ترحم کرے - بعض مقدمات مین وہ آتش فروزی زیادہ نہین چاہتا تھا اور بادشاہ کی مرضی کے خلاف اُسنے دو تین مقدمون کو مخفی کیا تھا - ایک ان مقدمون مین سے یہ تھا کہ ابو الحسن نے جو سنبھا کو روپیہ دیا تھا اسکی اطلاع بادشاہ کو نہین دی - اور ایسے ہی اور دو تین مقدمے تھے جنکے سبب سے گلکندہ کی فتح کے بعد اسکا منصب کم کیا گیا اور اسی ہزار روپیہ جو ایام حجابت مین اسکو دیا گیا تھا وہ نازیافت ہوا - نو عدد خوانچہ جنمین چہل لاکھ روپیہ کا جواہر تھا اور جنکو اُسنے اپنی حسن تدبیر سے ابو الحسن سے لیا تھا بعض ہمدمون نے سمجھایا کہ اسکے جواہر کو کم قیمت جواہر سے بدل لو مگر اُسنے بغیر کسی خیانت کے بادشاہی خزانچیون کے حوالہ ان خوانچون کو کیا تو جواہر خانہ کے متصدیون نے

(حاشیہ: عالمگیر کی دیانت [illegible] اعلیٰ درجہ -)

عرض کیا کہ تو عدد خوانچہ جواہر جنکے اوپر موم کی مہر کا نقش نہین ہی اور نہ ابو الحسن کے...
متصدیون کی سیاہ مہری ہے وہ ہمارے سپرد کیئے گئے ہین۔ پادشاہ نے فرمایا کہ اس
مہم مین ہم کو اسکی دیانت پر پورا اعتبار ہی۔ وہ واقعی ہمارا خانہ زاد ہے۔ ہماری گوئیون
اور گیندھون کا کھیلا ہوا ہی۔ حجابت مین چند کام ہماری مرضی کے خلاف کیئے تھے
چشم نمائی ضرور تھی۔ اسکو پھر بحال کردیا اور مرشد علیخان کا خطاب دیا۔ جو
اسکے باپ کا خطاب تھا تو اس نے عرض کیا کہ مین اپنے تئین باپ کے خطاب کے قابل نہین جانتا
خانہ زاد کا خطاب عطا ہو۔ پادشاہ نے مسکرا کے یہی خطاب اسکو دیدیا۔ دیانت کا حال
اس زمانہ مین یہ تھا کہ بہت سے متصدی پیشہ صاحب غرض نفس پروری کرکے کسی متدین
نہین جانتے۔ دیانت امانت داری کو لغو فعل سمجھتے ہین لیکن عاقل صلاح شعار عاقبت
اندیش پر ظاہر ہی کہ آسمان کے نیچے انسان کے واسطے کوئی محمود خصلت بہتر امانت دیانت
سے نہین ہی۔ برکت عزت آبرو ترقی پائداری دولت و خلاصی باز خواست دارین۔
اور عاقبت بخیری اپنی اور اولاد کی دیانت و کم آزاری خلق اللہ مین ہے۔ بشرطیکہ
دیانت داری خدا کی رضا کے لئے ہو جسمین خلق اللہ کو مضرت و ایذا نہ پہنچانے کا قصد
ہو اور آبادکاری ملک پر نظر ہو نہ خوشنودی مخلوق کے لئے خلق اللہ کی گردن مارے
جو جماعت کہ اپنی نفس پروری اور امیر و وزیر کی خوشنودی کے لئے رعایا پر ظلم و تعدی
کرتے ہین۔ خدا تعالی اسی مخلوق کو انکی ہلاکت کے واسطے مقرر کرتا ہے اس پادشاہ کے
عہد مین بعض عمدہ ملازم دیانت مین مشہور ہین۔ عاقل خان خافی کے بعد امانت خان سے
باوجودیکہ وہ روز کار کا کاروبار کرتا ہی مگر بفقیر وضع زیست کرتا ہی وہ زیردستون کی تالیف
قلوب کرتا مستمندون کے حال پر رعایت کرنے کو پادشاہ کے لئے مال جمع کرنے پر ترجیح دیتا تھا
ایام دیوانی دکن مین اورنگ آباد و خاندیس وغیرہ کی رعایا مالگذار پر اسنے بڑا احسان
کیا کہ بارہ لاکھ روپئے کہ بابت باقی سنوات کے رعایا سے مقیم حال سے سرکار طلب کرتی تھی
اور ہر سال منصبدار اہل دیوان کے احدی مقرر ہو کر انکے وصول کرنے کے لئے جاتے تھے۔

اور کوئی دام و درم نہین وصول کرتے تھے اور اپنی مٹھی گرم کرکے چلے آتے تھے اور طومات ندارد دفتر
مین داخل کرتے تھے اور ایسے ہی نادار زمینداروں کے ذمہ پیش کش کا روپیہ ہوتا تھا اور اہلکار اسکے
متمتع ہوتے تھے یا قلم صاف کردیا ایکدن بادشاہ نے جب امانت خان کی دیانت و امانت
کی تعریف کی تو امانت خان نے بادشاہ سے عرض کیا کہ میری برابر خائن دوسرا نہ ہوگا کہ ہر سال اپنے
ولی نعمت کے کئی لاکھ روپئے رعایا و عمال کو کہ باقی دار ہوتے ہین معاف کردیتا ہون مین بادشاہ
سے امید عفو رکھتا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ ہمنے معاف کیا اور ہم جانتے ہین کہ تو دنیا و آخرت کا
خزانہ ہمارے لئے جمع کرتا ہے۔ امانت خان مختلف دست آویزون پر ہنود کو معافی جزیہ کے
پروانے لکھ دیتا تھا اور بادشاہ اجرائے جزیہ مین نہایت تقید کرتا تھا۔ رشید خان دیوان
خالصہ نے یہ پروانے بادشاہ کو دکھائے اور عرض کیا کہ نصف سے زیادہ ہنود کو امانت خان نے
جزیہ کی عدم مزاحمت کی سند حضور کی مرضی کے خلاف دیدی ہے تو بادشاہ نے امانت خان سے
فرمایا کہ مقدمات ملکی اور مالی مین معافی کو تم مختار ہو مگر جزیہ ہزار دشواری سے کفار پر جاری کیا
ہے اسکے معاف کرنے سے بدعت اور بند و بست جزیہ کی برہم خوردگی پیدا ہوگی امانت خان
نے جزیہ معاف کرنے سے دست کشی کی اور ساری عمر سوا غریبانہ رخت اور موٹے کپڑے کے
پیجامو کے نہ پہنا۔ لونڈی کبھی نہین رکھی۔ چار نسل تک بلا فصل اسکے خاندان مین دیوانی دکن رہی
مرزا علی کی دیانت اس مرتبہ پر تھی کہ بادشاہ اسکو پیاپے اضافے اور خطاب عنایت کرتا تھا مگر
وہ انکار کرتا تھا۔ بادشاہ سے عرض کرنے مین وہ گستاخ تھا ایک مرد کو منصب کیلئے کھڑا کیا
بادشاہ نے کہا کہ وہ کم عمر ہے تو اُسنے عرض کیا کہ جاگیر پانے تک وہ بندہ ہائے بادشاہی کی طرح
ریش سفید ہو جائیگا۔ بادشاہ نے ایکدفعہ اسکو میوہ بھیجا دوسرے روز جو وہ آیا تو اس میوہ کی
عطا کی تسلیمات بجا لانی بھول گیا۔ بادشاہ نے اس میوہ کا مزہ اُس سے پوچھا تو وہ پامین
گیا۔ چار تسلیم مقرری اور اور چار تسلیم بجا لایا اور عرض کیا کہ یہ تسلیمات سجدۂ سہو ہے۔
ایک مقدمہ شرعی مین کہدیا کہ تورانی کی شہادت اعتبار کے قابل نہین ہے تو بادشاہ نے
فرمایا کہ تونے پاس ادب نہین کیا کہ ہم بھی تو تورانی ہین۔

شیخ الاسلام پسر قاضی عبدالوہاب قاضی القضات تھا جھوٹی شہادتوں کا بڑا رواج تھا وہ گواہوں کے گذرنے کے بعد بہت کمتر اثبات حق کرتا تا مقدور ایمن کوشش کرتا کہ مدعی اور مدعا علیہ آپس میں صلح کرلیں۔

اعتماد خان عرف ملا طاہر دیوان احمد آباد تھا۔ اسکا حقیقی بھائی آقا محمد زمان جو تجارت کرتا تھا اعتماد خان کے گھر میں اترا اسلئے بھائی سے مال کی بابت دو سو روپے طلب کئے اور چاہا کہ خود ادا کرے مگر بھائی نے یہ روپیہ دیدیا اور ناراض ہو کر بھائی کے گھر سے احمد آباد چلا گیا۔ اور کبھی بھائی کی صورت نہ دیکھی اور بہت سے ملازم دیانت دار تھے اگر سب کا حال لکھا جائے تو پھر تاریخ لکھنے کے لئے جگہ باقی نہ رہے۔

آغر خان کابل سے بادشاہ پاس آتا تھا۔ اکبر آباد کے نزدیک جاٹوں نے ایک قافلہ کو لوٹا۔ اور اسکو اور اسکی عورتوں کو اسیر کرکے لے گئے۔ آغر خان کو جب اسکی خبر ہوئی تو انکی گڈھی کے نزدیک پہنچا اور آدمیوں کو چھڑایا اور گڈھی کی تسخیر میں مصروف ہوا کہ بندوق کی گولی سے وہ اور اسکا داماد دو نو کشتہ ہوئے۔ خانجہان بہادر کوکلتاش گڈھی سنسنی کے مسمار کرنے کے لئے مقرر ہوا تھا مگر اسکی سعی ناکام رہی۔ پادشاہ شاہزادہ محمد بیدار بخت کو اس گڈھی پر بھیجا جسنے حسب مدعا کام کیا۔

سوانح سال سی و چہارم ۱۱۰۱ھ

۱۹ صفر ۱۱۰۱ھ کو عمدۃ الملک اسد خان دریائے کشنا کے پار بھیجا گیا۔

سوانح سال سی و پنجم ۱۱۰۲ھ

۹ رمضان ۱۱۰۲ھ کو پادشاہزادہ محمد کام بخش ولایت جنجی کے مفاسد کی اصلاح اور غنیم کی استیصال کیلئے بھیجا بخشی الملک بہرہ مند خان اور بڑے بڑے امیر شاہزادہ کے ساتھ بھیجے گئے۔

جب پادشاہزادہ محمد معظم مقید ہوا تو عنایت شاہی ایسا تھا کہ اسکو حکم تھا کہ وہ حجامت و اصلاح نہ بنوائے۔ ناظر خدمت خان کی سفارش سے اسکو ایک مدت کے بعد

وصلاح بنوانے کی اجازت ہوئی تو بادشاہ کا غضب بتدریج کم ہوتا گیا۔ سردار خان محافظ کو بادشاہ ادعیہ ماثورہ دیتا اور کہتا کہ انکو اُس یوسف زندانی پہنچا دے اور کہدی کہ وہ انکے ورد سے شغل رکھے کہ ہمارا دل اسکی خلاصی پر متوجہ ہو اسمین ایک بڑا نادر لطیفہ ہے کہ خان مذکور نے کہا کہ حضور کے اختیار میں چھوڑنا ہے پھر کیون دعائین پڑھواتے ہین۔ اسکا جواب بادشاہ نے یہ دیا کہ ہان لیکن حضرت.. مالک الملک نے اپنی حکمت سے ہم کو ربع مسکون کا فرمان فرما کیا ہے جیسے جبکہ مظلوم پر کوئی ظالم ظلم کرتا ہے تو وہ امید وار ہوتا ہے کہ اس ظلم کی فریاد ہم سے کرے اور اپنی داد پائے بعض عوارض دنیاوی کے سبب اس شاہزادہ پر ہم سے ظلم ہوا اور ابھی وقت نہین آیا کہ اُس کو خلاص کرین اسکا مفر بجز درگاہ داور نہین ہی اس لئے اسکو امیدوار رکھنا چاہیئے کہ وہ ہم سے قطع امید نہ کرے اور خدا کے آگے نالش نہ کری اور اگر وہ نالش کرے تو ہمارے بچنے کی کون سی جگہہ ہے؟ -

خافی خان لکھتا ہی کہ بادشاہ نے خواجہ سرا ے محرم کے ہاتھ ایک قلمدان مع سازاور قلم تراش بھیجا۔ صاحب عزت محبوسون کے پاس کارد اور چھری خورد وکلان بھیجنا منع ہے خواجہ سرا سے بادشاہ نے کہدیا ہے کہ اگر شاہزادہ اس قلم تراش کے رکھنے مین تامل کری تو اُس سے کہہ دینا کہ وہ عمداً بھیجا گیا ہے۔ اور اگر اسکو وہ بلا مضائقہ رکھ لے تو اسکا حال ہم سے کہدینا۔ بادشاہزادہ نے قلمدان مین جب قلمتراش دیکھا تو کہا کہ یہ غلطی سے آیا ہی۔ خواجہ سرا نے کہا کہ عمداً بھیجا گیا ہے تو اُسنے تسلیمات بجالا کر اسکو رکھ لیا۔ بادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا تو اُسنے کہا کہ ہم اپنے فرزندون کی غیرت جانتے ہین۔ چند روز گذرے تھے کہ بادشاہ نے ایک حدیث اپنے ہاتھ سے لکھ کر دی جسکا مضمون یہ تھا کہ حافظ کلام اللہ کو ہرچند وہ سزاوار حبس ہو محبوس بدی نہین کر سکتے۔ شاہزادہ کو ہزار سے زیادہ حدیثین حفظ تھین اُسنے جواب مین لکھا کہ اگرچہ حدیث مین حافظ قرآن کا حبس اور بدی کرنا نہین آیا ہے مگر باپ بیٹے کو باوجود

احترام حفظ کلام اللہ حبس ابدی کر سکتا ہے۔ پادشاہ اس جواب سے بڑا خوش
ہوا۔ حبس مین تخفیف ہوئی اور پھر رہائی۔

اخراج ابو الخیر خان [illegible]

ان دنون پادشاہ پاس خبر آئی کہ قلعہ راجگڈھ جو سنبھا و سیوا کا حاکم نشین تھا اور
پادشاہ کے ہاتھ بہت محنت سے ہاتھ آیا تھا۔ ابو الخیر وہان پادشاہ کی طرف سے
قلعہ دار تھا سنبھا کے مقید ہونے کی خبر سے پہلے مرہٹون نے اپنے غلبہ اور تسلط
اظہار کے لئے ابو الخیر خان سے کہا کہ قلعہ خالی کر دو۔ اس قلعہ دار نے جان و مال و عیال
کی امان کا قول لیا اور رات کو دو تین زنانہ سواریون کو دو تین ڈولیون مین بٹھایا
اور باقی مستورات کو پیادہ پا ساتھ لیا اور اسباب کے چند پٹارے و صندوق و
زر نقد و زیور وغیرہ ہمراہ لیکر قلعہ سے نکلا۔ مرہٹون نے باوجود قول امان سارا
اسکا اسباب لوٹ لیا اور بڑی بے عزتی سے ابو الخیر خان اور اسکے ناموس کو چھوڑ دیا
وہ فیروز جنگ کے لشکر مین چلا آیا۔ پادشاہ نے اسکو منصب و جاگیر سے معزول کیا اور
بندر سورت مین حج کے لئے بھجوایا۔ تا ایک پیر کی سفارش سے وہ پھر اپنے منصب پر
بحال ہو گیا۔

[illegible] نرخ

ان دنون مین سال حال کے آخر تک کل بلاد مین جا بجا نرخی مقرر تھے۔ علماء و
فضلاء نے پادشاہ کے خاطر نشان کیا کہ تعین نرخ خلاف شرع ہے۔ ہر فروشندہ
کو اپنے مال کا اختیار ہے کہ جس نرخ و قیمت پر چاہے بیچے اسلئے پادشاہ نے
حکم دیا کہ کل بلاد مین سے نرخی موقوف کئے جائین اور کسی کو نرخ کی خدمت نہ دی جائے
ایک اور حکم یہ ہوا کہ بندہاے پادشاہی کے منصب کی یاد داشت مرتب ہونے کے
بعد منصب داروں کے پاس ہوتی ہے وہ بخشیون کے دفتر مین رہے اور سر رشتہ چہرہ
دفتر کا جدا ہے۔ وہ اس یاد داشت مین لکھا جائے۔ محاسبہ جاگیرداری کی طرف
رجوع کرے اکثر طلب سے کار منصبداران پر نکلتی اور اس سبب سے رجوع محاسبہ
کے لئے سزاوار التعین ہوتے اور منصبدار کبھی یہ صحیح کرکے رجوع محاسبہ کی راہ سے

سکار کا دفعیہ کرنے پائے۔ باقی کی قلت اور منصبداروں کی کثرت سے خصوص بے شمار ہو رہے ہوں اور کنیزین
کے عمدہ منصبوں پر مقرر ہونے سے خانہ زادوں کو اکثر چار پانچ سال جاگیر میسر نہیں ہوتی تھی
جب موسوی خان دیوان تن ہوا تو یہ مقرر ہوا کہ نو ملازم منصبداروں سے مچلکا لیا جائے کہ
یادداشت کی تیاری کے بعد جاگیر پانے تک وہ ایام ماہین کی طلب کا دعویٰ نہ کریں۔ جب
جاگیر ملجائے اور اسمین کوئی تغیر ہو تو اس تاریخ تک کہ پھر جاگیر تنخواہ ملے ایام ماہین کا سے نہیں
محسوب ہوں۔ پہلے جو شخص ملازم ہوتا تھا وہ تعینات کیا جاتا تھا۔ اب موسوی خان نے یہ مقرر کیا
کہ جبتک وہ جاگیر نہ پائے کہیں تعینات نہ کیا جائے مگر وہ اپنے اختیار سے کہیں تعینات ہو جائے

سوانح سال سی و شش ۱۱۰۳

اس سال کے اواسط یا اوائل میں بادشاہ گورگانوں وشکارپور سے کوچ کر کے ظفرآباد بیدر
میں آیا کچھ دنوں ٹھیر کر گلکہ میں کہ توابع بیجاپور سے ہے۔ اور ایک روزہ اُس سے مسافت
رکھتا تھا کوچ اور چھاؤنی کا حکم دیا۔

فضائل خان جو دارالانشا کی خدمت پر مامور تھا۔ بادشاہ سے عرض کیا کہ بعض بلاد
و معموری و قلعہ جیسے کہ مالوہ و بنگالہ و بگلانہ و برنالہ ہیں۔ انکے آخر میں بموجب رسم خط و زبان
ہندی کے بجائے ھ کے الف لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بادشاہ نے اسکو پسند کیا اور حکم دیا
کہ بجائے ھ کے الف لکھا جایا کرے۔ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ سنبھا کے بھائی راجہ رام کو
بعض قصبوں کے سرداروں نے بھائی اور باپ کی جگہ بٹھایا ہے اور اسکے لئے بہت لشکر فراہم کیا ہے
اور اسکو قلعہ سے نکالا ہے اور اُسنے فوج کی استمالت کر کے عمدہ فوجیں بھائی اور باپ کی
طرح جابجا نامی نوکروں کے ساتھ تاخت و تاراج کے لئے بھیجی ہیں۔

شاہجہان کے عہد سلطنت میں نصارا کا حال بیان ہو چکا ہے کہ سمندر کے کنارہ پر بنادر ہند
میں بستے تھے۔ بادشاہ پرتگال کے منصوبے اکثر اسکے بنادر و بلاد کنار دریائے شور پر بہانہ
اور قلب مکان کی پناہ میں قلعے بنائے ہیں اور دہات آباد کئے ہیں۔ اکثر امور میں اچھی آبادی
ہوئی رعایا کے ساتھ کمال رعیت پروری کرتے ہیں۔ کوئی تکالیف وہ نہیں پہنچاتے۔ اور

ھ اور الف کا املا

راجہ رام

پرتگیزوں کا حال

مسلمانون کے واسطے ایک جدا پورہ آباد کیا ہی۔ اور ایک مسلمان کو اس مین قاضی مقرر
کیا ہے۔ معاملات جزئی اور نکاح کی تنقیح اسکے حوالہ کئی ہین لیکن ہان رواج بانگ وصلوٰۃ
کی ہیں نہین اگر کوئی نامراد مسافر انکے تعلقہ مین وارد ہوتا ہے۔ اگرچہ اُسکو ضرر نہین پہنچاتے
لیکن وہ نماز بلا تشویش نہین پڑھ سکتا دریا مین برخلاف انگریزون کے جہازون پر دست تعدی
نہین دراز کرتے مگر اس جہاز پر جسکا قول موافق اور دستور مقرری کے حاصل نہ ہوا ہو۔ یا عرب
ومسقط کا جہاز ہو کہ ان دونو فرقون سے انکو قدیم عداوت ہے اور قابو پاکر ایک دوسرے
جہاز پر تاخت کرتے ہین۔ یا بندر دور دست کا کوئی جہاز معیوب تباہ ہو کر انکے ہاتھ
مین آیا ہو تو اسکو وہ اپنا شکار سمجھتے ہین پرہان امرا کا ظلم یہ ہے کہ انکے تعلقہ کی رعایا مین کوئی
مرجائے۔ اور اسکا کوئی فرزند نابالغ ہو اور پسر کلان نہ ہو سکے اطفال کو اپنے بادشاہ کے سرکار کا
بیت المال جان کر اپنے کلیسا کے معبد خانہ مین لیجاتے ہین پادری انکا اسکو احکام مذہب عیسائی
سکھاتا ہے خواہ وہ سید مسلمان کا یا برہمن کا لڑکا ہو اسکو اپنے مذہب مین لاتے ہین اور غلامون
کی اُنسے خدمت لیتے ہین۔ کوکن عادل شاہی مین دریا کے متصل انکا قلعہ معمورہ گوہ مشہور ہے
وہ پرتگیزون کا حاکم نشین ہے اور پرتگال کی طرف سے مستقل کپتان وہان رہتا ہے اور
بنادر اور دہات سیر حاصل آباد کئے ہین سوا انکے چودہ پندرہ کوس سورت سے مائل جنوبی
طرف سرحد بمبئی تک تعلقہ انگریز وسرحد حبشیون کی ہے جسکو کوکن نظام شاہی لکھتے
ہین۔ پرگنات بگلانہ کے عقب کے پہاڑون کی پناہ مین اور گلشن آباد کے جبال دشوار گذار
کے جوار مین۔ آٹھ سات قلعے چھوٹے بڑے بنائے ہین۔ انمین سے دو قلعون کا نام دمن و
بسی ہے جنکو سلطان بہادر گجرات کے قول اور اذن کے بہانہ سے بنایا ہے اور ان کو
کمال مستحکم کیا ہے اور اس مین دہات آباد کئے ہین اگرچہ یہ ملک جو انکے تصرف مین ہے چالیس
پچاس کوس طول مین ہی مگر عرض مین ڈیڑھ کروہ سے زیادہ نہین وہ پہاڑ کی ترائی مین
جنس اعلیٰ مثل نیشکر و اناناس و برنج کی کاشت کرتے ہین اور انکی زمین مین اشجار نارجیل و
فوفل بہت ہین اور بہت محصول کا روپیہ حاصل کرتے ہین اور ایک سکہ فرنگ قیمتی

نو آنہ کا ان مین مروج ہے۔ اور سوا اس سکہ کے جسکو اشرفی کہتے ہین ایک مہ رتا نبے کا سکہ ہے جسکو بزرگ کہتے ہین ایک فلوس کے چار بزرگ ہوتے ہین۔ اضلاع کوکن مین بادشاہ کا حکم انکے ملک مین چلا نہین اور لڑکی کی شادی کرنے کے وقت دہات کو اسکے جہیز مین دیدیتے ہین گھر کے اندر باہر کا کل اختیار بیوی کے ہاتھ مین ہوتا ہے۔ بیویان شوہر پر تسلط رکھتی ہین انکے مذہب مین ایک بیوی کے سوا دوسری بیوی کرنی جائز نہین پرتگیزون کا سب سے بڑا کپتان گو وہ مین رہتا ہے اور سب کپتان اس سے محکوم ہوتے ہین۔ جب بادشاہ کو پرتگیزون کی زشتی اعمال پر اطلاع ہوئی تو ابتدا مین معتبر خان فوجدار گلشن آباد کے نام حکم صادر ہوا کہ وہ اور فوجدارون و حبشیون کی مدد لے کر اس ضلع کے جہال سے اس طائفہ کی استیصال و اخراج مین کوشش کرے۔ معتبر خان اورون کی کمک و مدد کا محتاج نہ ہوا بہت زیادہ رکھتا تھا قلعہ گیری کا سامان جمع کر کے پرتگیزون کے دہات پر تاخت و تاراج شروع کی اور ایک دو چھوٹے قلعون پر کہ مصالح جنگ نہین رکھتے تھے۔ تاخت و یورش کی جنگ میدان مین یہ جماعت عاجز ہے اور بندوق و شمشیر کو ہو سینچہ کی صورت رکھتی ہے اور ہتیار نہین رکھتے۔ اور ان پاس گھوڑے نہین ہوتے ہین۔ وہ پہلے حملہ مین بھاگ گئے اور بہت سے پرتگیز قلعہ دمن اور بسی مین چلے گئے۔ اور ایک جماعت فرنگیون کی مع زن و فرزند اسیر ہوئے۔ دو قلعے چھوڑ کر وہ بھاگے وہ معتبر خان کے قبضہ مین آئے۔ اور اس قوم مین ایک تہلکہ پڑ گیا اور قلعہ دمن اور بسی مین آنکر انکے برج و بارہ کو مستحکم کرنے لگے کوکن عادل شاہی کے تعلقہ کے کپتان گو وہ کو اسکی اطلاع ہوئی وہ بجائے صوبہ دار کل اور نائب مستقل پرتگال کا ہے۔ یہ جماعت اپنے تئین دریا کا صاحب اختیار سمجھا نتی ہے اور روئے دریا پر جنگ جہاز مین جیسا وہ تردد کرتے ہین ایسا کسی اور قوم سے نہین ہو سکتا اسنے عرضداشت کمال تضرع اور عجز کے ساتھ بادشاہ کی اور مقربان حضور کی خدمت مین بھیجی جسمین مندرج تھا کہ ہم تمہاری طرف سے بے تنخواہ کے نوکر ہین جو رستے دریا کے مفسدون کے شر کو دور کرتے رہتے ہین۔

فرمانروایان سلف نے ہمارے بزرگون کو زمین کا ایک پارچہ ناکارہ کنارہ دریا پر دیا تھا اسکو آباد کرکے آپ کی خدمت بجالاتے ہین اگر ہمارا رہنا حضور کی مرضی کے خلاف ہو تو ہم خانہ بدوش ہین اور ہمارا اصلی گھر اور مکان روے دریا ہے۔ جہازون مین سوار ہوکر محافظت دریا مین مشغول ہون گے۔ ہمارے پادشاہ کا حکم ہی کہ ہندوستان کے پادشاہ سے مقابلہ و پرخاش نہ کرنا۔ اُنھون نے پادشاہ کے حواشی و صاحبان اُون کے لئے تحفے و ہدیے بھی بھیجے تھے۔ مقربان شاہی نے پادشاہ کی خاطر نشان کیا کہ جب تک خشکی کے بندوبست سے اور مرہٹون کے قلع سے بالکل خاطر جمع نہ ہو پرتگیزون سے بگاڑ کر زنبورخانہ دریا کو شورش مین نہین لانا چاہئے۔ اسلئے پادشاہ نے پرتگیزون کی تقصیر معاف کردی اور اسیران فرنگ کے چھوڑنے کا حکم معتبر خان پاس بھیجدیا۔

مرزبانان جنجی وجنجاور توابع بیجاپور مشہور سرکش تھے۔ اور خزانہ اُنکا معمور تھا وہ سینھا متعول کنصوبون مین سے تھے اور قدیم سے رام راجا بیجانگر کے ملک مین سے وہ کہے جاتے تھے اور ہمیشہ بیجاپور کے فرمانرواؤن سے مخالفت کرتے تھے ۲ و تین مضبوط قلعے باہم پیوستہ اُن پاس تھے وہ زیادہ شوخی کرتے تھے۔ شاہزادہ کام بخش اُنکی تنبیہ کے لئے مقرر ہوا جمدۃ الملک اسد اللہ خان اتالیق اور اعتقاد خان جسکو خطاب ذوالفقار خان نصرت جنگ کا ملا تھا۔ ہراول مقرر ہوا اور عبدالرزاق خان لاری کو کرنا دل شاہی کا فوجدار مقرر ہوا۔

ابتدا سے کہ تیموریہ کے تصرف مین ملک دکن آیا۔ خربوزہ گرما کا محصول معاف تھا دریا کے کنارون کے ریتی مین غریب غربا خربوزہ بوتے ہین اُنکے محصول سے عمال پادشاہی اور جاگیردارون کے تصرف مین کوئی دام و درم نہین آتا تھا اور سررشتہ زمینداری اور تنخواہ اہل دیوان مین وہ داخل نہ تھا اندنون مین کہ محرم خان عرف خواجہ یاقوت اکثر باغات شاہی کا داروغہ مقرر ہوا اور اسکو معلوم ہوا کہ دریا کے کنارون پر خالیز کا کچھ بندوبست نہین ہے اُسنے پادشاہ سے عرض کیا کہ خربوزون کا محصول نہین لیا جاتا اس سبب سے بہت روپیہ رائگان جاتا ہے۔ پادشاہ نے

مرزبانان جنجی

خربوزہ کا محصول

اہل دیوان کو حکم دیدیا کہ اسکا بندوبست کیا جائے۔ خربوزہ کا محصول از روئے
جریب مقرر ہوا پہلے پادشاہی باغون کے دروازے کھلے رہتے تھے خلقت اُس سے متمتع
ہوتی تھی۔ مگر محرم خان نے حکم دیا کہ سب باغات کے دروازے مقفل رہین اور خاص
حالتون مین وہ کھولے جائین۔

ابوالحسن کی چار لڑکیان

ابوالحسن کی چار لڑکیان نا کدخدا تھین۔ بڑی لڑکی نے شادی سے انکار کیا
اور یہ درخواست کی کہ مین پادشاہ کے ہاتھون پر وضو مین پانی ڈالنے پر مقرر ہو جاؤن
مجھے اس پر فخر ہی۔ ورنہ باقی لذات دنیا سے مجھے اجتناب ہے۔ پادشاہ نے اسکا یومیہ
مقرر کردیا اور اسکو باپ پاس بھیجدیا ایک بیٹی کی شادی سکندر بیجاپوری کرکے
اسکو حبس مین اسکا ہمدم بنایا اور تیسری لڑکی کا عنایت خان پسر اسد خان سے
عقد باندھا۔ اور چوتھی لڑکی کو نقشبندیہ خاندان مین بیاہ دیا جسکو ابوالحسن نے پسند
نہین کیا۔

روح اللہ خان کی وفات

روح اللہ خان میر بخشی کہ اُمرائے موروثی مین تھا اور پادشاہ کے مزاج سے
آشنا تھا اور خلق کی برآمد کار مین کوشش کرتا تھا وہ مرگیا تاریخ وفات اسکی
(روح در تن ملائک ماند) ہوئی پادشاہ اسکی عیادت کو گیا اور اسکی مغفرت کے لئے
دعا پڑھی۔ اُسنے یہ شعر پڑھا ؎

چہ بناز رفتہ باشد ز جہان نیاز مندے   کہ بوقت جان سپردن بسرش رسیدہ باشے

محمد باقر حاکم بندر سورت کسی قصور کے سبب سے سورت سے بدلا گیا۔

سید سعد اللہ کی سفارش

فضیلت پناہ سید سعد اللہ نے جو بڑا عالم متبحر تھا اور اسکی تحریر پادشاہ پر پورا اثر
کرتی تھی اور پادشاہ اپنے دستخط خاص سے اسکو خطوط لکھا کرتا تھا۔ وہ ارباب حاجت
کی سفارش مین زیادہ جرأت کرتا تھا۔ اُسنے محمد باقر اور ایک اور حکیم کی سفارش
کی۔ پادشاہ نے دونو کے قصور معاف کردیے مگر سید صاحب کو لکھا کہ بھجوا دیا کہ
آپ فقیر اور فاضل ہین علماء و فقرا کے باب مین لکھا کیجیے لیکن ایسے آدمیون کے بارہ مین

جو ظلم کا پیشہ اختیار کرتے ہین کچھ نہ لکھا کیجیے اسلئے کہ نص کلام الٰہی ہے کہ ظالم کی اعانت کرنی ظلم مین شریک ہونا ہے۔

مہم دکن کو بڑا امتداد ہوا۔ تیموریہ خزانہ اندوختہ خالی ہوا پئے باقی کی قلت اور ارباب طلب کی کثرت حد سے گذری۔ روح اللہ خان کو نئے ملازمون کی مشل پیش کرنے کا شوق تھا۔ بادشاہ نے ایکدفعہ بید ماغی سے اُسسے کہا کہ ہمنے بار بار کہا ہے کہ نوکر ہمکو درکار نہین۔ تو کسواسطے آدمیون کو جواب نہین دیتا۔ روح اللہ خان نے جواب عرض کیا کہ ہندوستان کی دولت سلطنت خداداد ہفت اقلیم کی سلاطین کا ملجا ہے۔ ہم خانہ زادون کی زبان سے ارباب حاجت کے لئے کلمۂ یاس نکالنا پاس ادب سے دور ہی۔ عرض کرنا ہمپر واجب ہے۔ قبول کرنے کا اختیار ولینعمت کو ہے۔ ان ہی دنون مین مخلص خان بخشی ہوا وہ چاہتا کہ مین روح اللہ خان سے بھی زیادہ خلق پر در فیض کھولون۔ وہ نئے ملازم رکھنے پر زیادہ جرأت کرتا تھا۔ بادشاہ ان بخشیون پر بہت خفا ہوا کہ ہمنے بار بار حکم دیا کہ ہمکو نوکر درکار نہین پھر تم کیون نوکر رکھتے ہو اور اسکی قباحت کو نہین سمجھتے۔ دونو بخشی خفا ہوکر گھر جا بیٹھے اور پیشکارون سے کہدیا کہ آدمیون کو جواب دیدو۔ نئے ملازمون کی اسناد و اسناد جاری نہ کرو۔ پس ارباب حاجت کے لئے دروازہ بند ہوا۔ ایک جماعت برسون سے باد دوی کررہی تھی مایوس ہوکر فکر فاسد کرنے لگی خیمہ خیمہ پر پڑی پھرتی تھی۔

ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ راجارام نے جابجا ملک کی تاخت کے لئے اور قلعون کی تسخیر کے واسطے جو بادشاہ کے قبضہ مین آئے ہین فوجین بھیجی ہین چنانچہ توابع بیجاپور مین بہت بڑا مضبوط قلعہ پرنالہ تھوڑے تردد سے راجہ رام کے منصوبون کے تصرف مین آگیا ہے۔ قلعدار بادشاہی نے اس وقت کہ کار ہاتھ سے جا چکا تھا خبر پاکر لاحاصل دست یازی کی اور زخمی ہوکر اسیر ہوا۔ بادشاہ یہ خبر سنکر بہت افسردہ ہوا اور اسنے کہا کہ پرنالہ نہ رفت بیجاپور رفت۔ بہرہ مند خان کو بھیجنا چاہا تھا

کہ سنا شاہزادہ معز الدین پرنالہ کا محاصرہ کر رہا ہے اسنے بمصلحت یہ جانا کہ بادشاہ خود بسیرم پوری جاکر انتظام کرے۔

سوانح سال سی و ہفت ۱۱۰۴ھ۔

پادشاہ کے حکم کے موافق فیروز جنگ نے بہادر گڈھ مین چھاؤنی ڈالی تھی اُسکے نام حکم گیا کہ خود جریدہ جاکر مخالفون کی تنبیہ کرے۔ اور اس ضلع کے قلعون کو تسخیر کرے۔ سنبھا کے مقتول ہونے کے بعد راجہ رام کی طرف سے ملک قدیم و جدید کی تاخت و تاراج کے لئے مرہٹون کے نامی سردار پھیل گئے تھے۔ اور افواج پادشاہی سے اطراف مین شوخی و دست اندازی حد سے زیادہ شروع کی جسکی تفصیل مین قلم رنجہ کرنا سر رشتہ سخن سے دور پڑنا ہے۔ ان سب سرداروں مین دو سردار سنتا گھورپورا اور دھنا جادو بڑے بڈھے تھے۔ پندرہ بیس ہزار سوار جنگی انکے پاس موجود تھے اور اور مرہٹے صاحب فوج انکی اطاعت و رفاقت کے لئے موجود تھے بادشاہی فوج کے سردارون کو انسے چشم زخم عظیم پہنچا سنتا جی نے مشہور معمورون کی تاراج مین اور عمدہ امرا و سرفوج شاہی کے مقابلہ مین ایسی شہرت پائی تھی کہ جس سے کسیکا اتفاق مقابلہ و مقاتلہ ہوتا اسکو سوا اسکے چارہ نہ تھا کہ کشتہ ہو یا زخمی ہوکر اسیر ہو۔ یا ہزیمت پاکر فوج و بھیر کو غارت کرا کے جان بچانے کو دوبارہ زندگی جانے۔ جس طرف وہ پیکار کے لئے جاتا۔ لشکر شاہی لرزنے لگتا۔ اور کوئی ذی وقار امیر پادشاہی اسکے مقابل مین کمر نہ باندھتا۔ چنانچہ اسماعیل خان یکہ تاز جو دکن کے مشہور سردارون مین تھا اسکے مقابلہ مین اول ہی حملہ مین اپنی جگہ سے ہل گیا اور تمام فوج اسکی غارت ہوئی اور زخمی ہوکر اسیر ہوا۔ بہت روپیہ دیکر چھوٹا۔ اسی دستور پر رستم خان عرف شرزہ خان ضلع ستارہ مین اس سے لڑا۔ ساری بھیر اور جو کچھ پاس تھا برباد گیا گرفتار ہوا۔ بہت روپیہ دے کر نجات پائی۔ ایسے ہی علی مردان خان عرف حسین جیگہ حیدرآبادی شش ہزاری نے سنتا سے کارزار کرکے بھیر اور فوج کو برباد کیا۔

مرہٹون کی بادشاہی لشکر سے لڑائی

وہ خود زخمی ہوا اور ایک جماعت اسکے ساتھ زخمی ہوکر گرفتار ہوئی۔ وہ دو لاکھ روپیہ دیکر اور اسکے ہمراہی اور روپیہ دیکر رہا ہوئے۔ سرحد کرناٹک پر سنتاجی سے جان نثار خان اور تہور خان سے لڑائی ہوئی۔ جو مرہٹون کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئے تھے۔ فوج بادشاہی بڑی ہزیمت ہوئی۔ تمام فوج اور توپخانہ اور بھیر غارت ہوگیا۔ جان نثار خان زخمی ہوکر بہت کوشش کرکے جان کو سلامت لے گیا۔ تہور خان مُردون اور زخمیون مین پڑا۔ دوبارہ عمر پانے کو غنیمت سمجھا اور ایسے بڑے بڑے آدمیون کو جو لڑائی مین شریک تھے صدمہ پہنچا بہت سے مقید ہوئے بعضون نے حیلون سے جان بچائی۔ جب بادشاہ کو یہ خبرین ہوئین تو وہ دل مین بڑا رنجیدہ ہوا۔ مگر بظاہر یہ کہا۔ بندہ کا اختیار نہین ہے۔ سب کچھ خدا کی طرف سے ہے۔ مراد خان خان جہان سے بادشاہ کے اس مقولہ کو عرض کیا تو اسنے کہا کہ یہ خبر ہے عالم بالا مین عرض کرنی نہین ہوتی کہ دیوین لیوین جس کسی کو روز ازل مین دیدیا دیدیا۔

عمدۃ الملک قلعہ نندیال کو فتح کرکے کھریہ مین آیا تھا جو سرحد کرناٹک حیدرآباد پر ہے یہین چھاؤنی ڈالی تھی۔ شاہزادہ کام بخش کو بادشاہ نے قلعہ واکن کھیرہ کی فتح کے لئے بھیجا تھا اور اس مہم کے اہتمام کے لئے بخشی الملک بہرہ مند خان کو اسکا شریک کیا تھا جب اس خدمت پر بخشی الملک روح اللہ خان مامور ہوا تو بادشاہ کے حکم سے وہ عمدۃ الملک کی کمک کے لئے مقرر ہوا۔ جب وہ کھریہ آیا تو بادشاہ کا حکم آیا کہ وہ عمدۃ الملک کے ہمراہ ذوالفقار خان نصرت جنگ کی کمک کو جاے۔ وہ قلعہ جنجی کا محاصرہ کررہا تھا غنیم کے ہجوم سے اور رسد کے نہ پہنچنے سے اسپر کار دشوار ہورہا تھا بادشاہزادہ جوانی کی قوت رکھتا تھا۔ خوشامد دوستی کے فریب مین آیا ہوا تھا صاحب تجربہ آخر بین کی باتون پر توجہ نہین کرتا۔ آخر مسافت بعید منزل بمنزل قطع کرتا تھا اور اس ضمن مین سیر و شکار بھی ہوتا جاتا تھا اور گھوڑے پر سوار ہوکر اول سے آخر تک راہ چلتا تھا۔ عمدۃ الملک بڈھا تھا۔ وہ ادب کی رعایت کرکے گھوڑے پر شہزادہ کے ساتھ جاتا تھا۔ مگر گھوڑے پر سوار ہونے سے وہ ناخوش اور آزردہ خاطر ہوتا تھا۔ زبین الفت مین گو وہ شکوہ کے اندر وانہ کلفت ہوتا ہے اس سے مخالفت پیدا ہوئی اور بد اندیشون نے

اس ناخوشنودی کو اور بڑھا دیا - بہرہ مند خان نے شاہزادہ سے ایسی چکنی چپڑی باتین بنائین کہ اُسنے پادشاہ پاس جانے کی اسکو اجازت دیدی - جنجی مین لشکر آیا -
خان نصرت جنگ نے استقبال کیا اور ملازمت حاصل کی - دیوان خانہ مین پادشاہزادہ بیٹھا - جمدۃ الملک اور نصرت جنگ و سرافراز خان نے بیٹھنے کی اجازت پائی - سید شاہ خان پسر سیادت خان جہان خان بارہ جو نصرت جنگ کی ہمچشمی کا متوقع تھا اُسکو بیٹھنے کی اجازت نہ ہوئی تو وہ دیوان سے رنجیدہ ہو کر چلا گیا اس مقدمہ کو آدمیون نے پدر و پسر کی سعایت کے لئے پادشاہزادہ کے ساتھ مقدمہ مرتب کیا اور انکو یہ سمجھایا کہ پادشاہزادہ تمہارے حال پر متوجہ نہین ہوا اس اثنا مین شاہزادہ اور راجہ رام کے درمیان مراسلت مخفیہ ہونے لگی - نصرت جنگ اس بات سے آگاہ رہتا تھا - وہ قلعہ کے اندر ہزار روپیہ روز جاسوسون کو دیتا تھا اس از و نیاز کی باتون پر حقیقی اطلاع اُسکو ہوئی تو باپ بیٹون نے پادشاہ کو اطلاع دی اور پادشاہ کی اجازت سے وہ مجاز ہوئے کہ راؤ دلپت بوندیلہ کو شاہزادہ کے دولت خانہ پر شب و روز حلقہ در بنایا - جمدۃ الملک کی بے اجازت سواری اور دیوان اور مرد بیگانہ کی آمد و شد نہ ہوتی - آب رنگی برملا ہوئی قلعہ کے جاسوسون سے یہ امر محقق ہو گیا کہ شاہزادہ اس سبب سے کہ جمدۃ الملک اور نصرت جنگ سے موافقت نہین رکھتا وہ اپنے لوگون کے ساتھ اندھیری رات مین قلعہ جنجی کے اندر جانے کا ارادہ رکھتا ہے - پدر اور پسر نے رؤسائے لشکر سے مشورہ کیا - سب نے متفق ہو کر چوکی اور دار و گیر کو پادشاہزادہ کے دروازہ پر زیادہ کیا اور ایک دوسرے کے مشورت سے دور قلعہ کے تھانہ دارون کو طلب کیا یون دفعۃً واحدۃً جو دور قلعہ سے سپاہ اُٹھی غنیم مطلع ہوا - وہ اپنی توزک جمعیت کے ساتھ مقابلہ مین آیا - لڑائی ہوئی - جمدۃ الملک کو پادشاہزادہ کی بیگاہ کی محافظت مین اور نصرت جنگ کو سو رچال مین کلان توپون کے اور اور قلعہ گیری کے مصالح اٹھانے مین ایسی فکر پیش آئی کہ وہ تھانہ دارون کی کمک نہ کر سکے ہر ایک نے اپنے لئے آپ تدبیر کی - اسمٰعیل خان نے

لکھا ہے کہ ایک علاوہ سردار تھا اور عقب مین اسکا تھانہ تھا جنگ مین استقامت کی سستانے اُسے شکست دیکر مقید کر لیا اور نصرت جنگ نے مورچال اٹھانے مین تعجیل کی۔ بڑی بڑی توپون مین میخین ٹھونک کر انکو بیکار کر دیا اور باقی سب اسباب کو بنگاہ مین پہنچا دیا۔ اس ضمن مین غنیم نے اطراف سے خاطر جمع کر کے فرحان و شادان و نازان و تازان ایک لاکھ پیادہ و سوار لیکر نصرت جنگ کو گھیر لیا۔ مرہٹون نے بڑی شوخی کی مسلمانون کی موت آئی مگر خان بہادر دو ہزار سوارون سے ایسا لڑا کہ دشمنون کو بھگا دیا اور ایک ہزار آدمی انکے مار ڈالے۔ خود ہاتھی پر سوار ہو کے حصار کے دروازہ پر گیا۔ اہل حصار نے دروازہ بند کر لیا۔ بادشاہی لشکر کو ایک ہزار گھوڑیان جنگی سوار قلعہ مین جا چھپے اور چار سو گھوڑے اور چار فیل ہاتھ لگے۔ بادشاہی آدمی بھی غنیم کے آدمیون کی برابر مارے گئے۔ اور کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو زخمی نہوا ہو۔

آخر روز مین خان بہادر اپنی بنگاہ مین پہنچا اور جدۃ الملک سے ملا۔ دونو باپ بیٹے شاہزادہ کے دولتخانہ مین گستاخانہ گئے اور اسکو اپنے اختیار مین کر لیا علی ہذا القیاس تھا سپاہ مین استقامت کی توانائی نہ تھی۔ دشمنون سے یکگونہ صلح کر کے کوچ کیا اور ملک بادشاہی مین آگئے۔ اس اثناء مین بادشاہ کا حکم آیا کہ شاہزادہ کو محرم خان کے ساتھ ہمارے پاس بھیجدو۔ چار مہینے بعد قلعہ فتح ہوا اور اسکا حال آیندہ آئیگا۔ ۲۰ شوال کو جنجی سے کام بخش بادشاہ پاس آیا۔

شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو استسقاء ہوا۔ بادشاہ نے شیشہ کی پالکی بھیجی۔ وہ ربیع الاول ۱۱۰۵ھ کو بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ علاج سے اس مرض مہلک سے اُسنے شفا پائی بعض نے لکھا کہ حضرت علی مرتضی نے خواب مین آن کر اُسے اچھا کر دیا۔

سادات بارھہ نے تمرد اختیار کیا بادشاہ نے انکو سزا دیکے ٹھیک بنا یا

سوانح سال سی وہشت ۱۱۰۵ھ

امیرالامرا شائستہ خان ناظم اکبرآباد کا انتقال ہوا وہ محاسن خلاق مین شہرۂ آفاق تھا اسنے لاکھون روپیہ خرچ کرکے بہت پل بنائے اور سرائین تعمیر کرائین۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ حضور مین اور تمام صوبجات مین سوا راجپوتونکے کوئی اور ہندو ہتیار باندھے فیل و پالکی و اسپ عراقی و عربی پر سوار نہ ہو۔

ایک بادشاہی جہاز کا نام گنج سوائی تھا کہ بندر سورت مین اس سے بڑا کوئی جہاز اور نہ تھا۔ ہر سال وہ بیت اللہ کو جاتا تھا۔ مخہ و جدہ مین ہندوستان کی اجناس بیچنے سے ڈھائی لاکھ روپیہ نقد و زر سرخ و ریال حاصل ہوئے تھے وہ اس مال کو لئے بندر سورت کو آتا تھا۔ محمد ابراہیم ناخدا تھا جسنے آہنی چلکے بنا کے اپنے ساتھ لئے کہ دریا مین غنیم کو اور اسکے جہاز کو گرفتار کرے اس جہاز مین اسی توپین تھین اور سوا اسکے اور چارسو صندوق اور آلات جنگ کے موجود تھے۔ بندر سورت سے آٹھ نوروز کی راہ پر جہاز تھا کہ مقابل مین ایک انگریزی جہاز نمودار ہوا۔ جو بادشاہی جہاز گنج سوائی کی نسبت بہت چھوٹا تھا اور تیسرے چوتھے حصہ کی برابر مصالح جنگ رکھتا تھا۔ جب انمین گولہ رس فاصلہ رہا تو جہاز شاہی سے دل بڑھا ایک توپ غنیم کی طرف چھوڑی گئی نصیبون کی شامت سے یہ توپ پھوٹ گئی اور اسکے لوہے کے ٹکڑون کے لگنے سے تین چار آدمی ضائع ہوئے۔ اور اسی اثنا مین دشمن کے جہاز کا گولہ جہاز گنج سوائی کے چوب میان پر لگا جس کو دریانوردون کی اصطلاح مین ڈول جہاز کہتے ہین اور جہاز کی سلامت روی کا مدار اسی پر ہے جسنے جہاز کو معیوب بنایا۔ انگریزی جہاز کے آدمیون کو اسکی اطلاع ہوئی وہ دلیر ہوکر اپنی جہاز کو بادشاہی جہاز پاس لائے۔ اور یورش کی۔ جہاز کے اندر آن کر شمشیر سے لڑائی شروع ہوئی۔ باوجودیکہ جنگ شمشیر مین نصرانی جرأت نہین رکھتے۔ جب جہاز پر انگریزون کے غلبہ کا اثر ہوا محمد ابراہیم ناخدا جو بجائے فوجدار جہاز ہوتا ہے۔ جہاز کے تختہا زمین کے نیچے چھپا اور ترکی کنیزین کہ مخہ مین خرید کرکے اپنی سریت بنائی تھی انکے سر پہ چیرہ باندھا اور تلوار ہاتھ مین دیکے جنگ کی ترغیب دینے لگا کروہ نصرانیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوئین اور انگریز تمام جہاز پر متصرف ہوئے

جہاز گنج سوائی۔

اور جہاز مین جو زر نقد سرخ و سفید تھا اسکو اور بہت قیدیون کو اپنی ساتھ جہاز پر لے گئے
تو انکا جہاز بڑا بھاری ہو گیا - پادشاہی جہاز کو خشکی کے کنارہ پر اپنی متعلقہ کے نزدیک لائے
اور قریب ایک ہفتہ کے مال کی جستجو مین اور مردم جہاز کے برہنہ کرنے مین اور پیر و جوان کی مستورات
کی بے ناموسی مین کوشش کی پھر جہاز اور مردم جہاز سے ہاتھ اُٹھایا بعض باعزت عورتون نے اپنی
عصمت کا پاس کرکے اپنے تئین سمندر مین ڈبو یا اور بعض نے خنجر اور کارد سے اپنا کام تمام
کیا - جب پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا اور بندر سورت کے سوانح نگار نے روپیہ سکہ انگریز کا
کہ بمبئی مین اپنے پادشاہ کے نام بنائے تھے - پادشاہ پاس بھیجا تو پادشاہ نے حکم دیا کہ
بندر سورت مین جو انگریزون کے گماشتے تجارت کرتے ہین انکو پکڑ لین اور اعتماد خان متصدی
سورت و سیدی یاقوت خان کو لکھا کہ وہ بمبئی کی تسخیر کا فکر کرین - یہ فساد مدتون تک رہا
انگریزون نے برج و بارہ کی تعمیر مین اور دشوار گذار راہون کے بند کرنے مین پہلے سے
زیادہ تردد کیا - اعتماد خان متصدی بندر سورت قلعہ بمبئی کے استحکام اور بند و بست
کو جانتا تھا کہ وہ علاج پذیر نہین ہے اور کلاہ پوشیون کے ساتھ کاوش و شورش مین سوائے
اسکے کہ بندر سورت کے محاصل مین خلل پیدا ہو کچھ اور نہین حاصل ہے وہ پادشاہی کفایت شعارون
مین تھا - یہ نہین چاہتا تھا کہ محصول پادشاہی کا ایک روپیہ تلف ہو - ہرچند اسنے ظاہر
انگریزی گماشتون کو مقید کیا لیکن باطن مین وہ انگریزون کی بدنامی کے دفع کی
تدبیر کرتا تھا - جب انگریزی گماشتے مقید ہوئے تو روے دریا یا کنارہ دریا پر کسی
منصب دار پادشاہی کے آنے کی خبر سنتے تو وہ اسکو اپنی گماشتون کی عوض مین
مقید کرتے - اس مقدمہ نے طول پکڑا - جزیرہ بمبئی کا محصول دو تین لاکھ روپیہ سے زیادہ
نہ تھا وہ فوفل اور نارجیل سے حاصل ہوتا تھا اور انگریزون کا سرمایہ تجارت بیس
لاکھ روپیہ سے زائد نہ تھا - باقی دولت کا مدار راہ کعبۃ اللہ کے جہازون کی . . .
دست اندازی پر تھا جو سال دو سال مین ہو جاتی تھی وہ ان جہازات سے جو
ہندوستان کی اجناس کو بندر مخہ و جدہ کو جاتے کچھ سروکار نہین رکھتے لیکن وہ مراجعت

کرتے تو اُن مین نقد زر سفید و سرخ و ابراہیمی و ریال ہوتے اُن کی جاسوسی کرکے
جس جہاز کو زیادہ مالیت کا جانتے اُس پر تاخت کرتے ۔

سوانح سال سی و نہم

سنہ ۱۱۰۶

۲۰ شوال سنہ ۱۱۰۶ کو بادشاہ نے نورس پور اور افضل پور سے کوچ کیا ۔ اور
۷ ذیقعدہ کو موضع برہمن پوری مین دریاے بھیمرا (بھیما) کے کنارہ پر آیا اور اس ویرانے کو اپنے
آنے سے آباد کیا اور اسکا نام اسلام پوری رکھا۔ امراء کو عمارات بنانے اور غربا کو چھپر چھاونی
ڈالنے کا حکم دیا۔ اس سال کا بڑا سانحہ قاسم خان خانہ زاد خان مخاطب بہ روح اللہ خان ثانی
وصف شکن خان اور امراء نامی کا سنتا گھورپرہ کے ہاتھ مین گرفتار ہونا ہی تفصیل اس اجمال کی
بطور اختصار یہ ہے جب بادشاہ پاس سنتا کی تاخت و تاراج کی پیہم خبرین آئین
اور اسکو معلوم ہوا کہ اب سنتا اپنے گھر کو جاتا ہے اور اسکا عبور لشکر سے اسی کروہ پر ہوگا
تو قاسم خان کو جو ضلع دندیری کا فوجدار تھا اور کسی تقریب سے آدونی کے قریب آیا
تھا حکم ہوا کہ اپنی جمعیت کے ساتھ وہ معبر سنتا پر جائے اور خانہ زاد خان وصف شکن خان
و اصالت خان و سید محمد مراد خان اور او منصبداران خاص جلو کے اور خاص چوکی کے اور
ایک جماعت کثیر ہفت چوکی و توپخانہ کی سنتا کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئی یہ ۲ جمادی الآخر
اس راہ پر کہ سنتا کا معبر تھا چھ کروہ کے فاصلہ پر شاہ ایس مین ملگئے۔ قاسم خان کا اثاث البیت
آدونی مین تھا اُسنے چاہا کہ مین خانہ زاد خان اور اوروں کی ضیافت خاطر خواہ کرون
بہت سا اپنا اسباب ظروف طلا و نقرہ و مسی و چینی قلعہ سے نکال کر دوسرے روز اپنے پیش خانہ
اور ایک امیر کو تین کروہ کے فاصلہ پر بھیجا۔ غنیم کو پیش خانہ آنے کی خبر ہوئی اُسنے اپنی جمعیت کے

سنتا کی جنگ سے امراء اسیر ہوئے

تین توپ مین تقسیم کیا۔ ایک فوج بہیر خانہ لوٹنے کے لئے بھیجا اور ایک گروہ کو لشکر شاہی کے مقابلہ کے
لئے اور ایک جمعیت کو علیحدہ مرتب رکھا۔ چار گھڑی دن باقی تھا کہ جس جوق کو بہیر خانہ کے لوٹنے
کے لئے بھیجا تھا اُسنے بہیر خانہ کو خوب لوٹا اور بہت آدمیون کو مارا اور خستہ کیا اور جب یہ خبر
قاسم خان نے سُنی تو اُسنے خانہ زاد خان کو خواب سے بیدار نہ کیا خود مقابلہ کو دوڑا۔ ایک گروہ
نہ گیا تھا کہ فوج غنیم مقابلہ کے لئے مستعد ہوئی جنگ شروع ہوئی۔ خانہ زاد خان خواب سے
بیدار ہوا اور اُسنے یہ خبر سنی۔ بہیر و بنگاہ و احمال و اثقال و خیمون کو وہین چھوڑ کے جلد دوڑا
دشمن کیطرف کالیہ پیادے بندوقچی بہت تھے۔ وہ نشانہ خوب لگاتے ہین اور سوارون کی
جمعیت بھی بے انتہا تھی۔ محاربہ عظیم ہوا۔ طرفین کے بہت آدمی کشتہ ہوئے۔ باوجود
سپاہ اور سردارون کی ثبات و استقامت کے اور دشمنون کے مارنے اور زخمی کرنے کے
دشمن کے قرار مین ذرا خلل نہ پڑا سنتا نے جو ایک جوق کو علیحدہ رکھا تھا وہ شاہی بہیر پر جو پیچھے
چھوڑ گئے تھے حملہ آور ہوا اور سارے اسباب کو لوٹ لیا اور سات آدمیون کو مار ڈالا جب یہ
خوف کی خبر عین گرمی جدال و قتال مین خانہ زاد خان و قاسم خان کو پہنچی تو اُنکے ثبات
مین تزلزل ہوا اور آپس مین مشورہ کیا کہ جہان بہیر خانہ گیا تھا وہان ایک قلعہ دیوار بندی ہے
اور اُسکے آگے تالاب ہے وہان جانا چاہیئے ایک کوس تک لڑتے ہوئے تالاب کے کنارہ
پر پہنچے اُسوقت غنیم نے کچھ نہین کیا اور ایک طرف اپنا ڈیرہ لگایا۔ بادشاہی آدمی جو قلعہ
مین تھے اُنہون نے اور بادشاہی آدمیون کے واسطے دروازہ بند کیا خان مشار الیہ اور لوگون نے
جو ماحضر ساتھ رکھتے تھے اُسکو آپس مین قسمت کر کے کھایا اور تمام سپاہ کو سواے تالاب کے پانی
پینے کے کچھ اور کھانے کو نہ ملا گھوڑون اور ہاتھیون کے لئے گھاس اور دانہ کا نام بھی کوئی
نہین لے سکتا تھا جب دن ہوا تو غنیم نے انکا گرد و پیش گھیرا لشکریون نے بھی کمر ہمت جانفشانی
مین باندھی مقابل کھڑے ہوئے۔ دشمن تین روز تک مستعد رہا اور لڑا نہین پھر اسکے پاس کئی ہزار
پیادے جنگل درکت سے آگئے۔ چوتھے روز ابھی صبح کی سپیدی نمودار نہ ہوئی تھی کہ کالیہ پیادون نے
جو پہلے سو دو چند تھے جنگ شروع کی۔ توپخانہ شاہی کا مصالح اکثر غارت ہو چکا تھا۔

اور جو کچھ ساتھ تھا وہ خرچ ہو گیا تھا۔ کچھ دیر تک لڑائی کا غل مچا آخر کو وہ عاجز ہوئے دشمن کی
طرف سے اولون کی طرح تفنگ کی گولیان برستی تھین بہت سے آدمی تلف ہوئے باقی
آدمیون کی چارون طرف راہ بند دیکھی تو وہ کام ناکام قلعہ مین داخل ہوئے۔ ثقات جو
اس جنگ مین موجود تھے کہتے تھے جنگی سپاہ کا سیوم حصہ دو توپ پیش خانہ اور راہ مین اور سر آب
پر مرہٹون نے مار ڈالا۔ قلعہ کو غنیم نے چارون طرف سے محاصرہ کیا اور اسکی خاطر جمع ہوئی
کہ یہ سب بھوکے مر جائینگے جسدن اس قلعہ مین داخل ہوئے تو اسکے ذخیرہ سے جوار او جو کی
روٹی کل چھوٹے بڑون کو ملی اور دواب کو پرانے چھپر کھانے کو ملے دوسرے روز نہ آدمیون کے
لئے روٹی تھی نہ گھوڑون کے لئے چارہ اس دربدے درمان سے جاین جاتی تھین قاسم خان
بڑا تریاکی تھا اور اسی پر زندگی کا مدار تھا۔ تریاک کے نہ ملنے سے وہ ہلاک ہوا۔ کوئی کہتا
ہے کہ زہر کھا کر مر گیا۔ غرض تیسرے روز وہ زندہ نہ تھا۔ دشمن اسکے دور زیادہ دلیر ہوا۔
اور محصورین بیدل اور بے جگر تھے۔ بزدلون اور جگرداروں نے ہر چند کہا کہ اس خرابی کے
ساتھ بھوکے کب تک مرینگے ایک مرتبہ دشمنون پر حملہ کر کے شہادت نصیب کرین یا
فتح نصیب ہو تو دونون صورتون مین عذاب سے مجانبت اور ثواب سے مقاربت ہوگی۔ یہہ
بڑون نے قبول نہ کیا اکثر آدمی بھوکے مر گئے گھوڑے ایک دوسرے کی دم کو گھاس
کی طرح کھاتے تھے غنیم نے ایک برج کو بنیاد سے اڑا دیا اور اطراف مین آواز گیرودار کو بلند
کیا۔ خانہ زاد خان ناچار ایک جوگی کی پناہ مین گیا اور آخر کار صلح یہ قرار پائی کہ قاسم خان
کے نقد و جنس و جواہر و گھوڑے ہاتھی سنتا کو دئے جائین اور سیل کہرو پیہ و ریسر بالکش و
غلتی معتمد و صاحب کارخانہ اسکا اوّل ہو۔ اسپر عمل کیا گیا۔ سنتا نے کہلا بھیجا کہ آدمی قلعہ
سے وسواس نکل آئین اور دروازہ کے آگے دو رات رہین جس شخص کے پاس جو کچھ ہوگا اسکی
مزاحمت نہین کیجائیگی اور ہمارے لشکر سے جس چیز کو چاہین خریدین۔ قلعہ سے تیرہ روز
بعد لشکر شاہی باہر آیا غنیم کے آدمی ایک طرف روٹی اور دوسری طرف پانی آدمیون
کو دیتے تھے قلعہ کے دروازہ پر دو رات رہے تیسرے روز خانہ زاد خان مع رفقا کے

غنیم سے بدرقہ لیکر بارگاہ والا کو روانہ ہوا۔ حمیدالدین خان بہادر حضور سے اور رستم دل خان حیدر آباد سے کوکن کے لئے روانہ ہوئے تھے وہ ادونی کے متصل ملنے ملے۔ انہوں نے لشکر کی خوراک و پوشاک نقد او ضروری اشیاء سے امداد کی۔ رعدانداز خان قلعہ دار نے زیادہ اپنی حالت سے امداد کی اور احتیاج سے زیادہ یا احتیاج ہر ایک کے گھر سے اور اطراف و جوانب سے جمع ہوا۔ غنیم اس غنیمت کو لیکر اپنے وطن کو جاتا تھا اسنے جانا کہ رستہ میں خان بہادر کا بھی جھگڑا چکاتے چلو۔ ہمت خان کے ہمراہ ایک ہزار سوار تھے وہ دشمن سے لڑنے گیا کہ ناگاہ بندوق کی گولی اسکے جگر میں لگی اور اسی وقت مرگیا۔ فیلبان چاہتا تھا کہ ہاتھی کو لیجائے کہ باقی بیگ سپہ سردار خان آ گیا اسنے فیلبان سے کہا کہ خان زندہ ہے ہاتھی کو آگے چلا غنیم کو میں ابھی مار کر بھگاتا ہوں اسنے خوب مقابلہ کیا۔ مگر سپاہ بے سردار کب تک ٹھیر سکتی ہے قلعچہ نزدیک تھا اسمیں وہ گیا۔ غنیم نے بہیر کو لوٹ لیا اور قلعچہ کا چند روز محاصرہ کیا۔ اور اس حرکت کو بے نفع دیکھ کر محاصرہ چھوڑ دیا۔ باقی بیگ فرصت پاکر حضور میں آیا۔ حکم ہوا کہ خانہ زاد خان صوبہ ظفرآباد کا انتظام کرے اور صف شکن خان فوجداری دھاموتی کا سید صالت خان رن تھنبور کے قلعہ کا اور محمد مراد خان فوجداری دوحدو کوور کا باقی لشکر پادشاہی لشکر سے مل گیا۔

جن دنوں میں شاہ عالم مقید تھا تو محمد اعظم بہ پادشاہ ایسی مہربانی کرتا کہ وہ اپنے تئیں ولیعہد مستقل سمجھتا۔ ان دنوں میں کہ شاہزادہ مطلق العنان ہوا۔ پادشاہ سابق سے زیادہ اسکے حال پہ متوجہ ہوا تو روز بروز محمد اعظم شاہ کی ملال خاطر کا سبب ہوتا گیا۔ نماز عید الضحیٰ میں پادشاہ نے محمد معظم کو داہنی طرف اور محمد اعظم کو بائیں طرف بٹھایا۔ اس لئے محمد اعظم پیچ و تاب میں آیا۔ پادشاہ نے محمد معظم کو جو مخاطب شاہ عالم تھا بہادر شاہ کا لقب دیا۔ اور اکبرآباد کے بندوبست کے لئے بھیجا پھر اسکے دو بیٹوں معزالدین و محمد عظیم کو بھی بھیجدیا صوبہ ملتان میں فرقہ بلیچی جو لباس فقیری میں فساد کرتے تھے اور بلوچ جون فی ایک آشوب اوٹھایا تھا۔ شاہزادہ ولیعہد کو کابل میں مامور کیا اور شاہزادہ معزالدین کو

صوبہ ملتان مین مقرر فرمایا ـ

سوانح سال چہل و ہفتم [illegible]

بادشاہ شاہزادہ محمد اعظم کو برگانون کے انتظام کیلئے اور غنیم کی تنبیہ کی غرض سے رخصت کیا ظفرآباد کی مسجد مین نمازیون کی ایک جماعت پر بجلی گری سوار تین چار آدمیون کے سب نمازی مرگئے ایک کا رخت بدن بجا تھا لیکن جلنے کا اثر ظاہر نہ تھا مگر اس مین جان نہ تھی ـ

سوانح سال چہل و ہشتم [illegible]

دریاے بھنورہ (بہما) کے کنارہ پر لشکر شاہی نے چھاؤنی ڈالی تھی امرا نے بڑی بڑی عمارات بنالی تھین ایک عجیب حادثہ لشکریون پر گذرا کہ آدھی رات کو ایک عالم آسودہ اور بیخبر خواب مین تھا ـ دریا کا پانی طغیانی مین آیا اور صبح ہونے تک ایک فرسخ یا زیادہ لشکر کو پانی نے گھیر لیا ـ اندھیری رات ـ پانی کی طغیانی ـ بارش کی شدت ـ لوگون کی زیادتی نے آدمیون کو باہر جانے سے روکا ـ دس بارہ ہزار آدمی اور بادشاہ اور شاہزادون اور امرا کے کارخانجات اور اسپ و گاو و شتر بیشمار و خیمہ و اسباب بیحساب پانی مین ڈوب گئے ـ بہت سی عمارتین خراب ہوگئین بعض عمارتین ایسی بہ گئین کہ انکا نشان بھی باقی نہین رہا تیزی سیل سے اکثر درخت بیخ و بن سے اکھڑ گئے ـ روے دریا پر انسان و حیوان چھپرون پر سوار دوان دوان بیچارہ وار محبوس زندان چلے آتے تھے ـ اضداد متفق ہوگئی تھی کہ گربہ و موش و سانپ و خرگوش ایک دوسرے کے نگران چلے جاتے تھے ـ اور اپنی جانون پر لرزان دم نہین مارتے تھے ـ جو صاحب دستگاہ تھے وہ کشتی پر سوار افتان و خیزان سلامتی کے کنارہ پر گئے اور غریب چھتون پر چڑھتے ـ انکے جان و مال کو مردہ شوئی لے جاکر دریا برد کیا ـ بادشاہ اور شاہزادہ کام بخش کے خیمے پشتہ کوہ پر تھے جسکا ارتفاع تیس چالیس گز کا تھا ـ خیمون کے اندر پانی اسے چار گز نیچے تھا ـ بہت سی سواریان تیار رہتی تھین بادشاہ خدا سے دعا مانگتا اور تعویذ اپنے ہاتھ سے لکھ لکھ کر پانی مین ڈالتا کہ پانی کم ہو ـ تیسری شب کو پانی کم ہوا اور خلائق نے زندان قید ملمار سے رہائی پائی

(عیالی کی قید لوہو کی قید سے سخت ہوتی ہی) رہائی پائی۔

خانجہان بہادر ظفر جنگ کے آزار مین شدت ہوئی۔ جب بادشاہ شولاپور سے بنگاہ کو جاتا تھا تو ۱۶ جمادی الاولی کو اسکے گھر گیا۔ تو خان جہان بادشاہ کے روبرو زار زار رویا کیا کہ مین یہ چاہتا تھا کہ کسی معرکہ مین جان نثار ہون اور حضرت کے کام مین آؤن بادشاہ نے فرمایا کہ تمام عمر بندگی و اخلاص مین جان نثاری ابھی تک اسکی آرزو باقی ہی۔ ۱۹ کو وہ دنیا سے رخصت ہوا۔ اس امیر عالیشان کی محفل شان عالی رکھتی تھی جو وہ چاہتا تھا۔ کہتا تھا کسی کو تسلیم کے سوا جرأت نہ آتا تھا۔ اکثر اسکی مجلس مین نظم و نثر و شمشیر و جواہر و اسپ و فیل و ادویہ شہی کا ذکر رہتا تھا۔

۲۰ جمادی الآخرہ کو شاہزادہ کام بخش صوبہ برار کے انتظام سے خوش دل ہوا۔ بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ قلعہ جنجی پر لشکر شاہی نے تسلط و استیلا پایا اور دشمنون کی ایک جماعت کثیر کو قتل کیا۔ اور راجہ رام یہان کا راجہ محصور ہوکر ایسا خوف مین آیا کہ عیال اطفال و اموال و اثقال کو قلعہ مین چھوڑ ستارا پاس چلا گیا۔ ۷ شعبان کو یہ قلعہ جسمین سات قلعے ہین قہراً و جبراً مفتوح ہوا اور بادشاہی قبضہ مین آیا اور چار رانیان اور تین بیٹے اور دو بیٹیان راجہ رام کی اور اسکے متعلقون و یارون اور مددگارون کی مقید ہوئین۔ اور سو قلعے جو عبارت ملک کرناٹک سے ہین انکے ہاتھ آگئے۔ بنادر فرنگ ممالک محروسہ کے ضمیمہ بنی۔ زمیندار جو پر شور و تسلط تھے انہون نے اطاعت کی و پیشکش دی یہ سارے کام جملۃ الملک کے تھے جسکو اس مہم کا صلہ دیا گیا۔ قلعہ مفتوحہ کا نام نصرت گڈھ رکھا گیا۔ خیریت خان کو باری اور پاہی قلعہ راہیری کا بندوبست سپرد تھا وہ سنہ ۳۹ جلوس مین مر گیا تو اسکے ضلع کے فوجدار عبدالرزاق خان کی عرضداشت کے بموجب سیدی خیریت خان کا اموال سیدی یاقوت کو سپرد ہوا تھا کہ خیریت خان کے ذمہ جو طلب سپاہ ہی وہ ادا کردے۔ اس دستاویز پر سیدی یاقوت نے خیریت خان کے تمام متروکہ نقد و جنس کو ضبط کیا اور اسکے زن

اور خرد سال فرزندون کو اپنی متعلقہ مین قلعہ جزیرہ مین لے گیا اور یومیہ بقدر کفاف ضروری دستور
محبوسان مقرر کر دیا۔ اس سال مین بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یاقوت خان کے گھر مین بہت سی
عورتین رات کو ماہ رمضان کے چاند کی مبارکباد دینے گئین زن خیریت خان کی
اشارہ سے ایک جوان مردنمانے مشاطین کو کنی عورتون کا لباس پہنا اور ایک جمدھر و
گرز چوبی گھگرہ و ساڑھی کے نیچے پنہان کیا اور عورتون کے ہجوم مین گھر مین چلا گیا
اور بیچ ضرور مین جو سیدی یاقوت خان کے لئے مخصوص تھا جا چھپا۔ سیدی رات کو
تیسری پہر کمر کھول کر جای ضرور مین جایا کرتا تھا۔ حسب معمول اس رات کو جائے ضرور مین جانے
لگا تو ایک لونڈی چراغ کو لئے ہوئی آگے جاتی تھی۔ جون ہی اسنے قدم اندر رکھا۔ تو
اس شخص کو اسنے دیکھا بے اختیار فریاد کی چراغ ہاتھ سے گر پڑا۔ اس آدمی نے حبشی کے سر پر
گرز چوبی سنگین مارا اور جمدھر مارنا چاہتا تھا کہ یاقوت خان نے باوجودیکہ اس کی ازار
کھلی ہوئی تھی اور سر سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔ حریف کا ہاتھ مع جمدھر پکڑ لیا اور اسکو
زمین پر دے پٹکا محل مین غل شور ہوا۔ حبشی لونڈیان لکڑیان اور مشعل لیکر آئین۔ اس شخص کو مارنا
چاہتی تھین لیکن یاقوت نے اسکو منع کیا اور اس شخص کو دم دلاسا دیکر اصل حال دریافت
کر لیا کہ خیریت خان کی زن کے اشارہ سے یہ کام کیا ہے۔ یاقوت خان نے اس عورت کو مدت
تک محبوس رکھا مگر کوئی گزند جانی نہین پہنچایا اور اسکا یومیہ بڑھا دیا۔

سوانح سال چہل و دوم سنہ ۱۱۱۹

خواجہ یاقوت معمار کام بخش کا ناظر و اتالیق تھا۔ راست اعتقادی اور دولتخواہی کے
سبب شہزادہ سے کبھی حرف درشت و درست کہدیتا بعض بار ریاح باش شاہزادہ کی مرضی
مین رہتے تھے۔ یہ باتین تیر کی طرح انکے دل مین چبھتی تھین ناراستون نے باطل دوستی سے چاہا
کہ اپنے تیر پہلو نشین کو اسکے سینہ اخلاص خزینہ مین بٹھائین۔ ۱۸ جمادی الآخرہ کو رات کے
وقت محرم خان دولتخانہ شاہزادہ سے اپنے گھر جاتا تھا۔ اثناء راہ مین کسی بد اندیش نے اسکے
تیر لگایا اسکی حیات باقی تھی کہ اسنے اپنے ہاتھ کو سپر بنایا کہ پردہ شکم تک تیر نے اثر نہین کیا

جب پادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اسنے کوتوال کو اس مقدمہ کی تحقیق کے لئے مقرر کیا۔ شاہزادہ کے پانچ
عمدہ سرداروں کے گرفتار ہونے کا پادشاہ نے حکم دیا۔ چار آدمی تو خوشی سے گرفتار ہوگئے
مگر پادشاہزادہ کے کوکہ نے خیرہ سری کی تو پادشاہ نے شہزادہ پاس حکم بھیجا کہ اسکو اپنے لشکر سے
نکالدے۔ پادشاہزادے نے کوکہ کو اپنے پاس طلب کیا اور سواشرفی نذرانہ دیا۔ ہزار پان دیکر
رخصت کیا اور اسکے جانے سے دلگیر ہوا۔ ابھی وہ دریا سے پار نہ گیا تھا کہ پادشاہ نے
شہزادہ کو حکم دیا کہ اسکو وہ خود لیکر حاضر ہو۔ وہ اسکو لیکر آیا تو پادشاہ نے حکم دیا کہ وہ خود
آکے اور کوکہ کو دیوان خاص میں چھوڑدے۔ شاہزادے نے کہا کہ میں اور وہ دونو ساتھ مجرا
کرینگے اور اپنا بالابند کھولکر اسکی اور اپنی کمر میں باندھ لیا۔ ان اداہاے ناخوش کے سبب سے
پادشاہ نے کہا کہ وہ عدالت میں بیٹھیں۔

حمیدالدین خان کو حکم ہوا کہ اس طلبیکو پادشاہزادہ سے جدا کرے جب وہ جدا کرنے کو آیا تو شاہزادہ
نے حمیدالدین خان کو کٹار لگاکے زخمی کیا۔ لوگوں نے کوکہ کو خوب مارا پیٹا مگر پادشاہزادہ سے کوئی
نہ بولا۔ اس حال کو سنکر پادشاہ نے حکم دیا کہ جواہرخانہ کے متصل ایک خیمہ لگاکے اس میں شاہزادہ کو
بٹھا دیں کے لئے رکھیں اور کوکہ کو زندانخانہ میں بھجوائیں اور پادشاہزادہ کو منصب سے برطرف کیا۔
اور اموال و اسباب اثاثہ و کوکبہ دولت سب ضبط کیا۔

سنہ ۴۳ جلوس پادشاہ [illegible]

سنتاجی گھوڑپڑے کے تسلط و تاخت و تاراج کے آوازہ نے حد سے تجاوز کیا۔ ان
دنوں میں کہ غازی الدین خان فیروزجنگ سنتاجی کی تنبیہ کے لئے مامور ہوا تھا وہ بیجاپور سے
چار پانچ منزل پہ مقیم تھا۔ خبر آئی کہ سنتا گھوڑپڑے بیس پچیس ہزار سواروں کے ساتھ آٹھ نو
کوس پہ آگیا ہے۔ سپہ سالار فیروز سنتا کے غلبہ و شہرت سے اور اپنی فوج کی قلت سے
آگاہ تھا۔ بہ تقاضاے وقت مصلحت یہ سمجھا کہ شہرت یہ دی کہ سنتا سے لڑنے جاتا ہوں۔
میر منزل کو اور آدمیوں کے ساتھ راہ صاف کرنے کے لئے اور پیش خانہ لیجانے کے لئے تعین کیا اور خود
سوار ہوکر بیجاپور کو راہ اختیار کی۔ جب وہ بیجاپور سے آٹھ نو کوس پہ آیا تو جاسوسوں
کی زبانی معلوم ہوا کہ سنتاجی اور دھناجی کے درمیان آپس میں فساد ہے۔ یہ دونو

سینا پت یعنی مرہٹون کے سپہ سالار تھی دھنا جادو مرہٹون نے عمدہ قدیمی سرداروں مین تھا
اور یہ نسبت اور سرداروں اور سنتاجی کے امراے پادشاہی سے سلوک وسلامت کا طریقہ
مرعی رکھتا تھا سنتا اسپر تفوق چاہتا تھا اسلیئے دونون کے دلون مین غبار تھا اور ایک دوسرے
کے استیصال مین کوشش کرتا تھا۔ راجہ رام کو دھنا جی جنجی لئے جاتا تھا منازعت قدیم کے
سبب مقابلہ ہوا۔ سنتا غالب ہوا امرت راو براد رناگہ جی کو جو دھنا کا رفیق و یاور تھا زندہ گرفتار
کرکے ہاتھی کے پانون کے نیچے ڈلوا دیا اور راجہ رام کو قید کیا اور دھنا جان بچا کر نکل گیا دوسرے
روز سنتا راجہ کے رو برو دست بستہ کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا کہ مین وہی حضور کا غلام ہون۔ یہ
گستاخی اس سبب سے ہوئی کہ آپ چاہتے تھے کہ دھنا کو میرا رکھش بنایئن اور اسکی اعانت سے
جنجی جایئن۔ اب آپ جس خدمت کو کہتے ہین حاضر ہون۔ راجہ کو خلاص کرکے جنجی مین پہنچا دیا۔
ذوالفقار خان کے مقابلہ مین اور محمد کام بخش کے بہکانے مین اور تسخیر قلعہ کی مقدمات کی برہم زنی
مین اور اسمعیل مکھا کے دستگیر کرنے مین شریک غالب رہا جبتک قلعہ جنجی فتح ہوا۔ وہ راجہ رام کے
ساتھ قلعہ سے باہر ستارا کی جانب دھنا کی مخاصمت کے سبب سے گیا۔ دھنا یہان تھا۔ مرہٹون
کے اکثر امرا اُسسے عداوت رکھتے تھے اور خفیہ دھنا جی جادو سے سنتا جی کے واسطے نامہ و پیغام
بھیجتے تھے۔ ہنونت راے ایک بڑا نامی سردار تھا دھنا جادو کے اشارہ سے اُسنے سنتا کے
عمدہ نوکرون سے سازش کی اور دھنا جادو کی فوج لیکر اُسنے سنتا جی کی بہیر کو جا لوٹا اور سنتا
کے لشکر کے بڑے نامی راوت اُسسے جدا ہوکر ہنونت راو سے پیوستہ ہوئے۔ اور ایک جماعت
کشتہ و زخمی ہوئی سنتا بے پر و بال ہو کر پہاڑون مین گیا۔ اس خبر کے سننے سے فیروز جنگ کے
لشکر مین بڑی خوشی ہوئی۔ اور اسی زمانہ مین اورنگ زیب کا فرمان دستخط خاص کا لکھا ہوا آیا
کہ مرہٹون کے سردارون مین آپس مین — نفاق ہے یقین ہے کہ سنتا جلد اپنے جزا کردار کو
پہنچے گا۔ تم جلد جاکر ایسی کوشش کرو کہ اسکے استیصال کی فتح تمہارے ہی نام ہو۔ اس حکم کے
پہنچتے ہی سپہ سالار سنتا کے تعاقب مین مصروف ہوا۔ ایکطرف سے پادشاہی فوج اور دوسری طرف
سے دھنا کی فوج سنتا کے پیچھے پڑی سنتا کی فوج بالکل متفرق اور اُسسے جدا ہو گئی۔

اس حال مین ناگوجی سیانے لیس بکھ مسور جو مرہٹہ سردارون مین تھا اور بادشاہ کے ملازمون
مین کچھ مدت تک داخل ہو چکا تھا مگر پھر اپنے فرقہ سے مل گیا تھا اور اس سرزمین مین وطن
رکھتا تھا اور اسکے بھائی کو ہاتھی کے پاؤن تلے سنتا نے مسلوا چکا تھا۔ عداوت جانی اسنے رکھتا تھا
اپنی بیوی کی رہنمائی سے اپنے آدمیون کی جماعت لیکر سنتا کے تعاقب مین گیا اور وہان
پہنچا جہان سنتا کوفتہ و ماندہ بے پروبال ایک نالہ کے کنارہ پر رہتا تھا غافل پاکر اُسکو
قتل کر ڈالا اور اسکے سر کو توبرہ مین ڈال گھوڑے کے تنگ پیچھے باندھا اور اُسکو لیکر اپنی بیوی
پاس بادھنا جادو پاس چلا۔ رستے مین اندر توبرہ گر پڑا۔ فیروز جنگ کی فوج کے سوار و لٹیرے
اور ہرکارون نے اسکے سر کو پہچانا اسکو لطف اللہ خان پاس کہ سپاہ دل تھا لے آئے۔ اور
لطف اللہ خان سر کو فیروز جنگ پاس لے لایا۔ اسپر بڑی مبارک سلامت ہوئی شادیانے
بجے تشہیر کے بعد بادشاہ کے پاس خواجہ بابا کے ہاتھ بھیجا۔ بادشاہ نے سر کو دیکھ کر شکر
الٰہی کیا اور نوبت بجوائی اور خواجہ بابا کو خوشخبر خان کا خطاب دیا اور حکم دیا کہ اس
کی لشکر مین اور بعض بلاد دکن مین تشہیر ہو۔

سوانح سال چہل و سیوم سنہ ۱۱۱۳

جب بادشاہ نے پیہم سنا کہ مرہٹون کا فساد و تسلط بڑھتا جاتا ہے اور وہ بہت
شوخی کرتے ہین تو اُس کے دل مین آیا کہ انکے قلعون کی تسخیر کے لیے جہاد کیجئے جو مرہٹون کے
مسکن و ماوا ہین اور اسطرح انکا استیصال کیجئے۔ بادشاہ اسلام پوری مین چار
سال سے چھاؤنی ڈالے ہوئے تھا۔ امرا نے اپنے بڑے بڑے مکان بنا لیے تھے۔
ایک نیا شہر معلوم ہوتا تھا۔ ایک سال پہلے قلعہ سنگ و گچ بنایا گیا تھا اب بادشاہ نے
حکم دیا کہ ایک خام قلعہ جسکا دور ڈھائی کروہ کا پیمایش ہو بنایا جائے۔ یہ ایک سال کا
کام پندرہ روز کے اندر کاریگرون نے بنا دیا۔ زینت النساء بیگم اور والدہ
بادشاہزادہ اور خدمہ محل کو اس آرامگاہ مین بٹھایا اور عمدۃ الملک مدار المہام
اسد خان کو یہان کی حراست سپرد کی۔ خافی خان لکھتا ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔

بادشاہ کا مرہٹون کے قلعون کو فتح کرنا

کہ پادشاہ نے منادی کرائی کہ سب امراء و منصبدار و خلائق اپنی عیال و اطفال کو مع مشمول
اسباب کے اس بنگاہ مین رکھین اور بہت تاکید کی کہ کوئی شخص اپنی اہل و عیال کو ہمراہ نلے
مگر پادشاہ کی مروت کے سبب اس حکم کی تعمیل نہوئی اور خود ۵ جمادی الاولی کو سفر
کیا اور ۲۰ روز مین مرتضی آباد عرف مرچ مین آیا۔ شاہزادہ محمد اعظم کو بیرگانون سے طلب
کیا تھا وہ بھی اس منزل مین مل گیا۔ مخبرون کے اخبار سے تحقیق ہوا کہ راجہ رام برار مین تاخت
و تاراج کر رہا ہے۔ اور یہ بھی معروض ہوا کہ زمیندار دیوگڈھ جو بسبب منافقہ وطن
اور رواروں کے غلبہ سے پادشاہ پاس آکر مسلمان ہوا تھا اور بلند بخت اسکو خطاب ملا تھا
جب سنے مدعی وطن کے مرنیکی خبر سنی تو وہ پادشاہ پاس سے بھاگ کر دیوگڈھ مین چلا گیا۔
اور پیشکش تھوڑی جو ہر سال دیتا تھا وہ نہین دیتا اور مفسدی کرتا ہے۔ اور ملک کی تاخت
و تاراج مین راجہ رام کے ساتھ اتفاق رکھتا ہے۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ آیندہ اسکو
نگون بخت لکھا کرین اور پادشاہزادہ بیدار بخت کو حکم دیا کہ شائستہ فوج کے ساتھ
جاکر راجہ رام اور نگون بخت کی تنبیہ کرے۔ اور بنگاہ اپنا مرتضی آباد مین چھوڑے۔ بطریق یلغار
مسافت طے کرے اور ایسا تعاقب کرے کہ انگارہ فسردہ خاکستر کے نیچے شعلہ زن نہو
اور روح اللہ خان بخشی اور حمیدالدین خان بہادر کو حکم دیا کہ وہ بیرتاب گڈھ سے ستارہ گڈھ
تک کہین آبادی کا نشان نہ چھوڑین۔ مرتضی آباد سے جب پادشاہ نے پرگنہ کر کی نواحی مین
کوچ کیا معروض ہوا کہ تھانہ پادشاہی یہان تھا جسکو دشمنون نے خراب کیا اور ایک مسجد
پہلے لوگون کی بنائی ہوئی ہے وہ بے چراغ ہے۔ پادشاہ دو کروہ مسافت طے کرکے اس مسجد
کو دیکھنے گیا۔ وہان دوگانہ شکر ادا کیا۔ یہان تھانہ آباد کیا۔ جو رعایا فراری تھی وہ یہان
امان اور انعام دینے مین آباد کی گئی۔ پادشاہ نے اسکی حراست کے لئے ایک جماعت مقرر
کی۔ یہان سے تھانہ سوادی مین پادشاہ گیا۔ یہان سے تین کروہ پر ایک مضبوط قلعہ پست
تھا وہ غنیم کے تصرف مین تھا اور متانت مین مشہور تھا۔ تربیت خان میر آتش کو حکم ہوا
کہ وہ اس پہاڑ پر جاکر دشمنون کو نکال دے۔ خان نے دو روز مین توپخانہ کو قلعہ کی نواح

پیچھے پہنچایا۔ آتش بار توپیں لگا کے دشمن سوزی شروع کی۔ قلعہ نشینوں نے بھی کوہ پیرسی توپوں کا چھوڑنا اور آلات آتشبازی کا چلانا شروع کیا۔ بادشاہ نے دو تین مقام کرکے حکم دیا کہ ایک کٹنا پہ جو قلعہ سے ایک کروہ پر تھا اور گولہ رس تھا خیمے لگائے جائیں صبح کو حکم دیا کہ یورش کے لئے لشکر تیار ہو۔ محصوروں نے بادشاہ کی یہ جرأت دیکھی تو انہوں نے اپنے عجز کا اظہار کیا اور جان کی امان کا پیغام دیا اور قلعہ سپرد کرنے کو کہا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ سب بے ہتیار لے آؤ اور مضرت جانی نہ پہنچاؤ اور انکو چھوڑ دو رات کو سب اس طرح بھاگ گئے کہ پتا بھی انکا نہ معلوم ہوا۔ مصالح و ذخیرہ قلعہ قدرے غلہ اور اور اسباب بادشاہی لشکر کو ہاتھ آیا۔ ۱۷ رجمادی الآخر سنہ ۱۱۱۱ھ کو قلعہ سطح قبضہ میں آگیا۔ کلید فتح اس قلعہ کا نام ہوا۔

بسنت گڈھ کی فتح کے بعد بادشاہ قلعہ ستارہ کی فتح پہ متوجہ ہوا۔ ستارہ کا قلعہ ایسے اونچے پہاڑ پر واقع ہے کہ اس نے ستارہ کو اسم بامسمی بنا دیا ہے۔ ۲۵ رجمادی الآخر کو سنہ ۴۳ جلوس کو اسکے قلعہ سے آدھی کوس کے فاصلہ پہ بادشاہی خیمہ لگا اور دوسری طرف شاہزادہ محمد اعظم شاہ کا خیمہ ایستادہ ہوا اور امراء کے خیمے جابجا اطراف قلعہ میں تربیت خان کی تجویز سے نصب ہوئے۔ قلعہ کو مرکزوار گھیر لیا تھوڑے دنوں میں اندک تردد سے قلعہ کے نیچے اور دمدموں کے اوپر توپیں لگا دیں۔ لیکن قلعہ دیوار کی صورت ایک پہاڑ ہے جو تیس گز بلند اور اُسکے اوپر چھ گز سنگ چین ہے۔ وہ کوئی دیوار نہیں کہ جسکے ارکان میں توپوں سے تزلزل آئے۔ پھر اسپر اسباب استحکام سب جمع دیکھے۔ توپ خانہ و ذخیرہ اور فراوانی آب کہ عین گرمی کے موسم میں چشمے جاری تھے۔ اور کام کے آدمی نقد جان کو ہاتھ میں لئے ہوئے وہ مستعد مہیا تھے شب و روز بان و تفنگ و حقہ جادو و مشک اور سنگ پھینکتے تھے اور باہر کی بیشمار افواج رسد کو لوٹتی تھی اور بیس کوس تک گھاس کو اس نے جلا دیا تھا جو جاندار کا مائیہ عیش ہے کئی بار وہ شوخی کرکے لشکر کے نزدیک آئی مگر انہوں نے مالش ایسی پائی کہ بھاگ گئے۔ غلہ و کاہ کی کمال گرانی ہوگئی۔ باوجود اس دشواری کے دیوار حصار سے تیرہ گز پہ برج کے مقابل ایک دمدمہ تیار ہوگیا اسکے مصالح بن اتنی

درخت صرف ہوئے کہ تیس عالمگیر کو اس تاک درخت کا نام نہین تہا۔ پادشاہزادہ کی طرف سے
مورچال پائے قلعہ تک پہنچ گئے اور نقابون کو حکم ہوا کہ وہ نقب لگائین انہون نے دمدمہ کے قریب
چند روز مین ۱۰۰ گز سنگ خارا کو جسکا نام برج تہا۔ خالی کیا۔ پادشاہ کے حکم سے قوم ماولی نے کہ
قلعہ گیری مین ید طولی رکھتی ہے۔ دو ہزار آدمی حاضر ہوئے اور تین سال کی طلب کا ایک لاکھ
پچیس ہزار روپیہ انکو دیا گیا اور قلعہ کے اوپر چڑھنے کا اسباب زینہ اور مال اور چرمین جامے تیار
ہوئے۔ سچ ہے کہ طالب ہر در سے اپنے مطلوب کو ڈھونڈھتا ہے کہ کسی در سے اس پر راہ
کھلجائے۔ کارکنون کی نظر مین یہ تمام اسباب قلعہ گیری کے لئے مفید نہ تہا۔ تربیت خان نے
اسی دمدمہ کے نیچے جو چوبیس گز بلند تہا ایک زینہ روان کیا اسکے مصالح مین ہزار گجاوے اور
ٹاٹ و کرپاس کے خریطے صرف ہوئے۔ کرپاس کمیابی کے سبب روپیہ کا چار گز ملتا تہا۔
ہیمہ صحرا صرف ہوا۔ خاکریز کر کے قلعہ کے نیچے نقب لگائی اور اسکے اوپر چوبی زینے
لگائے لیکن پیش رفت کار سوا اسکے نہ ہوئی کہ خان مذکور دمدمہ سابق پر دھکیلے لایا تہا
اسکے سبب محصور دیوار قلعہ سے سر نہین نکال سکتے تہے اور بندوق نہین مار سکتے تہے اور دیوار
کے نیچے چھپ کر بیٹھ گئے اور پتھر مارتے تہے اور اس سبب سے یورش کا مقصد کہ دیوار پر بہادر چڑھین
نہین حاصل ہوتا تہا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ قلعہ کے دروازہ کی طرف فتح اللہ خان اور
روح اللہ خان اور مورچال روان کرین۔ پنجم شوال سنہ ۴۹ جلوس کو خان مذکور نے اپنی فکر
رسا سے ایک ماہ کے عرصہ مین یولی قلعہ کے نیچے مورچے پہنچائے۔ تربیت خان نہین چاہتا
تہا کہ اسکے تردد کے مقابل مین کوئی دوسرا نام آور ہو اسنے اپنی رای صائب و سنگتراشون
کی مدد سے کمر کوہ مین پیچ و طاق بقدر طول چودہ ذرعہ اور عرض دو ذرعہ خالی کئے۔ مردم کارزار نے
کہ وہان چوکی کے لئے بٹھایا کہ کارزار کے وقت انسے جانفشانی ظہور مین آئے۔ جب اسکا
منصوبہ جو مرکوز خاطر تہا پیش نہ گیا تو ایک تازہ تدبیر اسکے ذہن مین آئی کہ دونون
طاقون کو انگشت بارود سے پر کیا۔ جب یہ سانحہ حسن تردد پادشاہ سے عرض ہوا تو
پادشاہ نے حکم دیا کہ سوار و پیادے توپخانہ و خاص چوکی و اہل افغان دکنی در

اور بعینہ سائر وجماعۂ عربی و کرناٹکی جو شب و روز حاضر رہتے ہین انکے علاوہ بخشی الملک
مخلص خان و حمید الدین خان بہادر چند ہزار سوار لیے جاکر انتظار کرین کہ جب نقب اُڑائی
جائے اور جان فروش قلعہ مین داخل ہون تو وہ انکی کمک کرین - پنجم ذیقعدہ سال ۴ کو
کو طاق کلان مین آگ دی اسکے اوپر کا پشتہ مع دیوار کے اُڑکر قلعہ کے اندر گیا اور
اہل قلعہ کی ایک جماعت جلگئی اور اُڑگئی - بادشاہی لشکر کو جرأت ہوئی اور اُس نے قدم
آگے رکھا پھر طاق دوم کی باروت مین آگ لگائی اسکے اوپر کا پارچہ کوہ جس پر یہ گمان تھا
کہ وہ قلعہ کے اندر پڑیگا - وہ بادشاہی لشکر کے سر پر پڑا اور کئی ہزار آدمی جو مغاکون
اور بناؤن مین یورش کے منتظر تھے - پلک مارنے مین پتھرون کے نیچے دب گئے - گنج شہیدان
کی طرح بے غسل و کفن دفن ایک دوسرے کے اوپر سوئے - اسمین دو ہزار کار آزمودی پیکار کام
آئے - اگرچہ آدمیون کے لئے راہ وسیع خود بخود کھل گئی - اس حشر مین سو آدمی دیوار
کے اوپر دوڑے اور غل مچایا کہ آؤ یہان کوئی نہین ہے لیکن مورچال کے آدمیون نے
ترس خوف سے اس راہ مین قدم نہ رکھا انتظام جاتا رہا - کام کیا نہ کیا برابر ہوا جسوقت
جب دیکھا کہ کوئی شخص اس طرف سے نمودار نہین ہوا تو وہ دیوار کے اوپر آکے جائے گرم کو
گرم تر اور قائم تر کیا - اور بندوق زنی کی - آتش کو روشن کیا - دمدمہ بھی بیٹھ گیا
تھا - ڈھکیلے گر پڑے تھے اور کارپردازون نے کام سے ہاتھ اُٹھالیا تھا - کون مقابلہ
مین آتا جب بادشاہ کو اسکی اطلاع ہوئی تو بادشاہ خود گھوڑے پر سوار ہوا اور
نوکرون کی سرکار پر آیا اور حکم دیا کہ مردون کی لاشون کو ایک دوسرے پر فراہم کرو
اور سینون کو سپر بناکے یورش کرو - مگر بادشاہ نے اپنی بات کا اثر مشاہدہ نہ کیا تو حکم
دیا کہ سرکوہ مین خیمہ برپا ہو تاکہ وہ خود اور بادشاہزادہ اس جگہ تشریف لیجائین
ارکان سلطنت بہت عجز و التماس کے ساتھ اسکے مانع ہوئے اس روز بھی سواری تیار
تھی لیکن کام کے برہم ہوجانے کے بعد جانے سے کیا فائدہ تھا بعد اسکے بادشاہ
نے سپاہ کی استمالت اور دلداری کی اور فرمایا کہ اس مرتبہ تو ہم اور ہر اس کو

کسوقت تم اپنے دلون مین جگہ دیتے ہو۔ ابھی غنیم نے کوئی دست برد تم پر نہین کی ہے جس جماعت کی اجل آئی تھی اُسنے شہادت کی سعادت پائی۔ جو اہل دین کی آرزو کا انتہا کا درجہ ہے اور آخرت کی رستگاری کا سرمایہ۔ تمکو چاہیئے کہ جہاد پر کمر باندھو۔ جب تک بدن مین جان ہو کوشش کرو۔ سرافراز خان دکنی کو حکم ہوا کہ سرِ نو ہمراہیون کو جو مصالح قلعہ گیری مین بہرہ مند خان بخشی کے آدمیون کو تربیت خان کی مدد کے لئے لے جاؤ اور از سرِ نو مورچالون کے بنانے مین مشغول ہو۔ بہت سے بہادرون کو افسوس تھا کہ کار طلب آدمیون کی جماعت یون مفت رائگان خاک کے نیچے سوئے اور سنگ و کلوخ سے ہم آغوش ہوئے اور چند الھڑ و بیہودہ مع محنت و تردد ہیچ ماؤں کے خاک کی برابر ہوا۔ اور پھر مآل کار معلوم نہین۔

جو آدمی دبے ہوئے تھے اُنمین سے بعض کے وارث وقت پر پہنچے اور مردون اور زخمیون کو نکال لائے۔ باقی مرگئے۔ واقعہ غریب ہے کہ بیادے بہلیہ اپنے بھائیون اور فرزندون اور یار و بچے مرنے سے بہت بیدل تھے اور سیر آتش سے بھی دل سوختگی رکھتے جب انہون نے دیکھا کہ کوہ سنگ خاک سے مردون کا نکالنا مشکل ہے اور اُنکے دین مین مردون کا جلانا واجب ہے۔ اُنہون نے اُسی شب کو مورچال کو جو سراپا چوب سے مرتب تھا بے خبر آگ لگا دی۔ یہ آگ سات دن رات جلتی رہی۔ اتنا پانی کہان تھا کہ اس صحرائے آتش کو بجھاتا کل ہنود اور بعض مسلمین بھی جنکے نکالنے کی فرصت نہ ملی تھی وہ بالکل جل گئے۔ دنیا بھی عجب آتش کدہ ہے کہ دوست و دشمن دونون فنا کی آگ مین جلتے ہین۔ اس سردار جلد کار نے نام کی امید مین اور جان کی بیم مین کشائش قلعہ مین بہت کوشش کی مگر العبد یدبر واللہ یقدر۔

۲۵ رمضان ۱۱۱۱ھ کو مخبرون نے خبر دی کہ راجہ رام جو برار مین تھا اپنے گھر جاتا تھا وہ مرگیا اور تین خرد سال بیٹے اور دو بیویان چھوڑ گیا۔ دہم شوال کو بادشاہ کو یہ اطلاع ہوئی کہ پسر کلان جو پانچ سال کا تھا اسکو مرہٹون نے باپ کا جانشین کیا تھا۔ وہ چیچک سے مرگیا۔ راجہ رام کی بڑی رانی تارا بائی تھی کہ عقل و فراست مین اور ملک و سپاہ کی پرداخت مین اپنے شوہر کی حیات مین شہرت تام رکھتی تھی اور اسکے ایک بیٹا تھا

اسکو سرداروں نے راجہ رام کا قائم مقام کیا۔ رانی مذکور نے دشوار گذار پہاڑ کی طرف رخ
کیا۔ بادشاہ نے یہ خبر سنکر شادیانے بجانے کا حکم دیا اور راجہ کے شر کے دفع ہونے
کا شکر ادا کیا۔ امیروں نے بھی بادشاہ کو مبارکباد دی مگر وہ کارخانہ الٰہی سے غافل تھے
جب سنبھاجی قتل ہوا ہی تو بھی یہی سمجھے تھے کہ دکن کا فساد برطرف ہوا اب بھی سب متفق اللفظ ہوکر
خوشوقتیاں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مرہٹوں کی جڑ کٹ گئی او طفل شیرخوارہ اور ایک
بیدست و پا زن ہیں جنکا استیصال کیا بڑی بات ہی۔ یہ خبر نہیں کہ عاقل کہہ گئے ہیں
ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد — تارا بائی زوجہ راجہ رام جیسی شرط سرداری ہی تردد
بجا لائی اور مرہٹوں کا بند و بست کیا اُسکا ذکر سال بسال اپنے محل پر ہوگا۔
قلعہ پرلے قلعہ ستارہ سے سات کوس پر تھا۔ پرسرام اس قلعہ میں راجہ رام کی طرف سے
اس ضلع کے بند و بست مالی کے لئے مقرر ہوا تھا وہ ایسا حواس باختہ ہوا کہ قلعہ دار کی
صلاح بغیر اُسنے ملازمت کی اس ضمن میں قلعہ دار پرلے نے بھی جان و مال کی امان کے
قول کا پیغام بھیجا۔ اس حالت میں سو بہان قلعہ دار ستارہ نے دیکھا کہ قلعہ کی ایک طرف کی
دیوار اڑ گئی ہی اور ایک جماعت کثیر سوختہ ہو گئی ہی۔
پشتہ کوہ پر بادشاہزادہ کا سرکوب ایسا لگا ہوا ہے کہ وہ عمارات قلعہ کو منہدم کر رہا ہے
فتح اللہ خان کے مورچال حصار کے اوپر پہنچ گئے ہیں وہ ایک پنجہ آہنین کی ضرب سے دروازہ
کو اکھیڑنا چاہتا ہی۔ راجہ رام کے مرنے کی خبر مشتہر ہو گئی ہی۔ قلعہ دار پرلے جو میرا دشمن
وہ التجا کرنے میں اور اپنے کام کے پیش لیجانے میں سبقت لے جاتا ہے اس سبب سے آل کار سے
سراسیمہ ہو کر شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو واسطہ بنا کے التماس کی کہ اگر جان و آبرو کی امان پاؤں
اور قلعہ دار پرلے کی تقصیر معاف نہ ہو تو قلعہ ستارہ کی کنجیاں حوالہ کرتا ہوں اور یہ تعہد کرتا ہوں
کہ تھوڑے دنوں میں قلعہ پرلے کو بلا قول امان بندہای بادشاہی کو تصرف میں لاتا ہوں اُسکی
التماس قبول ہوئی۔
سوم ذی قعدہ سنہ ۱۱۱۱ھ کو قلعہ ستارہ کی کنجی حوالہ کر دی۔ تین ہزار عورت مرد بچوں کو

امن دیا گیا وہ قلعہ سے باہر آئے۔ قلعہ کی فتح کے شادیانے بجے۔ سوبھان کی گردن اور ہاتھ باندھ کے
بادشاہ پاس لائے اُسنے اُسکے ہاتھ کھلوائے اور منصب پنجہزاری دوہزار سوار مع اسپ و
فیل و کٹارہ مرصع و علم و نقارہ اور بیس ہزار روپیہ نقد اُسکو عنایت ہوا چونکہ قلعہ ستارہ
بادشاہزادہ محمد اعظم کی وساطت سے فتح ہوا تھا اسلئے اسکا نام اعظم تارہ رکھا گیا۔
کشاکش قلعہ ابتداء ۱۸ جمادی الآخر ۱۱۱۱ھ سے لغایت ۱۳ ذیقعدہ ۱۱۱۱ھ میں یعنی
۴ ماہ ۱۰۵ روز میں ہوئی اس اثناء میں جو اور واقعات پیش آئے انہیں لکھتے ہیں
شاہزادہ محمد اکبر کے دو ملازم اسکی عرضداشت قندھار سے لائے جسمیں عفو جرائم
کی درخواست تھی اور ایک صندوقچہ عطر نذر کے لئے بھیجا تھا۔ بادشاہ نے فرستادہ
کے ہاتھ خلعت اور فرمان بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ جبتک تم ہماری سرحد پر نہ آؤگے
عفو جرائم نہیں ہوگا اور جب ممالک بادشاہی میں داخل ہوگے تو تمہارے لئے فرمان صوبہ داری
بنگالہ کا صادر ہوگا۔
ملتان کے اخبار نویسوں کے نوشتہ سے بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ بلوچ جنکے دس
بارہ ہزار سوار فراہم ہوگئے تھے اور قوم لستی (لیئی) یہ دونو حد سے زیادہ فساد کررہے
ہیں۔ شاہزادہ معزالدین سے مکرر مقابلہ و مقاتلہ ہوا حفیظ اللہ خان پسر خرد
جملۃ الملک مرحوم نے جو صوبہ ٹھٹہ کا ناظم تھا اور اس ضلع میں تسلط کلی رکھتا تھا۔
شاہزادہ کی مدد کی لیکن مخالف کے غلبہ سے شاہزادہ کی فوج کا عرصہ تنگ ہوا۔
اور لطف علی خان و راجہ سورج مل و بہادر خان اور بندہائے بادشاہی کام آئے
تو شاہزادہ نے دشمنوں کے ایک ہزار آدمیوں کو مارا اور فتح حاصل کی۔ چہارم جمادی الآخر
کو بادشاہ سے عرض ہوا کہ دریائے نربدہ کے پار شاہزادہ بیدار بخت اور راجہ رام کے
درمیان جنگ ہوئی خان عالم اور سرافراز خان نے تردد نمایاں کئے۔ مخالف نبہ
و بار لشکر شاہی کو دیکر فرار ہوئے بادشاہ نے خان بہادر کو شاہزادہ کی
ہمرکابی کے لئے مامور کیا۔

شاہزادہ محمد اکبر

شاہزادہ معزالدین و بلوچ و قوم لستی

سوانح سال چہل و چہارم ۱۱۱۱ھ

قلعہ ستارا (اعظم تارا) کی قلعہ داری پر ستر سالی بوندیلہ سرافراز ہوا۔ ۱۴ ذی قعدہ کو بادشاہ اس حصار مین گیا۔ ایک قدیم مسجد والیان بہمنیہ کی بنائی ہوئی تھی۔ پادشاہ نے اسپر سفیدی پھروائی اور دوگانہ شکر ادا کیا۔

جب پادشاہ قلعہ اعظم تارا کی بست و کشاد سے فارغ ہوا اور قلعہ دار اور فوجدار و دیوان مقرر کیا۔ تو فتح پرلے کا ارادہ کیا۔ پادشاہ کے حکم سے فتح اللہ خان قلعہ کے محاصرہ مین مصروف ہوا اور جو ستارہ مین مصالح قلعہ گیری جمع ہوا تھا وہ بہت جلد قلعہ پرلے کے نیچے آگیا۔ ۲۲ ذیقعدہ کو پادشاہ تین روز چلکر دروازہ قلعہ کے سامنے خیمہ زن ہوا اور دولت خانہ کے آگے شاہزادہ کا خیمہ لگا۔ روح اللہ خان میر مورچال مقرر ہوا۔ قلیج خان بہادر اور مردم شاہی نے قلعہ کے اضلاع کوہ کو چند کروہ کے فاصلہ پر مرکز وار گھیر لیا۔ اگر ستارا کہتا کہ مین قلعہ آسمان فرسا ہون تو پرلے نے کہا کہ مین اسکے جوشن پر تیغ کارفرما ہون اگر ستارا کہتا کہ آسمان میری کوہ کا پشتہ ہی تو پرلے کہتا کہ آسمان میری شکوہ کا سایہ ہے محاصرین نے تھوڑے دنوں مین محصورین کو تنگ کیا۔ مگر بارش کی شدت اور غلہ و کاہ کی کمی وہ ہوئی کہ اسنے پادشاہی سپاہ کا بھی دم نکال دیا۔ مگر پادشاہ اس حال مین زر پاشی اور دلدہی سے دلاورون کا دل ہاتھ مین لاتا۔ قلعہ نشین کبھی کبھی تخیر پہاڑ سے نیچے آن کر شوخی کرتے۔ مگر یورش اور فتح اللہ خان کی بہادری سے محصور دل باختہ ہوکر الامان کی فریاد کرنے لگے۔ ڈیڑھ مہینے کے محاصرہ کے بعد سیوم محرم مین قلعہ مفتوح ہوا اور مردم قلعہ مع عیال امان پاکے قلعہ سے باہر نکلے۔ انکے بدن پر سوا پرانے کپڑون کے کچھ اور نہ تھا۔ قلعہ مین جو مسجدین شاہان بیجاپور کی تعمیر کی ہوئی تھین اور ہندوؤن نے انکو خراب کر دیا تھا۔ انکی تعمیر کا حکم دیا۔ ابراہیم عادل شاہ جو نئی چیز بناتا تھا اسپر نورس کا لفظ لگاتا تھا۔ کتاب نورس۔ شہر نورس پور۔ دام نورس۔ یہہ قلعہ بھی اسکا بنایا ہوا تھا اسلئے اسکا نام نورس تارا رکھا۔

پادشاہ کا عزم بھوسان گڈھ کی طرف۔

اب پادشاہ نے قلعہ مین قلعہ دار مقرر کر دیا اور اس سرزمین کا بندوبست ہوگیا
تو اسنے بھوسان گڈھ کی طرف کوچ کا ارادہ کیا۔ مگر کارخانجات پادشاہی
وامرا وغیرہ کے باربردار اصلا موجود نہ تھے۔ بارش کی زیادتی اور آب ہوا کی ناموافقت
سے شتر کا نام ونشان باقی نہ تھا اور ارابہ کی آمد ورفت دریاء دشوار گذار کے قلت عبور
کے سبب اس ضلع مین متعذر تھی ارابہ باربردار کے بیل جو پانچ مہینے کی برسات مین
زندہ رہے تھے انمین سوا پوست واستخوان کے کچھ باقی نہ تھا۔ ہاتھیون کا حال بھی
یہ تھا۔ سرکار پادشاہی اور امیرون کا اسباب انہی ناتوان ہاتھیون پر جنکی پوست
واستخوان کے سوا کچھ نہ تھا اور نیم جان بیلون پر اور مزدورون پر اور بلغور خانہ کے
فقیرون پر جو لد سکا لادا گیا۔ باقی سبکبار ہونے کے لئے کچھ اسباب قلعہ دار کے حوالہ
کیا گیا اور کچھ جلایا گیا اور نامراد بے بضاعت خانہ بدوش ہوکر روانہ ہوئے۔ فیل وگاو
جنپر انکی جانین گرانباری کرتی تھین۔ دھون مین گرانی بار سے گرے اور جان عزیز کو
خیرباد کہا۔ راہین بند ہوئین۔ بڑی سختی سے دریاء کشنا کے کنارہ کہ پانچ کروہ پر تھا
تین منزلین کرکے آخر روز مین وہان پہنچے۔ اب عبور کا فکر ہوا تو سات شکستہ بستہ
کشتیون کے سوا کچھ اور نہ تھا۔ مقام کا حکم ہوا۔ شدت بارش سے آب کشنا بہت چڑھا
ہوا تھا۔ کثرت لشکر وقلت معبر پر نظر کرنے سے قالب سے جان نکلتی تھی۔ جب اترنا شروع
ہوا تو باوجودیکہ پادشاہ نے گرزبردار مقرر کر دئے تھے کہ زیر دستون پر زبردست
تعدی نہ کرسکین اور یہ مقرر تھا کہ ہر روز ایک پادشاہزادہ اور باقی امیر گذرین۔ مگر
دریا کے کنارہ پر اس قدر فساد وشمشیر کشی ہوتی تھی کہ کوئی روز نہ ہوتا کہ دو تین نفر کشتہ
وزخمی وغرق نہ ہوتے ہون۔ بعض جو تیر کر پار جانا چاہتے تھے۔ انمین دس مین ایک
زندہ کنارہ پر پہنچا تھا۔ کئی ہزار آدمی جو پیچھے رہ گئے وہ بیابان مرگ ہوئے۔
۱۹ صفر کو بھوسان گڈھ مین لشکر پہنچا۔ پادشاہ نے یہان ایک ماہ کے قیام کا حکم دیا
باران جو اب تک رفاقت مین تھا وہ بھی جدا ہوا۔ دریاؤن اور ہامون کا شور بھی

کم ہوا لشکر کو آرام ملا۔ شاہزادہ اعظم و خاندکی کو رخصت کیا کہ برہانپور مین لشکر کے ساتھ آرام کرے لشکر خستہ حال کو ملک قدیم کی آبادنواحی مین رخصت کیا۔ صوبجات کے نوابون کو فرمان گیا کہ تازہ لشکرون کو ہمارے پاس بھیجین۔ شاہزادہ بیدار بخت کو ملاکر قلعہ پرنالہ کی فتح کے لئے بھیجا اور ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کی فوج کو اسکے ساتھ کیا۔ کچھ دنون بعد تربیت خان میر آتش کو اس طرف روانہ کیا۔ ۲۷ ربیع الاول کو بادشاہ خواص پور مین آگیا۔ یہان خلائق کو ایک گونہ آرام ملا۔ یہان غلہ وکاہ اور اکثر ما یحتاج کی ارزانی تھی۔ مگر یہان ایک اور تازہ حادثہ ناگہانی آسمانی مردم لشکر پر واقع ہوا۔ جسکا مجمل حال یہ ہے ایک نالہ کم آب تھا اس پر لشکر پڑا تھا۔ اس نالہ کے سب طرف خشک ریت تھی برسات ہوچکی تھی یہ ہنگام باران کا گذر گیا تھا کہ وہ شدت سے برسیگا۔ ۲۸ ربیع الثانی کو جبال کوہستان و دشت مین غیر موسم ایسی بارش ہوئی کہ ایک پہر رات گئے سیلاب بلا ایکبارگی لشکر کی طرف آئی اور آدمیون کی جان پر بلا مبرم آئی۔ ایک جماعت بادۂ عشرت مین مدہوش اور خواب غفلت مین ہم آغوش تھی اس وقت خبردار ہوئی کہ پانی نے سر سے گذر کر بساط خانہ کو مع خیمہ و فرش کے زیر پا الٹ دیا۔ جو کوئی سراسیمہ ہوکر نجات کی فکر مین دست و پازنی کرکے اس شب تاریک مین جس طرف نظر ڈالتا سوائے بے پایان موج آب کے کچھ نظر نہین آتا۔ ایک عالم سر پا برہنہ جان بچانے کے واسطے استغفار پڑھتا ہوا ہر طرف دوڑتا تھا۔ اکثر نے اس بحر بے پایان مین جان بادفنا مین دی۔ جس وقت اس قیامت کا برپا ہونا شروع ہوا۔ بادشاہ جائے ضرور مین تھا وہ یہ سمجھ کر کہ دشمن کے ناگہان آجانے سے یہ ہنگامہ رستخیز ہو رہا ہے۔ عالم اضطراب مین اٹھا پاؤن پھسلا اور پاؤن مین ایسی ضرب شدید آئی کہ علاج پذیر نہ ہوئی اور میراث صاحبقران کہنہ لنگی ہاتھ آئی۔ آب سیلاب کی نوبت دولتخانہ بادشاہ تک پہنچی۔ اپنے اور خدمۂ محل کے لئے سواری طلب ہوئی صبح ہوئی تو پانی کم ہونا شروع ہوا۔ بہت سے عمدہ نامی آدمی ننگے سر اور ننگے

پاؤن اسباب کو برباد کرکے پڑے پھرتے تھے۔ غرض جو کچھ ضرر پامالی و کسالہ و تصدیع خلق کو ہوئی وہ بیان نہین ہو سکتی۔

پادشاہ سے معروض ہوا کہ سنبھا کی قید مین طعام نہین کھاتے۔ ساہو بن سنبھا بجای طعام کے شیرینی و میوہ و پکوان کھاتا ہے تو پادشاہ نے حمیدالدین خان کی معرفت اسکو کہلا بھیجا کہ تم قید مین نہین ہو اپنے گھر مین بیٹھے ہو۔ طعام کھایا کرو۔

ملیبارس خان حاکم کاشغر فوت ہوا ملک کے بند و بست مین خلل پڑا۔ ارسلان خان بیر شاہ خان ابن عم خان متوفی پادشاہ کی بندگی سے سرافراز تھا۔ اسکو ارشاد ہوا۔ وطن مین جاکر اپنی ملک پر قبضہ کرے۔ سردار خان جو شاہزادہ معظم کی تعیناتون مین تھا۔ اسکو حکم ہوا کہ اسکی کمک کرے۔

۱۶ رجب ۱۱۱۲ھ کو پادشاہ مرتضیٰ آباد مرج کی طرف چلا۔ ۲ شعبان کو وہان پہنچ گیا۔

سوانح سال چہل و پنجم ۱۱۱۲ھ

قصبہ مرج مین توقف ہوا۔ سیوم شوال کو قلعہ پرنالہ اور اسکے پاس کے قلعہ پون گڈھ کی فتح کے لیے علم اُٹھایا۔ دہم ماہ مذکور کو حصار کے دروازہ کے روبرو پادشاہ آیا اور دریا کے کنارہ قلعہ کے نیچے جو مقام توپ رس تھا وہ منزل گاہ بنائی۔ دیوان حافظ مین فال مین یہ شعر نکلا۔

دلے کہ غیب نمائست جام جم دارد ز خاتمے کہ دمے گم شود چہ غم دارد

سیواجی نے یہ قلعہ حکام عادلخانیہ سے لیا تھا۔ پھر اسکو سلطان معظم شاہ نے فتح کیا تھا پھر اسکو سنبھاجی نے لے لیا۔ پادشاہ نے نصرت جنگ کو بھیجا کہ ہر طرف چور پھر رہی ہین انکا سرتن سے جدا کرے۔ دونو قلعون کا دورسات کروہ تھا اسکو لشکر شاہی نے گھیر لیا۔

تربیت خان کے اہتمام سے مورچال کی پیش روی ہوئی اور توپین دشمنون کے جلانے کے لیے گرم ہوئین تھوڑے دنون مین قلعہ کی پانچ برج الضعف سے زیادہ گر پڑی اور یہ سردار بلند کار خارزار زمین کی شگافت مین اور کوہسار مین کوچے بنانے مین کارنامے بروے کار

لاتا تھا۔ کئی جریب پر زمین مجوف کرکے راہ بنائی کہ جسمین تین مسلح آدمی متصل مستوی القامت
چلے جائین اور کئی کئی قدمون کے فاصلہ پر نشیمن بنائے۔ کہ بیس آدمی کام کرنیوالے اس مین بیٹھ
سکین اور ہر طرف غرفے جسمین ہوا آئے اور آفتاب کی روشنی جھکے مرتب کئے۔ ان مکانون
مین توپخانہ کے آدمیون کو بٹھایا کہ بندوقین مارکر کسی کو دیوار سے سر نہ نکالنے دین اور اس کوچہ کو
اس برج کے نیچے پہنچایا کہ مضرت توپ نہ تھا۔ اسکی بنیاد کو اس قدر خالی کیا کہ ایک بہادرون کی جماعت
اسکے اندر چوکی دیتی اور کوئی آسیب حقہ و متوالیہ غنیم کا انکو نہین پہنچتا تھا۔ آخرکار اس کوچہ
کو زیر فصیل دیوار مین لے گیا لیکن اس سبب سے کہ پیش رفت کار مین توقف طاری ہوا۔ برسات کا
موسم آگیا اور شدت بارش اور سیلابون کی طغیانی سے اس مین کچھ خلل پڑا اس اثناء
مین فتح اللہ خان جو اورنگ آباد مین اپنے ہمراہیون کی شکست کی خبر کے لئے گیا ہوا تھا۔ وہ
حضور مین آن کر مامور ہوا کہ لشکر شاہزادہ کی اطراف سے منعم خان کی ہمدستی کے ساتھ بعجلت
بالاستقلال روان کرے اس فرمان پذیر نے ایک ماہ مین زمین سنگ آگین مین خاک سے
زیادہ سہل تر کاٹ کر کوچہ پائے دیوار تک پہنچایا کہ عقل حیران رہ گئی محصورین و نو حصار سے
آتش افروزی کرتے تھے۔ انہون نے دیکھا کہ ایک طرف سے تربیت خان چاہتا ہے کہ
انکی بیخ کنی کرے دوسری طرف فتح اللہ انکو خاک مین ملانا چاہتا ہے۔ محمد مراد خان
اپنے ہمراہیون سمیت اور خواجہ محمود بخشی لشکر شاہزادہ کامبخش لون کہان کے برج و
بارہ کو اڑانا چاہتا ہے لشکر کے محاصرہ نے فرار کی راہ کو تنگ کر رکھا ہے۔ بادشاہ عالمگیر
ہے کہ برسات کی شدت اور حادثات کے نزول سے اسکے عزم جزم مین خلل نہین پڑتا
اور یہ لشکر ایسا ہے کہ جبتک اپنا کام نہ کریگا پائے کار سے نہین اٹھیگا۔ ان باتون پر
لحاظ کرکے محصورین نے ڈر کر اپنا حصر عجز مین دیکھا اور تربیت خان کے وساطت سے زینہار دہی
کے لئے بادشاہزادون کے امان خانون مین دوڑے۔ ان دونون نے بادشاہ سے ان کی
شفاعت چاہی۔ بادشاہ نے اسکو قبول کیا۔ ٹرنبک حارس کو جان و مال کی امان دی
غرہ محرم سنہ ۱۱۱۳ کو برنالہ اور پون گڈھ ممالک محروسہ مین آئے۔ بادشاہ نے برنالہ کا نام

نبی شاہ ورک رکھا۔ اسمٰعیل مکھا یہان کا فوجدار مقرر کیا۔

بادشاہ نے پرنالہ کی اطراف سی گھاٹون کی طرف جانے کا قصد کیا کہ وہان علف و آذوقہ کثرت سے ہے۔ خلق خدا کو اُس سے آرام ملے گا اور قلاع داروں گڈھ و نامگیر و چندن دوندن دشمنون کے ہاتھ سی مستخلص ہونگے اِس ثواب کی نیت سے دوم محرم ۱۱۱۳ھ کو بادشاہ نے کوچ کیا۔ فتح اللہ خان بہادر کو آگے جانے کے لئے مامور کیا۔ اُسنے جاکر چارون قلعون کے کوہ نشینون کی کمر کو توڑا اور غنیم کی ایک جماعت کو تلوار کا طعمہ بنایا اور بہت مواشی اور قیدی پکڑ لائے۔ داروں گڈھ کے قلعہ نشینون کے بازوئی دست کوب کا یہ زور دیکھکر اور انکے پیچھے بادشاہ کے لشکر کے آنے کی خبر سنکر جان کا بچانا غنیمت جانا۔ دسوین ماہ مذکور کو قلعہ خالی کر دیا۔ اور چور بھاگ گئے۔ اس مناسبت سی کہ خان بہادر کا نام محمد صادق ہی بادشاہ نے اس قلعہ کا نام صادق گڈھ رکھا۔ ۲۷ کو ظاہر قلعہ کو کہ گھاٹون سے آدھ کوس پر ہی چھاؤنی کے لئے بادشاہ نے فرمایا اور یہان خان بہادر کے ساتھ لشکر گران کو بسر کر دی بخشی الملک بہرہ مند خان نامگیر و چندن و وندن کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ دس بارہ روز مین قلعہ دار نامگیر نے اپنی جان پر رحم کرکے قلعہ کی کنجی خان بہادر کو حوالہ کی۔ قلعہ کا نام نام آورون کے التفات کے سبب سے نامگیر رکھا گیا پھر حصار چندن کا محاصرہ ہوا۔ تھوڑے دنون مین اہل حصار نے امان مانگ کر حوالہ کیا پھر قلعہ وندن کا محاصرہ ہوا۔ چودھوین جمادی الاولی کو یہ چوتھا قلعہ بھی بادشاہی قبضہ مین آگیا۔ ان دونون قلعون کا نام مفتاح و مفتوح رکھا گیا۔

تسخیر قلعہ کھیلنا کو فتح کرنا لڑکون کا کھیل نہین تھا۔ اسکا تسخیر کرنا سخت مشکل تھا ہر در بستہ کے لئے ایک کشائش اور ہر محنت کے واسطے ایک آسایش اور ہر معمی کے لئے ایک تفسیر اور ہر امر کے لئے ایک تعبیر ہوتی ہی۔ سو عالمگیر جس مکان مین عقدہ لاینحل ہوتا اسکو ناخن کے اشارہ سے کھول لیتا۔ جس زمان مین طلسم لاینکشف نظر آتا ہی اُسکے چہرہ حقیقت کو اپنی رائے رزین سے کھول دیتا ہے اگر قاصدان آمال کی راہ مین خیال اشکال سنگ راہ ہوتا تو اپنے حکم قاطع سے اسکو کاٹ دیتا ہے۔ اگر تراکم اشجار راہ مین آنے جانے والون کو

فتح قلعہ صادق گڈھ و نامگیر و مفتاح و مفتوح

تسخیر قلعہ کھیلنا

روکے تو اسکو اپنے حکم کے تبر سے بیخ و بن سے اکھیڑ ڈالتا ہے۔ اگر عقبات دشوار گذار پیش آئیں تو
اُن کو ہموار کر دیتا ہے اگر حصول مقاصد کے لئے بعد شرق و غرب حائل ہو تو اسکو طے کرا دیتا ہے
یہ بادشاہ ۱۶ ار جمادی الآخر ۱۱۱۳ھ کو صادق گڈھ سے چلا۔ بارہ منزلیں طے کر کے ملکا پور میں
خیمہ زن ہوا آگے راہیں دشوار گذار تھیں اسلئے سات روز یہاں قیام کیا۔ شاہزادہ بیدار بخت
بھی شاہ درگ سے معاودت کے وقت برسات کے موسم کاٹنے کے لئے ہوکری اور کوکاک اور
اسکی حدود کی سمت میں گیا تھا۔ کم مدت میں کئی قلعے اسنے مرہٹوں کے ہاتھ سے چھڑائے وہ بادشاہ
کے حکم سے بورگانوں کی راہ سے بادشاہ سے اسی منزل میں آنکر ملا بے موسم مینھ برستا تھا۔
یہاں چند روز قیام ہوا۔ فتح خاں نے معبر کو صاف کر کے بادشاہ کو اطلاع دی۔ چار کروہ
مسافت جو بڑی دشواری سے آسانی سے طے ہوئی۔ ۱۶ ار رجب کو بادشاہ دامن کوہ میں جو
اسکی فرودگاہ کے لئے کافی تھا خیمہ زن ہوا۔ یہاں سے کھیلنا ساڑھے تین کروہ تھا۔ کوہسار
کی راہ میں سراسر دشوار گذار بیشے اور جنگل انبوہ خاردار واقع تھے کہ آفتاب کی روشنی نہیں
جا سکتی تھی اور ایسے تنومند اشجار بلند کی شاخیں باہم بافتہ تھیں کہ چیونٹی بھی انسے بدشواری
گذر سکتی تھی۔ اگر کوئی بٹیا بھی تھی تو اسپر پیادہ مشکل سے چل سکتا تھا۔ خان بہادر فتح اللہ خان
مامور ہوا کہ ان عوائق و موانع کو راہ کے آگے سے اٹھائے۔ اس فرمان پذیر کی اہتمام و سعی سے
بیلداروں و سنگتراشوں نے ایک ہفتہ میں وہ دستکاری دکھائی کہ اُسے دیکھ کر عقل دنگ
رہ گئی اگر پہاڑ آیا تو روئی کے گالوں کی طرح اڑایا اور نشیب و فراز سد راہ ہوا تو اسکو بساط
بنایا اگر بلند درخت رستے میں کھڑے ہوئے تو انکو خس و خاشاک کی طرح اڑایا غرض ایسا راستہ
ہموار بنا دیا کہ سو سوار برابر آسانی سے چلے جائیں۔ کام میں ہر روز دشمنوں سے لڑنا اور
انکے سروں کو سبزہ کی طرح کاٹ کے لالہ زار بنانا پڑتا تھا۔ سیوم شعبان کو بادشاہ نے خان بہادر
کے ساتھ افواج کو بسر کردگی جملۃ الملک مدار المہام اور برفاقت حمید الدین خان بہادر و
منعم خان و اخلاص خان و راجہ جے سنگھ کو رخصت کیا۔ صبح کے وقت خان بہادر حمید الدین خان
بہادر و منعم خان اور چند یکہ سواروں کے ساتھ درہ میں داخل ہوا۔ قلعہ کا ایک پشتہ سرکوب تھا

جس کے اوپر خان بہادر توپون کو لگانا چاہتا تھا۔ مگر وہان مرہٹے ایک دیوار محکم برجون کی پیچھے خود ہو بیٹھے۔ اسکو اپنے روز بد کا حصار سمجھنے لگے جمیدالدین خان بہادر کمین گاہ ضلع چپ کی محافظت کے لئے کھڑا ہوا۔ پانچ چار ہزار مرہٹے لڑنے کے لئے آگے بڑھے۔ درہ کی راہ کو روکا اونچے درختوں اور سنگہار کوہ کی پناہ مین بندوقین مارنے اور پتھر لڑکانے شروع کئے۔
فتح اللہ خان نے کوشش کر کے سینون کو سپر بنایا اور تلوار سے مرہٹون کا سر اڑایا پشتہ کو کشتون سے دو پشتہ کیا۔ شاہی آدمیون کی ایک جماعت کام مین آئی آخر کار مرہٹون کو ایسا تنگ کیا کہ وہ فرار ہوئے۔ گربون سے گرکر مر گئے۔ وہ چاہتے تھے کہ قلعہ کی جانب بھاگین سو خان بہادر نے اپنے سوار ہونے سے پہلے جزائر اندازون کو دشمنون کے چلانے کے لئے قلعہ کی راہ پر بٹھا دیا تھا۔ اسطرف بھی آگ نے راہ گریز بند کی۔ ناچار جنگلہ مین بھاگے۔ درخت و بوٹہ مین پنہان ہوگئے اس اثنا مین کہ افواج شاہی پیچھے چلی آ رہی تھی انہون نے زندون کو گرفتار کیا۔ خان بہادر نے انکی کمر مین پتھرون کو باندھ کر بن کے غارون مین پھینک دیا۔ یہ فتح نمایان ہوئی اور پشتہ مذکور پر ثبات قدم ہوا۔ پادشاہ نے یہان اپنے خیمے لگائے۔ مورچال قائم کرنے مین رت جگا رہا۔ دوسرے روز دوسرا پشتہ قبضہ مین آیا یہان سے قلعہ کے اندر بندوق کی گولی پہنچ سکتی تھی۔ یہان توپون کو لگا کر خانہ نشینون کے گھرون اور عمارتون کو جلانا شروع کیا۔ کوچہ سقف (کوچہ سلامت) بنانا شروع کیا۔ دار کھڑی کر کے اسپر مخالفون کے سرون کو بجائے تاک کے خوشون کے لٹکایا۔ ۲۲ ماہ مذکور کو پادشاہ اسکار نامہ کو دیکھنے آیا اور مورچالون کے آگے لے جانے کے لئے ترغیب دی اور لشکر کی پشت گرمی اور پیش رفت کار کے لئے اپنی منزلگاہ سے اوٹھ کر اُس میدان مین خیمہ لگایا کہ قلعہ سے آدھ کوس تھا۔

سوانح چہل و شش سنہ ۱۱۱۲ھ

پادشاہ کے حکم کے موافق شاہزادہ محمد بیدار بخت اطراف بنی شاہ درگ مین منزل گزین ہوا۔ تربیت خان کتل انبہ کے دمدمہ پر بیٹھا۔ محمد امین خان نے کوکن دروازہ کا

انسداد کیا۔ خان بہادر نے توپخانہ پیرلے کر بڑی مردمی ہمت سے کوچہ سر غار حائل قلعہ کی
ریونی تک لے گیا اہل حصار نے رات دن مین توپ تفنگ کے چلانے سے لمحہ بھر کا توقف نہین کیا
کوچہ سلامت مین ہر نوع کے آدمیون کو جو کام کرتے تھے جان سے مارتے تھے۔ مگر بہادر
اپنا کام بناتے تھے غنیم نے دروازہ قلعہ سے پوشیدہ کوچہ بنایا اور ریونی پر مدافعت
کے لئے بیٹھا جب اسنے دیکھا کہ خان بہادر دھابہ باندھ کے مقابل آیا اور زینہ پر سوار
ہونا چاہتا ہے تو اُسکے سوش اُٹھے زینے جو غار مین سے نکال کر دیوار کے نیچے سطح زمین تک
لگائے اُنکو دشمنون نے خراب کیا۔ بہادر روالے مجاہدون کے زینے ترتیب کیے اور اُن
دھابون کے اوپر باندھے اور پیش قدمی کی۔ محمد امین خان کا حال سنیے کہ وہ کوکنی
دروازہ کے انسداد کے لئے گیا تھا۔ پہاڑ کو پے سپر کر کے کھیلنا کے پائے کار مین ایک پشتہ
محاذی دروازہ کے مشرف ریونی تھا اسپر پہنچا۔ مخالفون نے اس پشتہ کے اوپر سنگین
دیوارین بنائی تھین او نیچے اسکے گہری خندق کو حائل کیا تھا ایک مدت تک صعوبت کے سبب
پیش رفت کار نہ ہوئی۔ ۱۵ شوال کو کوشش و کشش کر کے کشتون کے پشتے لگائے اور
قلعہ نشینون کی راہ اس دروازہ سے بند کر دی محمد امین خان کو بسبب عارضہ مرض کے بادشاہ نے
اپنے پاس بلا لیا اور کوکنی دروازہ کی طرف سے قلعہ کی تسخیر کے لئے شاہزادہ بیدار بخت و راجہ
جیسنگہ کو مقرر کیا اور چند ہزار پیادے یاقوت خان متصدی و ندارا جیوری نے ان
پاس بھیجے انہون نے مورچال لگا کے برج و بارہ پر توپین چلانی شروع کین
فتح اللہ خان نے دھاوا کر کے برج تک انکو پہنچایا اور سیباط حلی تدبیرین کین لیکن ع ۔
سبزہ بر سنگ نہ روید چہ کنہ باران را ہرچند شیر دہان اور کڑک بجلی توپون نے گولے
چلائے مگر سوا اسکے کچھ نہ ہوا کہ برج کے چند سنگ اُڑ گئے۔ غنیم نے گولہ اندازی سے ذرا
بھی ہاتھ نہین کھینچا۔ وہ راتون مین کئی دفعہ قلعہ سے باہر نکل کر مورچال پہ حملہ آور ہوا
خان بہادر بذاتہ اسکی مدافعہ مین مشغول ہوا۔ ایک دن دھابہ باندھنے مین وہ خود
مزدورون کے ساتھ کام کرتا تھا۔ ایک پتھر اوپر سے آیا کہ ایک تختہ چار طسوج ..

علیحدہ ہو کر وہ بلا شکستہ ہو کر اڑا اسکا ایک پارچہ خان بہادر کے سر پر لگا اور اسکے ساتھ
بائین مین بھی ایک ٹکڑا لگا - پاؤن اسکا اکھڑا اور وہ کجاوہ سمیت جو اسکے ہاتھ مین تھا
ایک غار مین گرا - جان باقی تھی - کہ اس غار مین کچھ تھوڑی دور جا کر کجاوہ جو اسکے ہاتھ
مین تھا ایک درخت کی شاخ مین اٹک گیا اور اسمین خان بہادر لٹک گیا - لوگون نے
اس کو اس بلائے ناگہانی سے نکالا اسکے سر و کمر اور تمام اعضا پر اس قدر سنگ کے
صدمات پہنچے تھے کہ ایک ماہ تک صاحب فراش رہا - پھر اچھا ہو گیا وہ زبان دراز بڑا تھا - بادشاہ
کی مرضی کے خلاف اسنے ایک مقدمہ فیصلہ کیا تھا اسکی سرزنش نصیحت آمیز بادشاہ نے
خواجہ سرا کی معرفت کی اسکی عمر اسی برس سے تجاوز کر گئی تھی وہ بادشاہ کا ہمعمر تھا -
اسنے جواب مین خواجہ سرا سے کہا کہ بادشاہ سے عرض کر کہ ہر انسان کامل العقل کی عمر کی
نوبت جب اسی نوی برس پر پہنچتی ہے تو اسکی عقل مین خلل آجاتا ہے اور اسکے حواس خمسہ
بحال نہین رہتے - مین تو سپاہی ہون - عقل سے کوسون دور پیدا ہوا ہون -
جب خواجہ سرا چلا گیا تو دوستون نے اس جواب ناصواب سے گھبرا کے یون کو بتلایا اسنے
بادشاہ سے عذر کیا - خان بہادر اس فکر مین تھا کہ دوسرے برج کی طرف سے یورش کرے
مگر یہ فکر اسکا غلط تھا - دہم ذی الحجہ کو شاہزادہ نے ریوتی قلعہ کو لے لیا - راجہ جے سنگھ نے
بھی اس مین بڑا کام کیا - غنیم کو بڑی شکست فاحش ہوئی - اسکی جمعیت مین تفرقہ پڑا شاہزادہ
نے حکم دیا کہ توپون کو آگے لیجائین - اور دیوار قلعہ کو گرائین - پرسرام نے جب دیکھا کہ
افواج شاہی اس طرح خانہ براندازی پر مستعد ہے - تو اسنے برہمنون کو وکلا کر
بادشاہزادہ پاس بھجوایا کہ قلعہ حوالہ کرنے کی اور بعض اور ملتمسات کرین - بوساطت
بخشی الملک روح اللہ خان کے پیام آوری اور پیام بری مین چند روز لگے -
مگر آخر کو یہ درخواست منظور ہوئی کہ پرسرام مع محصورون کے قلعہ سے جان سلامت لیجا -
۱۶ محرم کو شاہزادہ کے نشان قلعہ پر قائم ہو گئے اسکی تاریخ فتح (فتح شد قلعہ کھیلنا)
ہوئی - بادشاہ نے اس قلعہ کا نام سخرلنا رکھا -

اس سرزمین کی بھی عجیب کوہ وزمین ہین کہ سبزہ گل کے سوای کہین زمین نہین دکھائی دیتی اس بستان مین کوئی درخت نہین - جو کوئی نفع نہ رکھتا ہو - کوئی پھول نہین کہ جسکی بو دماغ کو فیض نہ پہنچاتی ہو - ہر دانہ اسکا خراج دیتا ہے ہر خاک اسکی دامنگیر ہے - ۲۵ شہر مذکور کو بادشاہ قلعہ کے ملاحظہ کے لئے گیا - ضابطہ خان کو یہان حاکم مقرر کیا اندر کی عمارتین اس قلعہ کی دلچسپ نہین ہین - یہ قلعہ سرحدی ہے اور ملک اعظم بالاگھاٹ و پائین گھاٹ کو کن اسکی تسخیر کے سبب سے ممالک محروسہ مین داخل ہوا دوسرے روز بادشاہزادہ شاہزادہ کو ایک لاکھ روپیہ دیا - ہوکری اور رائے باغ مین چھاؤنی ڈالنے کا حکم دیا اور امراء کو جو اس مہم مین شریک تھے بڑے بڑے انعام دئیے -

روانہ ہونا بادشاہ کا سمت کھیلنا سے بہادر گڈھ کی طرف

بادشاہ پنجم محرم ۱۱۱۳ کو کھیلنا سے بہادر گڈھ کے ناحیہ کی طرف چلا - کثرت بارش سے یہ حال ہوا کہ شتر کا نام نہین تھا سے گاؤ بہ گجرات رفت خر بہ خراسان شتاف فیل بد ہوش سے مستی سے بیہوش ہوا - لشکر کا بار گران لیکر چلا - بجاے اتنے لگے کہ گدھی کی طرح کیچڑ مین پھنسا غرض سارے احمال و اثقال مرد و زن کے سر کے بوجھ بنے -

شعر -

اینکہ تو گوئی کہ ہمہ مردم اند   بیشتر گاؤ و خرے بے دم اند

دولت مند جو بہشت آسایش مین آسودہ رہتے ہین - کسی کسی طرح زیر کیل اول اقامت گاہ مین پہنچ گئے اور کارخانجات لشکر کے نہ پہنچنے کے سبب سے متوقف ہوئے - حکم ہوا کہ چار مین کھیلنا کو یہ کارخانے سپرد ہون - سات روز بعد کوچ کا نقارہ بجا - اس منزل مین ایک نالہ تھا اُسنے بادشاہ کی سواری کو تو راہ دی لیکن خلائق کے کھانے کے لئے منہ کھولا - کوئی غرق فنا ہوا - کوئی اپنی قسمت کے زور سے نکل آیا جب دوسری منزل مین کوس ہمزدہ نے آوازہ کیا تو وہی نالہ پھر پیش آیا - یہ نالہ بھی عجیب غدار تند و بیدار تھا کہ پیش خانہ بادشاہی کو اور اور پیش خانہ دارون کو اول تنہا کیسے بلایا پھر بطریق بیراہہ روی کے اس طرح اسپ روی کو دوڑایا کہ

سب کو صحراے درماندگی مین بٹھایا - اصحاب الغرض نے ہزار سماجت سے مال مغصوب کو اُسسے مستخلص کیا افسوس
کرتے اور سر پیٹتے رہ گئے - آخر ایک گروہ کے تفاوت سے پادشاہ بائین طرف چل کر بلکاپور مین آیا اس
منزل مین نالہ کجروی کرکے سد راہ ہوا اور ہر گز کسی کا نالہ اُسنے نہ سنا اور شب و روز پاؤن دراز کرکے
سویا - اس شور محشر مین روپیہ کا ایک سیر غلہ بکتا تھا - کاہ و ہیمہ نام کو نہ تھی - بارش کا تیر باران
بے نوایون کے بدن اور جان پر کارگر تھا - باد صرصر کا طعن دل ستان قالب کو تہی کرتا تھا -
خلقت کو اپنی سخت جانی پر تعجب ہوتا تھا - ۱۹ صفر کو پادشاہ ہاتھی پر سوار ہوکر نالہ سے گذرا
ایک کوس چلکر خیمہ لگایا - حجرۂ عدالت مین بیٹھنے کو جگہ ملی - پادشاہزادون اور دنیاداروں کو
اپنے گھر مین کھڑے رہنے کی جگہ ملی - کئی روز بعد اس منزل مین آفتاب دکھائی دیا تو نیم جانون
مین جان آگئی - ۱۲ ربیع الاول تک لشکر نے چودہ کوس مسافت کو ایک ماہ سترہ روز مین طی کیا اور
قلعہ بنی شاہ درگ کے نیچے پہنچا - اب برج بدستور نکلنے لگا تو روز ہی طلبون نے ہاتھ ہلاکے اطراف سے
باربردار دوڑے آئے - انہون نے خلایق خدا کا بوجھ سر و گردن پر اُٹھایا - پسماندہ آدمی بھی
لنگڑاتے لنگڑاتے آگئے - ۱۵ شہر مذکور کو بیرگانو مین لشکر آیا - ایک ماہ بیس روز یہان توقف ہوا -
۲۹ ربیع الآخر کو بہادر گڈھ کی طرف لشکر چلا اگرچہ ابر نے دامن مین پاؤن کھینچے تھے - دریاے کشنا
کی طغیانی کی خبر آتی تھی مگر شاہانہ عزم کے مقابلہ مین یہ موانع کچھ وقع نہین رکھتے تھے نو کروہ
مسافت کنار دریا تک ۱۶ کوچ و مقام مین طی ہوئی - سارا لشکر دریا کے کنارہ پر آیا - دریا کیا تھا
طوفان قیامت تھا - ہر موجہ اسکا بلا قامت لشکر کا شمار امواج دریا سے زیادہ - عبور ایسی
کشتیون پر سے - کشتی نہ کہ دوزخ فسردہ + یک تابوت و ہزار مردہ + اس حال
پُر اختلال مین دس روز مین آدھا لشکر دریا سے گذرا - پادشاہ کشتی مین سوار ہوکر دوسرے کنارہ
پر گیا - پادشاہی لشکر نے یہان بیس روز توقف کیا - پھر بہادر گڈھ کی سواد مین پادشاہ
خیمہ نشین ہوا - پادشاہ نے غازی الدین خان کے لشکر کا توزک دیکھا - اکثر توپخانہ کو ضبط کیا -
اور حکم دیا کہ امرا اسسے زیادہ توپخانہ نہ رکھا کرین اور یہ فقرہ بیدار بخت کو لکھا کہ صلہ کہ خان فیروز جنگ
کہ ہفت ہزاری است درخانۂ خود نمودہ توپ گجنال و شتر نال و گھوڑنال و ہمہ چیز آن قدر

بابدل بنیاد سوائے انچہ کہ از سرکار پادشاہی باو تعین است داشت چرا شماکہ مضیا عفا و
می یابید زرہا ضائع میکنید و بے مصرف صرف مینمائید ع انچہ درکار بود ساختنش خود
سازیست + ع اند کے ماندو خواجہ غرہ ہنوز + بیت

ہیچ کس نیست کہ در فکر دل خود باشد + عمر مردم ہمہ در فکر شکم می گذرد —

۲ رجب ۴۶ جلوس کو لشکر نے قلعہ کندانہ کی فتح کے لئے کوچ کیا۔ ۱۷ شعبان کو اس حصار کے
نیچے آیا۔

سوانح چہل و ہفتم ۱۱۱۴ھ

بنئی مین جب پادشاہ کا لشکر آیا تو اتفاق سے امیر الامراء کا خیمہ پست مین ہی اور عنایت اللہ خان
ناظم خالصہ و تن کا خیمہ مرتفع مقام مین ایستادہ ہوا چند روز گذرنے کے بعد خان نے کو نے محل اسکا
احاطہ بنالیا۔ امیر الامرا کے خواجہ سرا البنت خان سے کہا کہ اس مکان سے اوٹھ جاؤ یہان
نواب کا خیمہ لگے گا۔ خان نے جواب دیا کہ مین اپنے اترنے کے لئے جب تک کوئی اور جگہ نہ تجویز
کر لون تب تک صاحب توقف فرمائین۔ خواجہ سرا نے اسکا جواب سخت دیا۔ خان نے خواہ مخواہ دوسرے
مکان مین اپنے خیمے کو منتقل کیا اور امیر الامراء کے خیمے اسکے خیمون کی جگہ آن لگے اخبار نویس دیوانی
کی فرد سے مقدمہ کا حال پادشاہ کو معلوم ہوا۔ اسی وقت حمید الدین خان بہادر سے کہا
کہ امیر الامراء سے جا کر کہو کہ اسنے خوب نہین کیا اپنے خیمے پہلی جگہ پر یا کسی اور جگہ لگاوے
اور جسنے جہان پہلے خیمے لگائے تھے وہ وہان اپنے خیمے لگائے۔ خان بہادر پادشاہ کے
پاس سے ابلاغ حکم کے لئے امیر الامراء پاس گیا امیر الامراء نے اس حکم کے قبول کرنے مین تامل کیا
تو خان بہادر اسکے پاس سے از راہ اخلاص عنایت اللہ خان پاس آیا اور سرگذشت بیان
کی کہ بہتر ہوگا کہ تم امیر الامراء پاس چل کر کہو کہ مجھے خیمون کے لئے جگہ مل گئی ہے آپکو تبدیل مکان
کی ضرورت نہین ہے۔ عنایت اللہ خان نے کہا کہ تم کو پادشاہ کے حکم کے موافق امیر الامراء
پاس گئے تھے۔ مین پادشاہ کے حکم بغیر کیسے امیر الامراء پاس جا سکتا ہون۔ خان بہادر نے
یہ حال پادشاہ سے عرض کیا۔ دوسرے روز امیر الامراء دیوان مین آیا تو اہتمام خان

ہووئی انتظام حال ... قدر دانی و خانہ زاد نوازی۔

قول کو حکم ہوا کہ وہ امیر الامراء کو عنایت اللہ خان کے گھر معذرت کے لئے جائے خان کے گھر تک امیر الامراء آیا وہ حمام مین نہاتا تھا - جلد حمام سے نکل کر آیا - امیر الامراء اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لایا اور ایک تقوز پارچہ خان مذکور کو دیا اور پھر کبھی ان دونون ساری عمر ایک نے دوسرے کا گلہ و شکوہ نہین کیا - مدت تک صحبت و محبت رہی -

قلعہ کندانہ کی فتح -

ہم نے اور یہہ لکھا ہے کہ دہم شعبان کو قلعہ کندانہ کے نیچے لشکر شاہی پہنچ گیا - بادشاہ کے حکم سے تربیت خان اور اور بہادرون نے مورچال کے آگے لیجانے مین اور نقب کے کھودنے مین دمدمہ کے باندھنے مین کوشش کی دشمنون نے بھی کوشش کی اور بہ نمایان دست برد کین دوم ذی الحجہ کو یہہ حصار و قلعون کے ساتھ فتح ہوگیا اس قلعہ کا نام بخشندہ بخش رکھا گیا - اس لئے کہ جبتک اس قلعہ کو بخشندہ نہ بخشے کوئی اسکو نہین لے سکتا -

خافی خان لکھتا ہے کہ ساڑھے تین مہینے کے تردد مین بہت آدمی مارے گئے اور حفظ کے کارفرما اور صاحب مدار تنگ ہو گئے تھے قلعہ دار کو - وہ یہہ دیگر قلعہ خرید لیا - یون قلعہ ہاتھ آیا اور بخشندہ بخش اسکا نام رکھا گیا -

بادشاہ کا مقام پونہ -

بعد اس فتح کے بادشاہ نے کوچ فرمایا لشکر پونہ مین آرام کے لئے ایام برسات کا ایک مہینہ راہ پونا اور اسکے حوالی کے مقامات مین صرف کیا - یہ مقام سیواجی کا آباد کیا ہوا ہے اور یہین حویلی کے اندر اسنے امیر الامراء شائستہ خان کو شب کے لگر چشم زخم پہنچایا تھا یہان محمد محی الدین خلف الصدق بادشاہزادہ محمد کام بخش نے جو رانی منوہر پوری کے بطن سے تھا دس برس کی عمر مین وفات پائی تھی شیخ صلاح الدین کے مزار مین وہ مدفون ہوا تھا - اسلئے پونے کو محی آباد سے موسوم کیا -

قحط کے مصائب -

اس سال مین باوجود بر وقت و بیوقت بارش کی شدت کے خریف پر آب زدگی کی آفت پہنچی اور زراعت گندم اور جنس ربیع پر چندر وز بڑا کہر پڑا کہ گیہون سرخ ہوگیا اور دکن کے دو تین صوبون مین دس من کی جگہہ ایک من غلہ پیدا ہوا - بہت سی چیزین اور جنسین برسات کی کثرت بارش سے پوشیدہ اور ضائع ہوگئین سپاہ کو جو امید تھی کہ ارزانی ہوگی اور

اچھی طرح زندگی بسر ہو گی اُسکی جگہہ گرانی ہوی۔

تو ار رجب کو بادشاہ نے قلعہ راجگڈہ کی فتح کے لئے کوچ کیا اس قلعہ سے سیواجی کی ترقی کی ابتدا ہوئی تھی۔ بادشاہ نے جو اس ضلع مین کسالہ سفر اُٹھایا تھا اور خلق کو تکلیف دی تھی اُسسے مقصود اس قلعہ کا اور دو تین قلعون کا فتح کرنا تھا۔ پونا سے چار کروہ پر ایک بڑا اونچا پہاڑ تھا جسمین کہین راہ کا نام ونشان پیدا نہ تھا مرہٹون ور اس ضلع کے کوہ نوردون کے سوار جو گھوڑے سے اُترکر پیادہ ہوتے اور بحسب ضرورت اس سے عبور کرتے اونٹ کا اور لدے ہوئے بیل کا چلنا متعذر تھا گاڑی چھکڑے کا تو کیا ذکر ہے۔ بہت سے آدمیون نے رنج سفر اوٹھایا تھا۔ اپنے اطفال وعیال سے دور اور مہجور تھے۔ اُنہون نے کچھ مدت کے قیام مین آرام کے لئے اپنے قبائل کو دور اور نزدیک سے بلایا تھا اور بعض نے یہین تاہل اختیار کیا تھا وہ کوچ کے صدمہ اور کوہون کے عبور سے خاطر کو فارغ رکھتے تھے۔ اب اس کوہ کے نیچے وہ آئے باوجودیکہ ایک مہینہ بیشتر کئی ہزار سنگتراش وبیلدار آزمودہ کار آدمیون کے ماتحت راہ کے درست کرنے کے لئے مقرر ہوئے تھے وہ اس قدر بھی کام نہ کرسکے کہ توپخانون اور کارخانجات کے ارابون کے لئے پل صراط کی برابر بھی رستہ بناتے جب لشکر کے نیچے لشکر آیا ناچار بہیر کو پہاڑ مین چھوڑا بھل ورمقہ مین گاؤ وشتر پر جو عورات ومستورات سوار تھین اُنہون نے برقع اوڑھا اور سر پر چادر رکھی اور ارابون مین رسیان باندھین اور درختون کو کاٹ کر بنرار کسالہ اور خون جگر سے صبح سے شام تک بان کے ٹپہ کی برابر راہ طے کی۔ اونٹون اور ارابون سے بوجھ کو نیچے اوتارا اور آدمیون کے سر پر رکھا اور اوپر چڑھے اس تصدیع وکسالہ سے بہت بار بردار اور آدمی غارون مین گرکر درندون کے طعمہ بنے دیڑھ کروہ مسافت راہ طے ہوئی دو ہفتہ مین (ایک ہفتہ) اس پہاڑ سے نیچے آئے اوائل ماہ شعبان مین قلعہ کے نزدیک پہنچے۔ قلعہ بڑا پر شکوہ اور رفیع تھا۔ دامن کوہ مین غار بڑے وحشت فزا تھے۔ سانپ اور طرح طرح کے درندے وہان رہتے تھے اُسسے ایک عالم فریاد کرتا تھا اسکا دورہ بارہ کروہ جریبی

پیمایش ہوا اسکا واقعی ایسا محاصرہ متعذر ہوا کہ محصورون کو غلہ نہ پہنچ سکے تربیت خان اور
حمیدالدین خان بخشیان عظام اور بہادران قلعہ کشا مامور ہوئے کہ محاصرہ کرین اور مورچال
باندھین اور کوچہ سلامت کھودین - بتجربہ کار دلاورون نے قلعہ گیری کے سرانجام مین کمر ہمت
باندھی اور تھوڑی مدت مین کمر کوہ مین توپون کو پہنچایا اور محصورون کے حصار کے نیچے تک
مورچال پہنچائے - قلعہ راجگڈھ سے دو اور پہاڑ متصل تھے انپر بڑی بڑی عمارتین ہوائی
نے بنائی تھین مصالح جنگ بھی انمین موجود رکھا تھا اور برج و بارہ کو استحکام دیا تھا۔
انکے نام پہلی و پدماوت و سرجولی تھے - تینون پہاڑون کے محصورون نے گولہ توپ و
تفنگ کے چلانے مین اور سنگین پتھرون کے پھینکنے مین اور غلہ کے لیجانے کے لئے کمین مین بیٹھنے
مین کمی نہین کی - خلاصہ یہ ہی کہ محاصرہ دو مہینے چند روز رہا -
۱۱ شوال کو بہادرون اور قلعہ شکن توپون کی ضربون سے اول دروازہ قلعہ پر نشان شاہی
کے نشان قائم ہوئے - محصورین کچھ بھاگ گئے کچھ مارے گئے لیکن ہاجی جو اس قلعہ کا
نگاہبان تھا اور دوسرے سردارون کے ساتھ جو نامی دونو پہاڑون مین تھے بارہ روز
تک بے حاصل دست و پازنی کرتے رہے آخر کو روح اللہ خان کو میانجی بنا کر جان کی امان
مانگی اور اس شرط سے امان پا گیا کہ قلعہ دار خود دروازہ پر آن کر نشان کو قلعہ کے اندر لیجائے
اور دوسرے روز اس قلعہ کو خالی کرے - نشان کے داخل ہونے کے بعد رات ہو گئی - اس
تاریکی کے پردہ مین محصورین جو اٹھا سکے اپنے ساتھ لے گئے - جب صبح ہوئی اور قلعہ دار کے فرار
ہونے کا حال معلوم ہوا تو شادیانہ فتح کا آوازہ بلند ہوا قلعہ کے اندر لشکر شاہی داخل
ہوا - باقی اہل قلعہ سر و پا برہنہ نکالے گئے - حمیدالدین خان کو نقارہ عنایت ہوا اسکی
آرزو اسکو مدت سے تھی - قلعہ کا نام بنی شاہ گڈھ رکھا گیا -
لشکر مین غلہ کی کمیابی اور گرانی ایسی تھی کہ گیہون و چنا و کا روپیہ کے دو سیر کبھی
اسسے بھی گران ملتے تھے - نندا راجپوری کا فوجدار یاقوت خان ۵۳ کوس کے فاصلہ پر تھا -
اسکے نام حکم صادر ہوا کہ بقدر مقدور رسد غلہ کا سرانجام کرکے مع مصالح ..

قلعہ گیری خود حضور مین آئے۔ سیدی یاقوت خان کا ذکر پہلے کئی دفعہ آچکا ہے وہ کسی
باب مین بادشاہ کے حکم سے سرتابی نہین کرتا تھا اپنے قلعہ کے اطراف مین مرہٹون کو خوب
تنبیہ کرتا رہتا تھا سمندر مین بیت اللہ کے لئے راہ کو خوب جاری رکھتا تھا اور تین لاکھ روپیہ
کا خرچ فوجداری دریا کا یعنی خرد و کلان کشتی و جہازون کا اسکے تعلق مین تھا۔ خشکی
اور دریا مین مرہٹون کا علاج جیسا وہ کرتا تھا ایسا کسی اور سے نہین ہو سکتا تھا۔ جب
راہیری کی تسخیر ہوا تو اسکو بادشاہ نے اپنے پاس بلایا تھا وہ دبدبۂ سلطنت اور شان و تجمل
سلطنت کو دیکھ کے ہوش باختہ ہوا۔ امرائے نامدار کے قرب مین بے آبروئی اور خفت کے
ساتھ رہنا پسند نہین کیا۔ تمارض کا بہانہ بنا کے وہ اردوئے معلے سے اپنے وطن و مسکن کی
جبال کی پناہ مین گیا۔ ان ایام مین کہ بادشاہ نے دوبارہ سیدی یاقوت خان کو طلب
کیا تو اسنے اپنے تئین ملازمت کے قابل نہ جانا کہ مین کس منہ سے بادشاہ کے روبرو جاونگا
کارسازی کر کے چند لاکھ روپیہ پیشکش کا مع دو تین ہزار سیاہ و مصالح قلعہ گیری حضور
مین ارسال کئے اور عرضداشت بھیجی کہ غلام کے آنے مین یہان رسد غلہ کا سرانجام کسی طرح نہین
ہوگا اور اس ضلع مین بندوبست قائم نہین رہیگا۔ بادشاہ نے اسکے عذر کو قبول کر لیا
ان ہی دنون مین اسکے مرنے کی خبر آئی اسکے کوئی بیٹا نہ تھا۔ سیدی عنبر کو اپنا قائم مقام کیا
اور وصیت کی کہ تا مقدور ہر تدبیر سے کہ چل سکے پیشکش کے قبول کرنے مین اور دربار
مین خرچ کرنے مین جان و جائداد کو گرو رکھنا مگر وطن سے ہاتھ نہ اٹھانا اور کسی طرح اس زمین
کو دوسرے کے نام پر مقرر نہ ہونے دینا۔ یہان کوئی اور شخص سیدی یاقوت خان کا
قائم مقام مقرر ہو چکا تھا۔ مگر بادشاہ کے کارکنون نے عرض کیا کہ حبشیون اور
سیدی یاقوت خان کے تربیت یافتون کے سوا کسی اور سے اس کوہستان کا بندوبست
اور راہیری کی قلعہ داری اور راہ کعبۃ اللہ کا اجرا دریا مین بحال نہ رہ سکے گا۔ بادشاہ نے
بھی غور کر کے بہ تقاضائے مصلحت وقت سیدی عنبر کو مقرر کیا اور اسکو سیدی یاقوت کا خطاب دیا
راجہ رام کے مرنے کے بعد اسکی دو بیویان اور دو فرزند خرد سال باقی رہے تھے تو

آدمیون کا خیال یہ تھا کہ الحال زن میوہ اور طفلہا شیرخوارہ باقی رہے ہین مرہٹون کا دست
تعدی ملک دکن مین کوتاہ ہوگا اور انکا استیصال کرنا کوئی بڑا کام نہ ہوگا لیکن عاقل
کہگئے ہین کہ ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔ جب تک خدا کا ارادہ نہ ہوا انسان کی
تدبیر سے کسی کا قلع قمع نہین ہوسکتا۔ راجارام کی زن کلان تارا بائی تھی اُسنے اپنی بطن کے
پسر سالہ کو پدر کا قائم مقام قرار دیا اور کاروبار حکومت اور سردارون کا تغیر و تبدل
اور اپنے معمورون کی آبادی کی اور ملک بادشاہ کی خرابی کی عنان کو اپنے ہاتھ مین لیا
اور دکن کے چھہ صوبون کی سرحد سرونج و مندسور و صوبہ مالوہ تک تاخت و تاراج کی
لئے فوجون کو تعین کیا اور اپنے منصوبون کا جذب قلوب ایسا کیا کہ عالمگیر کی بقائے
سلطنت تک سارے کل تردد و منصوبہ لشکرکشی و قلعہ گیری کے مقابل مین مرہٹے
زیادہ سرکشی کو روز بروز زیادہ کرتے گئے۔ ہرچند بادشاہ نے خود اُس کے ملک مین
آخر تلوار چلائی۔ اور بہت روپیہ خرچ کیا کئی ہزار آدمی مارے گئے اور بڑے بڑے
قلعے فتح کئے اور مرہٹون کو بےخان ومان کیا مگر مرہٹون نے زیادہ شوخی کی۔
بڑی بڑی فوجین لیکر ملک قدیم پادشاہی مین آخر تاخت و تاراج کی۔ بادشاہ
تو تمام فوج اور امرا اور کارطلب کے ساتھ ان دور دست پہاڑون مین موجود تھا۔
تارابائی کے منصوبے جس مکان مین پہنچتے تھے اقامت کرتے تھے اور بندوبست مین
کمائش دار مشغول ہوتے مع اہل و زن و فرزند و خیمہ و فیل کے تھا خاطر جمعی سے برسون اور
مہینون رہتے تھے اور حد سے زیادہ شوخی کرتے تھے اور سب پرگنون کو آپس مین تقسیم
کرلیتے تھے اور حکام پادشاہی کے دستور کے موافق صوبہ دار و کمائش دار اور راہدار
مقرر کرتے تھے انکے صوبہ دار کا صیغہ یہ تھا کہ صاحب فوج ہوتا تھا جس جگہ قافلہ سنگین سنتا
تو سات ہزار سوار کے ساتھ وہان جاکر تاخت کرتا اور کمائش دار کو چوتھ وصول کرنے
کے لئے مقرر کرتا جہان کمائش دار زمیندار اور فوجدار شاہی کی سختی سے چوتھ نہ وصول
کرسکتا صوبہ دار اسکی مدد کو خود جاتا اور اس معمورہ کی خرابی اور محاصرہ مین کوشش

کوشش کرتا ہو اجارہ کا کام یہ تھا کہ جو متفرق ہو یا ری یہ چاہتے کہ انکی آفت سے سالم گذر
جائین تو وہ حق اجارہ گاؤ وجہ مقرری لیتا۔ جو سے چند بادشاہ کے فوجدارون کی رعایا
سے ہوتا اور شریک غالب جاگیردار اور فوجدار کا ہو کر راہ کو انکے لئے جاری کر دیتا ہر صوبہ
مین اکثر گدھی مرہٹون نے بنا کر انکو اپنا ملجا بنایا تھا اور وہان سے ہر طرف
تاخت کرتے بعض دہات کے مقدمان صاحب سرانجام ان گڈھیون کے مرہٹہ
صوبہ دارون کے ساتھ اتفاق کر کے حکام بادشاہی سے ادائے محصول مین
دارو مدار کرتے تھے۔ سرحد احمد آباد و پرگنات صوبہ مالوہ تک مرہٹے تاخت
کر کے خاک کی برابر کرتے تھے۔ صوبہ جات دکن احمد آباد اور اطراف اجمین میں خرابیان
پہنچاتے تھے۔ بڑے بڑے قافلون کو از روے مطلب سے دس بارہ کروہ پر بلکہ گنج بادشاہی
تک لوٹ لیتے اسکا ذکر کہان تک کیا جاے۔ بادشاہ کی قلعہ گیری نے مرہٹون
کے فساد دور کرنے مین کچھ فائدہ نہین دیا۔ سرحد بندر سورت و احمد آباد کے
مابین بابا پیارے کے معبر پر دریاے نربدہ پر جو مرہٹون نے کام کیا وہ بیان کیا
جاتا ہے۔ شجاعت خان کے واقعہ کے بعد بادشاہ نے صوبہ احمد آباد
بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کے نام مقرر فرمایا۔ پہلے اس سے کہ بادشاہزادہ
وہان پہنچے یا کوئی نائب مستقل مقرر کرے۔ نیابت کی سند خواجہ
عبدالحمید خان دیوان احمد آباد پاس بھیجدی۔ اس ضمن مین غنیم کی فوج پندرہ
سولہ ہزار سوارون کی بندر سورت کی نواح مین پھیلین۔ چند پرگنون مین
بہت خرابی پھیلائی۔ اور دریاے نربدہ پار جانے کے ارادہ سے روانہ ہوئی نربدا
سرحد احمد آباد اور بندر سورت کے مابین واقع ہے۔ نائب بادشاہزادہ
اور فوجداران صوبہ احمد آباد نے باہم مصلحت و اتفاق کیا انکے پاس شائستہ فوج
تھی جنکے سردار محمد بیگ خان و حافظ نظر علی خان لشکر اندہ شجاعت خان
اور التفات خان فوجدار تھانیسر گودرہ تھے اور احمد آباد کے دس بارہ کے

قریب مخوے جدا رہی اور تیرہ چودہ ہزار سوار تھے اور سات آٹھ ہزار کولی جنگی بھی جو اس سرزمین کے
جمع ہوئی تھے۔ ان سب نے دریاے نربدا کے کنارے خیمے ڈیرے ڈالے۔ سب کے سب ہٹون کے دفع
شر کے لئے مستعد ہوئے۔ صبح وہان فوج مرہٹہ بھی سات آٹھ گروہ پر آئی انمین سے ایک طرف
سے دو تین ہزار سوار خوش اسپہ قزاق پیشہ منودار ہوئے احمدآباد کی فوج خبر پاکے انکے
مقابلہ کو گئی۔ زد و خورد کے بعد مرہٹہ فراری ہوگئے۔ بادشاہی سرداران فوج نے دو تین
گروہ تک انکا تعاقب کیا۔ کئی گھوڑیان اور بھالے و چھتریان انکے ہاتھ آئین نقارہ
فتح بلند آوازہ کرکے فوج پھر آئی۔ سپاہ نے خوش دلی اور خاطر جمعی سے کہ فوج غنیم کو شکست
دیے آئے ہین۔ کمرین کھولین۔ گھوڑون پر سے زین اتارے بعض سو رہے بعض کھانے پکانے
لگے کہ اس حالت مین سات آٹھ ہزار سوار جنگی انتخابی مرہٹون کے جو آب کی اور کنارہ دریا کی
اطراف کے مغاک مین پوشیدہ بیٹھے تھے اور جاسوسون کو خبر کے لئے بھیجکر قابو طلب تھے وہ
غافل ناگہان سیلاب بلا کی مانند لشکر شاہی پر جا پہنچے۔ احمدآباد کے نا آزمودہ کار
آدمی جنہون نے دکنیون کی دست برد نہین دیکھی تھی۔ ہوش و عقل باختہ ہوئے
گھوڑے پر زین رکھنے کی اور کمر باندھنے کی فرصت نہ پائی ان کے درمیان کوئی مستقل دار
نہ تھا۔ دکھنیون نے لشکر کے اطراف کو گھیر لیا تو کل لشکر مین تزلزل ہو گیا۔ دریا کی ایک طرف
مین سمندر کی رو آگئی تھی اسمین پایاب نا پایاب تھا دوسری طرف سے فوج بلا موج آموجود
ہوئی۔ بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوئے اور کثرت سے آدمی دریا مین ڈوب مر گئے
نظر علیخان مع خواجہ عبدالحمید خان اور دو تین سردار کہ ان کے ساتھ دست و بازی لا حاصل
کرکے گرفتار ہوئے۔ التفات خان گھوڑے پر سوار ہو کر دریا سے پار جان سلامت
لے گیا۔ پانی کی بڑی شدت تھی۔ غنیم نے تمام فوج بادشاہی کو گھیر لیا۔ دھنا جادو
صاحب اختیار سردارون سے صلاح کرکے مصالحہ کو اس بنا پر قرار دیا کہ بادشاہ
کی طرف سے تاراباٰئی کے سب عمدہ نوکرون پاس فرمان تسلی بھیجا جاوے کہ وہ حضور
مین آئین۔ بعدہ کہ وہ اردوے معلی کے پاس پہنچین تو راجہ ساہو کو بادشاہزادہ

کام بخش کی خدمت مین دیکر لشکرین چار پانچ کوس پر بھیجین کہ مرہٹون کے سردار ابتدا مین
راجہ ساہو سے ملاقات کرین بعدہ راجہ ساہو کے استصواب سے پادشاہزادہ کی ملازمت
کرین اور پھر شاہزادہ کی دستگیری سے پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہون۔ چنانچہ سترہ فرمان
سردارون کے پاس بھیجنے کے لئے تیار ہوئے۔ آخر کو یہ مصلحت پادشاہ کو پسند نہ آئی۔ پادشاہ کے
دل مین یہ وسوسہ آیا کہ اگر مرہٹے چالیس پچاس ہزار سوار فراہم کرکے اردو کے نزدیک آگئے اور اس
تزویر سے راجہ ساہو اور پادشاہزادہ کو ہمراہ لے کر دشوار گذار جبال مین چلے گئے تو سو
بسیار کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی + وکیل راؤ کو جواب دیا۔ سلطان حسین کو حضور مین طلب کیا
اسکو راہ مین مرہٹون نے گھیرا۔ وہ ان سے لڑتا بھڑتا ان ایام مین پادشاہ پاس آپہنچا کہ قلعہ
تورنا کے محاصرہ کے لئے کوچ کی خبر تھی اسکو حکم ہوا کہ وہ بغیر ملے قلعہ تورنا کے نیچے اپنے مورچے
قائم کرے۔

سوانح سال چہل وہشت ۱۱۱۵ھ

قلعہ سنبی شاہ گڈھ کی تسخیر کے بعد پادشاہ نے لشکر کے آرام کے لئے مقام کیا۔
۱۰ شوال کو قلعہ تورنا کی فتح کے لئے کوچ کیا جو راجگڈھ سے چار کروہ پر تھا۔ دو کوچ دو
مقام اس نے کئے کہ باربردار میسر نہ آنے سے تمام لشکر خانہ بدوش تھا۔ اکثر امرا اپنے
اسباب کو ہاتھیون اور مزدورون اور بلعوخانہ کے فقیرون پر رکھ کر منزل پر پہنچاتے تھے
ایک دو کروہ چل کر قلعہ تورنا کے نیچے پہنچے۔ پادشاہ نے محاصرہ اور مورچا آگے بڑھانے
کا حکم دیا۔ سلطان حسین نے ملازمت کے لئے مکرر التماس کیا تو اسکو از روی اعتراض خلف امین جو
خانہ زاد دو ایک ساتھ مخصوص تھے حکم ہوا کہ بغیر ملازمت وہ قلعہ تورنا کے نیچے جا کر مورچال
باندھے اور حسن تردد کے بعد ملازمت کرے۔ تربیت خان اور بہادر اور دلاور
سرگرم خدمت مامور ہوئے۔
خصوص محمد امین خان بہادر اور امان اللہ خان نبیرہ الہ وردی خان نے اس محاصرہ
مین شائستہ تردد کیا۔ پادشاہ کو ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ سلطان حسین نے

جہان اپنے مورچے قائم کیے تھے وہان سے بہت آگے بڑھ گئے ہین باوجودیکہ اسپر دن رات گولون اور آتشبازی کا مینہ برستا تھا اور اسی آدمیون کو اسیر کیا جو غلہ کو قلعہ کے اوپر لے جاتے تھے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ غلہ کو اپنے آدمیون مین تقسیم کرے اور اسکو اپنے پاس بلا کر اضافہ منصب کیا۔ یہ قلعہ بغیر اسکے فتح ہو گیا کہ پیغام و پیام وعدہ و وعید تہدید آمیز و رسل و رسائل التیام آمیز درمیان مین آئین۔ ۱۵ ذیقعدہ کو جو بادشاہ کی عمر کے نوین سال کا اول روز تھا امان اللہ خان نے جو اس محاصرہ مین عمدہ شریک تھا محاصرہ گنا جاتا تھا مادلیہ کی ایک جماعت کو شریک کیا۔ یہ قوم فن قلعہ گیری مین بڑی مشہور تھی۔ اس نے کمر ہمت باندھی زینون اور کمندون کے ذریعہ سے رات کو کہ چاندنی نہین کھلی تھی اور طرفین کی توپون کا دھوان پھیلا اور آدمیون کی آمد و رفت کا غبار چڑھا ہوا تھا دو آدمی کوہ پر چڑھ گئے اور انہون نے اپنے اشارون کے موافق اورون کو بلا لیا پچیس آدمی مسلح مع ایک نفیر نواز کے ان پاس پہنچ گئے اور اس جماعت کے پیچھے امان اللہ خان مع اپنے بھائی عطاء اللہ خان گئے اور چند اور ہمدم جانباز و نامی بہ بشتہ کوب پہنچا نفیر بجائی اور محصورون پر حملہ کرکے بیدست و پا کیا۔ اس ضمن مین حمید الدین خان بہادر کہ گھات لگائے ہوئے تھا۔ زینہ و ریسمان کی مدد سے اور بادلسون کی دستگیری سے پہنچا۔ سب نے متفق ہو کر محصورون کو تہ تیغ کیا۔ بہت آدمی الامان الامان پکارتے ہوئے فرار ہوئے۔ ایک جماعت گوشہ و کنار مین چھپی اور سے صدائے نفیر نے فتح کا اشارہ کیا۔ نیچے شادیانہ فتح نوازش مین آیا۔ بعض نے جس طرف سے راہ پائی ننگے سر ننگے پاؤن جان بچا کر لے گئے اور بہت نے جان و مال کی محافظت کو...
غنیمت جانا۔ بحر کیا۔ ناموں ہوئی۔ قلعہ فتوح الغیب کے نام سے موسوم ہوا۔
برسات کا موسم آ گیا تھا۔ بادشاہ نے چھاؤنی ڈالنے کا ارادہ کیا قلعہ جنیر کی طرف پیش خیمہ بھجوایا۔ جنیر ملک نو آباد۔ گلشن آباد مین بادشاہی آدمیون کے تصرف مین تھا اور آخر ماہ ذیقعدہ ۱۳ (۲۳) ذی الحجہ کو موضع کھنیر (کھید) مین متصل دریائے گنگ بادشاہ آیا۔ روح اللہ خان ثانی نشانہ کے آزار سے اس دنیا سے رخصت ہوا۔

حال پریا نائک

سابق مین فتح سکر کے ذکر مین بیان ہوچکا ہے کہ بیم ناک ایک زمیندار کم اصل قوم کا بیڈر (بے ترس) تھا اصل اسکی ذات ڈھیر تھی جو دکن مین نجس ترین قوم گنی جاتی ہے یہ وہ مفسد پیشگان مقرری مین گنا جاتا تھا - حیدرآباد کی شورش ایام مین اسنے ابوالحسن کی کمک کے لئے اپنی فوج بھیجی تھی - بادشاہ نے خانزادہ خان پسر روح اللہ خان کو قلعہ سکر اور مکانہائے قلب اور اسکے ملجاء کی تسخیر کے لئے تعین کیا تھا اسنے افواج شاہی کے صدمات سے امان مانگی اور حضور مین آیا اور پھر جلدی سے اپنے مستقر اصلی مین چلا گیا - پھر ان دنون مین کہ سنہ ۲۷ جلوس مین رائچور کی تسخیر کے لیئے روح اللہ خان مامور ہوا تو اسنے پریہ ناک برادرزادہ بیم ناک کو جو بادشاہ پاس آیا تھا اپنی مصالح کار کے لئے اپنی ہمراہ لیا وہ حسن خدمت بجا لایا - رائچور کی فتح ہونے کے بعد اسنے ظاہر کیا کہ اگر اجازت ہو تو مین واکنکیرا مین جاؤن وہ میرے باپ دادا کا مسکن ہے اور وہان سر و سامان درست کرون پھر جسجگہ مجھے طلب کیجیے گا فوج شائستہ کے ساتھ حاضر ہونگا حصول رخصت کے بعد پریہ واکنکیرا مین آیا وہ توابع سکر مین کوہ پر ایک آباد گانو تھا جب بیم کے تصرف سے سکر نکل گیا تو پریا نے حیلہ و روباہ بازی کرکے اپنے فرزندون و عیال کے رہنے کا مقر مقرر کیا یہان سے بازگشت کا ارادہ کیا اور احاطہ سابق کے سوا ایک حصار کی بنیاد ڈالی اور اسکو مستحکم کیا اور مصالح جنگ کو جمع کرکے بغاوت کے سامان کو بڑھایا اسنے چودہ پندرہ ہزار پیادے کہ قدراندازی مین شہرت رکھتے تھے جمع کئے اور اس پشتہ کو سد سکندر بنا لیا اور تھوڑے دنون مین چار پانچ ہزار سوار بہم پہنچا کر شہور معمورون کی تاخت و تاراج دور و نزدیک نواح مین شروع کی اور قافلون کو لوٹنا شروع کیا وہ پناہ تلنگ کا استظہار رکھتا تھا وہ دربار کے ساخت و سازت کے طریقہ سے واقف کار ہوگیا تھا - اسکو رشوت دینے کا مقدور رکھتا تھا نقد ہون اور جواہر اور اقسام جنس کے خریطہ بھیجکر رخنہ گفتگو کو مسدود کرتا تھا اور عرضداشت بھیجکر اپنے تئین زمینداران مال گذار کے جرگہ مین مطیع محسوب کرتا تھا اور ہر ماہ و سال مین افزونی عمارت اور استحکام برج و بارہ مین اور فوج اور چھوٹی بڑی توپون کے

جمع کرنے مین کوشش کرتا تھا۔ یہان تک کہ اب تعلقہ واکنکیرا مشہور ہوگیا۔ وروہ دکن کے مرہٹون
کے ساتھ ہمداستان ہوا۔ جگنا پسر پیم نایک اُس ملک کا وارث تھا وہ حضور مین آیا منصب سے
سرفرازی پائی۔ اس ولایت کی سند زمینداری بطریق ارث حاصل کی۔ مع فوج کے پریا کی
سر پر گیا دخل نہ پایا۔ ہزیمت پائی۔ بعدہ کہ بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کو پریا کی گوشمالی کے
لئے مقرر کیا اور افواج نے اُسکے تعلقہ کو تاخت کیا۔ قابو وقت پاکر شاہزادہ کی خدمت
مین آیا اور عجز و ندامت ظاہر کی اور لطائف الحیل سے شاہزادہ کو سات لاکھ روپیہ کی
پیشکش پر اور دو لاکھ روپیہ نقد شاہزادہ کو دیکر راضی کرلیا اور متصدیون کو کچھ رشوت
دی اس طرح غضب سلطانی کے پنجہ سے رہائی پائی۔ جو ہین محمد شاہ نے بادشاہ پاس مراجعت
کی وہین اُسنے اپنا پرانا طریقہ اختیار کیا اور پہلے سی زیادہ آتش فساد کو روشن کیا۔ اسکے
بعد بادشاہ کے حکم سے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ نے یہان تک اسکا عرصہ
تنگ کیا تو وہی قدیمی روباہ بازی پیشتر سے بیشتر کام مین لاکر افسانہ و افسون کے پیغام دیکر
اور اطاعت اظہار کرکے نو لاکھ روپیہ پیشکش دیکر اپنی جان و آبرو کو آفت سی محفوظ رکھا
جب بادشاہ قلعہ جات پریا کی تسخیر کے لئے آیا اور جنیر مین ساڑھی سات مہینے مقیم رہا اور
اس ضمن مین اس ضلع مین دو تین قلعے غیر مشہور بہادرون کی سعی سے فتح ہوئے تو روز بروز
پریا کے تمرد و فساد کی خبرین شاہ پاس آئین اسلئے بادشاہ نے واکنکیرا کی تسخیر کے لئے
پیش خیمہ روانہ کیا۔

سوانح سال چہل و نہ ۱۱۲۶

آغاز سنہ ۴۹ جلوس مین بادشاہ واکنکیرا کی طرف چلا۔ قلیچ خان خلف فیروز جنگ
جو بیجاپور کی صوبہ داری پر مامور تھا اور مدبران کار طلب مین سی تھا اور اسکی جاگیر
سے پرگنات واکنکیرا تعلق رکھتے تھے اور پریا کے مفسدون کے سبب سے انپر اسکا قبضہ نہ تھا
بادشاہ نے اسکو اپنے پاس بلایا اور بخشی الملک ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کو۔
اورنگ آباد کی حراست سپرد تھی اسکے نام بھی حکم آیا کہ واکنکیرا مین آئے۔ اسی طرح سے

گرز برداروں کے ہاتھ اکثر عمدہ صاحب فوج فوجداروں کے پاس ایسی ہی حکم بھیجی گئی۔
آواخر شوال میں حوالی قلعہ مذکور میں بادشاہ آیا۔ قلیچ خان بادشاہ پاس بہت جلد آگیا
وہ تربیت خان و محمد امین خان اور توپخانہ کی ستا مامور ہوا کہ محاصرہ کرے مورچے
باندھے مصالح قلعہ گیری جمع کرے اور بادشاہ نے حکم دیا کہ خود اسکا خیمہ ایک گروہ کے فصل پر
لگایا جائے ادھر بادشاہ نے اپنے آدمیوں کو جانفشانی و کافر کشی میں صرف کیا اودھر پایا
برج و بارہ کے استحکام میں اور فوج متفرقہ کے جمع کرنے میں مشغول ہوا مرہٹوں کے سرداروں نے
تارا بائی کے پاس سے کو پاسا کی طلب میں رسل و رسائل شروع کیے۔ اسکو چند ہزار سواروں کا
استظہار تھا جنمیں تمام قوم میں خصوص مسلمان یہان تک کہ سادات موجود تھے۔ اور کالمیہ
پیادوں کا جوش و خروش تھا اور توپخانہ آتشبار تھا۔ ان سب کے ساتھ بڑی شوخی سے وہ آیا
اور لشکر شاہی کے مقابلہ میں اقدام کیا۔ ہمیشہ چھوٹے بڑے توپوں کے گولے اور کئی ہزار بان رات
دن برستے اور آن و احد کی فرصت نہ دیتے۔ محاربات عظیم ہوئے۔ دونو طرف سے ایک
جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوتی۔ ایک دن صبح کے وقت محمد امین خان و تربیت خان و
قلیچ خان بہادر و عزیز خان وهیلہ و اخلاص خان میانہ بطریق طلایہ کے اطراف کی سیر
کرتے تھے۔ ایک پشتہ کو جو لال ٹیکری مشہور تھا اور تھوڑا سا قلعہ کا بھی سرکوب تھا۔ وہاں چلو بزرہ
وہ پہنچے۔ اور اس مکان کی جو جو جماعت نگہبان تھی اسکو تلوار سے مار ڈالا اور اس پشتہ پر
مورچال قائم کرنے کے لئے بڑا تردد کیا۔ اس ضمن میں دشمن حصار کے اندر اور باہر سے نکلے اور
ہر طرف سیل بلا کی طرح بالا اور پائین سے پہنچے اور ہجوم کر کے مردم بادشاہی کو گھیر لیا۔
اور کئی ہزار سنگ و فلاخن اور توپ و تفنگ کے گولے مار کر غالب ہوئے . . . .
پاؤں جمانے کی فرصت نہ دی۔ جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو اسنے بادشاہزادہ
محمد کام بخش کو مع امیر الامرا اسد خان اور رزم جو آدمیوں کی کو مک کے لئے حکم دیا کہ سر بخفر
جسقدر جلد ممکن ہو کم زیادہ فوج لے کر پہنچے۔ میں وقت قلیچ خان بہادر نے بہادری کی شرط کو
ادا کیا مگر کوئی فائدہ بروی کار نہیں آیا۔ جان ستان گولوں کے اولے برس رہے تھے اور بہت

آدمی ماری گئی تھی۔ اور گولہ کی ضرب سے اور بان کے صدمہ سے محمد امین خان کے گھوڑی کے دونو پاؤن اور حمید تلیچ خان کے گھوڑے کا ایک ہاتھ اڑ گیا۔ دونو بہادر رونے پیادہ ہوکر خدا کا شکر بھیجا کہ بان کو کچھ آسیب نہ پہنچا اور اعضا محفوظ ہے۔ ایک حشر برپا ہو رہا تھا ان امیرون کے کوتل کے گھوڑے ان پاس نہ پہنچ سکے تو وہ پیادہ پا اس بلا سے نکلے یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اسنے اپنے دو کوتل گھوڑے جو دونو سردارون پاس بھیجدئے قلیچ خان کو ہول دل کا مرض تھا جو ایسی حالت مین زیادہ ہو جاتا تھا اُسکے لئے چالیس تولہ عنبر امیر خان کی ہمراہ بھیجا۔ دوسرے پسر وزیر حمید الدین خان بہادر مع ایک جماعت دلاوران رزم کے دوسرے پشتہ پر کہ محاذی بیٹھے کے اور ڈھیر ونج ایک لوہ کے تھا چڑھ گیا اور ایک جماعت کو مارکر وہان اپنے قدم جمائے اس حالت مین ایک جماعت مخالفون کی جو لال ٹیکری کے پشتہ پر منتشر تھی وہ حمید الدین خان سے لڑنے آئی۔ محمد امین خان جو گرسنہ باز کی طرح قابو ڈھونڈ رہا تھا۔ لال ٹیکری کے پشتہ پر چڑھ گیا اور وہان استقامت کی۔ اسی حال مین سلطان حسین خان عرف میر ملنگ شاہزادہ کام بخش کی فوج مین سے ایک جماعت کو لیکر رفیق و شریک اس تردد مین ہو گیا جس سے وہان خوب پاؤن جم گئے۔ ایسے ہی دوسرے پشتہ پر باقر خان پسر روح اللہ خان پہنچا اور اس جگہ کی نگہبانی کی۔ ان بہادرون کے مقابلہ مین علی الاتصال گولہ اور اقسام آتش بازی و سنگ دست و فلاخن برستے تھے۔ قریب تھا کہ لشکر شاہی کا کام بن جاتا کہ اس ضمن مین مرہٹون کی ایک سنگین فوج مخالف کی کمک کو آگئی دوسرے روز دھنا جادو اور ہندو راؤ اور دو تین نامی سردار جنمین سے اکثر کے قبیلے اور فرزند اس حصار وا کنکیرہ مین تھے آٹھ نو ہزار سوار اور پیادے بیشمار لیکر دور سے نمودار ہوئے دھنا جادو کمتر فوج بادشاہی کے مقابلہ مین آتا۔ مگر ملک بادشاہی کو تاخت و تاراج کرتا وہ اس قصد سے یہان آیا کہ اپنے قبیلہ و مال و عیال کو اس حصار سے جس سے زیادہ کوئی اور جا ناموں نہ تھی نکال کر لیجائے اور سرپا پر کمک کا احسان بھی رکھے۔ ایک طرف سے انکی سنگین فوج افواج شاہی کے مقابل مین

شوخی زیادہ کرکے سرداران بادشاہی کو اپنی طرف کھینچ کر زدوخورد میں مشغول کیا اور دوسری طرف سے دو تین ہزار سوار تازہ رسیدہ اپنے قبائل کو گھوڑیوں پر سوار کرکے اس حصار کی پناہ سے باہر لے گئے۔ بعد اسکے تارا بائی کے سرداروں نے پریا سے کہا کہ ہم اور تم آپس میں متفق ہو کر افواج شاہی کے مقابل میں دست پا زنی خواہ کیسی ہی کریں جانبر نہیں ہو سکتے مصلحت یہ ہے کہ تو اطاعت کر اور ملک موروثی کو عجز و فرمانبرداری سے نگاہ رکھ مگر اس مغرور نے انکا کہنا نہ مانا مبلغ نقد اور جنس ماکولات و مشروبات بطریق ضیافت انکے پاس بھیجے اور ہر روز سرداروں کو خرچ مقرری جتنے دن کہ محاصرے کے ایام کا انقضا ہوا اور رفاقت و معاونت کے لئے انکی بڑی منت سماجت کی۔ مرہٹوں کے سرداروں نے یوں مفت زر ہاتھ لگنے کو غنیمت گنا اور انہوں نے اقامت کی۔ ہر روز وہ جس طرف شوخی شروع کرتے تھے ایک جماعت کو کشتہ و زخمی کرتے تھے۔ ہر روز مرہٹوں کی فوج زیادہ ہوتی جاتی تھی اور بادشاہی آدمی کام میں آتے جاتے تھے لشکر شاہی میں ایک تزلزل پڑا ہوا تھا آخر کار روباہ بازی اور مکاری سے پریا نے ایک تازہ منصوبہ باندھا ابتدائً عبدالغنی کشمیری نے دست فروشی اور داد ستد کے وسیلے سے سرمایہ تجارت بہم پہنچایا سب قوموں سے سودا و معاملہ کرتا تھا اور انکے ساتھ اختلاط اور آمد و رفت رکھتا تھا افواج بادشاہی سے حصار کے اندر اسنے آمد و رفت کی راہ نکالی۔ پریا کے ساتھ وہ ہمداستان ہوا کہ اسنے . . .

ایک پرچہ کاغذ جو التماس مصالح اور اظہار ندامت عجز پر مشتمل تھا عبدالغنی کے ہاتھ بھیجا۔ عبدالغنی نے اس پرچہ کو ہدایت کیش واقعہ نگار کل کو دیا جسکے ہاتھ میں سررشتہ واقعہ نگاری تمام متعارفات ملکی و مالی قلمرو ہند کا تھا اور خود حاضر ہو کر کہا کہ میں پریا کے حصار میں تفرج اور نماز پڑھنے کے لئے گیا تھا مجھکو وہاں نے غافل مجھے پکڑ لیا اور قلعے کے اندر پریا پاس لے گئے اسنے لشکر کا احوال پوچھ کر یہ پرچہ کاغذ مجھکو دیا ہے کہ تمہارے پاس پہنچاؤں کہ خلق اور بادشاہ کے خیرخواہ ہو۔ ہدایت کیش نے کاغذ مرسولہ کو بادشاہ کی خدمت میں جا کر عرض کیا۔ پادشاہ نے بعد تامل کے تقاضائے وقت اور تنفیذ

غنیم پر خیال کرکے حکم فرمایا کہ پریا اپنی حالت کو شاہزادہ کام بخش اور ہدایت کیش کے عرض
کرے۔ اس التماس کا خلاصہ یہ تھا کہ پریا کا بھائی سوم سنکر قلعہ سے نکل کر ملازمت کرے
اور خلعت و اسپ جواہر و منصب سے سرافرازی پاکر بطور یرغمال گلال باڑی میں رہے۔ بعد
اسکی درخواست پر محتشم خان پسر شیخ امیر خان خوافی کہ ان ایام میں بے منصب منزوی
تھا اور اس کشمیری کا مدیون تھا بھیجا جائے اور والکنکیرا کا قلعہ دار
قلعہ کے خالی ہونے تک جسکا ایک ہفتہ کا وعدہ ہے۔ چند نفر معدود کے ساتھ نشان بادشاہی
لیکر قلعہ کے اندر جائے اور بندوبست کرے۔ اختصار کلام یہ ہے کہ اسکے التماس کی بموجب
سوم سنکر اسکا بھائی قلعہ سے نکلا اور نذر و نیاز کے ساتھ ملازمت کی خلعت و اسپ و جواہر
و منصب سے سرافرازی پائی۔ آداب تسلیمات عنایات شاہی اور عفو تقصیرات برادر بجالایا۔ عجز و
الحاح سے وعدہ اور مہلت ایک ہفتہ کی لی کہ اسی بین میں محتشم خان حصار میں شب کو
رسمیات اور اس پیغام کی آمد و رفت میں گذاری کہ کل دستگیری قلعہ دار پریا ملازمت کریگی
جب قلعہ دار قلعہ میں داخل ہوا تو صدائے شادیانہ بلند آوازہ ہوئی دوسرے روز ارکان سلطنت
تسلیمات تہنیت بجالائے ہدایت کیش نوکر کو حسن خدمت کے صلہ میں بادی خان کے خطاب سے
سرفراز کیا۔ مور چال سرد ہوگئے۔ جنگ جو طلب جمع رہو۔ عبدالغنی کشمیری کو اس دلالی کی عوض
میں منصب صدی عنایت فرمایا۔ مردم قلعہ نے قلعہ دار کی تسکین کے لئے اسباب ناکارہ اور عورات
اور بیرزالوں کو قلعہ سے باہر نکالنا شروع کیا۔ سہ پہر تک قلعہ دار پریا کے حاضر ہونے
کی خبر کو گرم رکھا۔ آخر روز میں عارضہ تپ شدید کا عذر کرکے اس دن کو ٹالا۔ تیسرے روز کہا
کہ اسکو سرسام ہوگیا ہے۔ تپ ہذیان ہے۔ دوسرے روز یہ شہرت دی کہ اسکو جنون ہوگیا
ہے۔ آخر شب کو قلعہ سے باہر بھاگ گیا ہے اور کچھ تحقیق نہیں کہ قلعہ سے نیچے ہلاک ہونے
کے لئے وہ گرا ہو۔ یا دیوانگی کے اثر سے وہ مرہٹوں کے لشکر سے ملگیا ہو۔ اسکی کارکن ماں
نے رونا پیٹنا شروع کیا۔ بادشاہ پاس پیغام بھیجا کہ بیٹے کے مفقود الاثر ہونے سے خاطر جمع
حاصل کرکے قلعہ کو خالی کرتی ہوں امید وار ہوں کہ سوم سنکر میرے پسر کو بجائے برادر کے خلعت

زمینداری مرحمت کیا جائے اور محتشم خان پاس بھیجدیا جاے سکہ بعض جگہہ خزانے مدفون ہین جسکی اطلاع اسکو ہی وہ قلعہ دار کو بتلا دیوے۔ باقی مال و عیال کے تئین قلعہ سے باہر آوین بادشاہ اس مکر و منصوبے سے غافل تھا۔ سُننے سوم سنکر کو قلعہ مین اُس کی مان پاس بھیجدیا بعد اسکے جانے کے بھی حیلے اور آج کل کے وعدے کرکے دفع الوقت کیا اور بادشاہی آدمیون کے لئے آمد و رفت بند کی اور محتشم خان کو گنتی کے آدمیون کے ساتھ بطور محبوس کے قلعہ مین ایک جگہہ بٹھا دیا۔ اب بادشاہ اور اسکے ہواخواہون کو سپرا کا منصوبہ و عذر و تزویر تحقیق ہوا مگر بادشاہ نے بردباری و حوصلہ کو کار فرما کر پہلے ہی سا سلوک مرعی رکھا۔ ان دنون مین ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ و داؤد خان وغیرہ چند سردار صاحب فوج قریب آگئے تھے انکو اور زیادہ جلد آنے کا حکم دیا۔ دشمنون نے شوخی کی۔ بادشاہ نے پائے قلعہ مین استقامت کی۔ لوگ ہنستے تھے کہ ایسا بادشاہ سرا پا تدبیر اس خبیث قوم کے دم مین آگیا اب دشمنون نے اسسے شوخیان کین کہ بادشاہ کو محصور کر لیا مگر اور امرا فوجین لیکر قریب آگئے تھے۔ بادشاہ نے نصرت جنگ کو شقہ اپنے ہاتھ سے اس مختصر مضمون کا لکھا کہ اے یاری دہ بکیان زود خود را برسان۔ جب یہ لشکر تازہ آگئے تو ابتدائے جنگ اس طرح شروع ہوئی کہ جسپر محمد امین خان اور سلطان حسین نے مورچال قائم کر رکھے تھے اور وہ مرکز کی طرح محاصرہ مین گھر گئے تھے اور کئی فاقے انپر گذر چکے تھے۔ پھر ہر طرف سے لشکر شاہی نے دشمنون کو گھیر لیا۔ چارون طرف خوب لڑائی ہوئی حمیدالدین خان اور قلیچ خان بہادر و داؤد خان و جمشید خان اور راجپوتون نے خوب اپنی بہادریان دکھائین چار پانچ روز تک ہنگامہ کارزار خوب گرم رہا جمشید خان اور روشناس راجپوتون کی ایک جماعت جو راؤ دلپت کے ہمراہ تھی اور کئی اور خان زادون مین سے کام آگئے۔ بعد ہ چین قلیچ خان و محمد امین خان اور بعض اور سردارون کو حکم ہوا کہ بطریق طلایہ کے اطراف قلعہ مین آکر جسجگہہ قلعہ کی کمک کا اثر دیکھین اسکی تنبیہ کرین اور کسی طرح سے مرہٹہ وغیرہ کی مدد کو محصورون پاس نہ پہنچنے دین ذوالفقار خان نے چند باولیون و کنوؤن پر قبضہ کیا کہ انہی پر اس قوم کے آدمیون اور چارپایون کے پانی پینے کا مدار تھا اس سبب سے کیا فوج

شاہی پر پانی کی تنگی رہتی تھی یا اب دشمنون پر وہ رہنے لگی روز بروز درختون عمارتون
کی چوبون اور لکڑی کو جمع کر کے مورچالون کو بڑھاتے جاتے تھے۔ یہان تک کہ قلعہ کی دیوار
تک انکو پہنچا دیا۔ اور سردارون نے بھی پائے حصار تک مورچالون کو پہنچایا جس وقت یورش قرار
پائی بادشاہ خود سوار ہوا اور شریک یورش ہوا اور مکان گولہ رس مین عمداً استقامت
کی۔ اس بادشاہ کے دل مین یہ آرزو ہمیشہ رہتی تھی کہ مین کبھی جہاد مین شہید ہون۔ ایک
طرف سے ذوالفقار خان اور دوسری جانب سے تربیت خان نے صف آرائی کی۔ مخالفون نے
بھی اوپر اور اطراف سے ہجوم اور زور کیا۔ بادشاہی جانباز بہادرون نے سینہ کو سپر بنا کے
پیادہ ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا عجیب زد و خورد ہوئی ایک قیامت برپا ہوئی۔ ایک جماعت
دونو طرف سے زخمی و کشتہ ہوئی۔ دشمن مغلوب ہو گئے اور دو تین حملون میں وہ شہر کہ جہان
بازار بیچھ آباد تھا۔ بادشاہ کے قبضہ مین آ گئے۔ سب جگہ کی نسبت زیادہ یہان آلات
جان ستان بلا افروز کام کرتے تھے۔ اور لشکر شاہی نے ایک گروہ سے زیادہ مخالفون کا
تعاقب کیا۔ اور بہت آدمیون کو مارا اور زخمی کیا۔ فراز کوہ پر دروازہ کے نزدیک علم
ثبات اور نشان فتح کھڑا کیا۔ اہل قلعہ نے دو تین ہزار بندوقچی دروازہ اور اطراف کی
پناہ کے لئے بہادران قلعہ گیر کے سر راہ کھڑے کئے اور سراسیمہ وار زن اور فرزند اور زیور
کہ ہمراہ لے سکتے تھے اپنی ساتھ لیا اور معبد خانہ مین اکثر جگھ اپنے ہاتھ سے آگ لگا کے
دوسرے دروازہ سے اور مختلف راہون سے بھاگ کر مرہٹے کی فوج سے جا ملے اور
انکی ساتھ متفق ہو کر فرار ہو گئے۔ حصار کے اندر شعلہ آتش بلند ہوئے اور آلات شرربار کے برسنے
کے آثار کم ہوئے۔ اور اہل قلعہ کے فرار پر اطلاع ہوئی تو داؤد خان و منصور خان قلعہ کے
اندر گئے اور اہل قلعہ کا نشان نہ پایا۔ مگر چند آدمی زخمی پڑے تھے جو بھاگ نہین سکتے تھے
اور محتشم خان نے گھر ایک میچہ اور بادشاہی آدمی اس پاس پہنچتے تو دشمن اس کا کام تمام کر دیتے
۱۳ محرم ۱۱۱۲ کو قلعہ بادشاہی تصرف مین آیا اور صدائے شادیانہ بلند ہوئی۔ امیرون کو
بڑے بڑے منصب عطا ملے۔ قلعہ واکنکیرا کا نام رحمن بخش رکھا گیا۔ اور خواجہ مسعود کی

اہتمام سے قلعہ اور مسجد تعمیر ہوئی۔ یہان کے انتظام کے بعد برسات کا موسم کاٹنے کے لئے بادشاہ دیوگانو مین آیا جو دریائے کشنا سے پانچ چار کروہ تھا۔ یہان لشکر کے آرام کے لئے چھاؤنی ڈالی اور جابجا حکام فہمیدہ کارданی اور ملکی بندوبست و ضبط کے لئے تعین کئے۔ اس ضلع کے مفسد سرکش زمینداروں کی تنبیہ کے لئے ذوالفقار خان کو مقرر کیا ملک نومفتوح سے کل روپیہ اور زمینداروں سے پیشکش وصول ہوئی۔ رعایا اپنے وطنوں مین آباد ہوئی۔

ان دنون مین خبر آئی کہ قلعہ بخشندہ بخش عرف کندنا قلعہ دار کی بیخبری سے اور غنیم کی حیلہ بازی سے مرہٹہ کے تصرف مین آگیا ہے اسی روز حمیدالدین خان بہادر کو مع تربیت خان کے اسکے محاصرہ اور تسخیر کے لئے روانہ کیا۔

اس زمانہ مین بادشاہ کے تمام اعضا مین درد مفاصل بشدت ہوا جسے ایک عالم کے احوال مین اختلال پیدا ہوا۔ ہر چند ہر روز خود داری کر کے بادشاہ بیٹھ کر دیوان داری مین مشغول ہوتا اور خلق اللہ کی تسلی کا سبب ہوتا۔ مگر آخر کو مرض بڑھتا گیا۔ غشی و بیخودی کی نوبت آئی ایک دو دفعہ خبرین ناخوش آمیز فساد انگیز دو مطلبون کی زبان زد ہوئین دس بارہ روز تک لشکر اور امراء کے آدمیون مین ایک عجیب ہنگامہ برپا رہا۔ مگر آخر کو فضل الٰہی ہوا کہ بادشاہ کا مزاج بحال ہوا کبھی کبھی دیوان کرتا۔ یہ خیر ہوئی۔ ورنہ اس دارالحرب مین کہ سارا غنیم کا ملک تھا۔ اگر واقعہ ناگزیر پیش آتا تو اس کوہستان اور سرزمین پر شور و شر سے ایک آدمی کا نجات پانا مشکل ہوتا۔ امیر خان نقل کرتا ہے۔ بادشاہ ایکدن نہایت ضعف مین زیر لب یہ اشعار پڑھتا تھا۔

ابیات

ہشتاد و نود چون در رسیدی + بس سختی کہ از دوران کشیدی

دران جا چون قصد منزل رسانی + بود مرگے بصورت زندگانی

جب مین نے یہ شعر سنے تو عرض کیا کہ نظامی گنجوی نے ان ابیات کی تمہید مین یہ بیت

کہی ہے۔ بیت: آن بہتر کہ خود را شاد داری + دران شادی خدا را یاد داری +
بادشاہ نے اس شعر کو کئی بار سنا اور لکھوایا اور مدت تک پڑھا۔ حکیم حاذق خان
(صادق خان) معالج تھا اس خدمت کے جلدو میں بادشاہ نے اپنے تئین سونے سے تول کر
اسکو زر وزن اور سروپیچ دیا اسنے چوب چینی کا استعمال کرایا جسسے نفع عظیم ہوا۔
۲۷ رجب ۱۱۱۶ھ کو بادشاہ نے بہادرگڈھ عرف بھیر کا عزم کیا اور شعبان مین وہان
آگیا۔ سپاہ کے آرام و ایام صیام کے لئے چالیس دن کے قیام کا حکم صادر کیا۔

سوانح سال پنجاہم ۱۱۱۷ھ

ماہ رمضان کو اس مقام مین بسر کیا ہر سال کے دستور کے موافق روزے رکھے
تراویح پڑھی صلوۃ و سنت بدستور ادا کئے۔ ایام صیام کے اہتمام کے بعد بلاناغہ دیوان
مین امور مالی اور ملکی مین توجہ کی۔ ذوالفقار خان کو قلعہ بخشندہ بخش کو رخصت کیا اور خود
احمدنگر کی طرف متوجہ ہوا۔

اسسے چند سال پہلے ساہو پسر سنبھا نبیرہ سیوا منصب ہفت ہزاری دو ہزار سوار سے
اور خطاب راجہ و جاگیر سیر حاصل سے سرافراز ہوا تھا۔ دیوان و خانسامان اور متصدی
اسکے علیحدہ بادشاہ نے مقرر کئے تھے۔ کہ اسکی تربیت پر متوجہ ہون۔ ابتدای قید
سے نہایت حال رکاب عالی سے اسکو جدا نہ کیا تھا۔ احاطہ گلال بار مین اپنے ظل عاطفت
مین اسکو رکھتا تھا۔ کوچ کے وقت اسکو سواری کا حکم اپنے ساتھ دیتا تھا ان دنون مین
کہ ذوالفقار خان اسکے پرداخت حال پر متوجہ تھا اور یہ نہین جانتا تھا کہ بزرگون نے کہا ہے
کہ مار کشتن و بچہ در آستین پرورش دادن نہ کار خردمندان است وہ بادشاہ
کی خدمت مین التماس کرکے اسکو اپنے ہمراہ لے گیا۔ بائیس سال بعد وسط ماہ شوال مین
بادشاہ سواد احمدنگر مین دوبارہ آیا جس روز بادشاہ یہان اترا تو اسنے کہا کہ
احمدنگر مکان اختتام سفر است۔ ماہ ذی الحجہ کو بادشاہ کے پاس خبر آئی کہ نصرت جنگ کی
زور بازو سے قلعہ بخشندہ بخش تسخیر ہوا اور قلعہ کے حوالہ دارون کو اسنے مار مار کر

ساہو پسر سنبھا

بادشاہ کا سفر

حصار سے ہتیار لیکر نکال دیا۔

شاہزادہ محمد اعظم شاہ صوبہ احمد آباد مین تھا۔ باپ کے عارضہ جسمانی کی خبر سنا حضور کے پاس آنے کا ارادہ کیا اور بہت اضطرار کا اظہار کیا اور احمد آباد کی آب و ہوا کی ناموافقت کا عذر کیا۔ بادشاہ کی مرضی کے خلاف یہ امر تھا اس مضمون کا فرمان صادر کیا۔ کہ ماہم در ایام انحراف مزاج اعلیٰ حضرت عرضہ داشت ہمین مضمون بحضور ارسال داشتہ بودیم درجواب فرمان رسید کہ ہوائے ہمہ جا بانسان سازگار است مگر ہوای نفس امارہ۔ بعدہ محمد اعظم شاہ نے مکرر معروض کیا تو صوبہ مالوہ اسکے لئے مقرر کیا۔ شاہزادہ ابھی اجین مین نہین پہنچا تھا کہ اُس نے عرضہ داشت کی کہ بادشاہ نے طوغاً و کرہاً اوسکو حضور مین طلب فرمایا۔ ۱۲ ذی الحجہ کو وہ بادشاہ کی خدمت مین آیا صوبہ احمد آباد سے جب بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کا تغیر ہوا تو یہان محمد ابراہیم خان کو جو صوبہ بنگالہ بھی تھا مقرر کیا۔ فاصلہ بہت دور کا تھا اسلئے شاہزادہ بیدار بخت کو جو برہانپور مین تھا حکم صادر کیا کہ محمد ابراہیم کے آنے تک احمد آباد مین جاکر وہان کے بندوبست سے خبردار رہی۔ محمد اعظم بادشاہ کی خدمت مین موجود تھا۔ اسکو اپنی شجاعت کا غرور تھا اپنی لشکر کی گرد آوری کی تھی۔ احمد آباد مین کچھ خزانہ بھی جمع کرلیا تھا۔ بادشاہ کی رکاب مین جو خزانہ اور فوج تھی اسکی تاک مین تھا۔ ان سببون سے برادر کلان کی ہستی کچھ نہین جانتا تھا۔ بلکہ سب باب مین اپنی تئین بزرگ سمجھتا تھا۔ شاہزادہ کام بخش کو یہ جانتا تھا کہ وہ عدم سے وجود ہی مین نہین آیا۔ جب اوس نے دیکھا کہ باپ کی طبیعت اکثر بحال نہین رہتی تو اوس کو یہ فکر ہوا کہ ۔ ۔ ۔ ۔

شاہزادہ محمد عظیم کو کہ عظیم آباد عرف بہار پٹنہ مین مدت سے صوبہ دار بالاستقلال تھا اور خزانہ کے جمع کرنے مین بہت مشہور تھا اسکو بیجا کرکے حضور مین طلب کرے اسکی طرف سے بادشاہ سے وقوعی اور غیر وقوعی باتین لگائے اور بہت منت کرکے اسکو حضور مین طلب کرایا۔ وہ یہ نہ سمجھا کہ محمد عظیم کی حرکت اسکی جان کے لئے ایک بلائے عظیم ہوگی محمد عظیم نے

شاہزادہ محمد اعظم کی طلبی حضور مین

باپ کی خدمت مین آنے کا ارادہ کیا۔ پادشاہزادہ محمد اکبر کی ایک سال سے یہ خبر مشہور تھی کہ وہ . . . . جوالی گرم سیر خراسان کے توابع کے حوالی مین مرگیا۔ اس خبر کے جھوٹ سچ کے معلوم کرنے کے لئے ملتان اطراف ممالک سرحدی کے حکام کو فرمان لکھے گئے۔ اندنون مین محمد اعظم شاہ کی زبانی تصدیق ہوئی کہ وہ مرگیا۔

سوانح سال پنجاہ و یک ۱۱۱۸ھ

محمد اعظم شاہ نے حضور مین رہ کر عمدۃ الملک اسد خان کو اور ایک جماعت اکبر کو اپنا رفیق بنایا۔ پادشاہ کا مزاج کچھ بحال ہو گیا تھا اور چند روز وہ دیوان عدالت بلاناغہ کرتا تھا۔ مگر سفر آخرت کا ضعف اسکے چہرہ پر پیدا تھا اس ایام مین وزیر و پادشاہزادہ محمد اعظم کی طرف سے محمد کام بخش کی نسبت بے اعتدالیان ظہور مین آتی تھین وہ اُس تسکین خاطر کے لئے بہلانے بلا کش کیا کرتا تھا۔ کام بخش حافظ کلام اللہ تھا اور علم عقلی و نقلی سے بہرہ تام رکھتا تھا۔ پادشاہ اسکی رعایت خاطر کرتا تھا۔ قاعدہ ہے کہ چھوٹے بیٹے سے باپ کو محبت زیادہ ہوتی ہے۔ پادشاہ کام بخش سے بہت محبت رکھتا تھا سلطان حسین عرف میر ملنگ مخاطب حسن خان کو کام بخش کا بخشی مقرر کیا حسن خان بڑا ہوشیار عاقل تھا۔ وہ اپنے حسن عقیدت و کار طلبی کے سبب تقاضائے وقت کو دیکھ کر پادشاہزادہ کام کو دربار مین لیجاتا۔ تو اسکے ساتھ مسلح و مکمل ایک جماعت مردم خاص کی سوائے اپنے رفیق نوکرون کے ہوتی اسکی شکایت کئی دفعہ پادشاہ سے محمد اعظم نے کی۔ کچھ جواب نہ ملا تو ایک دفعہ نواب زیب النساء بیگم ہمشیرہ اعیانی کو لکھا مین حسن خان کی بے ادبی کا شکوہ لکھا کہ وہ اپنے حد کے دائرہ سے باہر قدم رکھتا ہے اور اسمین یہ بھی درج کیا کہ اگرچہ اس بے ادب کی شوخی کی تادیب کوئی کام نہین ہے مگر حضرت کا ادب مانع ہے اسمین مصلحت یہ تھی کہ پاس ہنی مین یہ اندیشہ تھا کہ وہ شاہزادہ محمد اعظم کے ہاتھ مین فوراً نہ گرفتار ہو جاوے۔ یہ رقعہ پادشاہ کے پاس گیا اسپر اپنے دستخط خاص سے پادشاہ نے لکھا کہ وجود حسن خان معلوم کہ از طرف آو این ہمہ مغلوب سواس و ہراس گردد۔

با محمد کام بخش را جاگیر مرخص می نمائیم۔ اگرچہ محمد اعظم نے اس جواب طعن آمیز کو بہت مضمون سے پیچ و تاب کھائے مگر سوائے صبر کے کوئی اور چارہ کار نہ تھا اور برادر خورد کا جدا ہونا غنیمت جانا۔ بادشاہ اپنے مزاج کو خلل سے خالی نہیں دیکھتا تھا۔ اور بادشاہزادہ محمد اعظم کے فساد کی گرمی بازار روز بروز زیادہ مشاہدہ کرتا تھا اس لئے اسنے دو شیر زنجیر گسیختہ کا اپنے ارتحال کے بعد لشکر میں رہنا خلق اللہ کے حق میں فساد عظیم کا مادہ جانا۔ محمد کام بخش کی رعایت خاطر ضرور تھی اسکو مع کل اسباب سلطنت اکرام احترام کے ساتھ بیجاپور رخصت کیا اور حکم دیا کہ حضور کے پاس سے نوبت بجاتا ہوا روانہ ہوا۔ اسمیں مصلحت یہ تھی کہ پاس رہنے میں یہ اندیشہ تھا کہ وہ شاہزادہ محمد اعظم کے ہاتھ میں فوراً نہ گرفتار ہو جائے۔ محمد اعظم شاہ یہ دیکھ کر سانپ کی طرح بل کھاتا تھا مگر کچھ کار نہیں مار سکتا تھا۔ دو تین روز کے اندر محمد اعظم کو صوبہ مالوہ کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ پانچ پانچ کوس کی منزل طے کرے اور ہر منزل میں دو روز قیام کرکے تیسرے روز سفر کرے اس سے غرض یہ تھی کہ شاہزادہ اسکے بہت دور نہ چلا جائے جسکے سبب سے لشکر میں غدر مچ جائے۔ اور پاس رہنے میں یہ اندیشہ تھا کہ کہیں شاہجہان کا معاملہ نہ پیش آئے۔ ان دونو شاہزادوں کی روانگی کے بعد مرض کی شدت ہوئی تپ بڑی شدت سے چڑھی۔ چار روز تک باوجود اشتداد مرض بہ سبب کمال تقوی کے پانچ وقت کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی۔ اس حالت میں حمید الدین خان نے منجمون کی تجویز سے ایک فیل اور ایک دانہ الماس بیش قیمت کے صدقہ کے لئے عرضی بھیجی۔ بادشاہ نے اسپر دستخط کئے کہ فیل تصدق برآوردن طریقہ ہنود و اختر پرستان است چہار ہزار روپیہ نزد قاضی القضات بفرستید کہ بمستحقان رسانید اور اس عرضی پر دستخط کئے کہ این خاکسار را زود بمنزل اول رسانده بخاک بسپارند و بہ تربیت تابوت نپردازند کہتے ہیں کہ بیٹون کے نام ملک کی تقسیم کا وصیت نامہ لکھ کر حمید الدین خان کو دیا تھا بعض کہتے ہیں کہ اسکے بچھونے کے نیچے سے نکلا تھا جسمیں لکھا تھا کہ معظم شاہ شمالی اور شمال شرقی صوبوں پر

قبضہ کرے اور دلی کو دار السلطنت بنا کے اور اعظم شاہ آگرہ اور جنوب مغرب کے ملکون پر اور ی دکن سمیت قابض ہوا اور آگرہ کو دار السلطنت ٹھیرا لے۔ مگر گول کندہ اور بیجاپور کی دو یا تین کام بخش پاس رہین اسکے سوا ایک اور وصیت نامہ تھا کہ جسمین اسنے اپنی تجہیز و تکفین کی نسبت یہ لکھا تھا کہ ساڑھے چار روپیہ جو میرے ہاتھ کی محنت کی ٹوپیون کی سلائی سے بچے ہین اسمین تجہیز و تکفین ہو اور آٹھ سو پانچ روپیے جو قرآن نویسی کی اجرت سے حاصل ہوئے ہین ساکین مین تقسیم ہون روز جمعہ ۲۸ ذی قعدہ سنہ ۵۱ جلوس مطابق سنہ ۱۱۱۸ ہجری کو بادشاہ نے صبح کی نماز پڑھکے کلمہ توحید کا ذکر شروع کیا ایک پہر دن چڑھے اس دار فنا سے روضۂ جنان کو تشریف فرما ہوا۔ قاضی و علما و صلحا موافق وصیت کے تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئے۔ جنازہ کی نماز پڑھی نعش کو خوابگاہ مین رکھا کہ نواب زینت النسا بیگم اور شاہزادہ محمد اعظم جو اردوی معلی سے ۲۵ کروہ پر تھے روز شنبہ کو آئے محمد اعظم روز دوشنبہ کو نعش کو کندھے پر دیوان عدالت تک لے گیا اور آگے اسکو روانہ کیا۔ شیخ زین الدین کے مقبرہ مین بادشاہ نے اپنی حین حیات مین قبر بنائی تھی وہان وصیت کے موافق دفن کیا۔ اور کئی سیر حاصل دیہات پرگنات اورنگ آباد کے منجملہ سرکار دولت آباد کے جدا کیے گئے اور پرگنہ خلد آباد کے نام سے موسوم ہوئے۔ اور وہ مزار خلد آرامگاہ کے خرچ کے لیے مقرر ہوئے۔ بادشاہ کی قبر کا چبوترہ سنگ سرخ کا ہے جسکا طول ۳ گز اور عرض ڈھائی گز ہے اور ارتفاع چند انگشت سے زیادہ نہین ہے۔ تعویذ مجوف ہے کہ اسکو خاک سے پر کرکے ریحان کو اسمین بوتے ہین بادشاہ کا نام مرنے کے بعد خلد مکان رکھا گیا۔ مدت عمر اکیانوے سال تیرہ یوم اور ایام سلطنت پچاس سال دو ماہ ۲۷ یوم تھی۔

آخر وقت مین اسنے یہ خطوط ایسے لکھے ہین کہ جنسے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بڑا خدا پرست اور سچا دیندار تھا۔ اسکو خوف الٰہی آخر وقت مین ایسا ہی تھا جیسا کہ ایک سچے دیندار کو ہوتا ہے۔

محمد اعظم شاہ کو یہ رقعہ تحریر کیا۔ السلام علیکم و علیٰ من لدیکم۔ پیری رسید ضعف قوی شد و قوت از اعضا رفت۔ یگانہ آمدم و بیگانہ می روم۔ خبر از خود نیست کہ کیستم و چکارہ ام نفسی کہ بے یاد حق رفت افسوس آن باقیماندہ ملک داری و پاسبانی خلائق ہیچ از من نیامد

اورنگزیب کا انتقال کرنا۔

عمر عزیز مفت رفت۔ خداوند در خانہ وارم و روشنائی آن در چشم تاریک خود نمی بینم حیات پائدار نیست و از نفس رفتہ نشانے پدیدار نہ۔ و از استقبال توقع مفقود۔ تپ مفارقت کرد و جز چرم و پوست تنہا گذاشت۔ فرزند کام بخش اگرچہ بہ بیجاپور رفت اما نزدیکی است و آن عالی جاہ از ان ہم نزدیکتر۔ عزیز القدر شاہ عالم از ہمہ دورتر۔ فرزند زادہ محمد عظیم بحکم اللہ العظیم نزدیک ہندوستان رسیدہ۔ لشکریان ہمہ بیدست و پا سراسیمہ بحیو من مضطرب کہ از خداوند تعالیٰ گریزندہ در حالت اضطراب است و چون سیماب بیقرارہ نمی فہمند کہ صاحب نعمتی داریم ہیچ باخود نیاوردم و ثمرۂ گناہان ہمراہ می برم۔ نمیدانم کہ در چہ عقوبت گرفتار خواہم شد۔ ہر چند نظر بر الطاف و رحمت امید قوی است۔ اما نظر بر اعمال و افعال تفکر نمی گذارد و چون از خود گذشتم دیگرے کجا ماند

ع ہرچہ باد ا باد ما کشتی در آب انداختیم۔ اگرچہ از خود رفتہ را فکر نمی ماند۔ چون عالم بستگی نیست ہمہ را بخدا می سپارم۔ و صیانت بندگان اگرچہ پروردگار خواہد کرد لیکن نظر بر عالم اسباب بر فرزندان ہم ضرور است کہ خلق و مسلمین ناحق کشتہ نشوند۔ فرزند زادہ بہادر دعائے آخرین بگویند وقت رخصت ندیدم اشتیاق باقی ماند بیگم بظاہر اگرچہ ملول است لیکن مالک دلہا خداست کوتہ اندیشی ہوسات جز ناکامی ثمرہ ندارد۔ الوداع الوداع الوداع آخری وقت میں

شاہزادہ محمد کام بخش کے نام یہ رقعہ لکھا ہے — فرزند جگر بند من در عالم اختیار ہر چند برضائے الہی نصیحت کردم و زیادہ از امکان وصایا کردم چون خواست الہی نہ بود بگوش رضا کسے نہ شنیدہ۔ حالا کہ از ہمہ بیگانہ میروم بر بے بضاعتی شما ترحم دارم اما چہ فائدہ عذاب گناہ ہرچہ کردم ثمرۂ آن باخود می برم عجب قدرت است کہ آمدم تنہا و میروم باین قافلہ عجب تپ از دہ روزہ مفارقت داشت لیکن تاب نیاوردہ گذاشت ہر جا نظر کنم جز خدا بنظر نمی آید۔ اندیشہ لشکر و لشکریان نظر بر وبال آخرت موجب ملالت خاطر شد۔ از خود خبرم نیست۔ گناہ بسیار کردم نمیدانم بچہ عذاب گرفتار خواہم شد۔ حراست بندگان اگرچہ رب العالمین خواہد کرد اما بر مسلمانان و فرزندان ہم اہم است حفظ و احتیاط بندگان بحسب ظاہر ضرور عالیجاہ ہم نزدیک است انچہ لازم بود در حق شما گفتہ ام و ہم بجان و دل قبول

دل شکستہ نشود کہ مسلمانان کشتہ شوند و وبال بر گردن این ناکارہ بماند شمارا بخدامی سپارم
و خود رخصت میخواہم حالت اضطراب است بہادر شاہ جائیکہ بود ہست و فرزندزادہ ...
عظیم الشان نزدیک ہندوستان آمدہ۔ فرزندزادہ بہادر بنواحی گجرات حیات النساء چیزے
از روزگار ندیدہ ملول است و حال بیگم بیگم داند و اودے پوری والدہ شما در بیماری با من ہمراہ
ارادۂ رفاقت دارد۔ خانہ زادان و مردمان حضور چند گندم نما جو فروش اند باید بہ رفق و مدارا
آدمی پروائے کارگیرد و پاپائندار رد و دراز کشد۔ شاہزادہ محمد معظم کے نام خط میں لکھا ہے خلافت
منعم خان از حضور خصت یافت تا جلد رسیدہ انچہ بر زبان او حوالہ خواہد شد ابلاغ نماید۔ از
خود خبرم نیست کہ کیستم و کجامی روم و بر سر این عاصی پر معاصی چہ خواہد گذشت۔ حالا ہمہ
رخصت میشوم و ہمہ را بخدامی سپارم۔ فرزندان نامدار کامگار را باید کہ تخالف نہ کنند و مجوز
کشت و خون خلق کہ بندگان خدایند نشوند انچہ بہ نظر می آید طرفہ ہنگامہ برپا شدنی است
ایزد مقلب القلوب توفیق حفاظت خلق اللہ کہ ودائع بدائع خلق اللہ اند چراغ راہ سالکان
طریق ریاست و ملکداری کناد۔ اس رقعہ کے اس فقرہ میں۔ کہ اودی پوری والدہ شما
در بیماری با من بودہ۔ لفظ اودی پوری نے بڑے تماشے دکھائے ہین۔ کوئی تو یہ کہتا ہے
کہ اودی پور کے خاندان مین سے کوئی لڑکی اسکے نکاح مین آگئی تھی۔ کوئی کہتا ہے کہ
کہ اودی پوری کی جگہ جودھپوری ہی۔ سب سے زیادہ لطیفہ یہ ہے جو فرنگستانی تاریخون
مین لکھا جاتا ہی۔ کہ اودی پوری ایک عیسائی عورت کا نام تھا وہ گوری بہت تھی وہ جارجیا
کی رہنے والی تھی۔ ایک بردہ فروش سوداگر نے اسکو خریدا تھا وہ دارا کی محبوبہ بھی تھی
یہی مخفی سبب تھا کہ دارا نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا جب دارا مارا گیا تو بادشاہ اپنے بڑے
بھائی کی دو بیویون سے شادی کرنی چاہی۔ آنمین ایک راجپوتنی تھی وہ تو زہر کھانے
کو موجود ہو گئی۔ عالمگیر سے نکاح نہ کیا۔ مگر اس کرسچین لیڈی نے اسسے نکاح کر لیا۔ فرنگستانی
تاریخون مین بہت سی ایسی دل لگی کی کہانیان ہین۔

آنچہ شاہان ہمہ دارند تو تنہا داری

عالمگیر کی خلقت و جبلت میں — دین میں راسخ ہونا داخل تھا۔ وہ امام اعظم ابو حنیفہ کے مذہب پہ چلتا تھا اسکے سارے اعمال و افعال و عقائد اس حنفی مذہب کے مطابق تھے۔ وہ فرائض خمسہ اسلام کی جیسی چاہئے تاکید کرتا تھا اول صلوٰۃ مفروضہ کو اول وقت مسجد میں یا غیر مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھتا تھا اور کل سنن و نوافل و مستحبات کو حضور و خشوع کے ساتھ ادا کرتا تھا مسجد جامع میں جمعہ کی نماز سب مسلمانوں اور مومنوں کے ساتھ پڑھتا تھا اسکو اس نماز جمعہ کا ایسا خیال تھا کہ اگر وہ شاہجہان آباد یا کسی اور بڑے شہر سے شکار کے لئے چلا جاتا . . . . .

تو جمعرات کو شہر میں آجاتا کہ نماز جمعہ جامع مسجد میں ناغہ نہ ہو۔ اگر شکار کے لئے زیادہ دنوں کے لئے جاتا تو ضرور نزدیک کے قصبہ میں جا کر جمعہ کی نماز پڑھتا عیدین کی نماز سفر و حضر میں جماعت کے ساتھ پڑھتا — دوم رمضان کے روزے رکھتا تھا۔ خواہ موسم کیسا ہی سخت ہو تراویح و ختم کلام اللہ میں آدھی رات تک صلحا و فضلا کی جماعت کے ساتھ مشغول رہتا اور عشرہ آخرہ میں مسجد غسلخانہ میں معتکف ہوتا تھا۔ ہر ہفتہ میں تین دن پیر و جمعرات و جمعہ کو روزہ رکھتا تھا سوم زکاۃ شرعی قبل از جلوس جو تا کل ملبوس خاص کے لئے مقرر کی تھی اور ایام سلطنت میں صرف خاص کے لئے جو مواضع دار الخلافہ اور دو تین محل نمک ساجد الگ کئے گئے انکی زکاۃ ہر سال ارباب استحقاق کو دیتا تھا اپنی اولاد کی طرف سے بھی زکات کا حساب کے دیتا تھا۔ چہارم حج — ادائے مناسک حج کی حد سے زیادہ تمنا اسکو تھی مگر بعض موانع و عوائق کے سبب سے وہ حج کو نہ جا سکا اسکے بدلہ میں حرمین محترمین کے مجاوروں کے ساتھ اس قدر رعایت کرتا تھا کہ اسکا حج بمنزلہ حج کبریٰ کے ہو جاتا تھا اتنی مدت سلطنت میں کبھی ہر سال کبھی دو سال میں بہت روپیہ بھیجتا تھا اور بقعہا شریف میں طواف حج اور سلام رسانی کی نیابت کے لئے اور دو مصحف مجید جو اسنے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے بھیجے تھے انکی تلاوت کے لئے اور تسبیح و تہلیل اور اور عبادات کے ادا کے لئے بہت آدمیوں کو وظیفہ دیتا تھا۔ پنجم جہاد جسکا حال اسکی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے وہ ہمیشہ باوضو رہتا

صفات و خصائل پادشاہ اور اسکا مذہب

اور کلمہ طیبہ اور اذکار اور ادعیہ ماثورہ کو پڑھتا رہتا اور لیالی متبرکہ میں شب بیدار رہتا اور
راتوں کو حق طلبی کے واسطے مسجد دولت خانہ میں اہل اللہ سے صحبت رکھتا۔ وہ سن شعور کی ابتدا
ہی سے کل ملاہی و مناہی مسکرات و محرمات سے محترز تھا۔ کبھی اُسنے شراب کو لب سے نہیں لگایا مسکرات و
مفترات کی بو تک کو دماغ یا ناک میں آنے دیا اور سوا ازواجات حلال کے کسی حرم سے مقاربت
نہیں کی۔ باوجودیکہ مطربان خوش آواز اور سازندہائے دلنواز پایہ تخت میں مجتمع تھے اور
اوائل جلوس میں کبھی کبھی سامعہ افروز طرب ہوتا تھا اور اس میں دقیقہ یاب تھا لیکن کمال اتقا
و پرہیزگاری کے سبب سرود کے استماع سے کلی پرہیز کرتا تھا۔ اور جو کوئی گویا و نغمہ سرا طرب
تائب ہوتا تو روزانہ و زمین مدد معاش سے اسکو خوشنود کرتا تھا۔ مرزا مکرم خاں صفوی نے
کہ فن موسیقی کے ماہروں میں تھا۔ بادشاہ سے پوچھا کہ آپ سرود کے حق میں کیا فرماتے ہیں
تو اسنے فرمایا کہ لا باس مباح۔ پھر اسنے عرض کیا کہ حضرت سے زیادہ کون استماع کے لیے
اہل ہوگا فرمایا کہ میں مزامیر خصوصاً پکھاوج کے ساتھ گانا سن نہیں سکتا وہ بالاتفاق
حرام ہے اسلئے میں نے سرود بھی چھوڑ دیا۔ ایک حکایت سرود کے جنازہ بنانے کی مشہور ہے جسکو
ہمنے پہلے لکھا ہے۔ بادشاہ نے اصلا لباس نامشروع نہیں پہنا اور ظرف نقرہ و طلا مطلقاً
وہ کام میں نہیں لایا اور زردوزی لباس و نگین اور جواہر نگار خود بھی چھوڑا اور امیروں کو بھی
منع کردیا کہ زنانہ لباس پہننا چھوڑ دیں۔ انکا لباس ہمیشہ شرعی ہوتا۔ جواہر جنکے پہننے سے
زیب و زینت وافر ہوتی ہے ایکے گھر سنگ یشب کے بجای چاندی سونے کے بنوائے کہ وہ
مشروع و مباح ہوں۔ وہ تقلیل نوم و غذا میں عبادت خدا کے لئے کرتا۔ اس کی
محفل میں غیبت و خبث و کذب کی ناشائستہ باتیں مذکور نہیں ہوتیں اُسنے بندہائے حضور
کو تلقین کی تھی کہ عرض کے وقت معیوب لفظ عبارت حسنہ سے تعبیر کیا جائے ترویج
قواعد دین اور تنقید احکام دین میں اور ضلالت و جہالت کے رسوم مٹانے میں اور
بدعتوں و مناہی و ملاہی کے اُٹھانے میں ایسی کوشش کی جو پہلے کسی بادشاہ کے عہد میں
نہیں ہوئی تھی بادشاہ نے سنہ ۱۰۶۹ھ میں یہ تجویز کیا کہ کوئی فاضل محتسب مقرر ہو کہ وہ تمام

تمام منہیات و محرمات خصوصاً شراب و بھنگ بوزہ کے کھانے پینے کو اور تمام مسکرات
اور زناکاری کو منع کرے اول اس عہدہ پر ملا عوض مقرر ہوا - پندرہ ہزار روپیہ سالانہ تنخواہ
مقرر ہوئی اور ہزاری صد سوار کا منصب ملا اور تمام ممالک محروسہ مین صوبہ دارون کے نام
احکام صادر ہوئے کہ وہ اپنے علاقہ مین ایسا ہی ایک محتسب مقرر کرین اور اسکے ساتھ احدی اور
سوار بھی ساتھ رہین کہ اگر کوئی شرع کے پابند ہونے مین حجت کرے تو اسکی تنبیہ و تاکید
کرین بعض مورخون نے اس احتساب مین یہ بھی داخل کیا ہے کہ ہنود کی سواریان اور
نمائشین بھی نہ ہونے دین غرض امور احتساب کافہ انام اور خواص و عوام پر بنہایت
جاری تھے - طوائف نے فواحش کو دار الخلافہ سے باہر نکال دیا اور تمام ممالک محروسہ مین یہ
حکم جاری کیا کہ شہر سے باہر کسبیان رہا کرین - اس طائفہ کے معدوم کرنے مین اور
بدکاریون کے پھیلنے کا احتمال تھا اسلئے اسنے شہر کی آبادیون سے دور بسنے کا حکم دیا -
اور پہچان کے لئے انکو لال کپڑے پہننے کا حکم دیا اسی وجہ سے فرنگیون مین انکا نام لال بی بی
مشہور ہوا مملکت مین باوجود اس وسعت کے سوا حد سیاسات شرعیہ کے کوئی اور
سیاست کام مین نہین آتی - ہرگز باقتضاء قوت غضبی و استیلاء نفس کسیکو بھی انسانی کی حیات
کی بنا کے خراب کرنے کا حکم دینے کا کسی کو یارا نہ تھا - بادشاہ قتل کا حکم خود دیتا -
عالمگیر نے کسی ایک ہندو کو بھی زبردستی مسلمان نہین کیا مگر اسکے عہد کی تاثیر ایسی تھی
کہ دار الخلافہ اور اطراف مین ہنود مسلمان ہوتے جاتے تھے - جو ہندو مسلمان ہوتا
اسکو مہام شرعیہ کے ناظم بادشاہ کی بارگاہ مین لاتے اور اسکے اشارہ سے کلمہ طیبہ کی
تلقین کرتے اور بادشاہ انکو خلعت و انعام و نقود دیتا اور بقدر حال اسکے عطایا سے
نوازش کرتا - اور جو ممتاز ہنود مسلمان ہوتے وہ بیواسطہ بادشاہ پاس آتے اور بادشاہ
انکو خود اپنی زبان سے کلمہ کی تلقین کرتا - خلاع اور عنایات سے انکو کامیاب کرتا
اور اسطرح ایام سلطنت مین اسنے ہندوؤن پر شریعت کے موافق جزیہ مقرر کیا جبھی
یہ معلوم ہوا کہ اسلام کے مطیع ہنود ہین وہ اکبر کے عہد مین موقوف ہو گیا تھا جس کے

ہندوؤن کا مسلمان ہونا اور انکو انعام دینا

سبب سے مسلمانوں کے دلی خیرخواہ ہندو ہو گئے تھے۔ مگر اب پھر اسکے جاری ہونے
سے ہندؤن کا دل دکھا اور وہ بادشاہ کے بیری بن گئے۔ اُسنے ایک حکم گشتی
تمام حکام پاس بھیجا کہ ہندو اہل قلم یک قلم آیندہ نوکر نہ رکھے جائین اور حکام کے ماتحت جو
عہدے خالی ہون تو انکی جگہہ مسلمان نوکر رکھے جائین مگر یہ حکم صرف کاغذی تھا اسپر
عمل نہ ہوا۔ وہ فقط ہندؤن کے دل ناراض کرنے کے لئے کام آیا اورنگزیب کے
عہد مین ہندو نوکرون کی کچھ کمی نہین ہوئی۔ اسنے ایسے احکام بضرورت جاری
کرکے ہندؤن کو شکستہ خاطر کیا کہ سوائے راجپوتون کے کوئی گھوڑے اور پالکی اور ہاتھی
پر بغیر حکم سوار نہ ہو۔ عالمگیر کا تعصب مذہبی بھی عجب ہندؤن کا دل دکھانے والا تھا۔ گو کبھی
اُسنے کسی ہندو کو تلوار اس سبب سے نہین لگائی کہ وہ ہندو تھا کبھی اُسنے کسی ہندو کو
زبردستی مسلمان نہین کیا۔ ہندؤن کی جو مذہبی عبادات اور رسومات قدیم سے چلی
آتی تھین انکو نہین روکا مگر باتین وہ کین کہ جنسے ہندؤن کا دل ناراض ہو گیا۔۔۔۔
بنارس مین بشیشور اور بندو مادھو کے عالی شان مندرون کو خاک مین ملایا۔ متھرا مین
گوبند دیو کا مندر توڑ پھوڑ برابر کیا جزیہ جاری کیا۔ نوکری کی بات مین فقط کاغذی
حکم دل دکھانے والا دیا۔ گو مسلمانون نے اپنے عہد سلطنت مین بتون کو توڑا اور
مندرون کو ڈھایا۔ مگر اسسے ہندؤن کے دلون مین بت پرستی کا اثر ایسا کم نہین ہوا
جیسا کہ تعلیم انگریزی اور مشنریون کے مواعظ سے ہوا ان دونو باتون سے ہندؤن کے
دلون مین بت پرستی کی جگہہ خدا پرستی یا لا مذہبی نے لی وہ پکار پکار کے کہنے لگے
کہ بت پرستی حماقت و گناہ ہے یا ہمارے انجیل مذہب مین نہین ہے۔ غرض جو سلطنت
اسلامیہ مین ظاہر بتون اور بتخانون کی کمی ہوئی۔ مگر باطن مین ہندؤن کے دل
بت خانے بنے رہے۔ مگر اب اسکے خلاف حال ہوا کہ گو ظاہری بت اور بت خانے
بہت دکھائی دیتے ہین مگر تعلیم یافتہ ہنود کے دلون سے بت پرستی کوسون دور
بھاگ گئی بیتعلیم یافتہ ہنود آجکل اپنی قوم مین برآوردہ ہین۔

عطایائے عام و معافی محصولات و وجوہ و مطالبات

اسکی عطایاے عام مین سی یہ ایک ہی کہ غلات و حبوبات اور وجوہ راہداری اور محصول
رقمستہ اور اموال سائر کو معاف کردیا خصوصًا محصول تنباکو کو کہ جسکی آمدنی مبلغ خطیر تھی
اور اسکا عمل ان لوگون کی ناموس کی بے ستری کرتا۔ چنانچہ اسکو احتمال تنباکو کے چھپاکر
لیجانیکا ہوتا۔ کل ممالک محروسہ مین ہند و سلطان مین تخمینًا لاکھ روپیہ سالانہ کا محصول معاف
کردیا۔ دوئم یہ ہی کہ اجداد و نیاگان کے مطالبات کو اولاد پر معاف کردیا پہلے دستور
تھا کہ اولاد کی تنخواہ اور مناصب وجہ مواجب مین باقی دار

مطالبات کی بابت اہل دیوان عظام اور مستوفیان ممالک بسبیل تدریج وضع کرتے
اور ہر سال مبلغ کلی اس جہت سے خزانہ عامرہ مین داخل کرتے جسکے سبب بادشاہ کے
منتسب پریشان حال ہوتے پادشاہ نے دفاتر مطالبات پر قلم عفو کھینچا اور ناظمان
دیوانی کو حکم دیا کہ کل بندہائے درگاہ مین سے منصبداران دو بیستی سے ہفت ہزاری
امیر تک اس مطالبہ سے جو انکے اجداد و نیاگان کی بابت واجب الادا ہو معاف کرین
اور مطالبات کی بابت کچھ تعرض اور مزاحمت نہ کرین اور منصبداران دو بیستی سے چہار
صدی تک کسی منصب کے سبب سے جو انکے باپون پر مطالبہ ہو وہ معاف کیا جائے۔ اور
پانصدی سے ہفت ہزاری تک جو مطالبہ انکے باپون کی بابت ہو اسکو انکی وسعت
حال اور استطاعت وجوہ کے موافق لازم الادا جانین اگر انہون نے مطالبات کی قدر
میراث پائی ہو تو مہینون اور سالون مین بہ تدریج مطالبہ کو وصول کرین اور اگر
اس قدر میراث نہ پائی ہو تو وہ مطالبہ بقدر ترکہ وصول کرین۔ اور اگر یہ تحقیق ہو
کہ متروکہ مطلقًا نہین پہنچا ہو تو اسکو بالکلیہ وجہ مطالبہ کی ادا سے معاف و
مرفوع القلم کرین۔ یہ عطا اسکی کروڑون روپیہ سے زیادہ کی تھی اسکی مبرات
عام مین سے ایک یہ ہے کہ اس مملکت مین بہت سی راہین اور سڑکین ایسی تھین کہ ان مین
مسافر خانے اور سرائین نہ تھین۔ مسافرون کو ان مین راحت اور آسایش نہ
ملتی تھی بعض راہون مین خاص کر اورنگ آباد سے اکبر آباد تک اور لاہور سے

کابل تک خلائق کو سفر کرنے مین سخت تکلیف و اذیت ہوتی تھی۔ اسلئے بادشاہ نے حکم دیا کہ ان ممالک کثیر المسالک مین جسجگہہ سرا اور رباط نہو سرکار خاصہ سے سرائے وسیع سنگ و خشت و آہک گچ سے نہایت مضبوط اور مستحکم بنائی جائے جسمین بازار و مسجد و چاہ پختہ و حمام بنایا جائے اور ہر منزل مین مسافرون کے لئے ایک منزل گاہ بنائین جسمین وہ اپنی سواری و اشیا و موال کو رکھین اور یہ بھی حکم دیا کہ جو پرانی سرائین مرمت طلب ہون انکی مرمت کی جائے اور جہان پل کی ضرورت ہو وہان پل بنایا جائے ایسے کامون مین بادشاہی خزانہ کا بہت روپیہ خرچ ہوتا ہے ایسے حکمون سے ہندوستان کی راہون مین وہ امن آبادی ہے کہ مراحل و منازل و جبال و صحرا و دریا مین امنی کے سبب سے شہرون کا حکم رکھتے ہین۔ جب بادشاہ کو اول سال جلوس مین معلوم ہوا کہ بعض مساجد معابد اسلام کہنگی کے سبب سے بے رونق ہوگئے ہین تو بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ مین . . جہان کوئی مسجد پرانی شکستہ ہوگئی ہو تو سرکار خاصہ سے اسکی مرمت کی جاے۔ بادہ از نو بنائی جائے۔ امام موذن خادم اور سائر خرچ مسجد مثل فرش و چراغ وغیرہ سرکار سے مقرر کیا جائے ہر سال اس کام مین بھی بہت روپیہ خرچ ہوتا۔ اور بلغور خانے (محتاج خانے) متعدد دار الخلافہ اور اور شہرون مین عاجز و مساکین کے لئے مقرر تھے۔ مرآۃ عالم مین لکھا ہے کہ اسکے باپ کے عہد مین ۹۰ ہزار روپیہ نذر الہ و مستحقون مین ہر سال پانچ مہینے مین اسطرح تقسیم ہوتا تھا کہ محرم و ربیع الاول کے ہر ایک مہینے مین بارہ ہزار اور رجب مین دس ہزار اور شعبان مین پندرہ ہزار اور رمضان مین تیس ہزار باقی سات مہینون مین کچھ نہین تقسیم ہوتا تھا تو اسنے حکم دیدیا کہ ان مہینون مین بھی ہر مہینہ مین دس ہزار روپیہ خیرات ہوا کرے کل سال مین ایک لاکھ ۹۴ ہزار روپیہ خیرات ہوتا تھا۔

(ترویج علم)

بادشاہ نے اپنی کشور وسیع مین تمام بلاد و قصبات مین فضلا و مدرسون کو لائق وظیفہ و روزانہ اور املاک مقرر کئے تھے اور طلبہ علم کی وجہ معیشت درخور حالت و استعداد مقرر کی۔

(فتاوی عالمگیری)

چونکہ بادشاہ دل سے یہ چاہتا تھا کہ کافۂ اہل اسلام مفتی بہا مسائل علماء مذہب حنفی پر عمل کرین اور مسائل مذکورہ کتب فقہ مین متفقات کا اختلاف ہے اور فقیہون نے روایات ضعیفہ گھڑی ہین اور انکے اقوال مختلفہ کتابون مین مخلوط ہین اور مذہب کے مجموعہ پر ایک کتاب حاوی نہین۔ اور

اور جب تک بہت کتابین جمع نہ کی جاوین اور کسی کو استحضار وافی اور دستگاہ وسیع و تتبع کافی
علم فقہ مین نہ ہو استنباط مسئلہ نہین کرسکتا اسلئے بادشاہ کا عزم مصمم یہ ہوا کہ ہندوستان کا
ایک گروہ مشہور علماء اور معروف فضلاء کا اس فن کی کتب مطولہ معتبرہ پر جو کتابخانہ سرکار
شاہی مین فراہم ہین انظار تتبع ڈالکر استخراج مسائل مفتی بہا کرے اور اسکے مجموعہ کو ایک نسخہ
جامعہ مین ترتیب دے تاکہ سب کو استکشاف مسائل معمول بہا پر سہولت کے ساتھ قدرت
حاصل ہو۔ اس کام کی سرکردگی شیخ نظام کو تفویض ہوئی اور علماء کے فریق کو وظائف
شائستہ دئیے گئے۔ چنانچہ دو لاکھ روپیہ صرف اس کتاب کے لوازم مین خرچ ہوا اُس کا
نام فتاوی عالمگیری رکھا گیا اُسنے اور کتابون سے مستغنی کردیا۔

بادشاہ کے کمالات کسبیہ یہ ہین کہ علوم دینیہ تفسیر و حدیث و فقہ سے واقف
تھا۔ اور تصانیف محمد غزالی اور انتخاب مکتوب شیخ شرف یحیی منیری و شیخ زین الدین
و قطب محی الدین شیرازی اور اس قبیل کی اور کتابین ہمیشہ زیر مطالعہ رکھتا وہ حافظ قران
تھا ابتدائے حال مین اسکو کچھ سورتین یاد تھین مگر بادشاہ ہونے کے بعد کل کلام اللہ حفظ کیا
تاریخ شروع حفظ سنقرئک فلا تنسی اور تاریخ اتمام لوح محفوظ ہے۔ خط
نسخ لکھنے مین اسکو کمال قدرت تھی۔ شاہزادگی مین ایک قرآن اپنے ہاتھ سے لکھکر مکہ
معظمہ بھجوایا اور ایام شاہی مین دوسرا قرآن شریف لکھکر مدینہ منورہ مین بھجوایا جنکی جدول
اور لوح اور جلد مین سات ہزار روپیہ خرچ کیا سوا ان دو قرآنون کے پنج سورہ اور
سور قرآنی لکھین وہ خط نستعلیق اور شکستہ بھی خوب لکھتا تھا قطعے لکھا کرتا تھا اور
بعض اوقات بادشاہزادون اور امراء کو خطوط اور فرمان و رقعات اپنے ہاتھ سے لکھتا تھا
کوئی دن ایسا نہ ہوتا ہوگا کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے دو چار سطرین نہ لکھتا ہوگا۔ اسکو
فارسی کی انشا پردازی مین ملکہ تھا اور نظم مین بھی مہارت رکھتا تھا۔ فارسی زبان بڑی
سلاست و ملاحت سے بولتا تھا ترکی چغتائی خوب جانتا تھا ان ہندوؤن سے جو فارسی
نہین جانتے تھے ہندی خوب بولتا تھا۔ شعر کے باب مین یہ آیت الشعراء

یتبعهم الغاوون سکے ذہن نشین تھی اسپر تمسک ہیکر وہ استماع شعر پر بمقدار توجہ نہین کرتا تھا اشعار مدح تو کیا سننا - ہان کسی شعر مین موعظت کا مضمون ہوتا تو اسکو سنتا -

نگرد بہر رضائے خدا لے عزوجل ✦ نہ چشم سوئے غزال و نہ گوش سوئے غزل

اسنے ملک الشعراء کا عہدہ تخفیف کردیا مگر موزون طبع و عالی دماغ شاعرون سے دربار خالی نہ تھا بعض دفعہ ایسے شعر اور قصیدے شعراء لکھکر لاتے کہ بادشاہ سلامت کو سر دھنا ہی پڑتا مگر جب شاعر پڑھ چکتے تو انکو ارشاد ہوتا کہ آیندہ ایسے بے سود کام مین اپنی اوقات ضائع نہ کرین جن مورخون نے یہ لکھا ہے کہ اسنے شعر کہنے اور پڑھنے کی ممانعت کی وہ مبالغہ ہے - اسکی خود رقعات عالمگیری مین استادون کے شعر لکھے ہین بعض وقت وہ خود شعر کہتا چنانچہ اسکا یہ شعر مشہور ہے بیت -

غم عالم فراوان است و من یک غنچہ دل دارم ✦ چسان در شیشہ ساعت کنم ریگ بیابان را

وہ اپنی بیٹون کو بیاضون مین اشعار لکھاتا تھا - علم نجوم و رمل وغیرہ کو اپنے مذہب کے موافق باطل جانتا تھا - اسلئے اسکے عہد مین نجومیون کا ستارا اور رمالون کا بھی پاسہ پلٹ گیا - ہندوون کی رسوم کے موافق جو نجومیون سے کام کرنے کی ساعت پوچھی جاتی تھی وہ موقوف کردی - تقویمین جو پہلے دفتر مین کام آتی تھین انکو دفتر سے خارج کیا -

اولاد کی تعلیم

وہ اپنے اولاد کو قواعد و آداب سپاہ گری و علم صید و شکار و کمانداری و تفنگ اندازی تاریخ اور علوم دینی و دنیوی مین تعلیم کرتا اور حرم سرا مین تو لڑکیون کو بھی اکتساب عقائد حقہ دینیہ و احکام ضروریہ و تحصیل خط و سواد کی تعلیم کرتا تھا -

بادشاہ نے یہ منصفانہ حکم جاری کیا کہ اگر بادشاہ نے کوئی شرعی حق تلفی کی ہو تو اسپر عدالت مین گوشمالی کی جاوے اور اسلئے اسنے ساری ممالک کی کل عدالتون مین وکیل شرعی مقرر کیئے کہ وہ عدالت مین مقدمہ دائر کرکے شریعت کے موافق اسکی تحقیقات کرائین - غربا کو اتنی ہمت نہین ہوتی کہ وہ بادشاہ تک پہنچکر اپنی حق رسی کی داد فریاد کرین اسلئے یہ وکیل شرعی مقرر کیے کہ انکی معرفت یہ مقدمات دائر ہوا کرین یہ اسی بادشاہ کی عدالت تھی کہ اسنے

یہ جانشین رکھا کہ بادشاہ پر نالش ہوا کرے خلائق کی دادرسی اور رعایا و زیردستون کے
حال کی پژوہش کے لئے ہر روز بلا ناغہ دیوان عدالت مین اپنی اوقات کو صرف کرتا۔
میر عدل و میر داروغہ عدالت تعین کئے ہین کہ وہ متظلمون اور دادخواہون کو اپنی سامنے لائین
اور انکے مطالب و مقاصد کو عرض والا مین پہنچائین اور ایک معتمد کو تعین کیا ہے کہ متصدیان عدالت
جن ضعیفون کے عرض مدعا اور انجاح مطالب بہ سبب اغراض نفسانی کے تاخیر کرین تو مستغیث اس معتمد
کی طرف رجوع کر کے اپنی حقیقت حال کی عرائض سکو دین تا کہ وہ ان عرائض کو نظر شاہی کے
روبرو والے۔ بادشاہ ان عرائض کو خلوت مین پڑھتا ہے اور عرائض کے حاشیون پر مستغیثون کے
مطالب کا جواب اپنے ہاتھ سے لکھتا ہے مملکت کا نظم و نسق باوجود اس وسعت کے اور دولت
کی حفظ و حراست باوجود اس عظمت کے ایسے ہین کہ سوائے حدود و سیاسات شرعیہ کے
جنکا اجراء عہدہ دارون کو ناگزیر ہے کوئی اور سیاست نہین کر سکتا۔ کوئی شاہزادہ اور امیر و
امیرزادہ جو کسی ولایت و صوبہ مین منتظم مہام ہے اسکا مقدور نہین ہے کہ وہ بادشاہانہ
بازپرس اور قہر و عتاب کے سبب سے کسی کے قتل کی جرأت کر سکے جو جماعت کہ تعزیرات اور
عقوبات کی مستحق ہوتی ہے حکام و صوبہ دارون کی عرائض سے اور وقائع نگارون کے
نوشتون سے اسکی حقیقت حال پر بادشاہ کو اطلاع ہوتی ہے بادشاہ شریعت کے موافق
خود حکم سیاست صدور کرتا ہے تو مجرم قتل ہوتے ہین بادشاہ کی عدالت کے سامنے وضیع و شریف
و ادنے و اعلیٰ بازپرس و مواخذے کے لئے یکسان ہین۔ حدود شرعیہ کے اجراء مین اعیان و امرا
و اغنیاء و فقراء و بے نوا آپس مین متمیز نہین ہوتے جب کوئی عمائد شاہی مین سے مراتب خدمت
و مراسم عبودیت مین کسی فعل زشت کا مرتکب ہوتا ہے تو بحکم آئین شاہی قوانین قدیم مانند ہی اسکی گوشمالی
واجب ہوتی ہے اسکی جزاء تقصیر کے موافق تعزیر ہوتی ہے خدمت سے معزول ہوتا ہے یا رتبۂ عزت و اعتبار اس سے لیا جاتا ہے
یا منصب جاگیر سے برطرف کر دیا جاتا ہے اگر چند روز کے بعد اسکا جرم عفو کے قابل ہوتا ہے تو وہ فضل و کرم بخشایش و نوازش کا مورد بنایا جاتا ہے
کل بندہائے بادشاہی اس طرح تنبیہ سے متادب ہوتے ہین اسی طرح بندہا و ناہنجار کے اطوار و اخلاق کی تہذیب ہوتی ہے پادشاہ عفو تقصیر
مین [illegible] انتقام [illegible] پر عمل کرتا ہے۔ جو امرا اور سرداران بادشاہ سے برسر جنگ ہوئے

ان سب کے قصور معاف کر دیے۔ تمام تاریخ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسنے کیسی کیسی تقصیرات اور انکے
قصور معاف کر دیئے وہ سزا دینے مین نہایت متحمل و متامل تھا۔ حیا و شرم و مردمی اس قدر
اُس مین تھی کہ کبھی کلمہ رکیک زبان پر نہ لایا۔ کوئی بات کسی کے مُنہ پر ایسی نہین کہتا کہ جس سے دوسرا
آدمی شرمندہ ہوتا۔ یا اوسکی ہتک عزت کا باعث ہوتا اور اسکے حال کی تقبیح ہوتی۔ اگر
کسیکو زجر و ملامت کے کلمے لکھتا تو اسکے ساتھ لطف آمیز اور عنایت خیز فقرے بھی تحریر کرتا
پادشاہ عدل و داد ایسی کشادہ پیشانی و نرم خوئی سے کرتا کہ ہر روز دو تین دفعہ
استادہ ہو کر داد طلبون کو بلاتا وہ بے ممانعت بارگاہ معدلت مین جوق جوق آتے
اور پادشاہ کی عنایت توجہ کے سبب سے بغیر کسی خوف و ہراس و ہیبت و دہشت کے اپنا
عرض مطالب کرتے اور اپنا انصاف پاتے۔ اگر وہ اپنے بیان کو بہت بڑھاتے اور خارجی
باتین بہت بناتے اور مبالغہ کرتے تو پادشاہ ملال و داغ جبین پہ چین نہین ہوتا۔ بارہا
بار یاروں نے حضور سے عرض کیا کہ ایسے مستغیثون کو جسارت نہین دینی چاہیے تو فرمایا کہ ایسے
کلمات کے سننے سے اور ایسے امور کی امثال کے واقع ہونے سے ہمارے نفس کو ملکہ تحمل
حاصل ہوتا ہے۔

حزم سے مراد ہماری اس صفت سے ہے جسکے سبب سے آدمی اور آدمیون پر بے جا اعتبار
نہین کرتا۔ اورنگزیب نے جو باپ سے سلوک کیا تھا اسکو وہ زندگی بھر مین ایک لمحہ بھی نہین بھولا
اسکو حزم و احتیاط کے سبب یہ اندیشہ رہا کہ کہین میری اولاد بھی میرا حال وہی نہ کرے جو
مین نے باپ کا کیا اسلئے وہ سارا اختیار اپنے ہاتھ مین رکھتا ہمیشہ اپنے افسرون کو ایک مقام
سے دوسرے مقام مین بدلتا رہتا کہ وہ ایک جگہ اپنی اقامت کے سبب سے اپنا تعلق ایسا نہ
پیدا کر لین کہ پھر اسکا توڑنا مشکل پڑے۔ سب سے زیادہ وہ اپنے بیٹون کے حال احوال چال ڈھال
سے بڑی ایسی احتیاط کرتا۔ انکے ہمرہ خفیہ نویس اور جاسوس انکے پیچھے لگائے رکھتا جب
انکو فوج کے ساتھ روانہ کرتا تو انکے ساتھ اتالیق مقرر کرتا ان کے سب کامون کو اپنی قابو
مین رکھتا مگر اسکے ساتھ ہی اپنے رقعات نصیحت آمیز اور شفقت انگیز تحائف کے ساتھ بھیجتا۔

بیٹوں میں شاہزادہ معظم کو قید کیا اور قید سے چھوڑا تو کابل کی صوبہ داری پر اپنے سے
بہت دور پھینکا۔ ذوالفقار کی تحریر سے بادشاہزادہ کام بخش سے آشفتہ خاطر ہوا مگر
اُسنے اُسکا دل بہت جلد صاف ہوگیا اپنے لاڈلے بیٹے مرزا اعظم شاہ کا اُسنے اسطرح امتحان
کیا کہ اسکو شکار میں ساتھ لے گیا اور اُسکے ساتھ کے آدمیوں کو راہ میں روکتا گیا جب اُسکے
ساتھ آدمی نہ رہے تو اپنی بھری بندوق اسکے ہاتھ میں دی۔ پھر ایک خیمہ میں لیجا کر ایک عجیب و
غریب تلوار اسکو دکھائی جو خاندان میں بطور یادگار چلی آتی تھی۔ ننگی کرکے اسکے جوہر دکھائے
اُسنے خود گرمی کا بہانہ کرکے ننگا ہوگیا۔ غرض اس طرح خوب اسکا ... امتحان کرلیا اور اپنا
اعتبار اسکے دل میں بٹھا دیا۔ تو اُسکو رخصت کیا۔ مورخ لکھتے ہیں کہ بعد اس معاملہ کے
یہ شاہزادہ باپ سے ایسا ڈرتا تھا کہ جب اسکا خط آتا تو اسکا چہرہ زرد ہوجاتا ہے

بادشاہ کی جزئیات پر نظر

کوئی سرکار و صوبہ نہ تھا جسمیں سوانح نگار جابجا مقرر نہ ہوں وہ روز نامچہ لکھتے
تھے۔ اور یہ روزنامچے بادشاہ کی نظر سے گذرتے تھے۔ وہ جزئیات اور کلیات آئین
طور و طریقہ صوبہ داروں اور حکام و عمال کے ادنے سے اعلے تک بالکل حضور میں بھیجتے
تھے اور عدالت کے موافق وہ اپنی حسن عمل کے پاداش اور سوء کردار کے کیفر پاتے
ان واقعہ نویسوں کے سوا ایک معتمد خفیہ مقرر تھا۔ یہ سوانح و حقائق ملک دوسرے شخص کی
اطلاع بغیر لکھتا۔ اگر واقعہ نگار اپنی کسی غرض کے سبب سے بعض امور کی نگارش میں نفس الامر
سے تجاوز کرتا تو معتمد مذکور کے نوشتے سے اصل حقیقت حال کھلجاتی۔ اس طرح کسی اہلکار
کی بدوضعی اور بدکرداری چھپ نہیں سکتی تھی۔ شاید کوئی خیال کرے کہ بادشاہ کو ایسی
جزئیات کی طرف متوجہ ہونا اسکو کلیات پر نظر کرنے سے محروم کرتا ہوگا۔ مگر اس بادشاہ
کا یہ جوہر ہمیشہ زمانہ کو تعجب و حیرت دلائیگا کہ اسکی نظر جیسی جزئیات پر تھی ایسی ہی
اعاظم امور ملکی اور کلیات مہمات پر توجہ تھی وہ جزئیات کی تہ پر ایسا جھٹ پٹ
پہنچ جاتا تھا کہ اسکو کچھ توجہ ہی کرنی نہیں پڑتی تھی۔ ہر سرکار اور صوبہ سے سوانح نگار
جو واقعات لکھ بھیجتے تھے انپر بے تکلف ہدایتیں لکھاتا چلا جاتا تھا۔ امرا اور شاہزا

اور سرداران کو معاملات ملکی کے باب کی تحریرات جو دبیران سلطنت پیش کرتے تھے اُنکی اصلاح
دیدیتا اور اپنی قلم سے کسی فقرہ کو لکھ دینا کچھ بات ہی اسکے نزدیک تھی۔

پادشاہ فنون رزم آزمائی و سپہ آرائی و مراتب لشکرکشی و جہان کشائی مین مہارت
رکھتا تھا حسن توکل و ثبات و استقلال ایسا تھا کہ اپنے اعوان و انصار کی قلت اور دشمنون
کی کثرت پر خیال نہ کرتا خدا کی عنایت کے بھروسہ پر اعتماد کرتا خواہ دشمنون کا کیسا ہی
ہجوم ہو وہ میدان رزم و عرصہ کارزار سے مُنہ پھیرنا نہین جانتا تھا بہت دفعہ
ایسا اتفاق ہوا کہ اسکے لشکر کی جمعیت پراگندہ ہوگئی اور تھوڑے آدمی اُس پاس رہ
گئے اور دشمنون کی افواج جمعیت و شوکت سے ہنگامہ آرائی کارزار ہوئی مگر اُس
پادشاہ خصم افگن و دشمن شکن نے استقامت و پائداری ایسی اختیار کی کہ کوہ کی طرح
سیلاب لشکر انبوہ سے اپنی جگہ سے نہ ہلا حسن صبر و ثبات و نیروے ہمت و پر دلی سے رایت غلبہ
استیلاء کو بلند کیا اور مظفر و منصور ہوا۔ یہ اسکی عادت مین داخل ہے کہ رزم و جنگ مین
جب نماز کا وقت آتا ہے تو وہ اپنی سواری سے اُترکر طمانیت سے اسکو پڑھتا ہے پادشاہ
کا لشکر بلخ مین تھا اور عبدالعزیز خان سے مقابلہ آراے صف کارزار ہوا اور بلخ کی فوج
نے جو مور و مار سے زیادہ تھی لشکر شاہی کو حلقہ مین کرلیا عین ہنگامہ پیکار کی گرمی
مین ظہر کی نماز کا وقت آیا باوجودیکہ بندہاے ظاہر بین نے منع کیا مگر
وہ گھوڑے سے اُترا اور جماعت کا صف آرا ہوا اور فرض و سنت و نوافل کو کمال اطمینان
سے ادا کیا۔ عبدالعزیز خان نے جب یہ خبر شجاعت اثر سنی تو وہ اس استقلال پر ایسا
متحیر ہوا کہ اُسنے جنگ سے ہاتھ اُٹھایا اور زبان سے کہا کہ با چنین کسی در افتادن
برافتادن است من استانس باللہ لم یستوحش من غیر اللہ۔ جو شخص خدا سے مانوس ہوا
وہ غیر اللہ سے موحش نہین ہوتا یہ ایک سعادت خداداد اسمین تھی کہ نا ملائم امور کے
وقوع سے اسکے چہرہ احوال پر ملال نہ ظاہر ہوتا اور سوانح مسرت بخش اور حصول
مقاصد سے اسکے چہرہ سے فرح و انبساط کے آثار نہین ظاہر ہوتے۔ چنانچہ محاربات عظیمہ مین

جب اسکو فتوح ہوتین اور امرا اسکو مبارکباد دینے آتے تو وہ اسپر کچھ توجہ نہین کرتا اور
وہ شگفتگی جو اس قسم کی فتوحات سے چہرہ پر ظاہر ہونی چاہیئے وہ نہ ظاہر ہوتی۔ حاصل یہ
اوقات شدت و رخا و رنج و راحت و اندوہ شادی مین اسکا حال ایک وتیرہ پر رہتا
امور مرغوبہ کی وقوع پر منعم حقیقی کا شکر و سپاس بجالاتا۔ اور مکروہات پر صبر و سکون و ثبات
نفس فرماتا۔ بشاشت و انبساط مین اسکا خندہ حد تبسم سے نہین گذرتا اور قہر و شورش جبلی
کے وقت سوائے چین بجبین ہونے کے زیادہ عتاب کرتا۔

اسکی تاریخ کو اول سے آخر تک پڑھیے تو معلوم نہین ہوتا کہ خدا نے اسکو کیا استقلال دیا تھا
کہ کبھی اپنی جگہ سے نہ ہلا اور ارادہ سے نہ ٹلا۔ چودہ برس کی عمر مین جب ہاتھی نے اپنی سونڈ
سے اسپر کمند ڈالی تو اسنے اپنے گھوڑے ہی ایسا بیل بند ڈالا کہ فیل کو مات کیا جب شاہجہان نے
کہا کہ بیٹا ایسی جگہہ اڑا نہین کرتے ہٹ جاتے ہین تو اس وقت بیٹے نے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ
غلام کو خدا نے ہٹنے کے لئے نہین پیدا کیا۔

اکیاسی برس کی عمر مین اسکی ہمت و استقلال کو دیکھیے کہ قلعون کے فتح کرنے کا اور دشمنون کے شکار
کرنے کا شوق ان پہاڑون مین پیدا ہوا جنکی راہین کاٹنا پہاڑ کاٹنے سے زیادہ مشکل ہے پھر
انہین خیمون کے اندر گرمی اور برسات کے دنون کا کاٹنا۔ کبھی فقط آسمان ہی کے شامیانے
کے نیچے رات بسر کرنا اور اپنے شاہانہ مکانون اور آرامگاہون کا چھوڑنا اور پھر دشمنون
سے سینہ بسینہ لڑنا۔ چالین چلنا اور ہر روز فوج کشی کرنا اس صاحب کمال بادشاہ کا کام تھا
ان کوچون اور مہمون مین جو اس پیرانہ سالی مین اسنے بے تکان و بے تکلف اٹھائین وہ اچھے
جوان اور طاقتور سپاہیون سے نہین اٹھ سکتین جن برساتون مین وہ ان گرم ملکون مین رہا
انہین طوفانون نے کیا کیا تکلیفین اسکو پہنچائین جب وہ برسات مین کوچ کرتا تو دشوار گذار ندیون
اور غرقابوالی دیون اور دلدلی ریتون اور تنگ تاریک بار پاید راہون مین گذرنے سے
کیا دشوار یان پیش آتین ایسے مقامون مین اقامت کرنی پڑتی کہ جہان کھانے پینے کو
مشکل سے میسر ہوتا تھا اکثر حادثات ایسے واقع ہوئے کہ باربرداری کے سارے جانور

مشکلات کی جھیٹ ہوتے جنکے سبب سے فوج لنگڑی ہو جاتی خیمون کے اندر کوچ اور مقامون
مین گرمی کی شدت سے نہایت تکلیف ہوتی تھی۔ گرمی کا موسم پانی کی کمیابی۔ پیاس کی شدت
پانی کی قلت سمجھ لو کہ کیا مصیبت دکھاتی ہوگی ان سب آفتون پر ایک اور آفت وبا کی تھی۔
بعض اوقات وہ لشکر مین پھیل کر بادشاہی سپاہ پر ایسی دست اندازی وسفاکی کرتی تھی
کہ دشمنون کا مقدور نہ تھا کہ وہ کرتے وہ ہزارون کی جان کا کھلیان کرتی اور دشمنون کا بال
بیکا نہ کرتی۔ مگر واہ عالمگیر تیری اس استقلال پر قربان جائیے کہ آب وہوا قحط ووبا
سب نے تجھ پر وار کیے مگر تیری ہمت واستقلال نے سب کو ٹال دیا کوئی محنت تجھ کو
درماندہ کوئی مصیبت تجھکو افسردہ نہ کر سکی۔ ترس وبیم وخوف وہراس تیرے آس پاس ہو کر
نہ گذری۔ ان مصائب کے اوقات مین کوئی کارخانہ ایسا نہ تھا کہ جسپر اسکی توجہ نہ تھی۔ کوئی
حصہ سپاہ کا اسکے حکم بغیر قدم نہین اٹھا سکتا تھا جس وقت کسی فوج کے کوچ کا حکم دیتا
تو ضرور اسکی منزلین اور سفر کی ہدایتین بھی خود لکھ کر یا لکھوا کر بھیجتا۔ اپنے افسرون سے
قلعون کے نقشے منگاتا اور انکے وہ مقامات بتلاتا جہان وہ حملہ کر کے فتح پاتے۔ دکن
مین بیٹھا تھا۔ مگر اتر پچھم پورب کی خبر رکھتا تھا وہان کے حاکمون کے نام خطوط لکھتا اور
فرمان جاری کرتا۔ پٹھانون کو ناہموار ملکون مین سڑکون کے بنانے کے نقشے بتلاتا۔
ملتان اور آگرہ کے فسادون کے مٹانے کی اور قندھار دوبارہ تسخیر کرنے کی تدابیر سوچ
سوچ کر بتلاتا۔

تقسیم اوقات

بادشاہ صبح صادق سے پہلے اٹھتا ہے اور وضو کر کے مسجد غسلخانہ مین جاتا ہے اور
وقت نماز کا انتظار کرتا ہے جب اسکا وقت آتا ہے تو نماز پڑھتا ہے۔ نماز کے بعد کلام
مجید کی تلاوت کرتا ہے اور ادعیہ ماثورہ واوراد ووظائف معہودہ جو اسکے حق پرستون
نے بتائے ہین پڑھتا ہے پھر وہ اپنی خلوت گاہ مین جو ایک نشیمن خاص ہے آتا ہے۔ اور
اپنی مقربون کو بلاتا ہے اور سریر معدلت وداد خواہی پر بیٹھتا ہے۔ عدالت کے منتظم داروغہ
دادخواہون کو لاتے ہین خواہ وہ اہل دار الخلافہ ومردم حضور ہون یا دور دست بلاد کے

وصوبون کے ستم رسیدہ ہون اور وہ اپنے وطنون اور مسکنون سے پادشاہ کے پاس عدالت کے لئے آئے ہون۔ غرض انکا استغاثہ وہ خود سنتا ہے۔ قضایا ء شرعیہ موافق شریعت کے فیصل کرتا ہے اور مراتب عرفیہ کی تنقیح وتشخیص موافق قوانین سلطنت کرتا ہے جنکا استغاثہ مسکینی وفقیری کا ہوتا ہے انکو خزانہ سے روپیہ دیا جاتا ہے بعد اسکے اکثر اوقات پادشاہ اپنے شبستان مین اور بعض اوقات منظر جھروکہ مین بیٹھتا ہے۔ جھروکہ درشن کے نیچے کے میدان مین ایک خلقت انبوہ ہر صنف وگروہ کی جمع ہوتی ہے۔ بے مانع ومزاحم پادشاہ کو دیکھتی ہے (اس درشن کو پادشاہ نے موقوف کردیا) اسی میدان مین پادشاہ لشکر کو دیکھتا ہے۔ جمعہ کو وہ جامع مسجد مین جاتا ہے تو قلعہ کے نیچے میدان مین بعض امرا اپنے تابینیون کا ملاحظہ کراتے ہین اور سرکار خاصہ کے فیلخانہ کے متصدی مست ہاتھیون کو جنکا دیوان خاص وعام مین لانا دشوار ہے پادشاہ کو جھروکہ کے نیچے دکھاتے ہین اور کبھی بعض ہاتھیون کو گھوڑون کے پیچھے دوڑاتے ہین تاکہ میدان جنگ مین گھوڑون اور سوارون پر دوڑنے کی مشق ہو۔ کبھی پادشاہ ہاتھیون کی کشتی بھی دیکھتا ہے۔ غرض اس جلوہ گاہ مین دو گھڑی اور کبھی اس سے بھی کم بیٹھتا ہے اور یہان سے اٹھکر ایوان چہل ستون خاص وعام کے جھروکہ مین بیٹھتا ہے اور اس مین امور عظیم ملکی وکلیات مہمات مالی مین مشغول ہوتا ہے اور بخشیان عظام کی وساطت سے امراء ومنصبدارون کے لئے مراتب معاملات اور مہام عرض کئے جاتے ہین اور ایک جماعت تو اپنی خدمات شائستہ اضافہ مناصب وعطایا اور مراتب سے کامیاب ہوتی ہے یا بعض آدمی انکی بندگی سے تازہ سربلندی پاتے ہین اور رسم تسلیم کی تقدیم کرتے ہین ایک گروہ صوبون اور بیرونی خدمتون پر تعین ہوتا ہے خلعت پاتے ہین اور رخصت ہوتے ہین اور دولت خدمت اور اضافہ منصب کے امیدوار روبرو ہوتے ہین اور اپنی شائستگی کے موافق اپنے مطالب پر فائز ہوتے ہین گروہ برقنداز جو عبارت سوار تفنگچیون سے ہے۔ خواہ منصبدار خواہ احدی اور فرقہ احدیان تیر انداز کوستا سیر ترکش وبخشی احدیون کے موقف عرض مین پہنچتے ہین اور پادشاہ انکو دیکھتا ہے اور مقربان بارگاہ

اور امیران درگاہ کے وسیلہ سے صوبہ دارون کی اور ہر صوبہ و سرکار کے متصدیون کی
عرائض اور انکی پیشکشین محل عرض مین آتی ہین۔ خدمت عرض مکرر کا متصدی احکام
شاہی جو دربابِ منصب و جاگیر و مراتب مہمات اور اقسام معاملات مین صدور ہوتے
ہین مکرر عرض کرتا ہی اور ہر روز اختہ بیگی کچھ گھوڑے و ہاتھیون کا داروغہ کچھ ہاتھی
آراستہ کرکے روبرو کرتا ہے اگر کوئی گھوڑا یا ہاتھی زبون اور لاغر ہوتا ہے تو انکے
متکفل معرض عتاب و باز خواست مین آتے ہین اسپان داغی اور تابینیون و منصبداران
کو داروغہ داغ و تصحیحہ دکھاتا ہے اگر کوئی گھوڑا اور سوار نظر مین زبون معلوم ہوتا ہی
تو اسکو رد کرتا ہے تابین بابتی معرض عتاب مین آتا ہے اس ایوان مین غرض کلیات
امور و عظائم مطالب جمہور کا انتظام ہوتا ہے چار پانچ گھڑی اس کام مین بادشاہ
مشغول رہتا ہے دوپہر سے پہلے بادشاہ اس ایوان سے اٹھکر خاص غسلخانہ مین
جاتا ہی یہان دوپہر تک رہتا ہے اکثر اعیان دولت و ارکان سلطنت و متصدیان
مہمات اور اہل خدمات اور ایک گروہ گرز برداروں کا اور اہل خاص چوکی اور ایک
جماعت چیلون اور قورچیون کی اور ان آدمیون کی جنکا ہونا ضروری ہی شرف بار
پاتے ہین اور دیوانیان عظام اور بخشیان ممالک سا نظام و متصدیان مہام تمام
کارخانجات کے داروغے اور اور ارباب خدمات جنکو عرض کی اجازت ہوتی
ہی مطالب مہمات کلی و جزوی نوبت بنوبت معروض کرتے ہین اور انکے جواب بادشاہ
ارشاد کرتا ہے صدر الصدور اہل استحقاق و نیازمندون کو جوق جوق بادشاہ کی
نظر کے سامنے لاتا ہے اور انکے احوال کو عرض کرتا ہی اور یہ گروہ اپنے نصیبے کے موافق
تعیین وظائف اور عطائے اراضی مدد معاش اور انعام نقود سے کامیاب ہوتے اور صوبہ داران
اور حکام اطراف کی عرائض اس محفل باریافتگان قرب کی وساطت سے بادشاہ کی
نظر سے گذرتین بعضکو بادشاہ خود پڑھتا اور بعض کو اوروں سے سنتا جو شاہی
احکام ہوتے انکو دستور منشیون کو لکھنے کے لئے کہتا ان کے مسودے بادشاہ کی

نظر سے گذرتے وہ انکو اصلاح دیتا۔ جب مناشیر جلیل القدر لکھی جاتے تو دستور اعظم انکو
نظر سے پہلے گذرانتا بعض فرمانون پر وہ اپنے ہاتھ سے کچھ سطرین لکھ دیتا ہر صوبہ
سرکار کے جو سوانح نگار اطراف کے نوشتے بھیجتے پادشاہ انکو سنتا۔ بعض اوقات
جانوران شکاری باز و جرہ و شاہین و چرغ و بحری و یوزہ وغیرہ خوش بیگی و
قراول بیگی ملاحظہ کراتے بعض اوقات اصطبل سرکاری کے متصدی بعض بیری جہرہ
گھوڑون کو آراستہ کر کے ملاحظہ کراتے اور انکو صحن غسلخانہ مین جاباب سوار پھر لاتے
اسی مجلس مین داروغہ عدالت مستغیثون اور دادخواہون کو حاضر کرتا اور عرض احوال
و مطالب گذارش کرتا۔ پادشاہ انکی داد دہی کرتا۔ ایام ہفتہ مین سے چہارشنبہ کو
خاص عدالت کے لئے مقرر کیا تھا جسمین وہ دیوان خاص و عام مین نہین بیٹھتا۔ تمام
متصدیان عدالت و قاضی عساکر و مفتی و فضلاء و علماء و ارباب عمائم و شحنگان شہر
محفل مین غسلخانہ مین حاضر ہوتے اور پادشاہ تمام وقت عدل پروری و دادگستری مین
مصروف ہوتا۔ جن آدمیون کے یہان ضرورت نہ ہوتی وہ بار نہ پاتے دوپہر تک
پادشاہ ان شغلون مین مصروف رہتا پھر یہان سے اٹھکر محل مین جاتا اور وہان
قلیل کھانا کھاتا اور قیلولہ کرتا۔ ظہر کی نماز سے پہلے اٹھتا اور مسجد مین جاتا۔ دو
نفل پڑھتا اور جانماز پر بعد اسکے بیٹھا رہتا۔ تسبیح پڑھتا رہتا۔ جب نماز کا وقت آتا
تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا۔ پھر خلوت خانہ خاص مین جاتا اور عصر کے وقت
تک وہین رہتا۔ قرآن شریف کی تلاوت و کتابت کرتا اور مسائل دینی و مطالعہ
کتب اور عارفون کے رسالون کو پڑھتا۔ کبھی کبھی بڑے امیرون کو مصالح و مہمات
ضروریہ کیلئے بلا لیتا۔ وہ بعض دادخواہون کی اور مظلومون کی التماس کو سن
لیتا۔ انکا جواب دیتا۔ کبھی کبھی پادشاہ کے حرم سرا مین سے بیگمین آجاتین۔
اور مستورات محنت زدہ و بیوون و یتیمون کا حال عرض کرتین۔ ہر ایک اپنے
حال کے موافق عطاء شاہی سے کامیاب ہوتا جب عصر کی نماز کا وقت آتا

تو پھر غسلخانہ کی مسجد میں آتا بعض مہمات ملکی و دولت عرض ہوتیں اور صبح کے وقت کی طرح یہاں امرا کورنش بجالاتے۔ امرا و منصبداران کی چوکی ہوتی حاضر ہوتے۔ دستور کے موافق انکو قور دئیے جاتے۔ جب شام کے وقت موذن اذان دیتا تو بادشاہ سب کاموں کو چھوڑ کر اذان سنتا اور مسجد میں جاکر نماز پڑھتا اور دو گھڑی تک وظائف و اوراد میں گذارتا پھر نشیمن غسلخانہ میں آتا اور امور ملکی و مالی میں مشغول ہوتا۔ اس وقت وزیر اعظم مہمات کلیہ و جزئیہ دیوانی کو عرض کرتا۔ جواب احکام سنتا۔ جب چار پہر گھڑی رات جاتی اور عشا کی اذان ہوتی تو بادشاہ مسجد میں جاکر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا اور غسلخانہ سے اکثر آدمیوں کو رخصت کر دیتا۔ آرامگاہ خاص میں جاتا۔ روز پنجشنبہ کو دیوان خاص و عام میں اول روز کے دیوان پر اکتفا کرتا اور غسلخانہ کے دیوان آخر روز کو موقوف کرتا۔ اس دن بادشاہ اس وقت کو عبادت میں بسر کرتا اور وظائف پڑھتا۔ رات دن میں بادشاہ ایک پہر سے زیادہ نہ سوتا تھا۔ رات کو یاد الٰہی میں بسر کرتا تھا۔

اورنگ زیب کے رقعات بھی ایک دفتر دانش ہے۔ اسکے رقعوں میں احادیث و آیات قرآنی و اشعار اساتذہ قابل تحریر ہیں۔ اسکے مختلف نسخے قلمی اور مطبوعہ درس میں جاری ہیں اُسکے رقعوں کے تین مجموعے موجود ہیں انکے نام یہ ہیں کلمات طیبات جسکو اسکے میر منشی عنایت اللہ خان نے مرتب کیا۔ دوم رقائم کرائم جسکو دوسرے میر منشی نے ترتیب دی۔ تیسرے دستور العمل آگاہی جو اسکے مرنے سے ۱۰۳ برس بعد مرتب ہوا پہلے دو مجموعے اسکے خود ہاتھ کے لکھے ہوئے مسودے تھے جو اسنے میر منشیوں کو نقل کے لئے دئیے تھے۔ تیسرا مجموعہ بھی اس قسم کا تھا اسمیں نہ ترتیب اور تاریخ کا پتا نہ تھا۔ اور اختصار کے باعث اور ان مضمونوں کی ناآشنائی کی وجہ سے جنپر اشارے اوکنایے کئے گئے تھے وہ مبہم ہوگیا ہے۔ آداب عالمگیری میں قابل خان نے بہت سے مکتوبات اورنگ کے جمع کئے ہیں اور ایسی ہی مکتوبات عالمگیری کا حال ہے اسکے زمانہ کی عمدہ تصنیف یادگار روزگار فتاوی عالمگیری ہے جسکا بیان اوپر کیا گیا۔

تصنیفات اورنگ زیب اور اسکے عہد کی تصنیفات

تاریخ نویسی کی ممانعت

پہلے دستور یہ تھا کہ مورخ پادشاہون کی تاریخین اور روزنامچے لکھا کرتے تھے۔ چنانچہ اس
پادشاہ کے عہد مین بھی منشی محمد کاظم بن محمد امین نے عالمگیر نامہ لکھا جسمین دس سال کی سلطنت
کا حال بتفصیل لکھا ہے اور یہی معتبر تاریخ سلطنت دہ سالہ کی ہے۔ مگر پادشاہ نے اس کے
بعد اپنے زمانہ کی لکھنے کی سخت ممانعت کردی کہ کوئی شخص نہ لکھے اب اسکا سبب مآثر عالمگیری
مین تو یہ لکھا ہے کہ پادشاہ بنابر باطن کی تائیں کو آشکار ظاہر کے اظہار پر مقدم جانتا تھا۔
اسلیئے اسنے اپنی عہد سلطنت کی تاریخ نویسی کی ممانعت کردی۔ کوئی سبب اسکا یہ بیان کرتا ہے
کہ عالمگیر ایک معجون مرکب شجاعت و فطنت و عناد و عصبیت کا تھا۔ شجاعت اور فطنت
کے سبب سے تو اسسے وہ کام صادر ہوتے تھے جو پادشاہان عالی مقدار کو شایان ہین
مگر عناد و عصبیت کی وجہ سے وہ افعال ظہور مین آتے تھے جو عظیم الشان پادشاہون کو
زیبا نہین ہین اسلیئے اسنے عقلمندی سے تاریخ لکھنی بند کردی کہ اسکے یہ کام زمانہ کے
یادگار نہ رہین مگر باوجود اس ممانعت کے اسکی سلطنت کے حالات مین پندرہ تاریخین
لکھی گیئن جنمین سے ایک خافی خان کی تاریخ ہے جو اہل یورپ کے ہاتھ مین اورنگ زیب کی
بدکاریان بیان کرنے کے لیئے دستاویز ہے۔

ہمیشہ سے سنی و شیعون کے درمیان معاندت و مخالفت چلی آتی ہے جسکے سبب سے وہ ایک دوسرے
کی نیکیون کو نہین دیکھ سکتے۔ یا انکو وہ نیکیان دکھائی نہین دیتین۔ غرض دونو فریق ایک
دوسرے کے حالات کو معاندت کی نظر سے دیکھتے ہین نیکیون کے بیان کرنے مین کند زبان
ہین اور بدیان کھود کھود کر نکالتے ہین۔ ان دونو فریق کے طرز تحریر مین یہ فرق ہے کہ
اہل سنت کی تحریر مین تقیہ نہین ہوگا اور شیعون کی تحریر مین تقیہ ہوگا۔ خافی خان شیعہ ہے
اسکی تحریر عجب تقیہ آمیز ہے اسکی تاریخ کوئی بغور پڑھے تو کسی مغلیہ پادشاہ کی نسبت
نیک خیالات پیدا نہ ہون وہ انکے نیک کامون کی تعریف کرکے ایک بات ایسی لکھدیگا
جسسے وہ نیکیان خاک مین ملجاتی ہین اگر کسی پادشاہ نے کوئی اچھا قانون جاری کیا
تو اسکو لکھکر تعریف کریگا مگر یہ لکھے گا کہ وہ عمل مین نہین آیا۔ اورنگ زیب نے بہت سے محصول

سعادت کئے۔ بلکہ دار الخلافہ میں اور اسکے گرد انکی تعمیل ہوئی اور باقی اور مقاموں میں ان کے
سبب سے زیادہ ظلم وستم ہونے لگا وہ ایسا متعصب شیعہ ہے کہ ایک جگہ لکھتا ہے کہ ایران
کے صفوی خاندان کے پادشاہ جو دائم الخمر رہتے تھے انہوں نے بھی دشمنوں سے وہ سلوک
نہیں کیا جو اس پادشاہ دیندار اورنگ زیب نے اپنے بھائیوں اور بیٹوں کے ساتھ سلوک
کیا۔ وہ طعن و تشنیع و تبرا کرنے میں ایسا کمال رکھتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فرانسیسی زبان
پڑھا ہوا ہے جسمیں ایسے مضامین بڑی لطافت و ظرافت سے ادا کیے جاتے ہیں یہ فرانسیسی طرز
اوسنے اپنی فارسی زبان میں خرچ کی ہے ۔

مملکت جسپر پادشاہ بلا واسطہ سلطنت کرتا تھا اسکی شمالی سرحد ازبکوں کی
سلطنت تک یعنی خیوا و بخارا کے خانات تک تھی جنوب میں اسکی سرحد وہی تھی جو
اب برٹش گورنمنٹ کے احاطہ بمبئی اور مدراس کی ہے۔ مشرق میں پوری تک جو اڑیسہ میں
ہے اور مغرب میں سومنات تک جو گجرات میں ہے۔

اس زمانہ میں انگریزی تاریخوں میں اور اخباروں میں بڑی بحثیں اس بات پر ہوتی ہیں کہ
رعایا سے محصولات برٹش گورنمنٹ میں زیادہ کیے جاتے ہیں یا سلطنت اسلامیہ میں لیے
جاتے تھے اس میں انگریزی محققین تمام حسابوں کو لگا کے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ سلطنت اسلامیہ
میں رعایا کی گردن پر محصولات کا زیادہ بار تھا۔ برٹش گورنمنٹ سے محصول کم لینے والی
سلطنت ہندوستان میں اب تک نہیں ہوئی اسکے مخالفت میں یہ کہا جاتا ہے کہ سلطنت
اسلامیہ جو رعایا سے محصول لیتی تھی کنوئے سے پانی نکال کر کھیت اور باغ میں دیتی تھی
کسی دوسرے ملک کو لیجاتی تھی نہ اپنے خزانوں میں جوڑ کر رکھتی تھی۔ غرض یہ ایک بحث
ایسی طول طویل ہے جسکے موافق اور مخالف دلائل سے ہزاروں صفحوں کے منہ کالے ہوئے ہیں
میرے نزدیک مغربی اور مشرقی سلطنتوں کی آمدنی اور خرچوں کے طور اور طریقے سے جدا جدا
ہیں کہ انکا حساب لگا کے مقابلہ کرنا اور اسکا نتیجہ نکالنا محقق کی میلان طبع پر موقوف ہے۔
جو انگریز یہ نتیجہ نکالتے ہیں اسکے برعکس ہندوستانی اس تحقیق میں اب سلطنت اسلامیہ کے

محاصل سلطنت کے حساب مین دو دقتین پیش آتی ہین۔ اول سکون کی قیمت کی تشخیص مین دوم محاصل کی تفصیل مین کہ کس قدر یہ محاصل زمین کی جمع سے لیا جاتا تھا اور کتنا سائر ابواب سے وہ بالاجمال تو ہندوستانی اور انگریزی تواریخ مین تحریر ہین اور بالتفصیل دونوں کی تحقیق تشخیص کی گئی۔ سنہ ۱۵۹۴ سے سنہ ۱۷۰۷ تک روپیہ کی قیمت انگریزی سکون مین بحساب اوسط ۲ شلنگ اور ۳ پنس تحقیق ہوئی ہے جو ہندوستان کے ایک روپیہ ۲ کی برابر ہے۔ جو روپیہ بہت گھس گھسا گیا ہو اسکی قیمت ایک روپیہ اور جو پورا وزن مین نیا روپیہ ہو وہ ایک روپیہ ۳ کا۔ اسمین کچھ اختلاف نہین ہے کہ پہلے حساب دام مین ہوتا تھا اور وہ روپیہ کا ایک چالیسوان حصہ یعنی ۴۰ دام کا ایک روپیہ ہوتا تھا۔ غرض اس حساب سے تحصیل مالگزاری کی تفصیل یہ ہے اس روپیہ کی قیمت وہ سمجھنی چاہیئے جو اوپر بیان ہو چکی

نام پادشاه	سنہ	روپیہ	سند
اکبر	سنہ ۱۵۹۴	۱۸۶۴۰۰۰۰۰	ابو الفضل۔
"	سنہ ۱۶۰۵	۱۹۶۳۰۰۰۰۰	ڈی لائیٹ
جہانگیر	سنہ ۱۶۲۷	۱۹۶۸۰۰۰۰۰	پادشاہ نامہ
شاہجہان	سنہ ۱۶۲۸	۱۸۷۵۰۰۰۰۰	محمد شریف
"	سنہ ۱۶۴۸	۲۴۷۵۰۰۰۰۰	پادشاہ نامہ
"	سنہ ۱۶۵۵	۳۰۰۸۰۰۰۰۰	سرکاری نقشہ
اورنگزیب	سنہ ۱۶۶۰	۲۵۴۱۰۰۰۰۰	برنیر
"	سنہ ۱۶۶۶	۲۶۰۷۰۰۰۰۰	تھیونوٹ
"	سنہ ۱۶۶۷	۳۰۸۵۰۰۰۰۰	بختاورخان
"	"	۴۰۱۰۰۰۰۰۰	نقشہ جات سرکاری
"	سنہ ۱۶۹۷	۴۳۵۵۰۰۰۰۰	منکی
"	سنہ ۱۷۰۷	۳۳۹۵۰۰۰۰۰	رومیو سیو

ان دو آخر ستونوں کی تفصیل صوبہ وار یہ ہے۔

ملک کی جمع (یعنی زمین کی پیداوار سے آمدنی جو بادشاہ کو دی جائے) سنہ ۱۵۹۷ء			زمین کی جمع سنہ ۱۷۰۷ء		
نمبر	نام صوبہ	آمدنی روپیہ	نمبر	نام صوبہ	آمدنی روپیہ
۱	دہلی	۱۲۵۵۰۰۰۰	۱	دہلی	۳۰۵۴۸۷۵۳
۲	اگرہ	۲۲۲۰۳۵۵۰	۲	آگرہ	۲۸۶۶۹۰۰۳
۳	لاہور	۲۳۳۰۵۰۰۰	۳	اجمیر	۱۶۳۰۸۶۳۴
۴	اجمیر	۲۱۹۰۰۰۰۰	۴	الہ آباد	۱۱۴۱۳۵۸۱
۵	گجرات	۲۳۳۹۵۰۰۰	۵	پنجاب	۲۰۶۵۳۳۰۲
۶	مالوہ	۹۹۰۶۲۵۰۵	۶	اودھ	۸۰۵۸۱۹۵
۷	بہار	۱۲۱۵۰۰۰۰	۷	ملتان	۵۳۶۱۰۷۴
۸	ملتان	۵۰۲۵۰۰۰	۸	گجرات	۱۵۱۹۶۲۲۸
۹	ٹھٹہ (سندھ)	۶۰۰۲۰۰۰	۹	بہار	۱۰۱۷۹۰۲۵
۱۰	مکہ	۲۴۰۰۰۰۰	۱۰	سندھ	۲۲۹۵۴۲۰
۱۱	اڑیسہ	۵۷۰۷۵۰۰	۱۱	دولت آباد	۲۵۸۷۳۶۲۷
۱۲	الہ آباد	۷۷۳۸۰۰۰	۱۲	مالوہ	۱۰۰۰۹۷۵۴
۱۳	دکن	۱۶۲۰۴۷۵۰	۱۳	برار	۱۵۳۵۰۶۰۲۵
۱۴	برار	۱۵۸۰۷۵۰۰	۱۴	خاندیس	۱۱۲۱۵۷۵۰
۱۵	خاندیس	۱۱۱۰۵۰۰۰	۱۵	بیدر	۹۳۲۴۳۵۹
۱۶	بگلانہ	۶۸۸۵۰۰۰	۱۶	بنگال	۱۳۱۱۵۹۰۶
۱۷	تندی (زمانیدر)	۷۲۰۰۰۰۰	۱۷	اڑیسہ	۳۵۷۰۵۰۰
۱۸	بنگال	۴۰۰۰۰۰۰۰	۱۸	حیدرآباد	۲۷۸۳۴۰۰۰

نام صوبہ	آمدنی روپیہ	نام صوبہ	آمدنی روپیہ
۱۹ اجین	۲۰۰۰۰۰۰	۱۹ بیجاپور	۲۶۹۵۷۶۲۵
۴۰ راج محال	۱۰۰۵۰۰۰	میزان کل	۲۹۲۰۲۳۱۳۱۴۷
۲۱ بیجاپور	۵۰۰۰۰۰۰	۲۰ کاشمیر	۵۷۴۷۷۳۴
۲۲ گولکنڈہ	۵۰۰۰۰۰۰	۲۱ کابل	۴۰۲۵۹۸۳
میزان کل	۳۷۹۵۳۴۵۵۲	میزان کل	۳۰۱۷۹۶۸۶۴
۲۳ کاشمیر	۳۵۰۵۰۰۰		
۲۴ کابل	۳۲۰۷۲۵۰		
میزان کل	۳۸۶۲۴۶۸۰۲		

ان رقموں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کی آمدنی کی ترقی تھی ۱۶۵۵ سنہ میں افزائش جمع کی وجہ ممالک دکن کی آمدنی تھی اور ۱۶۶۰ء اور سنہ میں آمدنی محاصل زمین کی کمی کی وجہ وہ فسادات ہیں جو ۱۶۵۸ء میں اورنگ زیب کی تخت نشینی کی بابت ہوئی اور بعد اسکے قحط ہوا اور دکن کی لڑائیوں کے نقصان ہیں جو اورنگ زیب کی موت سے پہلے ۱۷۰۷ء میں ہوئے۔

سلاطین مغلیہ کی آمدنی زمین کے نقشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بالاستقلال افزائش ہوتی رہی۔ اکبر کے آخر عہد میں انیس کروڑ کی آمدنی تھی اور اورنگ زیب کے عہد میں وہ چالیس کروڑ روپیہ کے قریب پہنچ گئی اس میں شبہ نہیں ہے کہ یہ آمدنی محاصل زمین کی پیداوار سے تھی اور اس آمدنی میں وہ خراج بھی داخل ہے جو سلاطین مغلیہ ۱۶۰۰ء میں انیس کروڑ اور ۱۷۰۰ء میں ۳۴ کروڑ کے قریب صاف زمین کا محصول لیتے تھے۔ بادشاہ اگرچہ کل زمین کا مالک تھا مگر وہ زمین کی پیداوار کا تہائی حصہ لیتا تھا۔ اکبر نے جو سررشتہ زراعت کا قائم کیا اور معاملہ کی بندوبست جدید کیا اور زمین کی پیمائش کی اور اسکے پیداوار کے موافق جمع شاہی مقرر کی یہی قوانین اورنگ زیب کے آخر زمانہ تک جاری تھے

مرآۃ عالم میں بختاور خان یا محمد بقا نے لکھا ہے کہ جمع ۹۲۴۱۷۱۶۰۸۲ دام تھی جس میں
سے ۱۵۱۳۸۱۹۷۲۷۱۰۱ دام خالصہ کے تھے یعنی خزانہ شاہی میں داخل ہوتے تھے اور باقی
۷۷۴۳۷۱۳۵۷ دام جاگیرداروں اور منصبداروں وغیرہ کو دیئے جاتے تھے۔
زمین کے محصول کی آمدنی کا حساب تو آسان ہی مگر سائر ابواب کے محصول کا حساب کرنا بہت
دشوار ہے اسلئے کہ یہ ابواب ہمیشہ بدلتے رہتے تھے۔ ۸۰ طرح کے جو محصول اکبر نے معاف
کر دیئے تھے جنکی تفصیل آئین اکبری میں لکھی ہے اور پہر اورنگزیب نے بہت سے محصول معاف
کیئے نئے مقرر کیئے۔ جزیہ پانچ فیصدی ہندوؤں پر اور زکاۃ ڈھائی فیصدی مسلمانوں
پر مقرر کی جسسے آمدنی بہت بڑھ گئی ہوگی ۱۶۸۵ء میں ۲۶ ہزار روپیہ جزیہ کا صرف شہر
برہان پور سے وصول ہوا مگر یہ امر نہایت مشتبہ ہی کہ یہ جزیہ اور زکاۃ وصول بھی کی گئی
امیر بڑی بڑی نذریں دیتے تھے اور بیش بہا خلعت پاتے تھے اسکا حساب بھی کچھ نہیں
ہوسکتا کہ بادشاہ کو ان نذروں کے لینے اور خلعت دینے میں کچھ بچتا تھا یا خرچ ہوتا
تھا۔ کل آمدنی کی تفصیل ہندوستانی تاریخوں میں نہیں ہی۔ مگر فرنگیوں نے قیاس سے
اناپ شناپ بیان کیا ہے۔ ولیم ہاکنس جو ۱۶۰۹ء سے ۱۶۱۲ء تک ہندوستان میں رہا وہ لکھتا ہے کہ
بادشاہ کی آمدنی پچاس کروڑ روپیہ سالانہ تھی کیٹرو بیان کرتا ہے کہ ۱۶۹۷ء میں بادشاہ کی
آمدنی فقط زمین کی پیداوار سے ساڑھے تینتالیس کروڑ روپیہ کی تھی اور اسکے علاوہ اور
آمدنیاں محصولوں کی تھیں۔ بندر سورت کے محصول کی آمدنی تیس لاکھ روپیہ اور ٹکسال
وغیرہ کی آمدنی گیارہ لاکھ روپیہ کی تھی۔ ڈاکٹر جیملی کیری جسنے اورنگزیب سے ۱۶۹۵ء
میں ملاقات کی وہ بیان کرتا ہے کہ بادشاہ کو اپنی موروثی ملک کی آمدنی اسی کروڑ
روپیہ کی ہی اس حساب سے سائر ابواب کی آمدنی زمین کی جمع سے بھی زیادہ تھی
ان بادشاہوں کی آمدنیاں ساری ایک ہاتھ میں آتی تھیں اور دوسرے ہاتھ میں خرچ
ہوجاتی تھیں۔ لاکھوں سپاہی تھے انکے افسروں اور منصبداروں اور جاگیرداروں
اور صدہا طرح کے ملازموں میں یہ آمدنیاں خرچ ہوتیں۔ اگر امیروں کی تنخواہوں کا

نام صوبہ	آمدنی روپیہ	نام صوبہ	آمدنی روپیہ
۱۹ اجین	۲۰۰۰۰۰۰۰	۱۹ بیجاپور	۲۶۹۵۷۶۲۵
۲۰ راج محال	۱۰۰۵۰۰۰۰	میزان کل	۲۹۲۰۲۳۱۴۷
۲۱ بیجاپور	۵۰۰۰۰۰۰۰	۲۰ کاشمیر	۵۷۴۷۷۳۴
۲۲ گولکنڈہ	۵۰۰۰۰۰۰۰	۲۱ کابل	۴۰۲۵۹۸۳
میزان کل	۳۷۹۵۳۴۵۵۲	میزان کل	۳۰۱۷۹۶۸۶۴
۲۳ کاشمیر	۳۵۰۵۰۰۰		
۲۴ کابل	۳۲۰۷۲۵۰		
میزان کل	۳۸۶۲۴۶۸۰۲		

ان رقموں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کی آمدنی کی ترقی تھی سنہ ۱۶۵۵ء میں افزائش
جمع کی وجہ ممالک دکن کی آمدنی تھی اور سنہ [illegible] میں آمدنی محاصل زمین کی
کمی کی وجہ وہ فسادات ہیں جو سنہ ۱۶۵۸ء میں اورنگ زیب کی تخت نشینی کی بابت
ہوئی اور بعد اسکے قحط ہوا اور دکن کی لڑائیوں کے نقصان ہیں جو اورنگ زیب کی موت
سے پہلے سنہ ۱۷۰۷ء میں ہو گئے۔

سلاطین مغلیہ کی آمدنی زمین کے نقشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بالاستقلال افزائش
ہوتی رہی۔ اکبر کے آخر عہد میں انیس کروڑ کی آمدنی تھی اور اورنگ زیب کے عہد میں وہ چالیس
کروڑ روپیہ کے قریب ہو گئی۔ اس میں شبہ نہیں ہے کہ یہ آمدنی محاصل زمین کی پیداوار سے
تھی اور اس آمدنی میں وہ خراج بھی داخل ہے جو سلاطین مغلیہ سنہ ۱۶۰۰ء میں انیس کروڑ
اور سنہ ۱۷۰۰ء میں ۳۴ کروڑ کے قریب صرف زمین کا محصول لیتے تھے۔ پادشاہ اگرچہ کل زمین کا
مالک تھا مگر وہ زمین کی پیداوار کا تہائی حصہ لیتا تھا۔ اکبر نے جو سررشتہ زراعت
کا قائم کیا اور معمولی بندوبست جدید کیا اور زمین کی پیمایش کی اور اسکے پیداوار
کے موافق جمع شاہی مقرر کی یہی قوانین اورنگ زیب کے آخر زمانہ تک جاری تھے

مرآۃ عالم مین بختاور خان یا محمد بقا نے لکھا ہے کہ جمع ۱۲۰۸۲۱۷۱۴۹۲۴ دام تھی جس مین
سے ۱۵۱۳۱۸۹۷۲۷۱ دام خالصہ کے تھے یعنی خزانہ شاہی مین داخل ہوتے تھے اور باقی
۱۰۵۷۴۳۷۳۱۵۷ دام جاگیردارون اور منصبدارون وغیرہ کو دیئے جاتے تھے۔
زمین کے محصول کی آمدنی کا حساب تو آسان ہے مگر سائر ابواب کے محصول کا حساب کرنا بہت
دشوار ہے اسلئے کہ یہ ابواب ہمیشہ بدلتے رہتے تھے۔ ۳۸ طرح کے جو محصول اکبر نے معاف
کردیئے تھے جنکی تفصیل آئین اکبری مین لکھی ہے اور پھر اورنگ زیب نے بہت سے محصول معاف
کیئے نئے مقرر کیئے۔ جزیہ پانچ فیصدی ہندوؤن پر اور زکاۃ ڈھائی فیصدی مسلمانون
پر مقرر کی جسسے آمدنی بہت بڑھ گئی ہوگی ۱۶۸۵ء مین ۲۶ ہزار روپیہ جزیہ کا صرف شہر
برہان پور سے وصول ہوا مگر یہ امر نہایت مشتبہ ہے کہ یہ جزیہ اور زکاۃ وصول بھی کی گئی
امیر بڑی بڑی نذرین دیتے تھے اور بیش بہا خلعت پاتے تھے اسکا حساب بھی کچھ نہین
ہوسکتا کہ بادشاہ کو ان نذرون کے لینے اور خلعت دینے مین کچھ بچتا تھا یا خرچ ہوتا
تھا۔ کل آمدنی کی تفصیل ہندوستانی تاریخون مین نہین ہے۔ مگر فرنگیون نے قیاس سے
اناپ سناپ بیان کیا ہے۔ ولیم ہاکنس جو ۱۶۰۹ء سے ۱۶۱۲ء تک ہندوستان مین رہا لکھتا ہے کہ
بادشاہ کی آمدنی پچاس کروڑ روپیہ سالانہ تھی کیتھ بیان کرتا ہے کہ ۱۶۹۱ء بادشاہ کی
آمدنی فقط زمین کی پیداوار سے ساڑھے تینتالیس کروڑ روپیہ کی تھی اور اسکے علاوہ اور
آمدنیان محصولون کی تھین۔ بندر سورت کے محصول کی آمدنی تیس لاکھ روپیہ اور نمک
وغیرہ کی آمدنی گیارہ لاکھ روپیہ کی تھی۔ ڈاکٹر جیملی کیری جسنے اورنگ زیب سے ۱۶۹۵ء
مین ملاقات کی وہ بیان کرتا ہے کہ بادشاہ کو اپنی موروثی ملک کی آمدنی اسی کروڑ
روپیہ کی ہے اس حساب سے سائر ابواب کی آمدنی زمین کی جمع سے بھی زیادہ تھی
ان بادشاہون کی آمدنیان ساری ایک ہاتھ مین آتی تھین اور دوسرے ہاتھ مین خرچ
ہوجاتی تھین۔ لاکھون سپاہی تھے انکے افسرون اور منصبدارون اور جاگیردارون
اور صدہا طرح کے ملازمون مین یہ آمدنیان خرچ ہوتین۔ اگر امیرون کی تنخواہون کا

حساب لگاؤ تو وہ کروڑوں روپیہ کا ہوگا۔ سلاطین مغلیہ میں شاہجہان کے خزانہ میں کبھی چھ کروڑ روپیہ سے زیادہ نہ جمع ہوا اور اورنگ زیب تیرہ لاکھ روپیہ خزانہ میں چھوڑ مرا سلاطین مغلیہ میں تیمور سے لے کر آخر تک کسی کو روپیہ جمع کرنے کا شوق نہیں ہوا۔ آمدنی خرچ برابر رکھتے تھے۔ اور طامس صاحب پادشاہوں کی آمدنی کا نقشہ یہ لکھتے ہیں۔

نمبر	نام پادشاہ	زمین کا محصول	کل آمدنی
۱	فیروز شاہ تغلق ۱۳۵۱ سے ۱۳۸۸	+	۶۸۵۰۰۰۰۰ روپیہ
۲	بابر ۱۵۲۶ سے ۱۵۳۰	۲۶۰۰۰۰۰۰	+
۳	اکبر ۱۵۹۳	+	۳۲۰۰۰۰۰۰۰
۴	اکبر ۱۵۹۴	۱۶۵۷۴۳۸۸	+
۵	اکبر ۱۶۰۵	۱۷۴۵۰۰۰۰۰	
۶	جہانگیر ۱۶۰۹ سے ۱۶۱۱		۵۰۰۰۰۰۰۰
۷	جہانگیر ۱۶۲۸	۱۷۵۰۰۰۰۰۰	+
۸	شاہجہاں کا اول زمانہ	۲۲۰۰۰۰۰۰۰	
۹	شاہجہاں کا پچھلا زمانہ	۳۶۰۰۰۰۰۰۰	
۱۰	اورنگ زیب	۳۸۷۱۹۰۰۰۰	۷۷۴۳۸۸۰۰۰

شہنشاہ عالمگیر

ہم نے عالمگیر کی خصائل کا بیان عالمگیر نامہ اور مآثر عالمگیری سے نقل کیا ہے جو بالکل سچا معلوم ہوتا ہے خافی خان کے بیان کو پایۂ اعتبار سے ساقط جانتا ہوں جس کا سبب میں نے اوپر بیان کر دیا ہے وہ لکھتا ہے۔

کہ اولاد تیمور میں بلکہ دہلی کے پادشاہان سلف میں بحسب ظاہر ایسا پادشاہ کہ عبادت و ریاضت و عدالت گستری میں ممتاز ہو۔ سکندر لودی پادشاہ کے بعد جس کی صفات حمیدہ جلد اول میں گذارش ہوئی ہیں کمتر دوسرا پادشاہ سریر آرا ہوا ہے وہ شجاعت

وبردباری ورای صائب مین بے نظیر تھا لیکن اس سبب سے کہ رعایت شرع کی پاسداری کرتا تھا۔ سیاست کو کام مین نہین لاتا تھا اور ملک کا بند وبست بے سیاست صورت نہین پکڑتا تھا اور امرا مین بسبب ہمچشمی کے نفاق تھا جو تدبیر و منصوبہ کام مین آتا کمتر پیش رفت ہوتا ہر مہم کو طول ہوتا اور آخر نہ ہوتی۔ باوجودیکہ نوّے برس کی عمر ہوئی مگر اسکے حواس خمسہ مین فرق نہین آیا سماعت مین خلل کچھ ہو گیا تھا مگر وہ دوسرے کو معلوم نہین ہوتا تھا شب اکثر بیداری عبادت مین بسر ہوتی۔ اکثر لذات جو لازم و ملزوم بشریت ہین انکو چھوڑ دیا تھا۔

اس مورخ کی یہ تعریف کرنی ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی کے حسن کی بڑی تعریف کرے اور بعد اسکے تلوار سے گلا کاٹ ڈالے۔ یہ جو اُسنے لکھا ہے کہ وہ سیاست نہین کرتا تھا اسلئے اسکے کام ادھورے رہتے تھے بالکل غلط ہے۔ کیا اُسنے گولکنڈہ و بیجاپور کو نہین فتح کیا ؟ کیا اسنے بگڑے ہوئے راجپوتون کو اپنے عہد مین دبائے نہین رکھا ؟ مرہٹون کو ایکدفعہ کیا اُسنے ستیاناس نہین کر دیا ؟ اگر وہ زندہ رہتا تو کیا مرہٹون کا سر نہ کچلتا۔ آسام کے راجہ سے کیا اُسنے پیشکش نہین لی اور اسکے ملک کا حصّہ نہین لیا اسکے بعد جو سلطنت مین خرابی پھیلی اسکا سبب یہ تھا کہ وہ سلطنت کو ایسا وسیع کر گیا تھا کہ کوئی اسی جیسا جابر شخص ہوتا تو اسکو سنبھالتا۔ ہم اسکے خیالات جو بادشاہ کے فرائض کے اور اولاد کی تعلیم و تربیت تعلیم کے باب مین تھی۔ ڈاکٹر برنیر کے سیاحت نامہ کے ترجمہ سے اصل سے مقابلہ کر کے لکھتے ہین۔

اپنے تیسرے بیٹے اکبر کو ولیعہد بنانا چاہتا تھا اسکے واسطے اتالیق مقرر کرنے کیلئے اپنی ارکین سلطنت اور علماء کو جمع کیا اور انکے سامنے اپنی بڑی آرزو یہ ظاہر کی کہ مین اس نوعمر لڑکے کی تعلیم و تربیت ایسی چاہتا ہون کہ وہ بڑا لائق فائق ہو۔ بادشاہ سے زیادہ کوئی اس امر کو نہین جانتا تھا کہ یہ امر ضروری ہے کہ شاہزادون کے دلون مین وہ مخازن مفید علوم کے ہون جنسے وہ قومون پر حکمرانی اور فرمان روائی کے قابل ہون۔

اسکا قول ہے کہ جیسے وہ بلند مرتبگی اور قدرت مین اورون پر فضیلت رکھتے مین ایسی ہی حد

اورنگزیب کے خیالات تعلیم کے باب مین اور اولاد کی

غرض انکی اور کوکاری مین افضل ہون وہ خوب واقف ہی کہ ایشیا کی سلطنتون پر جو آفتین اور بلائین
پڑتی ہین اور انین بدعملی اور بے انتظامی پاؤن پھیلاتی ہی اور جس سی آخر کار برباد اور تباہ ہو جاتی
ہین اسکا سبب یہی دریافت ہوگا کہ بادشاہون کی اولاد کی تعلیم مضر اور ناقص ہوتی ہی - وہ
بچپنے ہی سے روس سرکیشیا - منگ یلیا (مغولستان) اور گرجستان (جارجیا) اور حبش کی
عورتون اور خواجہ سرایون کی صحبت مین پرورش پاتے ہین - وہ اپنے سے بڑون کے آگے
فروتنی اور چاپلوسی کرتے ہین اپنے سے چھوٹون کے اوپر ظلم توڑتے ہین اور غرور سے پیش آتے ہین
جب شاہزادے تخت نشین ہوتے ہین اور محلون کی چار دیواری سے باہر آتے ہین تو وہ اپنے فرائض
منصبی سے جو اس حالت کے لئے لازم ہین بالکل جاہل ہوتے ہین وہ اپنی حیات کی تماشاگاہ مین
ایسے معلوم ہوتے ہین کہ کسی اور ہی دنیا سے آگئے ہین یا اول ہی اول کسی تہ خانہ سے نکلے
ہین جو احمقون کی طرح اپنے گرد کی ہر چیز کو حیرت سے دیکھتے ہین یا تو وہ بچون کی طرح
ہر بات کو یقین کر لیتے ہین یا ہر چیز سے ڈرتے ہین حماقت کے سبب ایسے ہٹیلے اور بے احتیاط ہوتے
ہین کہ وہ نیک صلاح کے سننے سے بہرے ہوتے ہین اور برے کامون کے کرنے مین بیدھڑک
ہوتے - جب انکے سر پر تاج رکھا جاتا ہے تو وہ اپنی جبلی طبیعت کے سبب یا اُن خیالات
کی وجہ سے جو ابتدا ہی سے انکے خاطر نشان کئے گئے ہین اپنی تمکنت اور وقار دکھاتے ہین
مگر آسانی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظاہری تمکنت و وقار اُن کی اصل خصلت نہین ہی بلکہ
ان صفات کا ایک ظاہری تصنع انکی کسی بری تعلیم کا اثر ہے بلکہ حقیقت مین انکی ان صفات
کا دوسرا نام وحشی پن اور خالی نمایش ہی - انکی خوش خلقی طفلانہ ہوتی ہی اس سبب سے
کہ وہ اصلی اور بے تکلف نہین ہوتی ایشیا کی تاریخ سے جو شخص آگاہ ہی وہ میری اس بیان
کا منکر نہ ہوگا جینے شاہزادون کے حال کی ہو بہو تصویر کھینچی ہی - کیا ایشیا کے
سلاطین آنکھین بند کرکے ظلم و ستم نہین کرتے ؟ کیا وہ ظالم بے رحم و بے انصاف نہ تھی
کیا وہ شراب خواری کے ذلیل و کمینہ عادات مین ایسے بدمست نہ ہوتے تھی کہ جسسے
انکی تندرستی غارت ہو جاتی تھی اور شہوت پرستی مین ایسے مستغرق نہ ہوتے تھے

کہ عقل انکی سلامت نہ رہتی تھی؟ کیا وہ سلطنت کی کاروبار کرنے کی جگہ سیر و شکار ہی
مین اپنا تمام وقت نہ کھوتے تھے؟ کتون کی جوڑیون کا خیال انکو بہت رہتا ہے اور
انسے بہت مانوس رہتے ہین مگر ان بیچارے غریبون کی تکلیفون کی پروا نہین کرتے
جو شکاریان اکثر بادشاہون کے ساتھ جانے کی بیگار مین مجبور کئے جاتے ہین۔ اور
گرمی سردی کی شدت اٹھانے سے اور بھوک اور تکان سے مر جاتے ہین خلاصہ یہ ہے
کہ ایشیا کے سلاطین شیاطین کے بھائی ہوتے ہین اور یہ برائیان انکی بوقلمون ہوتی ہین اور
یہ تلون انمین طبعی میلان کے سبب سے یا انکے ابتدائی خیالات کی وجہ سے ہوتا ہے جو انکے
دلنشین ہوتے ہین کمتر ایسا بادشاہ کوئی ہوتا ہے کہ جو اپنے ملک کی اندرونی مالی و
ملکی حالت سے نہایت ناواقف نہ ہو وہ اپنی سلطنت کی عنان کسی وزیر کے ہاتھ
مین دیدیتے ہین جو اپنی مطلق العنانی کے لئے کہ کوئی اسکے کسی کام کا مزاحم نہو ایسی
تدبیرین رہتا ہے کہ بادشاہ کسی طرح سے اپنی بد آشنائی سے فرصت نہ پائے۔ اور
اپنے امور سلطنت پر علم نہ ہو اگر وزیر اعظم اعضائے سلطنت کو استحکام کے ساتھ اپنے ہاتھ
مین نہین رکھ سکتا تو بادشاہ کی مان جو محل مین کوئی لونڈی باندی ہوتی ہے
اور کوئی گروہ خواجہ سراؤن کا اور ایسے آدمیون کا حکمرانی کرتے ہین جنکی تدابیر ملکی
وسیع اور آزادانہ خیالات پر مبنی نہین ہوتین بلکہ سازشون کے جوڑ توڑ
کی ادھیڑ بن مین لگے رہتے ہین کہ کسی اپنے دشمن کو جلاوطن کرین یا قید کرین یا پھانسی
دین۔ اور اکثر یہ سلوک امیر الامراؤن اور وزیرون سے بھی کرتے ہین انکی ایسی تمام
سلطنت مین کوئی شخص جو کچھ بھی مال رکھتا ہو ایک دن کے لئے بھی اپنی حیات کو تحقیق
نہین جانتا۔ پھر ایک دوسری جگہ ڈاکٹر برنیر لکھتا ہے کہ اورنگزیب نے اپنے استاد
ملا صالح سے کہا (ملا صالح بدخشان کا رہنے والا تھا اور دارا شکوہ کا پیر و مرشد
تھا۔ شاہجہان اسکی بہت تعظیم کرتا تھا وہ سنہ ۱۰۶۱ مین کشمیر مین مر گیا۔ برنیر کا
ملا صالح یہی ہوگا جسنے شیخ عالمگیر کو بھی سکھایا ہوگا) ملاجی مجھے آپ یہ تو

بتلائیے کہ آپ مجھ سے بخوشی کیا چاہتے ہین کیا آپ دعوی کرتے ہین کہ مین آپکو مین اپنے دربار
کے اعلے درجہ کے امرا مین داخل کرون ؟ تو مجھے اول یہ تحقیق کرنا چاہیے کہ آپ کس درجہ کی
عزت کے مستحق ہین - مین اسسے انکار نہین کرتا کہ اگر آپ میری نو عمری مین میرے دل کو
شائستہ تعلیم سے معمور کرتے تو ضرور آپ اس عزت کے مستحق ہوتے - آپ کسی عمدہ تعلیم یافتہ
نوجوان کو دکھلائیے تو مین کہون گا کہ یہ امر مشتبہ ہے کہ اسکا باپ یا استاد
کون زیادہ شکر گزاری کا مستحق ہے مجھے آپ بتلائیے کہ آپ کی تعلیم سے مجھے کونسا
علم حاصل ہوا ؟ آپنے مجھے سکھایا کہ سارا فرنگستان (یوروپ) ایک جزیرہ سے بڑا نہین ہے
جس مین سب سے زیادہ طاقتور پہلے بادشاہ پرتگال تھا اور اسکے بعد شاہ ہالنڈ اسکے
بعد شاہ انگلنڈ اور فرنگستان کے اور بادشاہون کی نسبت جیسے کہ شاہ فرانس اور شاہ
اندولیشیا ہین - یہ بتلایا کہ یہ بادشاہ مثل ہماری چھوٹے چھوٹے راجاؤن کے ہین اور
ہندوستان کے زبردست بادشاہ جنہونے سارے بادشاہون کو گرہن لگایا -
ہمایون - اکبر - جہانگیر - شاہجہان ہین جو اقبال مند عظیم الشان کشورستان اور
جہان کے بادشاہ ہین اور ایران و ازبک - کاشغر - تاتار - خطا - پیگو - سیام - چین
ماچین (ماچین متقدمین کی کتابون مین بطور تابع چین کے چین کے نام کے ساتھ لکھا جاتا
تھا - بعض کہتے ہین کہ یہان جو چین کو ہندو کہتے ہین اسکا ماچین مسلمانون نے بنایا ہے)
کے بادشاہ تو سلاطین ہند کے نام سے کانپتے ہین - آفرین ہے آپ کی اس جغرافیہ دانی
اور تاریخ دانی پر - میرے استاد کو یہ لازم تھا کہ وہ مجھے دنیا کی ہر قوم کے حالات سے
مطلع کرتا کہ اسکی وسائل آمدنی کیا ہین ؟ چین کی قوت کیسی ہے ؟ طرز و آئین جنگ اسکے
کیا ہین ؟ اسکی رسم و رواج و مذہب اور روش حکمرانی کیا ہین - کن باتون کو وہ اپنے حق
مین مفید سمجھتے ہین ؟ ان سب باتون کی سلسلہ وار کیفیت تواریخ مین پڑھا کے مطلع کرتا کہ
مین ہر ایک سلطنت کی اصل اور اسکے اسباب ترقی و تنزل سے اور حادثات و واقعات سے
واقف ہوتا اور ان غلطیون کو جانتا کہ جنکے سبب سے ایسے انقلابات و حادثات عظیم

واقع ہوئے اور قطع نظر اس سے کہ آپ مجھکو بنی آدم کی وسیع اور کامل تواریخ سے آگاہ کرتے۔ آپ نے
تو ہمارے ان نامور بزرگون کے نام بھی خوب طرح نہین بتائے۔ جو اس سلطنت کے بانی مبانی تھے آپنے
تو مجھے بالکل اُن کی سوانح عمری سے اور ان واقعات سے جو اس سے پہلے گذرے اور انکی عجیب فتوحات
جنکے سبب سے اُنہون نے پہلے فتوحات عظیمہ حاصل کین بالکل جہالت مین رکھا۔ بادشاہ کو ضرور ہے کہ وہ
اپنے ہمسایہ کے قومون کی زبانون سے ماہر ہو اسکی بجائے مجھے آپنے عربی لکھنا پڑھنا سکھایا
اور آپ سمجھے کہ مجھ پر آپ ایک بڑا احسان کرتے ہین کہ میری عمر کا بڑا حصہ اس زبان کے سیکھنے مین
ضائع کیا جو دس بارہ برس مین برابر محنت کرنے سے حاصل ہوتی ہے آپ اس بات کو بھول گئے
کہ بادشاہزادہ کی تعلیم مین کن کن علوم کے سکھانے کی ضرورت ہے آپنے مجھے علم صرف و نحو
سکھایا اور اس علم کا سکھانا جو قاضی کے لئے ضرور ہے واجب جانا جس مین میری عمر
کا بیش قیمت وقت بے سود۔ بے لطف۔ الفاظ کے سکھانے مین ضائع گیا۔ کیا آپ کو معلوم تھا
کہ نوعمری کا وقت ایسا ہوتا ہے کہ حافظہ قوی ہوتا ہے اور آسانی سے ہزارون عقلی احکام
ذہن نشین ہو سکتے ہین اور ایسی مفید تعلیم ہو سکتی ہے کہ دل و دماغ مین اعلی درجہ کے خیالات پیدا
ہون اور بڑے بڑے کامون کرنے کی قابلیت پیدا ہو۔ کیا اپنی نماز پڑھنی اور فقہ اور
علوم عربی زبان ہی کے ذریعہ سے سیکھ سکتے ہین؟ کیا ہم اپنی مادری زبان مین نماز پڑھین تو
وہ خدا انہین قبول کریگا اور مسائل شریعہ ہم آسانی سے اپنی مادری زبان مین نہین سیکھ سکتے؟
آپنے میرے باپ شاہجہان سے کہہ دیا کہ مجھے فلسفہ سکھاتے ہین اور مجھے خوب یاد ہے کہ آپنے برسون
تک ایسے طائل و لغو مسائل سے میرا دماغ پریشان کیا جنکے حل ہو جانے کے بعد بھی میری خاطر کو تشفی
نہین ہوئی اور وہ دنیاوی معاملات مین کارآمد نہ ہوئے محض صرف ایسے مبہم معنی اور فضول خیالات
اور توہمات مین جو بڑی مشکل سے سمجھ مین آتے ہین مگر فوراً بھول جاتے ہین اور جسکا نتیجہ صرف یہ ہے کہ
دماغ پراگندہ ہو اور عقل چکر مین آئے۔ اور آدمی منہ پھٹ زبان دراز اور ہٹ دھرم ہو جائے
کہ لوگ اس سے دق ہو جائین۔ بے شک آپنے میری اوقات گرامی کئی سال تک ایسے مسائل
مفروضہ کی تعلیم مین جو آپ کو مرغوب تھے صرف کرائے۔ مگر جب مین آپ کی تعلیم سے علیحدہ

بتلائیے کہ آپ مجھ سے بخوشی کیا چاہتے ہین کیا آپ دعوی کرتے ہین کہ مین آپکو مین اپنے دربار کے اعلے درجہ کے امرا مین داخل کرون ؟ تو مجھے اول یہ تحقیق کرنا چاہیے کہ آپ کس درجہ کی عزت کے مستحق ہین۔ مین اسسے انکار نہین کرتا کہ اگر آپ میری نوعمری مین میرے دل کو شائستہ تعلیم سے معمور کرتے تو ضرور آپ اس عزت کے مستحق ہوتے۔ آپ کسی عمدہ تعلیم یافتہ نوجوان کو دکھلائیے تو مین کہونگا کہ یہ امر مشتبہ ہے کہ اسکا باپ یا استاد کون زیادہ شکر گزاری کا مستحق ہے۔ مجھے آپ بتلائیے کہ آپ کی تعلیم سے مجھے کونسا علم حاصل ہوا ؟ آپنے مجھے سکھایا کہ سارا فرنگستان (یوروپ) ایک جزیرہ سے بڑا نہین ہے جس مین سب سے زیادہ طاقتور پہلے بادشاہ پرتگال تھا اور اسکے بعد شاہ ہالنڈ اُس کے بعد شاہ انگلنڈ اور فرنگستان کے اور بادشاہون کی نسبت جیسے کہ شاہ فرانس اور شاہ اندولیشیا ہین۔ یہ بتلایا کہ یہ بادشاہ مثل ہماری چھوٹے چھوٹے راجاؤن کے ہین اور ہندوستان کے زبردست بادشاہ جنھونے سارے بادشاہون کو گرہن لگایا۔ ہمایون۔ اکبر۔ جہانگیر۔ شاہجہان ہین جو اقبال مند عظیم الشان کشورستان اور جہان کے بادشاہ ہین اور ایران وازبک۔ کاشغر۔ تاتار۔ خطا۔ پیگو۔ سیام۔ چین ماچین (ماچین متقدمین کی کتابون مین بطور تابع مہمل کے چین کے نام کے ساتھ لکھا جاتا تھا۔ بعض کہتے ہین کہ جہاپن جو چین کو ہندو کہتے ہین اسکا ماچین مسلمانون نے بنایا ہے) کے بادشاہ تو سلاطین ہند کے نام سے کانپتے ہین۔ آفرین ہے آپ کی اس جغرافیہ دانی اور تاریخ دانی پر۔ میرے استاد کو یہ لازم تھا کہ وہ مجھے دنیا کی ہر قوم کے حالات سے مطلع کرتا کہ اسکی وسائل آمدنی کیا ہین ؟ چین کی قوت کیسی ہے ؟ طرز و آئین جنگ اسکے کیا ہین ؟ اسکی رسم و رواج و مذہب اور روش حکمرانی کیا ہین۔ کن باتون کو وہ اپنے حق مین مفید سمجھتے ہین ؟ ان سب باتون کی سلسلہ وار کیفیت تواریخ مین پڑھا کے مطلع کرتا کہ مین ہر ایک سلطنت کی اصل اور اسکے اسباب ترقی و تنزل سے اور حادثات و واقعات سے واقف ہوتا اور ان غلطیون کو جانتا کہ جنکے سبب سے ایسے انقلابات و حادثات عظیم

واقع ہوئے اور قطع نظر اس سے کہ اب مجھکو بنی آدم کی وسیع اور کامل تواریخ سے آگاہ کرتے۔ آپ نے
تو ہمارے ان نامور بزرگون کے نام بھی خوب طرح نہین بتائے۔ جو اس سلطنت کے بانی مبانی تھے آپنے
تو مجھے بالکل اُن کی سوانح عمری سے اور اُن واقعات سے جو اس سے پہلے گذرے اور اُنکی عجیب و غریب باتون سے
جنکے سبب سے اُنھون نے پہلے فتوحات عظیمہ حاصل کین بالکل جہالت مین رکھا۔ بادشاہ کو ضروری ہے کہ وہ
اپنے ہمسایہ کے قومون کی زبانون سے ماہر ہو اسکی بجائے مجھے آپنے عربی لکھنا پڑھنا سکھلایا
اور آپ سمجھے کہ مجھ پر آپ ایک بڑا احسان کرتے ہین کہ میری عمر کا بڑا حصہ اس زبان کے سیکھنے مین
ضائع کیا جو دس بارہ برس مین برابر محنت کرنے سے حاصل ہوتی ہی آپ اس بات کو بھول گئے
کہ بادشاہزادہ کی تعلیم ہین کن علوم کے سکھانے کی ضرورت ہے آپنے مجھے علم صرف و نحو
سکھایا اور اس علم کا سکھانا جو قاضی کے لئے ضرور ہے واجب جانا جس مین میری عمر
کا بیش قیمت وقت بے سود۔ بے لطف۔ الفاظ کے سکھانے مین ضائع گیا۔ کیا آپ کو معلوم تھا
کہ نوعمری کا وقت ایسا ہوتا ہے کہ حافظہ قوی ہوتا ہے اور آسانی سے ہزارون عقلی احکام
ذہن نشین ہو سکتے ہین اور ایسی مفید تعلیم ہو سکتی ہے کہ دل و دماغ مین اعلی درجہ کے خیالات پیدا
ہون اور بڑے بڑے کامون کرنے کی قابلیت پیدا ہو۔ کیا اپنی نماز پڑھنی اور فقہ اور
علوم عربی زبان ہی کے ذریعہ سے سیکھ سکتے ہین؟ کیا ہم اپنی مادری زبان مین نماز پڑھین تو
وہ خدا انہین قبول کریگا اور مسائل شریعہ ہم آسانی سے اپنی مادری زبان مین نہین سیکھ سکتے؟
آپنے میرے باپ شاہجہان سے کہدیا کہ مجھے فلسفہ سکھاتے ہین اور مجھے خوب یاد ہی کہ آپنے برسون
تک ایسے لاطائل و لغو مسائل سے میرا دماغ پریشان کیا جنکے حل ہو جانیکے بعد بھی میری خاطر کو تشفی
نہین ہوئی اور وہ دنیاوی معاملات مین کار آمد نہ ہوئے بلکہ صرف ایسے غیر معین اور فضول خیالات
اور توہمات ہین جو بڑی مشکل سے سمجھ مین آتے ہین مگر فوراً بھول جاتے ہین اور جسکا نتیجہ صرف یہ ہے کہ
دماغ پراگندہ ہو اور عقل چکر مین آئے۔ اور آدمی منہ پھٹ زبان دراز اور ہٹ دھرم ہو جائے
کہ لوگ اس سے دق ہو جائین۔ بے شک آپنے میری اوقات گرامی کئی سال تک ایسے مسائل
شغر و صنعہ کی تعلیم مین جو آپ کو مرغوب تھے صرف کرائے۔ مگر جب مین آپ کی تعلیم سے علیحدہ

ہوا تو کسی بڑے علم کے جاننے کا فخر نہیں کرسکتا تھا بجز اسکے کہ اُسے چند عجیب اور غیر معروف اصطلاحوں سے
واقف تھا جو ایک عمدہ فہم کے نوجوان شخص کی ہمت کو شکستہ دماغ کو مختل طبیعت کو
حیران کردیتی۔ اور جو فلسفہ کے مدعیوں کے جھوٹے دعووں اور جہالت کے چھپانے کی خاطر
جو آپ کی مانند لوگوں کو ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں کہ وہ عقل و دانش میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں
اور یہ کہ انکی تاریک اور مشتبہ المفہوم حق حق و بق بق میں ایسے بہت سے دقایق ہیں جو بجز
انکے اور کسی کو معلوم نہیں گھڑ لی گئی ہیں اگر آپ مجھکو فلسفہ سکھاتے جس سے ذہن اس قابل
ہوجاتا ہی کہ بغیر برہان اور دلیل صحیح کے کسی بات کو تسلیم نہیں کرسکتا۔ یا آپ مجھکو ایسا سبق
پڑھاتے جس سے انسان کے نفس کو ایسا شرف و علو حاصل ہوجاتا ہے کہ دنیا کے انقلابات سے
متاثر نہیں ہوتا اور ترقی و تنزل کی حالت میں ایک ہی سا رہتا ہے یا آپ مجھے انسان کے لوازم
فطرت اور مقتضیات نیچر (فطرت) سے واقف کرتے مجھے ان سے طریق استدلال کا عادی بناتے
کہ تصورات اور تخیلات کو چھوڑکر ہمیشہ اصول صادقہ بدیہیہ کی طرف رجوع کیا کرتا۔
اور عالم و مافیہا کے حقایق واقعیہ اور انکے کون و فساد کے ترتیب و نظام کے معارف قطعیہ سے
مجھے مطلع کرتے اور جو فلسفہ آپنے مجھے تعلیم کیا ہے وہ ایسے مسائل پر مشتمل ہوتا تو میں اس سے
بھی زیادہ آپ کا احسان مانتا جیسا کہ سکندر نے ارسطو کا مانا تھا اور ارسطو سے بھی زیادہ
آپکو انعام عطا کرتا۔ ملاجی نا قدردانی کا جھوٹا الزام خواہ مخواہ مجھ پر نہ لگائیے کیا
آپ یہ نہیں جانتے تھے کہ شاہزادوں کو اتنی بات ضروری سکھانی چاہیئے کہ انکو رعایا
اور رعایا کو انکے ساتھ کسی طرح برتاؤ کرنا لازم ہے۔ اور کیا تم کو اول ہی یہ خیال کرلینا
واجب تھا کہ میں کسی وقت میں تاج کی خاطر بلکہ اپنی جان بچانے کے لئے تلوار پکڑکر
اپنے بھائیوں سے لڑنے پر مجبور ہونگا کیونکہ آپ خوب جانتے ہیں کہ سلاطین ہند کی اولاد
کو ہمیشہ یہی معاملے پیش آتے رہتے ہیں بس آپنے کبھی لڑائی کا فن یا کسی شہر کا محاصرہ کرنا یا فوج
کی صف آرائی کا طریقہ سکھایا تھا؟ مگر میری خوش طالعی تھی کہ میں نے ان معاملات میں ایسے
لوگوں سے کچھ سیکھ لیا تھا جو آپ سے زیادہ عقلمند تھے۔ آپ اپنے گانوں کو چلے جائیے

ایک بڑے امیر نے اورنگ زیب سے عرض کیا کہ حضور جو کام مین اس قدر محنت
شفقت اٹھاتے ہین۔ اس سے خوف ہے کہ مبادا صحت جسمانی بلکہ
قوائے دماغی کے اعتدال اور طاقت کو کچھ نقصان پہنچے۔ اسکو سنکر بادشاہ نے اس ناصح
عقلمند کی طرف سے تو منہ پھیر لیا گویا سنا ہی نہین اور ذرا ٹھیر کر ایک اور بہت بڑے امیر کی طرف
جو نہایت دانا اور ذی علم تھا متوجہ ہوکر فرمایا کہ آپ تمام اہل علم اس باب مین متفق الرائے ہین
کہ مشکل اور خوف کے زمانہ مین بادشاہ کو جان جوکھون مین پڑ جانا اور ضرورت کے وقت
رعایا کی بہتری کے لئے جو خدا نے اسکے سپرد کی ہے تلوار پکڑکر میدان جنگ مین جان دیدینا
فرض و واجب ہے۔ مگر اسکے برعکس یہ نیک اور باتمیز شخص یہ چاہتا ہے کہ رعایا کے آرام اور
آسایش کے لئے مجھے ذرا بھی تکلیف اٹھانی نہ پڑے اور نہ کبھی انکی رفاہ و فلاح کی تدبیرون کے سوچنے
مین مجھے ایک رات بھی بے آرام رہنا پڑے بلکہ ایک دن بھی بے عیش و عشرت اور لہو و لعب کے
بسر ہو۔ یہ مدعا یون ہی حاصل ہو جائیگا اور اسکی یہ رائے ہے کہ مین اپنی تندرستی کو مقدم
جانون اور زیادہ تر عیش و عشرت اور آرام و آسایش ہی کے امور مین مصروف ہون اور
اسکا نتیجہ یہی ہوسکتا ہے کہ مین اس وسیع سلطنت کے کام کو کسی وزیر کے بھروسہ پر چھوڑ
بیٹھون مگر معلوم ہوتا ہے کہ اسنے اس امر پر غور نہین کیا جس حالت مین مجھے خدا نے بادشاہی
خاندان مین پیدا کرکے تخت پر بٹھایا ہے تو دنیا مین اپنے ذاتی فائدے کے لئے نہین بھیجا
بلکہ اورون کے آرام کے لئے محنت کرنا فرض کیا گیا ہے بس میرا کام یہ نہین ہے کہ اپنی ہی
آسایش کی فکر کرون البتہ انہی کی رفاہ کی غرض سے جسقدر آرام لینا ضروری ہے
اسکا مضائقہ نہین ہے اور بجز اس حالت کے کہ انصاف و عدالت اسکی مقتضی ہو یا
اقتدار سلطنت کے قائم رکھنے یا ملک کی حفاظت کے لئے ضروری ہو اور کسی صورت
مین رعایا کے آرام و آسائش کا نظر انداز کرنا جائز نہین ہے اور رعیت کی آسایش اور
بہبودی ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جسکا فکر مجھے ہونا چاہیئے مگر یہ شخص اس بات
کی تہ کو نہ پہنچا کہ اس آرام سے جو یہ میرے لئے تجویز کرتا ہے کیا کیا قباحتین پیدا ہونگی

بادشاہی فرائض کی نسبت عالمگیر کے خیالات بلند

اور یہ اسکو معلوم نہین کہ دوسرے کے ہاتھ مین حکومت کا دیدینا کیسی بات ہے اور سعدی نے جو یہ لکھا ہے کہ بادشاہون کو چاہیئے کہ بذات خود کاروبار سلطنت کا بوجھ اپنے اوپر لین ورنہ بہتر ہے کہ بادشاہ کہلانا چھوڑ دین تو کیا اس بزرگ کا یہ قول لغو ہے بس اپنی نسبت سے کہدیجیے کہ اگر ہم سے تحسین و آفرین حاصل کرنا چاہتا ہے تو جو کام اسکے سپرد ہے اوسکو اچھی طرح سے کرتا رہے اور خبردار ایسی صلاح جو بادشاہون کے سننے کے لائق نہین ہے پھر کبھی نہ دے اور افسوس ہے کہ تن پروری اور آرام طلبی اور ایسے خیالات سے بچنا جو دوسرون کی بہبودی کے فکر و تردد مین آدمی کو گھلا ڈالتے ہین انسان کا طبعی اور جبلی امر ہے پس ایسی فضول صلاح کارون کی ہمکو حاجت نہین اور عیش و آرام کی صلاحین ہماری بیگمین بھی دے سکتی ہین۔ یہ تو برنیر کے بیان سے نقل کیا گیا ہے العلم عند اللہ مگر عالمگیر نے جو رقعات ماباپ پاس اسکی قید کی حالت مین لکھے ہین انمین اسنے یہ صاف صاف بیان کیا ہے کہ مین صرف آپ کو بار سلطنت سے سبکدوش کرنے کے لئے جسکے اٹھانے کی طاقت آپ مین نہین رہی۔ یہ کام کرتا ہون مین آپسے محبت کرنے پر خلقت کی آسایش اور آرام کو ترجیح دیتا ہون اور ایسے ہی فرائض سلطنت بیان کئے تھے کہ اوپر لکھے گئے۔ ان رقعون کو ظفرنامہ شاہجہان کے آخر مین نکالکر پڑھو تو تم کو سب حال باپ کے قید کرنے کا اور بھائیون کے مارنے کا معلوم ہو جائیگا

عالمگیر کی سلطنت کا حال اور اسکا مآل

سنہ ۱۶۵۸ مین اورنگ زیب تخت پر بیٹھا اسکا باپ قید مین تھا اسلئے اپنا لقب عالمگیر رکھا جو ایک بے نظیر تلوار کا نام تھا۔ جو شاہجہان نے اپنے قید کی حالت مین اس پاس بھیجی تھی۔ سنہ ۱۷۰۷ تک سلطنت کی۔ ہندوستان مین جتنے مسلمان بادشاہ گذرے ان سب مین وہ زیادہ دیندار اور صاحب قدرت اور قوت تھا اسکی سلطنت کو وہ وسعت تھی جو دنیا مین بڑی بڑی سلطنتون کو ہوئی ہے۔ اسکے عہد مین خاندان تیموریہ کی سلطنت اپنی معراج پر پہنچی اسنے پچاس برس تک بڑے کر و فر و شان و شوکت سے سلطنت کی اول اسکو مجبوری باپ سے سرتابی کرنی پڑی اگر وہ یہ نہ کرتا تو دارا شکوہ بھلا اسکو کب سلطنت

کرنے دیتا اور جیتا چھوڑتا بھائیون کو بھی اسکو ضرور مارنا پڑا وہ مدعیان سلطنت تھے۔ دنیا کا دستور یہی ہے کہ جو شخص سلطنت کا دعوی کرے اسکو بادشاہ مارے یا قید کرے یا ملک سے خارج کرے اسکو بھی یہی کام بھائیون کے ساتھ کرنے پڑے۔ جو عالمگیر کو اس سبب سے برا کہتے ہین کہ اس نے باپ کو قید کیا اور بھائیون کا خون گردن پر لیا۔ وہ انصاف نہین کرتے۔ در سلطنت خویشی نیست کے مقولہ کو نہین سمجھتے اگر وہ باپ بھائیون کے ساتھ یہ سلوک نہ کرتا تو تخت سلطنت پر ایک دم کے لئے قدم نہین رکھ سکتا تھا اور اپنی جان نہین بچا سکتا۔ جو اسنے بھائیون کا حال کیا وہ حال اسکا بھائی کرتے ایسے فسادات تو اس خاندان مین ارث مین ملے تھے انکی شکایت کیا۔ اسکی برابر کوئی بادشاہ مدبر نہین ہوا اسنے اپنی حسن تدبیر سے کابل و قندھار کے پٹھانون کو سر نہین اٹھانے دیا انکو تابع رکھا شاہ ایران اسکے ساتھ اتحاد رکھنے کا خواستگار رہا اور بڑے بڑے شاہان اسلام غیر ملکون کے اسکے دربار مین سفیر و تحفے تحائف بھیجتے تھے۔ اور دوستانہ خط و کتابت رکھتے تھے راجپوت بگڑے۔ مگر پھر اسنے انکو اپنے عہد مین مطیع رکھا۔ بادشاہ دکن مین اپنی زمانہ مین بڑے بڑے کارنمایان کر چکا تھا اسکو فتح دکن کی ایسی دھن تھی۔ کہ اپنی سلطنت کے آدھے زمانہ مین اپنے سپہ سالارون کو بھیج بھیج کر اہل دکن سے لڑاتا رہا اور آدھی مدت سلطنت مین خود دکن مین جا کر معرکہ آرا ہوا۔ دکن مین مسلمانون کی پانچ سلطنتین تھین جنمین سے تین بیدر۔ احمد نگر۔ ایلچ پور۔ (برار) تو پہلے ہی اسکی تخت نشینی سے سلطنت مغلیہ مین داخل ہو چکی تھین اب اس نے باقی دو بیجاپور اور گولکنڈہ کو بہت محنت شاقہ اٹھا کر فتح کیا اور اپنی سلطنت مین لایا اور وسعت سلطنت کو کمال پر پہنچایا۔ مشرق مین آسام پر میر جملہ نے معرکہ آرائیان کین جنمین فتح پائی اور زیادہ کا میابی دونون ہوئین۔ ساحل مالابار پر فرنگیون کی گھٹا کا ٹکڑا اٹھا اور گھاٹون پر چھا۔ امید تھی کہ اسے عالمگیر کی ہوائیون ہی اڑا کر بے نشان کر دیگی مگر امید کے برخلاف اسنے وہ طوفان بلاخیز اٹھا کہ ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ پر اسنے پانی پھیر دیا۔

اسکا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بیجاپور اور گولکنڈہ کے مسلمانون کی سلطنتون کے سبب سے دکن مین مسلمانون کی حکومت قائم اور غالب تھی اور انکے سبب سے امن امان و انتظام رہتا تھا اور مرہٹون پر خوب اسکا رعب داب رہتا تھا جب وہ برباد ہوکر ممالک محروسۂ شاہی مین شامل ہوئین تو اسکے متعلقین خواہ خواص خواہ عوام پراگندہ و منتشر ہوگئے پٹھانون و ریگانہ ملکون کی سپاہ نے تو پادشاہ کی ملازمت اختیار کی اور جو افسر انمین سے اپنے آقاؤن سے بیوفا بن کر باسیکار ہوکر پادشاہ کی خدمت اور ملازمت مین آئے انکے دل بڑھانے اور درجہ چڑھانے کے لئے پادشاہ کو اپنی موروثی کارپرداز موقوف کرنے پڑے باقی سپاہ اور اسکے افسر کیا تو سپاہی سے جاکر ملگئے یا بجائے خود قزاقی اور راہزنی کا پیشہ کرنے لگے اس طرح دکن فسادون و فتنون کا گھر بن گیا اور دور کے زمیندار اپنی خودمختاری کے لئے موقع تکتے رہتے اور مرہٹے جو لڑائیان اور قزاقیان کرتے انمین وہ رفیق بننے کو تیار رہتے۔ کیونکہ وہ مرہٹون ہی کو اپنے افعال غارتگری کا حامی اور مددگار اور رہائی کا باپ جانتے تھے اب یہ کیفیت تو دور کے زمیندارون کی تھی اور جو زمیندار زیر طناب بستے تھے وہ بھی پادشاہ کی حکومت سے خوش نہ تھے دکن کا فتح کا سہرہ کیا سر پر چڑھا تھا۔ ایک کٹارون کا ہار گلے مین پڑا تھا — سلطنت کے واقعات عظیم

سنہ ۱۶۵۸ شاہجہان کی معزولی اور اورنگ زیب کی تخت نشینی۔

سنہ ۱۶۵۹ اورنگ زیب نے اپنے بھائیون دارا اور شجاع کو شکست دی۔ دارا پکڑا آیا۔ اور پادشاہ کے حکم سے مارا گیا۔

سنہ ۱۶۶۰ شجاع سے معرکہ آرائی جاری رہی اور وہ شکست پاکر اراکان مین گیا اور وہان مرگیا۔

سنہ ۱۶۶۱ مراد کو قید خانہ مین اورنگ زیب نے قتل کرایا۔

سنہ ۱۶۶۲ میر جملہ کا آسام پر حملہ آوری فتحیابی و ناکامی۔ دکن مین فسادون کا پیدا ہونا۔ بیجاپور اور سیواجی کی لڑائی۔ بعد بہت سی دولت کے انقلابات کے سیواجی نے مرہٹون کی سلطنت کو قائم کیا اور دکن کے ایک حصہ پر قبضہ کیا۔

سنہ ۱۶۶۴ تا ۱۶۶۵ سیواجی نے سلطنت مغلیہ سے بغاوت کی۔ سنہ ۱۶۶۴ میں اُس نے اپنے تئین راجہ بنایا۔

اور اپنے تئین آزاد کیا۔ بادشاہ نے ۱۶۶۵ء مین اسسے لڑنے کے لئے ایک بڑی سپاہ بھیجی اس نے اسکو مطیع کیا وہ دہلی مین آیا کچھ مقید رہا اور پھر بھاگ گیا۔

۱۶۶۲ء شاہجہان اس دنیا سے سدھارا۔ دکن مین لڑائی اور والی بیجاپور سے معرکہ آرائی۔

۱۶۶۷ء اورنگزیب اور سیواجی کی مصالحت اور سیواجی کی وسعت مملکت اور گولکنڈہ اور بیجاپور سے پہلی دفعہ خراج لینا۔

۱۶۷۰ء سیواجی کا خاندیس اور دکن کا لوٹنا اور چوتھ لینے کا ڈول ڈالنا۔

۱۶۷۲ء بادشاہ اور سیواجی کی معرکہ آرائیان۔

۱۶۷۷ء غیر مسلمانون پر بادشاہ کا جزیہ مقرر کرنا۔

۱۶۷۹ء بادشاہ کی راجپوتون سے لڑائی۔ شاہزادہ اکبر کی بغاوت جو راجپوتون سے جا ملا اور اسکی سپاہ جو بھاگ گئی۔ شاہزادہ مجبوری مرہٹون سے جا ملا۔

۱۶۸۱ء راجپوتون کے ساتھ بادشاہ کا لڑائی جاری رکھنا۔

۱۶۷۴-۱۶۸۰ء دکن مین مرہٹون کی ترقی ۱۶۷۴ء سیواجی نے رائے گڈھ مین تاج سلطنت سر پر رکھا۔ بادشاہ اور بیجاپور سے لڑا۔ ۱۶۸۰ء مین سیواجی مرا۔ اسکا بیٹا سنبھاجی جانشین ہوا۔

۱۶۸۳ء مین اورنگزیب نے خود دکن پر حملہ کیا اور لشکر عظیم ساتھ لے گیا۔

۱۶۸۶-۱۶۸۸ء اورنگزیب نے بیجاپور اور گولکنڈہ فتح کرلیا۔

۱۶۸۹ء مین انکو اپنی سلطنت مین شامل کرلیا۔

۱۶۸۹ء مین اورنگزیب نے سنبھا کو گرفتار کیا اور مار ڈالا۔

۱۶۹۲ء مرہٹون کے مختلف سردارون سے لڑائیان۔

۱۶۹۸ء مرہٹون سے جنجی کو اورنگزیب نے لے لیا۔

۱۶۹۹-۱۷۰۱ء مرہٹون سے لڑائیان ستارا اور مرہٹون کے اور قلعون کا مفتوح ہونا مرہٹون کی ظاہری بربادی۔

۱۷۰۲-۱۷۰۵ء مرہٹون کی فتوح۔

سنہ ۱۷۰۶ء - بادشاہ کا احمد نگر مین آنا -

سنہ ۱۷۰۷ء - اورنگ زیب کا مرنا -

عالمگیر کی اولاد

عالمگیر کے اوراوصاف مین سے یہ بھی ایک وصف تھا کہ اُس نے اپنے بیٹون کو طاعت و صلاح و پرہیزگاری و قواعد اطوار سروری و سرداری اور بہت طرح کے ہنر سکھائے تھے - حافظ کلام اللہ علم ادب سے بقدر معتد بہ آگاہ - اقسام خطوط لکھنے سے ماہر زبان ترکی و فارسی خوب جاننے والے تھے - اور بیٹیان بھی عقائد حقہ اور احکام ضروریہ دینیہ سے واقف اور تلاوت و کتابت قرآن مین مشاق تھین -

بادشاہ کے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیان تھین اگرچہ ان شاہزادون کا حال تاریخ مین بیان کیا گیا ہے مگر یہان دونون شاہزادون اور شہزادیون کی لیاقت علمی کا بیان کیا جاتا ہے —

نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات	نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات
زیب النساء	۱۰۴۸ / ۱۶۳۸	۱۱۱۳ / ۱۷۰۲	زبدۃ النساء	۱۰۶۱ / ۱۶۵۱	۱۱۱۸ / ۱۷۰۷
محمد سلطان	۱۰۴۹ / ۱۶۳۹	۱۰۸۷ / ۱۶۷۶	اعظم شاہ	۱۰۶۳ / ۱۶۵۳	۱۱۱۸ / ۱۷۰۷
معظم شاہ عالم بہادر شاہ	۱۰۵۳ / ۱۶۴۳	۱۲ ۷ [illegible]	اکبر شاہ	۱۰۶۷ / ۱۶۵۷	۱۱۱۷ / ۱۷۰۶
زینت النساء	۱۰۵۳ / ۱۶۴۳	۱۱۲۲ / ۱۷۱۰	مہر النساء	۱۰۷۲ / ۱۶۶۱	۱۱۱۶ / ۱۷۰۵
بدر النساء	۱۰۵۷ / ۱۶۴۷	۱۰۸۰ / ۱۶۷۰	کام بخش	۱۰۷۷ / ۱۶۶۷	۱۱۲۰ / ۱۷۰۹

بیٹون کا حال یہ ہے کہ سب سے بڑا بیٹا محمد سلطان تھا - نواب بائی اسکی مان تھی - کلام مجید کا حافظ تھا - عربی - فارسی - ترکی - کے لکھنے پڑھنے مین بہرہ کافی رکھتا تھا محاربات مین شجاعت و دلیری دکھائی سنہ ۲۱ جلوس مین وفات پائی -

دوم پسر محمد شاہ عالم بہادر بھی نواب بائی کے بطن سے پیدا ہوا - حافظ قرآن علم قرأت و تجوید سے آگاہ - اس طرح ترتیل و ترسیل سے قرآن پڑھتا تھا کہ اسکے سُننے سے سامع کا دل نہ بھرتا تھا - ایام شباب کچھ زیادہ تر تحصیل علمی مین صرف کیا - علم حدیث مین اوسکو

قدوة المحدثین کہتی تھے۔ فقہ مین قرآن و حدیث سے استخراج مسائل کر لیتا تھا۔ عربی زبان
ایسی بولتا تھا کہ اہل عرب پسند کرتے تھے۔ فارسی ترکی مین بھی خوب استعداد تھی۔ اقسام
خطوط لکھنے مین استاد تھا۔ اکثر شب کو نوافل کو ادا کرتا۔ وظائف کی تقدیم اور قرآن مجید کی
قرأت اور حدیث اور تفسیر و فقہ و سلوک کی کتابون کا مطالعہ کرتا۔ وقت پر فجر کی نماز
پڑھتا۔ جب ایک دو نیزہ آفتاب بلند ہوتا تو وہ مصلے پر سے اٹھتا بعد اس کے
غرفہ مین بیٹھتا۔ اور ستم رسیدون کی ملتمسات کو سنتا اور بقدر مصلحت یہان
توقف کرتا۔ بعد ازان
دیوان خاص کو دیوان عام کے تئین آرایش دیتا۔ مقدمات مالی و ملکی بوسائط
دیوانون اور بخشیون اور متصدیون کے معروض ہوتے اور لوگون کے مقصد نکلتے
ظہر کی نماز کے بعد محل مین جاتا۔ تناول طعام اور قیلولہ کرتا۔ بعد اسکے عصر کی نماز پڑھتا
اور پھر مظلومون کی درد کی دوا کرتا۔ مغرب کی نماز سے پہلے پھر تو کے ملازمون کا
مجرا لیتا۔ مغرب کی نماز پڑھتا اور عشا کی نماز تہائی رات گئے پڑھتا اور مغرب
و عشا کے مابین مین عبادت کرتا اور پھر شبستان مین جاکر آرام کرتا۔ یہ بادشاہ کا
بیٹا سیدھا سادھا تھا اور باپ کی وہ اطاعت کرتا تھا کہ غلام آقا کی تابعداری
کیا کریگا۔ کبھی کوئی بات بلند نظری کی منہ سے نہین نکالتا اور باپ کا کہا سارہی
باتون مین مانتا۔ اورنگ زیب کا حال بھی نوجوانی مین ایسا ہی تھا کہ وہ بالکل
اولو العزمی سے خالی تھا اسلئے وہ اسکی سادگی کو اپنی سادگی سمجھتا۔ اسکے بہی حال
تاریخ مین پڑھو۔
تیسرا بیٹا محمد اعظم دلرس بانو بیگم سے پیدا ہوا جو شاہ نواز خان صفوی کی بیٹی تھی
سب بیٹون مین بادشاہ اس بیٹے کو بہت پیار کرتا تھا۔ اکثر بادشاہ اسکو مصاحب
بے بدل ندیم کہتا۔ باپ سے تین مہینے بیس یوم بعد معرکہ آرائی مین مارا گیا۔
چوتھا بیٹا محمد اکبر دلرس بانو بیگم کے بطن سے پیدا ہوا ۱۱۱۶ھ مین مرگیا۔

عالمگیر اسمین و خوبیان بتاتا تھا - آپ نماز جماعت پڑھتا ہی - کوئی جمعہ ترک نہین کرتا اور فحال النقان دین سے کچھ باک نہین رکھتا - دوم مشہد معلّے مین امام موسی رضا کے مرقد کی زیارت کی - پنجمین کام بخش بائی اودیپوری سے پیدا ہوا اور حافظ قرآن تھا کتب متداولہ مین اور بھائیون سے زیادہ ماہر تھا - زبان ترکی مین و اقسام خط کے لکھنے مین مہارت تھی شجاعت و سخاوت جبلی اسمین تھی - باپ سے دو سال بعد مرگیا -
اب بیٹیون کا حال یہ ہے کہ زیب النسا بیگم بطن بیگم سے پیدا ہوئی - حافظ کلام مجید تھی جسکی عوض مین باپنے تیس ہزار اشرفیان دی تھین وہ علوم عربی و فارسی سے بہرہ تمام رکھتی تھی - اقسام خطوط نستعلیق و شکستہ مین خوش نویس تھی - وہ علم کی قدر شناس تھی - کتابین جمع کین تصنیف و تالیف مین مصروف رہتی ارباب فضل و کمال کی ترفیہ حال مین جد کرتی سرکار شاہی کے کتب خانہ مین جتنی کتابین اسنے پڑھی تھین اتنی کسی اور نے نہین پڑھیین - بہت سے علماء و فضلاء و صلحاء و شعراء و منشیان بلاغت دثار و خوش نویسان اسکے انعام سے بہرہ ور ہوتے ملا صفی الدین اردبیلی کشمیر مین رہتا تھا اس حکم سے تفسیر کبیر کا ترجمہ کیا اسکا نام زیب التفاسیر ہے اور اسکے نام پر اور کتابین اور رسالے بھی تصنیف ہوئے ۱۲ سنہ جلوس مین انتقال ہوا - دوم زیب النسا بھی بیگم کے بطن سے پیدا ہوئی عقائد حقہ و احکام ضروریہ دینیہ سے آگاہ تھی - بہت سخی تھی - سوئمین بدر النسا بیگم - نواب بائی کے پیٹ سے پیدا ہوئی - حافظ قرآن مجید تھی علم دینی سے واقف تھی ۱۳ سنہ جلوس مین وفات پائی - چہارمین زبدۃ النسا بیگم - بیگم کے بطن سے پیدا ہوئی سپہر شکوہ پسر دارا شکوہ سے نکاح ہوا جس مہینہ مین باپ اس مہینہ مین وہ مرگئی - پنجمین مہر النسا بیگم بطن اورنگ آبادی محل سے پیدا ہوئی - ایزد بخش پسر مراد بخش سے بیاہی گئی ۱۱۱۶ سنہ مین وفات پائی فقط

تمت

خریدیگا تو اوسکی قیمت گیارہ روپیہ ہے جس مین محصول ڈاک شامل ہے - ہر حصہ کا حال جدا جدا اشتہار
مین لکھا گیا ہے جو اس اشتہار کے ساتھ منسلک ہے مین اور مسلمانونکی تاریخ جواب نئی چھپی ہے اسکا حال یہ ہے

ہندوستان کی مسلمانون کی تاریخ

ہندوستان کی سلطنت اسلامیہ کی تاریخ مین نے پہلے لکھکر منطبع کرائی تھی مگر اب جو تاریخ مین نے
لکھی ہے وہ میری پہلی تاریخ سے غیر ہے - اس دفعہ مین نے تاریخ تالیف کرنے کے لئے
بڑی سعی و کوشش کی ہے - ہندوستان کے بڑے بڑے کتب خانون سے سو سوا سو تاریخین جمع کین ان
تواریخ کا جمع کرنا ہی بڑا مشکل تہا پہر انمین سے مضامین کا اخذ کرنا اور زیادہ دشوار تہا مین نے انکے مطالب
کے اخذ کرنے مین کوتاہی نہین کی اسکا حال کہ مین نے کسطرح مضامین کو انتخاب کیا - اول جلد کی
تمہید مین لکھا ہے - عربی زبان مین کوئی تاریخ جو مخصوص ہندوستان کی ہو میری نظر سے نہین گذری
مگر فارسی زبان مین سو سے زائد تواریخ میرے مطالعہ مین آئیں مگر اونمین تیس کے قریب ایسی تاریخین ہین کہ
جنکے پڑہنے کے بعد باقی تاریخون کے مطالعہ کوئی نیا علم تاریخ مین نہین بڑہتا - انکا پڑہنا تحصیل حاصل ہے
مین نے ہر خاندان اور ہر بادشاہ کی تاریخ جو مخصوص ہے اوسکے ساتھہ ہی اسکے کل مضامین تاریخو کو بیان کر
لکھا ہے اس تاریخ کی زبان اردو ہے جسکا پڑہنا اور سمجھنا فارسی زبان کی نسبت آسان ہے - اس مین
انگریزی تاریخون کے خیالات اور ہندوؤن کی تصنیفات سے جو انگریزی زبان مین ہندوؤن و مسلمانون کے
باہمی معاملات کا بیان تاریخون مین لکھا جاتا ہے وہ تحریر ہوا ہے کہ فارسی کتابون مین نہین ہوتا
سوا اسکے بعض فارسی کی نایاب تاریخون سے حالات لکھے گئے ہین غرض اگر کوئی بہت روپیہ
خرچ کرکے ساری فارسی کی تاریخون کو جمع کرکے مطالعہ کرے تو اوسکو بھی اس تاریخ سے بہت سی نئی
باتین معلوم ہون گی +

محمد ذکاء اللہ ۲۵ جنوری ۱۸۹۸ع

خریدار اپنی درخواست منشی محمد عطاء اللہ مالک مطبع شمس المطابع پاس دہلی چیلون کے کوچہ کے
نشان سے بہیجین فقط

مطبع شمس المطابع دہلی